دشمن قار نجہ ایسہ فیل کبی ظن ابلہ

خواہ دشمن چیونٹی کے برابر ہو اُسے ہاتھی کے برابر خیال کرنا چاہیے

محاربات چلیونا

یعنے

وہ لڑائیں جو سنہ ۱۸۴۹ء کی جنگ مین بمقام چلیونا وقوع مین آئین

اور

جنکے حالات لفٹنٹ ولیم ڈی ہربرٹ نے (جو خود جنگ مذکور مین شریک تھے)
انگریزی مین تحریر کئے تھے

اور اسکا ترجمہ

مولوی محمد انشاء اللہ صاحب زمیندار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ نے با یزاد حواشی و فٹ نوٹون کے اردو مین کیا

حصہ اول

مطبع روز بازار امرتسر مین باہتمام منشی فاضل شیخ غلام محمد طبع ہوا

سنہ ۱۸۶۹ء

حسب ضابطہ رجسٹری کرائی گئی ہے

طبع اول .... قیمت فی حصہ عہ

ناظرین

اس کتاب کا ترجمہ آپ کے سامنے پیش کرنے کے لئے مین کسی لمبی چوڑی تمہید کی ضرورت نہین پاتا۔ اُسکے حالات مصنف مسٹر ہربرٹ کے کارنامے پڑھکر آپ کو خود ہی معلوم ہو جائینگے کہ وہ کون سے امور تھے جنہون نے مجھکو اسکے ترجمہ کی تحریک کی۔ اور ساتھ ہی آپ پر یہ بھی منکشف ہو جائیگا کہ اُس میدان مین بھی جسکو کسی وقت صرف مسلمانون کا ملک تصور کیا جاتا تھا بجز اپنے عیسائی معاصرین کے ہم پلہ بننے سے کس قدر کام کرنا باقی رہتا ہے۔ اس مین کلام نہین کہ جہانتک دولت عثمانیہ حکومت اور بالخصوص اعلیحضرت امیر المومنین سلطان عبدالحمید خان کی ذات گرامی کا تعلق ہے ان نقصانات مین سے جنکا ذکر مسٹر ہربرٹ نے کیا ہے اکثر کی اصلاح کر دی گئی ہے اور باقیماندہ کی برابر بہت ترقی ہو رہی ہے۔ لیکن افسوس قوم کی نسبت اسکی عام حالت کو دیکھکر مجھے یہی رائے ظاہر کرنے کی خوشی حاصل نہین ہو سکتی۔

بہر حال مین امید کرتا ہون کہ جو ہموطن اس کتاب کو مطالعہ کرینگے وہ کم از کم اوس شیر دل بلند ہمت نوجوان کے لئے جو محض راستی کی تائید اور مظلوم کی حمایت مین سینہ سپر ہو کر کبھی مہینون سترہ اٹھارہ سال کے سن مین اپنے ہم مذہبون سے مشغول کارزار رہا۔ دعا خیر مانگنے سے دریغ نہین کرینگے۔

مسٹر ہربرٹ نے اس کتاب مین ایسی شرح وبسط سے کام لیا کہ اوسپر مشکل کچھہ اور اضافہ ہو سکتا ہی تاہم مین نے جہان کہین مناسب سمجھا توضیح مطلب مزید آگاہی یا مصنف کی بعض اور شاذ و نادر غلط فہمیون کی تصحیح کے لئے جابجا حواشی دیدیئے ہین۔ والسلام علی من اتبع الہدےٰ۔

خاکسار بندہ محمد انشاء اللہ
اڈیٹر وکیل امرتسر

۲۴ مارچ ۱۹۰۸ء

محاربات پلیونا

شبیہ مشیر عثمان پاشا جو مسٹر ہربرٹ نے جولائی ۱۸۷۷ء
مین بمقام پلیونا پنسل سے تیار کی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محاربات پلیونا۔

دیباچہ

ایک جرمن ضرب المثل ہے کہ "دیر آید درست آید"۔ اِس سے میری یہہ مراد نہیں کہ وہ تاریخی واقعات جنہوں نے پلیونا کے نام کو ہمیشہ کے لئے مشہور کردیا ہے اور اُسے ترکونکی نگاہ میں ویسا ہی عزیز بنادیا ہے جیسا کہ واٹرلو* انگریزونکی نگاہ میں ہے۔ یا تھرموپائلی+ پرانے یونانیونکی نظروں میں تھا۔ اور جنہوں نے اس مقام کو شجاعت۔ تحمل۔ جفاکشی اور ایثار کا عثمانی قومی نشان بنادیا ہے۔ اُن میں جو تھوڑا سا حصہ میں نے لیا ہے اسکے حالات تحریر کرنے میں یہہ سولہ برس (جو محاربہ پلیونا کے بعد گذرے ہیں) صرف ہوے ہیں۔ بات صرف یہہ ہے کہ میں نے اپنی اس تجویز کو جو ۱۸۷۷ء کے پُراز واقعات غریبہ و سوانحہ عجیبہ سال کے عینی مشاہدات اور ذاتی تجربات کو قلمبند کرنے کے متعلق ابتدا ہی میں کی تھی۔ اور جسپر اکثر غور کرتا رہتا تھا اور ہمیشہ ٹال دیا کرتا تھا۔ عمل میں لاتے لاتے تقریباً یہہ سولہ برس گذجانے دیئے۔ ان صفحات میں میں نے ذاتی مشاہدات و تجارب سے تجاوز نہیں کیا۔ گو ممکن ہے کہ کہیں کہیں میرے حافظہ نے ٹھیک کام نہ دیا ہو۔ اس داستان پر حق الامر کے قریب تر ہونے کا فوراً بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہہ ایک ایسے شخص کے ذاتی معائنوں پر مبنی ہے

---

* واٹرلو بلجیم کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو اُسکے دار الخلافہ برسلز سے بجانب جنوب مشرق آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ۱۸ جون ۱۸۱۵ء کو یہاں انگریز سپہ سالار ویلنگٹن نے جو پرشین اور انگریزی متفقہ افواج کا کمانڈر تھا نپولین اعظم شہنشاہ فرانس کو شکست فاش دی۔ اِس معرکہ کی وجہ سے یہہ مقام تاریخ عالم میں ہمیشہ مشہور رہیگا۔

+ یہہ یونان کی شمال مشرق میں ایک مشہور درہ ہے اسکے لفظی معنے دروازہ آتشین کے ہیں۔ ۴۸۰ قبل مسیح میں لیونائیڈاس یونان کے مشہور محب وطن نے تین سو سپاہیوں سے کئی لاکھ ایرانی فوج کو یونان میں داخل نہونے دیا۔ (عرصہ دراز تک) یہی واقعہ اسکی شہرت دوامی کا باعث ہے۔ یہہ ایک تنگ راستہ ہے ایک طرف بلند چٹان ہیں اور دوسری طرف سمندر یا دشوار گذار دلدلیں ہیں قصبہ لامیا جسکو یونانی فوج نے ۱۸۹۷ء کی محاربہ روم و یونان میں مقام دفاع ... شکست فاش کھانیکے بعد اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا یہہ درہ ۹۰ میل بجانب جنوب ہے۔ اسکے قریب آب گرم کے چشمے ہیں جو پیراسی لئے اسکو آتشیں درہ کہتے ہیں۔

جنکو اپنی آنکھوں اور کانوں کی قوت پر بہت کچھ بھروسہ ہے۔ میں نے دوران محاربہ میں ضخیم یادداشتیں تیار کی تھیں
جو سوائے ایک چھوٹی سی نوٹ بک اور یادداشتوں کے چند تختہ کاغذوں کے جو آخری محاصرہ شکن حملہ کے
دن حسن اتفاق سے میری جیب میں پڑے رہگئے۔ ۱۰ ستمبر ۱۸۷۷ء کی آخری جان توڑ کوشش کی افراتفری
میں ضائع ہو گئیں۔ نوٹ بک میں عثمان پاشا کا ایک پنسلی خاکہ بھی جو جلدی میں کھینچا گیا تھا موجود ہے شائع
کنندگان کتاب نے باوجود نقصوں کے اِس خاکہ کی نقل کا شائع کرنا منظور کر لیا ہے۔ بلحاظ مصوری یہہ
تصویر بالکل بھدی ہے۔ مگر شباہت کے ظاہر کرنے میں پورا پورا کام دیتی ہے۔ ایک بڑا نقص اِس میں یہہ
ہے کہ اِس چھوٹے سے خاکہ کے دیکھنے سے ناظرین کو یہہ خیال ہو جاتا ہے کہ اصل شخص دراز قامت اور دبلا پتلا
آدمی ہے۔ حالانکہ یہہ بات نہیں۔ عثمان کا جسم گتھا ہوا ہے اور قد میانہ ہے۔ جن دنوں میں روسیوں کی قید میں تھا
میں نے اپنے ساتھی قیدیوں کی گفتگو اور مکالموں سے اپنے حافظہ کو تازہ کر کے گم شدہ یادداشتوں کا بہت سا حصہ
پھر دوبارہ لکھ لیا۔ ذاتی حافظہ کے بعد میری داستان زیادہ تر انہیں یادداشتوں پر مبنی ہے +

اگرچہ میں انگریزی النسل ہونیکا مدعی ہوں۔ مگر انگریزی میری مادری زبان نہیں۔ مجھے اسکا علم کتابی
ہے۔ جب میں نے انگریزی پڑھنی شروع کی اُسوقت میری عمر سات برس کی تھی۔ میری کتاب میں بعض معمولی
غیر انگریزی محاوروں اور بندش فقرات کے ہونے کا یہی باعث ہے۔ ابتدائی سے چند برس بعد تک میں ابھی
بالکل بچہ تھا نہایت ہی بے پروا اور لطف صحت۔ جوانی۔ زر و دولت اور شباب کے جائز عیش و نشاط کا حظ اُٹھانے
میں اسقدر مشغول رہا کہ تاریخی واقعات میں اپنی ذاتی شمولیت کی حالات قلمبند کرنے کے فوائد اور اہمیت
پر خیال کرنے کی مجھے فرصت ہی نہ ہوئی۔ اِس زمانہ کے بعد زندگی کا ایک اور دور شروع ہوا۔ اس میں حسن
اتفاق سے مجھے کئی کامیابیاں جنکا میں مستحق نہیں تھا خود بخود نہایت آسانی سے نصیب ہو گئیں۔ یہہ زمانہ
مطالعہ۔ سیر و سیاحت۔ گھر کے دھندوں۔ اور اپنے پیشہ کے انصرام میں صرف ہوا۔ اسکے بعد مصیبت۔ رنج و الم
بیحد کام اور زندگی کے لئے بے اندازہ محنت و مشقت کرنیکا دورہ آیا۔ الغرض اِس میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں کہ
سولہ برس تک مجھے اپنی کتاب کے لکھنے کیلئے کوئی فرصت نہ مل سکی +

چونکہ میں صرف لفٹنٹ تھا اسلئے میرے ذاتی مشاہدات کا افق لازمی طور پر محدود تھا۔ میری حالت
بعینہ اُس شخص ایسی تھی۔ جو کسی تصویر کو بالکل ناک کے قریب رکھکر دیکھ رہا ہو۔ وہ کل تصویر کو ایک نظر سے نہیں
دیکھ سکتا۔ مگر وہ اُسکے ہر ایک حصہ کو علیحدہ علیحدہ کر کے بالتفصیل دیکھ لیگا۔ اور اسطرح سے آخرکار یہہ شخص غالباً

سرسری نگاہ سے کل تصویر کو دیکھنے والے کی نسبت زیادہ حالات سے واقف ہو جائیگا۔ معرکہ کارزار میں ادنیٰ درجہ
والے اس گھاٹے میں تو ضرور ہوتے ہیں کہ وہ سارے معرکہ کے حالات و کوائف کو نہیں دیکھ سکتے۔ مگر اسکے ساتھ
ہی انکو یہہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ واقعی کارزار کے قریب ہونیکی وجہہ سے انکو اسکی اصلی اور بھیانک کیفیت بخوبی
معلوم ہوتی رہتی ہے۔ فرمانروا۔ مدبر۔ سپہ سالار اور ایک حد تک اخبارات کے فوجی نامہ نگار میدان جنگ
کی تصویر کے صرف بیل بوٹے کو دیکھ سکتے ہیں۔ میں نے شجاعوں کے کارنامے اور روح کو جوش دلانیوالی
کیفیتیں بھی جو نہایت عالی شان اور پرجلال تھیں بکثرت معائنہ کیں۔ اور انسے زیادہ مقاتلہ و کارزار کی
وہ کیفیتیں دیکھیں جو نہایت خوفناک اور مہیب تھیں۔ اور جنکے بیان کرنے سے زبردست محرر کا
قلم بھی عاری ہے۔ میں نے ناگفتنی منظر اور ایسے خوفناک نظارے جو خیال میں بھی نہیں لائے جا سکتے ملاحظہ کئے ہیں۔
میری یہہ دیرینہ اور دلی آرزو ہے اور مجھے اسکی پوری ہونیکا بہت یقین ہے کہ حضرت باری تعالیٰ اپنی ربانی عدالت و انصاف
کے دستور العمل میں یہہ سزا بھی ضرور شامل کرے کہ۔ بادشاہوں اور مدبروں کو جو حضرات ہی محاربات کے برپا کرنے
والے ہوتے ہیں غیر ارضی سزا کا وقت پہنچنے پر (یعنے موت کے قریب) ایسے خیالی منظروں اور خوابوں
جو اصل منظروں کی کیسقدر مشابہ ہوں جنکو مجھ لرزاں و ترساں معصوم ناظر نے مشاہدہ کیا ہے عقوبت پہنچائے۔ میں نے کسی جگہ
یہہ پڑھا ہے کہ "اگر تمکو اپنے اعتقاد پر جو بچپن سے تمہارے دل میں راسخ ہے بیحد یقین ہو۔ تو اسکی مضبوطی
کی آزمائش کے لئے ذرا ارض مقدس (عیسائیوں کی زیارتگاہ) ہو آؤ" (یعنی تمکو وہاں ایسی صعوبتیں پیش
آئینگی کہ غالباً اپنے عقیدہ سے لڑکھڑا جاؤ گے)۔ اس مقولہ کی درستی کی میں ذاتی معائنہ سے تصدیق کر سکتا ہوں
اسکا اثر سحر ہے۔ فقرہ مذکور کی ترکیب میرے حسب حال گویا یہہ ہوگی کہ "اگر تمکو سپاہیت کی عزت و شان پر
بیحد اعتماد ہو تو اپنے اعتماد کو ذرا لڑائی میں آزماؤ" (پھر تمکو معلوم ہو جائیگا کہ سپاہیت کی عزت شان کیسی ہوتی
ہے) سپہ سالار جو عمدہ عمدہ غذائیں کھا کر توندل ہو جاتے ہیں اور بالعموم گھر ہی میں بیٹھے ہدایتیں جاری کرتے رہتے
ہیں مفت کی عزت و نیکنامی ہینگ لگے نہ پھٹکری حاصل کریں تو کرلیں۔ سپاہی اور جنگ کنندہ افسر سے پوچھو
دوران محاربہ میں غذا صحت اور سردی و گرمی سے راحت کی بسیرے کی سرگردانی اور تلاش کیا اسکے دماغ میں اس عارضی
دنیاوی شہرت نیکنامی کے حصول یا اسکی خواہش کیلئے کوئی جگہ باقی رہجاتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر اس کتاب کے پڑھنے
سے ان محاربوں کی تو ہیبت کچھہ بھی زائل ہو جائیں اور اسکی بدولت قیام امن کی خواہش و محبت کسیقدر بھی لوگوں کے دلوں میں پیدا
ہو جائے تو مصنف کا مدعا پورا ہو جائیگا:۔

لنڈن۔ نومبر ۱۹۱۲ء ——— ولیم۔ ڈی۔ ہربرٹ

تمہید

مشرق کے واقعاتِ گذشتہ پر ایک سرسری نظر

سنہ ۱۸۵۶ع سے لیکر سنہ ۱۸۷۸ع تک

کُتّے اور بلی کے بیر کیطرح رُوس و رُوم میں بھی پرانی دُشمنی چلی آتی ہے۔ جسوقت رُوم اپنے اصلی مالکوں (یعنی رومیوں) کے قبضہ میں تھا اُسوقت بھی رُوس بائیزنٹیم (قسطنطنیہ کا پرانا نام) پر دندان آز تیز کئے ہوئے تھا۔ ایک روسی روائت ہے کہ قسطنطنیہ کے روس کے قبضہ میں آجانیکی عرصہ مدید سے پیشنگوئی ہوچکی ہے۔ اِس سے روسیونکی قومی امنگ اور بلند پروازی اچھی طرح واضح ہو رہی ہے۔ اور یہہ پیشنگوئی اپنے گھڑنے والونکی ذہانت و حکمت پر جو غالبًا بہت ہی قریب زمانہ کی معلوم ہوتے ہیں بخوبی دلالت کرتی ہے۔ سنہ ۱۸۷۷ع کا محاربہ دونوں رقیب سلطنتوں میں دسواں جنگ شمار کیا جاتا ہے۔ یہہ جنگ اُسی وقت سے اٹل ہوگیا تھا جبکہ جولائی سنہ ۱۸۷۵ع میں صوبۂ ہرزیگوینیا میں بغاوت پھوٹ پڑی اور صوبۂ بوسنیا بھی اُسکے ساتھ شامل ہوگیا۔ رُوس نے درپردہ باغیونکی امداد کی۔ اور غالبًا اُس بغاوت کا محرک بھی وہی تھا۔ اِدھر سرویا اور مانٹینگرو بظاہر سرکاری طور پر بالکل الگ تھلگ رہنا بیان کرتے رہے۔ مگر فی الحقیقت خودساختہ ثالث بننے کی سعی کرتے رہے۔ یورپ مین مداخلت کی خوف سے بابعالی نے باغیونکی سرکوبی کے لئے جو انتظام کیا وہ بہت نرم تھا۔ لیکن جب باغیوں نے مارچ و اپریل سنہ ۱۸۷۶ع میں مصالحت اور قیام امن کی مکرر تجاویز کو نہائت تمرد کے ساتھہ مسترد کردیا تو ٹرکی نے جو صلح آمیز طریقوں سے امن قائم کرنیکے متعلق اپنا فرض ادا کرچکی تھی مستعدی سے کارروائی شروع کردی۔ مئی میں ٹرکی کو مانٹینگرو کے ساتھہ بھی جسکا بادشاہ اور رعایا دونو ترکوں کے جانی دشمن ہو رہے تھے مجبورًا لڑائی کرنی پڑی۔ یورپ بابعالی سے (قومی قرضہ کے سود کی عدم ادائگی کی وجہ سے) پہلے ہی بگڑا ہوا

تھا-۲۸ مئی ۱۸۷۶ء کو بمقام سالونیکا کثیر مسلمانوں کے ہاتھ سے فرانسیسی اور جرمن قونصلین کے قتل ہو جانے پر وہ اور بھی بھڑک اٹھا- ترکی نے اس قابل افسوس واقعہ کی تلافی کیلئے دول یورپ کے سخت جابرانہ مطالبات کو منظور کر کے بہت جلد پورا کر دیا- شومئی بخت سے اندرونی مصائب و مشکلات نے سلطنت کی بنیادوں کو اور زیادہ ہلا دیا- سلطان عبد العزیز ۳۰ مئی ۱۸۷۶ء کو معزول اور ۴ جون کو قتل کر دیا گیا- مراد خامس سلطان شہید کا بھتیجا جانشین ہوا- ۱۵ جون کو ایک چرکس افسر (حسن بے جو عبد العزیز مرحوم کا سالہ تھا) نے تین وزرائے سلطنت کو ایک اور وزیر کے مکان پر قتل کر ڈالا- مراد دیوانہ ہو گیا اور معزول کر دیا گیا- اور ۳۱ اگست کو اسکا چھوٹا بھائی (مولانا المعظم سلطان عبد الحمید ثانی تخت نشین ہوا ٭

اسی اثنا میں روس کے ایما سے اور اسکی تجویز کے مطابق جون ۱۸۷۶ء میں بلگیریا میں بغاوت پھوٹ پڑی اس بغاوت میں عیسائی بلغاریوں نے قلیل التعداد مسلمان ہموطنوں کی قطع بیخکنی اور بربادی ٹھان لی- سلطنت عثمانیہ کے باشندے اچھی طرح جانتے تھے کہ اس شرارت کا جسکا بدنما داغ موجودہ صدی کی تاریخ پر ہمیشہ قائم رہیگا اصلی محرک کون ہے- اور اسکے اندرونی ارادے کیا ہیں- خداوند یسوع مسیح کے نام سے ناگفتہ بہ مظالم توڑے گئے- مگر باغیوں کو بابعالی کی طاقت و جانداری کا ٹھیک اندازہ معلوم تھا- ترکی فوج نے بغاوت کو فرو کیا اور عیسائیوں کو انکی درندگی اور ظلم شعاری- کشت و خون قتل ہائے عامہ- اور آتشزدگیوں کا ترکی بہ ترکی جواب دیا- اس کارروائی سے آنے والے محاربے کے متعلق ترکی کے ساتھ یورپ کی رہی سہی ہمدردی بھی جاتی رہی- یورپ کی یہہ کارروائی بالکل ناواجب تھی- کیونکہ گو یہہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ترکی کو رحمدلی سے کام لینا چاہیے تھا تاہم یہہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ابتدا کرنے والے عیسائی باغی ہی تھے- انگلستان کے سوائے جس ملک میں بھی رعایا کا صرف ایک حصہ ترکوں کا ہوا خواہ تھا کوئی شخص اس بات کا بھولے سے بھی نام نہیں لیتا تھا- کہ عیسائیوں کے ساتھ وہی سلوک ہوا ہے جو انہوں نے پہلے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا ٭

در پردہ لا ہائی سرویا روسی روپیہ سے اپنی جنگی تیاریوں کو مکمل کر کے زار کے خفیہ حکم سے، ۲-جولائی ۱۸۷۶ء کو بظاہر باغی صوبوں میں دوبارہ امن قائم کرانے کیلئے سرحد عبور کر آئے- روس نے انکی امداد کیلئے- سپاہی- اسلحہ سامان حرب اور نقد روپیہ بھیج دیا- سرویا کے ساتھ ہی مانٹی نیگرو کو بھی اسیطرح امداد دیکر تیار کیا گیا تھا- اور وہ بھی سرویا کے ساتھ شمشیر بکف ہو گیا- اور اسطرح عنقریب وقوع میں آنے والے محاربہ عظیم کی تمہید کا پردہ اٹھ گیا یعنی ۱۸۷۶ء کے جنگ سرویا و ترکی کی بساط بچھ گئی ٭

تمام توقع کے برخلاف ٹرکی کامیاب ہوئی جس سے تمام یورپ میں حیرانی اور تشویش پیدا ہوگئی۔ روس کی آنکھیں کھل گئیں اور اُسے معلوم ہوگیا کہ "مردبیمار" (ٹرکی) میں ابھی موروثی قوت مدافعانہ پوری پوری موجود ہے ترکوں نے دونوں ریاستوں کے حملہ کا مقابلہ کرکے مانٹی نیگرو کو ایک قدم آگے نہ بڑھنے دیا اور سرویا کو کامل شکست دی جسنے ۲۹-اگست ۱۸۷۶ء کو دول یورپ سے بیچ بچاؤ کرنے کی منت درخواست کی۔ اِسپر فریقین میں عارضی صلح ہوگئی۔ مگر جرمنی روس کی امداد سے ۱۵ ہی سرویا پھر جنگ کرنیکے قابل ہوگئے۔ انہوں نے بے ایمانی سے معاہدہ صلح کو توڑ دیا۔ انکو پھر ہزیمت فاش ملی اور قلب ملک (سرویا میں داخل ہونیکے لئے ترکی افواج کے لئے راستہ صاف ہوگیا۔ مگر زار نے ۳۰-اکتوبر ۱۸۷۶ء کو مقام لیواڈیا[۱۵] سے تاکیدی تار التوائے جنگ کیلئے بھیجدیا۔ اور امن پسند ترکوں نے جو لڑائی کے خواہاں نہیں تھے جنگی کارروائیوں کو بند کردیا۔ ۳۱-اکتوبر کو پھر جنگ کا باقاعدہ التوا ہوگیا۔ (قطعی صلح یکم مارچ ۱۸۷۷ء میں جا ہوئی)۔ سلطان المعظم نے مزید مشکلات کے حدوث کو ٹالنے کیلئے نرمی و مدارات سے کام لیا۔ اور باغی باجگذار صوبہ کو کسی تنبیہہ یا سزا کے بغیر جسکا وہ پورا مستوجب تھا سابقہ حالت پر رہنے دیا۔ مگر سلطان المعظم کی یہہ سب کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ روس نے اب پھر دسویں مرتبہ حصول استنبول کی کوشش کرنیکا مصمم ارادہ کر رکھا تھا۔ اور قسطنطنیہ کی کانفرنس (جو دول یورپ نے بظاہر جنگ کو روکنے اور درحقیقت ٹرکی کی آزادی کا خاتمہ کرنیکے لئے دسمبر ۱۸۷۶ء میں منعقد کی تھی)۔ سلطنت عثمانیہ کی طرز حکومت کے نئے قوانین جو دول یورپ کو خوش کرنیکے لئے باب عالی نے ۲۳-دسمبر ۱۸۷۶ء کو نافذ کئے تھے اور ترکی پارلیمنٹ کا پہلا اور آخری اجلاس (جسکا افتتاح ۱۹-مارچ ۱۸۷۷ء کو ہوا) الغرض کوئی چیز اُسے اس ارادہ سے نہ ہٹا سکی۔ اور آخر کار ۲۴-اپریل ۱۸۷۷ء کو زار اسکندر ثانی نے جو اُسوقت قصبہ کشنیف (واقع صوبہ بسیریبیا) میں افواج (فوجی قواعد و مشق) دیکھنے کیلئے آیا ہوا تھا بالکل بلاوجہ دو برس کی جنگی تیاریوں کے بعد سلطان عبدالحمید ثانی کے برخلاف جنگ کا اعلان دیدیا +

---

[۱۵] - لیواڈیا کریمیا کا ایک قصبہ ہے اور مقام یالٹا کے قریب واقع ہے۔ روس کے فرمانروا اور شاہی خاندان کے ارکین کاروبار سلطنت سے کچھ عرصہ کے لئے سستانیکے واسطے عموماً وہاں چلے جاتے ہیں۔ اُن کی رہائش کیلئے اس شہر میں اکثر عالیشان مکان اور باغات موجود ہیں پچھلے محاربہ روم و روس میں زار اسکندر ثانی میدان جنگ میں آنے سے پہلے کئی مہینے اس قصبہ میں رہائش پذیر رہکر اپنی پرحیل جالیں چلتا رہا تھا +

کل یورپ کو بالعموم روس کے ساتھہ ہمدردی تھی - صرف انگلستان میں عام لوگ فی الجملہ ترکوں کے ہواخواہ تھے - دول یورپ نے ظاہر کردیا کہ وہ بالکل الگ رہینگی - رومینیا کو بھی یورپ نے شرست روس کی عملی امداد کرنیسے محترز رہنے پر مجبور کردیا تھا چنانچہ اُسنے روس سے معاہدہ کرلیا کہ میں تھوڑی مدت کیلئے فوجی امداد نہیں دونگا - مگر ریاست کی باقی کل وسائل سے وہ استفادہ کرسکتا ہے - سرویا پچھلی ہزیمتوں سے خفیف و رنجیدہ موقعہ کی تاک میں پیچھے دبکا بیٹھا رہا کہ ٹرکی کو شکست ملتے ہی گدھ کی طرح شکار پر جھپٹ پڑے بہادر (استہزاً) ننھی ریاست مانٹی نیگرو (جبل اسود) پھر میدان میں اُتر آئی - اور اس طرح دسویں جنگ روم و روس شروع ہوگئی جبکہ پہلے محاربوں سے بھی زیادہ خونخوارانہ اور وحشیانہ ہونیکی کل دنیا کو اس امر سے توقع ہوگئی کہ دونوں سلطنتوں کے فرمانرواؤں نے بڑے اصرار و تقید سے اسکو مذہبی جنگ کا رنگ دیدیا تھا +

کل عثمانیہ مقبوضات میں ایک فی الواقع عظیم الشان تحریک حب الوطنی کی پیدا ہوگئی - ترکوں کیلئے یہ حیات و موت کا مسئلہ تھا - کیونکہ روس نے یورپ سے سلطنت عثمانیہ کی بیخکنی کی ٹھان رکھی تھی - اور کل دُنیا کو یہہ امر بخوبی معلوم تھا +

حصہ اوّل

پلیونا کیطرف کوچ

فصل اوّل

مین کیسے ترکوں کے ساتھہ شامل ہوا + از جولائی سنہ ۱۸۷۷ لغایت جنوری سنہ ۱۸۷۸

جس کام کی یہہ فصل جسمیں تقریباً ہر ایک فقرہ "مین ہوں" یا "مین تھا" کے مدعیانہ الفاظ سے شروع ہوتا ہے مجھہ سے متقاضی ہے اس سے مجھے حیا بہت کچھہ مانع آتی ہے - لیکن میں (جرمنی کے مشہور عالم فلاسفر اور مصنف) گوئٹے Goethe کی اِس نصیحت سے کہ "صرف کمینہ لوگ شرمیلے ہوتے ہیں" جرأت

فصل اوّل

پلیونا صیلر فنکوچ

اگر بنجمن فرانکلن کے سوانح لکھنے والوں نے درست لکھا ہے - تو اُس نے عمر بھر اپنے اِس مقولہ پر پورا عمل کیا ہے تو میں بھی اُسی کی قابل تعریف اور بارعب طرز عمل کی تقلید کرنیکی کوشش کرونگا +

باپ کیطرف سے میں برطانوی الاصل ہوں - میرا دادا واٹرلو کی لڑائی میں شریک تھا - اور مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ جب میں بچہ ہی تھا - میری دادی بعض اوقات مجھکو اُس سہ ماہی وار رقم کیلئے جو اُسے لندن سے بھیجی جاتی تھی انگریزی میں رسید لکھدینے کیلئے کہا کرتی تھی - میری والدہ (فرانس کے مشہور پراٹسٹنٹ) ہیوگی ناٹ خاندان سے تھی +

میں ۱۸۵۸ء میں جرمنی میں پیدا ہوا - میرا باپ جو صاحب وجاہت و دولت تھا - برلن میں بطور سوداگری رہائش پذیر ہوگیا تھا - سرکاری مدرسہ میں تعلیم ختم کرلینے پر اُسنے مجھے ایک تجارتی کوٹھی میں شاگردی یعنی ادنی محرری کی جگہ دلادی - مجھے یہہ کام سخت ناگوار تھا کیونکہ مجھے اِس سے بلند تر مناصب کی امنگ تھی - میری نوجوانہ امنگ ڈاکٹر - سپاہی یا بوچڑ الغرض کوئی ایسا آدمی بننے کی تھی جسکا کام قتل کرنا ہو - کچھ عرصہ بعد مجھے متفرق زبانیں سیکھنے کا شوق ہوگیا - اور جس زمانہ کا میں اب ذکر کررہا ہوں اُسوقت میں انگریزی اور فرانسیسی روانی کے ساتھ اور لاطینی و ہسپانوی بخوبی بول سکتا تھا - رفتہ رفتہ میری طبیعت فلسفہ - علم الالسنہ اور دیگر قیاسی علوم کیطرف راغب ہوگئی - مگر میرا باپ دل و جان سے تجارت پر شیدا تھا اور مجھکو بھی تاجر بنانے پر وہ راسخ العزم ہوچکا تھا - اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتا ہوا جنوری ۱۸۷۸ء میں میں نے میسرز رسنکرانز اینڈ شنیڈرشیفل کے نہایت ہی غلیظ دفتر میں ایک غلیظ میز کے سامنے اپنی جگہ جالی - یہہ سوداگر کمیشن پر ایک کا مال دوسرے کے پاس بیچا کرتے تھے اور نوآبادیونکی پیداوار کی خرید و فروخت کا کاروبار کیا کرتے تھے - اُنہوں نے تقریباً چھ ایک ادنی امنشی رکھے ہوئے تھے - کلرک (منشی) کوئی نہ تھا - کیونکہ ان لوگوں میں بلا تنخواہ کام نکرنے کی بہت بری عادت ہوتی ہے بخلاف اِسکے جرمنی میں ادنی امنشیوں یعنی شاگردونکو تین چار برس تک بلا تنخواہ کام کرنا پڑتا ہے +

یہہ سوداگر یہودی تھے - انکی ناک - اُنکا لب و لہجہ - انکی خسیس عادات - اُنکے منہ سے لہسن کی سخت بو اور بالآخر انکی غلیظ شکل و صورت کو دیکھتے ہی ہر شخص انکی قومیت کو پہچان سکتا تھا - وہ اپنے تئیں عیسائی ظاہر کرتے تھے لیکن برلن میں پراٹسٹنٹ مذہب کی حالت بہت ہی ردی ہوگئی کہ اُسنے ایسے رنگروٹونکو منظور کرلیا +

میری زندگی کے نہایت قابل تعریف کاموں میں سے ایک یہہ بھی ہے کہ میں میسرز رسنکرانز کے دفتر میں دو مہینے سالم رہنے کے باوجود بھی دیانتدار اور بلحاظ اوضاع و اطوار و لباس شریف آدمی رہا ہوں +

میری اس کتاب کو بعض انگریزی کلرکوں کی نظر سے گذرنے کا فخر حاصل ہو اس خیال سے میں دونوں شاید ملکوں کے کلرکوں کی باہمی حالت کے موازنہ کیلئے میسرز رہاسنکر انڈ کے دفتر کے کلرکوں کا ضابطہ اوقات جو جرمنی کے دیگر کوٹھیوں سے کچھ ہی سخت ہے درج کردیتا ہوں۔ انگلستان کے کلرکوں کو دس بجے سے لیکر پانچ بجے تک دفتر میں حاضر رہنا پڑتا ہے۔ ان میں سے ایک گھنٹہ کھانے کیلئے ملتا ہے۔ ہر شنبہ کو نصف دن کی اور اطوار کو سالم تعطیل اور موسم گرما میں تین ہفتوں کی مسلسل رخصت ملتی ہے۔ دفتر مذکور میں ۸ بجے صبح سے دس بجے رات تک کام کرنا پڑتا ہے کھانے کے لئے کوئی وقت نہیں۔ ایک ہاتھ سے لکھو اور دوسرے سے بسکٹ چباتے جاؤ۔ شنبہ کو ۸ بجے صبح سے بارہ بجے رات تک اور اتوار کو ۹ بجے صبح سے ۴ بجے شام تک۔ تعطیل نام کو بھی نہیں +

مجھ سے کسی نے ذکر کیا تھا کہ مسٹر شنیڈر ہیٹنفل کے جد امجد کو عرصہ ہوا اُس زمانہ کے ایک دلیر اور خراب بیرن (امیر) نے عرصہ دراز کے لئے قید خانہ کے تہ خانہ میں قید رکھا تھا۔ غالباً اُسکا پسر خلف صدیوں بعد اب اس طرح سے عیسائیوں سے اپنے باپ کا بدلہ لے رہا ہے۔ یہہ دفتر بالکل قید خانہ کے مشابہ ہے اور غلیظ اُس سے بدرجہا زیادہ +

کالج کی آزادانہ اور باآسائش طرز معاشرت کے بعد جہاں کبھی کشتیوں کی سیر ہے۔ کبھی گتکو بازی ہو رہی ہے۔ کبھی بندوق کی مشق۔ باہمی دھول دھپہ۔ الغرض جہاں ہر ایک چیز جوانی کی امنگوں کو بڑھانے والی اور صحت کی موید تھی۔ یہہ تجارتی تجربہ میرے لئے دائمی تکلیف و عذاب کا باعث تھا۔ بنابریں جب جولائی میں سرویا نے ٹرکی کے ساتھ جنگ کرنیکا اعلان کردیا۔ تو میں نے اپنے باپ کو صاف کہدیا کہ میں میدان جنگ کو بطور والنٹیر جاتا ہوں اور گو میرا دل ترکوں کیطرفسے ہوکر لڑنے کو چاہتا ہے۔ لیکن اگر وہ میری خدمات کو منظور نکریں تو میں سرویا والوں کے ساتھ ہوکر لڑائی پر آمادہ ہوں۔ مجھے ترکوں سے ہمدردی ہوجانیکی یہہ وجہہ تھی کہ میری چند نوجوان انگریزوں سے جو برلن میں تعلیم پاتے تھے ملاقات ہوگئی تھی۔ وہ ترکوں کے ہواخواہ اور روسیوں سے اسقدر متنفر تھے کہ شائد اس سے زیادہ نفرت انکو صرف جرمن یہودی سے ہو۔ میرا باپ یہہ سنتے ہی کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اُسکا ہنسنا بے محل نہ تھا۔ میں اُسوقت ایکطرح بالکل بچہ تھا۔ میری عمر صرف سولہ سترہ برس کی تھی۔ میں متخاصمین میں سے کسی کی زبان نہ جانتا تھا۔ گھر کے عیش و آرام میں مجھے معلوم نہ تھا کہ جنگ میں شامل ہونے سے مجھے کوئی منفعت یا عزت حاصل نہیں ہوگی بلکہ ممکن ہے کہ مجھکو اُن کے عوض زخم یا قطع اعضا نصیب ہوں اور اسطرح ساری عمر کے لئے جسم کو ناقابل بنالوں۔ میرے باپ نے یہہ سب باتیں مجھکو سمجھائیں۔ ان سب میں مجھے ایک بات سب سے زیادہ دلنشین

معلوم ہوئی امر وہ یہہ تھی کہ میں زبان نہیں جانتا تھا میں مضائیں کسی کو فی الفور پورا کرنیکا مصمم ارادہ کرلیا۔ روس و روم میں جنگ ہونے کے آثار ہویدا ہوگئے تھے۔ تھوڑی سی سوچ بچار کے بعد میں نے ترکوں کے حامی بننے کا فیصلہ کرلیا۔ میں نے ترکی قواعد کی خریدی اور کمال جوشی کے ساتھہ عربی حروف تہجی کا مطالعہ شروع کردیا۔ ان حروف کی تمیز یورپین لوگوں کو اکثر حروف کی مماثلت کیوجہہ سے ابتدا میں بہت مشکل سے حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے شہر کے ایک چھوٹے سے قہوہ خانہ میں ایک خوبصورت چرکس لڑکی خادمہ تھی میں اسی رات اپنے انگریز دوستوں کے ساتھہ وہاں گیا۔ اور (اُس عورت کی حسن و جمال سے فریفتہ ہوکر) میں نے حزم و احتیاط سے کام لینے کی بجائے نوجوانہ اُمنگ سے کام لیکر ترکی حمایت کے ارادہ کی پھر دوبارہ تصمیم کی +

میں نے ہر روز دو گھنٹہ اور اتوار کے دنکو تین چار گھنٹے محنت کرنیسے چھہ مہینے میں ترکی زبان میں خاصی مہارت پیدا کرلی۔ میری اس ترقی کو سنکر اکثر طلبا حیران ہوگئے۔ انکی دلچسپی اور واقفیت کیلئے اپنا دستور العمل بتا دینا مناسب سمجھتا ہوں پہلے میں نے حروف تہجی سیکھے۔ اسپر ایک مہینہ صرف ہوا بعد ازاں الفاظ کا ایک ذخیرہ حفظ کیا اُس میں تقریباً ایک ہزار اسم پانچسو اسم صفت و فعل۔ اور بیشمار اسم مکان و ظرف۔ اور چھوٹے چھوٹے جملے تھے۔ میں نے اپنے لئے ایک علیحدہ لغات خود تیار کرکے اسماء کی جماعت بندی کرکے انکو مختلف عنوانوں مثلاً "جسم انسانی" "محبت" "مکان" "قصبہ" "ملک" "جنگی معاملات" وغیرہ وغیرہ کے نیچے تقسیم کردیا۔ اور پھر اُس لغات کو اپنی اچھی طرح سے حفظ کرلیا کہ گو اب کامل سترہ برس سے مجھی ترکی زبان بولنے کا مطلقاً موقعہ نہیں ملا۔ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ مجھے ایک لفظ بھی فراموش نہیں ہوا۔ حفظ کرنے میں تین مہینے صرف ہوئے۔ باقی ماندہ دو مہینے میں نے صرف و نحو کے ابتدائی قواعد یاد کرنے ترکی کتب پڑھنے۔ اور ایک پنشن یافتہ فوجی افسر کے ساتھہ جو پرشیا کی ایک فوجی کمپنی کے ہمراہ قسطنطنیہ گیا تھا۔ اور پھر وہاں ایک جرنیل کا جو ترکی گورنمنٹ کا ملازم ہوگیا تھا ایجوٹینٹ ہوکر کئی سال وہاں رہا تھا۔ ترکی زبان میں بات چیت کرنے میں لگائے۔ اس افسر سے مجھی ترکوں کے جنگی معاملات کے متعلق بھی معتد بہ واقفیت حاصل ہوئی +

میرے خیال میں ترکی زبان زیادہ تر اپنی مختصر بیانی۔ الفاظ کی خوش آوازی (جو کانوں کو بہت پیاری معلوم ہوتی ہے) اور اپنے افعال کی وجہہ سے مشہور ہے۔ ترکی فعل نہایت پیارا اور خوش آہنگ معلوم ہوتا ہے۔ علمی مطالعوں کے دوران میں مجھے کئی زبانوں کے فعلوں سے سابقہ پڑا ہے۔ لاطینی زبان کے فعل سے ہی نہیں۔ جو میرا طالبعلمی کے زمانہ سے دوست ہے۔ بلکہ عربی افعال سے بھی۔ جنسے میری ملاقات کوئی ایسی ویسی نہیں + لیکن مشکل الفہم اور کامل

ہونے نہیں ترکی فعل سب سے گوئے سبقت لیگیا ہے۔ لاطینی فعل کی گردان "آمو۔ آماس۔ آمت" میں تصنع نہیں سب گردان ایک طرح خود بخود زبان پر رواں ہو جاتی ہے۔ اسے ایکدفعہ سات برس کی عمر میں سیکھ لو پھر سو برس کی عمر تک نہ بھولیگی۔ مگر ترکی فعل کی گردان "سودم۔ سودشک۔ سیوز۔ سیوزز۔ سیومیسنز۔ سیوزلر" سے وحشیانہ مطلق العنانی کی بو آتی ہے۔ تقابل گردان افعال کی ۴۴ مختلف شکلیں (صیغے) ہیں۔ بہر حال اسی لئے وضع کیگئی ہونگی کہ فرنگی اور کفار مسلمانوں کی زبان کو نہ سیکھ سکیں۔ اس میں کلام نہیں کہ ترکی صرف و نحو پوری مکمل اور اپنے کمال میں فی الواقع نہایت خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس میں اسقدر تصنع اور بناوٹ اور آورد ہے کہ انسان خواہ مخواہ یہہ یقین کرنے پر مائل ہو جاتا ہے کہ ترکی زبان بھی وولاپوک زبان کیطرح ایجاد کردہ ہے ✦

مجھے ترکی زبان کے مطالعہ میں بڈھے روزنکرانز کے اگست ۱۸۷۷ء میں عین مناسب موقعہ پر مرجانے سے جو کوٹھی کا مالک اور ملٹے شریک تھا بہت مدد پہنچی۔ میں تو اسکی وفات سے اسلئے بھی خوش ہوا۔ لیکن اُسکے دوسرے اور دیگر ملازمونکو بھی کچھ کم خوشی نہ ہوئی۔ اگر شیطان نے بھی اُس سے کبھی کوئی معاملہ کیا ہوگا۔ تو مجھے یقین ہے کہ بالآخر وہ بھی اس چالاک یہودی سے چکا کھا گیا ہوگا۔ اُسکے مرنے پر اُسکا ساتھی شمیڈر بھی کاروبار سے علیحدہ ہو گیا اور ستمبر میں ونان کرانز کے دونوں بیٹوں نے کام اپنی تحویل میں لے لیا۔ اُن کے خیالات بلند اور وہ تعلیم یافتہ نوجوان تھے۔ اور انکا انتظام شروع ہوتے ہی غریب ملازمونکی سستی گئی۔ آئندہ کیلئے شام کو سات بجے دفتر بند کرنیکا وقت مقرر کر دیا گیا۔ مگر تجارتی حسن معاملہ میں بیٹے باپ سے بھی بڑھے ہوئے تھے اور بدمعاملگی و دغا و فریب میں اُسکے بھی اُستاد تھے ✦

سرویا میں ترکونکو فتوحات نصیب ہونے پر انکی طرف سے ہوکر لڑنیکی خواہش میرے دل میں اور مضبوط ہو گئی اور جب سرویا کے ساتھ ترکونکی جنگ ٹل ہو گئی اور میں نے خیال کیا کہ اب جانے نہ جانے کے فیصلہ کرنیکا وقت پہنچ گیا ہے تو میں نے ماہ دسمبر ایک اتوار کی شام کو جو مجھے ہمیشہ یاد رہیگی اپنے باپ پر ظاہر کر دیا کہ میں نے اس آنیوالے معرکہ میں شریک ہونیکا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ زبان نہ جاننے کا جو اعتراض آپنے پہلے کیا تھا وہ میں نے ترکی زبان کو درپردہ سیکھتے رہنے سے رفع کر دیا ہے اور اب ترکی محاورات کے امتحان میں بھی کامیاب ہو جانیکا دعویٰ رکھتا ہوں۔ اب میری عمر اٹھارہ کے قریب ہو گئی ہے۔ اور رائفل کو اٹھانے یا تلوار کو استعمال کرنیکے لئے کافی توانا ہوں۔ جس تجارتی زندگی سے مجھے سابقہ پڑا ہے میں اُس سے سخت بیزار ہو گیا ہوں اُسنے میری صحت اور روح کو مضمحل کر دیا ہے۔ میں یہودیونکے دفتر میں جانے پر قبر میں جانے کو ترجیح دیتا ہوں۔ اور بالآخر گو میں اسے نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ آپکی اجازت سے اور آپ ہی سے روپیہ لیکر جاؤں۔ لیکن اگر آپ مجھے اجازت یا روپیہ نہ دینگے تو میں اسکی پروا نکرونگا۔ اور بہرحال چلا جاؤنگا۔ اسیطرح

باپ کو ساتھ کئی دفعہ باتی تکرار ہوئی۔ آخر اِس معاملہ کو ہر پہلو پر اچھی طرح سے غور و فکر کیا اور آخر کار جب اُسکو یقین ہوگیا کہ میں راسخ العزم ہوں۔ تو ہفتہ دو ہفتہ کی کشمکش اور سوچ بچار کے بعد مجھے جانا چار اجازت دیدی۔ میرا باپ ہمیشہ سے ترکوں کا خیر خواہ تھا۔ برلن میں اِس خیال کے تھوڑے ہی لوگ تھے اور از انجملہ ایک وہ تھا۔ مگر والدہ کو جب معلوم ہوا کہ میں مسلمانوں کیطرف سے ہوکر عیسائیوں کے ساتھ لڑنیکا ارادہ رکھتا ہوں تو وہ ششدر رہگئی۔ لیکن میں نے اور والد نے جب اُسکو اچھی طرح سے سمجھا دیا کہ یہہ مذہبی معاملہ نہیں ہے۔ اور ترک حق بجانب ہیں۔ تو گو میری جدائی کا اُسے پھر بھی سخت رنج تھا۔ مگر اُسے یہہ تسکین ہوگئی کہ میں نے حق کا پہلو اختیار کیا ہے ✦

والدین کے بعد چچوں۔ پھوپھیوں۔ خالاؤں اور عمزاد بھائی بہنوں کی باری آئی۔ اور اُنہوں نے کپڑوں سے باہر ہونا شروع کیا۔ اُنکی ساتھ کئی دفعہ لطیف و مزیدار جھگڑے ہوئے۔ جسقدر زیادہ وہ فہمائش کرتے۔ اُسیقدر زیادہ میں ہنس دیتا اور چونکہ اِس تماشا کی اصل کیفیت اُنسے پوشیدہ تھی اور اُسکا حظ وہ نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ وہ آخر کار غصہ میں آکر بیرکلام ہوجاتے مگر اِس سے مجھے اور زیادہ مزہ ملتا تھا۔ آخر اُنہوں نے فیصلہ کردیا کہ میں مرتد ہوگیا ہوں اور میری غریب پیرانہ سال پھوپھی نے جسنے شادی نہیں کی تھی ہر روز میرے لئے دعائیں مانگنی شروع کردیں ✦

ساتھ لیجانیکو میں نے مندرجہ ذیل اسباب لیا۔ نیچے پہننے کے متعدد جوڑے۔ دو جوڑے رائڈ بوٹ۔ ایک موٹا کمبل۔ ایک نفیس دوربین جو میدان جنگ میں استعمال کیجاتی ہے۔ ایک ریوالور (کئی گولیوں والا پستول)۔ ایک ترکی لغات۔ ایک جیبی انجیل۔ اور چند نقشے۔ والد نے مجھے قسطنطنیہ کے یورپین باشندوں کے نام کئی اعلےٰ لوگونکی سفارشی چٹھیاں لادیں۔ پروانہ راہداری اور انگریزی و جرمن سفراء و قونصلین متعینہ ترکی کے نام بھی ضابطہ کی سفارشی خطوط میرے پاس تھے۔ علاوہ بریں پچاس پونڈ (آٹھ سو روپیہ) نقد اور پانچسو پونڈ کی ہنڈیاں بھی میرے پاس تھیں ✦

اِسطرح سے تیار ہوکر میں والد۔ روتی ہوئی والدہ۔ اور دو چھوٹی بہنوں سے رخصت ہوا۔ بہنوں کو آہیں بھرتے اور والدہ کو روتا ہوا دیکھکر میری جرأت خاک میں ملگئی۔ میں نے بے اختیار اُنکے بوسے لیئے اور بآواز بلند اتیا حلا کہ گویا میرا کلیجہ پھٹ رہا تھا۔ میرے باپ نے رخصت ہوتے وقت نصیحت کی کہ "اگر تم عزت عقل ضمیر کے احکام پر چلوگے تو تمکو کبھی نقصان نہیں پہنچیگا۔ اپنے خاندانی امتیاز "رستی موجب رضائے خداست" کو کبھی فراموش نہ کرنا ✦

باپ نے مجھے قسطنطنیہ تک جانے ریل کا اوّل درجے کا ٹکٹ لے دیا جب میں ٹرین میں سوار ہوکر اُس گاڑی میں تنہا بیٹھا ہوا مارسیلیز (فرانس کے جنوبی ساحل پر مشہور بندرگاہ) کو چلا جا رہا تھا۔ تو آزادی کی خوشی و ترنگ نے آنسوؤں کو خشک

اور کل بدشگونیوں کو میرے دل سے خارج کر دیا - ترین پریزیڈنٹ ہی وقت کے کراہیت انگیز کام کا جو نوجوانوں کی روحانی کو غارت کر کے آخرکار جتیا کہ کلرکوں کا انجام ہوتا ہے انکو ذلیل خوشامدی نیم فاقہ کش اور بیوس حیوان بنا دیتا ہے - آخری الوداع ہوگیا - اب کروہ بیہودیوں انکے بے ایمانی سے کمائی ہوئی منافعوں اور چالاکیوں سے مجھ کوئی تعلق نہ تھا - اب مردی - تہور - جسمانی مستعدی کی زندگی اور حصول عزت و امتیاز کے امکان میرے سامنے موجود تھے اور ان خیالات نے مجھے شراب کیطرح مست کر دیا ●

مارسلیز سے میں ایک شاندار جہاز پر سوار ہوا - اور بخیر و عافیت ۲ - فروری ۱۹۱۸ء کو قسطنطنیہ پہنچگیا :-

فصل دوم

قسطنطنیہ کی اقامت - فروری و مارچ ۱۹۱۸ء

قسطنطنیہ پہنچکر میں نے محلہ پیرا کے ہوٹل ڈی بائی زنیس کا ایک کمرہ کرایہ پر لے لیا - ایک ہفتہ تک میں ادھر ادھر پھرتا رہا - اور جہاں مجھے ترکی بولنے کا موقع ملتا اسے ہاتھ سے نہ جانے دیتا - ترکی زبان کا علم تو مجھے پہلے بھی کچھ ایسا کم نہ تھا - اسطرح سے مشق و محاورہ بھی ہوگیا ●

عثمانیہ دارالخلافہ کے متعلق جبپر سینکڑوں کتابیں لکھی جاچکی ہیں کچھ لکھنا میرے فرض منصبی میں داخل نہیں ہے - تاہم میں اسکے متعلق چند باتیں جو مجھے عجیب معلوم ہوئیں بیان کئے دیتا ہوں - سب سے اول وہ حیرت افزا اختلاف ہے جو قسطنطنیہ کو سمندر سے دیکھنے اور خود اسکے اندر سے دیکھنے میں پایا جاتا ہے جہاز کے تختہ سے جو باسفورس کے کنارہ کنارہ آہستگی کے ساتھ گولڈن ہارن (قسطنطنیہ کی خلیج جو یورپین آبادی کو قدیم استنبول سے جدا کرتی ہے اسے شاخ زریں بھی کہتے ہیں - آمد و رفت کیلئے اس پر دو پل بنے ہوئے ہیں) کے پہلے (قدیم) پل کے قریب اپنی لنگرگاہ کو جا رہا تھا - شہر نہایت ہی خوبصورت دکھائی دیا - دن حسن اتفاق سے صاف تھا - کیونکہ فروری و مارچ کے مہینے میرے جو بلحاظ صفائی فضا اس نواح کے بدترین مہینے شمار ہوتے ہیں مطلع اکثر مکدر رہتا ہے - اور موسم شاذونادر نکھرا ہوا ہوتا ہے اسوقت کا منظر ایسا دلفریب تھا کہ میری آنکھوں نے دنیا پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا - سامنے مکانات کی چوناگچ اگواٹ کے اور جا بجا نہایت ہی سبز درختوں کے جھنڈ - زیر قدم سمندر کا نیلگوں پانی بیشمار چھوٹی بڑی کشتیوں اور جہازوں سے

سمت اونچے گنبد، بیچ اور مینار اِن سبنے مل ملاکر ایسا سماں باندھ رکھا تھا کہ آنکھوں کو ویسا دلکش نظارہ قسمت سے ہی نصیب ہوتا ہے۔ شہر کنارہ ساحل سے سیڑھی کی شکل میں بلندی کیطرف اٹھتا ہوا نظر کے سامنے ایک عظیم الشان اور خوبصورت تصویر کیطرح پھیلا ہوا ابھر جاتا ہے۔ اِس نظارہ کے بعد ترکی۔ یہودی۔ اور یونانی محلوں کی تنگ و تار اور غلیظ گلیاں پیچیدہ اور غیر مصفا بازاروں اور بے حیثیت مکانوں کو دیکھکر جن میں سے اکثر غیر آباد اور بوسیدہ ہیں روح کو صدمہ پہنچتا ہے۔ جس دن میں قسطنطنیہ پہنچا۔ بارش اسی دن سہ پہر کے وقت سے شروع ہوگئی۔ اور تین ہفتوں تک جہازرانوں کے محاورہ کے مطابق موسم نہایت گندہ رہا۔ بازاروں کی کیچڑ اور غلاظت ناقابل بیان تھی۔ اور پیرا کے چند بازاروں کے سوا باقی تمام قریب قریب جو لوگوں کی عام گندگی نے مجھکو ویسا ہی پریشان دماغ کر دیا جسطرح لندن کے مشہور کراہیت انگیز بڑے بازار (کیلیڈونیئن روڈ وغیرہ) قریب شام بارش ہوتے ہوئے اُن میں سے گذرتے وقت (کیچڑ اور غلاظت کی وجہ سے) مجھے خودکشی پر مائل کر دیتے ہیں۔ دوسرا قابل بیان امر یہہ ہے کہ جو مصروفیت۔ وارفتگی۔ سعی جلد از جلد ہی برلن لندن یا مغربی یورپ کے دیگر شہروں کے بازاروں میں آنے جانیوالوں کے چہروں پر برستی دکھائی دیتی ہے اُسکا یہاں نام و نشان تک نہیں۔ باشندگان استنبول کے بشرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو کوئی کام نہیں۔ اور بظاہر اُنکا کام صرف یہی دکھائی دیتا ہے کہ وہ وقت کو کسیطرح کاٹیں۔ انکی بشرہ نہ سہی کم از کم انکی نشست و رفتار ہی با ثقاہت اندازہ بیفکرانہ گفتگو بھی اسی امر پر دلالت کرتی دکھائی دیتی ہے۔ یہہ کیفیت ابھی اُس زمانہ کی ہے جبکہ (روسیوں کی غاصبانہ فوجکشی کی وجہ سے) رعایا میں عام جوش پیدا ہو رہا تھا اور قومی جذبات برانگیختہ ہو رہے تھے۔ پولیٹکل سکون اور امن و امان کے زمانوں میں تو قسطنطنیہ کے باشندے بالضرور سکتہ کے عالم میں ہوتے ہونگے +

سوم میں ترکوں کی منظیر قناعت و تحمل کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ نہ صرف اُن تمام چیزوں کے بغیر ہی جنہیں یورپین طرز زندگانی کیلئے لازمی قرار دیتے ہیں کسی نہ کسیطرح زندگی بسر کر لیتے ہیں۔ بلکہ اُنہیں انکی خواہش بھی نہیں ہوتی۔ تھیٹر۔ ہوٹل۔ علمی انسٹیٹیوٹ۔ شرابخانے۔ باقاعدہ قومی مجالس ملکی و شہری جلسے۔ کلب انشا گھر۔ ناچ گھر۔ لکچر ہال۔ کھیل کود کے میدان۔ قماربازی۔ رات کو بازاروں کی گلگشت رندانہ۔ میوزک ہال جہاں جانے جنکے یہ عادی ساکنین ہوں۔ الغرض موجودہ تعلیم اور یورپی تہذیب کی اِن تمام لوازمات سے انکی طرز رہائش و زندگی بالکل مستغنی ہے۔ یہہ چیزیں ہمکو البتہ قسطنطنیہ کے عیسوی محلوں میں عیسوی طرز پر قائم ملینگی۔ دوستوں (زن و مرد) کا مشترک دوست کے مکان پر جمع ہونا۔ کنبہ کا ایک جگہ جمع ہوکر غم غلط کرنا۔ باہمی میل ملاپ اور موافقت حتی کہ کورٹ شپ (یعنے عورت و مرد کا شادی سے پہلے ایکدوسرے سے ملنا) یہہ سب ایسی چیزیں

ہیں جنکو ترک جانتے تک نہیں - یا اگر جانتے ہیں تو ایسا سرسری کہ ان تمام کیلئے جو لفظ انہوں نے اپنی زبان میں وضع کئے ہیں اُنسے اُنکا ایسا مفہوم نکلتا ہے کہ کوئی انگریز یا جرمن مشکل سے یہہ قیاس کرسکتا ہے کہ یہہ انہیں الفاظ کے مرادف ہیں جنکو ہم کورٹ شپ وغیرہ وغیرہ کہتے ہیں - ترکوں میں عورت و مرد کا ملکر سیر گاہوں اور ملبوں پر سیر گشت کرنا کوئی نہیں جانتا - اسی لئے یورپین محلہ (گرانڈ رو ڈی پیرا - پیرا کا بڑا بازار) کے سوا قسطنطنیہ میں کوئی تفرجگاہ اِس غرض کیلئے نہیں ہے - ترکونکی تفریح چار طرح کی ہے - بازاروں میں سَیر گشت کرنا - قہوہ خانوں میں بیٹھکر ادھر اُدھر کی گپ شپ سُننا - جمعہ کے دن شہر سے باہر - خاصکر مشہور دلکش مقام کاغذخانہ کی سَیر کو جانا - یہہ گولڈن ہارن کے شمالی سرے پر واقع ہے اور بچے عورتیں وہاں سَیر و تفریح کے لئے بڑے شوق سے جاتے ہیں - چہارم صاف موسم میں کشتیوں پر بیٹھکر باسفرس کی سیر کرنا ❖

امر چہارم ترکونکی بیحد پابندیٔ مذہب اور خُدا پرستی ہے - اِس مضمون پر سالم باب لکھا جا سکتا ہے - مگر میں اسکا صرف سرسری ذکر کرتا ہوں - اسلام اپنے پیروؤں کے ہر ایک فعل و عمل میں حتیٰ کہ انکی کل زندگی میں ایسا سرایت کرتا ہے کہ غالباً ہندو مذہب کے سوا اور کسی دین کو یہہ بات حاصل نہیں - دیگر مذاہب مثلاً عیسویت و یہودیت انسان کے لئے بنائے گئے معلوم ہوتے ہیں اور انکی غرض یہہ ہے کہ دُنیاوی زندگی کے لئے کوشش و محنت کرتے رہنے کیساتھ ہی انسان کا خُدا کے ساتھ بھی تعلق قائم رکھا جائے - برعکس اسکے مسلمانوں کے طرز عمل سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ مذہب کیلئے بنائے گئے ہیں - تاکہ بحالت امن اُسپر کاربند ہیں اور بحالت جنگ اُسکی اشاعت کریں اِس سے میری یہہ مراد نہیں کہ فی الواقع ہی اسیطرح ہے - بلکہ یہہ کہ دیکھنے والیکو ایسا یقین ہو جاتا ہے - اسلام و سلطنت اسلامیہ باہم صرف جزو لاینفک ہی نہیں بلکہ ایک ہی ہیں - بنابریں ٹرکی کے ساتھ جو جنگ ہوگی وہ بالضرور ہمیشہ مذہبی ہوگی - شاید بعض کو خیال گذرے کہ میں نے یہہ جملہ طنزاً لکھا ہے - مگر میں نے اُسکو غایت متانت سے تحریر کیا ہے اور تاریخی واقعات سے اُسکی تصدیق ہو رہی ہے - جارحانہ جہاد کا زمانہ گذر چکا ہے - مگر ہلال کی سلطنت کی مدافعانہ محاربے برابر ویسے ہی جانگداز ہوا کرینگے - جیسے کہ سخت سے سخت جہاد ہو چکے ہیں ❖

اِس امر سے مجھے پانچواں اور آخری امر یاد آتا ہے - اسپر میں زیادہ زور دینا چاہتا ہوں - کیونکہ مارچ اور فروری سنہ ۱۹۱۲ء کی اقامت قسطنطنیہ کے دوران میں اُسنے مجھے بیطرح متحیر بنایا تھا - اس سے میری مراد ترکونکا جوشِ حب الوطنی - اندرونی تیاریاں جنگی اوضاع اور بیحد سرگرمی ہے - جو سب باتیں اُس محاربہ کی وجہ سے - جسکا عنقریب بغاوت کیطرح کبھی ہونے ہونا اب اٹل ہو گیا تھا - پیدا ہو گئی تھیں - ہر ایک جگہ

اِس نے ہونے والے "جنگ مقدس" کا ذکر تھا۔ یہہ صرف جہاد ہی نہیں تھا۔ بلکہ سلطنت کی موت وحیات اور
قوم کی سلامتی و بربادی کا سوال تھا۔ اِس سے ہر فرد بشر میں ایک قدرتی جوش پیدا ہوگیا تھا۔ جدھر جاؤ اُسیکا
چرچا تھا۔ اِس ایک چیز نے سب کی رگوں میں تحریک پیدا کردی اور قوم میں نئی روح پھونکدی تھی۔ یہہ گویا
اکسیر حیات تھی جو اچانک معلوم ہوگئی اور اُسنے نیم مردہ ملک میں حیرت افزا اور عظیم الشان طاقت وحیات
پیدا کردی۔ روسی سفیر۔ اُسکے ماتحت اور ہشیار روسی جاسوس (جو سارے ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔ لاکلام اند
ہوگئے ہونگے کہ اُنکو یہہ جدید کیفیت معلوم نہ ہوئی۔ کیونکہ اگر اُنہوں نے ترکونکا یہہ منظر جوش دیکھا ہوتا تو روسی
مدبروں اور افسروں کے دماغوں میں قسطنطنیہ پر بآسانی قابض ہوجانیکا خبط کبھی نہ داخل ہوتا۔ مگر اُنہوں نے
یہہ حالت معائنہ نہ کی اور وہ خبط اُن میں برابر سمایا رہا۔ سرویا کی ہزیمتوں نے زبان حال سے اُنکو چلا چلا کر ترکونکی
طاقت و جرأت سے متنبہ کرنیکی کوشش کی۔ مگر اُنکی طرف کوئی خیال نہ کیا گیا۔ ترکی قوم کے بیدار شدہ جوش
حب الوطنی کو کالعدم تصور کیا گیا۔ اور ترکونکی مذہبی تحریک وگرم جوشی کی کوئی پرواہ نکیگئی۔ چنانچہ روسیوں نے
بالکل ناکافی فوج اُنکے مقابلہ کیلئے میدان جنگ کو روانہ کی۔ اور جب تک ۳۰۔ جولائی (۱۸۷۷ء) کو اُنہیں
دوسری دفعہ پلیونا کے سامنے ہزیمت فاش نہ ملچکی روسیونکی آنکھیں نہ کھلیں +

تقریباً ہر ایک ترک کو جس سے میری گفتگو ہوئی مَیں نے یہہ یقین رکھتے ہوئے پایا کہ انگلستان اُنکی امداد کریگا۔ اور چونکہ
میں انگریز سمجھا گیا تھا۔ میری بہت کچھ خاطر ومدارات کیجاتی تھی۔ جرمنی و آسٹریا پر ترکونکو اعتبار نہ تھا۔ مگر فرانس پر
اُنکو یقین تھا کہ وہ بالکل الگ تھلگ رہیگا۔ خاص دار الخلافہ میں مَیں نے ترکونمیں عیسائیوں کے برخلاف چنداں مذہبی
جوش نہ دیکھا۔ لیکن صوبجات میں بیحد مذہبی تعصب مستولی ہورہا تھا۔ بابعالی کی سامی[۱] رعایا اُس ملک کی محبت

[۱] عرب۔ کرد۔ عبرانی۔ شامی۔ مصری اور اُنکی ہمسایہ قومیں حضرت سام بن نوح کی اولاد سمجھی جاتی ہیں۔ مگر یہاں
بالخصوص یہودیوں سے مراد ہے۔ اِس شکر گذار قوم نے اِسی موقع پر نمک حلالی ظاہر نہیں کی بلکہ ۱۸۹۷ء کی محاربہ روم و یونان
میں بھی اُنسے مالی وجانی امداد سے دریغ نہیں کیا۔ اعانت فوج ردیف کے چندہ میں تمام ممالک محروسہ اور مصر کے یہودیوں نے نہایت
سرگرمی سے حصہ لیا۔ اپنے محسن ومربی شہنشاہ کی امداد کیلئے والنٹیر فوج کی پلٹنیں تیار کیں۔ اور جہاں کہیں اُن کو موقعہ ملا
مجروح ترکی سپاہیونکی تیمارداری اور خدمتگذاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا۔ حتیٰ کہ سالونیکا کی با حمیت یہودیوں نے اُن تمام مرحم
ترکی افسروں و سپاہیونکو جو اُنکے شہر سے میدان جنگ سے واپس آئے بطور یادگار اپنی قوم کیطرف سے سونے اور چاندی کی گھڑیاں مع
طلائی و نقرئی زنجیروں کے نذر کیں۔ کیا ممالک عثمانیہ کے تمام عیسائی اب یہودیوں سے بھی گئے گذرے ہوگئے ہیں؟ مترجم

میں جو انکا محافظ و پناہ دہندہ تھا نہائت پر جوش تھی۔ اکثر یہودی اہم سرکاری عہدونپر مامور تھے۔ حتی کہ حیدر پاشا (قسطنطنیہ کا محلہ عظیم) کی بڑی جنگی ہسپتال کا گورنر ایک اسرائیلی تھا۔ یونانی اور ارمنی در پردہ روسیوں کے ہواخواہ تھے یورپین باشندے جنکو ترک ایشیائی فرنگی کہتے ہیں مختلف الخیال تھے۔ ان میں سے کچھ روسیونکے اور کچھ ترکونکے خیرخواہ تھے۔

قسطنطنیہ وارد ہونیسے ایک ہفتہ بعد میں نے اپنے سرکاری پروانے سفیروں اور قونصلوں کے سامنے پیش کئے جنہوں نے ایک سفارشی خط دیکر مجھے ایک ترجمان کے ساتھ سرعسکرت (محکمہ وزیر حرب) بھیجدیا۔ وہاں ایک سخت رکاوٹ پیش آئی۔ مجھے بتایا گیا کہ ٹھیٹھ مسلمانوں کے سوا اور کوئی ترکی فوج میں بھرتی نہیں کیا جاسکتا۔ اس قاعدے سے صرف مندرجہ ذیل مستثنیات ہیں۔ (۱) فقط ایک رجمنٹ سواران جسمیں صرف عیسائی بھرتی ہیں اور وہ شام میں مامور ہے۔ (۲) قسطنطنیہ کی دو رجمنٹ توپخانہ جس سے سکول کا کام لیا جاتا ہے۔ (۳) غیر معافی افسر (یعنے جو جنگ میں شریک نہیں ہوتے) جنکی خدمات ارکان حرب (جنرل سٹاف) اور محکمہ حرب سے متعلق ہیں۔ (۴) مختلف جنگی ٹریننگ (تعلیمی) کالجوں کے پروفیسر اور اتالیقونکے عہدے جن میں سے اکثر جرمنوں کے ہاتھ میں ہیں۔ اور سب سے آخر (۵) میدان جنگ کے ہسپتالونکا محکمہ۔ ان میں سے کوئی ایک کام بھی مجھے پسند نہ تھا۔ ترکی کیولری (فوج سواران) کی نسبت عام معلوم ہے کہ ترکی فوج کا وہ سب سے نکمہ حصہ ہے[^۱]۔ علاوہ بریں مجھے سواری کا کوئی شوق نہیں تھا۔ موڈل آرٹلری رجمنٹ (رجمنٹ توپخانہ جو نمونہ یا مدرسہ کا کام دے) مقامی ہے اور میدان جنگ کو نہیں جاتی۔ دفتر میں بیٹھکر منشی گری کا کام مجھے کبھی پسند نہیں آسکتا تھا۔ اگر قسطنطنیہ آکر یہی کام کرنا تھا تو ارن کرانسرا و شنیڈر شیفل کے دفتر سے مجھے کس نے نکال دیا تھا۔ وہیں قلم گھستا رہتا۔ تنخواہ کے بارہ میں بابعالی اُنسے کم نہیں۔ اسے بھی اپنے ملازمونکو تنخواہیں[^۲] نہ دینے کی بری عادت پڑی ہوئی ہے۔ یہہ درست ہے کہ قاعدہ متذکرہ بالا کو نہائت سخت اور قطعی ہے۔ مگر شاذ و نادر اسکے برخلاف

[^۱]: جسوقت مسٹر ہربرٹ ترکی گئے تھے اُسوقت کی یہہ کیفیت ہو تو عجب نہیں۔ مگر موجودہ ترکی کیولری کی نسبت کل دنیا کو اعتراف ہے کہ اسوقت کیا بلحاظ سوار اور کیا بلحاظ مرکب اس سے زیادہ کارآمد یا شاندار کیولری کسی سلطنت کے پاس نہیں ہے۔ زیادہ تفصیل کے لیے دیکھو واقعات روم و دیگر تصنیفات مترجم

[^۲]: مسٹر ہربرٹ کے ورود قسطنطنیہ کے وقت اور کچھ عرصہ بعد تک سلطان عبدالعزیز مرحوم کی فضول خرچیوں اور بدانتظامی اور پھر بعد ازاں جنگ کے اخراجات کثیر کی بدولت بابعالی کی بیشک یہی کیفیت تھی۔ لیکن اگر صاحب ممدوح کا اس تحریر سے یہہ مطلب ہے کہ اُنکی کتاب کی اشاعت کے وقت یعنی ۱۸۹۶ء میں بھی یہی حالت تھی تو میں نہائت ادب سے انکو کلام کی تصحیح کرنیکی جرات کرتا ہوں۔ انکو ترکی کی موجودہ حالت کا علم نہ ہوگا۔ ورنہ وہ کبھی خلیفہ اعظم سلطان عبدالحمید خان کی موجودہ گورنمنٹ پر ایسا الزام نہ لگاتے۔ مترجم

بہی عمل ہوتا رہا ہے اور واقعی جنگ و جدال کے زمانہ میں تو بعض اوقات اُسے بالکل ہی معطل کر دیا جاتا ہے لیکن ابھی کوئی محاربہ شروع نہیں ہوا تھا میں اس قاعدہ کو بُرا نہیں کہتا کیونکہ یہی برابر ابھی تک عثمانیہ فوج کی طاقت و مضبوطی کا باعث عظیم ہے +

میرے داخلہ کے متعلق جو لمبی چوڑی خط و کتابت ہوئی۔ جو اِدھر اُدھر سفر کرنے پڑے۔ جن مشکلوں کو دُور کرنا بمصلحت وقت پڑا۔ جو نکات پیش کئے گئے۔ عیسائیوں سے ترکی تنفر جو جو دُور کرنے پڑے۔ میں اُنکی تفصیل سے ناظرین کو پراگندہ خاطر نہیں کرنا چاہتا۔ صرف یہی بتا دینا کافی ہوگا کہ سرکاری ضابطہ[1] کی طُول طویل بے معنی تحریرات کا خزانہ جو موجودہ تہذیب کی انتظامی بلا دیگر ممالک یورپ کی طرح ترکی کے انتظام میں بھی داخل ہو گئی ہے ختم ہو گیا۔ اور میرے سفارشی خطوط سرکاری پروانے اور سفارشیں جو بڑے بڑے لوگوں کی طرف سے تھیں اپنا کام کر گئیں۔ حکام پر شدید دباؤ ڈالا گیا۔ سفارت کے ایک عہدہ دار کے ہمراہ جا کر میں نے خود سرعسکر (وزیر جنگ) سے ملاقات کی۔ اور آخر کار اپنے (مسیحی) مذہب کی تعمیل اور جنگ کے دوران میں اور اسکے بعد میرے طریق عمل کے متعلق چند شرائط پر مجھے سلطانی خدمت میں وفاداری کی حلف اُٹھا کر داخل ہونیکی اجازت ملگئی +

ورود سے پندرہ دن بعد مجھے فوج پیدل و توپخانہ کی سلیمیہ[2] بارکوں (سپاہ خانہ) کے صحن میں جو استنبول کے مقابل اسکودرہ (جو اُس سے بجانب شمال ہے) اور قاضی کوئی کے درمیان (جو بجانب جنوب ہے) باسفرس کے ایشیائی ساحل پر نہایت شاندار موقعہ پر تعمیر ہیں۔ مسیحی طریق سے ہلالی جھنڈے پر ہاتھ رکھکر سلطان کی وفاداری کی حلف اُٹھائی گئی مجھے میری وردی اور اسلحہ دیدئے گئے اور عارضی طور پر ایک رجمنٹ فوج پیدل میں جو تھوڑی مدت کیلئے اسکودرہ میں متعین کیگئی تھی بھرتی کر دیا گیا۔ میں اپنے ذاتی کپڑے اور اسباب اپنے ساتھ بارکوں کو لیگیا۔ نقد روپیہ ایک سوداگر کے پاس جسکے نام مجھے والد نے خط لکھدیا تھا جمع کر دیا اور حسب ضرورت اُس سے تھوڑا تھوڑا کر کے لیتا رہا +

---

[1] ۔ سرکاری خط و کتابت کے پیکٹ چونکہ سُرخ فیتہ سے بندھے ہوتے ہیں۔ انگریزی میں اسکو طنزاً ریڈ ٹیپ (سُرخ فیتہ) کہتے ہیں۔ سرکاری دفاتر کے کاروبار کے جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ذرہ ذرہ سے معاملہ پر متعلق دائرہ افسروں اور محکموں میں اسقدر خط و کتابت ہوتی ہے کہ نہ صرف کاغذوں کے انبار لگ جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات اُسمیں اصل مطلب بھی خبط ہو جاتا ہے بہ عجلت موجودہ مہذبانہ طریق انتظام سلطنت کا کچھ ایسا لازمہ ہو گئی ہے کہ گو کل ادنی اعلیٰ اِس سے بیزار ہیں۔ مگر اس سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا اور طریق انتظام بھی کچھ ایسی بنیاد پر قائم کئے گئے ہیں۔ کہ اُس کے بغیر کافی نگرانی اور پورا اطمینان نہیں ہو سکتا۔ مترجم

[2] یہ بارکیں سلطان سلیم ثالث نے تعمیر کرائی تھیں اسی لئے اُسکے نام پر سلیمیہ کہلاتی ہیں +

اللہ اکبر ایک ہی دنمیں میری حالت میں کیسا انقلاب واقع ہوگیا۔ صبح کیوقت تو ایک عالیشان محل میں وہانکے نوکر چاکر مجھی "مائی لارڈ" (صاحب) کہکر پکارتے تھے اور شام کیوقت فوجی بارکوں میں ہیں ایک معمولی حیثیت کا سپاہی تھا۔ سلیمیہ بارکوں کے ساتھہ ایک خوبصورت مسجد۔ ایک مکمل کارخانہ۔ بارود کا میگزین۔ استنبول کیطرفسے آنیوالے سٹیمروں (دخانی جہازوں) سے مسافروں اور اسباب وغیرہ کے اترنیکے لئے ساحل پر ایک پل بنا ہے اور ایک فراخ میدان قواعد کیلئے۔ اس عمارت کے متصل ایک چھوٹی سی بلندی (پہاڑی) کی چوٹی پر حیدر پاشا کا شاندار فوجی ہسپتال ہے۔ پائین میں انگریزی قبرستان ہے جس میں جنگ کریمیا کے آٹھ ہزار مقتولین دفن ہیں۔ ہر ایک قبر کے پاس بطور یادگار بدنما ستون نصب ہیں۔ قبرستان کے قریب درویشوں کی ایک خانقاہ۔ سمندر کے کنارہ پر اترنے چڑھنے کیلئے تختہ گھاٹ اور ایشیائی کوچک ریلوے کا انتہائی سٹیشن ہے۔ استنبول سے حیدر پاشا کو آتے وقت جہاز پر سے ان تمام عمارات کا مجموعہ نہایت دلفریب معلوم ہوتا ہے۔ سلیمیہ بارکیں قصبہ کی محل معلوم ہوتی ہیں۔ اور ہسپتال کو دیکھکر مجھے جرمنی کے زمانہ متوسط کے قلعے بالخصوص وہ قلعہ جو ضلع تھورنگیا میں قصبہ والٹرزہاسن کے قریب ہے یاد آگیا۔ فلورینس نائٹنگیل [۱] نے (انگریزی مجروحین جنگ کریمیا)

[۱] یہہ بے نظیر عورت انگلستان کے ایک معزز زمیندار کی لڑکی تھی۔ سنہ ۱۸۲۰ء میں پیدا ہوئی۔ قدرت نے اسکی فطرت میں ہمدردی اور خدمت بنی نوع انسان کا مادہ اسطرح سے کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہوا تھا کہ ہوش سنبھالتے ہی اسنے اپنے باپ کی جائداد کے متصلہ شفاخانوں میں بیماروں کی تیمارداری کا کام شروع کردیا۔ اور ۱۸۴۹ء میں لندن اور انگلستان کے دیگر بڑے بڑے شہروں اور پیرس کے شفاخانوں میں جاکر تیمارداری کے شریف فن میں کمال حاصل کیا۔ پھر جرمنی کے کئی ہسپتالوں میں شوقیہ تیمارداری (نرس) کا کام کرکے وطن کو واپس آگئی۔ اور ہموطن بیمار عورتوں کیلئے ایک دلکشا اور صحت بخش موقعہ پر مکان تیار کرایا۔ جنگ کریمیا میں جب انگریزی فوج کا بیماری اور زخموں سے براحال ہونا شروع ہوگیا۔ تو مسٹر سڈنی ہربرٹ وزیر جنگ نے اس سے درخواست کی کہ وہ ان نرسوں (تیماردار عورتوں) کی جو شوقیہ بلاتنخواہ جانیوالی ہیں سپرنٹنڈنٹی کا عہدہ قبول کرے۔ مس فلورینس نے درخواست کو بخوشی منظور کرلیا۔ اسکی دیکھا دیکھی ۴۲ والنٹیر نرسیں اور تیار ہوگئیں جنمیں سے کئی عالی مرتبت اور دولتمند خاتونیں تھیں۔ نومبر ۱۸۵۴ء سے لیکر ۱۸۵۶ء میں انگریزی فوجکے واپس آنے تک اسنے مجروحین بیماروں کی تیمارداری اسکوٹری اور کریمیا میں بیحد دلسوزی اور دلی شوق سے کی۔ جب انگلستان واپس آئی تو ملکہ سے لیکر دہقان تک نے اسکی خدمت کا اعتراف کرکے دلی شکریہ ادا کیا۔ اور اسکی زیر نگرانی مدرسہ فن تیمارداری قائم کرنیکیلئے قومی چندہ سے بیشمار روپیہ جمع کیا گیا۔ اس خاتون نے ساری عمر شادی نہ کی۔ اسنے کئی کتابیں بھی تالیف و تصنیف کیں۔ اسے فوت ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے ÷ مترجم

فوج پیادہ اری جسکے لئی وہ ہمیشہ کیلئی مشہور رہنگی حید رپاشاہی میں کی تھی +

مَیں گو سپاہی کی حیثیت میں بھرتی ہوا تھا۔ مگر میرا ارادہ افسری کی حیثیت میں جنگ میں شامل ہونیکا تھا اُ
نظام کو اسکا علم تھا عثمانیہ فوج میں افسرونکی دو مختلف و ممیز جماعتیں ہیں۔ ایک مکتب لی کہلاتے ہیں۔ یہہ وہ لوگ
ہیں جنہوں نے بیشمار جنگی کالجوں میں سے کسی ایک میں تعلیم پائی ہو۔ یہہ امتحان پاس کرنیکے بعد فوج میں کسیطرحکی
پہلی عملی تربیت پانیکی بغیر یکبارگی انفنٹری (فوج پیدل) اور کیولری (فوج سواران) میں بعہدہ لفٹنٹ دوم
اور انجنیرونکی رجمنٹ میں بعہدہ لفٹنٹان درجہ سوم بھرتی ہوجاتی ہیں۔ دوسری آلائی لی کہلاتے ہیں یہہ سپاہیوں
سی ترقی پاکر افسر ہوتے ہیں۔ انکو کتابی علم فنون جنگ کا بالکل نہیں ہوتا۔ اور بعض تو معمولی نوشتخواند بھی نہیں جانتے
عام فوج اور بالخصوص فوجی پولیس میں ایسے افسر بکثرت موجود تھے۔ ۱۸۷۷ء میں کل افسروں سی پانچواں حصہ[۵]
مکتب لی تھے اور بیس سال سی بعد انکی نسبتی تعداد بہت بڑھگئی ہے۔ مگر ماہران فنون جنگ کی رائے میں لائق افسر پیدا
کرنیکے لئی یہہ ضروری ہے کہ ایک ہی شخص میں کتابی اور عملی دونوں قسم کی واقفیت اور تربیت موجود ہو۔ جب
تک ایسا نہ ہو کوئی فوجی افسر معمولی لیاقت کا بھی نہیں ہوسکتا +

مکتب لی افسر کسی مزید امتحان دینے کی بغیر اپنی اعلےٰ افسرونکی سفارش پر ترقی کرتے ہیں۔ بنابریں انکی ترقی
بڑی افسرونکی عنایت و دستگیری پر منحصر ہے۔ آلائی لی (افسر) شاذونادر کپتانی کے عہدہ سی اوپر ترقی یاب ہوتے ہیں
ترکی افسرونکو بوڑھا ہوجانے پر یا جبکہ (جسمانی صحت کی لحاظ سے) وہ مزید ترقی کرنے کے قابل نہ رہگئے ہوں
پنشن یا انعام دیکر خدمت سے علیحدہ نہیں کردیا جاتا۔ بنابرین ان میں کئی پیران ہشتاد و صد سالہ اور پچاس پچاس
برس کی لفٹنٹ پائے جاتے ہیں چنانچہ ایک جرمن وقائع نگار لکھتا ہے کہ اُسنے ایک ۹۲ سالہ لفٹنٹ کرنیل[۶]
اور ایک سو برس عمر کے بریگیڈیر[۷] کو فوج نظام[۸] میں داخل دیکھا۔ اور برعکس اسکے کئی مارشل (مشیر) جو سب سے اعلیٰ

---

[۵] - مسٹر ہربرٹ کی تحریر سے یہہ قیاس نہیں کرلینا چاہیے کہ اب بھی یہی حالت ہے۔ جو نقص یا اختلاف موصوف نے بتائے ہیں وہ تبدریج سب دور کردیئے گئے ہیں۔ اور اسوقت ترکی فوج اور اُسکے افسر فقط نظام و تربیت اور علم و مہارت میں کل دنیا سی منتخب جرمن فوج کی ہم پلہ ہیں بلکہ فوجی قوانین و قواعد بھی تقریباً جرمن جنگی قوانین کی مشابہ ہوگئے ہیں۔ ناظرین کو بست سالہ عہد حکومت سلطان محمد خامس کی موجودہ حالت کی مطالعہ سے انکی متعلق پوری آگاہی ہوسکتی ہے یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں چنانچہ سنہ توپخانہ کی اُسوقت کی طلباء کی متعلق مصنف بھی یہہ اعتراف کرتا ہے کہ "انکو خاص طور پر نہایت ہی مکمل اور فی الواقع نہایت ہی عمدہ جرمنی فوج توپخانہ جیسی تعلیم و تربیت دیجاتی ہے۔ یہہ طلباء امتحان پاس کرنیکی بعد بطور اول لفٹنٹ اور بعض اوقات دیگر فرائض کو بھی انجام دینے کو قابل اطمینان طور پر بھی ادا کرتے ہیں اور کپتانی پر مامور ہوتے ہیں۔ توپخانہ کو عسکر کوئی تعلق نہیں۔ اسکا افسر اعلےٰ بالکل علیحدہ ہے وہ صرف سلطان کی ماتحت ہے اور اُسکا

...... جنگی عہدہ ہی، پچاس برس سے بھی کم عمر کے تھے- چنانچہ اس زمرہ میں عثمان پاشا بھی تھے- علاوہ بریں میں نے کئی
کپتانوں کو دیکھا جنکی عمر ابھی بیس برس کی بھی نہیں ہوئی تھی +

اس موقع پر یہہ بتا دینا میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ سلطنت عثمانیہ کے جنگی کالجوں میں جو تعداد میں چالیس
ہیں طلباء کو بالکل مفت (یعنی بلا اخذ فیس اور سرکاری خرچ پر) تعلیم ملتی ہے +

عثمانیہ فوج کو یہہ گھاٹا ہمیشہ رہا ہے کہ ادنی درجے کے افسر اس میں ضرورت سے کم رہے ہیں- اور غالباً اسی وجہ سے
میری خدمات کو قبول کیا گیا- اعلے تعلیم یافتہ اور عمدہ اخلاقی جرأت و حوصلہ کے نوجوانوں کو جنگی موجودگی سپاہیوں
کے جوش و ہمت پر اچھا اثر ڈالنے کا باعث ہوسکتی ہے بڑی خوشی کے ساتھ قبول کیا گیا- جنگی محکمہ نے مجھے اطمینان دلایا
کہ جنگی قواعد و مشق کے ابتدائی اصول سیکھ لینے اور کچھ عرصہ قابل تعریف طریق سے بطور معمولی سپاہی کے امیدواری
کرنیکے بعد مجھکو کتب حربی میں دوم لفٹنٹی کے امتحان میں شریک ہونیکی اجازت دیدیجائیگی- اور کامیاب ہو جانیکی صورت
میں مجھے فوجی نظام میں داخل کر کے میدان جنگ کو جسکا وقوع میں آنا اغلب معلوم ہو رہا تھا بھیجدیا جائیگا- اس امتحان
کی نسبت جو کچھ میں نے معلوم کیا اُس سے مجھے یقین ہو گیا کہ کسی مزید تیاری کے بغیر میں اُس میں اپنی موجودہ
تعلیم ہی کے طفیل جو والدین کے زیر سایہ میں نے حاصل کی تھی کامیاب ہوسکونگا +

میں بارکوں میں پندرہ دن رہا- اور اس اثنا میں افسر اور ہم رتبہ اشخاص مجھ سے نہایت ہی مہربانی اور
بدرجۂ غائت خاطر و مدارات سے پیش آتے رہے- بعض ناظرین کو گو یہہ عجیب امر معلوم ہوگا- مگر اس میں کوئی مبالغہ
نہیں کہ اس زمانہ اقامت کو میں جب یاد کرتا ہوں خوشی کے ساتھ کرتا ہوں- سلیمیہ بارکیں زمانہ حال کی تعمیر
شدہ ہیں- انکی عمارت نہایت خوبصورت- وسیع اور باوقار ہیں- اور انکا اندرونی (یعنی سپاہیوں کی رہائش
و خورد و نوش وغیرہ کا) انتظام نہایت ہی پسندیدہ ہے- بلحاظ حفظ صحت- ہوا- روشنی- وسعت- حسن ترتیب اور
آمد و رفت ہوا اور روشنی کا انتظام- اور خوابگاہیں جیسی کہ چاہئیں ویسی ہی تھیں- مگر باوجودیکہ سخت نگرانی ہوتی ہے-
تقریباً تمام بارکوں میں غسل خانے موجود ہیں اور قرآن شریف دن میں کئی دفعہ جسم کا اکثر حصہ دھونے (یعنے
وضو) کا حکم دیتا ہے- تاہم ترکی سپاہی بالطبع کچھ ایسے بہت صفائی پسند نہیں اور اسلئے جو یورپین بحیثیت سپاہی
عثمانیہ فوج میں داخل ہو وہ عثمانیہ سپاہیوں کی صحبت و مجلس میں چنداں خوش نہیں رہ سکتا- ناصفائی کے
علاوہ ان میں ایک اور سنگین تر قباحت[۱] بھی پائی جاتی ہے- جسکی توضیح کرنیسے پاس حیا و شرم مانع ہے-

[۱] ناظرین سیاق عبارت سے مستور بات کا عندیہ سمجھ گئے ہونگے- اسلامی ممالک میں اسکے وجود سے نہایت شرم

جن دیدہ بینوں اشخاص کو بلاد مشرق میں سفر کرنیکا موقع ملا ہے وہ بآسانی سمجھ لینگے کہ میں کس امر کیطرف اشارہ کر رہا ہوں۔ یہہ قباحت بدقسمتی سے اُس اسلامی اصول کا نتیجہ ہے جو عفت و عصمت کے متعلق قائم تو نیک نیتی سے

بقیہ حاشیہ کے ساتھ قبول کرنا پڑتا ہے کہ کسیطرح انکار نہیں ہو سکتا۔ یہہ ایسی قابل افسوس و نفرت انگیز حرکت ہے کہ مجھے کئی دفعہ اِس عبارت کو ترجمہ میں بالکل چھوڑ دینے کا خیال ہُوا۔ مگر ترجمانہ دیانت نے اِسے گوارا نہ کیا۔ اور اگر مسٹر ممدوح اسکے ضمن میں اسلامی احکام پر چوٹ نکر جاتے تو میں اسپر سے سرسری عبور کر جاتا۔ مگر کل عبارت کا ترجمہ دینے کی صورت میں مجھپر اُنکے الزام کی تردید کرنا لازمی ہو گیا ہے۔ میں بعض خالص اسلامی ممالک (ایران و افغانستان) میں اِس قباحت کے وجود کو تسلیم کر چکا ہوں مگر ٹرکی میں اور پھر خالص ترکی قوم میں اسکو ویسا ہی عالمگیر تسلیم کرنے میں جنبش کہ وہ ایران کے امصار یا کابل میں ہے مجھے بہت کچھ تردد ہے۔ ترکوں کی نسبت مسلم ہے کہ اُنکو اپنی اولاد اور قبائل سے بے اندازہ محبت ہوتی ہے۔ اور جس شخصکو اپنی بیوی سے دلی تعلق والفت ہو وہ کبھی ایسی نالائق حرکت کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ صاحب ممدوح اسکو مرد و عورت کے ناجائز تعلق یعنے زنا کے متعلق اسلام کے سخت احکام و حدود اور پاکدامنی کی سخت تاکید کرنیکا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن اگر وہ گذشتہ و موجودہ تاریخ عالم پر نظر دوڑاتے تو اُنکو شریعت اسلامی کو اسکا موجب قرار دینے کی جرأت نہ ہوتی۔ قوم لوط میں کونسی اسلامی شریعت رائج تھی؟ افلاطون کے زمانہ میں کیا پیغمبر اسلام کے احکام نافذ تھے؟ کہ اکثر مورخ خود اِس فلاسفر کو اِس علت کا عادی لکھ گئے ہیں۔ جرمنی کا نامور قیصر فریڈرک اعظم کب احکام اسلامی کا تابع ہوا تھا۔ اور اگر صرف شریعت محمدیہ ہی اسکی موجب ہے تو عرب و مصر۔ ممالک افریقہ۔ جزائر ملایا اور ہندوستان کے اکثر مسلم اسکے نام تک سے کیوں ناآشنا ہیں؟ عورتوں کی پردہ داری اور مرد و عورت کے عام میل ملاپ کے عدم رواج کو اسکا باعث قرار دینا سخت غلطی ہے۔ مسٹر ہربرٹ مہذب انگلستان و فرانس اور دیگر ممالک یورپ کو جہاں کی ننانویں فیصدی عورتیں عصمت و عفت کی پروا نہیں کرتیں یہہ لکھتے وقت شاید بالکل بھول گئے تھے۔ باوجود اسقدر آزادی ہونیکے وہاں کیوں اسکا رواج ہے! دن بدن روبہ ترقی ہے؟ حتّیٰ کہ جن اسلامی علاقوں میں اسکا رواج ہے۔ وہاں کی مستورات بھی کچھ ایسی عفیفہ مشہور نہیں۔ ایران و افغانستان کے صرف شہروں میں یہہ ابلیسانہ بدعت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ کابل کی مستورات کی ایک خاص صفت عام مشہور ہے +

یہی کیفیت ایران کے شہروں کی ہے۔ جن میں ابھی متعہ کے سبب عورت کا حصول (بروے عقائد شیعہ) جائز طریق سے بھی بہت آسان ہے۔ اسکا رواج ہندوستان میں بھی ہے مگر زیادہ تر غیر مسلم اقوام میں۔ جنکے ہاں کوئی پردہ نہیں اور عورتونکو عام آزادی ہے۔ اِن واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ اِس علت کا موجب اسلامی احکام سے ماسوا کسی اور جگہ تلاش کرنا چاہیئے۔ اور وہ مقام زیادہ تر فوجی بارکیں اور اطفال جنکو کریا بورڈنگ ہوس ہیں جنکے یہہ بدعت کسی خاص قوم یا ملک سے مخصوص نہیں۔ سب سے اول انسانی

گیا گیا تھا اگر اسکا نفاذ و اطلاق درست نہیں ہوا۔ خرابی مذکورہ اس امر کی بیّن مثال ہے کہ اگر ایک طرف سے (یعنے صیغہ اناث کیطرف سے مردوں کو) بالجبر مجتنب زاد یا پاکدامن رکھا جائے تو اس سے ایک دوسرا عیب پیدا ہو جائیگا جو اُس عیب سے بھی جسکے دفعیہ کیلئے جبریہ پاکدامنی کا حکم دیا گیا سخت تر اور بدتر ہے۔ جو تجربہ مجھے ان فقرات کے لکھنے کا محرک ہوا ہے وہ مجھکو کل دوران جنگ میں ہوتا رہا۔ میں نے اس ناگوار معاملہ کیطرف اس جگہ تو اشارہ کر دیا ہے۔ مگر آئندہ پھر نہیں کرونگا +

سلیمیہ بارکوں میں افواج حفاظت وارالِ شاہی (گارڈز کور) کی پلٹنوں کے ماسوا اُن میں مدامی طور پر رہتی ہیں فوج پیدل کی کئی پلٹنیں اور چند باتریاں (یعنے باتریوں کے سپاہی و افسر بھی مقیم تھیں۔ میجر کے رتبہ تک کے کل افسر بارکوں ہی میں سوتے تھے۔ ان میں سے چند ایک متاہل بھی تھے +

بقیہ حاشیہ۔ فطرت کا قصور ہے اسکے بعد کثرت تمول و عیاشی جو انسانکو طرح طرح کی بدراتیاں سوجھاتی ہے۔ اس سبب آخر مگر وجہ مقدم زیر نگرانی اور پابند امرد نوجوانوں کا اجتماع اور آسانی مواقع خواہ کہیں اور کسی قوم میں ہو۔ یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ یورپین عیسائی فوجوں اور ہندوستان کی گورہ فوج کے ساتھ لازمی طور پر کسبیاں رہتی ہیں۔ مگر یہہ قباحت اُن میں بھی بکثرت ہے۔ اور دنیا میں مہذب سے مہذب ملک کے بورڈنگ (زنانہ ہوں یا مردانہ) اس علت سے خالی نہیں۔ اسلئے کہ فوجی یا بورڈنگی نگرانی (نہ کہ شریعت اسلامی) انکی آزادی میں حائل ہوتی ہے۔ اور تقاضائے فطرت کو پورا کرنیکے لئے ہر وقت کی صحبت و ہمقرینی بے اندازہ آسانیاں پیدا کر دیتی ہے۔ مسٹر ہربرٹ اگر کسی اور ملک کی فوج میں رہتے جہاں جبریہ خدمت کا رواج ہو تو انکو وہاں بھی یہی تجربہ حاصل ہوتا کیونکہ اس قاعدہ کی وجہ سے عموماً سترہ سترہ اور اٹھارہ اٹھارہ برس کے لونڈے بھرتی کئے جاتے ہیں۔ ہندوستان کی دیسی فوج میں اسکا نام بھی نہیں پایا جائیگا۔ کیونکہ اسمیں عموماً پختہ عمر کے نوجوان داخل ہوتے ہیں اور اسلئے انکو اپنی سہولت میں کوئی ذریعہ شیطانی خواہش کے پورا کرنیکا نہیں ملسکتا۔ میں اس بحث کو اور زیادہ طول دینا پسند نہ کرکے یہیں ختم کر دیتا ہوں۔ مسٹر ہربرٹ اسی کے متعلق حاشیہ میں حسب ذیل لکھتے ہیں: "یہہ علت خوفناک حد تک ایشیائی ٹرکی۔ بالخصوص بغداد میں جہاں یہودی بھی اسکے مرتکب ہوتے ہیں اور ایران میں پھیلی ہوئی ہے" اس حاشیہ پر میں اسقدر اور اضافہ کر دیتا ہوں کہ بغداد میں بھی مستورات کی عفت و عصمت کی جو کیفیت ہے وہ سیاحوں سے پوشیدہ نہیں ہے جس کے اکثر نمونے بلالحاظ مذہب (یعنے بغداد کی۔ مسلمان۔ یہودی اور عیسائی عورتیں) - لاہور بمبئی۔ کراچی۔ اور کلکتہ وغیرہ کے چکلوں میں دکھائی دے رہی ہیں۔ مترجم +

وہ مَیں نہیں جانتا اپنے خانگی معاملات کا انصرام کسطرح کرتے تھے ۔ میرا قیاس ہے کہ انکے قبائل کیلئے بارکوں میں یا اُنکے متصل، علیحدہ مکانات ہونگے ۔ اور وہ وقتاً فوقتاً ر وا روی گھروں میں ہو آتے ہونگے ۔ کمپنی کے تمام افسر ایک کمرہ میں سوتے تھے ۔ (فوجی خدمت) گو امن کے آرام دہ زمانوں کی نسبت زیادہ مشقت طلب تھی ۔ مگر فی الجملہ سہل و نرم تھی نظام و انتظام نہایت سخت تھا ۔ مگر جہانتک سپاہیوں اور نن کمیشنڈ افسروں[۵۱] کا تعلق تھا اُسے تکلیف دہ نہیں کہا جا سکتا تھا ۔ البتہ افسر بعض بیہودہ پابندیوں سے سخت آزردہ تھے ۔ مثلاً انکو عام تفریحگاہوں (کاغذخانہ وغیرہ ہمچوں قسم) میں جانے کی اجازت نہ تھی[۵۲]۔

مَیں نے نہایت سرگرمی کے ساتھہ قواعد سیکھنی شروع کی ۔ دو دن میں ترکی فوجی احکام (جسے بولی بھی کہتے ہیں) سیکھہ لیئے ۔ اور پندرہ دنوں کے ختم ہونے پر جیسی کہ ترکی میں ایک سپاہی سے توقع کیجا سکتی ہے اُتنے قواعد میں بخوبی مشاق ہو گیا ۔ کیونکہ وہاں مانورات (فوجی نقل و حرکت مصنوعی لڑائیوں ۔ فوج کثیر کا ایک ساتھہ میدانی مشق و قواعد کرنا ۔ کھُلے میدان میں خیموں میں رہنا (ماسوا مستقل چھاؤنیوں کے جو تعداد میں بیشمار ہیں اور جہاں خیموں میں بھی بیحد آرام ملتا ہے) ۔ چھاؤنیوں سے باہر مفصلات میں فوج کو ۔ دو ۔ یا ۔ زیادہ حصوں میں تقسیم کرکے انکو ایکدوسرے کے بالمقابل مارچ کرانا اور اسیطرح کی تمام دوسری مشقوں کا جو سپاہی کو لڑائی کیلئے عملی طور پر تیار کرتی ہیں ۔ کوئی وجود نہیں ۔ یا کم از کم ۱۸۷۷ء میں نہ تھا ۔ حتّٰی کہ چاندماری کی مشق بھی بڑے بڑے لمبے وقفوں کے بعد گاہ گاہ کرائی جاتی ۔ جتنے دنوں میں سلیمیہ میں رہا کوئی چاندماری نہ ہوئی ۔ البتہ چند کمپنیوں کو پیرا[۵۳] سے پرے کے میدان نشانہ بازی کو جو حال میں تیار کیا گیا تھا ۔ دور سے نشانہ بازی کرنے کی مشق کیلئے بھیجا گیا تھا ۔ مجھے سپاہیوں کی زبانی معلوم ہوا کہ فی ترک سپاہی بالاوسط بمشکل بارہ کارتوس سال بھر میں چاندماری کی مشق پر خرچ کرتا ہے ! ! اسکی بڑی وجہ کفایت شعاری تھی۔

ہمکو ہیں مختلف جماعتوں میں الگ رکھکر قواعد سکھائی جاتی تھی ۔ ایک تو چھہ چھہ آدمیوں کی ٹولیاں

---

[۵۱] فوجی افسر دو قسم کے ہوتے ہیں ۔ ایک وہ جو بڑے پروانہ و سند شاہی وزیر جنگ کے حکم سے متعین ہوں یہہ کمیشنڈ افسر کہلاتے ہیں ۔ اور وہ النسائن (لفٹنٹ سے چھوٹا عہدہ) سے لیکر مارشل تک ہوتے ہیں ۔ دوسرے وہ جنکو رجمنٹ کا افسر اعلیٰ یا کمانڈر انچیف سپاہی سے ترقی دیکر یا بھرتی کرکے افسری کا عہدہ دے ۔ یہہ نن کمیشنڈ کہلاتے ہیں ۔ یورپین و گورہ افواج میں کارپورل و سارجنٹ اسی زمرہ میں ہوتے ہیں ۔ اور دیسی فوج میں نائک سے لیکر رسالدار میجر تک ۔ مترجم

[۵۲] مجھے ان پابندیوں کی وجہ معلوم نہیں ہوئی ۔ یہہ کہا جاتا تھا کہ کوئی مذہبی وجہ ہے ۔ مگر وہ نہایت بے اصولی کے ساتھہ کبھی منسوخ اور کبھی قائم کر دیجاتی تھیں (مصنف) [۵۳] یہہ قسطنطنیہ کا مضافاتی محلہ ہے جو خلیج شاخ زریں کے شمالی حصہ کے ساحل پر محلہ خاصکوی کے قریب ہے ۔ مترجم

ہوتی تھیں جو کارپورلوں یا سارجنٹوں کے زیر کمان ہوتی تھیں - دوم - پچاس پچاس سپاہیوں کی جماعتیں جو لفٹنٹوں کی کمان میں ہوتیں - سوم - ساری کمپنی (ایکسو آدمی) کی قواعد - مگر کسی ساری بٹالین نے کبھی ایک ساتھ قواعد و مشق نکی - اور صرف دو دفعہ ہم نے اپنی معمولی قواعد گاہ سے باہر جاکر مشق کی ◆

میری آسودہ حالی اور مفروضہ انگریزی قومیت کی وجہ سے ہمجولیوں میں سے فی الفور میرے بیشمار دوست اور تعریف کنندے پیدا ہو گئے - میں اپنا کھانا باہر سے خرید تا تھا اور روزانہ سرکاری راشن کا بہت سا حصہ ساتھیوں میں تقسیم کر دیا کرتا تھا - راشن کی مقدار و تفصیل حسب ذیل ہوتی تھی - دو چھوٹی ڈبل روٹیاں بحوث سبزہ چاول - مکھن - نمک - تیل اور پیاز کی کافی مقدار - یہہ چیزیں مکھن کے سوا سب عمدہ قسم کی ہوتی تھیں ایک موم بتی - صابن کی ایک ٹکیا - اور کھانا پکانے کے لئے کچھ ایندھن اور کوئلہ - سلیمیہ بارکوں میں پانی عمدہ تھا - مگر استنبول کی بارکونکے پانی کی نسبت مجھے معلوم ہوا کہ بہت ہی برا ہے - جو کارپول اور سارجنٹ میرے نگران اور قواعد سکھانے والے تھے - انکو میں تماکو یا دیگر تحائف سے خوش رکھتا تھا - مگر نقد روپیہ کی رشوت کبھی ندی ◆

ترکی فوج کے انتظام میں عجیب بات کمیٹیوں کا طریق ہے - تم کسی خفیف سے معاملہ مثلاً مکھن کے ناقص و خراب ہونیکی شکایت کرو - جھٹ اسکی تحقیق و تنقیح کے لئے لمبی چوڑی کمیشن مقرر ہو جائیگی - جو اس معاملہ کی کئی مہینوں کے بعد رپورٹ دیگی - ہر روز تقریباً آدھی درجن کمیٹیاں اسیقدر مختلف معاملات پر نشست کرتی رہتی تھیں - ان میں سے بعض فی الحقیقت ایسے خفیف معاملے ہوتے تھے کہ کارپول یا ایسا ہی ادنیٰ افسر انہیں چند لفظوں میں درست کر سکتا - اسلام[1] (یعنے ترکی گورنمنٹ - کیونکہ یہہ دونوں ایک ہی چیز ہیں) شست الوجود اور مائی داناؤں کی چھوٹی چھوٹی اجتماعوں اور مجالس کو بہت ہی پسند کرتا ہے - یہہ وہ مرقد ہے جس میں ترک خفیف ترین اور اہم ترین دونوں طرح کے معاملات کو قابل تعریف انصاف اور ناطرفداری

[1] مسٹر ہربرٹ شاد حکم ربانی "وشاورھم فی الامر" پر طنز کر رہے ہیں - مگر کیا انہیں یہہ فراموش ہو گیا ہے کہ اس ارشاد الہی کے پہنچانے والے رحمۃ للعالمین (فداہ روحی) کے زمانہ مبارک سے کئی صدیوں بعد اسی اصول پر کاربند ہو کر دنیا کے اکثر عیسائی ممالک میں پارلیمنٹ - مجالس شوریٰ - اور ہر ایک معاملہ کے متعلق کمیٹیاں قائم ہوئی ہیں - اور اسکی ازلی و دائمی صداقت و درستی کی کل دنیا قائل ہوتی چلی جاتی ہے ◆ مترجم ◆

کی بہت کافی تعداد ہے جو ہمیشہ صفر ہوتا ہے دفن کر دیتے ہیں۔ (یعنی ان کمیٹیوں کی تحقیق و تنقیح میں اس قدر وقت صرف ہو جاتا ہے کہ جس ضرورت یا امداد کیلئے وہ مقرر کیگئی تھیں فیصلہ صادر ہونے تک اسکا وجود یا احتیاج باقی نہیں رہجاتی) ✤

میرا یقین ہے کہ مجھے وردی بہت ہی سجتی تھی - بہرحال میں اپنے دل میں تو بہت نازاں تھا - اور خصوصاً یہ کر کے یہہ خیال کیا کرتا تھا کہ جامی بین کی اپنی نئی شاندار حیثیت میں شوارع عام یا سیرگاہوں میں متکبرانہ گشت کرتے وقت اکثر راہ گذر معشوقوں کی رنگین آنکھیں محبت بھری نگاہوں سے میری طرف تکتی رہتی ہیں ✤

جو ہدایات دصیغہ حرب کیطرف سے مجھکو دیگئی تھیں انکی تعمیل میں میں ہر روز صبح و شام کی نمازوں میں حاضر ہوتا تھا - اور کل دوران جنگ میں میرا یہی قاعدہ رہا ہے مسجد میں داخل نہیں ہوتا تھا جمعہ کے دن ہزاروں تماشائیوں کے روبرو ہفتہ وار پریڈ ہوتی تھی ✤

بارکوں میں ہر شخص جنگ کا ذکر اور اپنی اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق آسکے لئے تیاریاں کرتا رہتا اور اپنے فہم و ادراک کے مطابق اسکے نتیجہ کے متعلق پیشگوئیاں کرتا تھا - کل سپاہی جوش سے بھرے ہوئے اور لڑائی کیلئے بیقرار تھے یعنے جہانتک کہ ترکوں ایسے بالطبع بے پروا لوگ جوشیلے اور بیقرار ہو سکتے ہیں فوج کی عام حالت بلحاظ حوصلہ و جرأت اور ثابت قدمی عمدہ تھی ✤

میری کمپنی کے افسر میرے ساتھ لحاظ و مروت سے پیش آتے - وہ مجھے اکثر اپنے کمرہ میں مدعو کرتے جہاں وہ میرے خرچ پر سگرٹ اور قہوہ اڑاتے - قہوہ جسکے کل ترک شائق ہیں ہمیشہ سرکاری راشن کے ساتھ نہیں دیا جاتا تھا فقط گاہ گاہ بطور زائد جنس کے ملتا تھا - یہہ افسر آفندی انگلز (مصنف اپنی ذات سے مراد لے رہا ہے - اسکے لفظی معنی انگریز صاحب کے ہیں جس خطاب سے ترک اسکو پکارتے تھے - مترجم) کی بالخصوص اور عظیم الشان انگریزی قوم کی بالعموم تعریف و توصیف کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کی کوشش کرتے رہتے - کپتان نے مجھ سے[1] (ایک ترکی) لیرہ (جو ۱۸ شلنگ کے برابر ہوتا ہے) قرض لیا - (اور میرے اس سلوک سے خوش ہو کر) حلف اٹھائی کہ میں ہمیشہ تمہارا دوست و بہی خواہ رہونگا ✤

---

[1] - مسٹر ہربرٹ صاحب کا اس واقعہ کا ذکر کرنے سے یہہ مطلب نہیں کہ ترکوں کی خست ظاہر کرے - بلکہ وہ ایک طرح سے یہہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اسوقت خزانہ کی فی الواقع تباہ حالت اور تنخواہوں کی عدم وصولی کی وجہ سے ترکی سپاہی اور افسر نقدی کی شکل کو ترسنے لگ گئے تھے ✤

ترکی سپاہی جب فرض منصبی ادا نہ کر رہا ہو تو بازار یا شوارع میں افسروں کو سلام نہیں کرتا - جن افسروں کی آپس میں ذاتی طور پر جان پہچان نہ ہو وہ بھی ایکدوسرے کو سلام نہیں کرتے - ترک افسر کی تمدنی و معاشرتی حیثیت فرانسیسی - جرمن یا آسٹرین افسر کی حیثیت سے کم ہے (یعنی جسطرح آخرالذکر سوسائٹی میں معزز سمجھے جاتے ہیں اور دوسرے لوگ انکی صحبت کے شائق رہتے ہیں ویسی حالت ترکی افسروں کی نہیں) نیز باہمی اور ہمجلیسانہ گرم جوشی و خلوص و اتحاد او ریکدلی ترکی افسروں میں کم ہے ✦

سلیمیہ بارکوں میں مجھے سب سے عجیب بات یہہ دکھائی دی کہ نماز کے سوا ونکی کسی چیز میں مشرقیت و (ایشیائی پن) کی بو تک نہ پائی - کل عملہ فعلہ اندر باہر عمارت - انتظام اور روزمرہ کا دستوالعمل ٹھیٹھ یورپین طریقہ پر ہے - اگر ان میں ترکی زبان نہ بولی جاتی ہو اور گندم گوں ترکونکی بود و باش نہ ہو تو اجنبی کو داخل ہوتے ہی یہہ خیال گذر جائے کہ میں لندن میں ہوں - البتہ یہہ فرق ضرور ہے کہ وہ انگلستانکی تمام بارکوں سے بدرجہا نفیس اور عمدہ ہیں اور انکا موقع نہایت ہی دلفریب اور خوبصورت ہے - سلیمیہ والونکی روزانہ طرز معاشرت سے ظاہر ہو رہا تھا کہ جنگ کیلئے مسلسل سر توڑ تیاری ہو رہی ہے - مگر سرعت و سرگرمی کے باوجود وہ فی الجملہ باقاعدہ اور باضابطہ بھی - کل ملک میں یہی کیفیت ہے شاہراہ میں آئی پلٹنیں آ رہی اور چلی جا رہی ہیں - رنگروٹ جوق در جوق ہر روز بھرتی ہو رہے ہیں - اسلحہ اور گودام (میگزینوں سے نکالکر) منتظمین کے سپرد ہو رہے اور جہاں جہاں ضرورت ہے آن مقامات کو بھیجے جا رہے ہیں اور افسران اعلےٰ سب کاموںکی ہر وقت نگرانی کر رہے ہیں ✦

ترکی فوج پیدل کی وردی حسب ذیل ہے :- بالکل سادہ نیلگوں چھوٹا کوٹ - نیلی پتلون جسکے پائنچے فل بوٹ کے اندر کئے ہوئے ہوتے ہیں - نہایت ہی کارآمد اور واقعی عمدہ بڑا کوٹ یا سیاہی مائل نیلی رنگت کا معہ سر ٹوپ - جو بارش و برفباری میں سر پر ڈال لیا جاتا ہے - اور مشہور عالم خوبصورت سیاہ ریشم کے پھندنے والی سرخ فیض[1] (ترکی ٹوپی) - پیدل فوج میں کوٹوں کے سامنے اور کندھوں کے بلّے سرخ رنگ کے اور چاسیروں (طلیعون) کے سبز رنگ کے ہوتے ہیں - طلیعہ جو جرمن فوج کے جائیگیر کے مشابہ

[1] - یہہ ٹوپی ابتدا میں مراکو کے مشہور شہر فیض میں تیار ہوئی تھی - اور اسی مناسبت سے اسکا نام بھی فیض دیا ترکی لہجہ میں فس، پڑگیا - اور چونکہ ترکوں نے اسکو اپنے لئے مختص کرلیا - دنیا میں وہ ترکی ٹوپیکے نام سے مشہور ہوگئیں - رفتہ رفتہ اسکی ساخت ٹیونس اور فرانس و آسٹریا و جرمن میں بھی شروع ہوگئی - ٹرکی میں

ہیں جو بندوقشانہ چلانے اور فوج سے آگے آگے رہکر متفرق طور پر غنیم پر گولیاں چلانے والے فرض کئے گئے ہیں۔ مگر انکی تربیت اور معمولی پیدل سپاہی کی تربیت میں اِس امر کے سوا اور بہت ہی کم فرق ہے کہ چاسیروں کی ہر ایک پلٹن کی نسبت فرض کر لیا گیا تھا کہ اُسکے ساتھ (وہٹ ورتھہ قسم کی) دو ہلکی توپیں بھی ہوتی ہیں جن میں سے ہر ایک کو دو بارکش گھوڑے اُٹھاتے ہیں۔ مگر اِن پلٹنوں میں فی الواقع یہہ توپیں ہمیشہ نہیں پائی جاتی تھیں +

بوٹوں کے سوا جو بالکل نکمے تھے باقی وردی کی ساخت اور کپڑا عمدہ تھا۔ میں اپنے بوٹ پہنتا رہا۔ پیدل سپاہی کے اسلحہ۔ پی باڈی مارٹینی رائفل اور تلوار نما سنگین تھے +

میدان کارزار کو جاتے وقت سپاہی کے پاس سفری سامان بہ تفصیل ذیل ہوتا تھا:- کیسہ جسمیں اکسی کارتوس آتے تھے۔ پانی رکھنے کی بوتل۔ اور ٹاٹ کی ایک بڑی خورجی یا تھیلہ جس میں ہر ایک چیز جو سپاہی ساتھہ لیجانا چاہے ڈالدیجاتی تھی۔ ترکی سپاہی کا مقولہ ہے کہ "اپنی اشیا رکھنے کیلئے خود ہی بہترین حمال ہوں"۔ چنانچہ وہ جسقدر چیزیں تھیلہ اور اپنی جیبوں وغیرہ میں بھر سکتا ہے اپنے ساتھ اُٹھا لیجاتا ہے +

فوج سواران کی وردی سوائے سر کی پوشاک کے فوج پیدل کے مشابہ ہے صرف اتنا فرق ہے کہ بعض رجمنٹوں میں وردی کا رنگ نیلے کے بجائے خاکی ہے۔ سوار سر پر بھیڑی کی کھال کی ٹوپی جسے قلپاق کہتے ہیں پہنتے ہیں۔ انکا اسلحہ وزنی تلوار۔ ونچسٹری پی ٹنگ (کئی کارتوسوں والی) رائفل اور ریوالور ہیں۔ نیزہ صرف انہیں رجمنٹوں کے پاس ہیں جو افواج حفاظت شاہی (گارڈز) سے متعلق ہیں۔ بعض رجمنٹوں کے پاس اُس وقت (یعنے ۱۹۱۲ء) تک چرکسی تلواریں تھیں۔ اِن تلواروں کی تعریف و توضیح ذیل میں درج ہے۔ گھوڑے ناقص اور تھوڑے تھے +

چرکسی بیقاعدہ سوار اپنی وہی فوق البھڑک قومی پوشاک پہنتے ہیں جس سے با تصویر اخبارات کے دیکھنے والے ناواقف نہیں۔ وہ کارتوس چمڑے کی نلوں میں جو کندھے پر وار پار ڈالے جاتی ہیں۔ چھاتی

بقیہ حاشیہ۔ اب تھوڑے عرصے سے اُن کی ساخت کیلئے سرکاری کارخانہ قائم ہوا ہے۔ مگر وہاں ابھی اسقدر تھوڑی تیار ہوتی ہیں کہ سرکاری ملازموں اور سپاہیوں کیلئے کفایت نہیں کر سکتیں اور خود عام ترکوں کو وہ شتو ستان و ملک غیر سے انکو خریدنا پڑتا ہے ہندوستان میں خاص ترکی کی بنی ہوئی ٹوپیاں ابتک مطلقاً نہیں آئیں۔ مترجم

پر ترجیح دار رکھتے ہیں ۔ انکی تلواریں سبک اور سیدھی سادھی قبضہ کی جگہ پہ ہاتھ کی بچاؤ کیلئے کوئی روک نہیں ہوتی کاسکوں کی تلوار انکے مشابہ تھیں جسکو آخر الذکر چرکھا پکارتے ہیں ۔ سب کے پاس کاربینیں (چھوٹی بندوقیں) اور اکثر کے پاس نیزے ۔ ریوالور و خنجر بھی تھے ۔ انکی گھوڑے باقاعدہ سواروں سے عمدہ تھے ✦

فوج توپخانہ کی وردی پیدلوں سے خوبصورت اور زیادہ وضعدار ہے ۔ توپچیوں کی نیلے چھوٹے کوٹوں پر انگریزی رسالہ ہوزار کے کوٹوں کی طرح فیتے و ڈوریوں کا کام ہے ۔ اور وہ بیٹی بوٹ سے نیچے پہنتے ہیں ۔ ان کے سر کی پوشش وہی ترکی ٹوپی ہے ۔ سواروں کی تلوار و ریوالور انکی اسلحہ ہیں ۔ توپیں کرپ[۱] کارخانہ کی نئی بنی ہوئی تھیں ۔ توپخانہ میں گھوڑے کم اور ناقص اور اکثر باتریوں میں تعداد مطلوبہ سے بھی تھوڑے تھے ۔ ایک باتری میں چھ توپیں ہوتی ہیں ۔ گولہ و بارود کی ہر باتری میں چھ گاڑیاں ہونی لازمی ہیں لیکن عموماً اس سے کم ہوتی ہیں ۔ روسی توپخانہ کی باتری میں آٹھ توپیں ہوتی ہیں البتہ کاسک توپچیوں کے ایسی توپخانہ میں فی باتری چھ توپیں ہی ہوتی ہیں ✦

کمسیرٹ و باربرداری کیلئے دو پہیہ یا چو پہیہ ملکی گاڑیاں تھیں جو ترکی کی خراب سڑکوں اور سلسلہ کوہ بلقان پہ سے گذرنیکے لئے نہایت مناسب تھیں ۔ ان میں عموماً بیل اور بعض میں گھوڑے جوتے جاتے ۔ انکے علاوہ بارکش گھوڑے بھی تھے جنکی عوض بعض وقت خچریں استعمال میں لائی جاتی تھیں ۔ ہر پلٹن کے ساتھ ۱۸ ۔ بارکش گھوڑے اور دو گاڑیاں یعنی فی کمپنی (فی پلٹن ۸ کمپنیاں ہوتی ہیں) زائد گولی بارود کیلئے دو گھوڑے اور افسران پلٹن کے اسباب کے لئے باقیماندہ دو گھوڑے اور خیموں ۔ اوزاروں اور اسباب باورچیخانہ کیلئے گاڑیاں ہوتی تھیں ۔ جو سپاہی گاڑیوں اور ٹٹوؤں پر مامور ہوں وہ ارابجی (ارابہ ترکی میں گاڑی کو اور ارابجی گاڑیبان کو کہتے ہیں) کہلاتے ہیں ۔ باقاعدہ کمسرئیٹ کا کوئی انتظام نہ تھا ✦

ترکی فوج میں مجھے انجنیئر بہت کم بلکہ نہ ہونے کی برابر دکھائی دیئے ۔ پلیونا میں ہمارے ساتھ انکی ایک

---

[۱] ۔ کرپ جرمنی کے ایک مشہور کارخانہ توپ سازی کے مالک کا نام ہے ۔ جسکی توپیں فی زمانناکل دیگر اقسام کی توپوں پر فوقیت رکھتی ہیں ۔ اسکا کارخانہ کئی مربع میلوں میں ہے ۔ اور اسکی آمدنی اکثر چھوٹے ملکوں سے زیادہ ہے ۔ مترجم ✦

[illegible] انجینیری میں فوج پیدل کی اکثر پلٹنیں ان انجینیروں سے زیادہ ماہر تھیں ✦

بوٹوں کے سوا ترکی سپاہی کی پوشاک اور وردی پر اور کوئی حرف نہیں رکھا جا سکتا - یہہ وردی
عمدہ - سادی - خوبصورت - پائدار - کم خرچ اور موزون ہے - مگر اِس میں ایک نقص بہت بھاری ہے جسکو
اعلی احکام بری طرح سے نظر انداز کر رہے ہیں - یہہ قومی طرز لباس اور رواج کے نقیض ہے - اور سوائے
ٹوپی کے اور سب طرح سے ترکی لباس سے مخالف اور فرنگیانہ و کرشانی وضع کی ہے - اور سپاہی ٹوپی
دل میں اُسے ناپسند کرتا ہے - ترکوں کا پیارا اور قومی لباس یہہ تھا - چھوٹی کشادہ نیلی جاکٹ
کھلا چوغہ - سرخ پٹکا - کھلا پائجامہ - اور جوتی جسپر چمڑے کی بُنے ہوئے گیٹس ہوں - یہہ لباس
اب صرف گارڈز فوج کی ذوالعوف[۵۱] رجمنٹیں پہنتی ہیں - البتہ ۱۸۷۷ء میں اکثر پیدل پلٹنوں کی ابھی تک
یہی وردی تھی - فیس کی جگہ فضول و بیہودہ لمبی ٹوپی[۵۲] یعنے کیپی کو رواج دینے کی کوشش
کرنا سفیہانہ حرکت ہوگی - اِس سے بغاوت نہ سہی - عام ناراضگی پھیلنے میں تو کوئی کلام نہیں ✦

ونچسٹری ٹینگ کاربین کے سوا جسکے متعلق اکثر شکایتیں سُنی گئیں باقی تمام قسم کے اسلحہ نے
۱۸۷۷ء میں قابل اطمینان کام دیا ✦

ترکی فوج تین جماعتوں سے مرکب ہے - اوّل نظامیہ (جس میں مصافی فوج یعنے واقعی فوج
نظام اور ریزرو فوج صنف اوّل یعنی احتیاطیہ شامل ہیں) - دوم ردیف (جو جرمنی فوج لینڈ وہر کے مشابہ
ہے) سوم مستحفظ (یعنی مقامی فوج جو جرمن لینڈ شٹرم اور فرانس کی "لیوی ان ماس" (ہر دو قسم
مندرجہ بالا کے علاوہ باقی کل قواعد دان و قابل جنگ رعایا کے مشابہ ہے} - اِن ہر سہ
منتظمہ جماعتوں میں چرکسوں - کردوں اور دیگر بیقاعدہ افواج کے بیشمار غیر منتظمہ دل بادل شامل نہیں
ہیں - محاربہ میں میں نے مستحفظ فوج کا تقریباً کوئی نام و نشان نہ دیکھا - میرا خیال ہے کہ ۱۸۷۷ء کے شروع میں
اِس فوج کا وجود کاغذوں سے باہر کوئی نہ تھا - اِلّا اگر تھا تو کم از کم اُسکے اجتماع و جماعت بندی کا یقیناً کوئی
انتظام نہ تھا جو بریگیڈ اور رجمنٹیں میدان جنگ کو بھیجی گئیں اُن میں نظامی اور ردیفی پلٹنیں اندھا دھند

---

۵۱ - ذوالعوف کی تعریف کے لئے دیکھو اصطلاحات بعنوان باب بری و بحری افواج - مترجم ✦

۵۲ - شاید ترکی گورنمنٹ نے اس قسم کے تغیر کا کبھی ارادہ کیا ہو - مگر سوائے اس کتاب کے اور کہیں اس کے
متعلق پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا - مترجم ✦

مخلوط تھیں۔ ردیف کی تین قسمیں (مقدم۔ تالی۔ اور العسی) ہیں۔ اور ضرورت کے موجب ترتیب مذکورہ بالا یعنی پہلے مقدم پھر تالی اور سب سے آخر العسی کو گھروں سے بلایا جاتا ہے۔ ان تینوں صنفوں کے سپاہی وہ لوگ ہیں جو معافی یعنی نظام فوج میں اپنی میعاد پوری کر چکے ہیں۔ ہر ایک جماعت اور صنف کی خدمت کی شرائط اور میعادوں کا ذکر فضول ہے۔ کیونکہ اس پرآشوب زمانہ میں عملی طور پر کل کارروائی کاغذی دستور العمل سے سراسر بالکل مختلف ہوتی رہی ہے۔ اسبارہ میں لڑائی کے بعد بہت کچھ درستی و اصلاح عمل میں آگئی ہے ✦

ٹرکی میں عام جبریہ خدمت کا رواج ہے اور کل مسلمان اس قانون کے تابع ہیں۔ ۲۰ برس کی عمر میں ہر شخص پر فوجی خدمت واجب ہو جاتی ہے۔ اور عمر کا چالیسواں برس پورا کرنے پر یہہ ذمہ واری ختم ہوتی ہے۔ عیسائی اور یہودیوں کو بطور رنگروٹ فوج میں نہیں لیا جاتا۔ انکو اس آزادی و رعایت کے عوض خفیف سا ٹیکس (محصول) دینا پڑتا ہے۔ اس زمانہ میں اس محصول سے چھ لاکھ پونڈ سالانہ کی آمدنی تھی۔ استنبول[5] اور اُسکے مضافات غلطہ و اسکودرہ کو باشندے (بلا لحاظ مذہب و قوم) فوجی خدمت اور اداے ٹیکس دونوں سے بری ہیں۔ مسلمان آبادی کے رجسٹر احتیاط کے ساتھ نہایت درست رکھے جاتے ہیں ✦

اس محاربہ میں ترکی نے سات لاکھ پچاس ہزار فوج میدان جنگ کو بھیجی تھی۔ صلح ہو جانیکے بعد ترکی فوج میں کلہم ڈھائی لاکھ آدمی رہ گئے تھے۔ صحت یاب مجروح و مریض۔ واپس کردہ اسیران جنگ اور وہ سپاہی بھی جو جنگ کے وقت فوج سے بچھڑ گئے اور پھر واپس آگئے اسی تعداد میں شامل ہیں۔ جو بچھڑے ہوئے واپس نہ آئے اُن کی اور مفرورین کی تعداد اگر تخمیناً پچاس ہزار قیاس کر لیجائے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ساڑھے چار لاکھ آدمیوں کی مہیب تعداد میدان جنگ میں ضائع ہو گئی یا ہمیشہ کیلئے

[5] - استنبول (جسے ترکی استنبولی کہتے ہیں) قسطنطنیہ کی یورپی آبادی کا وہ حصہ ہے۔ جو خلیج شاخ زرین سے بجانب جنوب فصیل شہر کے اندر واقع ہے۔ مگر اکثر یورپین نویسندگان خلیج مذکور کے شمالی محلوں اور مضافات (ایوب۔ خاصکوئی وغیرہ) بلکہ ایشیائی مضافات (اسکودرہ۔ حیدر پاشا وغیرہ) کو بھی استنبول ہی میں شامل کر دیتے ہیں مصنف اور صرف غلطہ۔ تمرا پیا۔ پیرا وغیرہ دیگر یورپین مضافات و حصص قسطنطنیہ کو استنبول سے علیحدہ متصور کرتے ہیں)۔ مترجم ✦

قاول یا یاری اور بہت ہی حوادث کا شکار ہوئی تھی +

ترکی فوج میں فوجی مدارج و مراتب حسب ذیل ہیں +

مشیر (مارشل) - کمانڈر انچیف یعنی سپہ سالار - مشیر (مارشل) جو اُردو (فوج کے حصہ اعظم) یا کول اُردو سے چھوٹا حصہ) کا کمانیر ہوتا ہے

فریق (ڈویژن کا جنرل) جو فرقہ (ڈویژن) کا کمانیر ہوتا ہے[1] +

میرلوا - (برگیڈیر) جو برگیڈ (یعنی لوا) کا کمانیر ہو[2] +

میرآلائی - (کرنیل) آلائی (یعنی رجمنٹ) کا کمان افسر -

قائمقام - (لفٹنٹ کرنیل) کرنیل کا اجوٹنٹ (مددگار)

بن باشی - (میجر) - طابور (پلٹن) کا کمان افسر -

کول آغاسی - (میجر کا اجوٹنٹ یعنی نائب یا مددگار)

یوزباشی - (کپتان) - بلاک (یعنی کمپنی یا رسالہ) یا تابیہ (یعنی باتری) کا کمان افسر

ملازم اول - (اوّل لفٹنٹ)

ملازم ثانی - (دوم لفٹنٹ)

ملازم ثالث - (سوم لفٹنٹ)

باش چاوش - (ہیڈ سارجنٹ) جو فی پلٹن ایک ہوتا ہے -

چاوش - (سارجنٹ)

اون باشی - (کارپورل)

نفر - (پیدل)

مشیر - فریق اور میرلوا کے منصب رکھنے والے بلحاظ منصب پاشا کا خطاب بھی رکھتے ہیں - اور علی الترتیب پرانے زمانہ کے تین دُموں - دو دُموں یا ایکدم کے جھنڈا رکھنے والے پاشاؤں کے مشابہ ہیں - میرآلائی اور قائمقام "بے" کا خطاب رکھتے ہیں - قائمقام کرنیل کا نائب اور مددگار

---

[1] دو یا زیادہ ڈویژنوں (فرقوں) کا ایک اُردو ہوتا ہے - مترجم + [2] ایک برگیڈ میں دو یا زیادہ رجمنٹیں ہوتی ہیں + مترجم +

فرض کیا گیا ہے۔ مگر اکثر رجمنٹوں میں دونوں افسر ہونے کی بجائے۔ اُن میں صرف ایک یعنی کرنیل یا نائب کرنیل ہی تھا کوں آغاسی یا تو بالکل چاؤش کے فرائض منصبی میری سمجھ سے باہر تھے اور میرے نزدیک وہ معمہ سے کم نہ تھے سوم لفٹننٹ کا درجہ فقط انجینیری پلٹنوں میں ہوتا ہے +

عثمانیہ فوج کے متعلق قابل تذکرہ اور عجب امر یہہ ہے کہ افسروں کو صلح و جنگ دونوں حالتوں میں مسلسل تنخواہ نہیں ملتی۔ اور وہ اس سختی کو نہ فقط نہایت ہی تحمل اور بردباری سے برداشت کرتے ہیں۔ بلکہ یہہ مسلمہ امر ہے کہ اس سے اُنکے اخلاق۔ جان نثاری۔ ثابت قدمی اور جوانمردی پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا۔ ترکی افسر اسکو ناقابل اصلاح اور دیرینہ نقص خیال کر کے صبر و قناعت اور بشاشت کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ البتہ اعلےٰ مدارج رکھنیوالے افسر تنخواہیں نہ وصول ہو سکنے کی وجہہ سے عموماً سرکاری روپیہ خورد برد اور رشوتیں قبول کر لیتے ہیں۔ اس بارہ میں وہ پاشا جو خاتونانِ حرم[1] کی سعی و سفارش سے اعلیٰ مراتب کو پہنچے ہوں۔ سب سے بڑھکر خاطی ہیں۔ مشہور محمود[2] داماد پاشا اس قسم کے پاشاؤں کا سب سے بڑھیا نمونہ ہے +

---

[1] سلطانی حرم میں چونکہ اکثر جارجیا وغیرہ کی خوبصورت کنیزیں داخل ہوتی ہیں۔ وہ کسیقدر رسوخ حاصل ہونے پر اپنے اُجڈ اور ناتعلیم یافتہ لواحقوں اور بھائیوں وغیرہ کو وطن سے بلا کر فوجی و ملکی عہدوں پر مامور کرا دیتی تھیں۔ اور یہہ کندۂ ناتراش انتظام یا افسری تو خاک کر سکتے تھے۔ البتہ جس محکمہ میں ہوتے اُسکا اور سلطنت کا ستیاناس کر دیتے۔ یہی خرابیاں تھیں جنہوں نے سلطنت عثمانیہ کو اس درجہ پر پہنچا دیا تھا۔ اور جو اب ہمارے سلطان محبوب غازی عبد الحمید خان ثانی کی شب و روز کی سرگرمی سے تقریباً بالکل غائب ہو گئی ہیں۔ مترجم +

[2] محمود نامی ۱۸۵۸ء میں سلطان عبد المجید کی ایک پندرہ سالہ دختر (یعنی سلطان جمال کی ہمشیرہ) سے عقد ہونے پر داماد پاشا کے خطاب سے ممتاز ہوا۔ یہہ شخص غبن و خیانت اور بے ایمانیوں سے نہایت متمول ہو گیا اور اُسنے اپنی عورت کے بھائی سلطان عبد الحمید ثانی پر جو بذاتہ نہایت قابل۔ اور نیک نیت شخص ہے۔ مگر مشیروں اور تجاویز کے انتخاب میں عموماً غلطی کر جاتا ہے بے اندازہ بلکہ خطرناک اقتدار حاصل کر لیا۔ وہ اگرچہ توپخانہ اور جنگی نقل و حرکت اور نشیب و فراز کے متعلق ذرہ واقفیت نہ رکھتا تھا مگر ماسٹر آف آرٹلری (افسر اعلیٰ توپخانہ) اور مجلس حرب کا رکن بنا دیا گیا۔ اُسنے ۱۸۷۷ء اور ۱۸۷۸ء میں۔ بزدلی۔ حرص و طمع اور رشک و حسد سے سلطنت کی قسمت پر ایسا برا اثر ڈالا اور اُسکو ایسا نقصان پہنچایا کہ جسکی درست مقدار و وسعت کبھی معلوم نہیں ہو سکیگی۔ ۱۸۷۵ء میں وہ سرعسکر ہو گیا مگر ۱۸۷۸ء میں بدوران جنگ (سلطانی احکام کے برخلاف) خفیہ الہام شریک کار از افسروں کو بھیجنے کے جرم میں برطرف ہو کر جلاوطن کر دیا گیا۔ ۱۸۸۰ء میں اُسے معافی مل گئی لیکن

کاغذی عملدرآمد کے لحاظ سے سلطنت عثمانیہ چھ ولائتوں (ممالک) پر منقسم کیگئی ہے۔ اور ہر ایک ولائت ایک ایک اُردو (فوج) جس میں چار چار کول اُردو (کور) ہوں بہم پہنچاتی ہے۔ مگر ۱۸۷۷ء میں کسی ولائت نے فی الحقیقت تین کوروں سے زیادہ بہم نہ پہنچائے۔ بلکہ بعض نے فقط دو دو یا ایک ایک بغداد کی ولائت نے صرف ایک ڈویژن (دو یا زیادہ ڈویژنوں کا ایک کور ہوتا ہے) میدان جنگ کو بھیجا اور وہ بھی جنگ کے خاتمہ کے قریب ۔

کول اُردو کی نسبت فرض کیا گیا ہے کہ اس میں دو ڈویژن = چار بریگیڈ = آٹھ رجمنٹیں = ۲۴ پلٹنیں ہوتی ہیں۔ فوج سواران کے دوسری فوج سے الگ اپنے مستقل ڈویژن کوئی نہیں تھے اور اکثر کول اردوؤں میں اُن کا اپنا اپنا مستقل و علیحدہ توپخانہ بھی نہیں تھا۔ فوج کی دائمی تقسیم در تقسیم کاغذی عملدرآمد سے تقریباً ہمیشہ مختلف ہوتی تھی ۔

انتظامی مطالب اور جنگی ترتیب کیلئے ٹابالین (پلٹن) کو (کل فوجی مجموعہ کا) ایک فرد سمجھا جاتا ہے نہ کہ رجمنٹ کو۔ انتظامی مقاصد کیلئے تین پلٹنوں کی ایک رجمنٹ بنائی جاتی تھی۔ مگر رجمنٹ کی جنگی ترکیب کمان افسر کی رائے پر منحصر ہوتی تھی۔ اور وہ نہ فقط عموماً انتظامی ترکیب سے مختلف ہوتی۔ بلکہ لڑائی کے موقع پر ایک ترتیب جنگی دوسری ترتیب سے جدا ہوتی تھی۔ ایسی ردوبدل کی وجہ سے کرنیل (رجمنٹ کا کمان افسر) جنگی صف بندی اور نقل و حرکت کے لحاظ سے فی الواقع کوئی وقعت نہیں رکھتا تھا۔ اور میجر (پلٹن کا افسر) ہی اقتدار کا چشمہ اور منبع ہوتا تھا۔ انگریزی۔ جرمنی اور فرانسیسی سپاہی دوران گفتگو میں جب "مالک"۔ "مربی"۔ "افسر" کے الفاظ لاتے ہیں۔ تو اُن سے اُن کی مراد کرنیل کی ہوتی ہے۔ (کیونکہ اِن ممالک میں فوجی فرد رجمنٹ ہوتی ہے۔ اور بنا بریں خود مختارانہ فوجی کمان اور اقتدار کا سلسلہ کرنیل سے شروع ہوتا ہے)۔ لیکن ترکی سپاہی اِن الفاظ سے مراد میجر کی لیگا۔ (جس کے ہاتھ میں اُنکا کل نیک و بد ہوتا ہے) ۔

۱۸۷۷ء میں رجمنٹوں کے علیحدہ علیحدہ نمبر نہیں تھے جس سے سخت دقت ہوتی رہی۔ اگر کسی پلٹن کا ذکر

بقیہ حاشیہ۔ سلطان عبدالعزیز شہید کے قتل میں شریک ہونیکے جرم میں وقوع جرم سے پانچ سال بعد ۱۸۸۱ء میں باضابطہ عدالت سے اُسے موت کی سزا دیگئی۔ سلطان کی ہمشیرہ سے اُسکا عقد اِس حکم سے پہلے ہی فسخ کر دیا گیا تھا۔ سلطان المعظم نے موت کی سزا معاف کر کے اسکو عرب کیطرف جلا وطن کر دیا۔ جہاں وہ ۱۸۸۳ء میں فوت ہو گیا۔ مصنف۔ محمود داماد پاشا کی نسبت مسٹر ہربرٹ نے ایک حرف مغالطہ آمیز نہیں لکھا۔ مگر سلطان المعظم کی نسبت جو جذبے اُسنے ظاہر کی ہے وہ غالباً ۱۸۷۷ء کے بعد کے تین برسوں کی تجربہ سے اُنہوں نے خود بخود مل ہی ہوگی۔ میری طرف سے اسکی تردید کرنیکی کوئی احتیاج نہیں ۔ مترجم

کرنا ہوتا تو اُسے اس طرح سے پکارا جاتا۔ "پہلی آرڈو کی دوسری رجمنٹ کی ردیف بلٹن نمبر ۲"

عثمان پاشا کے ماتحت پلیونا میں جو بلٹنیں تھیں۔ وہ انتظامی ترکیب کے لحاظ سے چھ یا زیادہ کوروں میں سے تھیں۔ دوسری عثمانیہ فوجوں میں بھی جو دیگر مارشلوں کے ماتحت تھیں یہی کیفیت تھی۔ بعض اوقات (میدان جنگ کی یعنی جنگ کنندہ) رجمنٹ کی تینوں بلٹنیں انتظامی لحاظ سے تین ہی مختلف کوروں کی ہوتیں ◆

الفاظ بن باشی (میجر)۔ یوزباشی (کپتان)۔ اور اون باشی (کارپورل) کے لفظی معنے علی الترتیب ایکہزار سر۔ ایکسو سر اور دس سر ہیں۔ اصل میں ایک بلٹن میں ایکہزار آدمی ہوتے تھے جنکی دس کمپنیاں ہوتی تھیں اور ہر ایک کمپنی دس سکویڈرون (جماعتوں) پر منقسم ہوتی ہے۔ بلٹن کی مصافی طاقت و تعداد بعد میں آٹھ سو کر دی گئی اور صرف آٹھ کمپنیاں رکھی گئیں۔ یہہ تغیر و تبدل میرے خیال میں جرمنی کی تقلید میں منجملہ دیگر اصلاحات موجودہ صدی کے چوتھے عشرہ میں کیا گیا تھا ◆

جہانتک مجھے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ میں نے بلٹن کو پوری طاقت پر یعنی اس میں آٹھ سو آدمی نہ دیکھے۔ کئی بلٹنوں میں جنگ کے شروع ہو جانے پر بھی چار یا پانچ سو سے زیادہ آدمی نہ تھے۔ الغرض بالاوسط فی بلٹن ۶۰۰ آدمی تھے۔ اس حساب سے فی کمپنی صرف پچاس سے لیکر ساٹھ تک آدمی ہوتے ہیں۔ یہہ تعداد بالکل حقیر ہے اور فوج کے سب سے چھوٹے جنگ کنندہ فرد میں صرف اتنے آدمیونکا ہونا موجودہ زمانہ کے آداب حرب اور فوجی چالوں کے مطابق تو بالکل بے حقیقت اور روسی کمپنیوں کے مقابلہ میں جنمیں سے ہر ایک میں دو سو سے لیکر اڑھائی سو تک آدمی تھے محض فضول اور بیکار تھا۔ فوجی حکام نے اس نقص کو تسلیم کر لیا اور بطور آزمائش چند بلٹنونکو دوبارہ تقسیم کر کے (بجائے آٹھ کے) انکی چار چار کمپنیاں بنائی گئیں اور ہر ایک کمپنی دو دو سو آدمیونکی کر دی گئی۔ مگر فی الواقع اُن میں ڈیڑھ ڈیڑھ سو آدمی تھے۔ محاربہ روس و روم کے بعد اس کارآمد قاعدہ کو عام طور پر رائج کر دیا گیا ہے ◆

سو سو آدمیوں کی (نام نہاد) جمعیت رکھنے والی پرانی کمپنیوں میں سے ہر ایک میں دو لفٹنٹ۔ دو کارپورل اور دو سارجنٹ ہوتے تھے۔ دو دو سو کی نام نہاد جمعیت والی نئی کمپنیوں میں ان افسران کی تعداد تین تین یا چار چار تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ نان کمیشنڈ افسروں کی تعداد بہت تھوڑی تھی ◆

بہیئت مجموعی عثمانیہ فوج کی نسبت ترکی سپاہ کے اُن کارناموں اور کارگذاریوں کو دیکھکر جو ۱۸۷۷ء میں اُس سے ظہور میں آئیں۔ میں اپنی عام رائے حسب ذیل ظاہر کرتا ہوں۔ گو گھوڑے کم تھے تاہم توپخانہ نہایت شاندار تھا۔ فوج پیدل بہت عمدہ تھی۔ باقاعدہ فوج سواران اوسط درجہ کی تھی۔ اور اُسکی تعداد بھی تھوڑی تھی

اور پیغامدہ سواران کی فوج فی الجملہ کمی اور پیغائدہ تھی۔ بار برداری کمسیرٹ۔ حفظان صحت اور انجنیریوں کی پلٹنیں بالکل ندارد یا ناقص تھیں۔ اعلےٰ ترین کمان کے لئے کوئی قابل آدمی نہیں تھا اور اُسکی حالت بے اندازہ بُری تھی۔ روسیوں کی نسبت بیرا ٹھہرو یہہ ہے کہ اُنکی پیدل فوج بہت عمدہ۔ توپخانہ اوسط درجہ کا۔ فوج سواران دیا ئنستان کاسکوں کے۔ جنکو اگر باعث وتاریخ اور سیہ کاریوں کی وحشت نہ ہو تو وہ بہت عمدہ سوار ہیں، ناقص اور بیکار تھی۔

کل دنیا میں غالباً ترکی فوج ہی ایک ایسی سپاہ ہے کہ اُسکے اور ترکی قوم کے حالات زمانہ امن سے جیسی کچھ بہتر ہوئی توقع تھی۔ آنہنے زیر بحث محاربہ کے دوران میں میدان جنگ میں نمایاں طور پر اور مسلسل اوس سے بدرجہا بڑھکر داد مردانگی دی اور شجاعت کے جوہر دکھائے۔ برخلاف اسکے جہانتک محاربہ مذکورہ (۱۸۷۷ء) کا تعلق ہے۔ روسی فوج عام توقع سے بہت گھٹکر رہی۔ اوسط حیثیت کا ترکی سپاہی بلحاظ اخلاق و ذہانت وصحت جسمانی اُسی حیثیت کے روسی سپاہی پر فوقیت رکھتا ہے۔ اسکے تین باعث ہیں۔ اول یہہ کہ ترکی سپاہی مطلقاً تارک الخمر ہوتا ہے۔ دوم وہ پابند مذہب اور مذہب کی خوبیوں اور اُسکے احکام اور اوضاع کو سمجھتا ہے۔ کورانہ تقلید یا محض شغل اور خوف سے اپنے مذہب کا پابند نہیں۔ روسی سپاہی بھی پابند مذہب ہے مگر جاہلانہ طرز سے۔ اور جیساکہ جہالت کا لازمہ ہے وہ اوہام باطلہ کا معتقد ہوتا ہے۔ تیسری وجہ یہہ ہے کہ روس کی نسبت ٹرکی میں ابتدائی تعلیم کی حالت بہتر ہے۔ اب جب کبھی دوسری جنگ اٹل ہوجائے تو اُسکے نتیجہ کی نسبت قیاس کرنے کے لئے اِن سیدھی سادی وجوہات کو مد نظر رکھ لینا واجب ہے۔ جرمن جرنیل وان ڈی گولز پاشا[۱] جو ترکی فوج میں جرنیل ہے ترکی

[۱] صاحب موصوف نے ۱۹۰۶ء کے شروع میں ترکی فوج کی نسبت جو رائے ظاہر کی تھی وہ بست سالہ عہد حکومت سلطان المعظم سے اقتباس کرکے ذیل میں درج کیجاتی ہے :-

ترکی فوج - جنرل وانڈی گولز نے جو ترکی افواج کی درستی ترتیب میں چند برس صرف کرنے کے بعد اب سلطانی ملازمت سے مستعفی ہوکر جرمن فوج کے پانچویں ڈویژن کے کمانڈر مقرر ہوئے ہیں۔ ترکی افواج کی موجودہ حالت کے متعلق ایک شخص کے سوال پر مندرجہ ذیل جواب دیا :-

"مجھے پالیٹکس (امور مملکت) سے کوئی تعلق نہیں ہا۔ سلطانی وزرا نے مجھے بارہا ملکی معاملات کیطرف کھینچنا چاہا مگر میں یہی جواب دیکر ٹالدیتا ہا کہ میں ایک سپاہی آدمی ہوں۔ اور سپاہی بھی ایسا کہ اپنے جنگی فرائض کے علاوہ اور کسی معاملہ میں دخل دینا نہیں چاہتا۔ جو شخص یہہ خیال کرتا ہے کہ گذشتہ جنگ کے بعد ترکی فوج نے کوئی ترقی نہیں کی وہ سخت غلطی پر ہے۔ بیشک اِس امر سے انکار نہیں ہوسکتا کہ جو کچھ ترقی ہوئی ہے اُس سے زیادہ ہوسکتی تھی

قوم کی نسبت رائے ظاہر کرتا ہے کہ "وہ دیانت دار۔ اپنی بزرگی پر نازاں۔ بہادر اور سپہ پابند مذہب ہے۔ مگر طبقہ امرا کی عدم موجودگی سے جو عام لوگوں کو خود نظیر بنکر ترقی کے میدان میں داخل کر سکتا ہے اُسے بہت نقصان پہنچ رہا ہے"۔ میں پاشائے موصوف کے پچھلے ادعا سے متفق نہیں اور اسکو تسلیم نہیں کرتا کہ کسی قوم کی ترقی کے لیے طبقہ

بقیہ حاشیہ۔ لیکن جرمنوں کے اخبارات میں جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جرمنی افسروں نے اصلاح کے متعلق جو کچھ کارروائی کی ہے۔ وہ کاغذوں ہی پر ہے۔ اور در اصل اُسکا کوئی وجود نہیں محض غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ کام کیا گیا ہے۔ اُسکے بہت سے حصے کے نتیجے کے متعلق دنیا کے سامنے شیخی نہیں بگھاری گئی اور نہ ہی کوئی شور و غوغا برپا کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر اُسے ڈھول بجا بجا کر مشتہر کیا جاتا۔ تو ضرور تھا کہ ممالک اجنبیہ جو ترکوں کو ترقی کرتے دیکھ نہیں سکتے رشد و حسد کے مارے مداخلت کر دیتے۔ اب سلطنت عثمانیہ کی ضروریات کیلئے بقدر مناسب عثمانیہ فوج کافی موجود ہے۔ جو شخص ترکی فوج میں بحیثیت افسر داخل ہونا چاہے۔ اُسکو پہلے جنگی مدرسہ کے تمام امتحانات پاس کرنے ضروری ہیں اور انجینئرنگ کے اصول سے واقف ہونا نہایت لازمی ہے۔ مگر عثمانیہ فوج کو انجینئرنگ کی ایسی ضرورت نہیں۔ جیسی کہ افسروں کی۔ جو افسر ترکی سے برلن بھیجے گئے تھے۔ اور وہاں سے ۱۸۸۵ء میں واپس آئے وہی وہ پہلے افسر تھے۔ جنہوں نے خالص عملی تعلیم و تربیت پورے طور پر حاصل کی۔ اور عملی خدمت کے تمام مراحل طے کئے۔ اور وہ فی الواقع نہایت قابل افسر ثابت ہوئے۔ ہم جرمن افسر جس تعلیمی کتاب کو سب سے عمدہ اور بہترین خیال کرتے ہیں۔ وہ "مجرات قلاع" ہے۔ جسکا صدر مؤلف سمیع بے ترکی سفیر متعینہ برلن کا جنگی اتاچی ہے۔ میں خود ہفتہ میں کئی مرتبہ ترکی افسروں کو لیکچر دیا کرتا تھا۔ ان کے مباحثوں اور جرح و قدح سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ جو کچھ سنتے ہیں اُسے نہایت عمدگی سے ذہن نشین کر لیتے ہیں +

"یورپ جو کچھ چاہے اپنے دل میں خیال کیا کرے۔ مگر یہ تحقیق ہے کہ ترکوں کا قدیمی جنگی شوق اُن میں سے ابھی ضائع نہیں ہوا۔ چنانچہ دو تین اعداد اِس امر کے ثبوت کیلئے کافی ہیں۔ جنگی مدرسہ میں [illegible] میں چار سو ترپین طالب تھے اور اب انکی تعداد سترہ سو پچاس ہے۔ البتہ اس بات کا افسوس ہے۔ کہ صرف مسلمان ہی ۲۱ برس سے ۴۰ برس کی عمر تک بھرتی کئے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے بھی بہت سے بری الخدمت ہو جانے کے باعث فوج میں داخل نہیں کئے جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ فوج ریزرو صرف کاغذ ہی پر موجود تھی۔ مگر اب فوج ریزرو (ردیف) برابر موسم سرما کی فوجی قواعد کیلئے طلب کیجاتی ہے۔ اور فوج نظام کی میعاد ملازمت پانچ سال کی بجائے تین سال کر دینے سے عثمانیہ فوج ردیف کیلئے عمدہ میٹیریل (مصالح) پہنچ جاتا ہے۔ دکھنی فوج نظام کے سپاہی تین برس عملی خدمت کرنیکے بعد ردیف میں

اُمرا کا اُس میں موجود ہونا ضروری ہے - شائد صاحب ممدوح کبھی انگلستان نہیں گئے اور وہاں کے امرا کی تمدنی و معاشرتی حالت کو معائنہ نہیں کیا - ورنہ وہ یہہ اُصول قائم نکرتے ✦

پہلی یا دوسری مارچ کو مجھے مکتب حربی میں حاضر ہونیکا حکم دیا گیا - اور ہم تینوں اور آپنے عالے افسروں کو قہوہ تمباکو اور سگرٹوں کے تحفہ تحائف دیکر اور اپنے ساتھی سپاہیوں کے ذمہ مختلف غیر موادی قرضے باقی چھوڑکر اُنسے اور سلیمیہ بارکوں سے رخصت ہو گیا - مکتب حربیہ قسطنطنیہ کے خوبصورت ترین مضافات پنکالٹی میں جو پیرا کے شمال میں ہے خوشنما ملحقات و جوار کے درمیان واقع ہے - روسی کنیسہ و ہسپتال مدرسہ کے متصل ہیں - میں نے سپاہیانہ وردی اُتاری اور طالبعلموں کی وردی پہن لی - مجھے مدرسہ کے بورڈنگ ہوس میں عمدہ مکان رہنے کیلئے دیا گیا - خوابگاہ میں میرے ہم عمر دس اور لڑکے جو سب کے سب یورپین ٹرکی کے باشندے اور نیک چلن تھے سوتے تھے - مدرسہ میں ..۱۵ شاگرد اور تیس معلم تھے - جن میں سے کئی جرمن - ایک آسٹیرین - اور ایک فرانسیسی تھا - ترک پروفیسروں میں سے اکثر فوجی آدمی تھے - مدرسہ میں تین جماعتیں ہیں - ہر جماعت کی پڑھائی ایکسال ہے - یعنے طالب علم کو وہاں

بقیہ حاشیہ - بھیجدیئے جاتے ہیں - اور اِس طرح سے متذکرہ فوج میں کارآزمودہ سپاہیوں کے شامل کر دیئے جانے سے اُس کی مضبوطی اور کارآمدگی میں بہت کچھ ترقی ہو گئی ہے عثمانیہ فوج اب سٹینڈنگ آرمی (فوج نظام جو ہر وقت تیار رہتی ہیں) ریزروِ اوّل (ردیف فوج نظام) ملیشیا (مستحفظ) لینڈسٹرم (محافظ ملک) سیکنڈ ریزرو (ردیف ثانی) اور سوپرنیومیسریری بٹالینز (زائد از ضرورت پلٹنوں) پر مشتمل ہے ✦

"ترکی افواج کے از سر نو مرتب کرنے پر میں نے بہت سا کام کیا ہے - اور اگر ٹرکی اَب ایک ہفتہ میں اپنی فوج کو مجتمع کر سکتی ہے تو یہہ اسی ترتیب کی وجہہ سے ہے - میرے خیال میں ٹرکی اپنی عیسائی رعایا کو فوج میں بھرتی نہ کرنے میں سخت غلطی کر رہی ہے - عیسائی رعایا کے بھرتی کرنے سے نہ صرف یہی فائدہ ہوگا کہ فوجی ڈسپلن (ضابطہ و قواعد) سے مختلف مذاہب کی جماعتوں میں اتفاق و اتحاد پیدا ہو جائیگا - بلکہ حفاظت سلطنت کا بوجھ جو اسوقت صرف اکیلے مسلمانوں پر ہے بٹ جائیگا - اور نیز ٹرکی کی ہر ایک لڑائی کو جو مخالفین مذہبی لڑائی قرار دیتے ہیں انکو اِس اتہام لگانے کا موقعہ بھی نہ رہجائیگا ✦

"اعلیحضرت سلطان المعظم کے اوصاف ظاہری و باطنی - محنت و مستعدی اور ملکہ و لیاقت خداداد کی جسقدر تعریف کیجاوے تھوڑی ہے - اور جرمنی افسروں پر جسقدر الطاف و مراحم خسروانہ مبذول فرماتے رہے ہیں اُن کے شکریہ سے جرمن لوگ کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے" ✦

تین برس رہنا پڑتا ہے ✦

چند ماسٹروں سے مختصر سی گفتگو کے بعد مجھے سب سے اونچی جماعت میں داخل کیا گیا۔ اور مجھ سے کہا گیا کہ اگر میں چاہوں تو اُس امتحان میں جو پندرہ دن کے اندر ہوگا شریک ہو سکتا ہوں۔ ہر ایک جماعت پھر آگے دو دو فریقوں پر منقسم ہے۔ ایک فوج پیدل کے اور دوسرا فوج سواران کے اُمیدواران کیلئے۔ مدرسے کے ساتھ فوج سواران کے طالبعلموں کے لئے وسیع مدمہ شہہ سواری بھی ہے۔ توپخانہ اور جنگی انجنیری کی تعلیم اس کالج میں نہیں دیجاتی اِن فنون کے لئے علیحدہ خاص کالج ہے جو مہندس خانہ[1] کہلاتا ہے ✦

میری جماعت میں اسّی لڑکے تھے۔ ساٹھ فوج پیدل کیلئے اور بیس کیولری (فوج سواران) کے واسطے۔ ہر ایک جماعت کے طلباء ملکر کھانا کھاتے تھے۔ غذا عمدہ اور وافر ہوتی تھی۔ چاول اور بھیڑ کے گوشت کا زیادہ خرچ تھا۔ مدرسہ کا اندرونی انتظام بہت عمدہ تھا۔ طالبعلموں کو کچھ ادا نہیں کرنا پڑتا۔ انکو مکان۔ خوراک۔ پوشاک اور تعلیم سرکار کے خرچ سے دیجاتی ہے۔ بلکہ انکو جیب خرچ کیلئے کچھ نقدی بھی ملتی ہے۔ گو مجھے کچھ نہیں ملتا تھا۔ ہر ایک شخص جس میں کالج کی تعلیم پانے کی قابلیت ہو بلا لحاظ درجہ۔ حیثیت یا ولدیت کے داخل ہو سکتا ہے۔ اور قابلیت مذکورہ رشدیہ اور اعدادیہ مدارس میں کچھ خرچ کرنیکے بغیر مفت پیدا کیجا سکتی ہے۔ اسلام کی اخوتِ صادقہ اور مساواتِ کاملہ کی بیشمار شہادتوں میں سے یہہ ایک ادنی شہادت ہے۔ امتحانات کی فیس ہے نہ داخلہ کا۔ ظالمانہ اور نقصان رسان دستور کا ٹرکی میں نشان تک نہیں ملتا ✦

میری جماعت کا نصاب یہہ تھا۔ ترکی زبان اور علم ادب۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ فرانسیسی اور فنون حربیہ۔ پہلے اور آخری مضامین کے سوا۔ باقی کل مضامین میں مجھے کل موجودہ طلباء بلکہ اکثر اُستادوں سے زیادہ عبور تھا۔ چنانچہ میں نے اُس مضمون میں جسکا اُستادوں کو خیال بھی نہ تھا۔ یعنے ترکی املاء اور بالخصوص حیرانی میں ڈالنے والے عربی رسم الخط کے پڑھنے میں بہت واقفیت اور مہارت پیدا کر لی۔ اس رسم الخط کے پڑھنے میں پہلے کم مہارت ہونے سے میں ترکی محاورات سے پورا واقف نہیں ہو سکا تھا۔ تاریخ جغرافیہ اور فرانسیسی میں جتنا کچھ میں پہلے جانتا تھا

---

[1] جنگی مدارس میں سب سے اعلے مکتب ارکان حرب یعنی سکول برائے افسران جنرل شاف ہے۔ وہاں کی تعلیم و تربیت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ بحیرہ مارمورا کے جزیرہ خلکی (یا ہلکی) میں بحری کالج ہے۔ جسکے پروفیسر اور اُستاد انگریز ہیں۔ قسطنطنیہ میں نو ابتدائی جنگی مدرسے (رشدیہ) اور دو اعدادیہ سکول ہیں۔ اعدادیہ مکتب حربی (جنگی کالج) اور رشدیہ (ابتدائی مدرسوں) کے درمیانی مدارس کو کہتے ہیں ✦ مصنف

یہہ درست ہے کہ اُستاد مجھ کو اُس سے زیادہ نہیں سکھا سکتے تھے - تاہم ہر سبق سے مجھے اُس ملک کی بولی کی [illegible]
مشق ہوتی جاتی تھی جسکو عارضی طور پر میں نے اپنا بنا لیا تھا - خود سلطنت عثمانیہ کی تاریخ و جغرافیہ کو میں اپنے ہم جماعتوں
سے اچھا جانتا تھا - کتب حربی کی تعلیم کا معیار اور نصاب جرمنی کے اُن جنگی مدارس کے نصاب سے جو اعلیٰ درمیانی
طبقہ کے لڑکوں کیلئے ہیں کسیقدر کم اور اس درجہ کے انگریزی مدارس سے بہت بڑھکر تھا - ترکی علم ادب سے مجھے بہت کم
دلچسپی تھی - البتہ اُس سے یہہ فائدہ ہوا کہ مجھے ترکی کے زیادہ الفاظ یاد ہو گئے - ترکی ادب کی کتابیں تعداد میں تو بیشمار
ہیں - مگر بلحاظ کتابوں کے ذاتی وصف کے وہ اوسط درجہ سے بھی گرا ہوا ہے - ۵۰ فیصدی کتابیں فارسی -
عربی اور یورپین تصانیف کا بحرفہ یا تھوڑے بہت رد و بدل کے ساتھ ترجمہ ہیں - مدرسہ میں ترکی صرف و نحو بھی سکھائی
جاتی تھی - جس سے مجھے بہت فائدہ پہنچا ✦

فوجی نقل و حرکت اور مہارت حربیہ کا مضمون ۱۸۷۰ء کی جنگ جرمنی و فرانس کے تجربات پر مبنی تھا
اور اِس مضمون کی کتاب ایک جرمن کی تصنیف کا ترجمہ تھی - اِس مضمون پر طالب علموں کو کامل تعلیم دیجاتی تھی
مگر میرے دل میں اکثر یہہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ اِس فن کے متعلق طالبعلموں کو تعلیم دینے کیلئے کسی سابقہ
محاربہ روم و روس کو بطور نمونہ کیوں نہیں لیا گیا ؟ مگر اسکی وجہہ مجھے کوئی معلوم نہ ہو سکی ✦

عربی - لاطینی اور جرمنی زبانوں کے بھی جو میرے خیال میں اختیاری تھیں سبق دیئے جاتے تھے
مجھے اِنسے معاف کر دیا گیا تھا - عربی سے اِسلئے کہ میں نے اُس موقعہ پر نئی زبان کا شروع کرنا مناسب نہ
سمجھا - دوسری زبانوں سے اِسلئے کہ مجھے اُن میں تعلیم کی احتیاج نہ تھی - یا کم از کم یہہ کہ جسقدر تعلیم مجھے مکتب
حربی کے اُستاد دے سکتے تھے اُسکی مجھے احتیاج نہ تھی - زمانہ مابعد میں میں نے عربی کی مشکل زبان بھی سیکھ لی -

گتکے بازی - نشانہ اندازی اور شہہ سواری نصاب میں داخل تھی - مگر میری پندرہ روزہ اقامت
میں اِن فنونکی مشق نکرائی گئی - جسکی وجہہ غالباً یہہ ہو گی کہ امتحان کا وقت نزدیک تھا - میں نے طالبعلموں
کی زبانی سُنا کہ دیگر اوقات میں بھی فوج پیدل کے طلبا انکی مشق فقط گاہ گاہ کرتے تھے - میں ہم جماعتوں کے
ساتھ اپنے طور پر گتکے بازی کرتا اور اپنے ذاتی ہتھیاروں اور کارتوسوں سے ریوالور کی مشق کرتا رہا - مساحت
وغیرہ فنونکی تعلیم کو نظر انداز کیا گیا ہوا تھا ✦

دن میں پانچ گھنٹے سبق دیئے جاتے تھے - مجھ کو دو گھنٹے اور لگانے پڑتے تھے - سکول سے خارج وقت میں ہم
کشتیوں پر سیر کیا کرتے - پیدل چلتے یا کرایہ کے گھوڑوں پر سواری کرتے - رات کے وقت تماشا کو دیکھنے یا شطرنج

اور چوسر کھیلنے یا کہاوتوں - بحث مباحثہ اور داستانوں سے ایکدوسرے کا دل بہلایا کرتے تھے - مدرسہ کے طلبا کے اخلاق عمدہ اور جرمنی یا انگلستان کے سرکاری مدارس کے طلبا اور بورڈروں سے بدرجہا بہتر تھے - اس کی وجہ میرے قیاس میں یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسلمان قرآن کریم کے احکام کی لفظی اور معنوی پیروی اور تعمیل اس سے بدرجہا زیادہ کرتے ہیں - جتنی کہ عیسائی بائبل کے احکام کی + سلیمیہ کیطرح یہاں بھی کوئی شخص خمرات اور شراب نہیں پیتا تھا - کیونکہ اسلام اسکی ممانعت کرتا ہے - اس جگہ بھی فی الفور میرے بیشمار دوست ہو گئے میں اپنے ساتھیونکی قہوہ خانوں میں اپنے خرچ سے قہوہ اور چاہ کی دعوتیں کرتا اور تقریباً کل جماعت کو سگرٹ میں ہی بہم پہنچاتا تھا +

طلبا پرجوش - محب وطن اور مکروہ و مبغوض مسکو بی (یعنے روسیوں) کے ساتھ جو عنقریب لڑائی ہونیوالی تھی اُسکے خطرات اور نیکنامیوں میں حصہ لینے کے لئے بیقرار ہو رہے تھے - مذہبی معاملات میں وہ صلح کل اور نرم تھے - یہ اوصاف اُن میں سلیمیہ بارکوں کے سپاہیوں سے بدرجہا زیادہ تھے - وہ سپاہی میرا ذکر آجانے پر اکثر مجھے آپس میں گبر یا کافر کہا کرتے تھے - گو ممکن ہے کہ وہ مجھے ازراہ تنفر ایسا نہیں کہتے تھے اور نہ اُنکا منشا مجھے رنج پہنچانے کا ہوتا تھا +

ہم طالبعلموں میں عموماً مذہبی گفتگو اور بحثیں ہوا کرتی تھیں - اسلام حضرت عیسیٰ مسیح کو پیغمبر تسلیم کرتا ہے مگر اُن کی الوہیت سے منکر ہے - اور تثلیث کے مسئلہ کو جو بقول مسلمان دس[۵۱] احکام ربانی میں سے اس ایک حکم "میرے سوا تیرے کوئی اور خدا نہیں ہونگے" کے صریح برخلاف ہے - باطل اور مشرکانہ قرار دیتا ہے - میں نے ایکدفعہ جواب میں کہا - کہ " یہ مسئلہ مشرکانہ نہیں - بلکہ اب - ابن اور روح القدس ایک ہی ہیں - اُنہوں نے جواب دیا - "یہ محض ابلہ فریبی ہے" +

اسلام (یعنے مسلمانوں) کی نہائت ہی قابل تعریف - خوبصورت - پاکیزہ اور شریفانہ خوبیوں یعنے اجتناب خمر و ملاہی و تنبیہ - پاکدامنی و عفت - مہمان نوازی - باہمی لین دین اور تجارت میں بیحد دیانتداری - غیبت کی عدم موجودگی - ادب و تادیب - فرمانبرداری - اور سادہ و باقاعدہ طرز معاشرت کے مقابلہ پر کثیر الاند واجی[۵۲] -

---

[۵۱] - دس احکام سے مُراد ہے جو بروائت توریت کوہ سینا پر جناب باری تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو دیئے تھے - اور جنپر عیسائیوں کو بھی ویسا ہی ایمان ہے جیسا کہ یہودیوں کو + مترجم +

[۵۲] - مسٹر ہربرٹ نے اسبارہ میں وہی اعتراض کئے ہیں - جو کم و بیش یورپین اسلام پر کرتے چلے آئے ہیں - اور جنکی تردید میں مسلمان علمائے

کنیزوں کا رکھنا - غلامی - تقدیر پر شاکر رہنا (یعنے توکل)، اور مذہبی پرتعصبی اور وحشت نہایت معیوب باتیں ہیں مگر اُسکی (اسلام یعنے مسلمانونکی) اہم ترین اور سب سے بڑی غلطی سمجھتے ہیں - جو ایکدن میری رائے میں ضرور مہلک ثابت ہوگی - یہ ہے کہ وہ اپنے تئیں (یعنے مسلمان اپنے مذہب کو) ایسا اکمل[۱] و مکمل سمجھتے ہیں - جس میں اصلاح و ترمیم کی گنجائش نہ رکھی ہو - اِس غلط فہمی کی وجہ سے وہ زمانہ کی روزافزوں شائستگی اور ترقی کے قدم بقدم نہیں چل سکتا اور وہ توحید کاملہ اور مذہب کے اعلٰے ترین منازل کے حصول سے بھی مانع ہے +

نظام و انتظام اعتدال کے ساتھ سخت تھا - مگر بارکوں کے انتظام سے کم سخت - ہمکو اوقاتِ مقررہ پر جاگنا اور سونا پڑتا تھا - اور عین وقت پر دسترخوان پر جانے اور جماعتوں میں حاضر ہونیکی سخت پابندی تھی - اس کے سوا اور سب طرح سے ہمیں آزادی تھی - اور جو چاہتے کرتے تھے +

ترکی اُستادوں میں میں نے یہ خوبی دیکھی - کہ گو وہ جرمن اُستادونکی نسبت کم علمیت رکھتے تھے - مگر اُنکے

بقیہ حاشیہ - و فضلا نے سینکڑوں کتابیں لکھ ڈالی ہیں - کثیر الازدواجی کی اباحت (کیونکہ یہ لازمی نہیں - اور کئی شرائط پر اسکی اجازت ہے) کی ضرورت اور خوبی کے اب خود عیسائی بھی مقر ہو رہے ہیں - کنیز داری اور غلامی پر سید احمد اور آنریبل سید امیر علی مدلل بحث کر چکے ہیں - یہاں طویل یا مختصر تردید اعتراض کی گنجائش نہیں - جو توکل اسلام میں تھی وہ تو یہ ہے کہ ع برتوکل زانوے اشتر ببند مگر افسوس موجودہ مسلمانوں کے طریق عمل نے مخالفین کو توکل کے معنے ہاتھ پانوں چھوڑ کر بیٹھ رہنے کے سمجھنے دیئے - اصل توکل السعی مِنَ الاِنسان والاتمام مِنَ اللہ سے کوئی فرد بشر منکر نہیں ہو سکتا - اور جو ہو وہ منہ کی کھاتا ہے - باقی رہی مذہبی وحشت - یہ کسی خاص مذہب کا خاصہ نہیں - بلکہ معتقدان توحید - بت پرست - آتش پرست - بودھ - الغرض دنیا میں کوئی ایسا امت یا فرقہ نہیں - جسکی طبقہ جہال اور خودغرض و دنیا فریب سیین - راہبین اور معتقدان مذہبی اِس نامراد مرض میں گرفتار نہ ہوں - مسٹر ہربٹ اعتراض سے پہلے کم ازکم اپنے عیسائی مذہب کے مختلف فرقوں کے باہمی سلوک اور ارتباط پر ہی نظر ڈالا لیتے کہ کئی صدیوں سے اُنمیں کیسی جوتی پیزار ہو رہی ہے + مترجم +

[۱] جہانتک مذہبی و روحانی تعلیم اور دُنیاوی معاشرت کے اُس حصہ کا جسکی متعلق قرآن کریم میں صاف احکام وارد ہو چکے ہیں تعلق ہے - اسلام بیشک ایسا کامل و مکمل ہے جسمیں اصلاح و ترمیم کی گنجائش نہیں - اور سوا تیرہ سو برس کی آزمائش میں اُسکا یہ دعوےٰ ہر ایک قسم کی تہذیب اور ہر ایک ملک کی آب و ہوا میں صادق رہا ہے - باقی رہے علوم و فنون و صنعت و حرفت اور ایسے دُنیاوی معاملات جنکی نسبت کوئی قطعی حکم قرآن شریف و احادیث میں موجود نہیں - اُن کے واسطے صحیح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے کہ انتم اعلم بامور دنیاکم - جس نے اِس میدان کو ہر ایک شخص کیلئے پوری طرح

ساتھ ہی وہ جرمنوں کی نسبت ترکی بازکم اور کارگذار زیادہ تھے۔ جرمن پروفیسروں نے مجھ سے کوئی خاص دلچسپی ظاہر نہ کی جسکی وجہ شائد یہ ہو کہ میں نے اپنے تئیں انگریز بتایا تھا۔ اور وہ میرے جرمنی النسل ہونے سے واقف نہ تھے میرے خیال میں جرمنی سے ترکی فوج کی تعلیم و تربیت کے لئے بڑے طمطراق کے ساتھ جو جرمنی افسر فرنگی جماعتیں متواتر ترکی کو آتی رہیں تھیں وہ بالعموم حسب مُراد کام نہ دیکیں۔ اور اُنکی تعلیم و تربیت کا کوئی عمدہ نتیجہ مترتب نہ ہوا خود مشہور معروف جرمنی جرنیل وان مولکی نے جسنے ۱۸۷۰ء میں فرانس کو شکست دیکر قیامت تک اپنی شہرت قائم کردی ہے۔ تسلیم کیا تھا۔ کہ میرا ترکی آنا کچھ مفید نہیں ہوا۔ جب نسیب (نزیب) کی لڑائی میں۔ جو ۲۴ جون ۱۸۳۹ء کو ترکی فوج جو اُسکی تربیت یافتہ اور تیار کردہ تھی مصریوں سے شکست کھا کر بھاگ گئی۔ تو جرنیل مذکور نے اپنی گورنمنٹ کو اسکا باعث یہ لکھا۔ کہ ترکی فوج خام رنگروٹوں سے مرکب تھی۔ مگر میں ادب کے ساتھ جرنیل موصوف کی اس رائے سے اختلاف کرتا ہوں۔ اصل وجہ یہ تھی کہ جرمن اصول و قواعد عثمانلی لوگوں کی طبائع کے موافق نہ اُس وقت تھے اور نہ اب ہیں +

کالج کا گورنر ایک بیرانہ سال لاپروا طبیعت کا فریق (جرنیل) تھا۔ اُسنے خاص مجھ سے فقرا کبھی مخاطب نہ کیا معدودے چند کے سوا اب تک میں اُن لوگوں کو جنکے نام میں معرفی کے خطوط لایا تھا۔ اور جو سب کے سب یورپ تھے ملنے سے محترز رہا تھا۔ اب میں سبکی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور گو سفارشی خطوط کے طفیل سبنے مجھ سے بخندہ پیشانی ملاقات کی۔ مگر اُن کے خیال میں میں ایک بے ضرر دیوانہ سے کم نہ تھا۔ اُن کی نگاہ میں میرا ترکوں کی حمایت کے لئے آنا جو اُن کے خیال میں صرف چند دن کے مہمان تھے۔ پاگلانہ فعل کے برابر تھا۔ ترکوں میں ایک نیا جوش حب الوطنی کا پیدا ہوگیا ہوا تھا۔ اور ہر جگہ اُسکا مشاہدہ ہو سکتا تھا۔ لیکن بایں ہمہ اکثر فرنگی سکنائے قسطنطنیہ جنکی آنکھیں خدا جانے اس جوش کو کس طرح نہ دیکھ سکیں سلطنت عثمانیہ کو معدوم سمجھ بیٹھے تھے +

میرے اکثر ہم جماعت جو قسطنطنیہ کے رہنے والے تھے مجھے اپنے گھروں میں لے گئے۔ ہر ایک جگہ میری اچھی خاطر مدارات ہوئی اور سگرٹ۔ شیرینی۔ قہوہ سے تواضع کیگئی۔ مرد نوکر ہماری خدمت کرتے تھے۔ مگر کسی کسی جگہ

بقیہ حاشیہ۔ واگذار کردیا ہے۔ اور مسلمانوں کی علمی و فنونی ترقی بتا رہی ہے کہ مسلمانوں نے اس آزادی سے کامل فائدہ اُٹھایا تھا۔ اور اگر سستی و کاہلی سے اُن کو فرصت ہوجائے تو وہ اب بھی اُٹھا سکتے ہیں۔ اسلام میں صوفیائے کرام اور مشائخ و ہمہ عظام ایسے ایسے اعلے مراتب و منازل روحانی حاصل کرچکے ہیں کہ کوئی عیسائی اُنکی کیفیت و قدر و منزلت کے پہچاننے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ اور اُن کا یہ حصول اِس امر کی صاف دلیل ہے کہ اسلام میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو حصول مذکور کی مانع ہو + مترجم۔

مجھے خادمہ لڑکیوں کی جھلک بھی نظر آگئی۔ یہ لڑکیاں بالعموم چرکس[۱] اور نہائت خوبصورت تھیں۔ مگر گھر کی خاتونیں سوائے ایک جگہ کے مجھے مطلقاً دکھائی نہ دیں۔ مستثنی صورت میں میری ملاقات ایک فربہ اندام بھدی رفتار کی کمر خاتون سے ہوئی۔ مجھے خیال تھا کہ ترکی خاتونیں نہائت نازک بدن اور خوبصورت ہوتی ہیں۔ مگر اُسے دیکھنے سے میرا یہ خیال جاتا رہا۔ ظاہری شباہت سے قطع نظر یہ خاتون بامحبت اور ملنسار تھی۔ اُسکے معلومات وسیع معلوم ہوتے تھے۔ فرانسیسی زبان بولتی تھی۔ فرانسیسی مصنف یوجاین سو کی کتاب اُسے حفظ تھی۔ اور غالباً اُن خیالات کی عورت تھی۔ جوکہ یورپ کی نئی مذاق کی لیڈیوں کے ہیں یعنی آزاد خیال تھی۔ انگریزوں کی اُسکی نگاہ میں ایسی وقعت تھی کہ وہ اُنکو نیم فرشتہ سمجھتی تہی۔ اُسنے پیار کرکے مجھے کہا کہ "تم خوبصورت لڑکے ہو"۔ مگر اب آئینہ میں اپنی صورت دیکھنے سے مجھے مجبوراً یہ خیال کرنا پڑتا ہے کہ وہ ضرور پاگل ہوگی (ورنہ میرے ایسے بدشکل کو کون خوبصورت کہہ سکتا ہے) بالعموم جب کبھی کوئی ترک مجھے پیار کے نام سے بلاتا یا میری تعریف کرتا۔ تو اسکے بعد ہی فوراً اُسکی طرف سے قرضہ یا کسی چیز کے عطیہ کی درخواست ہوتی۔ مگر اِس خاتون نے مجھ سے کوئی چیز نہ مانگی نہ قرضہ کی درخواست کی۔ البتہ ایک چیز اُسنے مجھ سے جبراً لی۔ وہ کیا تہی؟ بوسہ! (مترجم کی رائے میں مسٹر ہربرٹ کو اُس ہیکل مجسمہ خاتون کی اِس مادرانہ شفقت کا عوض ایسی بری طرح سے دینا ہرگز واجب نہیں تھا) +

مارچ کے وسط میں میری جماعت کے اُن ساٹھ طلباء میں سے جو فوج پیدل کے لئے تیاریاں کر رہے تھے نصف لڑکوں کا امتحان ہوا۔ دو یا تین طالب علم مدرسہ کے انتظامی قواعد میں سے بعض کی خلاف ورزی کرنے کے مجرم ہونیکی وجہ سے امتحان میں نہ بٹھائے گئے۔ امتحان ایک ہفتہ تک ہوتا رہا۔ مگر میرا امتحان پہلے ہی دن ہوگیا اور مجھے تعریف کے ساتھ پاس کر دیا گیا۔ یہ کارروائی میرے خیال میں میری قابلیتوں کی واقعی تحقیق و تفتیش نہ تہی بلکہ

---

[۱] اُس وقت (یعنے ۱۸۸۱ء میں) علانیہ اور چوری اب بھی سرکیشین چرکس، اور جارجی (گرجی) لڑکیاں خریدیجاتی تھیں۔ اور نابریں باندیاں اور بالعموم کنیزکیں ہوتی تھیں۔ کنیزک یورپ کے بے نکاحی آشناؤں کی طرح بالکل بے حیثیت نہیں ہوتی۔ وہ شرعاً اور اخلاقاً مسلمہ وجاہت رکھتی ہیں اور بچہ کی ماں ہونے پر بیوی کے مرتبہ کو پہنچ جاتی ہے۔ اُن کے ساتھ نہائت عمدہ سلوک کیا جاتا تھا۔ اور اپنے دل میں بالکل خوش معلوم ہوتی تھیں۔ یہ وہ غلامی نہیں جو اس لفظ سے مراد لیجاتی ہے جو کہ افریقہ کے متعلق بولا جاتا ہے۔ بلکہ ٹرکی میں اس سے یہ مراد ہے کہ غریب والدین اپنی لڑکیوں کو ان کی رضامندی سے یا بالغ لڑکیاں جن کا کوئی ولی نہ ہو۔ اپنی مرضی سے اپنی ذات کو فروخت کر دیتی ہیں +

(مصنف کتاب)

میرے متعلق محض ضابطہ پورا کیا گیا تھا - چھ مضمونوں میں میرا امتحان لیا گیا جو چالیس منٹ میں ختم ہو گیا - اور ترکی سے، فرانسیسی میں چھوٹا سا ترجمہ کرنے کے سوا باقی کل امتحان تقریری تھا - مدرسہ کے تقریباً تمام مدرس اور سٹاف - (ارکان حرب) اور وار آفس (سر عسکرت - محکمہ جنگ) کے کئی افسر امتحان میں موجود تھے - مگر عملی طور پر صرف تین یا چار نے دخل دیا - اعلیٰ ممتحن کل جنگی کالجوں کا ڈائرکٹر تھا - اور نائب ممتحن مکتب حربی کا گورنر تھا - امتحان میں نمبر دینے کا بیہودہ طریقہ ترکی میں مروج نہیں - جرمنی کی طرح[لہ] وہاں بھی ہر ایک مضمون میں اُمیدوار کی نسبت یہ لکھدیا جاتا ہے کہ اس میں وہ کافی دسترس رکھتا ہے - یا ناکافی - اگر کافی ہو تو وہ پاس ہو گیا - اگر ناکافی ہو تو ناکامیاب - یہ طریقہ نہائت ہی مناسب - سیدھا سادھا - اور درست ہے - اور فضول بکھیڑوں سے پاک و صاف ہے ◆

جبتک امتحان ہوتا رہا اور اُسکے ختم ہونیکے بعد بھی دو تین دن اور میں سکول ہی میں رہا - چھ سات طلبا جو بالکل ہی نکمّے تھے کامیاب نہ ہوئے - اور دُوسرے امتحان کے لئے مدرسہ میں رہے - امتحان ختم ہونے سے دُوسرے دن مجھکو اعلیحضرت سلطان رُوم کے جنگی صیغہ ملازمت میں ملازم ثانی کے مرتبہ پر مامور کیا گیا - اور میں نے اُسی رات اس تقرری کی خوشی میں تمام کامیاب طلباء کو محلہ غلطہ کے ایک تاریک و غلیظ انگریزی ہوٹل میں دعوت دی - میں نے اس ضیافت میں اُس پلٹن کے میجر کو جو سلیمیہ بارکوں میں تھی - اور پلٹن مذکور کی اُس کمپنی کے افسروں کو بھی جس میں میں داخل ہوا تھا - مدعو کیا - سوائے ایک لفٹنٹ کے جو نوکری پر تھا سب آئے - میجر نے اِتنا کھایا کہ اُسکا پیٹ پھٹنے والا ہو گیا - اور اُسنے اسقدر سگرٹ پھونکے کہ میں دل میں گھبرا گیا - اُسکے مُنہ میں سگرٹ ایسی جلدی غائب ہو جاتے تھے کہ وہ ضرور اُنکو چبا جاتا یا نگل جاتا رہا ہوگا - بہرحال مجھے یہ بڑی خوشی ہوئی - کہ خواہ اُسنے میرے کئی روپیوں پر پانی پھیر دیا ہے - مگر وہ تو محظوظ ہو گیا - دُوسرے دن ہم چھ طالب علموں کو جو لفٹنٹی پر مامور ہوئے تھے - داؤد پاشا کیولری بارکوں کو جانیکا حکم ملا - یہ بارکیں استنبول کے مغربی مضافات میں فصیل شہر سے باہر ہیں - اور اُنکے قریب پانچ ہزار فوج پیدل کی دائمی چھاونی ہے - یہ بارکیں بھی قسطنطنیہ کی دُوسری بارکوں کی طرح نہائت ہی عالیشان اور وسیع و فراخ ہیں -

لہ - جرمنی کے پروفیسر اور علما کہتے ہیں - کہ جب دماغی قابلیت کے اندازہ و پیمائش کے لئے کوئی خاص واحد ماپ مقرر ہی نہیں ہو سکتا - تو پھر نمبروں کے پیمانہ سے کسی شخص کی دماغی قابلیت کا کسطرح اندازہ ہو سکتا ہے - یعنے جب یہی مقرر نہیں ہو سکتا - کہ ایک نمبر سے اسقدر قابلیت مفہوم ہوتی ہے تو یہ پیمانہ ہی کس کام آسکتا ہے (مصنف)

میں نے اپنے باقی ماندہ ساتھیوں کو جن میں سے اور دس بارہ کو اسی دن دوسری جگہ جانے کا حکم ملا ہوا تھا۔ اور جنہیں جنرل شاف کے لئے تیار ہونے کے واسطے منتخب کئے گئے تھے الوداع کہا۔ اُستادوں اور ہم جماعتوں کو مٹھائی وچھوٹ وغیرہ کے تحائف دیئے۔ نوکروں کو بخششیں و انعام دیا۔ اور اپنے اسباب کو کندھے پر اُٹھا کر اپنے رفیقوں کے ساتھ منزلِ مقصود کی طرف چل پڑا +

بارکوں میں پہنچکر ہمنے اپنے حاضری کی اطلاع وہاں کے گورنر کو جو بریگیڈیر کا درجہ رکھتا تھا کی۔ ہمکو وردیاں اسلحہ اور دیگر سامان دیکر متصلہ چھاونی کے مختلف حصوں میں اپنی اپنی جگہ بھیجدیا گیا۔ کیونکہ بارگوں میں پہلے ہی بہت آدمی تھے۔ اور انہیں زائد کی گنجائش نہ تھی۔ یہ سب کام چند گھنٹوں میں طے ہوگئے۔ اس سے یہ قیاس کیا جائے کہ ٹرکی میں ہمیشہ ہی ایسی پھرتی برتی جاتی تھی۔ یہ تعجب خیز مستعدی اور واقعی قابل تعریف چستی پولیٹیکل آثار کی بدولت خاص اُن دنوں میں پیدا ہو گئی تھی۔ معمولی حالتوں میں امتحان ختم ہونے کے بعد کامیاب طلبا کو کئی ہفتوں کے بعد تقرری کے پروانے ملتے تھے۔ اور سندات ملنے کے بعد پھر کئی ہفتوں تک لفٹنٹوں کو جگہ ملنے کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔ ۱۹۱۲ء کے محاربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ ضرورت کے موقعہ پر ٹرکی ایسا ہیچ۔ کاہل اور سست الوجود ترکی افسروں کا زمرہ بھی مستعد اور چست و چالاک ہو سکتا ہے +

افسوس مجھے اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہونا پڑا۔ فقط میں اکیلا ویڈن کو بھیجا گیا۔ اُن میں سے دو کو ارض رُوم واقع ایشیا اور تین کو مقامات رسچک[ا] اور سگراد کو جانے کا حکم ملا۔ ویڈن[۲] جانے کا حکم مجھے پہلے ہی دن کی شام کو مل گیا اور یہ حکم سنتے ہی میری باچھیں کھل گئیں۔ کیونکہ وہ امیر جواں مرد جسکا نام لشکر اعدا کا زہرہ گداز ہو جاتا تھا جسپر کل عثمانیہ قوم کی امیدیں منحصر تھیں۔ اور جسنے سن گذشتہ یعنی ۱۸۷۶ء کے محاربہ (سرویا) میں اپنی شجاعت ولیاقت کا سکہ بٹھا دیا تھا۔ یعنی عثمان پاشا فوج مقیمہ ویڈن کا کمانڈر تھا +

میں اُس رات ایک آرام دہ خیمہ میں اور آٹھ دس ملازموں اور لفٹنٹوں کے ہمراہ شب باش ہوا۔ جن میں سے

[ا] قسطنطنیہ کو انگریزی وفرانسیسی میں ٹوبالکو کے علاوہ نیکوٹین بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ پہلے پہل سنہ ۱۵۶۰ء میں نیکوٹ نام ایک شخص نے اسے فرانس میں رواج دیا تھا اسلئے اسکی طرف منسوب کر کے اسے نیکوٹین ہی پکارا جاتا ہے۔ مترجم +

[۲] ویڈن۔ رسچک۔ اور سگراد یہ تینوں بلگیریا کے مشہور قصبے ہیں۔ ویڈن سرویا کی سرحد کے قریب اور رسچک بلگیریا کی شمالی سرحد کے وسط میں دریائے ڈنیوب پر اور سگراد بلگیریا کے مشرقی نصف حصہ میں ... اور رسچک کی ریلوے لائن کے وسط میں مشہور سٹیشن ہے۔ اور رسچک سے بجانب جنوب واقع ہے۔ مترجم

اکثر دُوسرے دِن مختلف مقاموں کو روانہ ہو گئے +

مجھے گورنمنٹ کی طرف سے ایک اعلیٰ قسم کی تلوار جو خاص ترکی کی ساختہ تھی۔ اور ایک جرمنی ساخت کا چھ خانہ ریوالور معہ سو کارتوسوں کے دیا گیا۔ میرے پاس اپنی ذاتی ریوالور کے سوا ایک میدانی دُوربین بھی تھی جس نے محاربہ میں مجھے بہت کام دیا۔ میری وردی سپاہیوں سے کچھ ہی مختلف تھی۔ میرے پاس ضروریات کے لیئے ایک جھولا اور ذاتی اسباب کے لیئے ایک چھوٹا سا چرمی صندوق تھا۔ جو بارکش یابوُ پر لاد دیا جاتا تھا۔ خالی پورٹمنٹو (چمڑے کا بڑا سفری بکس)، مجھے پیچھے چھوڑ جانا پڑا۔ میں کیمپ یعنی چھاونی میں صرف ۲۴ گھنٹے ٹھہرا۔ اِسلیئے وہاں کی کیفیت اچھی طرح سے دیکھنے بھالنے کا مجھے موقعہ نملا۔ مگر وہاں کی کیفیت بیان کرنے کی چنداں احتیاج بھی نہیں۔ کیونکہ وہ دُوسرے کیمپوُں سے جو مَیں نے بعد میں دیکھے۔ اور جنکا اپنی اپنی جگہ ذکر آجائیگا۔ کسی امر میں مختلف نہیں تھا +

بموجب حکم میں دُوسرے دِن (۲۷۔ مارچ ۱۸۹۷ء) علی الصبح اُٹھکر بارکوں میں گیا۔ اور وہاں ایک کرنیل نے مجھے مفصل ہدایات دیں۔ ہدایات سنکر میں کیمپ کو واپس آگیا۔ اور ایک میجر سے عثمان پاشا کی پلٹنونکی کمک کے لیئے جن میں سرویا کی لڑائی میں بہت کمی ہوگئی تھی۔ اور ابتک وہ پوری نہیں کیگئی تھی۔ ایکسو تیس آدمیونکا دستہ لیا۔ جن میں ۵۰ تازہ رنگروٹ یعنی نظام فوج کے اور بیس ردیف صنف دوم کے سپاہی تھے۔ دو ملازم جو مجھ سے کم عمر تھے۔ اور جن میں سے ایک ابھی بالکل ہی لڑکا۔ مگر نہایت جفاکش اور افسر کو خوش کرنیکا شائق تھا۔ اور دُوسرا چہرہ کی رنگت سے فرنگی معلوم ہوتا تھا)۔ ایک متوسط العمر اور عمر خورسارجنٹ اور دو کارپورل میرے ماتحت کئیے گئے۔ اور اِس طرح سے فی الفور ہی ایک خاص کام بالکل آزادانہ طَور پر میرے سپرد کر دیا گیا۔ اللہ اکبر! میری حالت میں یہ اتنی جلدی کیسا اختلاف عظیم واقع ہوگیا۔ تین مہینے قبل ازیں میں ایک تجارتی کوٹھی میں ادنیٰ ملازموں کے ادنیٰ ماتحت کی حیثیت میں ڈسکونکو جھاڑا اور پنسے سے بالا تر کلرکونکو کھانا کھلایا کرتا تھا۔ اور اُنکی خدمت کیا کرتا تھا۔ اور اَب ۱۰۰ آدمیونکی دستہ پر پوُرا حاکم۔ اور کٹھن فرائض کی سرانجام دہی اور حکّام بالا کی حیرت میں ڈالنے والی ہدایات کی تعمیل میں مصروف تھا۔ مجھے اُمید نہ تھی کہ مجھکو یکلخت ایسی اہم ذمہ داری کے کام پر لگادیا جائیگا۔ چنانچہ خلاف توقع اِس ذمہ داری کے سر آپڑنے سے مجھے کچھ عرصہ کیلیئے کسیقدر تردد سا پیدا ہوگیا۔ مگر مَیں نے فوراً اپنے خود پسند کردہ ملک اور بادشاہ کی پوُری نمک حلالی اور جان فشانی سے خدمت کرنیکا عزم بالجزم کرلیا۔ اور ٹھان لیا کہ اور چیزیں تو درکنار۔ جان سے بھی دریغ نہیں کرونگا۔ الغرض میں نے اپنے آبا و اجداد کے معمولی (مقولہ) کے الفاظ "راستی مُوجب رضائے خُداست" اور "ہمت مردان مدد خُدا" کو دوہرا کر اپنے دِل کو مضبوط کرلیا۔ اور کل

تردد اور وسوسونکو دور کردیا +

مجھے کرنیل نے حسب ذیل ہدایتیں دی تھیں :- اوّل میں کل دستہ کا معائنہ کرکے دیکھوں کہ کیا ہر ایک آدمی کی وردی اور سامان اور تیاری مکمل ہے - دوم سب کے ناموں کی فہرست مرتب کروں - جو ہر روز حاضری کے وقت سپاہیونکو نام بنام پکارنے کے لئے کام آوے - سوم - دستہ کو لیکر میں یدی قلہ (ہفت مینار) کو جو قسطنطنیہ بیلووا[1] ریلوے لائن پر استنبول کے جنوب مغربی گوشہ پر مضافاتی سٹیشن ہے جاؤں - وہاں سے باقاعدہ ٹرین پر جو شام کے ۸ بجے روانہ ہوتی ہے سوار ہوکر راستہ میں کسی سٹیشن پر ٹھہرنے کے بجائے سیدھا بیلووا کو (جو اسوقت اس لائن کا انتہائی آخری سٹیشن تھا) جاؤں - البتہ جہاں ٹرین بدلنی کی ضرورت پڑے وہاں دوسری ٹرین کے تیار ہونے تک توقف کروں - چہارم - بیلووا پہنچکر میں اپنے آپکو اور اپنے دستہ کو ایک بریگیڈیر کے ماتحت کرو اور وہاں سے وِڈِن تک جانیکا (یہ مسافت پیدل طے کیجاتی تھی) افسر مذکور کی ہدایات کی پیروی کروں - پنجم بیلووا پہنچکر میں اپنی کمان کو ختم سمجھوں - اور اگر بریگیڈیر مذکور مجھے پھر از سر نو کمان پر بحال کردے تو وہ وِڈِن پہنچنے پر ختم ہوجائیگی ششم - وِڈِن پہنچکر میں اپنے آپ کو مشیر عثمان پاشا یا اُسکے قائمقام کے ماتحت و اقتدار میں سمجھوں +

مجھکو ملک کا ایک نقشہ بھی دیا گیا - جو جرمنی کا بنا ہوا تھا - اِسکے علاوہ بریڈشا کے تالیف کردہ گائڈ کا جسمیں کل یورپ کی ریلوے لائنونکی ٹائم ٹیبل (انضباط اوقات) درج ہوتے ہیں وہ ورق جسپر ترکی لائن کے وقت تھے اکھاڑ کر دئے گئے جو احکام مجھے دیئے گئے تھے اُنکا تحریری خلاصہ - سلطان المعظم کے زیر نگین علاقہ کے تمام فوجی و ملکی افسروں کے نام ایک عام حکم کہ مجھے ہر طرح کی مدد دیں اور رسد پہنچائیں اور تین ترکی پونڈ (۵۴ + انگریزی شلنگ) بنقد دیئے گئے +

مجھے خیال پڑتا ہے کہ بریگیڈیر کا نام پردو (در اصل پرتو معلوم ہوتا ہے) پاشا تھا - آپکا ذکر مجھے آگے بھی کرنا پڑیگا - اور اُسکا نام در حقیقت خواہ کچھ ہو میں یہی نام تحریر کرونگا - میں نے دستہ فوج کا معائنہ جلد ختم کرلیا - صرف چند ایک معمولی سی چیزیں موجود تھیں جنکو میں نے کیمپ سے بہم پہنچالیا - ہر ایک سپاہی کے پاس اسّی کارتوس تھے - مگر ان کارتوسوں کے علاوہ دستہ کے پاس اور کوئی زائد گولی بارود نہ تھا - اور جب زائد گولی بارود ہی نہ ہوا

[1] - بیلووا سلسلہ کوہ بلقان کے دامن میں بلگیریا اور مشرقی رومیلیا کی سرحد پر واقع ہے - اس لائن کا طول ۱۸۷۰ء میں حسب ذیل تھا - از قسطنطنیہ تا ایڈریانوپل ۱۹۰ میل - از ایڈریانوپل تا فلپ پولی ۱۱۲ میل - از فلپ پولی تا بیلووا ۴۲ میل - میزان ۳۴۴ میل + (مصنف)

تو سامان حرب کی باربرداری کے سامان کی کیا احتیاج تھی - فہرست بنانا بڑا ناخوشگوار کام تھا - اس میں مجھے لارڈ اور سارجنٹ نے مدد دی - اسوقت مجھے یہ معلوم کرکے نہایت مسرت ہوئی کہ بڑا ملازم انگریز ہے - اور اسکا نام سیمور ہے - اسکا ذکر ان صفحات میں اکثر دفعہ آئیگا - اور میں اگلے باب میں اسکے حالات بالوضاحت تحریر کرونگا دوسرے ملازم کا نام جو سیمور سے کم عمر تھا ترب تھا - یہ دونوں میرے مدرسہ میں داخل ہونے سے پہلے مکتب حربی کا امتحان پاس کرچکے تھے - سارجنٹ کا نام سیفی تھا - اور وہ شام کا رہنے والا تھا - اسمار کی فہرست لکھنے میں ایک دقت تو یہ تھی - کہ اکثر اعراب لکھے نہیں جاتے - جنکی وجہ سے لازمی طور پر ایسے شخص کو جو اجنبی ہونے کے باعث ان ناموں سے مانوس نہ ہو وہ اعراب یا زبانی حفظ کرنے پڑتے ہیں - یا بعدازاں اسے نام پکارتے وقت اٹکل سے کام لینا پڑتا ہے - اسکے ماسوا دوسرا تکلیف دہ امر یہ تھا - کہ کئی سپاہیوں کے نام ایک ہی تھے - جن میں سے اکثر کی تمیز اسلئے نہیں ہوسکتی تھی - کہ انکے معمولی ناموں کے علاوہ - کوئی امتیازی خاندانی نام نہ تھے - اسلئے رفع اشتباہ کے لئے ایسی صورت میں ہمنام سپاہیوں کے اسمار کے ساتھ ان کے ساکن کے نام بھی درج کرنے پڑتے تھے - ان صوبوں کے سپاہی جہاں عربی زبان بولی جاتی ہے اپنے نام کے ساتھ باپ کا نام ضرور لیتے ہیں - اور بعض وقت پیشہ کا نام بھی ایزاد کردیتے ہیں - چنانچہ بعض سپاہی یہ سب چیزیں بتاتے جس سے انکا نام آدھی درجن مختلف القاب کا طومار بن جاتا - مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ فوج ردیف کے ایک سپاہی نے جو میسوپوٹیمیاں (جزیرہ دوآبہ دجلہ و فرات) سے آیا تھا - اپنا نام قریب قریب حسب ذیل بتایا تھا :- حاجی آغا احمد علی ویدشتی[لہ] بن حاجی آغا مصطفےٰ عبداللہ دلال بغدادی ملک التجار" میں نے اس سپاہی کا نام بنظر اختصار ملک رکھا - جس سے تمام سپاہی بہت محظوظ ہوئے - کیونکہ ترکی میں ملک فرشتہ کو کہتے ہیں اور عربی میں بادشاہ کو - ان کے محظوظ ہونے کی خاص وجہ تھی - یہ سپاہی نہایت بدصورت اور اچھا خاصہ بن مانس تھا - اسے فرشتہ کا خطاب ملنے سے انکو قدرتی طور پر تمسخر کی سوجھی تھی چنانچہ انہوں نے اسیوقت اپنی طرف سے اسکو شیطان کا لقب بخشدیا - اور یہ ہمیشہ کے لئے اسکا نام پڑ گیا - مجھے اور سیمور کو بعد میں معلوم

لہ - ویدشتی کے معنے مسٹر ہربرٹ (ہوکر) دلال یعنی مشتری و بائع میں سودا کرانے والے کے اور دلال کے معنے آہن فروش یا آہن کے بتاتے ہیں مگر اس میں بوجہ اجنبیت خود انسے یا پرنٹر سے یہ غلطی ہوگئی ہے - کہ ویدشتی کی جگہ دلال کے اور دلال کی جگہ ویدشتی کے معنے بنادیئے ہیں - آہن فروش ویدشتی کے معنے ہیں - اسطرح ملک بفتح لام کو ترکی اور ملک بکسر لام کو عربی بتانے میں بھی انسے غلطی ہوگئی ہے - یہ دونوں لفظ عربی ہیں - مگر اجنبی سے ایسی غلطیاں ہوجانا معمولی بات ہے - مترجم ◆

ہماکہ سپاہی ہم دونوں کو آپس میں "جِم" پکارتے ہیں۔ اسکی وجہ شاید یہ ہو۔ کہ اُن میں سے کسی نے انگریزی نام جیمز اور اسکا اختصار "جِم" سنا ہوا ہوگا۔ اور چونکہ وہ اِس یک ہجائی لفظ کو اپنے حرف جیم (ج) کے مشابہ ہونیکے باعث بآسانی پکار سکتے اور یاد رکھ سکتے تھے۔ ہمارا نام یہی رکھدیا۔ مجھے وہ جیم اوّل اور سیمور کو جیم ثانی پکارتے تھے۔ ترکی سپاہیوں کے نام فہرست پر خواہ کتنے ہی طول طویل کیوں نہ ہوں۔ زبانی گفتگو اور مکالمہ میں وہ مختصر سے واحد ناموں سے پکارے جاتے تھے۔ مثلاً سلیم۔ علی۔ حسن۔ سعید۔ مراد۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ دستور باہمی تکلم میں بہت سہولیت کا باعث تھا +

فہرست دوپہر کے وقت ختم ہوئی۔ اسکے بعد ہمنے کھانا کھایا جس میں وہی نہ جُدا ہونیوالے رفیق گوشت اور چاول تھے۔ اِس سے فارغ ہونے پر ہمکو ایکدن کی خوراک کیلئے بسکٹیں دیگئیں۔ ہم نے سفری بوتلیں پانی سے بھریں اور دوسری فوج کے نعرہ ہائے خُداحافظ کے شور و غل میں رستیشن، یدی قلہ (ہفت مینار) کو ٹھیک وقت پر روانہ ہو گئے جس عجب و نخوت اور گھمنڈ کے ساتھ میں نے اپنے دستہ کو اپنا اولترین حکم دیا ہوگا اسکو ناظرین خود ہی اچھی طرح قیاس کر سکتے ہیں۔ میں دُنیا کے اُس حصہ میں پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ اگر سارجنٹ سیفی اِس نواح سے واقف نہ ہوتا۔ تو مجھے یدی قلہ کا، راستہ دریافت کرنے میں کمال حیرانی ہوتی۔ سفر دو گھنٹے میں طے ہوا مطلع گو مکدر تھا۔ مگر راستہ میں بارش نہ ہوئی۔ ہوا البتہ مرطوب اور خنک تھی۔ دوسرے سپاہیوں کی طرح میں نے بھی اپنا بقچہ پشت پر[ا] اٹھایا ہوا تھا۔

یدی قلہ پہنچکر سپاہی تو پلیٹ فارم پر بیٹھ گئے۔ اور میں سٹیشن ماسٹر سے باتیں کرتا رہا۔ جب میں نے یہ سُنا کہ پچھلے دونوں سپاہی کھلے چھکڑوں پر جن میں مویشی سوار کئے جاتے ہیں۔ بھیجے گئے تھے۔ تو میں نے اُس سے درخواست کی کہ ہمکو تین مسافر گاڑیوں پر سوار کرائے۔ اسپر اُس بدمعاش نے گویا مجھپر کمال مُروت کر کے انتہائی سٹیشن (قسطنطنیہ شہر) میں زائد گاڑیوں کے لگا دینے کے لئے تار دینے کا وعدہ کیا۔ مگر مجھے بعد میں سیفی سے معلوم ہوا کہ سٹیشن ماسٹر[۲] کو اپنا کرنیکا پیشتر سے حکم وصول ہو چکا تھا۔ زائد گاڑیاں منگوانے میں اُسنے احکام کی تعمیل کی تھی ہمپر کوئی ذاتی مروت

[ا] ۔ انگریزی میں ایسے بقچہ کو جسے مسافر یا سپاہی پشت پر اُٹھاتے ہیں۔ "نیپ سیک" کہتے ہیں۔ یہ تسموں کے سہارے سے پشت پر رہتا ہے۔ ہاتھوں سے پکڑے رہنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان تسموں کو سینہ کی طرف کھول لگا دیا جاتا ہے۔ مترجم۔

[۲] ۔ یہ ریلوئے اُسوقت اور اب بھی اورینٹل کمپنی کے پاس ہے۔ اور اُسی کے ملازم جس میں سے زیادہ تر یونانی وارمنی بہت تعصب ہیں کام کرتے ہیں۔ یہ سٹیشن ماسٹر بھی کمپنی کا ملازم تھا +

نہیں کی تھی - لیکن مجھ کو نوعمر اور ناتجربہ کار دیکھکر بخشیش حاصل کرنے کے لئے اُسنے یہ چال چلی تھی - تاہم میری بخشیش بیکار گئی - مجھے چالاک سٹیشن ماسٹر سے سفر اور لائن کے متعلق بہت سی کارآمد باتیں معلوم ہو گئیں مثلاً مجھے ترکی وقت اور ترکی سنین کے سمجھنے میں بہت دقت ہوتی تھی - آخر معلوم ہو گیا کہ ترکی سال قمری ہوتا ہے جسکے مہینے عموماً ۲۹ - دِنوں کے ہوتے ہیں - اسلامی قلندر ۶۲۲ء سے شروع ہوتا ہے - اور ۱۸۷۵ء میں اُسکا سن ۱۲۹۲ ہجری تھا - ترکی وقت بھی کچھ کم مخمصہ میں ڈالنے والا نہیں - اُس کے مطابق ہمیشہ غروب آفتاب بارہ بجے کا وقت مقرر ہے - خواہ سورج کسیوقت غروب ہو - اور اسطرح یہ وقت ہر روز بدلتا رہتا ہے ✣

اگر کوئی ترک اہلکار مجھ سے ایسی حرکت کرتا - تو مجھے چنداں تعجب نہ ہوتا - اُن بیچاروں کو شاذ و نادر تنخواہ کی شکل دیکھنا نصیب ہوتا ہے - اور ضرورت سے مجبور ہو کر - اگر وہ جھک جائیں تو معذور ہیں - بے زری سے وہ ایسے تنگ حال ہیں - کہ چند پیاسٹروں[1] پر بھی وہ اپنی روح تک کو بیچ دینے سے دریغ نہ کریں - مگر میں بدی قلعہ کے سٹیشن ماسٹر کی کاروائی سے اپنے دل میں بھی بہت ہی محجوب ہوں - کیونکہ وہ ترک نہ تھا - بلکہ فرنگی تھا - اُسکی قومیت کی میں تخصیص نہیں کر سکتا - کہ انگریز تھا یا فرانسیسی یا جرمن - کیونکہ وہ مجھسے ترکی ہی میں متکلم رہا - اور جب میں نے انگریزی - فرنچ اور جرمنی میں نوبت بہ نوبت گفتگو کرنی چاہی تو اُسنے (غالباً اپنی قومیت کو پنہاں رکھنے کے لیے) اُن میں سے کسی میں مجھے جواب نہ دیا - اُس نالائق کے لئے مزید شرم کا مقام یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ (عثمانیہ) کا ملازم نہیں تھا کہ عدم وصولئ تنخواہ کا عذر کر سکے، بلکہ میرے خیال میں کمپنی[2] کا تھا - جو بالغلب وجوہ اُسے باقاعدہ تنخواہ دیتی ہوگی ✣

ہمکو تقریباً دو گھنٹے انتظار کرنا پڑا - تھوڑی ہی دیر میں ہماری گرد... اکثر لوگ ہمیں دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے مجمع میں برقعہ پوش مستورات اور شریر لڑکے بھی بہت تھے - ترکوں کو بھی اپنے سپاہیوں کی صفیں ایسی پیاری ہیں جیسے کہ اہالی برلن کو اپنے سپاہیوں کی - اور اُن کی نوعمر لڑکیاں بھی اپنے شجاع سپاہیوں کو ویسے ہی محبت اور خوشی کی نگاہ سے دیکھتی ہیں جیسے کہ (لندن کے امیرانہ محلہ) کلکتہ کی نوجوان مامائیں اور بچوں کو کھلانے والیاں

---

[1] - پیاسٹر کو ترک قرش یا غرش کہتے ہیں - سو قرش کا ایک پونڈ ترکی ہوتا ہے - اور ترکی پونڈ سوا اٹھارہ شلنگ کے برابر ہے

[2] - یعنی اورینٹل کمپنی جسکا ذکر حاشیہ میں کیا گیا ہے - یہ وہی کمپنی ہے - جسکے چند مطالبات کی نسبت کہا جاتا ہے کہ نومبر ۱۹۰۸ء میں آسٹریا نے حالانکہ وہ کمپنی اور اُسکے سرمایہ کا عشر عشیر بھی آسٹرین لوگوں کے پاس نہیں ترکی کو بہت کچھ آنکھیں دکھائی تھیں - اور بالآخر ان مطالبات کو جنکی میزان ۲ ادسات لاکھ پونڈ کے درمیان بتائی جاتی ہے - ادا کر دینے کا وعدہ کر کے ہی آسٹریا کا غصہ فرو کیا تھا - مترجم

(لنڈن کے مشہور تفریح گاہ) ہائیڈ پارک میں بانکے ٹیڑھے انگریزی سپاہیوں کو یا (انگلستان کے ساحلی قصبہ) کنسنگٹن کی نوخیز باورچنیں انگریزی بحری سپاہیوں کو۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ مسلمان لڑکیوں کی محبت دبی ہوئی ہوتی ہے۔ اور وہ عملی پہلو اختیار نہیں کرتی۔ یعنی جس طرح عیسائی لڑکیاں بیباکانہ اپنے ملک کے چھل چھبیلے سپاہیوں کے گلے پڑتی پھرتی ہیں۔ ویسا ترکی میں نہیں ہوتا۔ مسلمان لڑکی اپنے بہادر سپاہیوں کو دیکھکر دل ہی دل میں خوش ہولیتی ہیں۔ کسی بے حیائی کے فعل کا انکو خیال تک نہیں گذرتا +

بعض مخیر طبع باشندوں نے آپس میں چندہ کر کے ہمارے لئے قہوہ تیار کیا جسکی پینے سے ہماری تکان بہت کچھ دور ہوگئی۔ چند نے سپاہیوں میں چرٹ تقسیم کئے۔ اور ایک عجیب و غریب شکل کے یہودی نے جو دراصل آسٹریا کے صوبہ گلیسیا کا رہنے والا تھا۔ مگر کچھ عرصہ سے یدی قلہ کے قرب میں رہائش پذیر تھا اور جسکی قطع وضع زمانہ وسطی کے لوگوں سے ملتی جلتی تھی۔ مجھکو اور سیمور کو تاڑلیا کہ ہم ترک نہیں ہیں۔ اور وہ ہمارے لئے نہایت ہی تیز شراب کی ایک صراحی اور بھنی سنبوسوں کی ایک بڑی ٹوکری لے آیا۔ اس کی اس مسافر نوازی اور دلی شوق سے مدارات کرنے سے مجھے راز ن کوانز کے قبیلہ (یعنے یہودیوں) سے جو سخت نفرت ہوگئی تھی اس میں کسیقدر تخفیف ہوگئی +

جب ٹرین کے قریب پہنچ جانیکی علامت میں سگنل کا ہاتھ گرا۔ تو میں نے اپنے آدمیوں کو دو قطاروں میں صف بستہ کر کے ان کو تین دستوں میں منقسم کردیا۔ اور ہر ایک دستہ ایک لفٹنٹ کے سپرد کر کے ایک ایک نن کمیشنڈ افسر لفٹنٹوں کے ساتھ کیا میں نے اپنے ساتھ سارجنٹ سیفی کو رکھا۔ سپاہی خوشدل اور مطیع فرمان تھے۔ اور چونکہ معدودے چند کے سوا، وہ قسطنطنیہ کے رہنے والے نہ تھے۔ اس لئے روانگی کے وقت الوداعی ملاقات کے لئے اعزہ و اقربا کا مجمع بہت کم تھا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا مجمع جتنا کم ہو اسی قدر اچھا ہوتا ہے۔ انسان خواہ کیسا ہی مضبوط دل کیوں نہ ہو۔ الوداعی ملاقات جانے والے اور پیچھے رہنے والے دونوں پر اثر ڈالے بغیر نہیں رہسکتی +

ہمارے لئے تین گاڑیاں ریزرو کی گئی تھیں۔ فی گاڑی ایک دستہ سوار ہوگیا۔ اور تینوں گاڑیاں کھچا کھچ بھر گئیں۔ مگر جگہ کی قلت سے کسیقدر بے آرامی ہونیکے باوجود سپاہی مسرور و فرحان اور بیفکر تھے۔ جب ٹرین سٹیشن سے روانہ ہوئی تو مجمع شدہ خلقت نے بڑے زور سے "اللہ" کا حوصلہ بڑھانے والا نام پکار کر ہمکو اللہ بیلی کہا۔ ادھر میں نے دل ہی دل میں استنبول کو الوداع کہا۔ جو خدا کی مرضی سے واقعی میری آخری

الوداع تھی - اور مَیں تب سے بعد پھر وہاں نہیں گیا - قصہ مختصر بابعالی کے فوجی افسر کی حیثیت میں میرا کام اس طرح سے شروع ہو گیا +

باب سوم

قسطنطنیہ سے وڈین تک تین ہفتوں کا کوچ از ۲۷ مارچ لغایت ۱۳ اپریل ۱۸۷۸ء

ٹرین موضع سین سٹیفانو[۱] کے پاس سے گذر کر جو ۳ - مارچ ۱۸۷۸ء کو وہاں ابتدائی صلح نامہ پر دستخط ہونیکی وجہ سے اب تاریخی مقام بن گیا ہے - ساڑھے سات بجے کوچک چکمجی میں پہنچی - یہ جگہ قسطنطنیہ سے بجانب غرب ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے - یہاں ہماری گاڑیاں ٹرین سے کاٹ کر دوسری لائن پر کھڑی کر دی گئیں - تاکہ علی الصبح اس ٹرین میں لگائی جائیں جو وہاں سے برابر[۲] ایڈریانوپل تک جاتی تھی +

چکمجی کی ایک سرا کے مالک کی مستعدی اور معززین شہر کی حب الوطنی کے طفیل سپاہیوں کو رات کے کھانے کے لئے گرما گرم روٹیاں - قہوہ اور مٹھائیاں وافر مل گئیں - اول الذکر کو مینے اُن تمام چیزوں کی جو اس سے لی گئیں رسید لکھدی - نقد قیمت ادا کی سٹیشن ماسٹر نے جو آرمینین تھا - اپنا کمرہ ہم تین افسروں کے سپرد کر دیا اور خان (سرا) سے ہمارے لئے گرم کھانا وہیں آگیا - مَیں نے سپاہیوں کو رات کی چھٹی دینے سے انکار کر دیا اور وہ سب نو بجے اکٹھے ہو گئے - انکے سونے کے لئے ایک خالی شیڈ[۳] میں انتظام کیا گیا +

---

[۱] - سانٹو یا سان سٹی فانو قسطنطنیہ سے سات میل بجانب غرب بحیرہ مارمرا کے ساحل پر واقع ہے - یہ ابتدا میں اطالین ماہی گیروں کی بستی تھی - اور اب یہاں تقریباً کلہم فرنگی لوگ رہتے ہیں - ارمنی و یونانی سوداگروں کے خوبصورت بنگلے - اور بعض ترکی امراء کے تابستانی محل بھی وہاں ہیں - اسکی آبادی ۲ - ہزار ہے +

[۲] - اسوقت قسطنطنیہ اور ایڈریانوپل کے درمیان صرف ایک ٹرین یومیہ چلتی تھی - مگر کوچک چکمجی اور قسطنطنیہ کے درمیان اسکے علاوہ دس پانچ لوکل ٹرینیں بھی چلتی تھیں - اور انہی میں سے ایک پر ہم آئے تھے - حکام نے ہمکو یدی قلہ سے چکمجی رات کو غالباً اسلئے بھیجدیا تھا کہ دوسرے دن یدی قلہ سے اور فوج نے بھی روانہ ہونا تھا - لہٰذا اسطرح زیادہ بھیڑ ہو جانیکا اندیشہ تھا - بلیؤ اور ایڈریانوپل کے درمیان بھی اسوقت ایک ہی ٹرین جو مگر گنڈ شو سے چلتی تھی (مصنف)

[۳] - ایسا احاطہ جسپر لٹوں یا ستونوں کے سہارے صرف ٹین یا چھپر کی چھت یا سایہ ہو - دیوار کوئی نہ ہو + مترجم +

ریلوے ملازموں نے اُن کے بستر کے لیئے ٹاٹ بچھا دیئے اور سپاہیوں نے سرہانوں کی جگہ اپنے بقچے رکھدیئے۔ رات سرد اور مرطوب تھی۔ اسلیئے آگ بھی جلا دیگئی۔ حاضری لیکر میں نے سپاہیوں پر سیفی کو مامور کردیا۔ اور خود سیمور و تراب کو ہمراہ لیکر تقاطر ہی میں کچھ عرصہ چہل قدمی کرنے چلا گیا۔ صبح کو حاضری ہمنے خان میں کھائی ✦

کوچک چکمجی کوئی ایسی مشہور جگہ نہیں۔ وہاں کی آبادی چار ہزار ہے جس میں سے زیادہ حصہ ترک ہیں۔ وہ ایک چھوٹی سی بہ اس پر جسکے جنوبی ساحل سے بحرہ مارمورا ٹکرا رہا ہے۔ اور شمال کی طرف ایک جھیل ہے۔ خوبصورت موقعہ پر بسا ہوا ہے۔ اُسکی شہرت کا مدار صرف اُسکے سٹیشن ہونے پر ہے۔ مگر چونکہ میں وہاں سے رات کے وقت گذرا۔ اسلیئے اُسکے حسن و قبح پر کوئی قطعی رائے نہیں لگا سکتا ✦

ہم چہل قدمی سے دس بجے واپس آگئے اور سٹیشن کے دفتر میں آتشدان کے گرد بیٹھکر ایک گھنٹہ تک چرٹ پیتے اور باتیں کرتے رہے۔ یہ دونوں شخص میرے رفیق ہی نہ تھے۔ بلکہ دوست ہو گئے تھے۔ اور جب تک موت نے ہمکو جُدا نہ کیا وہ کل محاربے میں میرے ساتھ نیک و بد کے شریک رہے۔ میں یہاں اُنکا مختصر ذکر کرکے ناظرین سے اُنکی ملاقات کراتا ہوں وہ اس وقت اُن تیس ہزار فدایان قوم کے ساتھ جو روسیوں کے جانگداز حملوں اور شیر میدان وغا عثمان کی بہادر مدافعت میں اپنے ملک و قوم پر نثار ہوئے۔ پلیونا کی انسانی خون سے ترشدہ زمین میں میٹھی نیند سو رہے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جب آخری عظیم الشان اجتماع کے لیئے صور پھونکا جائیگا اور کل مخلوق کی احکم الحاکمین کے روبرو حاضری لیجائیگی۔ تو وہ اور میں اِس طلبی کا ایک ساتھ جواب دینگے۔ اور جسطرح ہم بسیار خونی معرکوں میں اکٹھے رہے تھے۔ وہاں بھی ایک دفعہ پھر دوش بدوش کھڑے ہونگے ✦

جیک سیمور کے ابتدائی حالات قابل افسوس اور ناخوشگوار تھے۔ اُسکی پیدائش کا یہ رنجدہ راز مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اپنی ماں کا ولدالحرام لڑکا تھا۔ جو شادی سے پہلے پیدا ہوا تھا۔ اُسکی پیدائش کے بعد جس متمول سوداگر نے اُسکی والدہ سے ازدواج کرلیا تھا۔ وہ اُسکا باپ نہ تھا۔ شادی سے زن و شوہر کو کوئی خوشی نہ ہوئی اُن میں باہمی رنجش پیدا ہوگئی تھی۔ تاہم وہ ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوئے اکٹھے رہتے رہے۔ اور سیمور بھی اُنکے ساتھ رہا۔ تاکہ دُنیا کو طعن و تشنیع کا موقعہ نہ رہے۔ سیمور اپنے سوتیلے باپ کا مشکور تھا کہ اُسنے اُسے تعلیم دی۔ لیکن سیمور کو باپ سے کوئی محبت نہ تھی۔ برعکس اُسکے اُسے ماں سے بیحد الفت تھی۔ ۱۸۵۰ء میں جبکہ اُسکی عمر گیارہ برس کی تھی۔ یہ خاندان لندن سے گیلی پولی کو چلا گیا۔ وہاں اُسکے باپ کی دوکان کی ایک شاخ تھی۔ اسجگہ وہ ستمبر ۱۸۵۱ء تک رہے۔ پھر خاندان لندن کو واپس چلا گیا۔ مگر سیمور جو اُسوقت کتب حربی میں داخل تھا پیچھے

رہا - وہ ترکی اہلِ زبان کی طرح بولتا تھا - اپنے باپ کے مقامی اور ذاتی رسوخ کی وجہ سے وہ دقتیں جو غیر نسب
رکھنے والے کو عثمانیہ فوج میں داخل ہونے میں پیش آتی ہیں - میری نسبت اُسکی دفعہ زیادہ آسانی سے دور
ہو گئیں تھیں - اُسنے سپاہیانہ پیشہ اپنے دلی شوق سے اختیار کیا تھا - مکتب حربی کا امتحان اُسنے اکتوبر ۱۸۷۶ء
میں پاس کیا تھا جسکے بعد وہ قسطنطنیہ کے سرباز خانہ طاش قشلہ میں پہلے ایک میجر کا کاتب اور پھر ایک فریق
کا یاور ہو گیا - اسکی وجہ مجھے معلوم نہیں ہوئی کہ گو اُسکی ملازمت مجھ سے چھ ماہ پہلے شروع ہوئی تھی - ابتدا میں
اور پھر ویڈن جا کر بھی مجھے اُس سے بالا کیوں رکھا گیا - مگر ترکی فوج میں ملازمت کی قدامت کا کوئی خیال نہیں
کیا جاتا - میں عمر میں اُس سے ایک مہینہ بڑا تھا - بہرحال اِس معاملہ میں میرا کوئی دخل نہ تھا - اور اُسنے اِس انتظام
کو کسی طرح کی شکوہ شکایت کے بغیر بخوشی منظور کر لیا - اُسکا قد لمبا - جسم تپلا - آنکھیں روشن جنکی رنگت بھوری تھی
اور چہرہ خوبصورت تھا جسپر لڑکپن کی سادگی برستی تھی - وردی اور اسلحہ سمیت اُسکا وزن ایک من پچیس سیر
تھا - وہ نہایت پھرتیلا - شیر ایسا بہادر - فولاد جیسا سخت - اور سچا و جان نثار دوست تھا ✚

ابراہیم تراب دیدی آغاچ سے آیا تھا - یہ قصبہ بحیرہ مجمع الجزائر کے ساحل پر بندرگاہ ہے - اور ایک
ریلوے لائن ایڈریانوپل سے وہاں تک جاتی ہے - اسکا باپ وہاں کا ایک معزز اور مقتدر سرکاری عہدہ دار تھا - اُسنے
بھی اُسی دن مکتب حربی کا امتحان پاس کیا تھا جسدن کہ سیمور نے - بعد ازاں وہ جنرل سٹاف کی خدمات سیکھنے کے
لیے منتخب کیا گیا - اور مکتب ارکان حرب میں بھیجدیا گیا - اور جب ہماری ملاقات ہوئی اُس سے ایک ہفتہ پیشتر تک وہ پیر
رہا - اُسوقت اُسے شریفانہ طور پر اطلاع دی گئی تھی کہ تم جنرل سٹاف کا افسر بننے کے قابل نہیں ہو اور
پھر داؤد پاشا کے کمپ میں بھیجدیا گیا تھا - میرا خیال ہے کہ اُسے کافی ذہین اور تیز طبع نہیں تصور کیا گیا تھا - بالادست
افسروں کا یہ ریمارک اُسکی چڑ تھی - جب کبھی اُس سے اِسکا ذکر کیا جاتا - وہ فوراً سخت برافروختہ ہو جاتا - جس سے
ہم رتبہ افسروں کو اُسے ہر وقت ستاتے رہنے کا خوب مشغلہ ہاتھ آ گیا تھا - وہ مجھ سے اور سیمور سے ایک انچ چھوٹا تھا -
سیمور اور میں قد اور وزن میں تقریباً مساوی تھے - اُسکے خط و خال نہایت خوبصورت اور خالص ترکی انداز کے
تھے - اُسکی سیاہ آنکھیں بہت خوشنما اور روشن تھیں - خوبصورت مونچھوں کے سبزہ کی روئیدگی شروع ہو گئی
تھی جس سے میں اور سیمور . . . . ہمیشہ رشک کھاتے رہتے تھے - کیونکہ ہمارے چہرے لڑکیوں
جیسے صاف تھے - اُسے اپنی مونچھیں جلد جلد بڑھانے کا بڑا شوق تھا - جب کبھی اُسے بال بڑھانے کا مصالحہ
نہ ملتا تو رات کے وقت بالائی ہونٹھ پر چربی ملدیتا - اور اگر چربی بھی نہ ملتی تو موم بتی کو گھسدیتا - وہ تلوار کا بڑا دھنی

تھا۔ اُسکی شجاعت۔ طاقت۔ پرجوشی اور جفاکشی میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔ وہ اپنے دُھن کا پکا ایک جوشیلا اور شاعرانہ خیال کا نوجوان تھا۔ مذہب۔ اخلاق۔ دوستی۔ محبت۔ شادی وغیرہ امور کے متعلق اُسکے بعض خیالات نہایت ہی بلند تھے۔ مکتب حربی میں داخل ہونے سے چند برس پہلے۔ ویدی آغاچ میں وہ ایک سکاچ ریلوے انجنیر کی لڑکی کو دیکھکر اُسپر سچے دل سے عاشق ہوگیا تھا۔ لڑکی کو اُسکے عشق کی کیفیت معلوم نہ تھی۔ مگر اُسکا پاک اور نوجوانانہ امنگوں سے بھرا ہوا دِل اُس بُتِ سیمتن کی محبت میں بالکل سرشار تھا۔ لڑکی کا نام میری (مریم) تھا جو ہر وقت اُسکا وردِ زبان رہتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ مجھ سے اور سیمور سے اُسکی بے اندازہ محبت اور بیحد اُنس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ ہم اُس کی معشوقہ کے ہم قوم تھے۔ وہ تھوڑی سی انگریزی بول لیتا تھا۔ اور انگریزی زبان میں یہ فقرہ اکثر کہتا رہتا تھا۔ "میری مجھے بتا کہ میں اپنے عشق کا تجھ پر کس طرح اظہار کروں" +

اِس موقعہ پر لگے ہاتھ سارجنٹ سیفی کے بھی مجمل حالات بیان کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اُس کی کہانی نہایت عجیب وغریب تھی جو مجھے دوسرے دِن معلوم ہوئی۔ میں اُسے سیفی کے بیان کے مطابق درج کئے دیتا ہوں۔ ذاتی طور پر میں اُسکی صداقت کا ذمہ وار نہیں ہوں۔ اُسنے بیان کیا کہ "مَیں پیدائشی انگریز ہوں[۱] مَیں شام کے ایک قصبہ میں ایک معزز عہدہ پر مامور تھا۔ جہاں میں آخر برٹش قونصل ہوگیا۔ دس بارہ برس ہوئے میں اُسی عہدہ پر تھا۔ کہ ایک تغلب زر کے معاملہ میں ملوث ہوگیا۔ اور گرفتاری سے بچنے کے لئے بیوی اور اولاد کو چھوڑکر وہاں سے بھاگ گیا۔ اُنکو دیکھنا پھر مجھے نصیب نہ ہوا۔ وہ سب کے سب ایک برس بعد ہیضہ کی وبا میں فوت ہوگئے۔ میں عربی اور ترکی بخوبی جانتا تھا۔ اور گرم ملک میں رہنے سے دُھوپ کی گرمی سے میری رنگت بھی سانولی ہوگئی تھی۔ اِن تینوں باتوں کے طفیل میرے لئے پیدائشی مسلمان بن جانا مشکل نہ تھا۔ میں فوج میں بھرتی ہوگیا۔ اور ترقی کرکے سارجنٹی تک پہنچ گیا"۔ جب مَیں نے اُس کی زبان سے یہ سُنا کہ وہ انگریز ہے تو میں ششدر رہگیا۔ وہ جنگ سرویا میں بھی شریک ہوا تھا۔ ویڈن میں وہ ہم سے علیحدہ ہوگیا۔ جہاں سے وہ مقام رَاہووہ (؟) کو بھیجدیا گیا۔ اور پھر میں نے اُسے نہ دیکھا۔ البتہ جب میں خارکوف میں روسی قید میں تھا تو اُسنے مجھے اُڈیسہ سے ایک خط لکھا جس میں اُن تمام معرکوں کے حالات جن میں وہ شریک ہوا تھا تحریر کرکے مجھے اطلاع دی کہ وہ باش چاؤش کے مرتبہ پر ترقی یاب ہوگیا تھا۔ مگر شینووا (واقع درہ شپکا) کی لڑائی مورخہ ۹ جنوری ۱۸۷۸ء میں روسی فوج کے ہاتھ اسیر ہوگیا۔ میرا خارکوف کا پتہ اُسے ایک جرمنی ریلوے ملازم

---

[۱] اِس بات کا مجھے بھی یقین ہے۔ کیونکہ اُسکا لہجہ اور تلفظ ہی اُسکے بیان کی تصدیق کرتا تھا۔ مصنف

سے جو روسی ملازمت میں تھا معلوم ہوا تھا۔ بعد ازاں پھر مجھے اُسکی کوئی خبر نہیں ملی +

دوسرے دن ۱۸ مارچ ہم علی الصباح پانچ بجے اُٹھ بیٹھے۔ میں نے سپاہیوں کی حاضری لی اور پھر انکو حاضری کھانے کیلئے خان کو بھیجدیا۔ حاضری میں انکو تازہ پکی ہوئی روٹی اور قہوہ ملا۔ مطلع مکدر اور ابر چھائے ہوئے تھے چنانچہ تھوڑی ہی دیر بعد بارش شروع ہوگئی۔ جو کبھی تھم جاتی اور کبھی پھر شروع ہوجاتی۔ بعض باشندگان شہر نے سپاہیوں میں تمباکو اور گھر کی پکی ہوئی روٹیاں تقسیم کیں۔ اس تقسیم کے وقت میں سیمو اور ابراہیم علیحدہ کھڑے رہے۔ کیونکہ ہمارا رتبہ ہمکو اُس میں شریک ہونے سے مانع تھا۔ مگر اتنے ہی میں ایک برقعہ پوش لڑکی نے اپنے باپ کے ساتھ ہمارے پاس آکر ہم میں سے ہر ایک کو نفیس سگرٹوں کا ایک ایک پکٹ اور چند کیک[1] دیئے۔ ہم نے سلام کرکے اُسکا شکریہ ادا کیا۔ جیک نے اُسکا ہاتھ پکڑکر ایسی پرجوشی سے جو زائد از ضرورت اور حد مناسب سے متجاوز تھی اُسے چوم لیا۔ مگر پیرانہ سال ترک اُسکے اِس لڑکپن سے خفا ہونے کے بجائے الٹا ہنس پڑا۔ جسکا گویا یہ مطلب تھا۔ کہ "آخر لڑکے لڑکے ہی ہیں"۔ جیک کی اِس کامیاب دلیری سے مجھے بھی جرأت ہوگئی۔ اور میں نے بھی لڑکی کا ہاتھ پکڑکر چوم لیا۔ لیکن جب ہماری تقلید میں ابراہیم بھی آگے بڑھا۔ تو بوڑھا ترک لڑکی کو لیکر چلدیا۔ ابراہیم اپنا سا منہ لیکر رہگیا۔ اور ہم نے اُسکی ناکامی پر خوب زور سے قہقہا لگایا +

آٹھ بجے ٹرین سٹیشن پر پہنچگئی۔ اُسدن اُس میں معمول سے بارہ گاڑیاں زیادہ تھیں جنمیں سپاہی سوار تھے اور دو انجن لگے ہوئے تھے۔ ٹرین کے کھڑے ہوتے ہی پلیٹ فارم پر ریل پیل شروع ہوگئی۔ کئی سپاہی گاڑیوں میں سے باہر کود آئے۔ میں ایک میجر کو پہچان کر اُسکے پاس گیا۔ اور اُسے خان کا پتہ دیا۔ اُسنے چند سپاہیوں کو وہاں بھیجدیا۔ جو مالک سرا کی باقیماندہ روٹیاں لے آئے۔ ہمیں ہماری بھی تین گاڑیاں ٹرین میں لگادیگئیں۔ میں نے آدمیوں کو گن کر سوار کرادیا۔ اور پلیٹ فارم پر جو لوگ ہماری الوداع کے لئے کھڑے تھے۔ اُن سے صاحب سلامت کرکے روانہ ہوگئے۔ طوالت کے خوف سے میں ملک کی دلچسپ سیری اور خوبصورت فضا کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ ہم بارہ گھنٹوں کے سفر کے بعد رات کو آٹھ بجے اڈریانوپل پہنچے۔ سفر میں گو حادثہ کوئی پیش نہ آیا۔ مگر اُسکا عوض قلتِ جگہ کی تکلیف نے بخوبی لے لیا۔ ہمیں سب سے پچھلی گاڑی ملی تھی جسکے پہلوؤں نے بیرے بند بند کو ہلادیا۔ اور سواریوں کی کثرت سے ایک طرح بیٹھنے کو کوئی جگہ ہی نہ تھی۔ سب اِسطرح پھنسکر بیٹھے ہوئے تھے کہ دم نکلا

[1] میٹھی روٹی یا بسکٹ۔ انگریزی میں کیک ایک قسم کی مٹھائی کو بھی کہتے ہیں۔ جس میں انڈے بھی پڑتے ہیں۔ شادی کے موقعہ کیلئے جو کیک بنایا جاتا ہے وہ بعض وقت کئی سیر کا ہوتا ہے۔ اور بالعموم دری کی طرح نہایت اُستادی سے تیار کیا جاتا ہے + مترجم

جاتا تھا۔ سارا دن ہمنے کسی جگہ باقاعدہ طور پر کھانا نہ کھایا۔ جو بسکٹ۔ کیک اور پانی ہمارے پاس تھا۔ یا مختلف سٹیشنوں پر مجبر طبع لوگ ہمارے لئے جو کھانا لاتے رہے اُسپر گذارہ کیا گیا۔ ایک سٹیشن پر جسکا نام غالباً بولی عباس تھا۔ ٹرین ایک گھنٹہ ٹھہری۔ مگر وہاں قہوہ اور دُودھ کے سوا اور کچھ دستیاب نہ ہو سکا۔ وہانسے ہم نے ایڈریانوپل کے فوجی گورنر کو نو سو سپاہیوں کے رات کے کھانے۔ ناشتہ اور رات کی شب باشی کا انتظام کرنے کے لئے تار دیدی تھی ✚

بیلووا ٹرین کی روانگی کے لئے ہمکو ایڈریانوپل میں بارہ گھنٹہ انتظار کرنا پڑا۔ سٹیشن پر ہمیں ایک کارپول ملا۔ جو کیچڑ دار اور نیم تاریک گلیوں میں سے جنکی روشنی کا انتظام عمدہ نہ تھا۔ ہمکو بارکوں میں لے گیا۔ وہاں ہمارے لئے سب انتظام درست کر دیا گیا ہوا تھا۔ آتشدانوں میں آگ جل رہی تھی۔ کیونکہ شام کے بعد سخت سردی پڑنے لگ گئی تھی۔ اور گرم کھانا تیار تھا۔ ہر ایک آدمی کو دو دو روٹیاں اور پلاؤ کی ایک ایک بڑی رکابی دیگئی۔ اور دوسرے دن کے سفر کے لئے سب کو بسکٹیں دیدیگئیں ✚

بارکیں پہلے ہی سے بھری ہوئی تھیں۔ وہاں ہمارے لئے چارپائیوں کا کوئی انتظام نہ تھا۔ کمانڈر کا ارادہ کھانا کھلا کر ہم کو شہر سے باہر کیمپ میں بھیجدینے کا تھا۔ مگر بارش کے شروع ہو جانے پر ہمکو بارکوں ہی میں رہنے کی اجازت دیدی گئی۔ اور ہمارے نو سو آدمیوں نے برآمدوں۔ خوابگاہوں۔ اصطبلوں اور مکانات شاگرد پیشہ کے فرشوں پر جہاں کسی کے سینگ سمائے اپنے بڑے کوٹ لیکر بستر جما دیئے۔ نیچے بچھانے کے لئے ہر ایک کو اسٹور سے نہایت مضبوط نئے کمبل دیدیئے گئے۔ اور سپاہیونکو کہدیا گیا کہ انکو اپنے پاس ہی رکھیں۔ اِن کمبلوں نے ہمکو ویڈن جاتے وقت راستہ میں بڑا کام دیا۔ مگر ساتھ ہی سپاہیوں کو اُن کے اُٹھانے میں بڑی تکلیف ہوئی۔ وہ اتنے بڑے تھے۔ کہ سپاہیوں کے تھیلوں میں نہیں سما سکتے تھے۔ اکثر سپاہی کمبل کو تہ کر کے بڑے کوٹ کی طرح اوڑھ لیتے اور کمر پر اُسے رسّی سے باندھ لیتے ✚

میرے ایکسو اسّی آدمی ایک بڑے ہال میں جو بارکوں سے علیحدہ تھا اور خراب موسم میں وہاں قواعد کرائی جاتی تھی شب باش ہوئے۔ اُس میں ریت بچھی ہوئی تھی جسپر سپاہیوں نے بستر لگا لئے۔ میں نے حاضری لیکر اُن کو سونے کی اجازت دی۔ اور جب وہ بستروں پر لیٹ گئے۔ تو انکو سارجنٹ سیفی کی نگرانی میں چھوڑ کر چلا آیا ✚

کوچک چکمجی میں جو سات سو سپاہی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ وہ ایک میجر کے زیر کمان تھے۔ اور چونکہ میں اُسکے ماتحت نہیں تھا۔ (مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میری کمان بالکل علیحدہ اور خود مختارانہ ہوگی)۔ اِسلئے مجھے فی الحقیقت اُس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ مگر اُسنے مجھے صلاح دی کہ اگر میں بیلووا کے باقیماندہ راستہ میں اُسکے زیر حکم ہو جاؤں تو ویڈن کے

سفر اور کہانیکے انتظام میں بہت سہولیت ہو جائیگی میں نے اسبارہ میں سیمود اور تراب سے مشورہ کرکے میجر کی تجویز کو مان لیا +

آدمیونکو سلام کریں۔ جیک۔ میجر۔ آسکے دو لفٹنٹ اور ایڈریانوپل کی فوج کا ایک افسر سٹیشن کو گئے۔ اور وہاں صبح کی سفر کے لئے ستر ہ گاڑیونکا انتظام کر آئے۔ سٹیشن سے آکر ہم گورنر کے پرائیویٹ مکان پر گئے۔ کیونکہ میجر کا اور میرا فرض تھا کہ اپنے پہنچنے کی گورنر کو خود حاضر ہو کر باضابطہ رپورٹ کریں۔ وہ اسوقت خوابگاہ میں چلا گیا ہوا تھا۔ اسلئے ہم اپنے نام ایک نوکر کو بتا کر واپس چلے آئے مینہ بڑے زور سے برس رہا تھا۔ اسپر رات کی تاریکی نے مزہ اور کرکرا کر رکھا تھا۔ پس ظاہر ہے کہ میں نے ایڈریانوپل کو بہت بموقعہ دیکھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ مجھے نہایت غلیظ۔ گندہ اور بے رونق شہر معلوم ہوا +

بارکوں میں واپس آنے پر ہمیں مس روم (مسکوٹ کا کمرہ) میں جسمیں وہاں کی تمام افسر بالاشتراک استعمال میں لاتے تھے مدعو کیا گیا۔ وہاں ہم نے قہوہ اور چٹ پٹے پیئے۔ اور ایک گھنٹہ دوستانہ بات چیت کرتے رہے۔ ایڈریانوپل کے مہمان نواز افسر مجھ سے اور سیمور سے بالخصوص نہایت نوازش سے پیش آئے۔ تراب اور میجر بھی معہ اپنے ماتحت افسروں کے جو دو کپتان اور دس لفٹنٹ تھے اِن مہربان میزبانوں کی خاطر مدارات سے برابر مستفید ہوئے۔ کمرہ خوب گرم تھا۔ اور ماکولات اور مشروبات کی کوئی کمی نہ تھی ایڈریانوپل کے سب فوجی ہمپر رشک کہاتے تھے کہ ہماری طرح انکو بھی کیوں نہیں میدان جنگ کیلئے ویڈن جانیکا حکم ملا +

جیک۔ ابراہیم میں اور میجر کے دستہ کے تین لفٹنٹ افسرونکی خوابگاہوں میں سے ایک میں سوئے۔ ہمارے لیئے وہاں میزبانوں نے دو چارپائیاں اور ایک پلنگ خالی کر دیا۔ ایڈریانوپل کی بارکیں سلیمیہ۔ داؤد پاشا اور تقول جیک طاش قشلہ کی بارکوں سے بھی عمارت۔ جسامت۔ انتظام۔ صفائی اور درستی میں کم درجہ کی تھیں۔ واقفکاروں کا بیان ہے کہ گو قسطنطنیہ کی بارکیں نہایت ہی عمدہ ہیں اور انکا انتظام بہت خوب ہے۔ مگر صوبجات کی بارکیں ایسی نہیں

ہم آدھی رات کے بعد بستروں پر گئے اور ۲۹۔ مارچ کو علی الصباح ۶ بجے اُٹھ بیٹھے۔ تمام عمارت میں اتنی سویرے ہی آدمیونکی عجب چہل پہل تھی۔ کیونکہ اسوقت اُس میں مقررہ تعداد سے کئی لوگ موجود تھے ناشتہ میں قہوہ اور روٹی دیگئی۔ اِسکے بعد حاضری لی گئی صراحیاں بھری گئیں۔ اور ہم اپنے عنائت فرما میزبانوں سے دلی تپاک سے رخصت ہو کر سٹیشن کیطرف چلدیئے۔ ابر کھل گیا ہوا تھا۔ اور آفتاب چمک رہا تھا جس سے جلدی ہی موسم کی خنکی دور ہو گئی۔ بازاروں میں کیچڑ کی بہار تھی۔ لیکن دن ہونے کی وجہ سے رات والا انقباض نہیں پایا جاتا تھا۔ اور ہر ایک چیز سہاونی نظر آتی تھی۔ ایڈریانوپل کے بازار گو یورپین کو تنگ اور انکی عمارات

ناقص نظر آئیگی۔ تاہم اُنکی خوبصورتی اور گوناگونی میں کوئی کلام نہیں +

شہر میں یہ خبر عام مشہور ہو جانے سے کہ ہم سرحد پر جہاں غالباً عنقریب لڑائی شروع ہو جائیگی جا رہے ہیں سٹیشن پر باشندوں کا ہجوم غفیر جمع ہو گیا تھا۔ اور یہاں بھی ہمکو روٹی۔ کیک۔ مٹھائی۔ سنگترے۔ کھجور۔ تمباکو اور چرٹ کے تحائف دیئے گئے۔ اسی ٹرین پر چند بلغاری بھی جانے والے تھے۔ انکو دیکھکر ترک باشندوں کی آنکھوں میں خون اُتر آتا تھا۔ اُنسے اسقدر حقارت و نفرت ظاہر کی گئی جیسے کہ کسی نہایت ہی موذی اور ناپاک جانور سے کی جاتی ہے۔ اسپر وہ بلغاری باشندوں کی گزند سے بچنے کے لئے سپاہیوں کی صفوں کے پیچھے پناہ گزین ہو گئے (اُس نمک حرام و محسن کش قوم کے) افراد کو دیکھکر غیور و محب وطن سپاہیوں [illegible] ہو گئے۔ مگر انہوں نے میجر کے حکم کی تعمیل میں اُن موذیوں کو پناہ دیدی۔ اور کسیکو اُن کے [illegible] نہ جانے دیا۔ ٹرین پر [illegible] ایسی بھیڑ نہ تھی کیونکہ سپاہیوں سے [illegible] ایک [illegible] افسر ایک اوّل درجہ کی گاڑی میں سوار ہو گئے تھے۔ میں نے اپنے دستہ [illegible] کارپورل کے ماتحت کر دیئے۔ ٹرین میں [illegible] گاڑیاں تھیں۔ [illegible] اور ہر ایک حصہ [illegible] انجن تھی۔ ٹرین تقریباً دس بجے روانہ ہوئی۔ رعایا نے ہمکو بڑے جوش و خروش سے الوداع کہا +

جس ملک[۱] سے ہم گذرے اُسکی سبزی اور منظر نہایت ہی دلفریب تھا۔ ایڈریانوپل سے جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے ملک زیادہ کوہستانی ہوتا گیا۔ مگر فلپ پولی کے [illegible] دو تین سٹیشن [illegible] میدانی علاقہ آیا جسکی [illegible] پہاڑوں کی [illegible] چوٹیاں دکھائی دیتی [illegible] ہم [illegible] ٹرین سٹیشنوں پر تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہری۔ ہمنے یہاں تار بھیجدی تھی کہ فوج کے رات کے کھانے کا انتظام کر رکھا جائے اور دوسری تار شب باشی کے انتظام کے لئے بیلووا کو بھیجدی تھی۔ چنانچہ ٹرین کے پہنچنے سے پہلے ہی فلپ پولی کے فوجی کمانڈر نے ہر ایک سپاہی کے لئے دو دو روٹیاں اور گرما گرم پلاؤ کی ایک ایک بڑی رکابی اینجل بین[۲] کی اپنے سپاہیوں کی نگرانی میں گاڑیوں پر بارکوں سے سٹیشن کو بھیجدی تھیں۔ سپاہیوں نے پلیٹ فارم [illegible] مسافر خانوں دفاتر اور متصلہ شیڈوں میں بیٹھکر کھانا کھایا۔ کھانے میں کسیطرح کی بے انتظامی یا بدمزگی نہ ہوئی۔ کوئی دھکم دھکا

---

[۱] قلیلی برغاس سے جو ایڈریانوپل سے دو سٹیشن ورے ہے۔ بیلووا تک ریلوے لائن دریائے مریزا کے کنارے کنارے چلی گئی ہے۔ اور تمام ملک فلپ پولی کے قرب و جوار کے سوا جہاں وادی مریزا اسقدر عریض ہو گئی ہے کہ اسپر میدان کا گمان ہوتا ہے۔ کوہستانی ہے۔ مصنف

[۲] اینجل بین۔ اب تو ہندوستان میں بھی عام رواج ہو گیا ہے۔ یہ ٹین یا لوہے کے برتن ہوتے ہیں۔ جن کے دونوں طرف یا ایک طرف چینی کا مصالحہ لگا ہوا ہوتا ہے + مترجم +

یا بے پابلی نہ ہوئی۔ کسی جگہ آدمی بے اندازہ نہ بھر گئے۔ نہ سپاہی کھانے پر بھوکوں کی طرح بے تحاشا ٹوٹ پڑے
اور نہ کسی نے حافظوں ایسی طمع اور بدتمیزی ظاہر کی۔ سٹیشن پر روشنی کا انتظام معقول نہ تھا۔ اس لئے مزید
روشنی کے لئے مختلف مقامات پر الاؤ بھی روشن کر دیئے گئے تھے۔ الغرض یہ نظارا نہایت ہی فرحت انگیز
اور دلچسپ تھا۔ گو ابھی تک جنگ کا اعلان نہ ہوا تھا۔ اور بظاہر کامل صلح تھی۔ تاہم مجھے لوگوں کا رنگ ڈھنگ
دیکھکر یقین نہ آتا تھا کہ صلح برابر قائم ہے۔ ہر ایک ترک اور تاتاری کے چہرہ پر "جنگ" کا خوفناک لفظ مجھے
بڑے بڑے موٹے حرفوں میں لکھا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ اور جدھر نگاہ اُٹھا کر دیکھتا تھا۔ مجھے اُس ڈراونی بلا کے
آثار اور علامتیں دکھائی دیتی تھیں۔ میں نے سٹیشن کے سوا فلپ پولی کا اور کچھ نہ دیکھا اور وہ بھی ایسے
وقت جبکہ تاریکی ساعت بساعت بڑھ رہی تھی۔ اسلئے میں اِس مشہور شہر کی کوئی کیفیت بیان کرنے سے معذور ہوں۔
اِس جگہ بھی محب وطن اور پرجوش اہالی شہر ہمارے استقبال کے لئے جمع تھے۔ جنہوں نے حسب معمول ہمکو
خوراک اور تمباکو وغیرہ کے تحائف دیئے۔ مگر ایڈریانوپل کی طرح عیسائی مسافروں کو جنہیں ہم نے ٹرین سے نیچے اُترتے
تھے اور ان بلغاریوں کے مجمع میں موجود تھے۔ یہاں بھی مسلمانوں نے لہولہان آنکھوں سے دیکھا۔ اتنے میں فلپ پولی
کے افسر ہماری ملاقات کو آگئے۔ وہ ہمارے لئے سگرٹ ساتھ لائے۔ اور ایک الاؤ پر قہوہ تیار کرایا۔ سب اُس کے
گرد چوکڑی مار کر بیٹھ گئے اور نہایت خوشدلی اور کامل بیفکری سے ہنستے بولتے رہے۔ اور اِس طرح گو ابھی کل
دنیا میں امن تھا۔ اور کسی سے ہماری لڑائی شروع نہ ہوئی تھی میں نے کیمپ کی طرز معاشرت کا پہلا نمونہ دیکھا
رات پڑتے ہی ابر جمع ہو گئے اور بارش کی پوری توقع ہو گئی ●

ایک گھنٹہ کے قیام کے بعد سفر پھر شروع ہو گیا۔ رات کی تاریکی سے ملک کا نظارہ دیکھنا محال تھا۔ مگر مجھے اتنا
معلوم ہو گیا کہ منزل مقصود کے قریب کا علاقہ نہایت ڈراونا اور غیر آباد ہے۔ راستہ میں ٹرین دو جگہ تھوڑی تھوڑی
دیر ٹھہری۔ ایک قیام تاتار بازارجک میں ہوا۔ جو سن گذشتہ کی مہیب بغاوت کے مخزنوں میں سے ایک تھا۔ ساڑھے
دس بجے ہم بیلوا میں پہنچے۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ جو دریا مرتزا کے کنارے پر شاندار جنگلوں میں واقع ہے
اُس کی آبادی ایک ہزار ہے۔ جن میں تیسرا حصہ عیسائی ہیں۔ اسوقت یہ گریٹ[1] بلقان لائن پر ایک گمنام سا
درمیانی سٹیشن ہے۔ تب یہ انتہائی سٹیشن تھا۔ جس سے اُسکی قدر و منزلت بے انتہا بڑھ رہی تھی ●

[1] آجکل اِس لائن پر مسافر قسطنطنیہ سے بخط مستقیم صوفیا۔ نش اور بلگریڈ کے راستے وانا جاسکتا ہے۔ اُسے راستہ میں کسی جگہ
ٹرین نہیں بدلنی پڑتی۔ اور ڈاک گاڑی درمیانی سٹیشنوں پر ٹھہرتی بھی بہت تھوڑا تھوڑا عرصہ ہے۔ مصنف

بیلو وا کے تاریک اور ناقص العمارت سٹیشن پر پہنچکر میں نے اختلاف رائے کی وجہ سے میجر سے تعلق علیحدہ کرلیا۔ مگر ہم میں کسیطرح کی بے لطفی مطلقاً نہ ہوئی۔ میجر کیمپ کو جانا چاہتا تھا۔ جو سٹیشن سے نصف گھنٹہ کا راستہ تھا۔ مجھے اطلاع ملگئی تھی کہ سڑکیں نہایت ہی ناقص ہیں۔ آسمان پر نہایت ہی غلیظ ابر چھا رہا تھا۔ اور علاوہ بریں مجھے یقین نہ تھا کہ کیمپ میں جہاں پہلے ہی اندازہ سے زیادہ فوج جمع ہو رہی ہے ہمیں ضرورات کے لیئے با آسائش جگہ مل سکیگی۔ چنانچہ میں نے ایک تازہ ترین دوست کی نصیحت پر کاربند ہو کر جو جرمن اور ریلوے[1] انجینیر تھا۔ دن چڑھے تک سٹیشن پر رہنے کا فیصلہ کیا۔ سٹیشن پر اور کچھ نہیں تو بھی یہ آسائش تو مل سکتی تھی کہ چھت کے سایہ میں رات بسر کریں۔ کیونکہ گاڑیوں۔ اوزاروں۔ گوداموں کے لیئے متعدد شیڈ موجود تھے۔ اِن کے علاوہ گاڑیوں میں بھی رات کی سردی سے حفاظت مل سکتی تھی۔ اگر میں میجر کے ماتحت رہتا تو مجھے بہرحال اسکے منشا کے مطابق چلنا پڑتا۔ مگر چونکہ مجھے صریح طور پر کہا گیا تھا کہ بیلو وا تک راستہ میں خواہ مجھے کتنے دستے ملیں میری کمان علیحدہ رہیگی۔ مجھے انقطاع تعلق کا پورا اختیار تھا۔ میں میجر اور اُسکے افسروں سے نہایت دوستانہ طور پر جدا ہوا۔ اور کچھ عرصہ تک فوج کے کالموں کو طوفانی رات کی تاریکی میں مارچ کرتا ہوا دیکھتا رہا۔ چند ریلوے ملازم لالٹین لیکر راستہ بتانے کے لیئے آگے آگے ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد بارش شروع ہو گئی۔ جو آدھی رات کو موسلادھار ہو گئی۔ مگر مجھے دوسرے دن معلوم ہو گیا۔ کہ گو خیموں میں سپاہی اِس کثرت سے بھرے ہوئے تھے کہ تِل رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی۔ تاہم میجر کا دستہ اِس موسلادھار بارش میں باہر رہنے سے بچگیا تھا۔ جب طوفان شروع ہوا ہم سایہ کے نیچے تھے۔ حاضری لیکر میں نے سپاہیوں کو بستروں پر جانیکا حکم دیا۔ جب وہ لیٹ گئے تو جیک ابراہیم اور میں نے اکٹھے بیٹھکر کچھ بسکٹیں کھائیں۔ اور میں نے اور سیمور نے یہودی کی عطا کردہ شراب میں پانی ملاکر اُسکے چند جام پیئے۔ ابراہیم نے شراب کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ ہوا سخت زور کی چل رہی تھی۔ اور بارش کا یہ زور تھا کہ شیڈ کی چھت کے ٹوٹ جانیکا اندیشہ تھا۔ مگر ہم اکل و شرب سے فارغ ہو کر کمبل اور کوٹ اوڑھکر فرش پر لیٹ گئے۔ اور فوراً گہری نیند سو گئے۔ سونے سے پہلے ابراہیم نے تجویز پیش کی تھی کہ ہم اِس اوّل درجہ کی گاڑی میں جس پر آئے تھے چل سوئیں۔ مگر دریافت کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ وہ ٹرین سے کاٹکر کسیقدر فاصلہ پر کھڑی کر دی گئی ہے۔ اِسپر میں نے اپنے آدمیوں کے قریب ہی رہکر سختی و نرمی میں اُنکے ساتھ شریک رہنے کو زیادہ مناسب خیال کیا۔ اور اُسے پسند نہ کیا کہ وہ تو سخت تختوں پر سوئیں اور ہم نرم اور گدگدے گدیلوں پر لیٹیں

---

[1] ریلوے لائن کو صوفیا تک بڑھانے کا کام اُسوقت جاری تھا۔ مگر بیلو وا میں میں نے واقعی کوئی کام ہوتا نہ دیکھا۔ مصنف

میں نے اٹھنے کے لئے سات بجے کا وقت مقرر کیا تھا۔ جب ہم (۳۰ ۸ بجے) کی صبح کو بیدار ہوئے۔ تو سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ اور اُسکی روشنی میں قرب وجوار کا منظر بکمال دلفریب دکھائی دے رہا تھا۔ ہوا ابھی تک تیز تھی آندھی برابر کئی دِن تک ویسی ہی رہی جس سے سڑکیں جلد خشک ہوگئیں۔ اسوقت سے لیکر ستمبر تک موسم تقریبًا مسلسل خوشگوار اور عمدہ رہا +

بیلووا کے اردگرد کی سینری نہائت شاندار ہے۔ یہ گاؤں رہوڈوپ کے بھیانک کوہستانی سلسلہ کے شمالی دامن پر آباد ہے۔ اِن پہاڑیوں میں سے سب سے بلند سطح سمندر سے آٹھ ہزار فیٹ بلند ہے۔ اور بیلووا سے جنوب مغرب کیطرف بیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ بیلووا کے شمال میں بلقان کے جنوبی دامن دریا مریزا کے کناروں سے بلند ہونے شروع ہوتے ہیں۔ یعنی وہ میدان مریزا کے اُس مغربی گوشہ پر آباد ہے۔ جہاں شمالی اور جنوبی کوہستانی سلسلے (بلقان و رہوڈوپ) زاویہ حادہ بناتے ہوئے ایکدوسرے سے ملتے ہیں +

سلسلہ کوہ رہوڈوپ جسے ترک دوسپادداغ پکارتے ہیں۔ اپنی سینری اور منظر کی عظمت اور ہولناکی کے علاوہ اِن باتوں کے لئے بھی مشہور ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ ڈاکوؤں اور راہزنوں کا ملجا و ماوا ہے یا ۱۸۷۷ء اور چند سال مابعد میں تھا۔ دوم وہاں چند راہب خانے ایسے مشکل اور دشوار گذار مقامات پر بنے ہوئے ہیں کہ سڑکوں سے انکو دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ عقابوں کے سوا اور کوئی مخلوق اُنتک نہیں پہنچ سکتی۔ مگر اُن عمودی چٹانوں اور خطرناک چوٹیوں پر عقابوں کے دوش بدوش عیسائی راہب بھی برابر رہائش پذیر ہیں +

ہم نے بسکٹوں اور پانی پر ناشتہ کیا۔ اور کوئی چیز دستیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ اِسکے بعد میں سیمو اور تراب کو یہ ہدائت دیکر کہ وہ سپاہیونکو ایسا صاف وستھرا بنا رکھیں کہ برگیڈیر جنرل ملاحظہ سے خوش ہو جائے۔ اُن کو سپاہیوں کے پاس چھوڑ گیا۔ اور خود سٹرک سٹرک کیمپ کی طرف جو سٹیشن سے دو میل بجانب غرب گاؤں کے پاس تھا چل گیا۔ وہاں پہنچکر میں نے اپنی حاضری کی اطلاع پر تو پاشا کو کرائی کیمپ میں میجر کے آدمیوں کے ماسوا ایک ہزار سپاہی تھے۔ جنکا اکثر حصہ خیموں میں تھا۔ گوداموں کے لئے چند سیدھے سادھے شیڈ۔ گاڑیاں۔ اور گرانوزن توپوں کی چار باتریاں بھی کیمپ میں تھیں۔ چرکسوں[۱] کے ایک دستہ کے سوا جو مجھے نہائت ہی مکروہ اور بدشکل معلوم ہوئے سوائے

[۱] اوّل تو ترکی کے تمام کیرشن (چرکس)۔ ورنہ کم ازکم وہ لوگ جنکو دیکھنے کا مجھے اتفاق ہوا۔ بلگیریا اور مشرقی رومیلیا کے پرانے آباد کار تھے۔ میں نے کوئی ایسا چرکش دیکھا جو کاکسس (کوہ قاف) سے تازہ آیا ہوا ہو۔ جنگ کریمیا کے دوران میں اور اُسکے بعد روسی علاقہ سے بیشمار چرکس ایشیائی اور یورپین ترکی میں چلے آئے تھے۔ ۱۸۶۴ء میں روس کے ماتحت ۵ لاکھ چرکس رعایا تھی جو سب کے

کوئی دستہ نہ تھا۔ کئی نئے شیڈ بھی زیر تعمیر تھے۔ کیونکہ قرب وجوار میں لکڑی بافراط ہے۔ اور اُسوقت بہلواہیں مزدور بھی جن میں سے اکثر ممالک غیر کے رہنے والے تھے بکثرت موجود تھے +

برگیڈیر نے مجھکو اپنا دستہ لیکر سٹیشن پر ہی ٹھہرے رہنے کی ہدایت کی۔ تاکہ میں گودام وغیرہ کے ٹرینوں سے اتارنے اور مکانات میں اُنکو ذخیرہ کرنے میں مدد دوں۔ اور ان کاموں کی نگرانی بھی کروں۔ اُسے قسطنطنیہ سے بکثرت مزید پیدل فوج اور فلپ پولی سے سامان کی مقدار کثیر کے پہنچنے کا انتظار تھا۔ مجھے حکم دیا گیا کہ جب وہ پہنچ جائیں تو ہم صوفیا کو روانہ کر دیئے جائینگے۔ جہاں اور دستے ہم سے آملینگے +

یہ حکم سنکر میں اپنے آدمیوں کے پاس واپس گیا۔ اور اُن کو لیکر پھر کیمپ میں آیا۔ جہاں برگیڈیر نے اُنکا معائنہ کیا ہمکو حسب معمول پلاؤ اور روٹی کا راشن دیا گیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہم سٹیشن کو چلے گئے۔ اور ہاتھ سے کھینچنے والی گاڑیاں۔ ایک ہزار بسکٹ۔ صابن بتیاں۔ دیاسلائیاں تیل و نمک ساتھ لیتے گئے۔ میں نے دستہ کے لئے کھانا پکانے کا کام اُن آدمیوں کے سپرد کیا جنہوں نے باورچی کے اہم کام سے واقف ہونیکا دعویٰ کیا تھا۔ بہرحال انہوں نے یہ کام قابل تعریف طریق سے انجام دیا +

برگیڈیر نے مجھے اطلاع دی کہ اُسنے مجھے اپنے دستہ کی کمان پر جو بیلوا پہنچنے پر ختم ہو گئی تھی بحال رکھا ہے۔ اب وہ ویڈن جاکر ختم ہو گی۔ میں نے اسکی اس نوازش کا شکریہ ادا کیا۔ ردیف فوج کے بیس سپاہی اور اُن کا کارپورل جو ہمسے چند روز پہلے سالونیکی سے واپس آئے تھے۔ میرے دستہ میں ایزاد کر دیئے گئے۔ جلسے میرے ماتحت دو سو سپاہی چار نن کمیشنڈ افسر اور دو لفٹنٹ ہو گئے۔ اس جمعیت سے میرے پاس ایک "مارچ کمپنی" یعنی "عارضی کمپنی"[ل] ہو گئی +

بقیہ حاشیہ۔ سب عیسائی مذہب رکھتے تھے۔ ۱۸۶۴ء میں اُنکے پاس صرف ایک لاکھ ۲۰ ہزار رہ گئے۔ پہلے قبیلہ ٹرکی کو مہاجرت کر آیا تھا۔ اور مسلمان ہو گیا تھا۔ یہ میں درحقیقت عیسائی مذہب روسی حکومت کے نتائج۔ غالباً یہ چرکس ہی یورپین اخبارات کے اُس فرضی اور من گھڑت لفظ "باشی بزوق" کے اصل تھے جسکو میں ٹرکی میں کسی فرد بشر کی زبان سے نہیں سنا۔ مگر ان ہی اخبار اخبار دہی نے اُن کو شیطان کا نمونہ ظاہر کر رکھا تھا۔ مصنف۔ اور اب تک باشی بزوقوں کے فرضی مکالمہ سے کالموں کے کالم سیاہ کر رہے ہیں + مترجم +

ل۔ سکیچ یا مارچ کمپنی یا بٹالین ایسی کمپنی یا پلٹن کو کہتے ہیں۔ جو تھوڑی میعاد کے لئے دفع الوقتی کے واسطے مختلف قسم کے سپاہیوں سے تیار کر لیجائے + مترجم +

بیلو وا میں ہر ایک ضروری چیز کا کافی گودام موجود تھا - مگر اُن کے رکھنے کے لیئے مکان ناقص اور ناکافی تھے - اِس ضلع کے باشندوں کی بڑی خوراک بھیڑ کے دُودھ کا پنیر ہے - جسے وہ قاش قوال کہتے ہیں - اُسکی بُو عرصہ سے مری ہوئی بلی کی لاش کی بُو کے مشابہ ہوتی ہے - اور اُسکا ذائقہ موم بتی ایسا - بیلوا کے متصلہ جنگلات کے باشندوں کا بڑا کام اور پیشہ تو قزاقی ہے اور اس سے اُتر کر قاش قوال بنانا - یہ پنیر کوہستان کے دامنوں کے بعض مہمان نواز گڈریئے سپاہیوں میں اکثر تقسیم کیا کرتے تھے ؁

سٹیشن ماسٹر کی اجازت سے مَیں نے اِتنے بڑے شیڈ پر جس میں میرے کُل سپاہی بآرام رہ سکیں اور ایک نسبتہً چھوٹی عمارت جو برگاڑیوں اور گودام کیلئے تھی تصرف کرلیا - نئے سامان کے لیئے جسکا انتظار تھا ریلوے کاریگروں نے کئی نئے شیڈ بنانے شروع کردیئے ہوئے تھے ہم تینوں لفٹنٹوں نے موضع تم صیا کے ایک خالی مکان میں - جو سٹیشن سے جنوب مغرب کی طرف نصف میل کے فاصلہ پر تھا بسیرا کیا - یہ مکان ایک بلغاری کا تھا - جسنے پچھلے سال (۱۹۱۷ء) موضع کے مسلمان باشندوں سے بہیمانہ (یعنے وحشیانہ) حملہ کرکے قرب وجوار کے عیسائیوں میں خاص امتیاز حاصل کرلیا تھا - او پھر تھوڑے عرصہ بعد تنگ آئے ہوئے مسلمانوں نے اُسے اور اُسکی بیوی اور کنبہ کو ذبح کرڈالا تھا -

تم صیا کے متواضع باشندوں نے ہمکو چارپائیاں - بستر ے اور ضروری سامان عاریتاً دیدیا - اور ہم نے مکان مذکور کے کمروں کو خاصا آرام دہ اور مکلف بنالیا - سارا دِن انہی انتظاموں میں خرچ ہوا - رات کے کھانے میں سپاہیوں کو سنگٹیں اور فی کس پاؤ بھر دُودھ دیا گیا جو جیب سے خرید کیا گیا تھا - سٹیشن کے قریب قدرتی چشمے بکثرت موجود تھے - جنکا پانی بہت اچھا تھا - مَیں نے رات کے نو بجے سارجنٹ میجر اور بارہ ردیف سپاہیوں کو ٹرین کے پہنچنے پر اسباب اُتارنے میں مدد دینے کے لیئے علیحدہ کرکے باقی سپاہیوں کو سونیکا حکم دیدیا - ٹرین پر صرف ایک دستہ آیا - اُسمیں ایک لفٹنٹ کے ماتحت پچاس سپاہی تھے - مگر سامان اور گودام بہت تھا - جو سٹیشن میں اور اُسکے قریب کے مکان میں رکھوا دیا گیا - نو وارد سپاہی ایک شیڈ میں اور لفٹنٹ ہمارے مکان میں سویا - گاؤں کے ایک رئیس نے ہم چاروں افسروں کیلئے قہوہ - تمباکو پینے کے پائپ اور تمباکو بھیجدیا - اُدھر جنیک نے ایک خوبصورت بلغاری (عیسائی) لڑکی کو روپیہ سے زیادہ بوسونکی رشوت دیکر ناؤ سنگار پر تیار کرلیا - مگر وہ اُس کی زبان سے - اور وہ اُسکی زبان سے ناواقف تھی - اُنہوں نے فوراً بات چیت کے لیئے حسب مطلب رمز وکنایہ اور ہاتھوں کے اشارے وضع کرلیئے - جنکو دیکھکر مردہ بھی ہنس کر اُٹھتا ؁

دوسرے دِن (۳۱ - مارچ) کمپ میں محمد حسین بک نام ایک کرنیل نے مجھکو سفر کی تیاریوں کے متعلق مفصل ہدایات دیں جس سفر نے کئی ہفتوں میں طے ہونا ہو - وہ بچوں کا کھیل نہیں ہوتا ہے اور اُسکے لئے باقاعدہ اور مکمل طیاریاں کرنا نہائت ضروری ہے - سب سے اول پرتو پاشا کے شاف کے ایک سرجن نے چند سول ڈاکٹروں کے ساتھ ملکر جو فلپ پولی سے آئے ہوئے تھے سپاہیوں کا طبی معائنہ کیا[1] - سالونیکا کے ردیفی سپاہیوں میں سے چار کے پاؤں میں آبلے اور ورم پایا گیا - اِسپر اُنکو پیچھے رہنے کا حکم دیا گیا - یہ امر اُن کو سخت ناگوار گذرا - میں نے اُنکے لئے ہلکے کام تجویز کردیئے - چربی کی مرہم طیار کی اور اُن کے لئے باشندگان قصبہ سے سلیپر (نرم چمڑے کی جوتیاں) مستعار لیں - کہ بوٹ کی جگہ اُن کو پہنیں - اِن تدابیر سے دو سپاہی صحت یاب ہوگئے اور وہ آخر کوچ میں ہمارے ساتھ شریک ہوگئے - باقی دو اُن پچاس سپاہیوں اور دو کارپورلوں کے ساتھ رہے جو کُل کیمپ میں کسی نہ کسی بیماری سے کسی قدر مریض تھے - یہ کُل ایک لفٹنٹ کے ماتحت ہوگئے اور اُنکا نام "کمزوروں کی کمپنی" رکھا گیا - اُن کے ذمہ یہ کام سپرد کیا گیا کہ فوج کی روانگی کے بعد خالی کیمپ میں رہیں اور ریل والوں کو اُس سامان کے اُتارنے میں جسکا انتظار تھا مدد دیں -

دوم - میں نے سیمور - ابراہیم اور سارجنٹ سیفی کی امداد سے سپاہیوں کے بوٹوں اور جرابوں کا معائنہ کیا - مجھے بوٹوں کے حسن و قبح کا کوئی علم نہ تھا - صرف یہی جانتا تھا کہ وہ کس طرح پہنے جاتے ہیں - مگر سیاسی و کتابی تعلیم و تربیت کی نسبت ضرورت بہتر اتالیق ہے - اکثر سپاہیوں کو حال ہی میں وردی اور پوشاک ملی تھی - اِسلئے مجھے صرف بارہ بوٹ ردّی کرنے پڑے - اُن کی جگہ سپاہیوں کو گودام سے نئے بوٹ مل گئے جنکی کثیر مقدار فلپ پولی سے تھوڑا ہی عرصہ پیشتر کیمپ میں موصول ہوچکی تھی - بوٹ بالعموم عمدہ قسم کے نہ تھے -

سوم - سب کے گران کوٹوں کا بغور ملاحظہ کیا گیا - اِس معاملہ میں مجھے سالونیکی کے ردیفی سپاہیوں سے سخت شاکی ہونا پڑا - اُنہوں نے کوچ میں اُنکو بُری طرح استعمال کرکے تھوڑے ہی عرصہ میں نکما کردیا تھا - میں نے اُن کو نئے کوٹ دلا دیئے - اُنہوں نے درصل صوفیا کو جانا تھا - مگر ہدایات کا مدعا غلط سمجھکر بلوبا آگئے تھے -

چہارم - ہر ایک سپاہی کو دو جوڑے اُونی جرابوں کے - ایک بڑا سوتی رومال - ایک تولیا - اور ایک دیگر

---

[1] - ترکی سپاہیوں کی نیک چلنی اور خوش اطواری کا اِس سے بڑھکر کیا ثبوت ہوسکتا ہو - کہ بلوبا کی کل فوج میں ایک سپاہی بھی سوزاک یا آتشک قسم مرض سے بیمار نہ تھا - یہ امر مجھے فلپ پولی کے ڈاکٹروں میں سے ایک کی زبانی معلوم ہوا تھا - مصنف ❖

سر و گردن پوش دیا گیا - کیونکہ راتیں ابھی خنک تھیں - اور بلقان و رہوڈوپ کی چوٹیوں پر ہنوز برف موجود تھی -

یہ تیاریاں کئی دِن میں ختم ہوئیں - اِن کے علاوہ معمولی کام حسب معمول ہوتے رہے - ہم گوداموں کی محافظت پر سنتریوں کو چھوڑ کر ہر صبح گاڑیاں لیکر کیمپ میں جاتے - وہاں سے ایک دِن کا راشن لیکر واپس آتے اور خود کھانا پکوا کر کھاتے - دِن میں دو دفعہ مزرا کی ایک شاخ میں منہہ ہاتھ دہوتے کبھی کبھی خود مزرا میں جاکر جو ایک میل کے فاصلہ پر تھا غسل کرتے - کپڑوں کو باری باری دھوتے اور رات کے وقت ہم میں سے ایک جماعت ٹرین سے اسباب اُتارنے میں مدد دیتی - گودام اور فوجیں ہر روز چلی آرہی تھیں - فوج کی تفصیل یہ تھی :- فوج پیدل - سبک توپوں کی ایک ایسی باتری - ایک معمولی باتری - باقاعدہ سواروں کا ایک سکوئیڈرن - اکاریگروں (صناع و انجنیروں) کا ایک دستہ - سپیشل ٹرینوں پر کئی سو بارکش گھوڑے آئے - جنکو بندھوانا اور بحفاظت رکھوانا تکلیف دہ کام تھا - لوکل سپیشل ٹرینوں پر تار بازار چپ سی گوشت - غلہ - ترکاریاں اور چارہ آتا رہا - چھکڑوں اور گاڑیوں پر بھی ملحقہ دیہات سے ہرا سا چارہ پہنچتا رہا - سب سے بڑی تکلیف بھیڑوں کے ریوڑ اور بیلوں کے گلوں سے ہوتی تھی - جو ہماری خوراک کے لئے آتے تھے - اِن کا سنبھالنا بہت مشکل تھا - اور اِنسے بڑی کھلبلی مچتی تھی - ہلکی گاڑیاں کھیتوں اور دیہات سے لیجاتی تھیں - اور جتنا اُنسے کام لیا جاتا تھا - مالکوں کو اُسکی تحریری سند دیجاتی - گھوڑوں کی نعلوں کے صندوق ایڈریانوپل سے اور قسطنطنیہ سے چھوٹے سلحہ (رائفل و پستول وغیرہ) کے بکس اور بہت آہنی صندوق خزانہ کے ایک افسر اور دو سپاہیوں کی حفاظت میں آئے - خزانہ کے پہنچنے پر توپاشا کے یاد رفنے پہلے تین پونڈوں کی خرچ کا حساب لیکر مجھے پانچ پونڈ اور دیئے - گولی بارود کے سامان بڑے تکلیف دہ تھے - اُنکو خاص احتیاط سے ذخیرہ میں رکھنا پڑتا تھا - اور مزید سنتری اُن کی حفاظت پر لگانے پڑتے تھے - اِدویات اور مرکبات فلپ پولی سے آئیں - میرلوا کے حکم سے ایک سول ڈاکٹر نے ہم میں سے ہر ایک کو ایک مرکب دوائی کھانے کو دی - جس سے تندرست بیمار اور بیمار قریب المرگ ہوگئے - اب میں نے اپنی تجویز سے دوائیں بنانی شروع کیں اور بتدریج سپاہیوں کو میرے علاج پر اعتبار ہوگیا - ادویات میں جرمن ریلوے انجنیر کے ذاتی گودام سے لے لیتا اور نسخے ایک چھوٹی سی کتاب سے دیکھکر جو اُسنے مجھے دی تھی بناتا تھا ۔

مصروفیت اِسقدر تھی کہ مجھے گھر خط لکھنے کی بھی فرصت نملتی - میں نے آخری خط امتحان سے بعد مکتب حربی سے لکھا تھا - بریگیڈیر مجھے دِن رات ہر وقت احکام - یادداشتیں - اور طلبی کے پروانے بھیجتا رہتا چنانچہ

ایکبار مجھے ۱ دفعہ کیمپ آنا جانا پڑا۔ مگر مجھے یہ بڑی خوشی تھی کہ وہ اور دیگر افسر میرے کام سے جو میں سٹیشن پر کر رہا تھا نہائت خوش تھے۔ اور گو مجھے بریگیڈ کیطرف سے کوئی خاص عہدہ نہیں دیا گیا تھا۔ تاہم میں سٹیشن کے کیمپ کا ایک طرح سے نیم سرکاری کمانڈر سمجھا جاتا تھا۔

تھوڑے ہی دنوں میں ہمارا یہ کیمپ از سرتا پا بھر گیا اور آدمیوں کی کثرت سے اسائش نہ رہی۔ سپاہی پیکٹوں دفتر گاڑیوں اور سگنلر کی چوبی جھونپڑیوں اور پلیٹ فارم پر سوتے۔ الغرض سٹیشن کی کوئی جگہ نہ تھی جو استعمال نہ لائی گئی۔ اور خود ہمارے مکان میں ہمسے علاوہ بارہ اور افسر مقیم تھے۔ بلغاری لڑکی کو بھی بہت کام دینا پڑتا تھا اور اگر بوسے اور تعریفی کلمات روپیہ کا کام دیسکتے ہوں۔ تو بیشک اُسے اپنی خدمات کا پورا معاوضہ مل رہتا تھا۔ بہرحال روانگی کے وقت میں نے چندہ کر کے اُسکے لئے ایک پونڈ جمع کر لیا اور اُسکو دیدیا۔

جہانتک میری یادداشت کام کر سکتی ہے۔ اور متفرق یادداشتیں مدد دیسکتی ہیں۔ میرے خیال میں ۳۔ اپریل کی دوپہر کو مجھے حکم ملا کہ دوسرے دن کوچ شروع ہوگا۔ اور وہ سارا دن ہم رات تک چھکڑوں میں گودام اور اسباب بھرتے رہے۔

فوج کی تعداد حسب ذیل تھی:۔ تین ہزار فوج پیدل۔ وزنی توپوں کی دو باتریاں (جنہوں نے صرف صوفیا تک جانا تھا) ایک معمولی اور ایک ہلکی اسپی باتری جنکے ساتھ توپوں کے گولہ بارود کی بارہ گاڑیاں تھیں۔ ایک رسالہ باقاعدہ سواروں کا اور پچاس چرکس بیقاعدہ سوار۔ فوج کے ساتھ پانسو ملکی گاڑیاں جلتے آگے زیادہ تر بیل جُتے ہوئے تھے۔ ایکسو مویشی اور چار سو بارکش گھوڑے تھے۔ اُن میں سے دو سو پر گولی بارود اور باقی ماندہ پر اشیا خوردنی بار تھیں۔ میری کمپنی کے ساتھ بسکٹوں وغیرہ کیلئے چار بارکش گھوڑے۔ اور کھانا پکانے کے برتنوں۔ افسروں کے اسباب۔ زائد کمبلوں اور زمین کھودنے کے اوزاروں کے لئے ایک گاڑی تھی۔ ہمارے پاس کوئی خیمے نہ تھے۔

انفنٹری (پیدل فوج) دو مارچ (عارضی) رجمنٹوں میں منقسم تھی۔ ہر ایک رجمنٹ میں تین مارچ پلٹنیں اور ہر پلٹن میں تین سے پانچ تک مارچ کمپنیاں تھیں۔ کمپنیوں کی جمیعت مختلف تھی کسی میں پچاس۔ کسی میں دو سو اور کسی میں اِن تعداد کے درمیان سپاہی تھے۔ اکثر کمپنیاں لفٹنٹوں کے زیر کمان تھیں۔ یہ ترکیب عارضی تھی اور ویڈین میں جا کر توڑ دیگئی تھی۔ پرتو پاشا[۵] اِس کالم کے کمانڈر تھے۔

[۵]۔ اِس افسر کا نام مجھے ٹھیک یاد نہیں۔ اتنا خیال پڑتا ہے کہ وہ فرانسیسی لفظ "پاردون" کے ہم آواز تھا۔ مترجم

۴ اپریل کو علی الصباح کوچ شروع ہوگیا۔ موسم خوشگوار اور مطلع نہایت صاف تھا۔ باوجودیکہ کوچ ایسی سویرے شروع ہوا۔ سم چینا اور بیلوا کی تمام ترکی آبادی صغیر و کبیر ہم کو خدا حافظ و ناصر کہنے کے لئے کمپ میں جمع ہوگئی تھی۔ سب سے آگے کیولری (سوار) تھے۔ اُنکے بعد انفنٹری ایک رجمنٹ۔ پھر آرٹلری (توپخانہ) اور اُسکے گولہ بارود کی گاڑیاں۔ اور سب سے آخر انفنٹری کی دوسری رجمنٹ تھی۔ گھوڑے اور مویشی ہانکنے والے (ورابی) ترکی دہقان تھے۔ وہ عیسائی ہانکنے والوں کے برخلاف بیزبان جانوروں سے نہائت مہربانی سے پیش آتے تھے۔ ورابیوں میں سے دو کی نسبت مشہور تھا کہ وہ رہوڈوپ کے مشہور ڈاکو ہیں۔ اُن کے چہروں سے بھی ایسا ہی پایا جاتا تھا۔ مگر بظاہر اُنہوں نے بڑے سکینوں اور شریفوں ایسی وضع بنائی ہوئی تھی۔ چرکس کالم مقدمۃ الجیش یا ہراول تھے رہبری راستہ کو صاف کرنا۔ اور کھانے پکانے و مقام کرنے کے مقام تجویز کرنا اُنکے سپرد تھا۔

اِس سفر کی منزلوں کے تفصیلی حالات نہ تو مجھے یاد ہیں اور نہ اُنکے متعلق کوئی یادداشت بچی۔ بیلوا سے صوفیا تک سڑک کے راستہ ۵۸ میل اور بخط مستقیم پچاس میل ہے۔ ہمنے یہ مسافت چھ دنوں میں طے کی یعنے بالاوسط ۱۰ میل روز سفر کیا۔ جو چنداں محنت طلب کام نہیں۔ مگر اِس کے ساتھ ہی اِن امور کا خیال کرلینا بھی ضروری ہے کہ ہمکو کوہستانی علاقہ میں[۵] سے گذرنا پڑا تھا۔ ترکی کی سڑکیں دنیا کو معلوم ہے کہ نہائت خراب ہیں۔ ہمارے بیلوا پہنچنے کے دِن تک برابر بارش ہوتی رہی تھی۔ اور کہ ہمارے ساتھ توپخانہ۔ چھکڑے اور مویشی بھی تھے بعض اوقات راستہ کے نشیب و فراز اور ناہمواری کی وجہ سے ہم فی گھنٹہ ایک میل سے زیادہ طے نہیں کرسکتے تھے۔ اِس سڑک پر بنیا اور سماکو دو مشہور مقام ہیں۔ دونو کی آبادی پانچ پانچ ہزار سے کم ہے۔ کیونکہ اِس ضلع کی آبادی بہت تھوڑی ہے۔ پیدل فوج سماکو میں سے نہ گذری۔ وہ اُس سے ورے سڑک کو چھوڑکر ایک تنگ ڈنڈی کے راستہ پھر سڑک پر جا چڑھے۔ کُل علاقہ اور بالخصوص پہلی منزل کی سینری نہائت دلکش ہے

[۵] مسٹر ہربرٹ نے جو دقتیں بالخصوص اوّل و آخر بیان کی ہیں۔ اُن کو معمولی نہ سمجھنا چاہئے۔ اُن کی اہمیت ناظرین کو اِس سے معلوم ہوجائیگی۔ کہ پہاڑی راستہ کی دشواری اور بارکش مویشی کی سست رفتاری کی وجہ سے دسمبر ۱۸۹۷ء کے محاربہ تیراہ میں جنرل لوکہارٹ صاحب کی فوج تیراہ کے مقام باغ سے دتوئی کے راستہ وادی بازار اور جمرود کو واپس آتے وقت پہلی منزل کو جو صرف ۲½ میل نہیں تھی بمشکل تمام، ۵ گھنٹوں میں طے کرسکی تھی + مترجم

بقیہ حاشیہ۔ نے اُسکا نام پیرٹ (طوطا) یا شار رکھا ہوا تھا۔ کیونکہ وہ بہت جلد جلد باتیں کرتا تھا۔ مصنف

اِس منزل میں سڑک سلسلہ کوہ رہوڈوپ کے شاندار جنگلات کے کنارہ کنارہ اور کہیں کہیں اُن کے بیچ میں سے گذرتی ہے۔ موسم صاف تھا۔ مگر رات کو سردی ہوتی تھی۔ کل سفر میں بارش کوئی نہ ہوئی۔ ہم رات کو الاؤ روشن کرکے جنگو گاڑیوں کے محافظ سنتری ساری رات جلتا رکھتے تھے کھلے میدان میں کمبلوں اور گران کوٹوں میں لپٹ کر ایکدوسرے کے ساتھ گھٹے ہوئے سوتے تھے بقچے ہمارے سرہانے ہوتے۔ تاروں بھرا آسمان ہماری چھت ہوتا۔ اور اِس حیثیت میں ہم تھکے ماندوں۔ جوانوں اور صاف دل اور عادلوں ایسی نیند سوتے یعنی ہم سب اور ہم میں سے ہر ایک نہایت میٹھی نیند سوتا۔

میرے سپاہیوں میں تین یا چار کے پاؤں زخمی ہوگئے۔ جنکو گاڑیوں پر سوار کرا دیا گیا۔ مگر ایک ایسا کمزور ہوگیا کہ اُسے مقام ہنبامن پیچھے چھوڑنا پڑا۔ تجربہ سے مجھے معلوم ہوگیا کہ جہاں سڑک نرم اور مرطوب ہو وہاں سپر برہنہ پاؤں چلنے اور رات کو۔ اور نیز کوچ سے پہلے پاؤں پر بھیڑ کی کچی چربی ملنے سے وہ زخمی ہونے سے محفوظ رہتے ہیں۔ ایسی ایسی ترکیبیں ہمکو سارجنٹ سیفی بتاتا رہتا تھا۔ میں اِس امر کا بہت خیال رکھتا تھا کہ اوّل تو جتنی دفعہ نالے ہمارے راستہ میں آئیں ورنہ کم از کم دو دفعہ تو ضرور میرے سپاہی اپنے پاؤں کو دھولیا کریں۔ ہر کمپنی کے افسر کو اپنی ماتحت فوج کے متعلق تقریبًا پوری آزادی تھی کہ اُن کی آسائش کے لئے جو انتظام مناسب سمجھے کرے۔ ویڈن پہنچنے پر کالم کی کل کمپنیوں میں سے میری کمپنی میں کم بیمار پائے گئے میرے دستہ میں بیماروں اور زخمی پاؤں والوں کی اوسط چار فیصدی تھی۔ حالانکہ بعض میں وہ ۱۰ فیصدی تک پہنچی ہوئی تھی۔ اِس سے میں یہ فخریہ کہنے کا مستحق ہوں کہ میں نے اپنے ماتحتوں کی آسائش کا اچھا خیال رکھا کالم کوچ کے وقت اسقدر لمبا رکھا جاتا تھا کہ اُس موقعہ پر بالا دست افسروں سے ہدایت حاصل کرنا ناممکن ہوتا تھا اسلئے جو وقت پیش آئے اُنکا اکثر مجھے خود ہی فیصلہ کرکے اپنی رائے کے مطابق عملدرآمد کرنا پڑتا تھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قسطنطنیہ سے تو میں محض ایک لڑکا روانہ ہوا تھا۔ مگر ویڈن میں پورا تجربہ کار مرد بنکر داخل ہوا۔ جسکو اپنی رائے اور قوت فیصلہ پر پورا بھروسہ اور اعتماد تھا۔ اِس موقعہ پر یہ نہ جتانا کہ سارجنٹ سیفی سے مجھے نہائت قیمتی مدد ملتی رہی اور وہ مجھے مفید صلاح و مشورہ دیتا رہا سخت ناشکری ہوگی لفٹنٹ سیمور وا براہیم اور سالونیکی سویف دستہ کے کارپورل سے بھی میں اکثر مشورہ کرتا جس سے مجھے بہت مدد ملتی رہی۔ کالم شروع سے لیکر آخر تک پانچ میل لمبا ہوتا تھا۔

فلپ پولی کے ڈاکٹر ہلوڈا سے واپس چلے گئے تھے اور فوج میں صرف فوجی سرجن اکیلا رہگیا تھا کالم

جب کوچ پر ہوتا۔ تو وہ زین سوار انکے آگے پیچھے سپاہیوں کو دیکھنے کے لئے گشت کرتا رہتا۔ قابلیت اُس بیچارہ کی محدود سی تھی۔ جس کمی کو وہ مستعدی اور سچی ہمدردی سے بہت کچھ پورا کردیتا تھا۔ چونکہ ضرورت کے وقت وہ فوراً موجود نہیں ہوسکتا تھا۔ اسلئے مجھے بالعموم اپنی کمپنی کے طبی مشیر کا کام بھی دینا پڑتا تھا۔ میں یہ ہرگز نہیں ہونے دیتا تھا کہ جو سپاہی تھک جائے اُسے پیچھے چھوڑ دوں کہ ذرا سستا کر آہستہ آہستہ چلکر مقام پر آملے۔ جونہی کسی سپاہی میں تکان کی علامت نمودار ہوتی۔ تو اُس سے اُسکی رائفل اور گٹھری لیجاتی اور اُسکی پیٹی کھلوا دیجاتی۔ اگر اس سے بھی اُسکی طبیعت بحال نہ ہوتی تو اُسے ایکدو گھنٹوں کیلئے گاڑی پر بٹھلا دیا جاتا۔ جسکے ہچکولوں سے اسکا تمام کسل و ماندگی دور ہوجاتی۔ بسا اوقات میں درماندہ سپاہی کو برانڈی کے ایکدو قطرے پانی میں پلا دیتا جسکی کچھ مقدار سیفی سیمورا[1] میں نے بنا کے ایک یہودی سے نہایت ہی مہنگے داموں پر خرید کی تھی۔ میں سپاہی کو یہ نہیں بتاتا تھا۔ کہ یہ برانڈی ہے۔ بلکہ یہہ کہدیا کرتا تھا کہ میں اپنے وطن میں حکیم تھا۔ اور زیادہ تر اسی دوائی سے کام لیتا تھا۔

ہمکو تین دفعہ کھانا ملتا تھا۔ ناشتہ میں قہوہ اور بسکٹ۔ ڈنر (دوپہر کے کھانے) میں گرم گوشت سپر (رات کے کھانے) میں سرد گوشت اور بسکٹ۔ جب کبھی ہم کسی قصبہ یا گاؤں سے گذرتے تو دودھ روٹی یا ایسی دیگر اشیا خوردنی جو وہاں کے باشندوں کے پاس فروخت کے لئے موجود ہوتیں خرید لیتے۔ اب مجھے ہر چیز کے لئے نقد قیمت دینی پڑتی تھی۔ کیونکہ میری رسیدوں کے (جو بمنزلہ ہنڈی یا رقعہ کے ہوتی تھیں) عثمانیہ گورنمنٹ پر ہونے کی وجہ سے اُنپر اعتبار[1] نہیں کیا جاتا تھا۔ صوفیا پہنچنے تک پانچ پونڈ خرچ ہوگئے اور وہاں میں نے پرتو پاشا کے ایجوٹنٹ سے اور پانچ پونڈ لے لئے۔ یہودی ہر جگہ اپنی اجناس بڑی خوشی سے ہمارے پاس فروخت کرتے تھے۔ مگر بلا مبالغہ جس یہودی سے ہم نے کوئی چیز خریدی اُسنے ہمارے لوٹنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ترک باشندے، روٹی اور تمباکو ہمکو مفت دیتے رہے۔ مگر جوں جوں ہم شمال میں بڑھتے گئے عیسائیوں کی آبادی زیادہ ہوتی گئی جن سے غضب آلود نگاہوں اور لعنتوں کے سوا، (جو ضرور وہ ہمکو دل میں دیتے ہونگے)، اور کچھ حاصل نہیں ہوسکتا تھا۔ وہ اُسوقت اپنے اصلی رنگ میں بھی نہ تھے۔ یا تو اُن کے مُنہ

[1] مسٹر ہربرٹ نے بے اعتباری کی کوئی وجہ نہیں بتائی۔ میرے خیال میں چونکہ اب فوج ایسے علاقہ میں سے گذر رہی تھی جہاں کی آبادی زیادہ تر مسیحی المذہب۔ اور بلغاری قوم میں سے تھی جو محسن کش نمکحرام جماعت کل سابقہ عنایات کو فراموش کرکے ترکوں کی جانی دشمن ہو رہی تھی۔ اِسلئے وہ کب ترکی فوجکو اُدھار کوئی چیز دینی گوارا کرسکتی تھی ÷ مترجم

پھوسے ہوئے پائے جاتے۔ یا پچھلے سال کی کرتوتوں کے کیفر کردار سے ڈر کر نہایت خوشامدانہ اور ذلیل کمینہ پن کے انداز میں۔ تعصب اور قومی کدورت و نفرت زور و نپر تھی۔ اب یہ کیفیت نہیں ہی۔ پرنس الگزنڈر نے ملک دہلگیریا میں صلح کل۔ ہمدردی رعایا او مستقل مزاج و ثابت قدم حکومت قائم کردی تھی۔ اور اسکا جانشین پرنس فرڈینینڈ بھی اسکے قدم بقدم چل رہا ہے متفقہ بلگیریا کے اشد ترین اور جانی دشمن ترک نہیں بلکہ روسی تھے جو ۱۸۸۵ء میں صوبہ مشرقی رومیلیا کے بلگیریا کے ساتھ شامل ہوجانے سے دونوں متفقہ صوبوں کے فرمانروا پرنس الگزنڈر کے روسی اقتدار و غلامی سے باہر نکل جانے پر کٹر روسی بلا ہیز بلگیریا کے جانی دشمن ہوگئے تھے) اور خوشی کا مقام ہے کہ ان کی حکومت (جو جنگ روم و روس کے بعد بلگیریا پر چند برس تک قائم رہی تھی) ختم ہوگئی ہے ؛

سڑکیں بالعموم ناقص۔ بسا اوقات نہایت ہی خراب اور اکثر جگہ ایسی تنگ تھیں کہ دو گاڑیاں ایک دوسرے کے پاس سے نہیں گذر سکتی تھیں۔ بعض بعض جگہ تھوڑے تھوڑے ٹکڑے نہایت ہی عمدہ اور فراخ آجاتے۔ جنکو مدحت[1] پاشا نے بنا کرایا تھا۔ جب ایسے مقام آجاتے تو فوج ایک آدھ میل ایسے آرام سے سمٹے کرتی کہ گویا وہ انگلستان کے کسی زرخیز صوبہ کی سڑک پر گذر رہی ہے۔ مگر وہ ٹکڑے جلد ختم ہو جاتے اور فوجکو سلطنت عثمانیہ کی کاہلی اور افلاس کے نتائج کے نمونوں سے پھر سابقہ پڑ جاتا۔ بھاری توپوں سے راستہ میں بہت تکلیف پہنچی اور اکثر جگہ جہانکہ اکیلے گھوڑے انکو نہ کھینچ سکتے تھے۔ ہمکو بھی توپوں اور ان کی بارود کی گاڑیوں کے دھکیلنے میں ہاتھ بٹانا پڑتا۔ بعد ازاں میں نے بلقان میں کئی دفعہ سو سو آدمیوں کو ایک ایک توپ کھینچتے ہوئے دیکھا ؛

ہم افسروں کو اسوقت اور نہ بعد میں ہی کل محاربہ کے دوران میں کوئی نقشے دیئے گئے۔ میری طرح بعض کے پاس اپنے نقشے موجود تھے۔ جو بالعموم آسٹریا یا جرمنی کے بنے ہوئے تھے۔ میں نے ترکی میں کوئی نقشہ نہ دیکھا تھا

[1] مدحت پاشا ۱۹ دسمبر ۱۸۷۶ء کو وزیر اعظم ہوگیا تھا۔ میں ابھی قسطنطنیہ ہی میں تھا کہ ۵ فروری ۱۸۷۷ء کو مفروضہ نمک حرامی و غداری کے جرم میں اسکے قتل کا حکم صادر ہوا۔ بعد میں اسکا قصور معاف کر کے اسے جلاوطن کر دیا گیا۔ اور وہ انگلستان کو چلا گیا۔ گورنمنٹ انگلشیہ نے اسکی سلطان کے پاس بہت سفارش کی جس پر وہ واپس بلا لیا گیا اور کئی اعلے عہدوں پر مامور ہا مگر ۱۸۸۱ء میں سلطان عبد العزیز کے قتل میں شریک ہونے کے فرضی جرم میں اسکے قتل کا حکم دیا گیا۔ مگر سزائے موت کا حکم عرب کو جلاوطن کرائے جانے کے حکم سے بدل دیا گیا۔ جہاں وہ فاقہ و افلاس سے لاچار ہو کر ۱۸۸۴ء میں فوت ہوگیا۔ مرور زمانہ نے اسکی بے لوثی اور حب الوطنی کو ثابت کر دیا ہے اور اب اسے بابعالی کی نہایت ہی قابل اور متین ملازموں کی زمرہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ مدحت توسیع ریلوے کا بڑا شائق اور خواہاں تھا۔ مگر قدم قدم پر اسکی راستہ میں مشکلات ڈالی جاتی ہیں ۔ مدحت اور محمود داماد دونوں کا انجام یکساں ہوا۔ مگر ایک سچا حب الوطن اور دوسرا کاذب اور غدار تھا۔ مصنف

اس زبان میں کوئی نقشہ موجود ہی نہ تھا۔ میرا خیال ہے کہ تمام کمانڈروں اور افسران سٹاف کو ممالک غیر کے بنے ہوئے نقشے بہم پہنچا دیے گئے تھے +

سپاہیوں کے حوصلے بڑھے ہوئے اور انکی طبیعتیں ہشاش بشاش تھیں۔ فوجی نظام و ضابطہ عمدہ تھا۔ بیلوا سے لیکر ویڈن تک کل سفر میں مجھے دس یا بارہ دفعہ سے زیادہ زبانی فہمائش کرنی پڑی اعلیٰ افسروں کے پاس باضابطہ شکایت کرنے کی ایک دفعہ بھی ضرورت نہ پڑی۔ کوئی سپاہی جھوٹ موٹ کا بیمار یا تھکا ماندہ نہ بنا۔ اور کل فوج میں ایک شخص بھی لوٹ مار کا مرتکب ہوا۔ نہ کسی رعیت کو ذرا بھر اذیت پہنچائی گئی +

ترکی سپاہی جب کوچ پر ہوں تو جرمنیوں کی طرح گیت گاتے نہیں چلتے۔ ہمارے ساتھ کوئی بینڈ (موسیقی نواز دستہ) بھی نہ تھا جس کا مجھے بہت افسوس ہے باجے کی خوش الحان سُروں سے تھکے ماندے سپاہیوں کی کوفت بالکل دور ہو جاتی ہے۔ بینڈ تو بیچارے خود رہا کوئی طبل بھی ہمارے ساتھ نہ تھا۔ صرف ایک بگلچی تھا۔ جسے بگل بجانا مطلقاً نہیں آتا تھا۔ ایک دفعہ راہ چلتے جیک نے گانا شروع کر دیا۔ مگر میں نے اُسے فوراً اس خوف سے کہ عثمانیہ صفوں میں کھلبلی نہ پڑ جائے گانے سے باز آ جانے کی التماس کی۔ اُسکی راگ کا کل دستہ پر عجب اثر پڑا۔ قومی دل سپاہی متاثر ہو کر ایک دوسرے کی طرف وارفتگی کی نگاہ سے تکنے لگ گئے۔ اور اُنکا تنفس بھاری ہو گیا۔ ذکی الحس سپاہی کانپنے لگ گئے۔ اور کل کالم پر ایک سناٹا سا چھا گیا۔ سارجنٹ سیفی نے جیک سے راگ جاری رکھنے کی منت درخواست کی۔ اُس پر راگ کا بے حد اثر ہوا تھا اور اُسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔ جیک نے راگ کو جاری رکھا۔ اس کھلے میدان کے ترانہ کا اثرات تک میرے دل پر نقش ہی ہیں میں نے اُسے حیرت و ادب کے ملے ہوئے جذبات سے سننا شروع کیا پہلے تو مجھے خیال ہو کہ جیک وہ گیت گا رہا ہے جسکا پہلا مصرعہ "چمک چمک۔ اے چھوٹے ستارے" ہے۔ پھر خیال کیا کہ یہ وہ گیت ہے کہ جس میں عاشق دریا کے کنارہ اپنے معشوق کے انتظار میں کھڑا ہوا ہے۔ مگر جب میں نے الفاظ کو اچھی طرح سُنا تو مجھے فوراً حقیقت معلوم ہو گئی کہ کل فوج پر اسکا ایسا عجیب فوری اثر کیوں پڑا ہے۔ وہ گیت "وطن پیارے وطن"[1] کی یاد میں تھا۔ جیک (خدا اُس پر رحمت کرے) کئی کام بہت اچھی

[1] اس انگریزی گیت کے خیالات سعدی شیرازی کے قطعہ حب وطن از ملک سلیمان خوشتر کے مضمون سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں مگر قابل تعریف یادتی سپاہی کہتا ہے کہ انہیں وطن کی یاد دلا کر ابنائے وطن کو اولوالعزمی اور وطن کی ناموس قائم رکھنے اور

طرح کر سکتا تھا۔ مگر گانا نہیں جانتا تھا۔ اس کے راگ کا اثر اسکی قابلیت اور مہارت سے نہیں بلکہ راگ کے مضمون سے ہوا تھا۔

۹ اپریل کی شام کے قریب صوفیا ہمیں نظر آنے لگ گیا۔ وہ نہایت ہی زرخیز میدان کے وسط میں خوبصورت موقعہ پر آباد ہے۔ اس میدان میں بے شمار دیہات آباد ہیں وہ چاروں طرف سے عجیب سلسلہ ہائے کوہ سے گھرا ہوا ہے۔ اسوقت صوفیا خودمختار راج گذار متفقہ ریاست بلگیریا کا دارالخلافہ ہے تب وہ ترکی صوبہ بلگیریا کا صدر مقام تھا۔ اور اُسکی آبادی ۴۰ ہزار تھی الیں سے تیسرا حصہ ترک تیسرا حصہ عیسائی اور تیسرا حصہ یہودی تھی جو ہسپانوی یا پرتگیزی نسل سے ہونیکی باعث سپانیول کہلاتے ہیں۔ اب ۱۸۹۴ء[1] وہاں کی آبادی ۲۵ ہزار ہے۔ صوفیا میں پانچ[2] سڑکیں بنی ہیں جنمیں سے بعض کا وجود ہی اور بعض کی جزوی ترمیم مدحت پاشا کی طفیل ہوئی تھی مدحت کے اسسٹنٹ اسد پاشا نے شہر میں بھی کئی نہایت وسیع اور عمدہ بازار بنائے اور مدحت نے کل مذہب کیلئے ایک یتیم خانہ اور پارچہ سازی کا کارخانہ بھی صوفیا میں قائم کیا جس میں کل ترکی جنداریہ (فوجی پولیس) کی وردیوں کیلئے کپڑا بنایا جاتا تھا صوفیا کا میدان رومن فاتحین کے زمانہ کی یادگاروں سے بھرا ہوا ہے شہر کے متصل کئی کیمپ لگے ہوئے تھے انمیں سے ایک میں ہم نے ستانیکے لئے ایک دن مقام کیا۔ مقامی افسروں نے فراخ دلی سے ہماری مہمانداری کی اسجگہ دو پلٹنوں کی ایک اور پارچ رجمنٹ اور نیز چار بازیاں اور سامان گودام کی کثیر گاڑیاں اور جانور ہمارے کام میں امداد کیلئے گئے جس سے اس میں کل پانچ ہزار آدمی بتیس توپیں۔ اٹھارہ توپی گولہ بارود کی گاڑیاں آٹھ سو چھکڑے۔ آٹھ سو بارکش گھوڑے اور پانچ سو مویشی ہوگئے ہم نے ۱۱ اپریل کی صبح کو صوفیا سے کوچ کیا۔ وہاں سے خط مستقیم اکسیویل ہے گر سڑک کا راستہ جس میں خم پڑا ہوا ہے اکسو چالیس میل ہے۔ پہلے سیدھا

[1] سنہ ۱۸۹۶ء میں صوفیا کی آبادی ۴۶ ہزار تھی۔ اور یہ قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا کہ دو برس میں ۲۲ ہزار ہوگیا ہو اسلئے غالباً مشہور رپٹ کے اعداد میں سہواً غلطی ہوگئی ہوگی۔ مترجم۔

[2] یہ پانچ سڑکیں حسب ذیل ہیں:۔ (۱) براہ اسکی بلگراد کو۔ (۲) براہ درہ غنزی و برکوزا۔ لوم پلنگہ کو۔ (۳) براہ درہ بابا قوناق وارخانیہ پلیونا کو (۴) براہ اخمان تا تار بازارجک یا براہ ساموکوف تنیا پیلوہ او تاتار بازارجک کو (۵) براہ قسطنطنال و استنب سالونیکی کو۔ مصنف

لوم پلنگہ جایا جاتا ہی جو صوفیا سے بجانب شمال ویڈن سے ۳۵ میل نیچے دریائے ڈنیوب پر ایک مضبوط قلعہ ہے
لوم پلنگہ سے ویڈن تک ایسی سڑک اختیار کیگئی جس سے سفر دو گنا لمبا ہو گیا۔ میرے خیال
میں اگر ہم پلنگہ سے براہ پیروٹ جاتے تو سفر چھوٹا ہو جاتا۔ مگر چونکہ یہہ سڑک بیس میل تک اوسوقت کی سرحد
سرویا کے بالکل قریب قریب چلی جاتی تہی اسلئے غالباً اُسکو نہ اختیار کیا گیا۔ اِسوقت اضلاع پیروٹ
ونش سرویا کے پاس ہیں (جو معاہدہ برلن کی رو سے اُسے ٹرکی سے دلوا دئے گئے تہے)

کوہ بلقان کو ہم نے درہ عنزی کے راستہ عبور کیا۔ اس درہ کی شمالی دہانہ پر قصبہ برکوذرا آباد ہی۔ بلقان کا
منظر شاندار اور بعض بعض جگہ نہائت ہی مہیب ہی۔ مگر چونکہ یہہ کتاب سفرنامہ اور سیاحت کی حالات قلمبند کرنیکی لئے
نہیں لکہی گئی ہی۔ بیں ناظرین کو جو ان سرسری بے مطلب واقعات سے پہلے ہی آزردہ ہو رہے ہونگے ان پہاڑوں کی
حالات چلتی جیتے الفاظ میں بتانا ناپسند نہیں کرتا۔ بلقان کا راستہ سوائے ایک سخت حادثہ کی بخیریت طی ہو گیا
حادثہ مذکور یہہ تھا کہ ایک گاڑی۔ اسکی دونوں بیل اور گاڑیبان سڑک سے ایک عمیق غار میں گر پڑے جسکی تہ
تک پہنچنے سے پہلے ہی انکی جسم چور چور ہو گئی ہونگے۔ غار ایسی عمیق تہی کہ نظر اُسکی تہ تک نہیں پہونچ سکتی
تہی۔ توپوں کو پہاڑ کے عمودی اور تنگ راستوں پر سے سلامت لیجانا مشکل اور خطرناک کام تھا۔ ایک
توپ بُری طرح پہنس گئی اور وہ صرف اس طرح بچائی جاسکی کہ جوتوں کو کاٹ دیا گیا اور گاڑی کو کلہاڑیوں
کی ضربوں سی توپ سے علیحدہ کر کے غار میں گر جانے دیا۔ جہاں اُسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ چہوٹے چہوٹے
حادثات سینکڑوں ہوئے۔ بعض کے تختے اُتر گئے۔ کسی کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے۔ چند گاڑیاں پاش پاش
ہو گئیں۔ اور اسی طرح کے اور بیسیوں حادثے ہوئے۔ بہت سی گھوڑے اور بیل چلتے چلتے گر پڑے جنکو مصیبت
اور تکلیف سے بچانیکے لئے فوراً ہلاک کر دیا گیا۔ بہرحال ہمارا سفر اس خوفناک درہ سے فی الجملہ بخیریت طے
ہو گیا۔ کیونکہ ایسے راستوں میں نقصان اور حادثوں کا ہونا یقینی تسلیم کر لیا گیا ہوا ہے۔ درہ عنزی کا
بلند ترین موقع سطح سمندر سی ۴۸۰۰ فیٹ بلند ہی۔ اُسکی دو طرفہ چوٹیاں ۶۵۰۰ فیٹ اونچی ہیں۔ راستہ کی متعلق
ہمارے مشیر اور معاون وہ لوگ تہی جنکا پرائیویٹ پیشہ قزاقی تہا۔ مگر بلقان میں جہاں اب قزاقوں کا نام و نشان
نہیں رہ گیا۔ اُسوقت بہی ڈوبرجہ کی نسبت کم قزاق تہی۔ رہنمائی کے کام پر چند جندارمی (ضابطیہ) مامور تھے
جو نہائت خوش قامت بانکے ٹیڑھے نوجوان تہے اور قزاقوں کے ساتھ خوب ملے جلے ہوئے معلوم
ہوتے تہے۔ جندارمہ فوج جسکی کل تعداد ۱۴ ہزار ہی۔ اور انمیں سی ۵ ہزار سوار ہیں لڑائی کے موقعہ پر

پلٹنوں اور برگیڈوں میں تقسیم کردیجاتی ہے۔ ترک اُسے اپنی فوج کا بہترین حصہ خیال کرتے ہیں اور اس کو بڑی پیار کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ پلیونا میں چونکہ اس فوج کا کوئی دستہ ہمارے ساتھ نہ تھا۔ اسلئے میں اس کے کارناموں اور بہادری کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکتا۔

کوہ بلقان کے دروں کے متعلق ایک عجیب امر مجھے معلوم ہوا۔ تمام تجربہ کار۔ بہادر۔ واقفکار پختہ سن ترکی افسران دروں میں سے اکثر اور بالخصوص ٹرویان و اطروپل یعنی بابا قوناق درون کی نسبت یہہ کہا کرتے تھے کہ نہایت ہی مفید اور حسب مراد حالات یعنی موسم گرما اور صاف موسم میں بھی بھاری آرٹلری اور اسکی سامان کی گاڑیاں انمیں سے قطعا نہیں گذر سکتیں۔ مگر تھوڑا ہی عرصہ بعد ٹھیک انہی دروں میں سے نہایت ہی مخالف و مضر حالات یعنی دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں جبکہ برف و باراں کے طوفان مسلسل بڑے زور سے چل رہے تھے۔ نہایت سخت کہر پڑ رہی تھی اور دروں میں ایک ایک فٹ نرم برف موجود تھی۔ روسی نہایت کامیابی کے ساتھ اسباب۔ آرٹلری اور گاڑیاں لیکر گذر گئے۔

بات دراصل یہہ ہے کہ ترک میدان جنگ میں تو بڑے بہادر۔ ثابت قدم اور بے نظیر جفاکش اور متحمل ہوتے ہیں۔ مگر پہاڑی راستوں سے انکو سخت نفرت ہے اور ان سے بڑا ڈرتے ہیں۔ اس تذکرہ سے مجھے عثمانی سپاہیوں کا ایک اور مضحکہ خیز خاصہ یاد آگیا ہے جبکہ وہ دشمن کے مقابلہ پر نہ ہوں یعنی لڑائی نہ کر رہے ہوں تو بارش سے سخت گھبراتے ہیں۔ چنانچہ قواعد و پریڈ کے وقت دو تین بوندوں کے پڑتے ہی قواعد موقوف ہوجاتی اور کل سپاہی افر اتفری میں خیموں کو بھاگ جاتے لیکن انہی سپاہیوں نے ڈبل کوچوں میں جون جولائی کی بدن جھلسا دینے والی دھوپ۔ بھوک پیاس اور کوفت کو کمال مردانگی سے برداشت کیا کبھی شکائت کا ایک لفظ انکی زبان سے نہ نکلا۔ اس موسلادھار بارش کی جو ستمبر کے معرکہ عظیم میں برابر ہوتی رہی خس برابر پرواہ نہ کی اور دسمبر کی خونی برفوں کو شمالی امریکہ کے باشندگان اسکیموں کی طرح (جو برف کے کیڑے مشہور ہیں) برداشت کیا۔ اس سے یہہ نتیجہ بدیہی برآمد ہوتا ہے کہ ترکی سپاہی کی نسبت اسکی زمانہ صلح کے حالات سے کوئی رائے قائم نہیں کرنی چاہیے +

لوم پلنکا میں جو مضبوط و مشہور قلعہ ہے اور اسوقت سپاہیوں سے بھرا ہوا تھا ہم کیمپ میں ایک رات سا ...

---

[1] بڑی خوشی کا مقام ہے کہ اس الزام کو جو گذشتہ ایک دو صدیوں سے ترکوں پر وارد ہوتا تھا انہوں نے تازہ ترین محاربہ یونان میں جسکو دوسال ہوئے پہاڑی دروں اور علاقوں میں ہی کل لڑائیاں ہوئی تھیں اپنے سر سے پوری طرح ہٹا دیا ہے۔ مترجم

اور پھر اُسی خمدار سڑک پر جس کا اوپر ذکر ہوا ہے سفر کو شروع کردیا مگر دوسرے ہی دن موصفات ٹوپولواز - اورکری وو بارا کے قریب القشری - کیولری اور بارکش گھوڑے بلغاری راہبروں کی نگرانی میں سڑک سے اتر کر کھیتوں کی پک ڈنڈیوں پر ہو گئے اور توپخانہ و گاڑیاں سڑک پر ہی رہیں - رہبر ہم کو کھیتوں میں سے مقام ارت نار یا آرت چار کے قریب دریا ڈینوب پر لیگئے - رات ہم نے مقام مذکور میں قیام کیا - اور دوسری صبح اس شاندار اور خوبصورت دریا کے کنارہ کنارہ جس کو ترک طونا - بلغاری - دوناو اور رومانوی دنا ریا پکارتے ہیں منزل مقصود کی طرف روانہ ہو گئے - شام کے وقت ہم مقام دوبول پہونچے جہاں ہم نے بارہ گھنٹے قیام کرکے اپنی قطع وضع درست کی اور دوسرے دن (۲۲ اپریل) دوپہر کے قریب ویڈن کے کمپ میں پہونچ گئے +

اس موقع پر یہہ بیان کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ لوم پلنگہ اور ارت نار کے درمیان ہم ایک گاؤں میں سے گذرے جسکا نام مجھے فضا نوو یاد ہے - مگر اسکی درستی کا ذمہ وار نہیں کیونکہ یہہ گاؤں مجھے کسی نقشہ پر نہیں ملا - سٹیلر کی اٹلس میں ایک جگہ کا نام حسانوا درج ہے ممکن ہے یہہ اسی گاؤں کا نام ہو - وہاں ہم نے تیس یا زیادہ مکانات منہدم اور جزوی طور پر جلے ہوئے پائے - یہہ بلغاریوں کے مکان تھے - ہم کو بتایا گیا کہ پچھلے موسم گرما میں یہاں کے کل باشندوں کو مسلمانوں نے ترکوں کے اس قتل عام کے عوض میں جو بلغاریوں اور رومانیوں نے کیا تھا قتل کردیا - تراب تھوڑی سی بلغاری جانتا تھا - اُسنے ایک بڑھیا عورت سے کچھہ گفتگو کی جس نے جواب دیا کہ ۱۵ - آدمیوں کے کنبہ میں سے میں اکیلی بچی ہوں - بلغاریوں کی بغاوت سے ملک میں جو تباہی پھیل گئی تھی اسکے اُس جیسی یا اُس سے کچھہ کم نمونے ہم کو تقریبًا تمام بلغاری دیہات میں اور صوبہ وسلیا کے اکثر موضعات میں دکھائی دیئے - عیسائی معابد اور گرجے بالعموم منہدم پائے گئے - راستہ میں ہم نے انسانی ڈھانچوں کی ایک ڈھیر بھی دیکھی جنکو دفن نہیں کیا گیا تھا - ایک شخص نے مجھہ سے ذکر کیا کہ تاتار بازار جک کے قریب بیس دیہات منہدم اور خالی پڑے ہیں - ان مصائب و تباہیوں کا ذمہ وار بہت کچھہ بیشک مذہبی تعصب ہے !!

صوفیا سے ہم ویڈن بارہ دنوں میں پہنچے - سڑک چھوڑ دینے سے ہمیں بیس میل کی بچت ہو گئی تھی - اس حساب سے ہمنے بالاوسط دس میل روزانہ سفر کیا - آرٹلری اور گاڑیاں بیلوگراد چک (بلغراد چک) کے راستہ سڑک سڑک آئیں اور دوسرے دن (۲۳ اپریل) شام کو کمپ میں پہنچیں - بیلو وا سے لیکر ویڈن تک جنکا درمیانی فاصلہ بخط مستقیم ۱۲۵ میل ہے بیس دن میں سفر ختم ہوا - صوفیا کے قیام کا ایک دن اور آرٹلری جو ایک دن بعد میں آئی وہ بھی

ان میں دنوں میں شامل ہیں۔ موسم برابر صاف رہا تھا۔ البتہ شام کے بعد سردی ہوتی تھی اور شمال کی طرف سے سرد ہوا چلنی شروع ہوجاتی تھی میری کمپنی میں دو سپاہیوں کے پاؤں زخمی ہوئے تھے جنکو گاڑی پر بٹھا دیا گیا۔ دو کو میں برکوفچہ میں چھوڑ آیا تھا۔ ان میں سے ایک کی ٹانگ بلغانی راستہ میں ٹوٹ گئی تھی۔ اور دوسرے کے جھگاسے کی غدودیں پھول گئی تھیں میری ایڑیاں بھی کسی قدر درد کرتی تھیں مگر اسکی مجھے چنداں شکائت نہ تھی +

وڈن کے دونوں مقامی کیمپ شہر سے اڑھائی میل و شمال مغرب کیطرف تھی۔ انمیں دس ہزار سپاہی ہم سے پہلے مقیم تھے۔ وہ نہائت آسائش سے رہتے تھے اور صفائی کا انتظام بہت عمدہ تھا۔ روزمرہ کے معمولی کام باقاعدگی اور درستی سے سرانجام پاتے تھے وڈن کی فوج کا نظام و ترتیب۔ باضابطہ و آداب شناسی اور حوصلہ و امنگ نہائت قابل تعریف تھی۔ ہمارے لئے خیمے نصب کئے گئے ہوئے تھے۔

وڈن کی فوج کے کمانڈر مشیر عثمان پاشا تھے جنکا ہیڈکوارٹر شہر میں تھا۔ ۲۲ اپریل کی شام کو سینکر کہ مشیر ممدوح کیمپ میں رونق افروز ہیں میں انکے خیمہ کے دروازہ پر حاضر ہوا۔ انکے ایک اڈیکانگ نے مجھ سے کہا کہ وہ اسوقت صلاح و مشورہ میں مصروف ہیں میں تمہارا پیغام اندر پہونچا دیتا ہوں۔ میں نے انکی معرفت کہلا بھیجا کہ جو دستہ میری تحویل میں دیا گیا تھا اُسکو لیکر میں بخریت پہنچ گیا ہوں تین آدمی بیمار ہوگئے تھے۔ اُن کو راستہ میں چھوڑ آیا ہوں۔ یاور جواب لایا کہ مشیر نے حکم دیا ہے کہ آرٹلری اور ٹرین (گاڑیاں) کی پہونچنے تک دستہ کو میں اپنی ہی کمان میں رکھوں جب وہ پہنچ جائینگی تو کرنیل محمد حسین بے مجھے مزید ہدایات دینگے۔ پر تو پاشا دوسرے دن لوم[1] پلنگہ کو واپس چلے گئے اور پھر میری اُن سے ملاقات

[1] ممکن ہے کہ کمانڈر کا پہلے یہہ منشا ہو کہ ہم کو لوم پلنگہ میں چھوڑا جائے کیونکہ وہاں بھی عثمان پاشا کی فوج کا ہی ایک حصہ مقیم تھا مگر میں اس بارہ میں تیقن کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لوم پلنگہ سے ارتسنہ کو دریائے ڈنیوب کے کنارہ کنارہ ایک تنگ سا راستہ جاتا ہے جس پر عمدہ موسم میں سوار اور پیدل گذر سکتے ہیں۔ آرتسنہ اور وڈن کے درمیان عمدہ سٹرک ہے۔ اس موقعہ پر یہہ سوال ہو سکتا ہے کہ انفنٹری کو اس راستہ سے کیوں نہ بھیجا گیا جس سے اسی اور دس میل کی بچت ہوجاتی۔ اسکی وجہ شائد یہہ ہو کہ یہہ راستہ اول سے لیکر آخر تک رومانوی ساحل کی زد میں تھا۔ بعد ازاں جولائی میں ہم نے آرٹلری اور سامانی گاڑیوں کو ساتھ ارتسنہ اور ٹوپو واٹز کی پگ ڈنڈی پر سفر کیا تھا۔ مگر اسوقت یہہ راستہ بہت ہی عمدہ حالت میں تھا۔ کیونکہ متواتر دو مہینوں سے کوئی بارش نہیں ہوئی تھی اور کیچڑ وغیرہ کا نام و نشان نہ تھا۔ مصنف

نہ ہوئی۔ اس باضابطہ جواب کے بعد باور نے دوستانہ طور پر مجھے چپکے سے کہا کہ مطلع نہایت تاریک ہو رہا ہے۔ زار مقام کشنیف میں جہاں چیف آمی کور بظاہر قواعد کے بہانہ سے جمع ہیں پہنچ چاہتا ہے اور ہم کو امید ہے کہ جنگ کا اعلان اب گھڑیوں کی بات ہے“۔

دوسرے دن (۲۳ اپریل) کیمپ میں عام مشہور ہو گیا کہ لڑائی چھڑا ہی چاہتی ہے۔ اس سے سپاہیوں کے پرجوشی انتہائی درجہ کو پہنچ گئی۔ کم عمر سے کم عمر لونڈے بھی جنہیں میں بھی شامل تھا ثابت قدمی اور مشتعل و چمکدار آنکھوں سے اس طرح اکڑ کر چلتے تھے کہ گویا فتح کا سہرا ابھی سے انکی پیشانی پر بندھ گیا ہے۔ میں نے اس امر میں بڑی احتیاط سے کوشش کی کہ میری سپاہی قطع وضع کو اسطرح درست کروں کہ چست و چالاک اور چاق چوبند معلوم ہوں۔ اس بات کے سوا ہمیں کوئی اور کام نہ تھا۔ آپس میں بیٹھ کر گپیں اڑاتے اور سگار پیتے ہے۔ ہماری توپیں اور گاڑیاں بہت تاریکی پڑے آئیں۔ رات ہم نے بیکلی اور پرجوشی میں بسر کی۔ اور کسی کو نیند نہ آئی۔ شاید اسلیے کہ موت کے مہیب بھوت نے بعید مسافت پر اپنی شکل بد دکھانی شروع کر دی تھی +

باب چہارم

اعلان جنگ۔ اڑہائی مہینوں کی بیکاری وڈین میں

۲۴ اپریل سے لیکر ۱۲ جولائی ۱۸۷۷ء تک

وڈین کی آبادی ۱۸۷۷ء میں ۱۳ ہزار تھی۔ اس میں سے نصف بلغاری۔ چوتھا حصہ ترک اور باقی رومانوی۔ یونانی۔ یہودی اور خال خال سربی اور آسٹیرین تھے۔ خانہ بدوش جیسی قوم اور چرکس متصلہ دیہات میں آباد تھے۔ بلغاری وڈین کو بودن پکارتے ہیں اسوقت (۱۸۹۴ء) اسکی آبادی ۲۰ ہزار ہے۔ وڈین کے شہر پناہ کی طرح اسوقت بھی غنیم باآسانی حملہ آور ہو سکتا تھا۔ ڈینوب کا بہاؤ جو بلگیریا اور ومانیا میں قدرتی حد فاصل ہے وڈین کے مقابل دو ایسی ریاستوں (سربیا و رومانیا) کی سرزمین کو جو ۱۸۷۷ء میں ٹرکی کی یقینی دشمن تھیں اور اب بلگیریا کی احتمالی دشمن ہیں اس طرح سے کاٹتا ہوا گذرتا ہے کہ

لہ یہ قصبہ صوبہ بیسربیا میں سابق ترکی صوبہ مالڈیویا اور روس کی سرحد کے قریب واقعہ ہے۔ مترجم

لہ سٹیٹ مینز ایر بک بابت ۱۸۹۷ء میں اسکی آبادی ۱۴۰۷۲ درج ہے اور سیر لانیوں میں صوفیا کی آبادی ...... مترجم

جہاں ایک مثلث بن گیا ہوا ہے اسکے مغرب میں سرویا شمال و مشرق میں رومانیا اور جنوب میں بلگیریا ہے۔ اسوقت یہہ مقام سلطنت عثمانیہ کا انتہائی شمال مغربی گوشہ تھا۔ اور وِڈین اپنے محل وقوع کے باعث نہایت اہم اور ازمی مصالح کے لحاظ سے نہایت کار آمد و ضروری مقام تھا +

اس موقع پر ڈینوب ۸۰۰ گز چوڑا ہے۔ وِڈین کے مقابل دوسرے کنارہ پر رومانوی قصبہ کلافت ہے ان دونوں کے درمیان دریا کے گذرگاہ میں ایک ہموار جزیرہ اشیائی میل طویل ہے ٹرکی کا اسوقت دعوے تھا کہ یہہ ٹرکی کے ساتھ شامل ہے۔ اس پر کوئی آبادی نہ تھی اور عمر پاشا فاتح کریمیا و رومانیا نے وہاں جو قلعے تعمیر کئے تھے وہ متروک الاستعمال پڑے تھے۔ اس جزیرہ اور رومانوی ساحل میں پانچسو گز کا فاصلہ ہے۔ اسکے ساتھ ہی اور بھی تین چھوٹے چھوٹے جزیرہ ہیں +

وِڈین کی قلعہ بندیاں جدید طرز عمارت کی تھیں۔ ان پر پانچ سو گراں وزن قلاعی توپیں نصب تھیں۔ اور لڑائی کیلئے نہایت کامل اور درست حالت میں تھیں۔ کیونکہ انکی مرمت اور درستی برابر ہوتی رہتی تھی۔ دریا کی طرف کی باڑیاں منزل بمنزل اوپر تلے سلیقہ سے بنی ہوئی تھیں جو نہایت مہیب اور شاندار معلوم ہوتی تھیں خشکی کی طرف دوہری ہم مرکز قلعہ بندیاں اور ہم مرکز فصیلیں نیم دائرہ کی شکل میں تھیں ان حفاظتی عمارتوں اور دمدموں کی بیرونی لائن کل شہر کو احاطہ کئے ہوئے تھی۔ یہہ لائن بیس فیٹ بلند کچی فصیل تھی جسکے قریب کئی متوازی خندقیں دس دس فیٹ گہری کھدی ہوئی تھیں اور نیز اس فصیل میں گیارہ دمدمے بنے ہوئے تھے جنمیں سے ہر ایک پر ایک ایک باتری نصب تھی فصیل کے دونوں سرے ڈینوب پر ختم ہوتے تھے شہر درمیان میں تھا۔ ہر ایک سرے پر بھی ایک ایک دمدمہ یا مورچہ تھا یہہ دونوں دمدمے تھے یعنی خشکی اور تری دونوں طرف کی حفاظت کرنیکا کام دیتے تھے خندقوں کے نشیب اور چراگاہیں تھیں۔ انکو ضرورت کیوقت دریا کے پانی سے بھر دیا جاتا تھا کہ حملہ آور کیلئے مزید دقت پیدا ہو جائے۔ اس محاربہ میں بھی کچھ عرصہ میدان میں پانی چھوڑ دیا گیا تھا۔ اندرونی قلعہ بندی زیادہ مستحکم تھی۔ یہہ سات نہایت ہی مضبوط اور پختہ گڑھیوں پر مشتمل تھی جو ایکدوسرے کی دوش بدوش ہوئی تھیں اور ہر ایک پر سخت ہلاکت بخش اور کوہ شکن توپیں چڑھی ہوئی تھیں۔ دونوں حفاظتی لائنوں کی وجہ شہر کی مضافات اور خالی میدان تھے۔ انکے اندر متعدد چھاؤنیاں آتی تھیں اندرونی لائن شہر خاص کو احاطہ کئے ہوئے تھی شہر میں دو بارکیں ہسپتال۔ فوجی بسکٹوں کے بنانے کا ایک دخانی کارخانہ۔ اور

بلغاری قلعہ تھا جس سے اب میگزین کا کام لیا جاتا تھا۔ یہ زندان نما۔ بدشکل عجیب الہیئت قلعہ زمانہ وسطیٰ کی یادگار تھا۔ بیرونی فصیل سے باہر سوائے ایک مورچہ بند طابیہ (نئی باتری) کے جو شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور کوئی بیرونی گڑھی یا مورچہ نہ تھا۔ بعد میں متفرق مقامات پر دیگر چند باتریاں بھی تیار کردی گئی تھیں +

ڈینوب کے علاوہ ویڈن کی حفاظت کا قدرتی انتظام یہ ہے کہ شہر کو خشکی کیطرف ہموار۔ کھلی یعنے بے بنا و بے درخت اور دلدلی زمین نیم دائرہ کی شکل میں گھیرے ہوئے ہے۔ اور پھر یہ زمین بھی ہم مرکز پہاڑیوں کے سلسلہ سے گھری ہوئی ہے۔ ان پہاڑیوں میں سے ایک کے ڈھلاؤ پر موضع آنوا کے قریب شہر ویڈن سے اڑھائی میل بجانب شمال غرب فلورٹن (فلورینٹن) سڑک پر ہمارا کمپ نصب تھا۔ اور فیلڈ آرٹلری (میدانی توپخانہ) کا کمپ ہم سے ایک میل بجانب غرب مقام تمروں کے قریب برگوود۔ نیکوپین وبلغراد کی شاہراہ پر تھا۔ تھوڑا عرصہ بعد ایک تیسرا کمپ بھی جو دونوں سے چھوٹا تھا ہمارے کمپ ہی بجانب شمال مشرق دو میل کے فاصلہ پر قائم کیا گیا تھا۔ ویڈن کی آب وہوا اچھی نہیں مضر صحت ہے۔

کلافت ویڈن سے اونچی سطح پر ہے۔ اسلئے وہ ویڈن کی توپوں کی اسقدر زد میں نہیں جسقدر کہ انکی توپیں ویڈن کو پہنچا سکتی ہیں۔ ۲۴۔ اپریل کو کلافت فوج سے تقریباً خالی تھا۔ اور اسکے برجوں اور مورچوں پر توپیں بھی شد بود ہی تھیں۔ عثمان پاشا کے اسپر قبضہ نکر لینے کی میں کوئی وجہ نہیں بتا سکتا۔ البتہ کمپ میں یہ مشہور تھا کہ انہوں نے سرعسکرت کے حکم کی وجہ سے ایسا نہیں کیا تھا۔ کلافت تاریخ میں ۵۴-۱۸۵۳ء کے محاربہ روم و روس کیوجہ سے قیامت تک مشہور رہیگا۔ جبکہ عمر پاشا اسکی محافظت کر رہے تھے اور روسیوں نے اسکا محاصرہ کر لیا تھا۔ مگر آخر میں ہزار فوج کٹوا کر ناکام پیچھے ہٹا دیئے گئے تھے[۵۱]۔ تجارتی لحاظ سے یہ قصبہ اب روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ اور اگر روسی دراندازی نے کام نہ بگاڑ دیا تو موجودہ رعیت پرور حکمران[۵۲] رومانیا کے

---

[۵۲] ۔ حاشیہ اور رومانیا کے مفصل حالات ناظرین کو تاریخ خاندان عثمانیہ سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ یہاں اسقدر بتا دینا کافی ہے کہ ۱۸۷۸ء کے معاہدہ برلن کے روسے رومانیا ٹرکی سے کامل آزاد اور اسکا پرنس چارلس خود مختار بادشاہ ہو گیا جو جرمن خاندان ہوہن زولرن سے ہے مترجم[۵۱] ہوکمنڈ نیچیٹ کا نام ہنیگو چکوف تھا۔ تاریخ عثمانیہ میں میں نے عمر پاشا مرحوم کے کارناموں اور جنگ کریمیا کی مجمل حالات تحریر کر دیئے ہیں۔ انگلستان کے مشہور فسانہ نویس رینالڈز نے ناول کے پیرایہ میں اپنی کتاب "عمر پاشا" میں اس نامور غازی کے حالات بالوضاحت اور عموماً درست درج کر دیئے ہیں۔ مترجم

حفاظت میں مجھے یقین ہے کہ وہ بہت شہرت حاصل کریگا۔ اسوقت وہاں کی آبادی تین ہزار ہے۔ اور وہاں کی بڑی تجارت برآمد غلہ ہے۔ اگر موسم خراب نہ ہو تو اس موقعہ پر دریائے ڈینوب میں چھوٹے چھوٹے جہازات آمد و رفت کر سکتے ہیں۔

۱۸۷۸ء کے بعد وڈن نے بھی بہت ترقی کر لی ہے۔ وہاں کے بلغاری اور یہودی باشندے عالی ہمت سوداگر ہیں۔ مگر دیگر مقامات کی طرح یہاں کے ترک بھی وسیع تجارت کی طرف راغب نہیں۔ وہ صناعی اور تجارت خوردہ فروشی سے تجاوز نہیں کرتے۔ وڈن کی طلائی اور نقری منقش قدیم سے مشہور ہے۔ اسکے علاوہ وہاں تجارت غلہ۔ شکار ماہی۔ اور جہاز رونی سے اسباب اتارنے چڑھانے کا زیادہ کاروبار ہوتا ہے۔ ۱۸۷۷ء میں وہاں اسلحہ کا ایک بےنظیر عجائب خانہ تھا۔ اسکو صامی[۱] پاشا نے تیار کیا تھا۔ اس میں ٹرکی و آسٹریا کی محاربات کی بیشمار عجیب و غریب یادگاریں تھیں۔ اور منجملہ دیگر اشیا لوئیس کوسوتھ[۲] کے ہنگرین والنٹیروں کی وردیاں اور اسلحہ بھی تھے جو ۱۸۴۹ء میں وڈن کے قریب ترکی قلمرو میں داخل ہوئے۔ اور یہاں انسے ہتھیار لے لئے گئے تھے +

وڈن میں ۲۳ جامع مساجد ہیں۔ جن میں سے اکثر کے مینار جنوری ۱۸۷۸ء میں رومانوی گولہ باری سے منہدم ہو گئے۔ متصلہ پہاڑیوں پر چڑھکر دیکھنے سے وڈن ان میناروں اور سر بفلک بلغاری قلعہ سے خوشنما بانکا اور ٹھیٹھ مشرقی شہر اور کلافت اسکے عین برعکس سیدھا سادہ۔ بامتانت اور ٹھیٹھ یورپین قصبہ معلوم ہوتا تھا۔ پلیونا کے فتح ہو جانے کے بعد، رومانوی فوج کے تین ڈویژنوں نے وڈن کا محاصرہ کیا تھا۔ مگر محمد عزت پاشا کمانڈر اور اسکے آٹھ ہزار جان نثار ترکوں نے ایسا جان توڑ مقابلہ کیا۔ اور شہر کی اس قابل تعریف ثابت قدمی سے محافظت کی کہ تقریبا ہر حملہ آور فوج کو مجبوراً محاصرہ اٹھالینا پڑا تھا۔ ۱۸۷۹ء میں نئی ریاست بلگریا کی گورنمنٹ نے وہاں کی تمام قلعبندیوں کو معاہدہ برلن کی شرائط کی تعمیل میں گرا دیا۔ مگر جب ۱۸۸۵ء

---

[۱] صامی پاشا زیادہ تر اسلئے مشہور ہے کہ وہ جرمنوں کی ٹرکی میں اتالیق وغیرہ مقرر کئے جانیکا سخت مخالف تھا۔ خود کوسوتھ بھی بھیس بدلا کر وڈن میں آیا تھا۔ مگر پہچانے جانے پر پکڑا گیا اور پہلے شوملا اور پھر ایشیا کوچک کے قصبہ کوتاہیہ کو بھیجدیا گیا تھا۔ مصنف

[۲] یہ نامور محب وطن ہنگرین جسنے اپنے ملک کو آسٹریا سے آزاد کرانیکی کوشش کی۔ ۱۸۰۲ء میں پیدا ہوا تھا۔ انکے مفصل حالات تاریخ عثمانیہ میں درج ہیں۔ اسکو فوت ہوئے چند برس ہوئے ہیں +

میں سرویا اور بلگیریا میں جنگ چھڑ گئی تو شہر کو بسرعت محفوظ اور قلعہ بند کر دیا گیا اور وہاں کے قلیل التعداد ملٹری گیریزن[۱] نے انکو سرویوں کے اس ڈویژن سے جسنے ٹیموک کے کنارہ کنارہ بڑھکر ۱۸-۲۵ اور ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کو ویڈن پر پے درپے ناکام حملے کئے محفوظ رکھا۔ اسوقت ویڈن بلگیریا کے پاس ہے۔ اور اگر بلگیریا روسی دراندازی اور مداخلت سے محفوظ رہا تو وہ غالباً اس نئی حکومت میں بہت ہی ترقی کریگا +

۴۔ اپریل کو علی الصباح ہدایات لینے کے لئے میں کرنیل محمد حسین بک کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُسنے اسکے سوا کوئی حکم نہ دیا کہ مزید احکام تک میں اپنی کمان پر برابر قائم رہوں۔ اس ضابطہ کی گفتگو کے بعد اُسنے کہا کہ شہر کے ہیڈکوارٹر اور کیمپ کے کمانڈر کے غرودگاہ کے درمیان قاصد کا تانتا لگا رہا ہے۔ ساری رات ویڈن اور قسطنطنیہ کے درمیان برقی قاصد دوڑتا رہا ہے۔ عثمان پاشا آج رات بستر پر نہیں لیٹے اور بادشاہ سے براہ راست بذریعہ تار برقی گفتگو کرنے کے لئے کئی دفعہ تارگھر میں گئے۔ کیمپ کمانڈر اُسوقت عادل پاشا تھے شہر کا ہیڈکوارٹر پہلے بتا چکا ہوں کہ شہر میں تھا +

اِس گفتگو کے دوران میں عجب مضحکہ خیز واقعہ گذرا۔ ایک شہد کی مکھی نے آستین سے داخل ہو کر کرنیل محمد حسین کے بازو کو کاٹا۔ جسپر وہ یکبارگی جرمن زبان کا ایک تمسخرانہ جملہ بول اُٹھا۔ اسپر میں نے بھی اُسے اُسی انداز کے ایک جرمن فقرہ میں جواب دیا۔ اور ہم دونوں کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ جس سے وہ تمام افسر جو ہمارے قریب کھڑے ہوئے نہایت متانت اور غور و تفکر سے موجودہ حالت پر بحث کر رہے تھے حیران ہو گئے۔ کرنیل مجھے اپنے خیمے میں لے گیا۔ جہاں ہمنے حملہ آور (مکھی) کو کچل کر ڈنک پر ادویات۔ روح النمر اور غازی کے سفری بکس میں سے مرہم نکال کر لگادی۔ بوڑھا کرنیل نہایت بدصورت مگر ساتھ ہی نہایت خود ستا تھا۔ اُسنے آنکھوں پر چشمہ لگایا ہوا تھا۔ اسکو اس ہیت کذائی میں دیکھکر مجھے برلن کے چڑیا گھر کا ایک کہن سال اُلو یاد آگیا جسکی مضحکہ خیز اضطراری شکل پر مجھے بچپن میں بہت ہنسی آیا کرتی تھی۔ البتہ کرنیل میں اور اُس میں یہ فرق ضرور تھا کہ کرنیل کا ناک ولائتی شلغم کے مشابہ تھا۔ اُسنے مجھے سگار اور کونیاک شراب کا ایک گلاس دیا۔ یہ شراب بعلاقہ سلامتی کی اوّل درجہ کی اُگائی ہی تھی۔ اِس تواضع کے بعد اُسنے مجھے کہا کہ "اصلی میرا نام موریز میر تھا اور میں جرمنی کے مشہور شہر ہمبرگ کا متوطن ہوں۔ جوانی میں گھر سے قسطنطنیہ کو بھاگ آیا۔ اور وہاں ایک پاشا کے مہربان ہو جانے سے فوجی افسر ہو گیا"۔ اسکا نام خط و خال اور بعض عادات و

[۱] شہر یا قلعہ کی محافظ فوج کو جو دائمی طور پر وہاں رہتی ہو۔ انگریزی میں گیریسن کہتے ہیں۔

خصائل سے مجھے ثابت ہوگیا کہ وہ سامی نسل سے ہے۔ وہ شراب کے استعمال کے سوا اور سب طرح سے پکا مسلمان ہوگیا تھا۔ اور عام طور پر لوگ اُسے ترک ہی تصور کرتے تھے۔ اُس وقت قسطنطنیہ میں اُسکی سات بیویاں اور کنیزکیں اور بیس بچے موجود تھے۔ اُسنے مجھے نصیحت کی کہ خودداری۔ حمیت۔ غیرت اور وقار کو چھوڑ کر افسروں کی خوشامد درآمد کیا کروں۔ اور جب کبھی موقع ملے اور روپیہ بھی میرے پاس موجود ہو تو رشوت دینے سے بھی دریغ نہ کروں۔ اِسطرح ترقی بہت جلد مِلجائیگی۔ یہ باتیں اُسنے مجھے صاف صاف الفاظ میں نہ کہیں۔ بلکہ ذومعنی عبارت استعمال کی۔ لیکن اُنکا مدعا یہی تھا۔ مجھے یہ بتانیکی تو شائد ضرورت نہیں کہ میں ہر ایک معاملہ میں اُسکی نصیحت کو عین برعکس کرتا رہا۔ رخصت ہوتے وقت اس بوڑھے خاطی نے مجھے پچاس سگرٹ اور دعا دیکر کہا کہ خیمہ میں جو کچھ گذرا ہے اُسکی نسبت لب پر مہر سکوت رکھوں۔ چنانچہ تادم تحریر میں نے ایسا ہی کیا مگر بمصداق ع عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔ برائیوں کے ساتھ ہی اُسکی خوبیوں کو بھی بتا دینا ضروری ہے وہ معرکہ آرائی اور لڑائی کے گھمسان میں نہایت ثابت قدم اور دلیر تھا۔ ایسے موقع پر اُسکی دلجمعی میں کبھی فرق نہ آتا۔ اور حسب ضرورت موقعہ اُسے فوراً تدبیر سوجھ جاتی۔ محاربہ سردیا میں اُسکے یہ اوصاف بخوبی ثابت ہو گئے تھے۔ ان کے علاوہ وہ ماتحتوں پر بے اندازہ مہربانی کرتا تھا۔ اس ملاقات سے تھوڑے دنوں بعد وہ بیلوغرادچک کو بھیجدیا گیا تھا۔ اور جب سردیا نے ٹرکی سے پھر اعلان جنگ کر دیا تھا۔ تو ۲۴۔ دسمبر ۱۸۷۷ء کو معرکہ پیرڈٹ میں جو تاریخ مذکورہ کو سرویں نے فتح کرلیا تو وہ زخمی ہوگیا تھا۔ اسکی خبر مجھے روسی قید کے دوران میں بمقام خارکوف ملی تھی۔ یہ نہیں معلوم ہوا کہ وہ صحت یاب ہوا کہ نہیں ۔

کمپ میں ہر جگہ جیسا کہ اہم واقعات کے حدوث سے پہلے ہوا کرتا ہے۔ پر جوشی پھیلی ہوئی تھی مگر دبی ہوئی صورت میں۔ اُسکا علانیہ اظہار نہیں ہو رہا تھا۔ سپاہی دبی آواز سے اور افسر سرگوشیوں میں دو دو یا تین تین کی ٹولیوں میں یا متعدد اشخاص کے دوسا اجتماعوں میں آنے والے واقعات پر بحث مباحثہ کرتے رہتے تھے۔ قاصد اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے۔ ایڈیکانگوں نے کمپ اور شہر کو ایک کر رکھا تھا۔ اور جو افسر شہر سے آتا تھا۔ دوسرے افسر اسے راستہ میں گھیر کر تازہ ترین خبر دریافت کرتے تھے ۔

دوپہر سے بعد میں جنگ اور سیفی کے ساتھ اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا جس میں سیوا اور ابراہیم کے سوا ہماری پرانی پلٹن کے بھی پانچ لفٹنٹ رہتے تھے اپنے سپاہیوں کی رجسٹر کی صاف نقل اُتار رہا تھا۔ اور باہر تراب کمپنی سے مستعار ٹبوں میں جرابیں دھلوا رہا تھا۔ کہ اتنے میں یکبارگی باہر شور وغل برپا ہوگیا۔

جنیک دَوڑ کر باہر گیا۔ اور فوراً واپس آکر اِس عام جوش و خروش کا باعث اِس ایک مہیب لفظ "جنگ" میں بتایا۔ اِسپر ہم تینوں فرنگیوں نے بعالم سکوت ایکدوسرے سے مصافحہ کیا۔ اور عین اُسی وقت ابراہیم دوڑتا ہُوا خیمہ میں داخل ہُوا۔ جوش سے اُسکا دم پھول رہا تھا۔ اُسنے ہمکو بتایا کہ یہ کسی کو معلوم نہیں ہُوا کہ "اعلان جنگ" کی خبر کس طرح ساری کمپ میں پھیل گئی ہے اور کس نے سب سے پہلے مشتہر کی ہے۔ مگر اس خبر کے سنتے ہی سپاہیوں پر کچھ ایسا جوش مستولی ہو گیا ہے کہ اسوقت جرابوں کا دھویا جانا محال ہے۔ مَیں یہہ سنکر باہر نکل آیا اور چند نرم ملامتی فقروں سے بے انتظامی کو دور کر دیا۔ اور سپاہیوں کو نپولین کا یہہ فقرہ سُنا کہ "میدان جنگ ٹانگوں کی طفیل ہی جیتا جاتا ہے"! اپنی طرف سے اس پر یہہ حاشیہ چڑہایا کہ "ٹانگیں جرابوں کے بغیر کچھہ چیز نہیں ہیں"!

اعلان جنگ کی خبر کے عام مشہور ہو جانے پر پچاس ساٹھہ افسر جنکے خیمے قریب تھے۔ ایک جگہ جمع ہو گئے۔ اور ہر ایک نے اپنی اپنی رائے ظاہر کرنی شروع کی۔ ہم سب فرش زمین پر چار زانوں بیٹھے ہوئے تھے۔ شام سے پہلے ہم کل افسروں کو کرنیل محمد حسین کے پاس جمع ہونیکا حکم دیا گیا اور اس نے ہم کو مشیر کی طرف سے باضابطہ اطلاع دی کہ زار نے سلطان المعظم کے برخلاف جنگ کا اعلان کر دیا ہے۔ عام پریڈ کیلئے حکم دیا گیا کہ وہ علی الصباح ہوگا۔ یکی کے ڈنک اور زار کے اعلان جنگ کی سوزش مٹانیکے لئے بوڑہا خاطی ادویات کی بکس سے کھلے دل سے کام لیتا رہا تھا یعنی شراب پیتا رہا تھا، اسلئے اُسنے نہایت عقلمندی کی کہ جیساکہ دستور ہے اس موقعہ پر اپنی طرف سے افسروں کا حوصلہ بڑہانیکے لئے اس نے کوئی تقریر نہ کی۔ صرف اطلاع دینے پر کفائت کی۔ اسی رات سے کمپ کے گرد سنتری مقرر کر دئیے گئے اور غیر فوجیوں کو پروانوں کے بغیر کمپ میں آنیکی ممانعت ہو گئی میری کمپنی سے سنتریوں کا کام نہ لیا گیا +

دوسرے دن (۲۵ اپریل) کل فوج کمپ کے سامنے کھلے میدان میں جمع ہوئے اور ایک جنرل نے جو غالبًا عادل پاشا تھے تقریر کی۔ مَیں اتنی دُور تھا کہ اُسکا مطلب نہیں سمجھہ سکتا تھا۔ تاہم دوسروں کے ساتھہ اللہ اکبر کے نعروں میں پوری طاقت سے شریک ہوتا رہا۔ سپاہیوں کی بشرہ اور گفتگو سے مجھے یقین ہو گیا کہ ویڈین کی فوج میں احسن و اکمل حب الوطنی اور گرمجوشی موجود ہے۔ ہفتہ ہائے مابعد میں اکثر تقریریں اور وعظ ہوتے رہے۔ ادہر بادشاہ نے کبُرن کے برخلاف جنگ مقدس (جہاد) کا اعلان کر دیا۔ اُدہر جرنیلوں اور

علماء نے مذہبی جوش کو مشتعل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر جس قدر کہ عوام کو خیال ہے ترک
سپاہی اس قدر بارے مذہب جوشیلا نہیں ہے۔ اسیطرح جتنا کچھ دنیا اسے محب وطن تصور کرتی ہے وہ
اس سے بدرجہا زیادہ فدائے قوم و ملک ہے۔ جہاد کی نسبت تو خود اکثر افسروں کی یہہ رائے تھی کہ دنیا
میں وہ اپنی عمر کا دور ختم کر چکا ہے۔ اب جہاد کا کسی کو خیال نہیں حتی کہ بعلیم سپاہی بھی منادان جہاد کے جد و
جہد پر جو سیاہ جھنڈے لئے ہوئے مسلمانوں کو جہاد میں شامل ہونیکی ترغیب دیتے پھرتے تھے مسکرایا کرتے تھے۔
سیاہ جھنڈے کا مدعا مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کس غرض کیلئے اسے لئے پھرتے تھے۔ دوپہر کے قریب
کرنیل محمد حسین نے مجھ سے میرے سپاہیوں کا رجسٹر طلب کیا۔ اور ایک گھنٹہ بعد مجھے حکم ملا کہ پچاس ردیفی
سپاہیوں کو کمک کے ایک دوسرے حصہ میں بھیجدوں تاکہ وہ اپنی پلٹنوں میں وہاں جا ملیں میں نے مناسب الفاظ
میں ان کو رخصت کیا اور انہوں نے بھی میری مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔ میں نے لفٹنٹ تراب کو ساتھ
کردیا کہ ان سپاہیوں کو انکے میجروں کے سپرد کر آئے۔ تھوڑی دیر بعد سارجنٹ سیفی اور دو کارپورلوں کو جو
ہمارے ساتھ قسطنطنیہ سے آئے تھے بلاکر اس دستہ میں شامل کیا گیا جو راہرو ابھی جانیکے لئے تیار کیا جا رہا تھا
جیک اور میں سیفی کو خیمہ میں جو اسوقت خالی تھا لے گئے۔ وہاں اس نے ہمارے ساتھ بہت زور سے مصافحہ
کیا اور لرزتی ہوئی آواز میں ہم کو دعا دی۔ میری سارجنٹ سیفی سے جو کبھی وقت شام میں ملکہ معظمہ انگلستان
کا قونصل تھا یہہ آخری ملاقات تھی۔ باقی ماندہ ۱۵۰ رنگروٹوں پر کرنیل نے ۲۶ اپریل تک یعنی [illegible] تک
میری کمان کو بحال رکھکر مجھے حکم دیا کہ تاریخ مذکورہ کے بعد میں میجر نفی کو جو ایک نظامیہ پلٹن کا کمانیر تھا جا ملوں
وہ میرا افسر ہوگا اور اسوقت سے میری کمان ختم ہو جائیگی۔ یہہ پلٹن کیمپ کے ایک اور حصہ میں مقیم تھی میں نے
اپنے سپاہیوں کی سج دھج بڑھانے میں بڑی کوشش کی اور خود بھی خوب آراستہ پیراستہ بنا۔ صفائی اور
قطع وضع کی درستی سے فارغ ہوکر ہم نے اپنا اسباب اٹھالیا اور دوہری قطار میں پلٹن کیطرف چلدیئے
لفٹنٹان تراب و سیمو شمشیر برہنہ آگے آگے تھے بمقام مقصود پہنچکر میں نے میجر کو اطلاع کرائی۔ اس نے ہمارا
ملاحظہ کرکے خوشنودی کا اظہار کیا۔ اس سے ایک گھنٹہ بعد میرے ایک سو پچاس سپاہی تقریباً مساوی تعداد
میں پلٹن مذکور کی چہار کمپنیوں میں بانٹ دئے گئے۔ خوش نصیبی سے میں جیک اور تراب ایک ہی
کمپنی میں رہے۔ اس کے پہلے لفٹنٹ ایک کے سوائے جنگ سریا میں ضائع ہوگئے تھے۔ الغرض
میری پہلی کمپنی کمان کمپنی کی افسری، ۳۱ دن کے بعد بخیر ختم ہوگئی +

ہیری نٹی کمپنی ہیں۔ ۱۶۰ سپاہی تھے۔ رنگروٹ بھی اسی تعداد میں شامل ہیں۔ یہ کمپنی تین سکوڈرن (حصوں) پر منقسم تھی۔ پہلا سکوڈ لفٹننٹ ہرور کے ماتحت تھا۔ دوسرا لفٹننٹ ہربٹ (یعنی مصنف کتاب) اور تیسرا لفٹننٹ سیمور کے ماتحت تھا۔ ہر ایک سکوڈ میں ایک ایک سارجنٹ اور ایک ایک کارپورل بھی تھا۔ پلٹن کی جھنڈے اسی کمپنی کے پاس تھے۔ وہ لفٹننٹ تراب کی تحویل میں رہتے۔

جو کافی تعلیم یافتہ یا نوعمر سپاہی تھا کام کرتا تھا۔ گو کتابیں اور رجسٹر تو لفٹننٹ کے پاس رہتے تھے (مصنف) سنتر کی ہی کمپنی کو بلوق یا بلاک کہتے ہیں (مترجم)

میری نئی کمپنی میں ۱۶۰ سپاہی تھے۔ رنگروٹ بھی اسی تعداد میں شامل ہیں۔ یہہ کمپنی تین سکوڈرن (حصّوں) میں منقسم تھی۔ پہلا سکوڈرن لفٹننٹ ہردر کے ماتحت تھا۔ دوسرا لفٹننٹ ہربٹ (یعنی مصنف کتاب) اور تیسرا لفٹننٹ سیمور کے ماتحت تھا۔ ہر ایک سکوڈرن میں ایک ایک سارجنٹ اور ایک ایک کارپورل بھی تھا۔ پلٹن کے جھنڈے اسی کمپنی کے پاس تھے۔ وہ لفٹننٹ تراب کی تحویل میں دیدیئے گئے۔ اور ایک کارپورل اور بارہ سپاہی اسکے ماتحت کر دیئے گئے۔ میں اس چوتھی سکوڈرن کو کلر سکوڈرن (علم بردار سکوڈرن) لکھونگا۔ اور اختصار کیلئے ابراہیم کو النشان[1] لکھونگا۔ مگر اسے کبھی فراموش نہ کیا جائے کہ ترکی فوج میں یہہ درجہ بالکل موجود نہیں ہے۔ ترکی سپاہی اس شخص کو جو علم بردار ہو۔ انسائن کی جگہ بیرق دار یا سنجق دار کہتے ہیں۔ خواہ وہ کسی رتبہ کا آدمی ہو۔ مگر عموماً کارپورل اس خدمت پر مامور ہوتے ہیں۔ علم سرخ کپڑے کا ہوتا ہے اور اس پر سفید ہلال اور ستارہ بنا ہوا ہوتا ہے۔ ہمارا جھنڈا ۱۸۲۸ء سے ملک اور قوم کی خدمت کر رہا تھا۔ ہر ایک پلٹن کے پاس ایک سبز جھنڈا بھی ہوتا ہے جو حضرت سرور کائنات کے علم کا بدل سمجھا جاتا ہے۔ یہہ جھنڈا میدان جنگ میں نہیں لایا جاتا۔ بلکہ جہاں پلٹن کا اصلی قیام ہو وہیں کھلتا ہے اور یہی جلسوں کے موقع پر باہر نکالا جاتا ہے۔ میں نے اپنی کمپنی کو سبز جھنڈے کو کبھی دیکھا۔ میری کمپنی کی جمعیت ذیل ہے

کپتان	۱- کل کمپنی کمانڈر	تیسرا سکوڈرن لفٹننٹ سیمور	۱	غیر مصافی[2] - بگلچی	۱
اول سکوڈرن لفٹننٹ ہردر	۱	نن کمیشنڈ افسر	۲	طبلچی	۲
نن کمیشنڈ افسر	۲	سپاہی تخمیناً	۵۰	کپتان کا اردلی[3]	۱
سپاہی تخمیناً	۵۰	کلر سکوڈرن لفٹننٹ تراب	۱	سامان کی محافظ سپاہی	
دوسرا سکوڈرن لفٹننٹ ہربٹ	۱	کارپورل	۱	چار بارکش گھوڑوں کے	۲
نن کمیشنڈ افسر	۲	سپاہی	۱۲	ساتھ ہے	
سپاہی تخمیناً	۵۰			میزان	۱۸۰

[1] انسائن انگریزی فوج میں لفٹننٹ سے چھوٹے درجہ کا افسر ہوتا ہے۔ ابتدا میں افسری اسی سے شروع ہوتی ہے۔ یہہ علم بردار ہوتا ہے۔ مترجم

[2] غیر مصافی وہ لوگ کہلاتے ہیں جو صف جنگ میں مقابلہ میں شریک نہ ہوتے ہوں۔ مترجم

[3] ضابطہ کی رو سے ہر ایک کپتان کے پاس ایک بلوق امینی (منشی) ہونا چاہیئے مگر ہمارے کپتان کے پاس کوئی منشی نہ تھا۔ اسکی جگہ اردلی جو کافی تعلیم یافتہ نوعمر سپاہی تھا کام کرتا تھا۔ کتابیں اور رجسٹر اول لفٹننٹ کے پاس رہتے تھے۔ مصنف ترکی میں کمپنی کو بلوق یا بلاک کہتے ہیں۔ مترجم

دوسری تفصیل :- افسر ۵ - نن کمیشنڈ افسر ۷ - سپاہی (تخمیناً) ۱۶۲ - غیر مصافی ۶ - جملہ (تخمیناً) ۱۸۰
پلیونا کی پہلی لڑائی تک جو ۲۰ جولائی کو ہوئی کمپنی کی یہی جمعیت رہی - فی سکوڈ پچاس سپاہیوں کا اندازہ
تخمیناً ہے (یعنی کسی میں کچھ کم اور کسی میں اس سے کچھ زیادہ تھی)
۱۵۰ سپاہیوں میں سے ۱۱۰ محاربہ سرویا میں شریک رہ چکے تھے - باقی ۴۰ رنگروٹ تھے - میری سکوڈ کے
پچاس سپاہیوں میں سے ۳۵ نبرد آزما اور ۱۵ نو بھرتی شدہ تھے -

ہماری پلٹن کی دوسری تینوں کمپنیوں میں سے ہر ایک کی جمعیت بالاوسط ایک سو ساٹھ تھی - کل پلٹن
کی جمعیت بتفصیل ذیل تھی میجر ۱ - قول آغاسی ۱ - باش چاؤش ۱ - ایک کمپنی (تخمیناً) ۱۸۰ - تین
کمپنیاں بحساب فی کمپنی ۱۶۰ آدمی ۴۸۰ (غیر مصافی) کاتب جو افسری کا درجہ رکھتا تھا - ۱ سرجن[۱]
جونیئر افسری کا درجہ رکھتا تھا - ۱ ٹرین سولجر[۲] جسکی تحویل میں دو بیل گاڑیاں اور دو بارکش گھوڑے تھے
۲ کارپورل جو کل پلٹن کے ٹرین سولجرز کا افسر تھا - ۱ میزان (تخمیناً) ۶۶۹ آدمی - انکی دوسری تفصیل یہ ہے
افسر ۱۹ - نن کمیشنڈ افسر ۲۶ - سپاہی (تخمیناً) ۵۹۴ - غیر مصافی ۳۰ میزان ۶۶۹ میری کمپنی
کے پانچ افسروں میں سے چار مکتب لی تھے - یہ صرف حسن اتفاق تھا - ہماری پلٹن کی دوسری تین کمپنیوں کے
تینوں کپتان اور نو لفٹننٹ الائی لی تھے - پلٹن کے کل ۱۹ افسروں میں سے پانچ مکتب لی اور چودہ
الائی لی تھے - اب میں اپنے ساتھی افسروں کی ملاقات ناظرین سے کراتا ہوں -

میجر یوسف تقی ایرانی الاصل تھا و قسطنطنیہ میں پیدا ہوا تھا - میں جتنے ترکی افسروں سے ملا -
اسکو میں نے سب سے زیادہ تعلیم یافتہ پایا - اُس نے جرمنی کے مدارس میں تعلیم پائی تھی اور ایک
ایک برس لندن اور پیرس میں بھی رہا تھا - وہ عربی اور فارسی کی طرح جرمنی - انگریزی اور فرنچ
کو بھی روانی کے ساتھ بولتا تھا بحیثیت افسری جہاں تک انتظام و نظم و نسق کا تعلق نہ ہادہ

---

[۱] بروئے ضابطہ ہر ایک پلٹن میں ایک سرجن - ایک طبیب و نائب طبیب ہونا چاہئے - مگر ہماری پلٹن
میں صرف پہلا تھا - و کئی پلٹنوں میں ان طبی افسروں میں سے ایک بھی نہ تھا - مصنف

[۲] ٹرین ان جانوروں اور گاڑیوں کو بھی کہتے ہیں جو سامان رسد و قیام یا گولہ بارود کیلئے فوج کے ہمراہ ہوں کمپنیوں کے
گاڑیوں یا جانوروں کے محافظ سپاہی ہر ایک کمپنی کی جمعیت میں شمار ہو چکے ہیں - یہ تین سپاہی صرف کمپنی کے
اعلیٰ افسروں اور نیز کل کمپنی کے مشترکہ اسباب کے محافظ تھے - مترجم -

اچھا افسر تھا۔ اور اسی لئے ہماری پلٹن اکثر دوسری پلٹنوں سے بالعموم اچھی حالت میں رہتی تھی۔ مگر لڑائی میں اُسے فوراً جوش آجاتا تھا اور اُسکے دماغ میں تیزی آجاتی تھی۔ لیکن ساتھ ہی اسکی بہادری میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا۔ وہ قواعد سیاست کے نفاذ میں بڑا سخت تھا اور سپاہیوں کی ذاتی صفائی اور پاکیزگی کا جسکی ترکی سپاہی عموماً پروا نہیں رکھتے سخت خیال رکھتا تھا۔ وہ تنخواہ کے علاوہ گھر سے بھی بہت مالدار تھا۔ زندہ دلی کا بہت شیدا تھا اور چھپ کر کسی قدر شراب بھی پیا کرتا تھا۔ یہہ بُری بدعت اُسے انگلستان سے چمٹی تھی۔ اُسکی عمر ۴۵ برس کی تھی شکل شباہت میں خوبصورت اور موٹاپے کی طرف مائل معلوم ہوتا تھا۔ اُسکی صرف ایک ہی بیوی تھی۔ جو اصفہان کی ارمن عیسائی عورت تھی وہ قسطنطنیہ میں رہتی تھی اور کئی بچوں کی ماں تھی۔ میجر اپنی اولاد کی عکسی تصویریں ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اور اُنکی خوبصورتی کی تعریف سننے سے بڑھ کر اُسے کسی اور چیز سے خوشی نہ ہوتی تھی۔ اُسے انگریز مؤرخ کنگ لیک سے جسکی تاریخ جنگ کریمیا کی پانچویں جلد حال میں شائع ہوئی تھی بڑی محبت تھی۔ اس مصنف کی کتابوں سے وہ مجھکو اور جیک کو ہمیشہ فقرے پر فقرے سناتا رہتا تھا۔ بدوران محاربہ وہ ہم سے نہایت عمدگی سے پیش آتا۔ قول اغاسی نسلاً و پیدائشاً قسطنطنیہ کا رہنے والا تھا وہ عادات و خصائل میں میجر کے عین برعکس تھا۔ لڑائی میں اُسکا دماغ مجتمع اور طبیعت قابو میں رہتی۔ مگر انتظامی معاملات میں بالکل بے پرواہ تھا۔ کیونکہ وہ تعلیم یافتہ نہ تھا۔ اور ساتھ ہی بڑا چلبلا او سیماب وش۔ ہم افسروں کے ساتھ تو وہ نہایت خوش اخلاقی اور خندہ روئی سے پیش آتا۔ مگر سپاہیوں کو کاٹنے کو دوڑتا اور اُن سے نہایت وحشیانہ سلوک کرتا جسکی وجہ سے وہ اس سے سخت نفرت کرتے تھے۔ میں بھی اُسے پسند نہ کرتا تھا اور خوش قسمتی سے مجھے اس سے بہت کم بلکہ نہ ہونیکے برابر تعلق پڑتا تھا۔

کاتب محنتی و قابل افسر اور خوش خلق و شریف نوجوان تھا۔ وہ وائنا رہ چکا تھا اور جرمنی بول لیتا تھا۔ وہ ٹین کی سیٹی کو عجیب مہارت اور استادی سے بجایا کرتا تھا۔ جسکا سامعین پر بہت اثر پڑتا اور چوسر میں مجھہ سے روپیہ جیت لیا کرتا تھا۔

سرجن بدخو۔ بدخلق اور ناہر دلعزیز تھا۔ عثمانیہ گورنمنٹ نے اُسے سرکاری خرچ پر پیرس اور برلن میں تعلیم دلوائی تھی۔ اسکی قابلیت متوسط درجہ کی تھی۔ مگر اسکی مستعدی اور سرگرمی میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔ پلٹن کا معمر باش چاؤش صرف اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ وہ ترکی فوج کے جن معدودے

بڑے افسروں سے مجھے سابقہ پڑا یہہ ان کا بدترین نمونہ تھا۔ وہ کاہل۔ حریص۔ پیٹو۔ خودغرض۔ بددیانت
اور مبتذل تھا۔ ہماری کمپنی کے کپتان کا نام احمد مصطفٰے دربندی تھا۔ وہ قسطنطنیہ میں پیدا ہوا اور وہیں اسنے تربیت
پائی۔ وہ پست قامت اور بدشکل تھا مگر مضبوط و چابک اور بیحد ایسا پھرتیلا۔ وہ شکل و شباہت
چال ڈھال میں نہایت ہی شیر ببر کے مشابہ معلوم ہوتا تھا۔ خاصہ تعلیم یافتہ تھا۔ لڑائی کی گھمسان اور
آفتباری میں بہادر اور دلیر تھا۔ مگر کمپنی کے تقریبًا کل انتظامی معاملات کو اوّل لفٹنٹ پر چھوڑ دینے
کا نقص رکھتا تھا۔ اوّل لفٹنٹ اسکا کل کام کرتا تھا۔ اور گو وہ بیچارہ نہایت مستعدی اور گرمجوشی سے
کام کرتا تھا مگر کپتان کی سستی سے جو کمی واقع ہوجاتی تھی اُسے بعض وقت کامل طور پر پورا نہیں کرسکتا
تھا۔ کپتان کا ایک خاصہ یہہ بھی تھا کہ اُسے فی الفور اور بعض وقت نہایت ہی نامناسب موقعوں پر بھی
نیند آجاتی تھی اور وہ سوجاتا تھا۔ لیکن کبھی کبھی وہ جان بوجھ کر بھی سویا ہوا بن جاتا تھا اور نیم باز پردہائے
چشم سے سپاہیوں کو دیکھتا رہتا تھا۔ میجر کی طرح تنخواہ کے علاوہ یہہ بھی ذاتی آمدنی رکھتا تھا۔ اسکی
دو بیویاں اور کئی بچے تھے جو قسطنطنیہ میں رہتے تھے۔ اُسے اولاد سے بڑی محبت معلوم ہوتی تھی۔ وہ
خوش طبع تھا اور کئی باتوں میں اسکی طبیعت میں لڑکپن سا پایا جاتا تھا۔ مثلاً وہ چند پیسوں۔ سگرٹوں اور
گاہ گاہ بسکٹوں کو بھی بازی بدہا کرتا تھا۔ ٹھیکریوں سے گیٹیوں کا کام لیتا تھا اور کھیل کا طریق یہہ
بنایا ہوا تھا کہ زمین پر خط کھینچکر ٹھیکریاں اُس پر پھینکی جاتیں۔ اِس کھیل کے موجد وہ آپ ہی تھے۔ وہ مجھہ
سے دوستانہ برتاؤ کرتا اور عمومًا مجھہ سے صلاح و مشورہ بھی لیتا رہتا۔

اول لفٹنٹ کا نام محمد بہر در تھا۔ اُسکا خاندان اصل میں میسوپوٹیمیا (جزیرہ یعنی دوابہ دجلہ و فرات)
کا رہنے والا تھا۔ جہاں سے آکر وہ قسطنطنیہ میں آباد ہوگیا تھا۔ اسکی عمر ۲۸ برس کی تھی۔ قد ۶ فیٹ
سے بھی کچھہ اوپر اور خوب چوڑا چکلا۔ قوی ہیکل اور تنومند نوجوان تھا۔ وہ محاربہ سریا میں ملازم اوّل
کے درجہ پر ترقی یاب ہوا تھا۔ وہ الائی تھا اور صرف قوّت بازو اور حسن خدمات سے ترقی لیتا
رہا تھا۔ کپتان کیلئے تو اسکا وجود لازمی ہو رہا تھا۔ مگر میجر بھی اُسکی خاص عزت کرتا تھا۔ میں اسکی محنت و
مستعدی اور گرمجوشی کا اوپر ذکر کرچکا ہوں۔ اُسکی سمجھہ کسی قدر کند تھی۔ وہ حکم کا منشا بآسانی نہیں سمجھہ
سکتا تھا۔ اور خرام و رفتار میں بھی بھدا تھا۔ ان باتوں کے سوائے وہ اور سب طرح سے عمدہ اور قابل
اعتبار افسر تھا۔ ذاتی طور پر مجھے اُس سے بہت محبت تھی میں نے اُسکو ہمیشہ سچا دوست پایا۔ اُسکی تعلیم

ابتدائی درجہ کی تھی۔ وہ صرف لکھ پڑھ سکتا تھا اور بس شطرنج کا بڑا شوقین تھا۔ اور اسکا اچھا کھلاڑی بھی تھا جب ہم پلیونا میں گئے تو وہاں ہم کو بساط اور مہرے ملگئے۔ وہ ان کو نہایت ہی نامناسب موقعوں پر بھی نکال لیتا اور سخت بضد ہوتا کہ زیادہ نہ سہی ایک بازی ہی کھیل لی جائے۔ ویڈن کے کمپ میں ہر دستے پاس بیٹھکر سپاہیوں سے عجیب فریب قطع کے چوبی مہرے بنوائے ہوئے تھے۔ اور بساط کے خط بلگیریا کے نقشہ کی پشت پر جو میرے پاس تھا کھینچ لئے گئے تھے۔ ہر ذکا ایک اور قابل تعریف اور بے نظیر وصف یہہ تھا کہ اُسے اپنی والدین اور دونوں بہنوں سے بے اندازہ محبت تھی۔ اُسکی باپ کی جیسا کہ عموماً کم استطاعت اشخاص کی کیفیت ہے صرف ایک ہی بیوی تھی۔ یہہ بہادر ۳۰ جولائی کی لڑائی میں جام شہادت نوش کرگیا۔ اُسکی وفات سے خاندان پر یقیناً سخت مصیبت پڑگئی ہوگی۔ خداوند کریم مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پلیونا کی سبز پہاڑیوں کو اس پر سبک رکھے!

دوسرے سکوڈ کے لفٹنٹ ولیم ہربٹ سے تو ناظرین کی پہلی ہی سے گہری ملاقات ہے اسیطرح تیسرے سکوڈ کے لفٹنٹ جان سیمور اور انسائن تراب کو بھی وہ بخوبی جانتے ہیں۔ یہاں اُن تینوں کا ذکر فضول ہے۔ اب صرف ایک شخص باقی رہگیا ہے جسکا میں یہاں ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ جدت طرازی اور ہرفن مولا ہونے میں اپنی آپ ہی نظیر اور جن کی سونڈ کوں سے مجھے ذاتی طور پر واقفیت حاصل ہوئی ان سب سے کئی باتوں میں افضل و اعلیٰ تھا اس بے نظیر شخص سے میری مراد اپنی سکوڈ کے سارجنٹ سے ہے۔ اسکا نام نقال تھا اور وہ بحرہ مارمورا کی ساحلی قصبہ سلیوری کا باشندہ تھا۔ اُس کی عمر پچاس برس کی تھی۔ قد چھوٹا جسم تپلا۔ ڈاڑہی سیاہ و سپید جہرہ پیار۔ چہرہ پہ چیچک کے داغ۔ بارہ چودہ زخموں کے اور دو تین

لہ شطرنج کا ذکر آجانے پر میں ایک عجیب واقعہ کا ذکر کردینا ضروری سمجھتا ہوں۔ ویڈن کیمپ میں ہمارے پاس سپاہیوں کے بنائے ہوئے دو بساط کے مہرے تھے۔ ایک بساط کے سپید و سرخ اور دوسری کے سبز و سرخ تھے میں ایک اور لفٹنٹ مسمی اکبر سے ہی اکثر بازی کھیلتا تھا جب ہم سرخ و سپید مہروں سے کھیلتے تو ہمیشہ اکبر بازی لیجاتا اور جب دوسروں سے تو وہ ہمیشہ ہار جاتا۔ اسکی وجہ بعد میں معلوم ہوگئی۔ وہ رنگوں میں تمیز نہیں کرسکتا تھا۔ اسکی بینائی اس بارہ میں معلوم نہ تھی۔ مصنف۔

کھجوری نشان[1] تھی۔ وہ چھوٹی عمر میں ہی فوج میں بھرتی ہوگیا تھا۔ اور ۱۸۵۲ء ۱۸۵۳ء میں
عامود غازی عمر پاشا کے ماتحت سلسٹریا میں اور اُسکے قریب ۱۸۵۵ء سباسٹوپل (واقعہ کریمیا)
کے سامنے ۱۸۶۲ء میں مانٹی نیگرو (جبل اسود یا قرہ داغ) میں۔ کریٹ میں ۱۸۶۶ء سے ۱۸۶۸ء
تک اور بوسنیا و سربیا میں ۱۸۷۶ء میں شریک کارزار رہ چکا تھا۔ علاقہ کاکسس (کوہ قاف) میسو
پوٹیمیا۔ شام اور عرب میں اُسنے بحالت صلح فوجی خدمت سرانجام دی تھی۔ وہ عربی اور ترکی لکھ پڑھ
سکتا تھا۔ اور بلغاری زبان اور علاقہ کوہ قاف کی چھ سات مختلف بولیاں بول سکتا تھا۔ وہ بہت
ہی باخبر آدمی تھا۔ اور جو کچھ اُسے آتا تھا وہ سب اُس نے اپنی ہمت سے سیکھا تھا۔ لڑکپن میں اُسے
کوئی تعلیم نہ ملی تھی اُسکے کمالات اور معلومات کا دائرہ ایسا وسیع تھا کہ انسان متحیر رہجاتا تھا۔ وہ قابل ترین
فرانسیسی خانساماں سے اچھا کھانا پکا سکتا تھا۔ لائق درزی سے بہتر کپڑے سی سکتا تھا۔ ماہر کفش دوز سے
بہتر بوٹوں کی مرمت کر سکتا تھا۔ زخم کے مرہم پٹی اور شکستہ عضو کو باندھنے میں متوسط لیاقت کے ترکی
فوج کے ڈاکٹر یا سرجن سے زیادہ لائق تھا۔ طبل اور بگل ایسی خوبی سے بجا سکتا تھا کہ جن لوگوں کا
یہہ پیشہ ہے وہ دنگ رہجاتے تھے۔ کل پلٹن بھر میں وہ سب سے زیادہ قادر انداز تھا۔ اور مورچوں
ودمدموں کے بنانے میں تعلیم یافتہ انجنیر اُسکے سامنے طفل مکتب معلوم ہوتے تھے۔ وہ سکوڈ یا کمپنی اور
بٹالین کی کمان لائق لفٹنٹ۔ کپتان یا میجر کے برابر بلکہ ان سے بھی عمدہ کر سکتا تھا چنانچہ ضرورت
کے موقعوں پر اُس نے کئی دفعہ ایسا کیا بھی۔ وہ اپنے شہنشاہ کی قلمرو کے ہر ایک گاؤں
پہاڑ۔ راستہ۔ سڑک کھیت اور سرائے کو جانتا تھا۔ الغرض اُس نے ہر ایک چیز کو دیکھا ہوا تھا۔
اور ہر جگہ رہ چکا تھا۔ وہ جرمن کمپنی لیڈر (افسر کمپنی) کیطرح سنتریوں کو حسب موقع مامور کرنا۔ کمپ کو کھڑا کرنا۔ سکرمشروں[2] کو

---

[1] یہہ نشان کھجور کی شاخ جلد پر ہوتے ہیں اور زیادہ تر اُن علاقوں کے باشندوں کے ہوتے ہیں جہاں کھجور و خرما کاشت کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ خلیج فارس کے ساحلی اضلاع میں اُنکی بہت کثرت ہے بصرہ میں یورپین یا دیسی ایک بھی ایسا شخص نہیں جو اس نشان سے بچا ہو۔ مصنف

[2] سکرمشر منفرد طور پر لڑائی کرنیوالوں کو کہتے ہیں۔ عام قاعدہ ہے کہ غنیم کو پیشقدمی اور حملہ کیوقت نقصان پہنچانے کیلئے قادر انداز نشانہ باز محفوظ مقامات میں یا کسی آڑ کے پیچھے متفرق جگہوں پر دو دو تین تین یا کم و بیش تعداد کی ٹولیوں میں مقرر کر دیے جاتے ہیں جو دشمن کے سامنے سے تتر بتر ہو کر اُسکو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں آفریدیوں نے ۱۸۹۷ء کی مہم تیراہ میں یہی روش اختیار کی تھی جس سے انگریزی فوج کو بہت نقصان پہنچا۔ اور آفریدی عموماً مصئون رہے۔ مترجم

مختلف جگہ بٹھانا۔ فوج کو درستی کے ساتھ واپس ہٹا لینا اور مربع بنانا بخوبی جانتا تھا۔ باوجود ان سب خوبیوں کے فخر و شیخی کا اس میں نام نہ تھا۔ پورا مودب۔ متواضع۔ اور متین تھا۔ وہ اصولاً کبھی نہیں ہنستا تھا۔ اُس کا عام مقولہ تھا کہ "مرد کبھی نہیں ہنستا" بعض وقت سپاہی اُسکو ہنسانے کے لئے طرح طرح کی نقلیں اور مسخرہ پن کرتے جنکو دیکھکر پتھر کے بُت بھی مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو جاتے۔ مگر سارجنٹ نقال کے چہرہ کا ایک پٹھہ بھی متحرک نہ ہوتا۔ وہ اُنکی طرف صرف پدرانہ شفقت اور عفو و عطا کی نظر سے دیکھتا رہتا۔ لڑائی میں وہ بڑا بہادر تھا اور اُسکے خیالات مجتمع رہتے۔ دماغ میں کبھی تیزی اور اشتعال نہ آتا۔ نہ کبھی اُسکی طبیعت بے قابو ہوتی۔ اُسکی بردباری طبع اور سوجھ بلا کی تھی۔ ہر مشکل کیلئے اُسکے پاس کوئی نہ کوئی سبیل موجود ہوتی۔ ہر مصیبت کا علاج اور ہر خطرہ و مزاحمت کا تریاق اُسکے پاس تھا۔ اور غیر متوقعہ حادثہ پر اُسکو ذاتی تجربہ کا کوئی نہ کوئی حصّہ کام دیجاتا۔ اُسکا حافظہ غضب کا تھا۔ اور کوئی گذشتہ تجربہ یا معاملہ اُسے فراموش نہ ہوتا تھا۔ واقفکار ناظرین سے پوشیدہ نہیں کہ جنگ کے دوران میں بعض وقت فوج کیلئے رسد کا بہم پہنچانا نہایت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسی مشکل کیوقت وہ جس طرح رسد کا انتظام کر دیتا تھا وہ واقعی کمال حیرت افزا ہوتا تھا چنانچہ بسا اوقات جبکہ دوسرے سکوڈ بھوکوں مر رہے ہوتے تھے ہمبر اسکوڈ بڑے مزے سے کھانا کھانے میں مصروف ہوتا تھا۔ سپاہی پر وہ بہت مہربانی کرتا تھا۔ لیکن خطا یا انتظامی فروگذاشت سے کبھی درگذر نہ کرتا۔ سپاہی ایسے نادان نہ تھے کہ اُسکی سودمندی اور کارآمدگی کی قدر نہ کرتے۔ مگر وہ صرف اسی لئے نہیں بلکہ اُسکی انصاف پسندی سلیم الطبعی اور دیانت داری کیلئے بھی اُسے دل و جان سے پسند کرتے تھے۔ بیمار سپاہیوں کے ساتھ وہ مادر مہربان کی طرح شفقت پیش آتا۔ با ایں ہمہ اوصاف اپنی سپاہیانہ پیشہ سے علاوہ دنیاوی معاملات میں بچوں سے زیادہ سیدھا سادہ تھا۔ اُسکا کوئی عزیز رشتہ دار نہ تھا۔ اُسکا بیان تھا کہ مجھے عشق و محبت کی کبھی چاٹ نہیں ہوئی۔ مگر میں نے اُسے ایک دفعہ اپنی پرانی پاکٹ بک سے ایک عکسی تصویر نکالکر اُسکو پیار کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے تاڑ لیا تھا۔ ترک بطور قاعدہ کلیہ اپنی تصویریں نہیں اتروالتے۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ اسلام انسان کی تصویر اُتارے جانے کی ممانعت کرتا ہے۔ اس لئے نقال والی تصویر کا اصل ضرور عیسوی یا یہودی المذہب ہوگا۔ افواہاً اُسکی نسبت طرح طرح کی عجیب و غریب باتیں مشہور تھیں۔ تاہم اگر

اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ وہ کبھی کبھی کی تیز نگاہ سے گھائل نہیں ہوا تھا۔ پھر بھی یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ وہ محبت و عشق کی قابلیت ضرور رکھتا تھا۔ کیونکہ اُسے مجھ سے بھی بحد الفت و محبت ہو گئی تھی۔ اُسکے دل میں محبت و عشق کا احساس نہ ہوتا تو ایسا ہرگز وقوع میں نہ آتا۔ ابتدا سے لیکر انتہا تک نقال میرا ہمسر۔ ناصح مشفق اور دوست صادق رہا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اگر وہ نہ ہوتا تو میں کیا کرتا۔ میں نے جب کبھی اُس سے نصیحت امداد یا دوستانہ اعانت کی استدعا کی۔ اُسکی طرف سے ایک دفعہ بھی فروگذاشت نہ ہوئی۔ میں نجارسٹ میں اس سے علیحدہ ہوا۔ اور اُسکے بعد اُسکو دیکھنا یا اُسکی نسبت کوئی خبر سننا نصیب نہیں ہوا۔

میرے سکوڈیہ کا کارپورل صرف اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ وہ ترکی نن کمیشنڈ افسروں کا خاصہ نمونہ تھا۔ وہ جاہل جب ضرورت نہ ہو کاہل اور لاپرواہ شخص تھا۔ مگر ساتھ ہی قابل اعتبار مطیع اور دلی شوق سے فرمانبرداری کرنے والا تھا۔ وہ اپنی ذمہ داری پر اور اپنے دماغ سے کام لیکر با اختیار خود کبھی کچھ نہیں کرتا تھا۔ بلکہ ہمیشہ احکام کی تعمیل پر کفایت کرتا تھا۔ لیکن تعمیل نہایت تندہی اور جانکاہی سے کرتا۔ وہ اپنا فرض بخوبی ادا کرتا تھا۔ مگر فرض سے بڑھکر کچھ نہ کرتا۔ بہادری کی نسبت ثابت قدم زیادہ تھا۔ موت کی مطلقاً پرواہ نہ کرتا تھا اور کل گبروں سے بالعموم اور روسیوں سرویوں اور بلغاریوں سے بالخصوص نہایت ہی نفرت کرتا تھا۔ وہ قانع۔ صابر۔ بے انتہا جفاکش۔ کج اخلاق۔ درشت خو۔ کبھی کبھی وحشی مزاج مگر ساتھ ہی خوش چلن۔ پاکیزہ خیال اور اپنے ہم مذہبوں سے کمال خلیق اور خوش خو تھا۔

اپنی کمپنی کے سپاہیوں کی نسبت میں اپنی رائے ذیل میں درج کرتا ہوں۔ اور یہی رائے کل ترک سپاہیوں کی نسبت بالعموم صادق آتی ہے۔ حملہ کیوقت ان میں وہ انوی انفنٹری ایسی تیزی اور چھپٹ نہیں پائی جاتی۔ اس بارہ میں ردمانوی انفنٹری دیسی فوج پیدل پر بھی فوقیت رکھتی ہے مگر جب وہ بچاؤ کے پہلو پر ہوں تو اُن سے بڑھکر ثابت قدم۔ دلیر۔ اور جان باز کوئی نہیں ہو سکتا۔ جرمن جرنیل مولٹکی کی یہہ رائے بالکل درست ہے کہ "غنیم کے حملہ کے اس موقعہ پر جبکہ اور سپاہی بھاگ کھڑے ہوں ترکوں کی مدافعت کا اُسوقت ابھی آغاز شروع ہوتا ہے۔" ایسے حالات میں بھی جو اور اقوام کے سپاہیوں کو لازمی طور پر پراگندہ خاطر اور متزلزل کر دیتے وہ برابر مطیع اور زندہ دل رہتے تھے

اور ایسی فقر و فاقہ اور مصائب میں جو اوروں کو بالضرور ہلاک کر دیتیں تھے وہ نہ فقط زندہ ہی بلکہ مضبوط و توانا اور باہوش و حواس بھی رہے ۔

اس میں کلام نہیں کہ فتح پلیونا کے بعد بلقان کے شمال کی طرف کی قلعوں کی فوجوں کی سوار باقی کل عثمانیہ افواج کی ہمت و جوش میں یکبارگی کامل انقلاب اس طرح وقوع میں آیا کہ پہلے سپاہیوں کا رویہ اوسط درجہ کا ہوا۔ پھر ناقص اور آخر کار بزدلانہ ہو گیا۔ مگر اس تغیر کے اسباب اندرونی (یعنی سپاہیوں کی ذاتی خرابی سے) نہ تھے بلکہ بیرونی تھے۔ انتظام بالکل خراب ہو گیا تھا۔ پے در پے شکستوں نے انکے حوصلے پست کر دیئے تھے۔ اور سلطنت کی عاملانہ کل بالکل چکنا چور ہو گئی تھی۔ ایسے نادر اور اتفاقیہ اسباب و حالات سے جو اثر پڑے اس سے ہولکی کی اکڑ کی درستی میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔

اپنے سے بالاتر افسران فوج میں سے قائم مقام اور بریگیڈ کے درجوں کے افسروں کا تذکرہ میں نظر انداز کر جاتا ہوں کیونکہ محاربہ کے دوران میں مجھے تقریباً آدھی درجن کرنیلوں کی ماتحت رہنا پڑا۔ اور تین بریگیڈ بہ نوبت بہ نوبت ہم پر مقرر ہوئے۔ ان میں سے کس کس کا ذکر کیا جائے۔ البتہ ایک بریگیڈ کی نسبت یہہ بتا دینا شاید بے محل نہ ہوگا کہ وہ اپنے زعم میں خود کو شکل و شباہت اور لیاقت و قابلیت میں مولکی کے مشابہ سمجھتا تھا۔ اور کل کیمپ اسکی اس سفاہت پر ہنسی اڑایا کرتا تھا۔

ہمارا فریق عادل پاشا تھا وہ بہادر۔ چالاک۔ محنتی۔ جان نثار اور ترکی فوج کے بہترین افسروں میں سے تھا مشیر اس پر بڑا اعتبار کرتا تھا اور کل کیمپ میں وہ نہایت کامل اور قابل افسر گنا جاتا تھا۔ عادل پاشا کے بعد میں ناظرین سے انکا ایک ایسے شخص سے روشناس کرانیکی اجازت چاہتا ہوں جو قیامت تک آیندہ نسلوں میں محافظ پلیونا اور ترکوں میں عثمان غازی[1] کے نام سے مشہور رہیگا ۔

مشیر غازی عثمان نوری پاشا ۱۸۳۲ء میں ایشیا کوچک کے قصبہ توکٹ (توقاد) میں متولد ہوئے تھے۔ مکتب حربی کا امتحان پاس کر کے فوج سواران (کیولری) میں داخل ہوئے بحیثیت ملازم ثانی ۱۸۵۴ء سے ۱۸۵۶ء تک محاربہ کریمیا میں شریک کارزار رہے۔ ۱۲ مارچ ۱۸۵۵ء کو بمقام یوپاٹوریا (واقع کریمیا) شجاعت کے خوب جوہر دکھائے۔ ۱۸۵۶ء میں ملازم اول بنے۔

(۱) غازی کا خطاب بارگاہ سلطانی سے بہت کم خوش نصیبوں کو عطا ہوتا ہے۔ مشیر پلیونا کو یہہ خطاب سلطان المعظم نے ۱۸۷۷ء میں عطا کیا تھا۔ مصنف۔ ایشیائی افواج کے سپہ سالار مختار پاشا کو بھی اسیوقت غازی بنایا گیا تھا۔ مترجم

شام کی بغاوت (دروزاں ومارونیاں) کے انطفاء میں شریک رہے ۱۸۶۰ء میں توپ باشی کے درجہ پر ترقی یاب ہوئے۔ بغاوت کریٹ کی فرو کرنے میں شامل ہوئے اور ۱۸۶۶ء میں پہلی قول آغاسی اور پھر بن باشی بنائے گئے۔ ۱۸۶۷ء میں قائم مقام۔ اور ۱۸۷۱ء میں میرالائی ہوئے ۱۸۷۱ء اور ۱۸۷۲ء کی محاربہ یمن میں (جو باغی عربوں کے ساتھ ہوا) شریک رہے ۱۸۷۴ء میں میرلوا اور ۱۸۷۵ء فریق کے منصب پر سرفراز ہوئے۔ محاربہ سرویا میں انہوں نے بمقام آلیسوہ ۱۸ جولائی ۱۸۷۶ء کو اور بمقام سیچار ۷ اگست ۱۸۷۶ء کو سرویوں کو کامل زک دیکر محاربہ کا خاتمہ کیا اور ان فتوحات کے صلہ میں سلطان المعظم نے انکو مشیر کا اعلیٰ رتبہ مرحمت فرمایا۔

اگر اعزاز واحترام۔ شہرت وناموری۔ اور حشمت ودولت انسان کو خوش بنا سکتی ہے تو عثمان پاشا بے شک دنیا بھر میں سب سے خوش نصیب شخص ہیں اور ان کو اپنے تئیں ایسا سمجھنا چاہیے۔ اپنے ملک اور کل دنیا میں وہ زمانہ حال کے قابل ترین بہادروں اور مشاہیر زمانہ میں سے تصور کئے گئے ہیں۔ جس شہرت کے وہ واقعی حقدار ہیں۔ انہوں نے دنیا میں اپنے کارناموں کی دھوم برپا کر دی ہے۔ اور دنیا نے انکو بیشک درست طور پر موجودہ زمانہ کی لیونیڈاس[1]

[1] لیونی ڈاس یونان کے علاقہ سپارٹا کا بادشاہ تھا۔ وہ اپنے سوتیلے بھائی کلیومینیس کے بعد ۴۹۱ قبل مسیح میں تخت نشین ہوا۔ جب کیخسرو شاہ ایران نے کئی لاکھ فوج سے یونان پر چڑھائی کی تو اس نامور محب وطن نے جس کا نام قیامت تک صفحہ عالم پر ثبت رہے گا۔ تین سو جانبازوں سے درہ تھرموپائیلی پر کئی ہفتوں تک ایرانیوں کا مقابلہ کیا اور ان کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ آخر افیل ٹاس نامی باشندہ طراشینی کی غداری سے ایرانیوں کا ایک دستہ ایک اور پوشیدہ درہ سے عبور کر کے لیونی ڈاس کے عقب پر آ پہنچا۔ وہ اپنے بہادروں سمیت جان پر کھیل گیا اور ایرانیوں کو کامل فتح ہوگئی۔ تین سو میں سے صرف ایک شخص زندہ بچکر بھاگ گیا۔ مگر ابنائے وطن نے اس کو نہایت ذلیل کیا کہ ایسے میدان میں جان دینا ہزار زندگیوں سے افضل تھا۔ تیرے جیسے نالائق اور بدقسمت سے بولنا درست نہیں۔ ملک نے جان نثاروں کی یادگار کچھ عرصہ بعد میدان جنگ پر تعمیر کی۔ جس پر یہ عبارت کندہ ہے "اے مسافر لکیڈیمون (سپارٹیوں) سے کہدے کہ ہم انکے قوانین و احکام کی تعمیل میں یہاں آغوش لحد میں پڑے ہیں۔" لیونی ڈاس ۴۸۰ قبل مسیح میں اس میدان جنگ میں ملک پر قربان ہوا۔ مترجم

نام عطا کیا ہے۔ کیا اچھا ہوتا اگر وہ اپنی تیغ داغ اور بے نظیر سپاہیانہ شہرت و ناموری پر قناعت کرتے اور پالیٹکس (امور سلطنت) کے گندہ تالاب میں قدم نہ دھرتے۔ اُن کو ایسا کرنے سے پہلے یہہ سوچ لینا واجب تھا کہ دیو تا بچیں تو بچیں ورنہ کسی انسان کیلئے تو یہہ ممکن نہیں کہ وہ گندگی کو ہاتھ لگائے اور اُسکی انگلیاں اُس سے آلودہ نہ ہوں۔ مگر ہم ۱۸۷۸ء سے بعد کے واقعات کو انکے بے نظیر اور شاندار کارناموں کے لحاظ سے نظر انداز کرکے ناظرین کو وہ رعد نما گرج اور گونج یاد دلاتے ہیں جسنے اُسوقت جبکہ بلگیریا سے ایک گمنام قصبہ کی سبز بہاڑیوں سے عثمانؔ نے بآواز بلند روسیوں کی خوف زدہ افواج کے دل بادل کو یہہ حکم سُنایا تھا کہ "بس بہت آگئے اب آگے ایک قدم نہ اُٹھاؤ" اور زمین سے لیکر آسمان تک پلیونا کی محافظت کی دھاک بندھ گئی تھی تمام عالم کو متحیر و حیرت زدہ بنا دیا تہا۔ اور اُسکی لہر دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل گئی تھی +

عثمانؒ پاشا گو طویل القامت نہ تھے مگر بارعب اور پرجلال تھے۔ وہ خاموشی پسند ¹ وقلیل گفتار و کردار میں اکھڑ۔ اور موجودہ زمانہ کی خوش اخلاقی کی بیہودہ پابندیوں سے بالکل آزاد تھے۔ انکے کلام اور بشرہ میں کسی قدر متکبرانہ انداز پایا جاتا تھا۔ انکی آنکھیں غضب کی تیز تھیں۔ وہ جب² نگاہ اونچی کرکے کسی چیز یا انسان کو ایک دفعہ نظر بھر کر دیکھ لیتے سے اُسکے کل حالات سے اعجاز نما طریقہ سے واقف ہوجاتے تھے۔ وہ آنکھیں گویا انسان کے دل اور بیجان اشیاء کے اندرونی حالات

---

¹ عثمان پاشا جب روسیوں کی قید سے آزاد ہوکر قسطنطنیہ واپس آئے تو سلطان المعظم نے انکی بہت قدر افزائی کی اور ان کو امور سلطنت میں اپنا مشیر اور دست راست بنا لیا۔ وہ اب دربار ہمایون کے گرینڈ مارشل ہیں۔ ان کے ایک فرزند سے سلطان المعظم کی بڑی شہزادی کی نسبت سلطان بیاہی ہوئی ہیں جنکا مفصل ذکر بست سالہ عہد حکومت میں مندرج ہے۔ تدبر اور سپاہ گری متضاد چیزیں نہیں۔ ڈیوک آف ویلنگٹن فاتح نپولین جنگ واٹرلو کے بعد کئی برس اپنے ملک بادشاہ کا مدبر اعظم رہا۔ پس اگر غازی عثمان کو بھی امیر المومنین نے امور سلطنت کی انصرام میں اپنے ساتھ شریک کر لیا تو کوئی قباحت کی بات نہیں۔ غازی ممدوح سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوا کہ انکو اس سے نادم ہونا پڑے۔ مسٹر ہربٹ نے غالباً یونان کے بعض بدخصلت ومفتری اخباروں کی تحریروں اور بے بنیاد اتہاموں پر اعتبار کر لیا ہے۔ غازی عثمان کو رفیق غازی مختار بھی پالیٹکس میں داخل اور مصر میں عثمانیہ کمشنر ہیں۔ اور خود انگریز تسلیم کرتے ہیں کہ تدبر اور دنیا کی فنونکو ان سے مخرج ہے۔ مترجم

² چونکہ مصنف پاشا ممدوح کا حلیہ اُسوقت کا لکھتا ہے جبکہ وہ پلیونا میں تھے اسلئے وہ اس موقعہ پر ماضی کا صیغہ استعمال کرتا ہے۔ مترجم

گو ساحرانہ تاثیر سے تا ثر لینی نہیں مشیر ممدوح کا ایک عجیب خاصہ یہہ تہا کہ وہ اجنبیوں کو خواہ انگریز ہوں یا فرنچ۔ روسی ہوں یا جرمن۔ سب کو یکساں بہت برا سمجھتے تہے۔ ۱۸۷۶ء تک جنگ کی ضرورتوں کیلئے سوائے جنکی وجہ سے انگلومین۔ کریٹ وغیرہ جانا پڑا، وہ اپنے ملک سے کبہی باہر نہ گئے تہے۔ اور ترکی اور ٹوٹی پہوٹی عربی کے سوائے صرف فرنچ بول سکتے تہے۔ مگر وہ بہی اچہی طرح سے نہیں۔ وہ سپاہی آدمی تھے۔ انکو نمایشی تہذیب اور آداب مجلس سے کوئی سروکار نہ تہا۔ اگر وہ لندن یا پیرس کے کسی امیر کے کمرہ ملاقات میں کبہی داخل ہوتے تو شریک محفل بجید مہذب نازک طبع اور فارغ البال لیڈیوں کی ہوش و حواس پران ہوجاتے۔

چند برس ہوئے بعض اخبارات میں اُنکی وفات کی خبر شایع ہوکر بعد میں اُسکی تردید ہوگئی تہی۔ جہانتک مجہے علم ہے وہ ابتک زندہ ہیں۔ اور ترکی کے زہے نصیب۔ اگر وہ روس کے پہر فتح قسطنطنیہ کیلئے دوبارہ کوشش کرنیکے وقت تک (جو کوشش میری نفین میں آنی ہوگی اور اس میں یا ترکی ہمیشہ کیلئے معدوم ہوجائیگی یا روس کے ایسے دانت توڑ دیئے جائینگے کہ وہ پہر کبہی قسطنطنیہ کا نام نہیں لیگا) زندہ رہیں اور اپنے ملک کے جہنڈے کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں پکڑ کر دشمن روسیاہ کو اُسکی جسارت و طمع کا مزہ بخوبی چکہا دیں۔

اعلان جنگ کے ساتھ ہی فوج میں بے انتہا مستعدی شروع ہوگئی کمپنیوں بٹالینوں اور بریگیڈیوں کی علیحدہ علیحدہ قواعد سرفہ پہاڑیوں پر جہاں مشق کیلئے عمدہ جگہ تہی کئی کئی گھنٹوں تک ہوتی۔ یہہ قواعد بچوں کا کھیل نہ تھی بلکہ نہایت سخت اور واقعی جنگ کی چہوٹی بہن ہوتی تہی۔ نشانہ بازی کی مشق شروع کردیگئی اور کہلے دل سے کارتوس خرچ کئے جانے لگے حتی کہ عقلس ترکی کا یہہ اسراف دیکہہ کر تعجب سا ہوتا تہا میر لواء اور فریق تقریباً بلاناغہ پریڈ کراتے اور فوج کا جایزہ لیتے۔ جرابوں۔ بوٹوں۔ بنیانوں۔ وردیوں اور کوٹوں وغیرہ کی پڑتال کیگئی۔ تلواریں اور سنگینیں تیز کیگئیں۔ سائفلوں کے پرزے جدا جدا کرکے اُن کو صاف کیا گیا اور ہر ایک پرزہ کے درست اور مضبوط ہونیکا باضابطہ امتحان کیا گیا۔ ملحقہ دیہات اور قصبوں سے ہر ساعت گودام (چارہ۔ غلہ اور مویشی) چلے آتے تہے کمپ میں صرف اُسی قدر گودام رکہا جاتا تہا جو گذارہ کیلئے ضروری ہوتا۔ باقی شہر میں ذخیرہ کیا جاتا۔ فی سپاہی پانچ سو کارتوس کے حساب سے کل بٹالینوں میں کارتوس

تقسیم کئے گئے جن میں سے اسی اسی کارتوس سپاہی اپنی پیٹیوں میں رکھتی تھی۔ کمپ کے گرداگرد سنتریوں کے پہرے لگادیئے گئے جنکی جمعیت رات کیوقت بڑہا دیجاتی تھی۔ پہاڑیوں کے ہر ایک ضروری مقام پر چوکیاں بٹھادیگئیں۔ اور سرحد سرویا اور ڈنیوب کے ساحل کے دیہات و قصبات کی حفاظت کیلئے چھوٹے چھوٹے دستے بھیجدیئے گئے۔

سرحد سرویا کا قریب ترین مقام اَتوواسے شمال مغرب کیطرف ویدِن سے ۳۰ میل ہے۔ مگر ایک پہاڑی کے حائل ہونیکی وجہ سے وہ نظر سے چھپا ہوا ہے۔ رومانیا کو کل فوج کو ۹ مئی تک رومانوی اور ترکی فوج نے ایک دوسرے پر گولہ باری نہ کی یقینی دشمن تصور کرتی تھی۔ ۸ مئی کو ہی میں بھی کمپ سے روانہ ہوا جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔ سرویا پچھلے محاربہ میں ایسا بگڑ گیا تھا کہ وہ ابھی میدان جنگ میں پھر داخل نہیں ہوسکتا تہا۔ مگر یہہ سب کو علم تھا کہ پرنس میلان (والی سرویا) ملل یغما میں شریک ہونے کے لئے میدان میں اترنے کے واسطے صرف ترکی کے ایک دفعہ منہہ کے بل گرنیکا انتظار کر رہا ہے۔

پرنس (جواب بادشاہ ہے) چارلس والی رومانیا ہے گو باغی اور سرکش باجگذار رہتا۔ مگر پھر بھی ترک اُس کا ذکر کسی قدر عزت و ادب کے ساتھ کرتے تھے۔ پرنس (جو بعد میں بادشاہ ہو کر پھر معزول کیا گیا اور اب اُسکا بیٹا شاہ سرویا ہے) میلان والی سرویا کو ترک بہت نفرت اور حقارت سے یاد کرتے تھے۔ اور واقعات مابعد نے اُس کی کمینگی اور بے ایمانی کو واضح کر کے ثابت کر دیا کہ ترک اُسے بُرا کہنے میں بالکل حق بجانب تھے۔

ایک دفعہ میں نے اور جیک نے ایک سرب سے جو ترکی ملازم اور غالباً جاسوسی پر مامور تھا اور اکثر کمپ میں آتا رہتا تھا سرویا کی نسبت ذکر چھیڑ دیا۔ سلسلہ سخن اس طرح شروع ہوا کہ ہم نے اُس سے سربوں کی قومی شراب سلوووز کی ایک بوتل جو بیرٹن سے بنائی جاتی ہے اور نہایت مزیدار۔ مگر ساتھ ہی تیز بھی بیحد ہوتی ہے خریدی۔ اُس نے کہا کہ "میرے ہموطنوں کا حصہ کثیر ترکوں سے لڑائی کرنے پر رضامند نہیں ہے۔ ان کو ترکی قوم یا عثمانیہ گورنمنٹ سے کوئی شکایت نہیں ۱۸۷۶ء کی جنگ صرف میلان نے برپا کی تھی۔ وہ روس کے ہاتھ میں محض کٹ پتلی بنا ہوا ہے۔ محاربہ مذکور میں روس نے جو افسر ہماری مدد کیلئے روانہ کئے

ملہ ایکواس کے بیٹے الیکزینڈر نے جنوری ۱۸۹۳ء میں افواج سرویا کا سپہ سالار مقرر کردیا ہے معزولی کے بعد جو ہمیشہ [illegible]

تھے۔ اُن کا رویہ سخت نفرت انگیز تھا۔ وہ غالباً بلدیہ فوج کے بدترین لوگ تھے۔ انکی حرص و طمع۔ بددیانتی میخواری۔ بدچلنی۔ علت قمار بازی۔ نالیاقتی۔ بیرحمی وسفاکی اور بزدلی حد بیان سے باہر تھی "۔

کلافت کو ہم اکثر دوربینوں سے دیکھا کرتے تھے۔ اپریل کے آخری حصہ میں وہاں فوجوں کی نقل و حرکت دکہائی دینے لگی اور مزید توپیں بھی پہونچ گئیں۔ کل فوج کلافت کو دیکھہ کر دانت پیستی تھی اور دارالخلافہ کے حکام کے برخلاف انکی غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہ گئی تھی۔ شاہی منظور نظر۔ ناکارے مصاحب۔ نمائشی سپاہی (یعنی اعلیٰ فوجی افسر) اور خاتونان حرم کی سفارشوں سے مقرر شدہ پاشا مجلس حرب کے ارکان تھے۔ اور اُنہوں نے شیر کو کلافت اور ڈنیوب کی محولہ بالا جزیروں پر قبضہ کر لینے سے روک دیا تھا۔ سپاہیوں کو یہہ امر معلوم ہو گیا تھا کہ عثمان پاشا نے مفصل تجاویز ارسال کر کے رومانیا پر حملہ کرنیکی دربار سے اجازت مانگی تھی جسے مسترد کر دیا گیا۔ فوج کو اپنے سپہ سالار فاتح سیجار پر کامل بھروسہ تھا کہ وہ جس کام کو ہاتھہ ڈالیگا اُسے پورا کریگا۔ برعکس اسکے وزراء سلطنت اور فوج کے افسر اعلیٰ یعنی عبدالکریم پاشا پر جو ۲۳ جولائی تک سردار اکرم رہا۔ علانیہ بے اعتباری ظاہر کیجا رہی تھی۔ اور اُن کو مطعون کیا جاتا تھا۔

مَیں چند دنوں میں پچاس آدمیوں کی سکوڈرن کے افسر کے روزمرہ کے کاموں اور فرائض منصبی سے واقف

---

۵ عبدالکریم پاشا ۱۸۰۸ء اور بقول بعض ۱۸۱۱ء میں شرقی رومانیا میں پیدا ہوا تھا۔ اس نے ویانا میں فوجی تعلیم و تربیت پائی۔ اور کئی محاربوں میں بڑی نیکنامی حاصل کی۔ مگر اس کا بڑا کام فوج کی از سر نو ترتیب اور اصلاح تھی جس سے اُس نے ملک پر بڑا احسان کیا۔ ۱۸۷۶ء اور ۱۸۷۷ء میں پیرانہ سالی اور کمزوری کی وجہ سے وہ ناقابل ہو گیا تھا۔ اور اِس لئے ملک کی خدمت نہ کر سکا (یعنی رشوت لیکر غداری کرنیکا الزام مسٹر ہربٹ کی رائے میں بالکل بے بنیاد ہے مترجم)

۲۳ جولائی کو واپس بلا لیا گیا اور اُسکی جگہ محمد علی پاشا سردار اکرم بنا گیا۔ قسطنطنیہ میں بذریعہ کورٹ مارشل (فوجی عدالت) عبدالکریم کی تحقیقات اس جرم میں کی گئی کہ اُسنے روسیوں کو دریائے ڈنیوب کی عبور کرنے سے نہیں روکا۔ اثبات جرم پر وہ پہلی جزیرہ لمنوس کو اور پھر ڈس کو جلاوطن کر دیا گیا۔ اسکے بعد اُسکا کچھہ حال دُنیا کو معلوم نہیں ہوا۔ مصنف۔

ہو گیا۔ کیونکہ سارجنٹ نقال ایسا قابل اور ہمہ دان شخص ہر وقت میرے پاس موجود تھا۔ ان کاموں کا بڑا حصہ یہہ تہا۔ سپاہیوں کی دن میں دو دفعہ حاضری لینا۔ ہر روز علی الصباح ایک دستہ پانی لانیکے لئے ندی ڈلنسکا کو جو آنوا کے پاس سے گذر کر ڈنیوب میں گرتی ہے بھیجنا۔ یہہ معائنہ کرنا کہ آیا سپاہیوں نے اپنے کپڑوں خیموں اور جیبوں کو صاف اور بوٹ چیا بوں۔ وردی اور اسلحہ کو درست حالت میں رکھا ہوا ہے۔ اور کیا وہ بدچلنی اور شوخی تو نہیں کرتے نہانے اور کپڑا دہونیکے لئے دن اور وقت مقرر کرکے پھر ان کاموں کی نگرانی کرنا۔ راشن اپنے سامنے تقسیم کراکر کھانا اپنی نگرانی میں پکوانا۔ اسی طرح کے چند اور انتظامی متفرق کام ہوتے۔ مجھے دوسرے لفٹنٹوں کی نسبت حفظ صحت کا بہت خیال تہا۔ اس بارہ میں ایتسیوبی میرا ساتھی تہا۔ میں نے پہلے ہر ایک سپاہی کی قابلیت اور خوبی کو جانچ کر اُسکی حسب حال کام اُسے سپرد کردیا۔ الف کھانا اچھا پکا سکتا تہا اُسے باورچی بنا دیا۔ ب کفش دوزی جانتا تہا۔ بوٹوں کی مرمت اُسکے سپرد کردیگئی۔ ج کپڑے اچھے سی سکتا تہا۔ وہ اسی کام پر لگا دیا گیا۔ د حجامت عمدہ کرتا ہے۔ س کاریگر آہنگر اور رائفلوں کی مرمت بخوبی کرسکتا ہے۔ الغرض اسی طرح ہر سپاہی کو ایک ایک کام بانٹ دیا گیا۔ جو ہونیکے بعد میں نے ہر ایک نقص کو معلوم کرکے اُسکی اصلاح کرنی شروع کی۔ ق غلیظ رہتا ہے۔ نہانے دہونیکے دن اُسکی خاص نگرانی کیجائے۔ ک مٹو ہے۔ کھانیکے وقت اس پر نظر رکھی جائے دیکھے سے بلکہ آٹھ آدمی تک اسمیں بلکہ ایک تانبے کے رکاب میں کہانا کہاتے تھے۔ ن کے پاؤں کچے ہیں اسکا علاج کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ سارجنٹ نقال جنگ کی ابتدا سے لیکر جو ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۶ء کو سربوں کی ساتھ ہوئی تھی میرے آنے تک سکوڈ کا افسر رہا تہا۔ اور ہر ایک سپاہی سے اچھی طرح واقف تہا پس سب کے حسن و قبح مجھے اس سے معلوم ہو گئے۔ میرا کام صرف یہ تہا کہ اُسکی نصیحت کے مطابق عمل کرتا رہوں۔

فرصت کے وقت ہم افسر تلوار اور پستول کی مشق کرتے اور کبھی کبھی گھوڑے مستعار لیکر پہاڑیوں سے پرے تک سیر کرتے۔ ہم عموماً شطرنج اور چوسر کھیلتے تہے اور بھی کئی کھیلیں کھیلتے تھے۔ میں نے روزنامچہ بنا کر ہر روز کے قابل ذکر واقعات اس میں لکھنے شروع کردیئے۔ اور گھر بھی اکثر خط لکھتا رہتا تہا۔ جن کے جواب میں مجھے جب تک میں شین کیمپ میں رہا کئی خط موصول ہوئے جس دن ڈاک آتی تہی اُس دن

عجب مذاق بنتی تہی۔ سپاہی چٹہی رسانوں پر ٹوٹ پڑتے تہے اور ترکی کاہل الوجودی اور لاپروائی کا نام
ونشان نہ بچا تہا۔ ڈاک کے آنیکا کوئی خاص دن مقرر نہیں تہا۔ نہ وہ باقاعدہ پہنچتی تہی۔ وہ بالاوسط
ہفتہ میں ایک دفعہ تقسیم ہوتی تہی مگر رفتہ رفتہ انتظام ابتر ہو گیا۔ ہم میں سے بعض افسر وڈین کے ایک
یونانی سوداگر سے باقاعدہ یورپین اخبار منگوایا کرتے تہے۔ جو عموماً تین ہفتوں کے پرانے ہوا کرتے تہے۔
ترکی اخبار بہی کبہی کبہی تقسیم کئے جاتے تہے۔ فرانسیسی ناول۔ آسٹرین اخبار۔ پہل مٹھائیاں اور ہر طرح کی
چہوٹی چہوٹی چیزیں پہیری والوں سے جو زیادہ تر یہودی یا حبشی ہوتی تہی۔ خریدی جاسکتی تہیں۔ یہہ لوگ
ہر وقت کیمپ کا محاصرہ کئے رہتے تہے کیونکہ یہہ بہی بلا اجازت و پروانہ کیمپ کے اندر نہیں آسکتے تہے۔
سپاہی کشتی دوڑ اور گدہے پر سوار ہوکر ان کو دوڑانے سے اپنا دل بہلایا کرتے۔ ان دوڑونکے
وقت افسر بہی پاس چلے جاتے اور جیتنے والے کو بالعموم قہوہ یا سگرٹ انعام میں دیتے۔ شام کے بعد سپاہی
جہنڈ کے جہنڈ الاؤن کے گرد بیٹہ جاتے اور قصہ کہانیوں سے دل بہلایا کرتے۔ بعض سپاہیوں کو قصہ
خوانی میں عجیب مہارت تہی۔ ترکی زبان بذاتہا ایسی شیریں اور سریلی ہے کہ اسکو زیادہ دل پسند بنانے کیلئے
کسی ساز یا راگ کی احتیاج نہیں۔ ترکی سپاہیوں میں جرمن اور فرنچ کی سی بدمستانہ اور وحشیانہ
تفریح اور کہیل بازی کا نام ونشان نہیں۔ وہ قانع اور متین ہوتے ہیں اور معمولی باتوں سے ہی دل بہلا
لینا خوب جانتے ہیں۔ موسم خوشگوار تہا۔ مئی میں ہی ہم گویا گرما کے وسط میں پہونچ گئے تہے۔ بارش گاہ
بگاہ ہلکی سی ہو جاتی جس سے کوئی بے آرامی نہ ہوتی۔ جون میں گرمی پڑنی شروع ہو گئی۔ مگر شمالی سرد
ہوا و شبنم دار راتوں نے اسے زیادہ محسوس نہ ہونے دیا۔ جولائی میں حرارت کی حد انتہا کو پہونچ گئی۔
اور سارا مہینہ سخت گرمی رہی۔ کیمپ میں بینڈ کوئی نہ تہا۔ مگر بگلوں طبلوں اور مختلف سپاہیوں کی سیٹیوں
اور بانسریوں وغیرہ کو ملا کر کئی بینڈ بنا لئے گئے تہے۔ کیمپ میں کئی بڑے نقارے طبل اور جہانجہیں
بہی موجود تہیں سپاہی کبہی کبہی ان کو بہی نکال لیتے۔ اور بجانا شروع کر دیتے جس سے عجیب کہلبلی پڑ جاتی
ایک کے پاس ہوادار بانسری بہی تہی جسکی آواز بعینہ ایسے گدہے کی آواز کے مشابہ تہی جسکو کتوں
نے کاٹ کہایا ہو اور وہ مارے درد کے رینک رہا ہو۔ ترکی میں فوجی کیمپوں کے گرد بہی اکثر آوارہ
گرد کتے جمع ہو جاتے ہیں۔ جنگ سرویا میں ایک سپاہی کو سربوں سے ایک ہورنا ہاتہ آگئی تہی۔
جسکی آواز ان آوارہ گرد کتوں کی آواز سے کچہہ کم نہ تہی۔ اسکو سنکر کیمپ کی بلی خودسری پہ

آمادہ ہو جاتے۔ بعض وقت جنبی لوگ سپاہیوں کو ناچ رنگ سے خوش کیا کرتے۔ انکے مرد بانسریاں
اور سارنگیاں بجاتے اور سیاہ چرم شوخ چشم کنواری لڑکیاں عجیب و غریب لہنگے پہنے ہوئے بطرز دلپسند
مجرا کرتیں۔

ایک خیمہ میں دس سپاہی رہتے تھے کمپنی کے ہم پانچوں افسروں کے پاس ایک خیمہ تھا خیمہ عمدہ مضبوط
اور آرام دہ تھے۔ ہم نے اپنے خیمہ کو خوب مکلف اور باآسائش بنا لیا تھا۔ ہم نے ایک میز بہم پہنچائی
تھی جو خیمہ کی درمیانی چوب کے گرد بچھا دیگئی تھی۔ میز کے گرد کئی سٹول تھے۔ خالی چوبی صندوقوں سے
کمپنی کے بڑھئیوں نے ہم کو دو الماریاں بنا دی تھیں جنپر سبز و سرخ روغن بھی کر دیا گیا تھا۔ اور پرانے
برتنوں سے منہ ہاتھ دھونیکی تپائی بنوا لیگئی تھی۔ فرش پر بوریے اور پوستینیں بچھی ہوئی تھیں۔ ہمارے
بستر زمین پر تھے۔ ہر ایک کے پاس چٹائی تکیہ اور دو کمبل تھے۔ علاوہ بریں ہم نے کئی چھوٹی چھوٹی چیزیں
آرائش استعمال اور آرام کیلئے وڈین۔ دیہات اور پھیری والوں سے خرید کر لی تھیں۔

میرا تو دل چاہتا تھا کہ اپنے ناظرین کو اس سارے شہر خیام کی سیر کراؤں اور انکے فرنق کے سبز
کپڑے کے تکلف شامیانہ جس پر سرخ فیتے لگے ہوئے تھے۔ ڈاک خانہ۔ تار گھر۔ افسران سٹاف کے دفتر
باورچی خانوں۔ درکشاپوں دکار خانوں، اصطبلوں۔ اور ہزاروں دوسری عجیب غریب چیزوں کا جنکے
صرف نام بتلانے کیلئے کئی صفحے چاہئیں بخوبی معائنہ کراؤں مگر عدم گنجائش سے معذور ہوں۔

وڈین کی فوج کا انتظام اسکے قابل اور مستعد کمانڈر کی طفیل دیگر ترکی افواج سے بہتر تھا۔ مگر باوجود
اس بہتری کے وہ جرمن یا آسٹرین حتی کہ روسی فوج کے انتظام سے کوئی لگا نہیں کھاتا تھا۔ میں نے
روس میں ترک اسیروں کی زبانی سنا کہ مشرقی رومیلیا کی ترکی، افواج کی حالت جنگ سے پیشتر بھی
بیحد ناقص تھی۔ البتہ جب محمد علی پاشا بعد میں سر براکرم ہوئے اور انہوں نے خائن ترکی افسران
کو جرمن قواعد سیاست اور دیانت دارانہ روش سے قابو کیا تو کسی قدر معاملات کی صورت سدھر گئی۔
اگر ہماری فوج کا کمانڈر عثمان اور انکا اعلیٰ سٹاف افسر لائق طاہر پاشا نہ ہوتا تو ہم کس حالت میں ہوتے؟
یہہ ایسا سوال ہے جسکا جواب دینے کی میں جرات نہیں کر سکتا۔ بایں ہمہ اشیاء خوردنی میں سے بسکٹوں کے سوا
جو وڈین میں بنتی تھیں اور عمدہ قسم کی ہوتی تھیں اور کسی چیز کے بہم پہنچتے رہنے کا یقین نہیں تھا۔ چنانچہ
ایسا کئی دفعہ ہوا بھی جب گوشت۔ روٹی نمک وغیرہ کا ذخیرہ کم ہو جاتا تو سپاہیوں کو یہہ چیزیں

کھیتوں اور خالی مسکونہ مکانات سے ستغا یا للہ مانگنی یا چرانی پڑتی تھیں۔ لوٹ مار کی سخت ممانعت تھی۔ مگر سپاہی کو آخر پیٹ کیلئے کچھ نہ کچھ ضرور چاہئے لہٰذا بعض اوقات اس کا انسداد نہیں ہو سکتا تھا لیکن ایسے وقوعے شاذو نادر ہوتے تھے۔ وڈیدن کے فوج کے نظام کی عمدگی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہو کہ ان وقوعوں کا اثر عام سپاہیوں پر مطلقاً نہیں پڑتا تھا اور وہ انکی مثال بدسے دلیر ہو کر کبھی بھی غارتگری کے ارتکاب کا خیال نہ کرتے تھے۔

یہہ کل خرابیاں بدمعاش ردیف پاشا وزیر حرب کی پیدا کی ہوئی تھیں۔ اسنے اپنے فرائض کی تعمیل سے غفلت کی۔ اپنے بادشاہ کو دھوکہ دیا اور ان بیشمار نقصوں کی درستی کیلئے جنکی اکثر کمانڈر بآواز بلند اور علی التواتر شکایت کر رہے تھے کوئی کوشش نہ کی۔ رسد کی بدانتظامی اور کمی کو علیحدہ رکھکر میں ردیف کی انتظام بد کی چند اور مثالیں تحریر کرتا ہوں۔ فوج پیدل کی جمیعت کے مقابلہ میں آرٹلری اور کیولری میدان جنگ میں ناکافی تھیں توپخانہ۔ گولہ بارود کی گاڑیوں اور سامانی چھکڑوں کیواسطے مویشی اور بارکش گھوڑے ضرورت سے بہت کم تھے۔ کپڑوں اور وردیوں کے رزیدو اسٹور محفوظ گودام ضرورت کیوقت کام دینے کیلئے ؛ بالکل ندارد تھے۔ سڑکیں اور پل نہایت ردی حالت میں تھے۔ کمانڈروں کے نام سرفت ایسے احکام صادر ہوتے تھے جو پہلوں سے مطلقاً متضاد ہوتے جس سے کمانڈر عجیب مخمصہ میں پھنس جاتے تھے۔ انکو کوئی قطعی اور مناسب ہدایات نہیں دیجاتی تھیں۔ انکو پہلے ایک طرف جانیکا حکم ملتا اور پھر چند دنوں کے بعد حکم پہنچ جاتا کہ واپس لوٹ آؤ جس سے فوج مناسب وقت پر کہیں نہ پہونچ سکتی۔ اور بیفائدہ ادھر اُدھر ٹانگیں توڑتی پھرتی۔ بعض وقت کمانڈروں کو نہایت ہی ضروری اور تاکیدی استفسارات پیغامات تاربرقی کا کئی دنوں بلکہ ہفتوں تک کوئی جواب نہ دیا جاتا۔ آرٹلری کی یہہ حالت تھی کہ گو برُوئے ضابطہ ہر ایک باتری کے ساتھ گولہ بارود کی چھہ گاڑیاں ہونی لازمی تھیں مگر کسی باتری میں دو یا تین گاڑیوں سے زیادہ نہ تھیں۔ پل بنانیکا کوئی سامان نہ تھا۔ اس غرض کیلئے کوئی کمپنیاں نہ تھیں صفائی اور حفظ صحت کا عملہ ندارد۔ اور انجنیر بالکل یا تقریباً مفقود تھے۔ وڈیدن میں عثمان پاشا کے پاس انفنٹری کی ۴۴ پلٹنوں کے مقابلہ پر کیولری کے کلم سات سکوڈرن رسالے تھے !! اس غدار وخائن وزیر پر آخرش میں کورٹ مارشل کیا گیا اور اُسے جزیرہ ہنوس کو جلاوطن کر دیا۔

کھلے میدان کی رہایش اور مشق و کثرت میرے اور جنگ کیلئے نہایت مفید ثابت ہوئی ہماری صحت بہت عمدہ اور طبیعت امنگوں پر تھی۔ کیمپ (یعنی کیمپ میں رہنے کی) طرز زندگی سے ہماری طبیعت کبھی بھی نہ اکتائی۔ خدا کی خاص نعمت تازہ ہوا اور کھلے میدان کی بود و باش اور مشق و قواعد نے بلحاظ اخلاق و آب و ہوا شہروں کی ناپاک اور آلودہ گلیوں میں کلرک کی (منشی گری) کا نامردانہ کام کرتے رہنے کے بعد مجھ پر ایسا اچھا اثر کیا جو اب تک زائل نہیں ہو سکا (یعنی میری صحت اور قوی بہت عمدہ ہو گئے) کیمپ کی زندگی میں سب سے بڑھ کر مجھے وہاں کی تمدنی اور معاشرتی آزادی پسند آئی۔ ہم سب ٹھیک بارہ ہزار مرد تھے۔ اور عورت ایک بھی نہ تھی۔ مگر پھر بھی ہم ان حجروں سے جنکی آرام و آسائش کی بارہ بارہ عورتیں (بیویاں۔ لڑکیاں۔ باندیاں اور خوشدامنیں) متکفل ہوں بدرجہا زیادہ راحت و آرام میں اُنسی کئی حصّے زیادہ خوش تھے۔

اسکے بعد اب میں فوجی زندگی کا دوسرا رُخ دکھاتا ہوں چھوٹے جرائم کیلئے بہ سزا ملتی تھی۔ راشن کے کچھ حصّہ کی ضبطی۔ اُن شیڈوں میں جو اس غرض کیلئے بنائے گئے تھے نظر بند کرنا۔ یا تکلیف دہ مگر بے ضرر سزا (بید) دینا۔ یہ اسطرح دیجاتی تھی خطاکار کے ہاتھ اور پاؤں بنت کو کے اوپر سے باندھی جاتیں۔ اور سر کو کاٹھ میں دیدیا جاتا۔ اس طرح ٹانگوں اور پیٹھ سے زاویہ قائم ہوجاتا۔ اس زاویہ کی نوک (یعنی چوتڑوں) کو ننگا کر دیا جاتا اور پھر بانسی بید کے دس بارہ سخت ضربات سے وہاں کا طبعی کپڑا (یعنی جلد) بھی تھوڑی دیر میں غائب ہوجاتا۔ میں نے ایک مرتبہ ایک سپاہی کے گجلاپن اور بیحیائی کی شکایت کی۔ کپتان نے اسکا ذکر میجر سے کیا جس نے مذکورہ بالا دوالی کی پچاس گولیاں دیئے جانیکا حکم دیا۔ جو اُسکو میرے سامنے کھلائی گئیں مجھے یہ امید نہ تھی کہ میری شکایت پر ایسی سخت سزا دیجائیگی۔ مگر اب اسکا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا تھا۔ تاہم بعد میں مجھے اسے بہت خوشی ہوئی سپاہی کی حالت سزا کے بعد بہت سدھر گئی۔ دو تین دن تک بیٹھتے وقت جو عجیب وغریب حرکات اس سے سرزد ہوتی تھیں۔ اُن سے دوسروں کو ہنسی بھی تو خیر آتی تھی۔ مگر ساتھ ہی اُنکے لئے عبرت بخش بھی تھیں۔ اوّل سکوڈ کے ایک سپاہی کو اپنے ساتھیوں کے راشن چُرا لینے پر اتنی مرتبہ بید پڑے تھے کہ اسکا چمڑا کمال سخت ہو گیا تھا اور اُسے ذرہ بھر تکلیف محسوس نہ ہوتی تھی چنانچہ اب جب کبھی اُسے سزا ملتی تو وہ بڑے مزے سے چپ چاپ پٹتا تھا

اور بید کھاتا جاتا +

افسروں کو رخصت سے زیادہ عرصہ غیر حاضر رہنے یا پریڈ پہ دیر کرکے آنے اور ہچون قسم خفیف خطاؤں پر عارضی نظر بندی کی اور جب یہہ خطائیں متواتر سرزد ہوں یا اُن سے بڑھکر سنگین نالائقی کا ارتکاب ہو تو وڈین میں قید کردیے جانے یا تنزلی کی سزا دیجاتی مشیر سر لوار کے درجہ تک ترقی دینے کا اختیار رکھتے تھے۔ بعد ازاں یہ اختیار خود فریق کے درجہ تک ترقی دینے کے بھی اختیارات انکو ملگئے جس سے صاف ظاہر ہے کہ سلطان المعظم کو ان پر کس درجہ کا اعتبار تھا۔ وہ تنزل بھی کرسکتے تھے۔ اور کرتے رہے۔ مگر میرے واقف افسروں میں سے کوئی تنزل نہ ہوا۔

فراری۔ عدول حکمی۔ غداری۔ ستر بانہ فرائض سے غفلت ایسے سنگین جرائم کی سزا موت تھی۔ بعد میں بزدلی بھی اپنی جرائم کی شق میں داخل کردیگئی تھی۔ وڈین کا ایک فراری بہ کوواکے قریب سرحد سرویا کو عبور کرتا ہوا پکڑا گیا تھا جسے دوسرے ہی دن علی الصباح گولی ماردیگئی۔ میں تعمیل سزا کے وقت موجود تھا اور مجرم کی دلجمعی اور بشاشت کو دیکھہ ششدر رہ گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے توبہ و استغفار کرکے خدا سے اپنا معاملہ صاف کرلیا تھا۔ اُسکا مردہ جسم پہلی لاش تھی جس کو میں نے اپنی عمر میں دیکھا۔ مگر چند ہی مہینوں کے بعد مجھے ہزاروں بیجان جسم دیکھنے پڑے +

وڈین سے کوئی زیادہ لوگ نہ بھاگے۔ اور جب یہہ فوج بلیونا چلی گئی تو وہاں بھی نومبر تک بہت تھوڑے اور لمبے لمبے وقفوں کے بعد معدودے چند سپاہی فرار ہوئے۔ مگر سلیمان کی فوج کے سوائے باقی ترکی افواج کی یہہ کیفیت تھی۔ دشمن کے خوف سے نہیں بلکہ محض قلت و کمیابی رسد سے سالم کمپنیوں کی کمپنیاں فوج سے بھاگ جاتی ہیں حتی کہ بعض اوقات دو دو یا تین تین کمپنیوں کے پسماندہ سپاہیوں کو ملاکر ایک ایک کمپنی بنائی جاتی رہی۔ کیا یہہ قابل افسوس امر نہ تھا کہ ترکی قدرتی طور پر تو یورپ کے زرخیز ترین اور نہایت بارور ممالک میں سے ہو اور اُسکی فوجیں رسد نہ ملنے سے بھاگ جائیں۔

جاسوسوں کی تجویز کورٹ مارشل کے ذریعہ سے کیجاتی تھی اور اثبات جرم پر اُن کو کبھی گولی سے مروا دیا جاتا اور کبھی پھانسی پر لٹکا دیا جاتا جب تک میں وڈین کیمپ میں رہا۔ پانچ یا چھہ شخص جو سب کے سب بلغاری تھے اس جرم میں قتل کئے گئے تھے بہت سے شتبہان کو بوجہ عدم ثبوت چھوڑ دیا گیا۔

عیسائیوں کی بیحرمتی کرنا اور اُنکی مال و اسباب کو لوٹنا سنگین جرائم سمجھے جاتے تھے۔ اُسکی پاداش میں عموماً

بید کی سخت سزا دیجاتی تھی۔ عیسائی کے قتل کی سزا سے موت تھی دکلید سٹون اور اُسکے چیلے چانٹو نکی نظر سے اگر یہہ کتاب گذری ہوگی تو یقین کامل ہے کہ وہ اس فقرہ سے آنکھیں موند کر گذر گئے ہونگے۔ ہم کمپ کے گرد لوٹیرے گداگر ہر وقت لگے رہتے تھے جب ہم پلیونا گئے تو وہاں بھی وہ ہمارے پیچھے پہونچ گئے جب یہہ لوگ عین ارتکاب جرم کے موقعہ پر پکڑے جاتے تھے۔ تو ان پر مطلق رحم نہیں کیا جاتا تھا۔ مئی میں چھہ لوٹیرے ایک ملغاری مکان کو لوٹتے ہوئے پکڑے گئے اور انکو وہیں اُسی وقت پھانسی دیدیا گیا۔ جب لڑائی شروع ہوگئی تو کفن چوروں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جاتا تھا۔ ایک دفعہ ایسے بارہ بدمعاش پکڑے گئے اور ان کو ایک قطار میں پھانسی دینے کے کام میں خود میں بھی بڑی خوشی سے شریک ہوا۔ مجرموں کے تلووں کو ضرب لگانیکی سزا کو میں نے ایکدفعہ دیکھی۔ فوج میں اسکا رواج ایک طرح سے منسوخ ہوچکا تھا۔ برس دو ایک کے بعد قانوناً کل سلطنت میں اسکا رواج دور کردیا گیا۔

مجھے کبھی سزا نہ ملی۔ البتہ ایک دفعہ معتوب ہوا۔ اس میں میرا ذاتی قصور کچھہ نہ تھا۔ مگر اُسکا مفصل ذکر موقعہ پر کیا جاویگا۔ ابراہیم اور سیمور کی ملازمت بالکل بیداغ رہی۔

کمپ کی طرز معاشرت کے بیان کو ختم کرنے سے پہلے اُسکے مذہبی پہلو کا مختصر سا بیان بھی ضروری ہے۔ چونکہ کمپ میں کوئی مینار نہ تھا اسکی جگہہ دو لمبی بانس کھڑے کردئیے گئے اور اُنکے درمیان ایک سیڑھی باندھہ دیگئی صبح شام ایک فربہ اندام ملا سیڑھی پر سے اوپر چڑھہ کر اذان دیتا۔ اُسکو سنتے ہی کل سپاہی جمع ہوجاتے اور باجماعت نماز ادا کرتے۔ قرات بہت مختصر پڑھی جاتی تھی۔ ہر جمعہ کو بڑا پریڈ (جانیرہ) ہوتا۔ اور دوپہر کے وقت سپاہیوں کو علیحدہ علیحدہ جماعتوں میں باری باری ودین کی مساجد کو بھیجدیا جاتا۔ مگر مئی میں یہہ دستور بند کردیا گیا۔

۸ مئی کو علی الصباح میں نے ایک دن کی رخصت لی اور خوب بن ٹھن کر شہر کو چلدیا۔ ودین دوسرے ترکی شہروں جیسا پایا گیا۔ جو باہر سے بڑے خوبصورت دکھائی دیتے ہیں مگر اندر سے بہت تنگ و تاریک اور غلیظ ہوتے ہیں۔ بازار تنگ خمدار غلیظ اور گداگروں اور کتوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اور مکانات خستہ حال تھے۔ فرش برائے نام اور اکثر کوچہ بازاروں میں مطلقاً نہ تھا۔ اور ہر جگہہ گندے پانی اور خون کے گڑھے بھرے ہوئے اور غلاظت کے انبار لگے تھے +

میں بازار میں جاکر سگرٹوں کی دوکان معلوم کرنیکے لئے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں افسروں کا ایک گروہ جو آپس میں نہایت اہم طور پر صلاح و مشورہ کر رہے تھے اور برابر قدم اُٹھائے چلے آتے تھے موڑ پر سے آ پہونچے۔ سب سے آگے ایک خوش شکل اور روشن نظر افسر تھا۔ اُسکی داڑھی نہایت خوبصورت تھی اور اُسکو دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا تھا کہ قدرت نے اُسے حکم کرنیکے لئے پیدا کیا ہے۔ بازار میں جتنے سپاہی موجود تھے سب نے اُسے فوجی قاعدہ سے سلام کیا اور ترک و یہودی اہالیان شہر مشرقی وقار و احترام سے آداب بجا لائے وہ بالکل سیدھی سادھی وردی پہنے ہوئے تہا جس پر کوئی تمغہ یا ربن لگی ہوئی نہ تہی۔ مجھے دیکھتے ہی یقین ہو گیا کہ ہونہ ہو مشیر عثمان پاشا جنکو میں نے ابتک پہلے نہ دیکھا تہا یہی ہیں۔ انکے ساتھ ساتھ ہمارا فریق عادل پاشا اور دو اور افسر جنکو میں اسوقت نہ جانتا تھا چلے آرہے تھے جو بعد میں معلوم ہوا کہ انمیں سے ایک طلعت بک تھا جو ئے ازیار ان مشیر تھا۔ دوسرا انجنیروں کا افسر تھا۔ اسکا نام مجھے بھول گیا ہے۔ اور محاربہ کی جو تاریخیں میں نے دیکھی ہیں اُن میں بھی اُسکا نام نہیں ملا جب کبھی اُسکا پھر ذکر آیا تو میں اُسے علی بک کے نام سے تحریر کرونگا۔ اِن چاروں افسروں کی بشرہ سے صاف ٹپک رہا تھا کہ وہ بڑی گہری سوچ میں ہیں۔ وہ آنکھیں نیچی کئے ہوئے چل رہے تھے اور مشیر کے چہرہ پر رنج و فکر تردد اور ثبات و عزم بالجزم کے آثار ملے ہوئے نمایاں تہے۔ اُنکے پیچھے سات یا آٹھ افسر اور تھے جنہیں میر اسحیر۔ طاہر پاشا اسٹاف کا اعلیٰ افسر، اور حاسب بک رؤیدن فوج کا اعلیٰ ڈاکٹر بھی تھے۔ آخر الذکر افسر نے پلیونا میں ثابت کر دیا تھا کہ وہ نہایت ہی لائق و قابل شخص ہے۔ اور عام ترکی فوجی سرجنوں سے بہت ہی مختلف ہے۔

میں نے اپنی خوشبودار سگرٹ کو جو محمد حسین پاشا کی عطیہ میں سے تھا زمین پر پھینک دیا اور ٹوپی کو درست کر کے ٹھیک فوجی انداز سے کھڑا ہو گیا۔ جب یہہ مجمع میرے پاس سے گذرا تو عادل پاشا نے جو مجھے جانتا تھا اتفاقاً نظر اوپر اُٹھائی۔ اور مجھے دیکھ کر مشیر کو کچھ کہا جس نے اُسی عجیب و غریب انداز سے جسکا ذکر میں ناظرین کو ناموعازی سے روشناس کرتے وقت کر آیا ہوں میری طرف دیکھا میجر تقی کو پاس بلایا۔ اور کل مجمع بت کی طرح میرے سامنے کھڑا ہو گیا۔ مشیر نے جنکی آواز بلند اور بہاری تھی عادل پاشا کو کہا۔ "اس سے دریافت کرو کیا وہ فرانسیسی جانتا ہے"؟ میرا خیال ہے کہ یہہ سوال مشیر موصوف نے محض اپنے رتبہ کے لحاظ سے براہ راست مجھ سے نہیں کیا تھا۔ عادل نے

مجھہ سے ترکی میں دریافت کیا اور میں نے اثبات میں جواب دیا۔ اِس پر شیر نے دوسرے مجمع کے ایک کرنیل کو مخاطب کر کے کہا۔ "اُس سے فرنچ میں پوچھو کہ وہ یہاں کیا کر رہا ہے"۔ کرنیل نے اپنا گلا صاف کر کے عجیب و غریب تلفظ[1] سے فرانسیسی میں دریافت کیا۔ "تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" میں نے جواب دیا کہ "میں کرنیل سے ایکدن کی چھٹی لیکر شہر کی سیر کرنے آیا ہوں"۔ یہہ جواب سُنکر مشیر نے ایک لحظ کیلئے کچھہ سوچا۔ پھر لاپروائی سے سر کا اشارہ کر کے چلدیے۔ عادل پاشا اور میجر تقی نے جو مجھے ذاتی طور پر جانتے تھے میرے سلام کا جواب دیا۔ دوسروں نے کچھہ خیال نہ کیا)۔ اور اُس شخص سے جس نے دنیا کی تاریخ میں اپنا نام قیامت تک ثبت کر دیا ہے میری پہلی ملاقات اسطرح پر ختم ہوئی +

سگرٹ کا جو حصّہ میں نے پھینکدیا تھا اُسے جھٹ پٹ ایک گداگر نے اُٹھا لیا۔ اُسکی قطع عجیب تھی اور اُسکے جسم سے ایسی بو آتی تھی کہ معدن گداگران یعنی ٹرکی میں یا اس سے باہر کہیں بھی فقیر کے جسم سے ایسی بو نہیں آئی۔ نہ میں نے ویسی عجیب قطع کسی اور کی دیکھی ہے۔ مشیر اور اُنکے ہمراہیوں کے بعد توپخانہ کا ایک لفٹنٹ میرے پاس سے گذرا۔ میں نے اُس سے سوال کیا۔ "کیا تم مجھے ایسی دوکان کا پتہ دیسکتے ہو جہاں سے عمدہ سگرٹ ملسکتے ہوں؟" اُس نے جواب دیا۔ "موڑ سے پھر جاؤ۔ دائیں طرف ایک چھوٹی سی دوکان ہے جسکا دروازہ سبز ہے۔ اُسکا مالک ایک آسٹرین یہودی شبکل[2] ہے۔ جو وہ مانگے اُس سے آدھا دینا۔ گو پھر بھی وہی نفع میں رہیگا"۔ میں یہہ عمدہ سفارش سُنکر دوکان پر گیا۔ اور سبز دروازہ کو مٹھی سے کھٹکھٹایا۔ جسے ایک خوبصورت یہودن لڑکی نے آکر کھولدیا۔ اُسکی عمر مشکل انیس برس کی تھی۔ اُسکی پوشاک یورپین قطع کی تھی مگر کپڑوں کے رنگ ایشیائی مذاق کے موافق نہایت شوخ او چمکیلے تھے۔ میں نے ترکی میں اپنے آنیکی غرض بتائی جس پر اُس مُت طناز نے کچھہ عرصہ تک اپنی خوبصورت آنکھیں مجھہ پر جمائے رہنے کے بعد عجیب مسکراہٹ سے جرمنی زبان میں سوال کیا۔ "اے افسر کیا تم جرمن نہیں ہو؟" گو مجھے معلوم تھا کہ میں ایسی یہودی کی دوکان پر جا رہا ہوں جسکی مادری زبان[2] جرمن ہے۔ تاہم میں لڑکی

---

[1] فرانسیسی زبان کا تلفظ ایسا مشکل ہے کہ اجنبی فرانس میں رہنے یا خود کسی فرانسیسی سے سبق لینے کے بغیر کبھی درست لہجہ اور تلفظ ادا نہیں کر سکتا۔ مترجم

[2] خاص آسٹریا کے باشندوں کی زبان جرمن ہے۔ مترجم

زبان سے یہہ فقرہ سُنکر حیران رہگیا۔ اُسکا لب و لہجہ بالکل صاف اور آواز دل پسند تھی۔ میں نے جواب دیا
ہاں جان من۔ اور چونکہ یہہ استحقاق ہر جرمن کو حاصل ہے کہ پردیس میں وہ جس جرمن لڑکی کو دیکھے اُسے چوم
لے۔ میں تیرے لب لعلین کا ٹھیٹھ جرمن طریق سے بوسہ لیتا ہوں۔" یہہ کہکر میں نے اُسے بغل میں لیا۔ اُس نے
اس نے یونہی ذرا سا گریز کیا۔ مگر پھر بخوشی بوسہ دیدیا۔ اس صاحب سلامت کے بعد میں نے اُسے اپنا
کام بتایا۔ جس پر اُس نے چپکے سے میرے کان میں کہا۔ "میرے دادا کو یہہ نہ کہنا کہ تم نے میرا بوسہ
لیا ہے۔ ورنہ وہ اُس کے بھی دام لگالیگا اور خوب کڑے لگائیگا۔" یہہ کہکر اُس نے جرمن زبان میں اپنے
دادا کو آواز دی۔ "گراس پاپا۔" (دادا کی جرمن) کا لفظ ناظرین قیاس کرسکتے ہیں کہ وطن سے اس دور
دراز ملک میں مجھے کیسا پیارا معلوم ہوا ہوگا۔ شیمیکل جو پیرانہ سال شائی لاک[1] معلوم ہوتا تھا مجھے اگلے اندرونی کمرہ
میں لیگیا۔ وہ بہت ہی تنگ اور مختصر سا تھا۔ میں نے دو ہزار عمدہ سگرٹ اور آدھ سیر تمباکو جو عموماً سرویا سے
محصول پرمٹ دئیے کے بغیر قلمرو عثمانیہ میں لے آیا جاتا تھا خرید کیا۔ ویسا اچھا تمباکو پینا مجھے پھر نصیب نہیں
ہوا۔ مجھے اُسکی زیادہ قیمت دینی پڑی تاہم اسمیں کلام نہیں کہ یہودی نے معقول نفع کمایا ہوگا کیونکہ
کون ایسا یہودی ہے جو ایسا نہیں کرتا۔ خرید کے بعد میں نے اُسے کہا کہ پکٹ کو کمپ میں پہونچا دینا۔
شائی لاک نے "ڈورس" کہکر جو غالباً ڈوروتھیا کا اختصار تھا آواز دی اور لڑکی نے اندر آکر مجھ سے
میرا پتہ لکھ لیا۔ معاملہ کی گفتگو ہوچکنے پر یہودی نے رقت دلسوزی اور پیار کے لہجہ میں جرمن زبان میں
ترکوں کی فتح اور روسیوں کی شکست کیلئے جنہوں نے ۱۸۴۹ء میں غالباً اُسوقت جبکہ انہوں نے کوسوتھ
کی بغاوت پر آسٹریا کی مدد کی تھی اُسکے بڑے بیٹے کو قتل کیا تھا اور اُنہی کی تاخت و تاراج کی بدولت
ڈوروتھیا کے والدین فقر و فاقہ اور شکستہ دلی سے فوت ہوگئے تھے مجھ سے اُسکے ساتھ ملکر شراب کا جام نوش
کرنیکی درخواست کی۔ ادھر ڈورس نے شراب کی صراحی لاکر تین گلاس بھر دئیے جنکو ہم تینوں ایک ساتھ
پی گئے اور پیر مرد نے لرزتی ہوئی آواز میں بزبان جرمن یہہ دُعا دی۔ بنی اسرائیل کا خداوند خدا جو کل لڑائیوں

[1] زمانہ قدیم کا ایک سنگدل سودخوار یہودی جسکا قصہ شیکسپیر نے اپنے ناٹک تاجر وینس میں بیان کیا ہے۔ مترجم

[2] تمباکو کی فروخت کا اجارہ دینے کا دستور ٹرکی میں ۱۸۶۲ء سے اور سرویا میں ۱۸۸۵ء سے جاری ہوا ہے۔ اب
دونوں ملکوں میں اسکا اجارہ دیدیا جاتا ہے جس شخص نے سرویا کے ضلع منیا آشتا کا تمباکو نہیں پیا۔ اُس نے گویا
ابھی تک عمدہ تمباکو پیا ہی نہیں۔ مصنف۔

کا فیصلہ کرنے والا ہی ہم کو رسیوں سے محفوظ اور اس عزیز نوجوان شریف کو اپنے حفظ و امان میں رکھے!"

ڈورس زبان سے کچھ نہ بولی مگر میری طرف ایسی نگاہ سے تکتی رہی جس سے کہ اس سے پہلے مجھ کو کسی عورت نے نہ دیکھا تھا۔ وہ دروازہ تک میرے ساتھ آئی۔ وہاں پہونچکر اُس نے مجھ سے تلوار میان سے نکالنے کی درخواست کی۔ اور جب میں نے اُسے نکالا تو پھل کو چوم کر خشوع و خضوع کے ساتھ یہ الفاظ کہے "خدا کرے کہ تم اسے کبھی بلا وجہ میان سے نکالو اور کبھی سرخروئی اور نیکنامی کے بغیر اُسے میان میں داخل نہ کرو"۔ اور اس طرح میری تلوار کو جس نے میدان جنگ میں ابھی کوئی جوہر نہیں دکھائے تھے۔ اوّل اوّل ویڈن کی حسین ڈورس سے خیر و برکت کی دعا ملی۔ وہ دروازہ پر کھڑی ہوئی مجھے دیکھتی رہی اور جب موڑ پر پہونچ کر میں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو اس نے اپنے ہاتھ کو الوداع کہنے کی علامت میں ہلایا اور اُسکی آنکھوں میں عجیب چمک پیدا ہو گئی۔ اسکے بعد میری طبیعت فوراً اوداس اور دل پژمردہ ہو گیا +

میں ابھی اوداسی میں پھر رہا تھا کہ اتنے میں مجھے اس درشنی ہنڈی کا جو میرے قسطنطنیہ کے ساہوکار کی طرف سے تھی روپیہ لینے کا خیال آگیا۔ قلعہ کے انجنیری پلٹن کا ایک ملازم تا لشہ میرے پاس سے گذرا۔ اور میں نے اُس سے دریافت کیا کہ ہنڈی کا روپیہ کہاں سے ملیگا۔ اُس نے کہا "یہودی شمیکل کی دوکان سے جو گھنٹہ گھر کے قریب اس گلی میں جسکی نکڑ پر مسجد ہے سبز دروازہ والے مکان میں رہتا ہے" یہ سنکر میں نے اپنے ارادہ کو کسی اور دن پر ملتوی کر دیا تاکہ مجھے اسکے ہاں پھر جانے کا عمدہ بہانہ مل سکے میری گھڑی کچھ عرصہ سے ٹھیک وقت نہیں دیتی تھی۔ میں نے ایک بحری افسر کو جو غالباً ونیوب کے ترکی مونی ٹر[1] میں سے ایک پر مامور تھا سلام کر کے اس بارہ میں اس سے مشورہ پوچھا۔ اُس نے جواب دیا "سیدھے گھنٹہ گھر چلے جاؤ۔ اور وہاں شمیکل یہودی کا پتہ پوچھ لو۔ وہ سبز کواڑ کے ایک چھوٹے سے مکان میں رہتا ہے"۔ میں شمیکل کے ہر مصالح پیلا اصل ہونے پر متحیر ہو رہا تھا کہ اتنے میں ایک مہیب شور و غل نے مجھے تحیر و تفکر سے چونکا دیا اور موڑ پر ایک عجیب جلوس با این ہیبت میرے سامنے آگیا۔ آگے آگے ایک شخص جو عالمانہ کپڑے پہنے ہوئے تھا چلنے کی بجائے ایک طرح سے اچھلتا کودتا ہوا با آواز بلند مسلمانوں کو کفار کے برخلاف غزا کرنیکے لئے بطوع مجاہد سلطانی لشکر میں داخل ہونیکی نصیحت کر رہا تھا۔ ساتھ ساتھ تھوڑے وقفوں سے باجا بھی بجتا جاتا ہے اور اسکے پیچھے قلعہ کے

[1] مونی ٹر شمیکل کے چھوٹے آہن پوش جنگی جہاز کو کہتے ہیں۔ ان میں سے دو ویڈن کے پاس مامور تھے۔ مترجم

توپخانہ کا ایک موٹا تازہ چوڑا چکلا باش چاؤش پوری طرح سے بن سنور کر اور بارہ ایک تمغے اور ایک بڑا گلدستہ کوٹ پر لگائے ہوئے چلا آرہا ہے۔ وہ منہ سے ایک فیٹ لمبا چرٹ لگائے اور کندھے سے روپیہ کا بھرا ہوا چرمی تھیلا لٹکائے ہوئے تھا۔ اُسکے ساتھ ایک ایسا شخص تھا جس کو نسل انسانی کا نہایت ہی حقیر اور کمینہ نمونہ کہا جا سکتا ہے۔ اُسکے سر پر ٹوپی نہ پاؤں میں جوتی۔ کپڑے پھٹے ہوئے۔ رخسار خشک۔ داڑھی غلیظ اور بالوں میں گتھیاں پڑی ہوئیں۔ دبلا پتلا۔ سارے جسم پر جوئیں رینگ رہی تھیں اور چہرہ پر بھوک و فاقہ کے آثار بالبداہت نمایاں تھے۔ ان دونوں کو ملانے نمونہ کے طور پر ساتھ لیا ہوا تھا کہ دیکھو اس موٹے تازے چاؤش کی بھی عثمانیہ فوج میں داخل ہونے سے پہلے یہی حالت تھی۔ ان دونوں کا جوڑ واقعی نہایت ہی مضحکہ خیز اور بہت اثر ڈالنے والا تھا۔ تھیٹر و سوانگ کے جلسوں سے باہر میں نے پہلا یا بعد ایسا نظارہ کبھی نہیں دیکھا۔ کبھی کبھی تابان شراب کے جلسوں میں بھی استعمال خمر کی مضرت اور ترک کی خوبیاں دکھانے کیلئے ایسے ہی نمونے دکھائے جاتے ہیں۔ ان دونوں کے پیچھے سپاہیوں اور غیر فوجیوں کا بینڈ باجا تھا۔ بینڈ میں دو بیگ پائپ صراحی دار بانسریاں، ایک معمولی بانسری جسکی آواز بعینہ ایک حلق پھٹے ہوئے انجن کی چیخ کے مشابہ تھی۔ دو چھوٹے اور ایک بڑا نقارہ۔ ایک معمولی فوجی نقارہ۔ ایک تین فیٹ لمبا نقارہ جسکو دو آدمی بجاتے تھے جھانجوں کا ایک جوڑا۔ ایک ترم اور ایک گھنٹی دار لاٹھی تھی۔ اس طرح اجتماع کے مہیب شور و غل کا کسی قدر اندازہ خود ناظرین بھی کر سکتے ہیں تان سر یا ہم آہنگی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ موسیقی نوازوں نے اپنے جسموں اور آلات کو پھولوں کے ہار ول اور خوبصورت رومالوں سے آراستہ کیا ہوا تھا اور خوب ٹھسے سے جلوس میں شامل تھے۔ بینڈ کے پیچھے انفنٹری فوج کا ایک فربہ اندام کارپورل تھا جو اپنی روغن دار اور سجائی ہوئی لاٹھی سے ایک کہن سال جسیم لیم بازیگر کی طرح عجیب و غریب حرکتیں کرتا جاتا تھا۔ اس کے پیچھے بارہ سپاہی تھے۔ جو جب کبھی بینڈ اور واعظ ذرا خاموش ہوتے تو نعرے "اللہ اکبر" کے نعرے بلند کرتے۔ ایک سپاہی کے ہاتھ میں

ملہ جبری فوجی خدمت سب پر لازمی نہ تھی بعض وقت لوگونکو ترغیب دینے کیلئے ایسا کیا جاتا تھا جیسے کہ اب انگلستان میں لوگونکو طرح طرح کی ہیلاؤ ںسے فوج میں داخل ہونیکی ترغیب دیجاتی ہے۔ مگر فوجی خدمت کو لازمی کر دینے سے ترکی کو اب ایسی تدابیر کی احتیاج نہیں رہی۔ مترجم

سپاہی مائل سبز علم تھا جس پر سنہری ہلال بنا ہوا تھا۔ دوسرے کی ہاتھ میں سیاہ ریشمی علم تھا جس پر طلائی
حروف کاڑھے ہوئے تھے۔ دونوں علم برداروں کے درمیان ایک خوبصورت لفٹننٹ ننگی تلوار لئے ہوئے
تھا۔ مگر اسکے بشرہ سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس مسخرے سے سخت متنفر ہو رہا ہے۔

سپاہیوں کے بعد سات یا آٹھ قلاش ر و نی صورت دبلے پتلے فاقہ مست تھے۔ یہہ لوگ مجاہدین تھے
انکے ہاتھ پیچھے کو بندھے ہوئے تھے۔ تاکہ کہیں غزا کا عزم فسخ ہونے پر رفوچکر نہ ہو جائیں اور سلطان المعظم کی بیر
بہادروں کی خدمات سے محروم ہو جائیں جلوس جب ایک نانبائی کی دوکان کے پاس سے گذرا (افسوس قلت
گنجائش کی وجہ سے میں ترکی دوکاندار کی دوکان کی کیفیت بتانے سے معذور ہوں) تو مجاہدین نے ان
خوانچوں پر جو بلا آئینہ مگر آہنی سینخدار دیچوں کی پیچھے رکھے ہوئے تھے ایسی نظر سے دیکھا جو صریح انکے بھوکے
ہونے پر دلالت کر رہی تھی۔ چند آوارہ گرد کتے بھی ٹانگوں میں دموں کو دبائے ہوئے مجاہدین کی ساتھ ساتھ
لگے ہوئے تھے یہہ کبھی کبھی آپسمیں لڑنے جھگڑنے کو رک بھی جاتے تھے۔ ان خانہ بدوش کتوں اور آوارہ گرد
غلیظ والینٹروں میں عجیب مشابہت پائی جاتی تھی۔ والینٹروں کے پیچھے بارہ ایک توپخانہ کے نوجوان تھے جو
اپنی دلکش وردیوں میں نہایت خوبصورت دکھائی دیتے تھے۔ وہ بھی اس کارروائی کو علانیہ حقارت کے ساتھ
دیکھ رہے تھے۔ یہہ گویندار لوگوں کو بالواسطہ طور پر فوجی ملازمت میں پھسلانے کے لئے ساتھ تھے یعنی وہ لوگوں کو
یہہ دکھانیکے لئے ساتھ تھے کہ دیکھو سلطانی ملازمت میں ہم کیسے آرام سے رہتے ہیں آؤ تم بھی اس نعمت سے حصہ لو۔
ان پر جلوس کا سرکاری حصہ ختم اور غیر سرکاری شروع ہو گیا۔ آخر الذکر میں شریر لڑکوں کا ہجوم جو والینٹروں
پر کیچڑ غلاظت اور مردہ چوہے پھینکتے جاتے تھے، اور جوان بوڑھے ترک۔ یہودی سپاہی۔ ماہیگیر برقعہ
پوش عورتیں جنمیں سے اکثر کی گود میں بچے تھے۔ بوڑھی عورتیں اور چھوٹے چھوٹے بچے شامل تھے۔ ان سب
کے چہروں سے معلوم ہوتا تھا کہ قومی تحریک کا کم و بیش کل کے دلوں پر اثر ہو رہا ہے۔ آخری حصہ
میں چند ایک خواص ریولیس کی سپاہی بھی تھے جو برلن لندن اور دیگر مقامات کے اپنے ہم پیشہ
بھائیوں کی طرح لوگوں پر اپنی حکومت جتاتے اور اکڑے پھرتے تھے میں نے قلعہ کی چند افسروں سے
گفتگو شروع کی تو انہوں نے جرکس و مجاہدین الغرض سب طرح کے بقاعرہ سپاہیوں سے نفرت اور بے اعتنائی
ظاہر کی۔ ہم جلوس کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ ہمارے سامنے باش چاوش نے دوا دکینہ شکل گداگروں اور ایک
شریف النفس نوجوان کو پھانس لیا۔ اسکو میرے ساتھیوں نے فوراً پکڑ کر اسکے ہاتھ باندھ دیئے اور اسے انکے

نے مجھ سے دعوت کی کہ میں بھی اُنکے ساتھ قلعہ میں چلوں ۔

ہم ایک سبز خیمہ کے پاس سے گذرے جہاں والنیٹروں کے نام باقاعدہ درج رجسٹر کئے جاتے تھے خیمہ سے باہر چند غلیظ حبشی اپنے معمولی ساز و آلات سے تماشہ کر رہے تھے - ان میں سے ایک ستار پر ایک جرمن گیت گا رہا تھا۔ جسے میں نے برلن کے چھوٹے تھیٹروں میں خوبصورت رقاص و گویا عورتوں کی زبانی اکثر سُنا ہوا تھا اس گیت کا ہر بند جس شعر پر ختم ہوتا ہے اُسکا ترجمہ یہہ ہے "ریشمی ٹوپی بڑی خوبصورت چیز ہے اگر تم کو ہمیشہ نصیب ہوتی ہے"۔ میں حیران ہوں کہ یہہ فضول اور بے مطلب گیت برلن سے وڈین تک کس طرح پہنچ گیا۔ ہم قلعہ میں دریا کی طرف سے داخل ہوئے۔ گرفتار (یعنی نوجوان جنٹلمین والنیٹر) قلعہ کی انفنٹری کے ایک باش چاوش کے حوالے کر دیا گیا اور مجھے افسر فصیل یا مورچہ پر لیگئے۔ اُس پر توپوں کی لمبی قطار نصب تھی اور جنگ کیلئے وہاں سب سامان مکمل موجود تھا۔ گولنداز اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کو کہانیاں سُنا کر اپنا وقت بہلا رہے تھے بیشمار سنتری اپنے اپنے موقعہ پر کھڑے تھے۔ افسروں کے مختلف جھنڈ کلاہ دوربینوں سے دیکھ رہے تھے۔ انفنٹری کے دستے جنکی رائفلیں مخروطی میناروں میں کھڑی کی ہوئی تھیں فصیلوں کے سایہ میں لیٹے ہوئے تھے۔ مگر وہ ایک لمحہ میں حملہ کو روکنے کیلئے تیار ہو سکتے تھے۔ ہمارے سامنے شاندار بلگون ڈینیوب کا پاٹ دور تک چلا گیا تھا۔ اور ہمارے "مونیٹر" حرکت کیلئے بہہ وجوہ تیار (یعنی انجنوں میں ہر وقت سٹیم اس قدر تیار رکھی جاتی تھی کہ حکم ملتے ہی فوراً جہاز چل سکے) پختہ گھاٹ کے قریب لنگر ڈالے تھے میں نے اُن کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس پر میرے ایک رفیق نے ایک بحری لفٹننٹ کو بُلا کر کہا اور وہ مجھے اپنے جہاز میں لیگیا۔ یہہ طول میں دریائے ٹیمس کے ان اسٹیمروں کے برابر تھا جو لندن سے پل تک اُس میں آمدورفت کرتے ہیں۔ مگر درمیانی عرض میں اُن سے بڑا تھا۔ اور اُسکا درمیانی حصہ پانی میں زیادہ ڈوبا ہوا تھا جسکی وجہ غالباً یہہ تھی کہ اُسکا ڈیک (توتک یا چھت) وسط میں تھا جو جہاز کے تین چوتھائی طول اور کل عرض پر پھیلا ہوا تھا۔ وہ چرخ کے زور سے چلایا جاتا تھا۔ اسکا انجن (جو چرخ کو چلاتا تھا) بڑا طاقتور اور انگلستان کی ساخت تھا۔ خود جہاز قسطنطنیہ کے سرکاری کارخانہ

حیرانی کی یہہ وجہ ہے کہ بلگیریا کے حبشی خانہ بدوش لوگ نہیں ہیں بلکہ دیہات میں آباد ہیں۔ اگر خانہ بدوش ہوتے تو قیاس کر لیا جاتا کہ وہ جرمنی سے پھرتے پھرتے وڈین پہونچ گئے ہیں سنہ ۱۸۷۶ء کی بغاوت میں زیادہ تر حبشی ہی جلادوں کا کام دیتے رہے تھے یہہ لوگ مائل بہ وزدی شریر اور غلیظ ہیں ۔ مصنف ۔

(ترسانہ یا توپخانہ) کے بنے ہوئے تھے۔ ہر ایک پر دو لمبی توپیں جہاز کی قوس (اگلی نوک یا حصہ میں) اور
ان سے نسبتاً دو چھوٹی چھوٹی دونوں پہلوؤں پر تھیں۔ یہہ سب توپیں کرپ قسم کی تھیں۔ اور چھت پر نہ تھیں بلکہ
"ڈیک کیبن" (وہ کوٹھری جو چھت کے نیچے ہو) میں تھیں۔ انجن بھی وہیں تھا۔ جہاز کے پچھلے حصہ میں جو فراخ اور
مربع تھا دو "تپنلے فنل" (دود کش)، دو ونٹی لیٹر (ہوا کی آمد و رفت کیلئے آہنی نلکی) جو تقریباً فنلوں کے برابر اونچے
تھے اور دو چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں تھیں جنمیں سے ایک میں جہاز کا کپتان رہتا تھا اور دوسری میں باورچیخانہ تھا۔
باقی اہل جہاز درمیانی ڈیک کیبن میں جسطرح ہوتا تھا گذارہ کرتے تھے۔ دونوں چھوٹی کوٹھریوں کے نیچے انجن کی بائلر
(انجن کا وہ حصہ جہاں پانی کو جوش دیکر بھاپ پیدا کیجاتی ہے) درمیانی ڈیک کے نیچے اگلی اور پچھلی طرف ایندھن
اور سامان کیلئے کھلی جگہیں تھیں ہر ایک توپ کیلئے گولہ و بارود کا ایک ایک صندوق تھا۔ جو میرے خیال میں
انجن اور آتشدانوں کے اسقدر قریب تھے کہ خطرہ کا احتمال تھا۔ چرخ ڈیک کیبن کی چھت پر تھا۔ چھت کے گرد
آہنی کٹہرہ لگا ہوا تھا۔ دو کشتیاں اور چھوٹے علم کی چوب بھی وہیں تھی۔ بڑا جھنڈا پچھلے حصہ میں درمیانی
ڈیک کے قریب نہیں بلکہ سب سے آخری لنگر میں دو کشتوں اور باد کشوں کے ساتھ نصب تھا۔ جہاز پر سیاہ
روغن کیا ہوا تھا۔ اور قوس والی توپیں عقرب کی ڈنگ کی طرح آگے کو نکلی ہوئی تھیں۔ ان سب باتوں کے
اجتماع سے جہاز کی شکل بعینہ اس سیاہ مدور بھڑ ایسی بنی ہوئی تھی جسے میں نے اول اول بلاد مشرق میں دیکھا اور
جسکا ڈنگ نہایت سخت ہوتا ہے۔

جہاز بالکل لیس اور خوب آراستہ پیراستہ تھا۔ ڈیکوں (چھتوں یا فرشوں) کی صفائی ایسی عمدہ تھی کہ میرا دل
بوٹ لگے ہوئے ان پر جانے کو نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے لفٹنٹ سے بوٹ سمیت جانے کی معافی مانگی
کل "تیزی" (کلیں) ایسی چمک رہی تھیں کہ کسی انگریزی جنگی جہاز پر بھی اس سے عمدہ ہونی ممکن نہیں۔ ملاح جنمیں سے
میں نے بارہ کو جہاز پر دیکھا۔ انگریزی ملاحین کی مشابہ سیاہ وردی اور انجن میں آگ ڈالنے والے صرف
معمالی پاجامے پہنے ہوئے تھے۔ گولندازجنکی تعداد جہاز پر تیس تھی قلعجاتی فوج توپخانہ کی وردی رکھتے تھے۔
میں جہاز پر ہی تھا کہ "شاسر" کی ایک کمپنی اپنی دونوں ہیٹ ورتھ قسم کی ہلکی توپیں لئے ہوئے جہاز پر آگئی۔

۱؎ انگریزوں کو اپنی صفائی اور ستھرا پن اور ہر ایک چیز کو صاف و شفاف رکھنے پر بڑا ناز ہے مصنف نے
اسلئے انگریزی جہاز کا بالتخصیص ذکر کیا ہے۔ مترجم

۲؎ یہہ فرانسیسی لفظ ہے اور اسکا درست تلفظ شاسر ہے۔ مترجم

یہہ سپاہی اپنی سبز و نیلگوں بھلی وردی میں خوب چست و چالاک دکھائی دیتے تھے۔ ایک اسکاچ[1] انجینیر کے ماتحت کاریگر جسکے بال سرخ اور منہہ سے وہسکی (شراب کی قسم) کی بو آرہی تھی۔ میں نے تمباکو کی ایک چٹکی دی۔ اسکے عوض میں اس نے مجھے یہہ دلچسپ فقرہ سنایا۔ "صاحب آج ضرور کچھہ ہوگا۔ آندھی کی توقع رکھئے"۔ لفٹنٹ اور اعلی انجینیر جو دونوں ترک تھے ہلکی کے بحری مدرسے کے تعلیم یافتہ تھے اور انگریزی بول سکتے تھے۔ دوسرا جہاز بھی شکل و شباہت اور قطع وضع میں اسی کے مشابہ تھا۔ دونوں میں صرف خفیف سی جزوی اختلاف تھی۔ جہاز نے خشکی پر آگیا تو دونوں موٹر لنگر اٹھا کر دو دیوجسامت زنبوروں کی طرح جو شکار کی تلاش میں ہوں دریا میں اوپر کی طرف چل دیئے +

دوربین لیکر میں نے مقابل کے ساحل کو دیکھا۔ مگر کوئی زیادہ چیزیں نظر نہ آئیں۔ دریا کے وسط میں متذکرہ بالا غیر آباد و پست سطح جزیرہ تھی جن پر گھاس جنگلی پھول۔ سرکنڈے اور جھاڑیاں اس کثرت سے اگی ہوئی تھیں کہ ہزاروں برس کی جنگل بھی اسے دیکھہ کر خجل ہوجاتے۔ ان سے پرے طویل دلدلی ہموار ساحل پھیلا ہوا تھا۔ جو بائیں طرف تین میل عریض تھا اور دائیں طرف تا بہ افق چلا گیا تھا۔ بائیں جانب سطح دریا سے تین سو فیٹ بلند پہاڑیاں میدان کو احاطہ کئے ہوئے تھیں۔ دائیں طرف سے دہوئیں کا ایک ستون سیدھا آسمان کو اٹھتا ہوا نظر آرہا تھا جو کسی موضع یا کھیت سے بلند ہورہا ہوگا۔ اسی طرف دو چھوٹی جھیلیں بھی ہموار میدان میں اس طرح واقع تھیں جیسے انسانی چہرہ کی دونوں آنکھیں۔ لڑائی کے سامان اور جنگی مستعدی تو درکنار انسانی بود و باش اور چہل پہل کی علامتیں بھی مجھے بہت کم دکھائی دیں۔ کسی قدر دائیں طرف دریا کے کنارہ پر کلاؤ نام موضع تھا۔ جہاں کشتیوں کو پانی سے کھینچکر ریتوں پر چڑہایا ہوا تھا۔ بائیں طرف ایک سو فیٹ بلند پہاڑی کے ڈہلاؤ اور چوٹی پر کلافت تھا جہاں سے گرجہ کے بلند آواز جرس کی صدا آرہی تھی قصبہ کے محل وقوع کے باعث میں اسکو چہ[illegible] بانا سکو نہ دیکھہ سکا۔ مگر میں نے چند مستقف اور پوشیدہ باتریوں کو تاڑ لیا۔ سامنے سے نظر ہٹا کر جب میں نے یورپین ترکی کے ساحل کی طرف نگاہ کی تو بائیں طرف مجھے بیرنی ضبیل یا حفاظتی مورچوں کا انتہائی حصہ موسوم بہ غازی بائیر طابیہ اور اپنے ایک سب سے بعید دمدمہ یعنی طابیہ[2] کو دیکھا جو مٹی کی چھوٹے چھوٹے

---

[1] یہہ شخص غالباً انجن پر مامور ہوگا۔ مترجم

[2] بائیر ترکی میں پہاڑی کو اور طابیہ باتری کو کہتے ہیں۔ مترجم

تودوں سے بڑے نہ دکھائی دیتے تھے۔ اِن دونوں مورچوں کے درمیان غیرآباد ہموار زمین تھی اور پرے دریا کا ہموار سبز غیرآباد اور پیچ دار ساحل تھا۔ باغی باجگذار ریاست (رومانیا) کے مسلح فرزندوں (سپاہیوں) میں سے مجھے صرف ایک نمونہ دکھائی دیا۔ پہلے وہ مجھے مقابل کے ساحل پر یعنیہ ہی ایک ایسا سیاہ داغ معلوم ہوا جیسے کہ سبز کاغذ پر مکھی دکھائی دیتی ہے۔ پھر میں نے اُسے ڈھوہا (چڑیوں کو ڈرانے کا پتلا) سمجھا۔ مگر جب اُس نے چلنا شروع کیا تو میں سمجھ گیا کہ یہ رومانوی سنتری ہے جو کہ تنہا اپنی ریاست کی جو سلطنت بننے کیلئے ابھی حالت جنین میں ہے ناگفتنی ترک سے حفاظت کر رہا ہے۔

گو ستمبر سے پہلے مجھے پرنس چارلس کے بہادروں کو ایسے قریب سے دیکھنے کا موقع نہ ملا کہ میں اُنکی وردیوں کے رنگوں اور قطع وضع میں تمیز کر سکتا۔ تاہم اس موقع پر رومانوی سپاہیونکی شکل شباہت کا مختصر ذکر کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں۔ رومانوی فوج کی وردیاں مخلوط قسم کی ہیں جس سے رومانوی فوج کا ڈویژن اِس طرح معلوم ہوتا ہے کہ گویا پانچ چھ مختلف قوموں کی افواج ایک جگہ خیمہ زن ہیں۔ مصافی انفنٹری اور آرٹلری فرنچ فوج کے مشابہ ہیں۔ راسی آرسی (رومانوی لفظ یعنی۔ باقاعدہ کیولری یا فوج سواران) جرمنی کے "ٹیمہو ہانز" کے مانند ہے جو برلن کے مضافاتی شہر اور فیاض جرمنی کی رہائشگاہ پوٹسڈم میں رہتے ہیں اور جن سے برلن کے سیاح بخوبی واقف ہیں۔ دیوراینتری (ملیشیا انفنٹری یعنی مستحفظ فوج پیدل) اور کلاروشی دمونٹہ (ملیشیا یعنی مستحفظ فوج سواران) قومی پوشاک پہنتے ہیں اور اُنکے پاؤں کی پوشش بھی عجیب ہے یعنی اُن کے چمڑے کی جوتی اور گھٹنوں تک چمڑے کی ڈوریوں سے بنے ہوئے گیٹر (گیٹس) ہتر کی فوج پیدل بھی یہی پہنتی ہے۔ یا پہنا کرتی تھی۔ خدا رسہ پرشوی ہلمٹ (خود نما ٹوپی) آرٹلری آسٹروی کیپ (فوجی کلاہ) پہنتی ہے۔ فوج کے باقی اقسام کے حصہ کثیر کی سر کی پوشش ایسی مکروہ اور ناموزوں ہے کہ اِس صفت میں انعام پانے کی مستحق ہے۔ جرمن پکل ہاپ (فوجی ٹوپی)۔ روسی ٹوپی۔ اور انگریزی ہمو خرس کی کلاہ تو بہدی اور بدشکل ہیں ہی۔ مگر رومانوی بانٹ (ٹوپی) سب کو مات کر رہی ہے۔

ویڈن میں اسوقت بڑی جسامت کے جہاز بالکل نہ تھے۔ تمام ایسے جہاز یا تو گورنمنٹ نے بیگار پکڑ کر ڈینوب کے جنوبی حصہ میں کام دینے کیلئے بھیج دیے تھے۔ یا خود مالکوں نے اُن کو ایسی جگہ رکھنا مناسب سمجھ کر جہاں سخت معرکہ آرائی کا قوی احتمال تھا دیگر مقامات کو جہاں کا امن غیر مخدوش او

کاروبار قائم تھا بھیجدیا تھا۔ اعلان جنگ سے تھوڑا عرصہ پہلے کئی سمندری سفر کرنیوالے سٹیمر (دخانی جہاز) اور متعدد قرلاش (ایک سنتول کا بادبانی جہاز جس کا پچھلا حصہ پانی سے اٹھا ہوا اور کم زیادہ ڈوبی ہوئی ہوتی ہے) سامان رسد یعنی ۵۱ ہزار ٹن (ٹن = ۲۸ من) آٹا اور کلافت تک کشتیوں کا پل بنانے کا سامان لیکر آئے تھے۔ مگر آخر الذکر سے محمود داماد پاشا اور اُسکے ہمصفیروں کی نوازش سے کوئی کام نہ لیا جاسکا سٹیمر کلہم چلے گئے معمولی رنیز ہگیروں کی کشتیاں جو اہالی شہر کی ملکیت تھیں مذکرہ بالا قرلاش اور دو یا تین ناکارہ شونہ (ایک قسم کا بادبانی جہاز) ایک محفوظ مقام میں جمع کرکے اُن پر سنتریوں کا پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ تاکہ جاسوس۔ غدار اور فراری اُن سے کام نہ لے سکیں +

مَیں دریا کا نظارہ کر رہا تھا کہ ایک بادبانی کشتی ڈینوب کے فراخ پاٹ میں دونوں سواحل کی توپوں کی ہیبت قطار سے جو تعداد میں غالباً ۲۵۰ تھیں اور اُن میں سے ہر ایک اپنی دریا پار ہمسایہ پر اپنا ہلاکت بخش مواد (گولہ) پھینکنے کیلئے بالکل تیار تھی بالکل لاپرواہ بیفکر تیرتی چلی آتی مجھے دریا کے بالائی خم پہ سفید داغ کی مانند دکھائی دی۔ اسوقت دوپہر سے بعد ایک بج چکا تھا۔ اور میری اشتہا تیز ہو رہی تھی۔ مَیں نے اپنے رفقا سے ذکر کیا۔ انہوں نے قریب قریب حسب ذیل جواب دیا کہ اگر تمہارے پاس ابیض علیہ الرحمتہ ہے تو ہم ابھی قلعہ کے باورچیوں سے کھانا منگا سکتے ہیں اور اگر تم کو قہوہ مٹھائی وغیرہ لذیذ اشیا کی بھی خواہش ہو تو تمہارے حکم دینے اور روپیہ نکالنے کی دیر ہے جو چیز کہو ابھی شہر سے منگوا دیجائیگی۔ ہم تمہاری صحبت و ہم جلیسی کو غنیمت سمجھینگے۔ اور اگر کبھی خوش نصیبی سے ہم کو تنخواہ میں نقدی ملگئی تو بڑی خوشی سے تمہاری دعوت کا عوض اُتار دینگے۔ سردست تمہیں نانِ جوع اور شکریہ پر کفایت کرنی پڑیگی۔ یہہ سنکر میں نے روپیہ نکالکر کھانا لانیکا حکم دیا اور عام دعوت کردی کہ جو چاہے ضیافت میں شریک ہو جائے میرے کہنے کی دیر تھی اور قلعہ بھر میں یہہ خبر مشہور ہوگئی کہ ایک انگریز نیک دل امیر نے صلائے عام دیدیا ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں میرے گرد بیس تیس جوان جمع ہوگئے۔ جو سپاہی ہماری خدمت کر رہے تھے انکی خوشی و سرگرمی کا بھی کوئی حد و حساب نہ تھا۔

کھانے کی میز اندرونی مورچوں کی لین کے ایک مکان کی دو باہر کو نکلے ہوئے گوشوں کے درمیان مذکرہ بالا موقع سے کسی قدر بلند سطح پر بچھا دیگئی۔ وہاں سے دریا اور توپوں کا نظارہ بخوبی ہو سکتا تھا لیکن اگر کوئی سرگرم پرجوش پاشا اتفاقاً اُدھر نکلتا تو اُسکی نظر میز پر نہ پڑتی۔ ہماری دائیں طرف مضبوط مٹی کے دمدموں پر جن پر گھاس اور سرخ فسدخود و پھول اُگے ہوئے تھے وزنی توپوں کی بیٹری اور اُسکے ساتھ ہی ایک پختہ مکان اور ایک

چھوٹی سی دوسری عمارت دو جو رصد گاہ کا کام دیتی تھی اور دیدبانی کے لئے اُس میں ایک بلند بانس نصب تھا،
بھی تھی۔ ہمارے سامنے اور ہم سے چھ فیٹ نشیب میں ایک صحن تھا جس میں قلعے کے محافظ سپاہیوں کو دھوپ
اور خاص کر عمارات کے سفید پتھر کے مضر چمکار سے محفوظ رکھنے کیلئے سبز رنگ کے ہلکے کپڑے کی بیس خیمے نصب تھے۔ یہہ سپاہی
اسی صحن میں ابھی کھانے سے فارغ ہوئے تھے اور اب گولہ بارود کو دستی گاڑیوں میں بھر کر باتری کے نیچے کی
تہخانوں میں ڈھو رہے تھے۔ ثانیاً مورچہ تھا۔ یہہ ۱۵ فیٹ چوڑا تھا۔ اور ایک طرف سے اندرونی فصیل کی چوٹی پر
بنا ہوا تھا اور اُسکی دوسری طرف چار فیٹ بلند چوڑی فصیل بنی ہوئی تھی۔ اس فصیل کی پتھروں کی دندوں میں گھنٹی
کی شکل کے خوبصورت سفید پھول کثرت سے اُگے ہوئے تھے۔ فصیل پر پہنچنے سے ہم ارد گرد کا منظر دیکھ سکتے تھے۔ ثالثاً
دونوں اندرونی و بیرونی فصیلوں کا درمیانی دس فیٹ عریض مسقف راستہ تھا جس میں کئی کمپنیاں ہتھیاروں کو ایک جگہ
کھڑا کر کے ٹھیک صفوف جنگ کی ترتیب سے زمین پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ چہارم بیرونی فصیل تھی جس میں درزیں بنی
ہوئی تھیں کہ انمیں انفنٹری دشمن پر بندوقیں سر کر سکے۔ اسپر سنتری جنگی متانت کے ساتھ اِدھر اُدھر پہرہ دے
رہے تھے۔ یہہ دیوار اندرونی فصیل سے بارہ فیٹ نیچی اور مسقف راستہ سے آٹھ فیٹ بلند تھی۔ اور دریا اُسکی پابوسی
کرتا ہوا بہتا تھا۔ ہماری بائیں طرف بھی ہم سے بہت قریب ایک اور باتری بھاری توپوں کی تھی۔ جو دو
سنگین دیواروں پر جنکے درمیانی خالی جگہ کو مٹی سے پُر کر کے توپوں اور اُنکے گولنداروں کیلئے دس فیٹ
عریض مضبوط و مستحکم پناہ بنا دیگئی تھی نصب تھیں۔ اس باتری سے پرے خالی جگہ تھی جہاں جہاز
لنگر کئے ہوئے تھے۔ اور اس سے پرے اور باتریاں تھیں۔ ہمارے پیچھے جو عمارت تھی وہ بارکوں کے
ساتھ شامل تھی۔

میں نے میز کے لئے میز پوش ہونے پر اصرار کیا جس سے میرے رفقا میں عجب کھلبلی پڑ گئی۔
ایک سر اسیمہ وار پکار اُٹھا "لارڈ صاحب میز پوش مانگتے ہیں"! ایک دوسرے نوخیز افلاطون
نے کہا "کیا میں اپنا کمبل لے آوں"! تیسرے کو بہت دور کی سوجھی۔ وہ بولا "جاؤ مشکل سے دور کر مستعار
لے آؤ۔ اگر ویٹین میں کسی کے پاس میز پوش ہوا تو بوڑھے بیوی کے ہی پاس ہوگا"! اسی سب نے
پسند کیا۔ چنانچہ میز پوش کے آنے تک میں اپنے مہمانوں کا ذکر کرتا ہوں۔ میں نے ہر ایک سے ذاتی
طور پر روشناس کئے جانیکی درخواست کی۔ اس پر معلوم ہوا کہ اُن میں سے ایک یوزباشی تھے۔ اٹھارہ
ملازمان اوّل و ثانی اور دو ملازمان ثالث ہیں جو سب کے سب انفنٹری مقیمہ شہر یا قلعہ کی آرٹلری

یا پلٹن انجیراں سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن میں سے ایک نے کہا۔ اگر کوئی اعلیٰ افسر بھی ہمارے ساتھ شریک ہو جائے تو بہت مناسب ہے۔ اس طرح ہم پر کوئی حرف نہ آئیگا۔ یہہ سنکر چند اس نئی ضروری چیز کی تلاش میں گئے۔ اور تھوڑی دیر میں خوش خوش ایک گرسنہ قائم مقام کو لے آئے۔ اتنے میں قاصد بھی ایک غلیظ پارچہ کو ہلاتا ہوا آ پہونچا۔ میز پر پہلے مرمہمان کو نہایت لذیذ حلوا تقسیم کیا گیا جو شہر کے ایک ترک حلوائی سے خرید آگیا تھا۔ ابھی تقسیم کا دوسرا حصہ تمام نہ ہوا تھا کہ تین شخصوں کی ایک جماعت جو آپس میں بالکل مختلف اور ایک دوسرے سے کوئی مناسبت نہ رکھتے تھے آ پہونچے +

پہلا شخص جو انگریز اور دراز قد۔ دبلا پتلا بدشکل آدمی تھا ایسی پوشاک پہنے ہوئے تھا جسکو صرف ایک سیاح انگریز ہی ایجاد کرسکتا یا پہن سکتا ہے۔ وہ چمکدار اور واٹر پروف (جس پر پانی اثر نکرے) کنواس (السی کا ٹاٹ یا کپڑا) کی بنی ہوئی تھی جسکا رنگ ایسا تھا جسو میں ٹھیک بیان نہیں کرسکتا۔ وہ کسی قدر ایسے غلیظ ہلکے خاکی رنگ کے مشابہ تھا جسمیں صفراوی سبزی مایل زرد رنگ کی لہر ہو ناظرین کو اس کپڑے کو ساتھ ہی خیال ہو کہ اُن دنوں سایہ میں تھرما میٹر اسی درجہ پر تھا اور مطلع بالکل صاف تھا۔ اُسکی کل وردی یکساں تھی حتی کہ ٹوپی اور بوٹ بھی اُسی کپڑے کے تھے اور جب اُس نے ناک صاف کرنیکے لئے رومال نکالا تو اُسکا رنگ بھی ویسا ہی تھا۔ اُسکے سر پر چہتری بھی اُسی رنگ کی تھی۔ اُسکے کندھوں سے ایک میدانی دوبین۔ ایک پانی رکھنے کی بوتل۔ ایک برانڈی رکھنے کی صراحی نما بوتل۔ ایک سپاہیانہ تھیلا۔ ایک چرمی تھیلی اور ایک خانے دار جھولا جس میں ناس تمباکو۔ پائپ اور سگرٹوں کیلئے مختلف خانے بنے ہوئے تھے۔ فیتوں اور ڈوریوں سے لٹکے ہوئے تھے۔ وہ اخبار نویس تھا اور کپتان چوق کے نام سے مشہور تھا۔ اُسکا اصلی نام میک[2] تھا۔ مگر کس قسم کا میک ؟ یہہ مجھے معلوم نہیں۔ وہ انگریزی کے سوائے کسی اَور زبان کا ایک لفظ نہیں بول سکتا تھا۔ اس لئے سلیٹ مرقت ساتھ رکھتا اور جس چیز کی ضرورت ہوتی اُسکی شکل بنا دیتا۔ اُسکی نسبت ایک قصہ عام

---

[1] یورپین لوگوں کے دسترخوان پر ہماری طرح کھانے کی سب چیزیں اکٹھی نہیں رکھدیجاتیں۔ بلکہ خادم خاص حاضرین کی تعداد کے مطابق ہوتے ہیں۔ پھر ایک قسم کا کھانا ہر ایک کے سامنے رکابی یا پیالہ میں ڈالتے آتے ہیں۔ اسکے بعد پھر دوسری قسم۔ پھر تیسری۔ الغرض اسی طرح جتنی اقسام کے کھانے ہوں اتنے ہی مختلف دور ہوتے ہیں۔ مترجم

[2] اکثر آئرش لوگوں کے نام کے پہلے میک کا لفظ آتا ہے جیسے میک ناٹن میک فرسن میک کی وغیرہ۔ مترجم

مشہور تھا کہ پچھلے برس جبکہ وہ محمد علی کی فوج کے ہمراہ سرویا میں تھا تو اُس نے ایک دیہاتی سرا میں اِسی طریق سے "کوکر سوٹا" جسے پنجابی میں گُنب کہتے ہیں طلب کی۔ مالک سرا ایک گھنٹہ کی تگ و دو کے بعد چھتری لے آیا کیونکہ گُنب بھی بعینہٖ چھتری کے مشابہ ہوتی ہے۔ (مترجم) اُسے قلعہ میں آنیکی اجازت تھی۔ رہتا وڈین سے باہر ایک خالی شیڈ میں دو جرمنی فوجی نامہ نگاروں کے ساتھ تھا۔ اور نہ صرف اپنی عجیب عادات بلکہ فیاضی اور نرم دلی کیوجہ سے سارے شہر میں مشہور تھا۔ اِس واقعہ سے ایک ہفتہ بعد جب مشیر نے کل نامہ نگاروں کو چلے جانے کا حکم دیدیا تو کپتان میرے خیال میں نیکوپولی کو چلا گیا +

دوسرا شخص ایک پست قامت۔ منحنی۔ کمینہ لباس جرمن ڈاکٹر تھا۔ اُسکا نام ڈاکٹر شمٹ تھا۔ وہ عینک لگائے ہوئے تھا اور پژمردہ خاطر شکستہ دل اور کسی قدر دلسوز معلوم ہوتا تھا۔ پچھلے برس (۱۸۷۶ء) وہ عثمانیہ فوج میں ملازم تھا۔ مگر محاربہ سرویا کے ختم ہونے پر مستعفی ہوگیا تھا۔ چونکہ طبی آدمیوں کی قلت تھی۔ اب وہ پھر عارضی طور پر قلعہ وڈین میں مامور تھا۔ لیکن تاحال برابر اپنی کہنہ ملکی پوشاک پہنے ہوئے تھا۔ کیونکہ سارے کیمپ میں کوئی ایسی وردی نہ تھی جو اُسکے چھوٹے قد کو پوری آسکتی۔ وہ انگریزی۔ فرنچ۔ اور جرمن۔ اور لاطینی۔ یونانی اور عبرانی کی قدیم زبانوں کے سوا ترکی۔ عربی۔ صربی۔ بلغاری۔ رومانوی اور روسی زبانیں جانتا اور بولتا تھا۔ اور سنسکرت میں بھی مستند عالم تھا۔ کپتان چوق ۶ فٹ ۲ انچہ لمبا تھا اور ڈاکٹر صرف ۴ فٹ ۱۱ انچہ۔ وہ دونو ایک دوسرے کی بغل میں ہاتھ دیے وڈین کے کوچہ و بازار میں پھرتے رہتے تھے۔ ترکی میں "چوق" کے معنی "بڑے اور زیادہ" کے ہیں۔ اور غالباً اُسکی قد و قامت کے لحاظ سے ترکوں نے اُسکا یہ نام رکھ دیا ہوگا۔

اِس ضیافت کے دن جیسا کہ ابتدائے آفرینش سے عورتیں مردوں کو جدا کرتی آئی ہیں۔ ایک لیڈی اُن کو جدا کئے ہوئے تھی یعنی اُسدن وہ ایکدوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے ہوئے نہ تھے۔ بلکہ ایک عورت اُنکے درمیان تھی جسکی عمر بیس ایک برس کی تھی۔ وہ جوانی۔ نزاکت حُسن اور شرارت کی مجسم دیبی تھی اور اُسے دیکھکر طبیعت خواہ مخواہ شگفتہ ہوجاتی۔ وہ سرخ فلالین کا تنگ گھیر کا سایہ۔ والیشیا کی ساخت کی خوبصورت گورگابی سیاہ ریشمی موزے۔ اور بلغاری ساخت اور کارچوبی کام کی نیلگوں جاکٹ جس پر سنہری گلٹ کے پھول لگے ہوئے تھے پہنے ہوئی تھی۔ اُسکے شانوں پر سیاہ بال کھلے ہوئے کندھوں پر پڑے تھے اور سُرخ "فس" سے اُسکے چہرہ کی شرارت آمیز خوبصورتی دوبالا ہورہی تھی۔ اُسکی پوشاک صرف خوبصورت اور موزوں ہی نہ تھی بلکہ صاف اور سنہری بھی تھی جس صفت کا وجود بلگیریا میں شاذ و نادر ہی پایا جاتا ہے۔ قصہ مختصر وہ تصویروں کی کتاب میں سے ایک

تصویر معلوم ہوتی تھی۔ اُسکا رنگ سُبک اور بیداغ تھا۔ ہاتھ جن پر دستانے نہ تھے سفید اور خوش وضع تھے۔ چلتے وقت اُسے مردونکی طرح ہاتھ ہلانے کی عادت تھی۔ سگرٹ ہر وقت پیتی رہتی تھی۔ مل جائیں تو سگار (چرٹ) کو بھی پسند کرتی تھی اور کبھی کبھی پائپ (دُنے) کا بھی شوق کرتی تھی۔ سرویا کی قومی شراب "شیلوووِز" کے پینے میں وہاں کے بڑے سے بڑے شراب نوش کی برابری کر سکتی تھی۔ وہ صرف نوجوانوں کی اور ان میں سے بھی انکی صحبت کو جنکے پاس نقدہ حرمتہ ہو پسند کرتی تھی۔ اور بیچارے بینوا کو کمال سنگدلی سے فوراً ڈانٹ بتا دیتی تھی۔ وہ شہسوار غضب کی تھی اور اسپہ گاڑی کو اس طرح ہانک سکتی تھی کہ انجمن انسداد بیرحمی حیوانات کے کارندہ کو اُسے دیکھ کر فی الفور اپنی پاکٹ بک نوٹ کرنیکے لئے جیب سے نکالنی پڑتی۔ وہ پیشہ ور ماہیگیروں کی طرح ہلکی کشتی کو ڈنیوب پر چلا سکتی تھی۔ جرمنی کے فوجی طالب علم کی طرح پٹہ کھیل سکتی تھی اور امریکہ کے کف دست گھنے جنگلوں کے ماہر شکاری کی طرح رائفل اور ریوالور سے کام لے سکتی تھی۔ خودستائی نخوت اور بے انتہا بیباکی کا وہ مرکب بنی تھی۔ اور اس بارہ میں مجھے ابتک کوئی اُسکا ثانی نظر نہیں آیا۔ بایں ہمہ اس عورت کا پیشہ کیا تھا؟ ناظرین میرے جواب پر ہنس دینا۔ میں بالکل راست راست اور متانت سے بتا رہا ہوں کہ وہ "نرس" (بیمار و مجروح سپاہیوں کی تیمار دار) تھی اور وہ پیشہ ور "رحم کی دیبی کی ہمشیرہ"[1] تھی۔ اُسکی پیدائش سرویا میں ہوئی تھی۔ اُسکا باپ آسٹریٰ تھا۔ بلغاری اُسکو "میری" اور ترک "مریم" پکارتے ہیں۔ ۱۸۷۶ء کے محاربہ سرویا میں وہ اپنے اہل وطن (سربی) فوج کی خدمت کرتی رہی تھی لیکن تاریخ یہ نہیں بتاتی کہ اُس نے یہ کام کیسی قابلیت اور لیاقت سے سرانجام دیا تھا۔ مجھے صرف اس قدر معلوم ہوا کہ وہ اپنے آدمیوں سے لڑ پڑی تھی جب یہ وہ اُسے ساتھ لاکر سرحد

---

[1] چونکہ اکثر نرسیں شوقیہ اور محض انسانی ہمدردی سے میدان جنگ یا چھاونیوں کے فوجی ہسپتالوں میں تیمارداری کرنے جاتی ہیں اور ان میں سے بعض نہایت متمول اور شریف گھرانوں کی لڑکیاں ہوتی ہیں۔ ان کو یورپ میں "رحم یا خیر و برکت کی دیبیوں کی بہنیں" بھی پکارتے ہیں۔ اور کبھی کبھی طبقہ یوحنا کی خواہریں بھی بولتے ہیں۔ کیونکہ اس رسم کی ابتدا عام طور پر اوّل اوّل صلیبی جنگوں سے شروع ہوئی تھی۔ جن میں اکثر عورتیں بھی مذہبی جوش میں آکر بیمار و مجروح عیسائی مجاہدین کی تیمارداری کے لئے اپنے اپنے ملک سے کرشتان غازیوں کے ساتھ ارض مقدس کو گئی تھیں۔ مترجم

پار چھوڑ گئے ۔ یہاں آکر اُس نے ترکوں کی خدمت کرنے کا منشا ظاہر کیا ۔ مگر عثمان کی فوج کے عزہ دل اور سخت مزاج اعلیٰ ڈاکٹر نے اُسے اپنی ماتحتی میں لینے سے صاف انکار کر دیا ۔ وہ وڈین شہر میں رہتی تھی اور کبھی کبھی قلعہ میں آکر اعلیٰ افسروں سے ملاقات کرتی تھی ۔ مگر خاص پروانہ کے بغیر اُسے فصیل سے باہر جانے کی اجازت نہ تھی ۔ ان باتوں سے مجھے خیال ہوتا ہے کہ اُس سے جاسوسی کا کام لیا جاتا تھا ۔ اس عورت سے پندرہ دن بعد اُسے فوجی پہرہ کی حراست میں فلپ پولی بھیجدیا گیا تھا ۔ اُسکے بھیج دئے جانیکی وجہ مجھے معلوم نہیں ہوئی ۔ البتہ یہ سنا تھا کہ منزل مقصود پہنچنے تک محافظ پہرہ داروں اور گرفتار کی حیثیت بدل گئی تھی یعنی قیدی مالک اور محافظ اُسکے ناز و ادا کا شکار ہوکر اُسکے غلام یا قیدی ہو گئے تھے ۔ میں نے اخباروں میں پڑھا کہ جب ۱۸۸۵ء میں مشرقی رومیلیا نے بابعالی کے برخلاف بغاوت کی تھی تو ایک سربی عورت جو سگار و مے نوش تھی کل اسلحہ سے مسلح اور گھوڑے پر سوار فلپ پولی کی بازاروں میں باغیوں کی لیڈری کرتی رہی تھی ۔ میرا قیاس ہے کہ ہو نہ ہو یہ وہی وڈین والی میری تھی ۔

طبقہ سینٹ جان (ولی یوحنا) کی یہ قابلہ میری کپتان چوق اور ڈاکٹر شمٹ کے درمیان آخر الذکر سے بے پروائی اور سرسری طور پر باتیں کرتی ہوئی اور اول الذکر سے خندہ پیشانی اور ناز و نخرہ سے مسکراتی ہوئی چلی آرہی تھی ۔ اُس سے باتیں نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ دونوں ایک دوسرے کی زبان سے ناواقف تھے ۔ پس ان دونوں یعنی بدشکل مگر متمول کپتان اور عشوہ فروش دسیرن میں اسکے سوا کوئی اور ذریعہ تکلم کا نہ ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے رفیق کا حوصلہ بڑھانیکے لئے مسکراتی اور یہ اپنی پسندیدگی کے اظہار میں باآواز مکروہ ہوں ہاں کرتا رہے ۔

میز پر جو افسر میرے قریب بیٹھا ہوا تھا اُس نے ان تینوں کو دیکھ کر کہا : ” اس دیوانہ انگریز کو ضیافت میں شریک ہونیکی دعوت کرو ۔ وہ زردار ہے اور تمہارا تمام خرچ وہ اپنے پاس سے ادا کر دیگا “ ۔ یہ سنکر میں نے تینوں کو مدعو کیا ۔ اور دونوں جنٹلمینوں نے اُسے قبول کر لیا ۔ لیڈی ابھی کھانا کھا چکی تھی اُس نے یہ عذر کر دیا ۔ تاہم اُسنے ازراہ نوازش ہمارے پاس بیٹھا رہنا منظور کیا ۔ وہ ایک دوسری میز کے کنارہ پر جسے سپاہی کھانا رکھنے کیلئے لے آئے تھے بیٹھ کر اپنی خوبصورت حاشیہ دار سایہ اور سڈول ٹانگوں کو کلاک ڈبری گھڑی ہے کے پینڈولم (دلشکن) کی طرح عجیب باقاعدگی سے ہلانے لگ گئی اور اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ قلعہ کی تکلیف دہ قواعد سے خاص اس موقع پر جہاں ضیافت اڑ رہی تھی تمباکو کا پینا ممنوع ہے ۔ ہم نے

حلوا کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ایک فربہ اندام پاشا کے سپرنٹنڈنٹ سوار ہوا اور وہ دوبین لیکر فصیل پر کھڑا ہوگیا۔ اور ہماری بدبختی سے وہ کھڑا بھی عین اُس موقع پر ہوا کہ کل فصیل میں سے صرف اُسی مقام سے ہماری میز پر نظر پڑسکتی تھی۔ اُسکی فراخ پشت۔ اُبھرے ہوئے چوتڑ اور بیضوی شکل کی چھوٹی چھوٹی ٹانگوں سے اُسکی تصویر عجیب مضحکہ خیز بنی ہوئی تھی۔ اُسکو دیکھتے ہی کل محفل پر سناٹا چھا گیا۔ یوزباشی نے جھککر میرے کان میں کہا۔ "کل دنیا میں وہ حریص ترین خنزیر ہے۔ اُسے مدعو کرو۔ تو وہ فوراً آجائیگا۔ کیونکہ جب کبھی مفت میں لقمہ تر ملے تو وہ ہرگز انکار نہیں کرتا۔ اُسکے شامل ہوجانے سے ہم سب محفوظ ہوجائینگے اور کل ذمہ داری اُسکے سر پر جا پڑے گی۔" قائم مقام نے اس اشارہ کی تائید کی۔ اس پر میں نے پاشا کے قریب جاکر عرض کیا۔ "حضور والا کی عمر دراز ہو۔ آمیں پادشاہ (سلطان المعظم کو ترک پادشاہ کہتے ہیں جسکے معنی اُنکی زبان میں سلطان المعظم کے ہیں مترجم) کی فوج میں ملازم ہوں اور قوم سے انگریز ہوں۔ آج میری اصلی فرمانروا ملکہ انگلستان کا یوم ولادت ہے (یہہ میں نے صریح جھوٹ بولا تھا) اس خوشی میں آپ کے ناچیز غلام نے چند احباب کو دعوت دی ہے۔ کیا حضور بھی ازراہ ذرہ نوازی اُس سامنے کی میز کی دال روٹی میں شریک ہونے سے خاکسار کو افتخار بخشیں گے؟"

پاشا نے میز کی طرف ایک دفعہ نظر بھر کر دیکھا۔ اتنے میں خوشبودار حلوے کی لطیف و خوشگوار بو بھی اُسکے نتھنوں تک پہونچ گئی تھی۔ پھر کیا دیر تھی لحیم و شحیم پاشا نے متانت و خوش خلقی سے جواب دیا۔ "بڑی خوشی سے۔" اُسکے آنے پر تمام مہمان سر قد کھڑے ہوگئے۔ سپاہیوں نے باقاعدہ سلام کیا۔ انگریز کپتان نے تعظیماً اپنی ٹوپی کو چھوا اور جرمنی اپنی باوا آدم کی وقت کی کلاہ کو سر سے اُتار کر آداب بجالایا۔ پاشا کو صدر میں جگہ دیگئی اور اسنے حلوے کو اِس طرح سے چٹ کرنا شروع کیا کہ مجھے اندیشہ ہوگیا کہ حلوے کا بل (حساب کا کاغذ) بہت ہی بڑھ جائیگا۔ میری اُسکو دور سے آتا دیکھتے ہی رو چکر ہوگئی تھی۔ اُسی پاشاؤں سے سخت خوف آتا تھا۔ صرف زردار نوخیز لفٹنٹوں کی صحبت میں خوش ہوتی تھی۔ جاتی دفعہ اُس نے حاضرین کو عجیب دلفریب ادا سے "ڈوسویڈانیا" (یہہ لفظ سربی زبان میں الوداع کا مترادف ہے) کہا۔

اِسوقت کا سماں نہایت دلکش تھا۔ سب طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ صحن والے سپاہی اپنے کام سے فارغ ہوکر خیموں میں آرام کر رہے تھے اور گولنداز اور انفنٹری کے دستے مسقف راستہ میں اونگھ رہے تھے۔ صرف سنتریوں کی باقاعدہ رفتار کی صدا جو برجوں نیز فصیل پر ٹہل رہے تھے۔ موسم گرما کی دوپہر کی خواب آور

خاموشی میں مخل ہو رہی تھی۔ مطلع بالکل صاف اور آفتاب نصف النہار پر تھا جسکی طلائی کرنوں سے دریا
اور تمام منظر کندن کی طرح دمک رہا تھا۔ اور دریا کی لہروں کی چوٹیوں پر ہزاروں ذرے الماس کی طرح
چمک رہے تھے۔ نہایت لطیف و خنک باد شمالی ہم کو پنکھا کر رہی تھی اور دریا کی موجیں عاشقانہ بیصبری کے
ساتھ سنگین پشتہ کی پابوسی کو دوڑی آتیں اور وصال محبوب سے خوشدل ہو کر بنار مستانہ
یکے بعد دیگرے پیچھے ہٹ رہی تھیں۔ اور ایسی مست کن آواز میں اپنی خوشی کے ترانے گاتی جاتی تھیں جن سے
معلوم ہوتا تھا کہ عالم و عالمیان کے راحت و آرام میں کوئی چیز مخل و حارج نہیں ہے۔ ہمارے سروں کے
اوپر بلند آسمانوں پر چڑھ کر ایک لاوا اس دلفریب کیفیت کیلئے خالق کائنات کی حمد و ثنا کے گیت گا رہا
تھا۔ اور اُسکے خوش الحان ترانے لطیف ہوا کے جھونکوں سے ہم تک پہونچکر سب کو محظوظ و مسرور بنا رہے تھے۔
اپنے چاروں طرف یہہ مسرت افزا اور راحت بخش سمان دیکھہ کر میں دل میں حیران ہو رہا تھا کہ یا الٰہ العالمین
کیا ہم میدان جنگ میں بیٹھے ہوئے ہیں! جنگ کا اعلان ہوئے پندرہ دن ہو چکے تھے لیکن ابھی تک چو طرفہ
امن و صلح موجود تھی۔ معاندانہ نیت سے اب تک ایک گولہ سر نہ ہوا تھا۔ میری تلوار خون سے ابھی برابر ناآشنا
تھی۔ اور میری ریوالور کی گولیاں اُس مکروہ چوبی روسی کے سوا جسکو ہم نے مشق کیلئے نشانہ بنایا ہوا تھا
ابھی تک کسی جاندار کے جسم سے آشناسا نہ ہوئی تھیں۔ اور ابھی اور گیارہ ہفتوں تک ان دونوں کو جنگی اصطباغ
نصیب نہ ہوا ٭

ابھی دوسرا دور ختم نہ ہوا تھا کہ متذکرہ بالا آبی کشتی کلافت کے مقابل آکر رومانوی ساحل کی طرف ہو گئی اور
اُس پر دو سر سیاہ عقاب کے نشان کا آسٹروی جھنڈا کھڑا کر دیا گیا۔ رومانوی کنارہ سے چند سپاہی ایک کشتی
پر سوار ہو کر اُسکے قریب پہونچے۔ وہ تھوڑی دیر کے بعد کنارہ کو واپس چلے گئے اور آسٹروی کشتی سفید کبوتر
کی طرح پانی پر تیرتی ہوئی دریا کے راستہ جنوب کو چلی گئی۔ دوسرے دور میں دریا کی تازہ مچھلی تھی جسے قلعہ
کے باورچیخانہ میں پکایا گیا تھا۔ تیسرے میں پلاؤ۔ چوتھے میں مکی[1] کے آٹے کا دلیا اور شہد اور پانچویں میں
پوری کچوری اور شیرینی تقسیم کیگئی۔ پلاؤ و دلیا قلعہ کا پکا ہوا تھا اور پوری کچوری اور مٹھائی حلوائی سے

[1] بلغاری اس دلیئے کو جو انکی قومی خوراک ہے۔ مما لیگا کہتے ہیں یہہ اٹلی کے پولنٹا کے مشابہ ہوتا ہے۔
اس صوبہ میں مکی بہت کاشت کیجاتی ہے۔ وہاں کی زمین اسے بہت اچھی طرح قبول کرتی ہے۔ بلگیریا میں شہد بھی بکثرت ہوتا ہے
دہقان سال بھر کے خرچ کیلئے اسکا ذخیرہ رکھہ چھوڑتے ہیں۔ مٹھائیوں میں جتنا تصبہ قزن لک کی بنی ہوئی گل قند بھی

منگوائی گئی تھی۔ کل خرچ کا نصف کپتان نے اور باقی میں نے دیا۔ کھانے سے فارغ ہوکر کل افسر اپنی اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہونیکے لئے ہم سے رخصت ہو گئے۔ اور میز پر صرف ہم چار یعنی کپتان۔ ڈاکٹر پاشا دیس پہنچ کر قہوہ اور کپتان کی صراحی سے شراب پی رہے تھے جس میں پاشا بھی یہہ کہکر کہ حکیم نے اُسے شراب پینے کا حکم دیا ہوا ہے شریک تھا کہ اتنے میں ہماری بائیں طرف سے ایک توپ سر کیگئی اور اسکے بعد فوراً ہی دریا کی دونوں طرفوں یعنی کلافت اور ویدن کے انتہائی شمال مشرقی گوشہ سے جہاں اسوقت ہمارے فوجی ٹرکھی موجود تھے اور توپوں کے چلنے کی آواز آئی۔ اور پھر یک لخت آتشباری بند ہو گئی۔ میں دعوٰی سے نہیں کہہ سکتا کہ جب پہلی توپ چلی تھی اُسوقت یقیناً یہہ وقت تھا۔ تاہم میرا خیال ہے کہ اُسوقت چار بجے ہونگے۔ مگر اس سے میرے اردگرد جو یکبارگی انقلاب عظیم پیدا ہو گیا اسکو بعینہ بیان کرنیکی مجھہ میں دسترس نہیں۔ مختصر یہہ کہ طرفۃ العین میں قلعہ چیونٹیوں کے ایسے گھونسلے کی طرح ہو گیا جس کو کسی طرح سے چھیڑ دیا گیا ہو۔ سپاہی گویا زمین میں سے پیدا ہو گئے۔ چاروں طرف سے حکم کی بولیوں اور بگل کی آوازوں کی بھرمار ہو گئی۔ اور کل عمارت میں عجیب کھلبلی پڑ گئی۔ مگر ناقابل بیان افراتفری صرف چند لحظہ رہی جنکے بعد قلعہ ویدن جنگ مقابلہ کیلئے بالکل تیار ہو گیا۔ صلح و امن کی تمام علامتیں یک لخت مفقود ہو گئیں اور جہاں تک میری نظر کام کر سکتی تھی لڑائی کے مہیب دیو کی صورت ہر جگہ نمایاں ہو گئی۔ گولنداز جنکو عرصہ سے کلافت پر گولہ باری کی مشق کرائی جاتی رہی تھی۔ توپوں کے پاس کھڑے ہو گئے بتی لگانے اور آتشبازی شروع کرنیکے لئے صرف حکم کے منتظر تھے۔ انفنٹری رائفلیں لئے فصیل کے پیچھے کھڑی تھی کہ اگر غنیم کشتیوں پر سوار ہو کر حملہ کرے تو اُسے نابود کر دے اردلی اور ایڈیکانگ اِدھر اُدھر دوڑ رہے۔ اور پاشا اور اسٹاف دوربینیں لگائے یا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر رومنک تمام ہمسایہ کے ساحل کو دیکھہ رہے تھے۔ تمام مورچہ آدمیوں سے بھرا ہوا تھا جنکی تعداد اتنے حصہ میں جہاں تک میری نظر پہونچتی تھی کئی سو سے کم نہ تھی۔ ہر ایک شخص اپنے اپنے مقام پر موجود تھا جو اُسے عرصہ کا بتایا گیا ہوا تھا۔ کیونکہ ہمارے مستعد و تجربہ کار مشیر نے اعلان جنگ سے بھی پہلے مفصل ہدایات جاری کر دی تھیں۔ لازمی گھبراہٹ و کھلبلی کے پہلے چند لمحوں کے بعد سب طرف انتظام و نظام۔ دلجمعی۔ خاموشی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۵ بستی۔ جہاں عطر بنانیکے لئے گلاب کو کھیتوں میں آلوؤں کی طرح کاشت کیا جاتا ہے۔ بلغاری دہقان گلی۔ انگور۔ گلاب اور پھلوں کی کاشت زیادہ کرتے ہیں اور شہد کی مکھیوں کو بھی پالتے ہیں۔ مصنف۔

اور مستعدانہ آمادگی و تیاری کا عالم مستولی ہو گیا۔

پہلا گولہ ہماری ہی طرف سے ہمارے انتہائی شمال مشرقی مورچہ غازی بایر طابیہ سے جو کلافت سے قریب ترین تھا دشمن کی مستعدی کو معلوم کرنے یا اُسے چھیڑنے کیلئے سر کیا گیا تھا جسکا کلافت کی طرف سے فوراً جواب دیا گیا اور کل رومانوی باتریوں نے آتشباری شروع کردی۔ ہماری طرف سے پہلے تو صرف یتی طابیہ۔ غازی بایر طابیہ اور مونی ٹرہٹی گولہ باری کرتے رہے۔ مگر تھوڑی ہی دیر بعد کل ساحلی باتریاں شریک ہو گئیں پہلے گولہ کی آواز سنتے ہی پاشا رفو چکر ہو گیا۔ ڈاکٹر ٹوپی سے سلام کر کے خوف زدہ ٹڈی کی طرح اُٹھ دوڑا اور مہمان میز کے آر پار صرف میں اور کپتان چوق ہی ایک دوسرے کی طرف حیرت و تحیر سے تکتے رہ گئے۔ وہ اردلی جو ہم کو کھانا کھلاتے رہے تھے اور میں نے اور کپتان نے اُنکو معقول انعام دیا ہوا تھا فوراً آپہونچے اور اُنہوں نے ایک آنِ واحد میں میز۔ جام صراحی اور کل لوازمات کو نظر سے غائب کر دیا۔ اتنے میں کپتان کو بھی ہوش آگیا اور اُس نے مضطربانہ لہجہ میں کہا: "صاحب میں نے اپنے اخبار کیلئے خاکہ لینا ہے۔ اسلئے آپ کے پاس نہیں ٹھیر سکتا۔ اُمید ہے کہ آپ معاف رکھیں گے تو میں جاتا ہوں اور تم کو بھی میں نصیحت دیتا ہوں کہ فوراً اپنی پلٹن میں واپس چلے جاؤ۔ یہہ درست ہے کہ تم چھٹی پر ہو اور ایسا کرنا تم پر لازمی نہیں۔ مگر اس سے تمہارے افسر خوش ہو جائینگے اور تم بڑے مستعد اور سمجھدار گنے جاؤ گے۔ میرے خواہ مخواہ کی ناصح بننے سے ناراض نہ ہونا۔ میں پرانا سپاہی ہوں اور جو مجھے مناسب معلوم ہوا تم کو کہدیا ہے۔ میں تمہاری مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سلام!" یہہ کہہ کر اُسنے اپنی لمبی چوڑی پنسل کو کان کے پیچھے رکھ لیا۔ نوٹ بک کو سر پر ہلا کر با آواز بلند "ہپ ہپ ہرّاہ" کا نعرہ بلند کیا۔ اور چھتری کھول ٹوپی کو ایک کان پر زیادہ نیچا کر کے چلتا ہوا۔ اُسی وقت غازی بایر طابیہ سے ایک توپ سر ہوئی تھی اور فوراً ہی دریائی ساحل کی تمام باتریوں نے یکبارگی آتشباری کر کے زمین کو ہلا دیا تھا چاروں طرف دہواں چھا گیا ہوا تھا۔ اُس میں سے جس قدر جلد ہو سکا میں دروازہ کی طرف دوڑا گیا۔ وہاں سنتری نے مجھ کو روک کر اپنے افسر کو آواز دی جسکا اطمینان کردینے پر مجھے باہر نکلنے کی اجازت دیگئی۔ بازاروں میں ترک یہودی اور بلغاری تمام باشندے کل قومی عناد اور مذہبی تعصب کو فراموش کر کے اپنی جان و مال کی حفاظت و سلامتی کیلئے لرزاں و ترساں پھر رہے تھے۔ کئی دریچوں کے آئینے دھمک سے ٹوٹ گرے تھے۔ ایک سُنار کا مکان بالکل ہی بیٹھ گیا تھا۔ اور آوارہ گرد کتے ہم صدا ہو کر پوری طاقت سے رینک رہے تھے۔ جسوقت میں بازار میں پہونچا اُسوقت تھوڑی دیر کیلئے توپیں خاموش ہو گئیں تھیں مگر جلدی ہی کلافت کی باتریوں نے زمین و

آسمان کو سر پر اُٹھا لیا اور ودین سے ویسا ہی ترکی بہ ترکی جواب دیا گیا۔ اسکے بعد ایک دو گھنٹوں تک گولہ باری ہوتی رہی مگر وقفوں کے ساتھ اور نسبتاً کم تیزی سے۔ غنیم نے خلاف توقع کشتیوں پر سوار ہو کر کوئی حملہ نہ کیا۔ اور اُسی دن ہی نہیں بلکہ فتح پلیونا تک رومانیوں نے کبھی کبھی گولہ باری کرتے رہنے کے سوا ودین پر بذریعہ فوج کوئی حملہ نہیں کیا تھا۔ اسی دن (۸ رمئی) ہمارے ایک مورچہ اور دریائی ساحل کو خفیف سا نقصان پہونچا اور جان و مال کا چنداں نقصان نہ ہوا۔ ودین میں دو جگہ آگ لگ اُٹھی جو فوراً فرو کر دیگئی اور ایک مسجد کے ایک مینار کی چوٹی ٹوٹ کر اُسکی طرف گر پڑی جس نے ایک مرغہ کتی کا کچومر نکال دیا۔ مینار زمین کے لرزنے سے گرا تھا۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے کوئی زیادہ گولے دشمن تک نہ پہونچے۔ مگر اُنکا اخلاقی اثر حسب مراد ہوا۔ ان سے دشمن پر واضح ہو گیا کہ ہم مقابلہ کیلئے بالکل تیار ہیں جس سے اُسے ودین پر حملہ کرنیکی جرات نہ ہوئی اور اُس کا ایک سالم ڈویژن سات مہینوں تک بیکار پڑا رہا۔

بازار سے گذرتے وقت مجھے لحظہ بھر کے لئے خیال آگیا کہ ڈوس کو ملکر اُسے تسلی دیتا جاؤں۔ مگر نفس لوامہ نے فوراً ڈانٹ بتائی۔ "فرض عشق سے مقدم ہے"۔ میں پیدل کوچہ و بازار میں سے خوف زدہ باشندوں کے جم غفیر کو چیرتا ہوا آخر شہر کے پھاٹک تک پہونچ گیا۔ اور وہاں بھی مجھے گارڈ و محافظ پہرہ دار کو اپنا کام بتانا پڑا۔ شہر سے نکلتے ہی میں شاہراہ پر چڑھ گیا۔ اُس پر بھی فراری بکثرت موجود تھے جو دیگر محفوظ و بعید مقامات کو بھاگے جا رہے تھے۔ کیمپ شہر سے اڑھائی میل دور تھا۔ یہ مسافت آدھ گھنٹہ سے کچھ زیادہ میں طے کر کے میں ساڑھے پانچ یا چھ بجے یعنی چھٹی کے ختم ہونے سے تین گھنٹہ پہلے کیمپ میں پہونچ گیا۔ کلافت سے جو پہلا گولہ چلا وہ پولیٹیکل اور تاریخی لحاظ سے نہایت ہی اہم واقعہ تھا جس نے واقعات مستقبلہ کی رفتار اور رُخ کو کئی دہوں بلکہ صدیوں کیلئے بدل دیا۔ اس سے رومانیا کی وضع و انداز کی نسبت جو شک تھی کہ آیا وہ خاموش رہتی ہے یا روسیوں کی طرفدار بنجاتی ہے بالکل دور ہو گئی۔ اس ایک گولہ نے وہ تمام رشتے جن سے یہ باجگذار صوبہ اپنے آقائے نعمت سے وابستہ تھا توڑ دیئے۔ اور ودین فوج کو اعلان کر دیا کہ لڑائی شروع ہو گئی ہے اور اُسکے اور غنیم کے درمیان جو لڑائی کیلئے تیار اور بیقرار ہے صرف ایک دریا کا پاٹ حائل ہے۔ یہ گولہ رومانیا کی بابعالی سے جو ساڑھے تین سو برس تک اُسکا مالک رہا کامل آزادی کا اور روس کی مرضی کا غلام ہونیکا خواہ یہ غلامی عارضی ہی تھی پیش خیمہ تھا۔ اس ایک گولہ نے

۱؎ اس میں کوئی کلام نہیں کہ روس ٹرکی کا کسی صورت میں سچا دوست اور معاون نہیں ہو سکتا۔ لیکن آٹھ دس برس سے روس کو اُسکی ایشیائی پالیسی نے سلطان کے ساتھ نہ فقط صلح کر لینی بلکہ اُسکا دوست بننے پر مجبور کر دیا۔ اور اس طرح روس نے اپنی

شکی کو بتا دیا ہی کہ اُسکا ایک اور دشمن۔ اور روس کا ایک اور نہایت ہی زبردست پیدا ہو گیا ہی۔

کیمپ میں دو بریگیڈ حکم ملتے ہی کنارہ دریا کی طرف بڑھنے کیلئے بالکل تیار کھڑے تھے۔ پلٹنیں مارچ (کوچ) کی ترتیب میں صف آرا تھیں جنکے سپاہی ہتھیاروں کو کھڑا کر کے اُسی ترتیب سے زمین پر بیٹھے ہوئے اور افسر کوچ کے حکم کے انتظار میں بیقرار کھڑے تھے۔ مجھے چھٹی سے پہلے واپس آتا ہوا دیکھ کر سب نے میری طرف بنظر استحسان دیکھا۔ اور کپتان نے بھی جو ایک پتھر پر سویا ہوا تھا۔ اپنی آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا۔ اور پھر انکو بند کر لیا۔ میں نے اپنی سکوڈرن کی کمان لیلی اور اپنے موقع پر کھڑا ہو گیا۔ اتنے ہی میں میری طلبی بریگیڈیر کے پاس ہوئی جسکو میں نے وڈن میں جو کچھ دیکھا تھا بتلایا۔ ہم چشم براہ کھڑے رہے لیکن کوئی حکم موصول نہ ہوا۔ کلافت اور وڈن بالکل خاموش ہو گئے تھے۔ گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ہمسائے جو بہت سے دوست چلے آتے تھے دو چار گرم باتیں کر کے پھر راضی خوشی ہو گئے تھے اور مصافحہ کر کے انہوں نے آپس میں صلح کر لی تھی۔ طویل انتظار سے نہایت ہی پرجوش افسر بھی آخر اکتا گئے اور وہ زمین پر بیٹھ گئے یا لیٹ گئے اور رات کے نو بجے ہم کو خیموں میں واپس جانے اور کمریں کھول دینے کا حکم دیا گیا۔ ہم سب شکستہ دل بستروں پر لیٹ تو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۸ — دلی عناد کو جو اُسے ٹرکی کے ساتھ اسوقت تک رہیگا جب تک کہ دونوں میں سے ایک کامل طور پر مغلوب اور محکوم نہ ہو جائے عرصہ دراز تک ظاہر نہیں کر سکیگا۔ لیکن اگر روس کو مندرجہ بالا مجبوری نہ بھی پیش آتی تو بھی مستقبلہ محاربہ روس و روم میں رومانیا کا ضرور ہی روس کا معاون ہونا کبھی یقینی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ برخلاف اسکے اگر رومانیا ٹرکی کا معاون ہو تو کوئی تعجب نہیں۔ کیونکہ ہمارے موجودہ امیر المومنین عبد الحمید خان ثانی ایدہ اللہ بہ الدین نے اپنے تدبر و لیاقت خداداد سے نہ فقط یورپ کی عیسائی طاقتوں کو ایک دوسرے سے بدظن اور مخالف بنا دیا ہی۔ بلکہ اپنے دشمنوں اور سابقہ و موجودہ باجگذار صوبوں کو بھی اپنا دوست اور والہ و شیدا بنا رکھا ہے۔ چنانچہ وہی جرمنی۔ رومانیا۔ سرویا اور بلگیریا جو ۱۸۷۷ء کے محاربہ روس و روم میں ٹرکی کے جانی دشمن و مانند روسیوں کے رفیق و شریک حال تھے۔ اب سلطان کے جان نثار دوست اور وفادار رفیق ہیں۔ سلطان المعظم کی بے نظیر پالیسی کی کامیابی انکے دیگر یورپین طاقتوں سے موجودہ تعلقات اور روس کی سابقہ پالیسی کی تغیر کے اسباب ہم نے **بست سالہ عہد حکومت امیر المومنین** خلد اللہ ملکہ کے متن کے حواشی اور اخبار وکیل کے متعدد مضامین میں جو بطور ضمیمہ کتاب مذکور کے ساتھ شامل کر دیے گئے ہیں بالوضاحت بیان کر دیے ہیں۔ مشتاقین اس کتاب سے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ اور اخبار وکیل کے باقاعدہ مطالعہ سے انکو خلافت سنیہ اور خلیفہ اعظم کے متعلقہ واقعات و حالات متداولہ سے بخوبی آگاہی ہو سکتی ہی۔ مترجم

[1] ہر ایک کمپنی یا سکوڈرن اپنی رائفلیں ایک جگہ مخروطی مینار کی شکل میں ایک دوسری سے جوڑ کر کھڑی کر دیتی ہیں۔ مترجم

گئے مگر نفیر کس جانور کا نام تھا۔ رفتہ رفتہ ہم توپوں کی گرج کے ایسے عادی ہو گئے کہ اوس سے ہم کو کوئی تشویش پیدا نہ ہوتی اور ہم اسکی طرف خیال تک بھی نہ کرتے۔ تاہم کبھی جھوٹ موٹ یہہ خبر اُڑ جاتی کہ دشمن نے حملہ کر دیا ہے۔ ہم فوراً کوچ کیلئے تیار ہو جاتے اور بعد میں کچھہ بھی نہ نکلتا۔

اس واقعہ سے چند دن بعد مجھے پہلی دفعہ بعیدی سرحدی چوکیوں کی حفاظت کے کام پر لگایا گیا۔ ہماری کمپنی ایک پہاڑی پر جو کیمپ سے بجانب شمال مغرب پانچ میل۔ ڈینوب سے بجانب جنوب مغرب پانچ میل۔ اور سرحد سرویا سے بجانب جنوب مشرق سات میل کے فاصلہ پر تھی متعین کیگئی۔ اسکی چوٹی سے ہم دریائی ساحل کو ۲۵ میل اور سرحد سرویا کو ۱۵ میل تک دیکھہ سکتے تھے۔ وہ دریائے ڈینوب کی سطح سے چار سو فیٹ بلند ہے اور اُسکے چاروں طرف نہایت خوبصورت منظر ہیں۔ میرا سکواڈ پہاڑی کے دامن کے مختلف مقامات پر کئی ضلعوں کے قریب جنمیں سے ایک کا نام غنزر دا تھا چند دن خیمہ کھلے میدان میں شب باش ہوتا رہا۔ ان دیہات کے بلغاری دہقانوں سے میں اپنے آدمیوں کیلئے خوب گرم گرم کھانے حاصل کرتا رہا۔ یہہ کام پہلے تو میں نرمی اور پیار سے لینے کی کوشش کرتا مثلاً انکے بچوں کو پیار دلاسہ دیا کرتا اور بلاطفت درخواست کرتا۔ اگر اس سے کام نکل جاتا جیسا کہ اکثر ہوتا رہا تو فبہا ورنہ پھر سختی سے کام لیتا۔ ایسے موقعہ پر سختی کرنا ہرگز بیجا نہیں ہو سکتا۔ میں ایسا کرنے میں بالکل راستی پر تھا۔ لیکن سختی کے ساتھہ ہی صفائی کو میں برابر روکتا رہا۔ وہ ماٹوی باشندے سب کے سب بھاگ گئے ہوئے تھے۔ ہم نے کئی دروازوں کو کھٹکھٹایا۔ اور جب کوئی جواب نہ ملا تو کواڑ توڑ کر اندر چلے گئے۔ اور وہاں سے ہم کو کمبل۔ تکیئے برتن اور اسی طرح کی کئی کارآمد چیزیں دستیاب ہوئیں۔ میں نے لوٹ مار کی سخت ممانعت کر رکھی تھی۔ اور قانوناً بھی یہہ سنگین جرم تھا۔ ایک مکان میں ہم کو ایک قیمتی کلاک اور ویسی ہی کئی قیمتی چیزیں ایک جگہ چھپا کر رکھی ہوئی ملیں۔ ہم نے صندوقوں کے سوائے جنکی تلاش میں ہم آئے تھے اور کسی چیز کو ہاتھہ نہ لگایا۔ رات کیوقت کمپنی کو پہرہ پر تین دستے مقرر کرنے پڑتے۔ ہر ایک دستہ نصف سکواڈ کا ہوتا تھا اور اُسکے بارہ سپاہی علیحدہ علیحدہ مختلف مقامات پر پہرہ دینے کے لئے لگائے جاتے تھے۔ ہم نفٹنٹوں کا یہہ کام تھا کہ اُن سنتریوں کا معائنہ اور نگرانی کرتے رہیں۔ رات کی تاریکی میں پہاڑی زمین پر چلنا بہت بیڈا کام تھا۔ میں کئی دفعہ ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ اور ناک منہہ کو چوٹ آگئی۔ اس بعیدی چوکیداری کے دوران میں کوئی واقعہ قابل ذکر نہ گذرا۔ جب دوسری کمپنی ہماری جگہ پہنچ گئی تو ہم نے اپنے آرام دہ خیموں میں پہنچکر خدا کا شکر کیا۔ کیمپ میں ہم کو ایک ہفتہ کیلئے کیمپ کے سنتریوں کا کام دینا پڑا۔ چنانچہ کئی دفعہ کیمپ کے پھاٹکوں میں سے کسی نہ کسی پر میری تعیناتی ہوتی

رہی۔ جہاں مجھے غیر مجاز اشخاص کو اندر آنے سے روکنے میں بہت وقت پیش آتی رہی۔ ہر وقت سینکڑوں آدمی پھیری والے۔ قاصد کسی نہ کسی طرح کے سائل مستغیث۔ گداگر جپسی۔ بازیگر۔ اور آوارہ گرد ہاندر جانیکی اجازت ملنے کے خواستگار ہوتے تھے۔ آوارہ گردوں کی کوئی بات نہ سنی جاتی تھی۔ اُن کو تکتے ہی چوتڑوں پر بندوق کے کندوں سے دو چار ضربیں لگا دیجاتیں اور اس سلوک سے وہ بالعموم کتوں کی طرح دم دبا کر بھاگ جاتے لیکن ہم انہیں سے اگر کوئی زیادہ اصرار کرتا تو اُسے فوراً بید لگوا دئے جاتے اور یہہ تدبیر کبھی بے اثر نہ رہتی کئی اشخاص کو جو بلا اجازت رواروی اندر گھس آئے میں نے گرفتار بھی کیا جو ایک بلغاری کے سوا جس پر جاسوس ہونیکا شبہ تھا۔ مگر چند دنوں کی حراست کے بعد چھوڑ دیا گیا سب کے سب آیندہ کیلئے محتاط رہنے کی نصیحت کیکے بعد رہا کر دئے گئے۔ البتہ عورتوں سے پیچھا چھوڑانا بہت مشکل تھا کئی کوئی چیز بیچنے کیلئے آتیں۔ کوئی کہتی کہ ہم نے فلاں رشتہ دار کو ملنا ہے۔ اکثر خوبصورت لڑکیوں نے قند آمیز باتوں اور ناز و ادا یا پیار و دلاسہ کے اقدام سے مجھے رشوت دینی چاہی۔ مگر مجھے فوراً ڈورس کا خیال آجاتا۔ اور کسی کا ناز و نخرہ مجھ پر موثر نہ ہوتا۔ جب یہہ ڈیوٹی بھی ختم ہوگئی تو میری کمپنی کو کئی ہفتوں تک کوئی اور کام نہ کرنا پڑا۔ جون کے وسط میں ہم کو نیدرہ دن کیلئے ویڈن اور فلورمن کے درمیانی کنارہ دریا کی نگرانی و محافظت پر جو کوئی تشا واسے دور نہ تھا بھیجا گیا۔ وہاں بھی اس کے سوا کوئی اہم واقعہ نہ گذرا کہ ہم نے ایک رومانوی شکاری کشتی کو پکڑا۔ لیکن اُس پر ایک تازہ گرفتار مچھلی اور جال کے سوا اور کوئی غنیم نہ ملا۔ غالباً یہہ کشتی دوسرے ساحل سے اپنی لنگر سے کھل گئی ہوگی۔ ہم نے مچھلی کو چٹ کیا اور کشتی کو اُس پر پہلے ایک دفعہ دریا کی اور ایک غیر آباد جزیرہ کی سیر کرکے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ایندھن بنا لیا۔ یہہ جزیرہ غنیم کے ساحل سے پانچسو گز کے فاصلہ پر تھا اُسکے گھنے جنگل میں ہم نے وہیں کھانا تیار کرکے خوب جشن اڑائے۔ ہم جزیرہ پر ہی تھے کہ مقابل کے ساحل پر رومانوی فوج کا ایک دستہ گذرا۔ ہم نے اُن کو دیکھ کر اپنی ٹوپیاں اور رومال ہلائے۔ اور اُنہوں نے بھی اُسی طرح خوش اخلاقی کا اظہار کیا۔ اُن کو رومال اور ٹوپیاں ہلاتے ہم نے دوربینوں سے دیکھا۔ ہم ہر روز دریا میں نہاتے اور نفیس و لذیذ مچھلیاں پکڑتے تھے۔

اوّل اوّل مچھروں نے بڑا ستایا۔ مگر ایک دو ہفتوں کے بعد اُنہوں نے میرا پیچھا چھوڑ دیا اور میرا چہرہ معمولی جسامت اور شباہت پر آگیا۔ شاید وہ اسلئے مجھ سے باز آگئے کہ دھوپ کی گرمی اور اُنکے ڈنکوں سے میرا رنگ تاریک سیاہ اور جلد سخت ہوگئی تھی۔ ایک دفعہ ہم کو ایک اتفاق سے باغ میں جو اُسے چھوڑ کر بھاگ گیا ہوا تھا ایک مگس خانہ مل گیا۔ ایک دفعدار سپاہی نے کارتوس چلا کر مکھیوں کو اُڑا دیا اور بمقدار کثیر شہد نکال لایا

کیڑوں مکوڑوں کا ذکر آجانے پر بلغاری پسو کا ذکر یہاں بے محل نہ ہوگا جستی و چالاکی اور خونخواری میں وہ اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اُسکا تعاقب و شکار بھیڑیئے کے شکار سے جسکا اتفاق ہم کو نومبر میں پلیونا کے سامنے ہوا کچھہ کم جوش افزا و حرارت انگیز نہیں ہے۔ ساحل سے کیمپ واپس آنے پر پہر ہم سے وہاں پر ان میں بعیدی چوکیداری کا کام نہ لیا گیا۔

سنتریانہ فرائض کے ساتھہ سنتری کتوں کا ذکر ضروری ہے۔ ان کے کیمپ میں تقریباً سوا سو کتے تھے۔ جن میں سے بعض اس کام کیلئے خود سکہائے ہوئے تھے اور باقی معمولی کتے تھے۔ جو خود بخود یہہ کام سیکھہ کر قواعد دان یا آموختہ کتوں کے ساتھہ شامل ہو گئے تھے۔ یہہ مختلف قسموں کے تھے۔ اور تقریباً بارہ ایک مختلف اقسام کے مخلوط الجنس تھے۔ مگر سنتری کا کام بہت عمدہ دیتے تھے۔ ان عثمانی آوارہ گرد کتوں کی ذہانت پر پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے نظیر کے لئے یہی ایک امر کافی ہے کہ انکا اپنا خاص طریق حکومت و انتظام اور جماعت بندی موجود ہے جو عجیب و غریب ہی نہیں بلکہ انگریزی کانسٹی ٹیوشن (انگریزی آئین حکومت) سے بھی جو کل دنیا میں افضل سمجھی جاتی ہے) زیادہ عاقلانہ اور مناسب ہے۔ میں اپنے سنتری کتوں کی حیرت افزائی عقلمندی اور دانائی کی سینکڑوں کہانیاں بتا سکتا ہوں۔

ابراہیم اور اس کا کلر سکوٹہ سنتری کے کام اور بعیدی چوکیداری سے مستثنی تھا۔ دن رات کی رفاقت سے مجھے جیک سیمؤ سے بہی محبت ہو گئی۔ اور جیسا کہ نوجوانوں کی یہ جوش اور بلند خیالی کا خاصہ ہے ہم نے تا زیست ایک دوسرے کا دوست رہنے کی حلف اُٹھائی۔

گولہ باری ہر دوسرے تیسرے دن کبھی چند منٹوں کیلئے اور کبھی گھنٹوں تک ہوتی رہتی۔ ودین میں انجنیر معمار مزدور بافراط تھے چنانچہ مورچوں کو جو نقصان پہونچتا اُسکی فوراً مرمت کر لیجاتی۔ مگر شہر کی یہہ حالت نہ تھی۔ آتشزدگی کے حادثے عموماً ہوتے رہتے اور گاہ گاہ کئی جگہ ایک ساتھہ آگ لگ جاتی۔ اور چونکہ انطفائے آتش کیلئے کوئی باضابطہ بریگیڈ نہ تھا۔ سپاہیوں کو آگ بجہانے پر بھیجا جاتا تھا۔ ایکدفعہ (۲۱ جون) کو آگ اس قدر تیز ہو گئی کہ کیمپ سے بھی فوج بھیجی گئی۔ میری پلٹن بھی اس میں شامل تھی۔ ہم شہر میں شام کے قریب پہنچے۔ اُسوقت تک آگ بجہا لیگئی تھی۔ مگر گولہ باری ۹ بجے رات تک جاری رہی۔ ایک گولہ مجھہ سے سو فیٹ کے فاصلہ پر پھٹا جس سے ایک ترک عورت اور اُس کا شیر خوار بچہ جو ہم سپاہیوں کو دیکھنے کے لئے باہر آئی تھی ہلاک ہوئے۔ میں ایک گھنٹہ کی چھٹی لیکر ڈوس کے مکان پر گیا۔ اُسے

کوئی گولہ نہ لگا تہا۔ بوڑھے کے ہوش و حواس پریشان تھے۔ مگر لڑکی کا حوصلہ قائم تھا۔ اُسکو اپنے دادا سے کمال اُلفت تہی اور اُسکی ایسی نگہداشت اور خدمت کرتی تھی کہ بے اختیار اُسکے حق میں دُعا نکل جاتی تہی۔ مَیں نے اُنکو تشفی دی کہ تم گولہ باری سے بہت کچھ محفوظ ہو۔ نہایت مضبوط اور بلند مسجد تمہارے مکان اور غنیم کے گولوں کے درمیان حایل ہے۔ اگر تم کو خطرہ ہے تو صرف یہی کہ کہیں مسجد کا مینار تمہارے مکان پر نہ گر پڑے۔ مُجھکو ان ہی میرے روانہ ہونیکے دن تک اُن کو کوئی نقصان نہ پہنچا تھا۔ اِن باتوں سے فارغ ہوکر جب مَیں نے معاملہ کا ذکر کیا تو بوڑھا میوری فی الفور بستر سے جہاڑ کر ہوشیار اور چوکس ہوگیا۔ مَیں نے اس سے ایک پچاس پونڈ کی ہنڈی کا جو قسطنطنیہ پر تہی دیدی لیا اور اُسی سے ایک انگشتری خرید کر دوشیزہ کو بطور یادگار نذر کی۔ یہہ بتانے کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں کہ جیسا کہ تا قیامت نوجوان کرتے رہیں گے ہم نے ایکدوسرے کے بوسے لئے اور مدامی محبت کی قسمیں اُٹھائیں۔

وڈین ویران سا نظر آنے لگ گیا۔ گولہ باری سے پہلے ہی باشندے بھاگنے شروع ہوگئے تھے۔ اس کے شروع ہونے پر عام بھاگڑ پڑ گئی۔ سڑک پر چھکڑوں اور گاڑیوں کی قطاریں جن پر اسباب خانہ داری لدا ہوا ہوتا تہا کیمپ میں سے گذرتی رہتی تھیں۔ جن کنبوں کو گاڑیاں بہم نہ پہونچتیں۔ وہ پیٹھوں پر اسباب لئے جاتے۔ مَیں نے اکثر دفعہ دیکہا کہ نوجوان ہٹّے کٹّے بلغاری تو اپنے منہہ سے لگائے ہوئے صرف ایک کلاک یا صلیب یا کوئی اور ویسی ہی ہلکی پہلکی چیز اُٹہائے ہوئے ہیں اور اُسکی بیوی چھکڑہ بھر صندوقوں بقچوں بچّوں اور بستر کے بوجہ سے دبی جا رہی ہے میرا خیال ہے کہ وہ ضرور عیسائی ہونگے کیونکہ نالائق سے نالائق مسلمان بھی کبھی ایسا نہ کرے۔ تارکانِ شہر نے آیسے دیہات میں جو گولہ باری کی زد سے باہر تھے پناہ چاہی۔ یا کُھلے میدان میں ڈیرے ڈال دیے۔ اَنوا کے قریب جہونپڑیوں کی ایک خاصی بستی آباد ہوگئی تہی۔ یہہ جہونپڑیاں شکستہ اسباب۔ بوریوں اور مٹی سے الغرض جو چیز ہاتھ لگی اسی سے بنالیگئی تہیں۔ بہاگنے والے زیادہ تر بلغاری تھے۔ ترکوں اور یہودیوں کو مشیر پر بھروسہ تہا کہ وہ اُنکی حفاظت کرسکیگا۔ اور عموماً وہ شہر ہی میں رہے۔ وڈین کے ملحقہ دیہات میں بے شمار رومانوی آباد تھے وہ سب کے سب ناؤں کو لکڑیوں کے بیڑے بناکر دریا کے راستہ یا سڑی علاقہ سے اپنے ہم وطنوں کو جاملے۔

تقریباً ہر گلی میں ایک آدہ مکان ضرور ایسا تھا جس کو جزوی نقصان پہونچگیا تہا اور کُل وڈین میں اَیسے تو کسی کو اثر کے سلامت نہ رہے تھے۔ مگر سب نقصانات کو بالمجموع دیکھنے سے معلوم ہوجاتا تہا

مگر گولہ باری جیسی بظاہر مہیب معلوم ہوتی ہے ویسی دراصل نہیں چنانچہ جون کے آخیر میں دونوں طرف سے مدہم پڑ گئی۔ کمانیروں پر اسکی بے سودی واضح ہو گئی اور فقط کبھی کبھی اسے شروع کیا جاتا میرا خیال ہے کہ ہمارے چلے آنے کے بعد وہ بالکل ہی بند ہو گئی۔ میرے خیال میں ہماری گولہ باری سے کلافت کو بہت نقصان پہنچا۔ وہاں بھی آتشزدگی کے کئی حادثات ہوئے لیکن وِڈِن میں کم از کم اہم کوئی بھی نہ تھا میں پہلے بتا چکا ہوں کہ کلافت وِڈِن سے بلند سطح پر آباد ہے۔

ہماری طرف جان کا زیادہ نقصان نہ ہوا کل گولہ باری میں امن پسند باشندوں کی سمیت ہمارے غالبًا ایک سو اسی آدمی قتل و زخمی ہوئے کیمپ سپاہی زد سے باہر تھے۔ الغرض دونوں طرف کی دو ماہہ گولہ باری کا نتیجہ بالکل صفر رہا۔

وِڈِن والا سپاہی بیکاری اور عدم مصروفیت سے شکستہ دل ہونے شروع ہو گئے اور جو اس بیکاری کا باعث تھے انکی بے خبری دارالخلافہ کی مجلس حرب اور سردار اکرم سے جو شوملا میں تھا ہماری فوج کی ناراضگی غایت درجہ تک پہونچ گئی۔ جو کچھ ہو رہا تھا اُسکی ہم کو اطلاع ہوتی رہتی تھی خبریں اعلیٰ افسروں سے ماتحتوں کو ملتی تھیں اور اسطرح کل کیمپ میں مشہور ہو جاتی تھیں۔ اخباروں کے ذریعہ سے بھی ہم کو خبریں ملتی تھیں۔ مگر وہ بہت پُرانی ہوتی تھیں اور یک رخی یعنی طرفدارانہ ہونیکی وجہ سے بالعموم بیکار ہوتی تھیں۔ اس اثنا میں جو کچھ دراصل واقع ہوا اور جسکی درستی کی بعد میں تصدیق ہو گئی۔ اُسے بذیل میں درج کرتا ہوں جب ہم وِڈِن میں تھے اسوقت ایک ہی واقعہ کے متعلق ایسی متضاد خبریں پہونچتی تھیں کہ حق و باطل کی تمیز مشکل ہو سکتی تھی۔ پہلے میں رومانیہ ٹرکی کے معاملات تحریر کرتا ہوں ؞

رومانیا نے ۲۶ اپریل کو روس سے معاہدہ کر کے اُسکی افواج کو اپنے ملک سے گذرنیکی باضابطہ اجازت دیدی۔ گو فوجوں نے اعلان جنگ کے دن سے ہی گذرنا شروع کر دیا تھا۔ روسیوں نے مقامات بریلہ اور گالاٹز پر متصرف ہو کر اُن کو قلعبند کر لیا۔ ۱۲ مئی کو بابعالی نے اپنے ماتحت صوبوں کو اطلاع دی کہ اُسکا غنیم کی فوج کو اجازت دینا بغاوت کے اعلان کے مترادف ہے۔ اس پر رومانیا نے اپنی مطلق العنانی کا اشتہار دے کر اسکا عملی اعلان ۸ مئی کو اور اسکے بعد کلافت کی باتریوں سے وِڈِن پر گولہ باری کرنے سے کر دیا۔ ۱۱ مئی کو روسیوں نے ترکی آہن پوش "لطف جلیل" ڈینیوب کے حصہ زیریں میں غرق کر دیا۔ ۲۴ مئی کو گرینڈ ڈیوک نکلس

ملہ دونوں شہر دریائے ڈینیوب کی شمالی ساحل پر بالترتیب تخمیناً سو سو اسو میل کی فاصلہ پر رومانیا میں واقع ہیں مترجم

(زار سکندر ثانی زارِ حال کے دادا کا بھائی) کمانڈر انچیف (سپہ سالار) روسی افواج یورپ نے نیا ہیڈکوارٹر کشنیف (واقع بسیربیا) سے پلائی چی (واقع رومانیا) کو منتقل کیا۔ ۱۲ مئی تک روسیوں نے جنگی فوج ان کمکوں کے سمیت جو جون میں پہنچیں۔ نو آرمی کوروں (اردو) اور کئی کیولری ڈویژنوں پر مشتمل تھی۔ مقام فلعیبا (واقع بر دہانہ ڈینوب) سے لیکر مقام الوتا تک تصرف کرلیا اور الوتا سے لیکر کلافت تک چار ڈویژن رومانوی فوج کے پھیلے ہوئے تھے۔ ترک دریا کے جنوبی ساحل پر دہانہ سولینا سے لیکر فلاڈن تک قابض تھے۔ مگر انکی فوجیں تعداد میں اعدا کی افواج سے کم تھیں۔ محافظت کی اس پہلی لائن کے پیچھے بھی انکے پاس وارنا۔ رسگراد۔ شوملا۔ سلوی اور صوفیا کے مضبوط مقامات موجود تھے۔ پلونا کی بیں سپہ عبد الکریم پاشا تھا جسکے پاس شرقی بلگیریا کی افواج کی بھی خاص کمان تھی۔ وہ دار الخلافہ کی مجلس حرب کے تابع تھا۔ سلطان المعظم بذات خاص اس مجلس کے پریسیڈنٹ (میر مجلس) تھے۔ ۲۲ مئی کو پرنس چارلس نے اپنے تئیں اول آزاد شہزادہ رومانیا مشتہر کرکے شاہی کا لقب اختیار کیا۔ مگر زار نے اسکی فوجی امداد قبول کرنے سے بدیں وجہ انکار کردیا کہ شہزادہ نے اسکے ساتھ جو یہہ دو شرطیں لگائی ہیں کہ ایک تو پرنس کو بادشاہی لقب دیدیا جائے اور دوم روسی حملہ آور افواج کی اعلیٰ کمان اسکو سپرد کردیجائے اُن کو نا پورا کرنیکی استطاعت نہیں رکھتا۔ ۲۲ جون کو روسی فوج کا ایک دستہ جنرل زمرمن کے زیر کمان کشتیوں پر سوار ہوکر گالاٹز سے اور دوسرے دن ایک اور دستہ بریلا سے دریا کو عبور کر گیا۔ اور ان فوجوں نے ۲۶ جون تک مقامات اسکچہ۔ تلچہ۔ بابا داغ۔ اور ہرسوا پر قبضہ کرلیا اور بمقام بریلا دریا پر کشتیوں کا پل بنالیا۔ بعد ازاں اس فوج نے کل صوبہ (ڈابرڈشا) پر حملہ کیا۔ مگر وہ شروع میں اس سے زیادہ کچھہ نہ کرسکی کہ وارنا میں جوا وس سے بدرجہا کم ترکی فوج تھی۔ اُسے روکے رہی۔ ۲۷ جون کو روسی فوج کے ایک دستے نے بمقام سمنتز کشتیوں پر دریا کو عبور کرکے سشتووا کی قلیل التعداد ترکی فوج کو سخت معرکہ کے بعد بھگادیا۔ اور اس موقع پر دریا پر کشتیوں کا پل بنالیا جو کل محاربہ میں روسیوں کے لئے رومانیا اور بلگیریا کے درمیان آمد و رفت کا بڑا راستہ رہا۔ ۲ جولائی کو یہہ پل ختم ہوا۔ اور اُسی تاریخ سے بہت بڑے پیمانہ پر تین طرفوں سے بلگیریا پر حملہ شروع ہوگیا۔ ایک حصہ مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے ۷ جولائی کو مقام بیلا پر قبضہ کیا۔ اور ۹ جولائی کو یہہ فوج جو ارچ ڈیوک ولی عہد یعنی اسکندر ثالث زارِ حال کے باپ کے زیر کمان تھی بمقام احمت قرہ لوم تک پہنچ گئی۔ اور حملہ آوروں کی فوج سواران اس تاریخ تک عثمان بازار اور شوملا

تک بڑھی چلی گئی۔ فوج کا دوسرا حصہ جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ وہ جنرل گورکو کے ماتحت تھی۔ اُس نے ۷ رجولائی کو بلگیریا کے قدیم دار الخلافہ ٹرنووا پر اور ۹ کو سلوی پر قبضہ کر لیا۔ یہہ دونوں مقام ترک حملہ آوروں کے آنے سے پہلے خود بخود خالی کر گئے تھے۔ ۱۱ کو گورکو کوہ بلقان کے دامن تک پہونچ گیا تیسرا حملہ مغرب کی طرف کیا گیا۔ اور جنرل کرڈنر کے ماتحت ایک آرمی کور جو نوان تھا نیکوپولی کی طرف روانہ ہوا۔ یہی وہ فوج ہے جسکو ساتھہ ہم کو مقابلہ کرنا پڑا۔ اور جسے ۲۰ رجولائی کو عثمان پاشا نے شکست فاش دی تہی۔ روسی کمانڈر انچیف نے اپنا ہیڈ کوارٹر ۲ رجولائی کو بمقام سشتو اور ۸ رجولائی کو وہاں سے بمقام بیلا منتقل کیا۔ الغرض ۲۱ رجولائی کو یورپی میدان جنگ میں یہہ نقشہ قائم تہا جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اب ایشیائی معاملات کا ذکر کرتا ہوں۔

۲۴ اپریل کو اور اُس سے کچھہ عرصہ بعد روسی چار مقامات سے ترکی قلمرو میں داخل ہوئے جنرل اوکلو بشیو مقام آذراگتی سے بالطوم کی طرف۔ جنرل ڈیول اخل کلاکی سے اردہان کی طرف۔ جنرل ہین دجنرل لورس میلی کاف سپہ سالار روسی افواج ایشیا بھی اس جرنیل کے ساتھہ تھا) اسکندراپول سے قارص کی طرف اور جنرل ترگوکاسوف اریوان سے بایزید کی طرف بڑہا۔ ترکی سپاہ ایشیا میں مختار پاشا[۱] تھے جنکے ماتحت بالطوم۔ قارص۔ اردہان۔ بایزید اور ارضروم میں ساٹھہ ہزار اور کل ایرانی سرحد پر بیس ہزار فوج تہی۔ ۲۰ رجولائی تک روسی فوج حملہ آور کے چاروں دستوں سے حسب ذیل معاملہ گذرا۔ جنرل اوکلو بشیو نے ۱۱ رمئی کو مقام خوت سوبانی کے قریب ایک ترکی دستہ کو شکست دی اور ۲۸ رمئی کو مقام کنترشی پر قبضہ کر لیا۔ اِس سے زیادہ کچھہ نہ کرسکا۔ جنرل ڈیول ۵ رمئی کو اردہان کے سامنے پہونچا۔ دس ہزار ترکی فوج

[۱] غازی احمد مختار پاشا ۱۸۳۲ء میں ایشیا رکوچک کے مشہور قصبہ اور ترکوں کے قدیم دار الخلافہ بروصہ میں متولد ہوئے۔ ۱۸۵۴ء سے ۱۸۶۵ء تک مکتب حربی میں مدرس رہے۔ ۱۸۷۱ء میں یمن میں اور ۱۸۷۵-۱۸۷۶ء میں ہرزیگووین میں سردار اکرم رہے۔ جولائی ۱۸۷۷ء میں سلطان المعظم نے اُنکو مقامات الباراور سیوین کی فتوحات اور قارص سے روسی محاصرہ کے اُٹھا دینے کے صلہ میں "غازی" کا خطاب عطا فرمایا۔ مصنف

غازی ممدوح آجکل مصر میں اعلیٰ امپیریل کمشنر ہیں۔ وہاں وہ ۱۸۸۵ء میں سر ڈرمنڈ وولف انگریزی سفیر کے ہمراہ مسئلہ تخلیہ مصر کے متعلق بھیجے گئے تھے۔ جب کمیشن اپنے مدعا میں کامیاب نہ ہوئی۔ تو ان کو وہاں سلطانی کمشنر بنا دیا گیا۔ مترجم

حسین پاشا کے ماتحت وہاں کی محافظ تھی۔ جنرل مذکور نے خود کو کمزور پاکر تیسرے کالم سے کمک طلب کی اس پر جنرل ہیمن اپنے دستہ کا کچھ حصہ لیکر ۱۳ رمئی کو بمقام پانکس جو اردہان کے قریب جنوب مشرق کی طرف واقع ہے پہونچگیا اور اُس کل فوج کو جو اردہان پر حملہ کرنے والی تھی (یعنی دوسرے کالم کو بھی) اپنی کمان میں لیلیا۔ تیسرے کالم کے باقیماندہ حصہ کو لورس میلی کوف سپہ سالار نے اپنے ماتحت رکھا۔ ۱۴ رمئی کو اردہان کا محاصرہ کیا گیا۔ ۱۶ رکو سخت گولہ باری کیگئی۔ ۱۷ رکو عام ہلہ کیا گیا اور ۱۸ رکو وہ فتح ہوگیا۔ اس فتح کے بعد اس متفقہ فوج نے قارص کیطرف بڑھ کر ۱۳ رمئی کو اسکا محاصرہ کرلیا۔ ۹ رجون کو گرینڈ ڈیوک میکائیل روسی افواج ایشیا کا سپہ سالار بنایا گیا۔ ۱۷ سے ۲۳ جون تک قارص پر سخت گولہ باری کیگئی۔ ۲۱ و ۲۲ رجون کو الباک کے قریب مختار پاشا نے میلیکوف کو شکست دی اور اسی روسی جنیل کو پھر بتاریخ ۲۵ رجون مختار پاشا کے نائب اسمٰعیل پاشا نے سیون کے خونریز معرکہ میں کامل اور فاش ہزیمت دی۔ جس پر سردار اکرم فوج جرار لیکر قارص کی کمک کو روانہ ہوئے اور ۹ رجولائی کو روسی مجبوراً محاصرہ سے ہاتھ اُٹھا کر سرحد کو پیچھے ہٹ گئے۔ چوتھے کالم نے ۲۸ راپریل کو بایزید فتح کیا اور ۸ رمئی تک مقامات آرسیب اور ستوم تک پہونچ کر وہاں سے وہ مغرب کی طرف ہوگیا اور ۱۵ رمئی تک قرہ قلعہ سی تک پہونچگیا۔ اسی کالم کے جنرل ترگوکاسوف نے ولی بابا کے قریب ہی ۱۶ راور ۱۲ رجون کو ترکوں پر فتح پائی۔ مگر سیون کی شکست کی خبر ملنے پر بایزید کی طرف ہٹ گیا۔ جسکا علی کمالی پاشا تیرہ ہزار فوج سے محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ اُس نے ۱۰ رجولائی کو محاصرین سے روسی محصور فوج کو رہائی دلوائی۔ مگر آخر کار روسی علاقہ کو پیچھے دھکیل دیا گیا۔ اور ۱۲ رجولائی کو ایشیائی میدان جنگ کا نقشہ اس صورت میں تھا جو بیان ہوئی۔

بری محاربہ کے ساتھ ہی ترکی بحری بیڑہ کی کارروائیوں کا ذکر کردینا بھی ضروری ہے۔ عثمانیہ بیڑہ جہازات کا امیر البحر ہوبرٹ پاشا[1] تھا۔ ایک ترکی بیڑہ نے ۵ رمئی کو مقام پوتی[2] پر اور ۱۲ رمئی کو سوخم قلعہ پر گولہ باری کی اور آخر الذکر مقام پر ۱۶ رمئی کو قبضہ کرلیا گیا۔ بحیرہ اسود کے مشرقی ساحل کے اکثر مقامات پر ترکی فوج اتار دیگئی اور ۳۱ رمئی تک راس ایڈلر سے راس ڈمانڈی تک کل ساحل پر ترکی قبضہ ہوگیا۔ اور سارے ہی بحیرہ اسود کے ساحلی صوبجات ابھا سیا۔ قوطائیس اور کوبان کے مسلمان باشندوں سے ڈانکو اسلحہ وغیرہ سے مدد دیکر (مترجم) روسی گورنمنٹ کے برخلاف بغاوت کرادیگئی۔ یکم جون کو ان اضلاع میں امن قائم کرنے کے کام پر جنرل التاسوف کو مقرر کیا گیا جس نے اسی دن بمقام سوچا۔ بتاریخ ۱۳ رجون الوری

[1] کپتان چارلس ہوبرٹ انگلستان کے امیر ارل آف بکنگھم کے جو اس خاندان کا پیشتر اصل تھا بھتیجے۔

[2] یہ دونوں بندرگاہ بحیرہ اسود کے مشرقی ساحل پر باطوم سے اوپر واقع ہیں۔ مترجم

میں ۲۳ جون کو مرغولی میں اور ۲۷ جون کو اوچوم چیری میں مسلمان باغیوں کو پے در پے شکستیں دیں۔ مگر ساحل مذکور کا سب سے مشہور اور بڑا قصبہ یعنی سوخم قلعہ برابر ترکوں کے قبضہ میں رہا۔ اور شکستوں کے باوجود مسلمان باغیوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہا جنکی تعداد نومبر کے آخیر میں ایک لاکھ ۵۷ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ خلاصہ کلام ۱۲ جولائی کو بحیرہ اسود کے سواحل پر صورت حالات حسب بیان متذکرہ بالا تھی۔ ان سب کا خلاصہ حسب ذیل ہے (اور ویڈن میں بھی جہاں اکثر متضاد و رنگا رنگ خبریں ہمیں ملتی تھیں ہم نے تقریباً یہی اندازہ قائم کیا تھا) یورپ میں غنیم کو مسلسل کامیابی نصیب ہوئی اور وہ بلا مزاحمت بلگیریا میں بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ایشیا میں روسیوں کو پہلے تھوڑے ہی عرصہ میں زیادہ نقصان کے بغیر یکے بعد دیگرے فتوحات حاصل ہوئیں۔ مگر یہ سب جگہوں سے سرحد کو پیچھے ہٹا دیئے گئے۔ اسکے ساتھ ہی روس کی مسلمان رعایا کی بغاوت اور شاندار ترکی بیڑہ کی مستعدی سے جو ایک انگریز کے زیر کمان تھا۔ ترکوں کی اس عدم قابلیت کے باوجود کہ وہ تمام مفتوحہ مقامات پر قبضہ قائم نہیں رکھ سکے تھے بہت کچھ امیدیں کیجا سکتی تھیں۔ مگر ہم ویڈن والوں کو تو صرف یورپی معاملات سے سروکار تھا۔ اور غنیم کو سلطنت کے زرخیز ترین صوبہ کو بلا مزاحمت روندتا چلا جاتا دیکھ کر ہماری آنکھوں سے خون ٹپکا پڑتا تھا ہم دانت پیستے تھے اور بیکار بٹھا رکھنے والوں پر دل میں اور با آواز بلند لعنتیں ڈالتے تھے۔ اس فوج کی ایسی کیفیت ہونا جو سلیمان پاشا کی فوج مقیمہ مانٹی نگرو کے بعد ملک بھر میں عمدہ ترین فوج تھی کوئی تعجب خیز بھی نہیں۔ ایسے تو شاید بزدل سے بزدل فوج بھی گوارا نہ کرتی کہ دشمن کھلے بندوں ملک میں گھسا چلا جاتا ہو اور اسے بیکار بٹھا رکھا جائے بیکاری واقعی مصیبت سے بڑھ کر حوصلہ کو پست کرتی ہے شکست کے دیکھنے والوں پر ان لوگوں کی نسبت جنکو شکست ملی ہو بالعموم زیادہ برا اثر پڑتا ہے +

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۷۔ بیٹے تھے ۱۸۳۵ء میں انگریزی نیوی (بحری فوج) میں داخل ہو کر ۱۸۵۵ء میں کمانڈر اور ۱۸۶۳ء میں کپتان کے رتبے پر فائز ہوئے۔ امریکہ کے ملکی جنگ میں وہ ۱۰ مرتبہ امریکن بحری ناکہ بندی میں سے اپنا جہاز لیکر گذرے ترکی ملازمت انہوں نے ۱۸۶۷ء میں اختیار کی اور بغاوت کریٹ میں نمایاں خدمت کی ۱۸۶۸ء میں عثمانیہ گورنمنٹ نے ان کو امیر البحر بنایا تو انہوں نے تھوڑے عرصہ میں موجودہ زبردست ترکی نیوی کو قائم کر دیا۔ ۱۸۷۴ء میں وہ انگلستان کو واپس گئے۔ مگر ۱۸۷۷ء کے شروع میں پھر عثمانیہ ملازمت اختیار کر لی۔ اور ان کو بحری افواج کا اعلیٰ امیر البحر بنا دیا گیا۔ وہ ۱۸۸۶ء میں فوت ہو گئے۔ مصنف۔

سلیمان پاشا کی فوج کو جس میں ۴۴ بٹلینیں تہیں یکم جولائی کو مانٹی نیگرو سے بلقان جانے کا حکم دیا گیا۔ وہ
پہلے (بحیرہ آڈریاٹک کے بندرگاہ انٹی واری کو گئی۔ وہاں سے ۱۰ جولائی کو ۵۲ جہازوں پر سوار ہوکر ۱۲ کو
اینوس اور ڈیڈی آغاچ (یہہ دونوں مقام بحیرہ مجمع الجزائر کے ساحل پر ڈارڈونیلز کے شمال میں واقع ہیں۔ مترجم)
پہونچی۔ ان مقامات سے ایڈریانوپل جانیکو ریل پر سوار ہوگئی۔ مانٹی نیگرو کی سرحدی مقامات اور قلعوں میں قلیل
التعداد فوج باقی چہوڑ دیگئی تہی۔ ۱۲ جولائی سے چند دن پہلے کیمپ میں یہہ مشہور ہوگیا تہا کہ مشیر نے روسی

۴۹؎ سلیمان پاشا جس کے والدین غریب تہے ۱۸۳۸ء میں استنبول پیدا ہوا تہا۔ اس نے ۱۸۶۶ء کی بغاوت کریٹ کے فرو
کرنے میں نمایاں خدمات کیں ۱۸۶۷ء و ۱۸۶۹ء کے بیچ مکتب ارکان حرب کا ڈائرکٹر رہا۔ ۱۸۷۰ء کے محاربہ سرویا میں شریک کار
ہوا۔ اور صوبجات ہرزی گوینا و مانٹی نیگرو میں جہاں وہ اپریل سے لیکر جون ۱۸۷۷ء تک سر لشکر رہا۔ فاتح و بالادست رہا۔
۱۹ اگست سے لیکر ۲۶ اگست تک درہ شیپکا سے روسیوں کو نکالنے کیلئے جو نہایت محفوظ مقام میں تہے۔ اس نے پے در پے
کمال بہادری کے ساتھ حملے کئے۔ مگر کامیاب نہوا اور اسی فضول کوشش میں اسکی بے نظیر اور شاندار فوج بہی تقریباً ضائع ہوگئی۔
۲۰ اکتوبر کو اُسے محمد علی پاشا کی جگہ کل یورپین ترکی فوج کا سر لشکر بنایا گیا۔ جس پر وہ شیپکا کا مشہور اور بیباک ہیرو جانباز
ایکبارگی جمہوری سلطنت روما کے قونصل اور جنرل فیبی کنک ٹیٹر کی طرح جو ۷۰ برس کی عمر میں ۲۰۳ قبل مسیح میں فوت ہوا ایک
محتاط اور باحزم جرنیل بنگیا۔ محاربہ کے بعد اس پر مختلف الزامات لگاکر کورٹ مارشل (جنگی عدالت) کیا گیا۔ اُسکے مقدمہ نے نہ
صرف استغاثہ کی بیجا طرفداری کی وجہ سے بلکہ بے اندازہ رقت انگیز دورانی کارروائیوں سے (فرانسیسی جنرل) "بے زین"
کے مقدمہ کو بہی ماند کردیا۔ دوران مقدمہ میں استغاثہ کے ایک گواہ نے جب صریح جہوٹ بولا تو سلیمان کے منہہ سے بے اختیار
کوئی غضب آلود لفظ نکل گیا۔ اس پر پریسیڈنٹ (کورٹ مارشل کے میر مجلس) نے خفا ہوکر سپاہیوں کو سلیمان کے قتل کر دینے کا
حکم دیا۔ سلیمان نے اسی وقت سپاہیوں کی سنگینوں کے سامنے سینہ ننگا کرکے کہا "بزدل! یہہ سپاہیانہ موت ہوگی"۔ مقدمہ نے اس
قدر طول کھینچا کہ آخر سلطان بہی اُکتا گئے۔ مقدمہ کو شروع ہوئے آٹھہ مہینے ہوگئے تہے۔ سلطان المعظم نے حکم صادر فرمایا کہ کورٹ
مارشل ۴۸ گھنٹوں کے اندر اپنا فیصلہ دیدے۔ عدالت نے سلیمان کو خاص خاص موقعوں پر فوجی فرائض کی تعمیل میں قاصر رہنے
کا مجرم ثابت کرکے ۱۵ برس قید کی سزا دی۔ مگر سلطان المعظم نے سزا معاف کرکے بغداد کو جلا وطن کردیا اور تہوڑے عرصہ بعد جلا وطنی
کا حکم بہی منسوخ کرکے اُسے قسطنطنیہ واپس آنیکی اجازت دیدی۔ جہاں وہ ۱۸۸۳ء میں فوت ہوگیا۔ ٹرکی کے ایک یہودی مسمی
فاسٹ لوریان نے سلیمان کی حمایت میں دو کتابیں "سلیمان پاشا کا محاربہ" اور "سلیمان پاشا کا طریق جنگ" فرانسیسی
میں لکہی ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے اگر یہہ درست ہے کہ صرف اُن احکام کی تعمیل میں جو اوپر سے صادر ہوئے تہے اس نے

حملہ آور فوج پر پہلو پر سے حملہ آور ہونیکی تجویز مجلس حرب کی خدمت میں عرض کی ہے۔ سستووا روسیوں کے قبضہ میں چلا ہی گیا تھا۔ اور نیکوپولی پر وہ بڑھے چلے آ رہے تھے۔ چنانچہ مدبر وفرزانہ عثمان پاشا نے تاڑ لیا تھا کہ بصورت موجودہ ودین جنگی کارآمدگی کے لحاظ سے اپنی وقعت بہت کچھہ کھو بیٹھا ہے۔ وہ اب ایک منفرد اور سب سے علیحدہ گوشہ میں پڑا ہوا مقام رہگیا ہے جسمیں تیس ہزار شاندار اور جنگ کیلئے مشتاق سپاہ اور فوج کو بیکار بند کر رکھنا قرین مصلحت نہیں۔ داؤد پاشا "اینڈ کمپنی" (یعنی اُسکے رفیق ممبران مجلس حرب) کی کمزوری اور عبدالکریم پاشا کی بزدلی سوچ سمجھہ سے باہر ہے۔ خدا معلوم انکی عقل وہمت پر کیا پتھر پڑ گئے تھے۔ عبدالکریم کو تو یہہ خطرہ تھا کہ شاید رومانوی فلورنٹن پر اور سربی عدلیہ چلہ کردیں مگر اس اندیشہ کے انسداد کے لئے اُسے عثمان کی کل بے نظیر فوج کو ودین میں بیکار بٹھا رکھنا ہرگز واجب نہ تھا۔ سرویا نے تو اعلان جنگ تک نہیں کیا تھا۔ اور نہ وہ پہلے محاربہ سے اس قدر پنپ گئی تھی کہ اُسمیں لڑائی کے لئے طاقت پیدا ہوجاتی۔ (پہر سہی اگر ایسا ہی اندیشہ تھا تو فوج کا کچھہ حصہ ودین میں چھوڑ کر باقی سے روسیونکی مزاحمت کرتا) اسی مجرمانہ پس وپیش اور تردد نے اُسکو روسیوں کو مقام سستووا سے دریا کو عبور کرنے اور جنرل گورکو کی پیشقدمی بجانب جنوب کو نہ روکنے دیا۔ اُسے یہی خطرہ رہا کہ اگر میں مزاحمت کرنیکے لئے رہ بلیہ وغیرہ کی طرف گیا تو روسی اس اثنا میں گرگوو (یا جرجوو) سے دریا کو عبور کر آئینگے +

۸ جولائی کو علی الصباح یہہ خبر عام مشہور ہو گئی کہ ودین کی فوج کے مشرق کی طرف بڑھنے کی تجویز ہو رہی ہے مشیر شب گذشتہ بادشاہ سے براہ راست بذریعہ تار صلاح ومشورہ کرتے رہے ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی کل فوج خوشی کے مارے کپڑوں سے باہر ہوگئی۔ اور ہر ایک سپاہی کو ایسے سوار اور کوئی فکر نہ تھا کہ بدبختی سے کہیں میری پلٹن بھی ان پلٹنوں میں نہ ہو جو ودین کی حفاظت کیلئے پیچھے چھوڑ دیجائینگی۔ ہم نے باقاعدگی اور پہرتی کے ساتھہ اپنی تیاریونکو مکمل کر لیا۔ اس بارہ میں ہم کو کچھہ زیادہ فکر نہ پڑا۔ اعلان جنگ کے وقت سے ہی ہماری تیاریاں ایسی مکمل تھیں کہ ہم فوراً میدان جنگ میں شریک ہو سکتے تھے۔ تاہم جو تھوڑی بہت کسر تھی وہ ۲۴ گھنٹوں میں پوری کر لیگئی اور ہم اپنی طرف سے کوچ کے لئے بالکل تیار ہو بیٹھے۔ لیکن تردد وانتظار کے ابھی چند دن باقی تھے۔ آخر خدا خدا کر کے ۱۱ جولا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۳۔ مشہور ہے کہ اگر فضول حملے کئے تھے تو پھر بیفائدہ فوج کٹوانے اور اپنی بہادری کی دلیلیں خرچ کرنیکا الزام بھی جسکا ثبوت دیگر وہ صحیح لازم ہوتا نہیں سمجھا تا۔ سلیمان کے ماتحت میرا ایک ذاتی دوست سلیمان پاشا بھی تھا جو درہ شپکا کے ایک حملہ میں ۱۱ ستمبر ۱۸۷۷ء کو ہلاک ہوا۔ وہ جرمن تھا۔ مصنف +

کو شیر کی حسب ذیل تجاویز سے افسروں کو آگاہ کیا گیا :- ویڈین فوج کا نصف حصہ نیکوپولی کو جائے جہاں حسن خیری پاشا کے ماتحت دس پلٹنیں ہیں - اور جس پر حملہ کرنیکے لئے کرڈونر بڑھا چلا آرہا ہے نیکوپولی پہونچکر وہاں کی فوج کو ساتھ ملا لیا جاوے اور اُسے خالی کر دیا جائے - کیونکہ سسٹوا کو روسیوں کے پاس چلے جانے سے اُسکی اہمیت اور وقعت بالکل زائل ہو گئی تھی یعنی شطرنج کے اصول پر وہ اب ایک ایسا پیدل ہو گیا تھا جو اکیلا بہت آگے نکل جائے اور اُسکو کسی کی مدد نہ پہونچ سکتی ہو - متفقہ فوجیں پلاوا اور ٹرنووا کے درمیان غنیم کے پہلو پر حملہ کر کے اُسکی کمزور قطار کو چیر کر آگے نکل جانیکی کوشش کریں - اور بصورت کامیابی شرقی بلگیریا کی فوج سے ملکر دشمن سے کھلے میدان میں قطعی اور فیصلہ کن لڑائی کیجائے - اور اگر حملہ آوروں کی صف یا قطار کو نہ توڑا جا سکے تو فوج کو پیچھے ہٹ آئے - جہاں سے پھر بصورت امکان جدا جا کاروائی از سر نو شروع کیجاویگی - الغرض یہہ عثمان پاشا کی وہ تجاویز تھیں جنپر عثمان کے عرض کرنے سے ایک ہفتہ اور ہولناک بیکاری کے اڑھائی مہینوں کے بعد شہنشاہ (سلطان المعظم) نے عمل کرنیکی اجازت دی مگر افسوس یہہ اجازت جیسا کہ واقعات سے ثابت ہو گیا وقت مناسب کے گذر جانے کے بعد "ٹو لیٹ" یعنی دیر کر کے دیگئی - اگر عثمان کے عرض کرنیکے ساتھ ہی اجازت ملجاتی تو باغلب جوہ ٹرکی کے نقشہ میں آج یہہ اختلاف عظیم نظر نہ آتا - مگر تقدیر کے نشا کو کون بدل سکتا ہے میجر تقی نے مجھہ سے ذکر کیا کہ عثمان پاشا نے ۲۴ اپریل اور ۱۱ جولائی کے درمیان پانچ مرتبہ اپنی فوج سے دشمن کے برخلاف جارحانہ کام لینے کیلئے نہایت ہی مفصل اور زبردست تجاویز حکام بالا کے سامنے پیش کیں جنمیں سے دو کا مطلقاً کوئی جواب ہی نہ دیا گیا اور سب سے آخری عرض داشت کو بھی بصد تردد کئی دنوں کے بعد منظوری کی عزت بخشی گئی -

تجاویز کے افسروں میں مشتہر ہو جانیکے بعد بھی رسد کے متعلق انتظام کرنیکے لئے ہم کو ویڈین میں اور دو دن ٹھہرنا پڑا - ۱۲ جولائی کی صبح کو کوچ کے احکام صادر ہو کر کالم (دستہ بلفظی معنی عمود) کی ترکیب و ترتیب کی تعیین کیگئی - مگر روانگی کا وقت ابھی تک ظاہر نہ کیا گیا - میری پلٹن بھی جانیوالی پلٹنوں میں شریک تھی - اس نوید سے میری مسرت کا کوئی اندازہ نہ رہگیا - دوپہر کیوقت مشیر نے ان پلٹنوں کا عام جائزہ لیا -

قلعہ کے توپخانہ کے علاوہ انفنٹری کی بارہ پلٹنیں - ایک سالم قاعدہ سواروں کا - اور ایک میدانی بیٹری محمد عزت پاشا کے زیر کمان ویڈین میں رہیں - چار پلٹنیں مقامات راکووتا - بریگوو - عدلیہ یا قولہ - فلورنٹن - ارتزر - بیلوغرادچک اور ریکوویا میں تقسیم کیگئیں - تین پلٹنیں لوم پلنگہ میں - تین راہووا میں - اور تین اسوکلا

اور دریائے مسکر و ڈونیوب کے محل التصاق کے درمیان جو بستی کے قریب واقع ہے باموریکیگئیں یا ہوا
اور توم بیگ میں قلعی تی آٹھ باٹریاں توپخانے رہی تھے۔

مشیر کے کالم یعنی کوچ کنندہ فوج میں ۱۹ بٹلین۔ ۶ رسالے۔ ۹ باتریاں یعنی جملہ ۱۲ ہزار آدمی اور
۵۴ توپیں تھیں۔ اس کالم کی جنگی ترتیب حسب ذیل تھی۔

(۱) کمانڈر مشیر عثمان پاشا۔ (۲) اعلیٰ افسر سٹاف بریگیڈیر طاہر پاشا
(۳) افسران سٹاف۔ کرنیل توفیق بک و لفٹنٹ کرنیل خیری بک (۴) اعلیٰ اڈیکانگ لفٹنٹ کرنیل طلعت بک
(۵) کمانڈر توپخانہ۔ کرنیل احمد بک (۶) کمانڈر کیولری۔ کرنیل عثمان بک
(۷) اعلیٰ ڈاکٹر کرنیل حاسب بک

اول ڈویژن۔ کمانڈر۔ جرنیل ڈویژن عادل پاشا

اول بریگیڈ (اول ڈویژن کا) بریگیڈیر۔ احمد حفظی پاشا۔

اول رجمنٹ (اول بریگیڈ کی) کمانڈر کرنیل امین بک
ایک بلٹن شاسر نظامیہ کی
دو بٹلین انفنٹری کی

دوسری رجمنٹ (اول بریگیڈ کی)۔ کمانڈر لفٹنٹ کرنیل حسنی بک
ایک بلٹن انفنٹری نظامیہ کی
دو بلٹن۔ انفنٹری رویف کی۔

دوم بریگیڈ۔ (اول ڈویژن کا)۔ کمانڈر۔ بریگیڈیر قرہ علی پاشا
سوم رجمنٹ (دوم بریگیڈ کی) کمانڈر۔ لفٹنٹ کرنیل محمد بک
۳۔ بٹلین انفنٹری رویف
چہارم رجمنٹ (دوم بریگیڈ کی) کمانڈر۔ میجر کاظم
ایک بلٹن انفنٹری نظامیہ
دو بلٹن انفنٹری رویف۔

متعلق بہ اول ڈویژن [دو باتریاں میدانی توپخانہ کی ۱۰ توپیں ۴ پونڈ کا گولہ چلانے والی تھیں]۔ دو رسالے نظامیہ کیولری کے

دوم ڈویژن - کمانڈر - بریگیڈیر حسن صابری پاشا

سوم بریگیڈ (دوم ڈویژن کا) کمانڈر کرنیل سعید بک

پنجم رجمنٹ - کمانڈر کرنیل - یونس بک

۱- پلٹنیں شاسر نظامیہ

۲- پلٹن انفنٹری نظامیہ

ششم رجمنٹ - کمانڈر میجر علی

۱- پلٹن - نظامیہ انفنٹری

۳- پلٹنیں - انفنٹری ردیف

ایک میدانی توپخانہ (۶ پونڈ والی توپوں کا)

ایک رسالہ نظامیہ کیولری

کور آرٹلری یعنی مندرجہ بالا باتریوں کے علاوہ جو باتریاں بذاتہ کالم کا ایک مستقل حصہ تہیں)

کمانڈر - کرنیل احمد بک

۳- باتریاں میدانی توپخانہ کی (توپیں ۶ پونڈر)

۲- باتریاں اسپی توپخانہ کی (توپیں ۴ پونڈر)

۱- باتری کوہی توپخانہ کی (توپیں ۲ پونڈر)

کور کیولری - کمانڈر عثمان بک

۴ رسالے نظامیہ کیولری کے

۲۰۰ سوار بیقاعدہ کیولری کے

ایک کمپنی انجنیر

---

۵ دوسرے ڈویژن میں سرِدست ایک ہی بریگیڈ رکہا گیا تہا - ارادہ یہہ تہا کہ اس ڈویژن کا دوسرا یعنی کل کالم کا چوتہا بریگیڈ نیکوپولی کی دس پلٹنوں سے بنایا جائے گا - مگر افسوس توقف نے کل کام بگاڑ دیا - ان پلٹنوں نے ۱۶ جولائی کو ہمارے پہونچنے سے پہلے دشمن کے سامنے ہتہیار رکھ دیے تہے مصنف -

میزان - ۱۹ پلٹنیں - ۹ - باتریاں - ۲ رسالے - ۲۰۰ بےقاعدہ سوار - ایک کمپنی انجنیروں کی - جملہ ۱۲ ہزار آدمی اور ۵۴ توپیں -

کل وڈین میں ۳۹ پلٹنیں تہیں جنکی تقسیم حسب ذیل کیگئی - عثمان پاشا کے ہمراہ نیکوپولی کو ۱۹ - وڈین میں ۱۲ - شمال مغربی سرحد کی حفاظت پر ۴ - توم پلنگہ میں ۲ - ساموو امیں ہنستی کے قریب ۲ = ۳۹ پلٹنیں - محاربہ سربیا کے خاتمہ پر عثمان پاشا کے پاس ۶۰ پلٹنیں تہیں جنمیں سے ۱۹ پلٹنیں سال کے شروع میں ترکی بلگیریا کو بہیجدیگئی تہیں - سہپہر کو مَیں نے ایک گھنٹہ کی چھٹی لی اور ایک دوست سے گہوڑا مستعار لیکر شہر کی آخری سیر کی اور شکستہ دل و باچشم گریاں ڈورس سے جلدی ہی الوداعی کہکر رخصت ہوا - رات کے نو بجے حکم سُنا دیا گیا کہ صبح چار بجے کوچ ہوگا چنانچہ ۱۲ و ۱۳ جولائی کی درمیانی رات کو ہم آخری مرتبہ وڈین کے خیموں میں سوئے ٭

باب پنجم

وڈین سے پلیونا تک سات دن کا ڈبل کوچ - از ۱۳ لغایت ۱۹ جولائی ۱۸۷۷ء

۱۳ جولائی کو جمعہ کے دن ہم طلوع آفتاب کے وقت بیدار ہوگئے اور اُس دن کے ڈبل کوچ کی تکان و تعجیل کا خیال کرکے اُسی وقت سیر ہو کر کہانا گرما گرم پلاؤ کہالیا - وڈین میں یہہ ہمارا آخری کہانا تہا ہر ایک سپاہی کے ساتہہ ایک ہفتہ کی خوراک کیلئے بسکٹیں تہیں مطلع صاف تہا جس سے ہم کو امید ہوگئی کہ یہہ دن بہی پہلوں کی طرح بہت گرم ہوگا جو توقع سے بہی بڑہ کر نکلا منزل بہر گرمی سخت پڑتی رہی -

پہلی پلٹنیں چار بجے کیمپ سے روانہ ہوئیں جنمیں میری پلٹن شامل تہی وہ ایک گہنٹہ بعد چلیں - جو فوج وڈین میں پیچہے رہی - اُس رشک آمیز نگاہوں سے ہمیں نہایت گرمجوشی اور تپاک سے الوداع کہا - ۷ بجے ہم ارچر ندی تک پہنچے - کل دستوں کو ایک دوسرے سے آملنے کیلئے یہی جگہ بتائی گئی تہی - وہاں ہم کو کیمپ سمروان سے توپخانہ اور شہر (وڈین) سے فوج سواران اور کچھہ پلٹنیں آملیں شیر اور انکاشاف بہی ہم کو یہیں آملا - اور جب سب فوجیں پہنچ گئیں تو باقاعدہ کالم نوردگی کیلئے بترتیب قطار بنائی گئی - اسمیں چند گہنٹے صرف ہوگئے -

عثمان پاشا کی فوج میں بالاوسط فی پلٹن ۵۵۰ آدمی اور فی رسالہ ۸۰ سوار تہے - فی باتری صرف دو دو بارود کی گاڑیاں تہیں - گاڑیوں کیلئے کوئی الگ کمپنیاں نہ تہیں - ہم نے خیمے ساتہہ لئے تہے - مصنف -

اہالی شہر کی ایک جماعت ہمیں الوداع کہنے کیلئے وہاں آئی ہوئی تھی۔ ڈورتیس بھی ان میں شامل تھی۔ اُسنے خدا حافظ کہہ کر کونیاک شراب کی صراحی مٹھائی کا ایک پیکٹ اور ایک نوٹ مجھے عطا کیا۔ اُسکا یہہ اخلاص دیکھہ کر میرا دل بھر آیا۔ اس کے بعد پھر مجھے ویڈن کی پری جمال ڈورتیس کی خوبصورت شکل دیکھنی نصیب نہیں ہوئی۔

۹ بجے کالم کی فوج ہراول روانہ ہوئی میری پلٹن اور چار دیگر پلٹنیں بارکش گھوڑوں اور گاڑیوں کی حفاظت کے لئے عقب میں تھیں۔ کالم کی ترتیب اس طرح تھی۔

ہراول یا مقدمتہ الجیش

کمانڈر: کرنیل عثمان بک

۵۰ چرکس سوار

ایک رسالہ نظام کیولری (فوج سواران) کا

ایک باتری اسپی توپخانہ کی

ایک پلٹن پہلی رجمنٹ کے شاسروں کی

ایک کمپنی انجنیروں کی

قلب

کمانڈر: عادل پاشا

ایک رسالہ نظام کیولری کا

نصف باتری اسپی توپخانہ کی

ایک رسالہ نظام کیولری کا] یہہ سوار قلب عسکر کے یمین و یسار پر تھے
ایک سو چرکس سوار]

اول رجمنٹ انفنٹری (جسمیں سے شاسروں کی پلٹن نکالی جاکر ہراول میں رکھی گئی تھی۔ اور اس میں اب صرف دو پلٹنیں تھیں)

دو باتریاں چھہ چھہ پونڈ (تین تین سیر) وزنی گولہ چلانے والی توپوں کی

مشیر اور اُن کا شاف

ایک رسالہ نظام کیولری کا (یہ ہیڈ کوارٹر سٹاف کی اردل میں تھا)
سوم رجمنٹ انفنٹری (اس میں تین بٹیلین تھیں)
دو باتریاں چھ پونڈر توپوں کی
ششم رجمنٹ انفنٹری (اس میں چار بٹیلین تھیں)

عقب قطارِ جانوران وگاڑی ہا

کمانڈر: کرنیل سعید بک

دوم رجمنٹ انفنٹری (اس میں تین بٹیلین تھیں)
ٹرین یا قطار: ۳۰۰۰ چھکڑے (اسباب وغیرہ کے) ۶۰۰ بارکش گھوڑے و ۱۸ گاڑیاں گولہ بارود کی
پنجم رجمنٹ انفنٹری (اس میں سے شاسرونکی بٹیلین نکالی جاکر موخرۃ الجیش میں رکھی گئی تھی جس سے اس میں صرف دو بٹیلین رہگئی تھیں)
ایک باتری چھ پونڈر توپوں کی.
ایک باتری کوہی تین پونڈر توپوں کی
ایک رسالہ نظام کیولری کا

موخرۃ الجیش[1]

کمانڈر: کرنیل یونس بک

ایک بٹیلین شاسرونکی
نصف باتری اسپی توپخانہ کی
ایک رسالہ نظام کیولری کا
۵۰ چرکس سوار

ہم نے وہ سڑک اختیار کی جو دریائے ڈنیوب کے کنارہ کنارہ ویڈن سے ارتسر کو جاتی ہے چند آوارہ گرد اور خانہ بدوش بدمعاش فوج کے پیچھے پیچھے ہو لئے تھے۔ فوج نظامیہ نے ان کو منتشر کردیا ایسا کرنے وقت کئی بدمعاش زخمی ہو گئے

---

[1] ناظرین کو اس تفصیل سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ فوج جب کالم یا عموداً بنا کر کوچ کرے تو پوری احتیاط مد نظر رکھنے کے وقت اسکو ہراول۔ قلب۔ عقب اور موخرۃ الجیش میں تقسیم کردیا جاتا ہے۔ مترجم

یہہ کام جرکسوں کے سپرد نہیں کیا گیا تہا۔ کیونکہ وہ توافق عادات کی وجہ سے ہمیشہ ایسے لوگوں کے معاون اور ہمدرد ہوتے تہے۔ بدوران سفر بعد میں اُن آوارہ گرد لوٹیروں میں سے کئی اُن سپاہیوں کو جو تہک کر راستہ میں رہ گئے تہے لوٹنے کی پاداش میں قتل بہی کئے گئے۔

جب ہم ویدبول کے قریب پہنچے تو ہم نے توپوں کی آواز سنی۔ یہہ آواز رومانوی باتریونکی معلوم ہوئی۔ وہ دریا کے دوسرے ساحل سے ہم پر گولہ باری کر رہے تہے۔ لیکن فاصلہ زیادہ ہونیکے باعث ہمیں اُس سے کوئی نقصان نہ پہنچا۔ ویدبول کی پہاڑیوں پر پہونچنے سے مجہے اپنی فوج کا کل پیچ در پیچ کالم دکہائی دیا۔ وہ دس میل لمبا تہا اور اسکی عظمت وسطوت دیکہہ کر آدمی کا دل دہل جاتا تہا۔ جب تک ہماری فوج کا آخری آدمی رومانوی باتریوں کی زد سے آگے نہ گذر گیا۔ رومانوی اپنی کہیل میں برابر مصروف رہے۔ لیکن اُنکے گولے ہم تک نہ پہونچے۔ دریا میں ہی پڑتے رہے شام کے آٹہہ بجے ہم بخیر و عافیت ارتنزر میں پہونچ گئے۔ جہاں ہم نے رات کہلے میدان میں بسر کی۔ اس جگہ مشیر نے اہالی رومانیا کی باکرہ (یعنی جو پہلے کبہی دشمن کے برخلاف استعمال نکی گئی تہیں) توپونکی زد سے بالکل محفوظ رہنے کیلئے لوم پلنگہ کی سڑک کو جو دریا کے کنارہ کنارہ تہی اور پہلے اسی پر سفر کرنیکی تجویز کیگئی تہی چہوڑکر توپولو کے راستہ پر چلنے کا حکم دیا۔ یہہ وہی راستہ تہا جس پر اُر ہائی مہینے قبل ازیں میں ویڈن کو گیا تہا۔

پہلے دن جس سڑک پر ہم چلے تہے وہ بہت اچہی تہی۔ پانی ہر جگہ بافراط موجود تہا۔ اور ہم کو گرمی کے سوا اور کوئی تکلیف نہ ہوئی تہی۔ دوسرے دن سے[5] سفر کی مصائب پوری پوری طرح سے شروع ہوگئیں۔ اور وہ صرف اُسوقت ختم ہوئیں جبکہ ہم پلیونا سے دس میل بجانب غرب بمقام گورنا سٹروپولی راہوو کی سڑک پر جا چڑہے۔ اُسوقت تک ہم کو توپولووزا اور کریوو دول کی چہوٹی سی سڑک کے ماسوا بے آب و گیاہ کفدست بہدان کی پگڈنڈیوں اور تنگ راستوں پر چلنا پڑا۔ کوئی باقاعدہ سڑک اُنمیں بنی ہوئی تہی۔

۴ر جولائی کو بہی سر اول علی الصباح اور ہم پانچ بجے روانہ ہوئے۔ راستہ میں جہاں پہاڑیاں آجاتیں وہاں سپاہیونکو توپیں اور گاڑیاں کہینچنی پڑتیں۔ گرمی بشدت پڑتی تہی اور گرد سے ہمارے حلق خشک ہوجاتے تہے۔ ارتنزر اور پلیونا کے درمیان ہم فوج عقب والوں کو صرف بسکٹوں پر گذارہ کرنا پڑا۔ کیونکہ منزل پر سپاہی ایسے تہکے

[5] سفر کی منزلیں حسب ذیل ہیں:۔ ویڈن تا ارتنزر ۵۰ میل۔ ارتنزر تا کریوودول ۱۸ میل۔ کریوودول تا دلجی درمہ ۱۳ میل۔ دلجی درمہ تا آکتی مر ۲۴ میل۔ آکتی مر تا قنیجہ ۷ میل۔ قنیجہ تا محلاطہ ۸ میل۔ محلاطہ تا گورنا سٹروپولی ۱۵ میل۔ گورنا سٹروپولی تا پلیونا ۱۰ میل۔ میزان ۱۱۰ میل۔ مصنف۔

ماندے پہونچے تھے کہ کھانا پکانے کی کسی کو ہوش نہ رہتی تہی۔ راستہ میں کہیں کہیں دیہات والوں سے نرمی وچاپلوسی یا سختی اور دباؤ سے ہم کو کچھ تازہ کھانا ملتا رہا۔ مگر عقب والے اس بارہ میں بہی چنداں خوش نصیب نہ تھے۔ کیونکہ جب ہم کسی گاؤں میں سے گذرتے تھے تو ہراول او قلب والے بسا اوقات وہاں ایک سوکھہ چھلکا بہی باقی نہیں چہوڑ جاتے تھے۔ ترک باشندے ہم سے تواضع پیش آتے اور تا بمقدور ہماری خاطر کرتے تھے۔ سامنٹ نقال کے کہنے پر میں نے بہل اونٹرات کو ترک کر دیا تہا۔ کل سفر میں ہم کہلے میدانوں میں جہاں آسمان کے سوائے اور کسی چیز کا سایہ نہ ہوتا تہا سوتے رہے۔

تو پولو وزے کے پولوول تک ہم سائو غزا چیک۔ لوم لینگہ شرک پر چلے۔ شام کے پانچ بجے ہم کرپوول پہونچے وہ لوم لینگہ سے بجانب جنوب دس میل کے فاصلہ پر یار لوم پر واقع ہے۔ راستہ میں پانی کے کمیاب ہونے کی کسر یہاں نکل گئی۔ دریا میں غسل کرنیکے بعد چند بسکٹیں کہا کر میں زمین پر سو گیا۔ مگر ایک گھنٹہ بہی نہ سویا تہا۔ کہ پہر مجھے جگا دیا اور پہر ہم سب ماتحت افسرانکو بتایا کہ مشیر کو قسطنطنیہ سے ابھی ضروری مراسلہ موصول ہوا ہے کہ روسی بلقان کو عبور کر گئے ہیں اور کازان لک و ینی زغرا پر حملہ کرنے والے ہیں۔ بنابریں شام کیوقت کوچ پھر شروع ہو کر فوج ساری رات چلتی رہیگی۔ یہہ متوحش خبر تمام سپاہیونکو سنا دیگئی جسکو سنکر سب ششدر رہگئے اور ہر ایک کے منہہ سے بے اختیار نکل گیا کہ کیا بلقان جو سلطنت عثمانیہ کی سد سکندری سمجھا جاتا ہے روسیوں نے لیلیا ہے اور وہ بہی بلا مزاحمت! یہہ ایسا امر تہا کہ ہم کو اُسکی درستی پر مشکل سے اعتبار ہو سکتا تہا۔ مگر افسوس یہہ خبر بالکل درست تہی۔ ۱۲ اور ۱۳ جولائی کو جنرل گورکو جب بیپا کی سے متعدد پگڈنڈیوں کے راستہ بلقان سے گذر گیا تہا۔ اور سلطان المعظم نے اپنے مراسلہ میں اسی کی طرف اشارہ کیا تہا۔ اس تہوڑا نہ بیشتر ہی سے روسی درہ شپکا کی کمزور ترکی فوج پر عقب سے حملہ آور ہو کر اُسے وہاں سے نکال دیتے اور اس اہم درہ پر خود قابض ہونیکے قابل ہو گئے تھے جس پہر ترک انکو کبہی بید خل نہ کر سکے سلیمان کی تیزی و تندی کی کچھہ پیش نہ گئی۔ اور گو ترکوں کی بہترین فوج اس کوشش میں ضائع ہو گئی۔ مگر روسیونکا قبضہ درہ شپکا سے نہ اُٹھایا جاسکا۔

ہم رات کے دس بجے روانہ ہو کر ساری رات اور دوسرے دن (۱۵ جولائی) دوپہر تک برابر چلتے

ف۵ ۔ روسیوں نے کازان لک کو سخت معرکہ آرائی کے بعد ۱۷ جولائی ۱۸۷۷ء کو فتح کر لیا تہا جس ضلع کا یہہ قصبہ مرکز ہے وہ گلاب کی پیداوار کیلئے کل دنیا میں مشہور ہے۔ جرمن مارشل مولٹکی اُسکی شان میں لکہتا ہے کہ وہ ایسا بہشت ہے جسکی خوبی انسان بیان کرنے سے قاصر ہے۔ مصنف

رہے۔ رات کی تاریکی میں سفر کی کیفیت عجب دلچسپ اور افسانہ نما تھی۔ دوپہر کو ہم ولچی تدمہ پہونچے۔ وہ دریا چیبرزا پر واقع ہے۔ وہاں مقام کیا گیا۔ سپاہی تکان سے شل ہو رہے تھے۔ قلب عموماً چونکہ قطار کے خرخشہ سے بچا ہوا تھا وہ عقب سے چند گھنٹے پہلے پہونچ گیا تھا۔ پانی پیکر ہم سب جہاں کھڑے تھے وہیں گر پڑے اور گہری نیند سو گئے۔ میرے دستہ میں صرف سارجنٹ بقال ایک شخص تھا جس پر تکان کا کوئی اثر معلوم نہ ہوتا تھا۔ اور یہہ اُسی کی مآل اندیشی۔ احتیاط اور حیرت افزا جفاکشی کی طفیل تھا کہ میرے سپاہیوں نے کبھی حوصلہ نہ ہارا۔ فوج عقب سے ایک شخص بھی فرار نہ ہوا۔ کیونکہ بقال کی ہر وقت سب پر نظر رہتی تھی۔ مگر دوسرے حصّوں میں بھی فراری کی وارداتیں شاذ و نادر ہی ہوئیں۔

کچھہ رات گذرنے پر جب میں بیدار ہوا تو میں نے سُنا کہ مشیر کو عبدالکریم کی طرف سے مراسلہ موصول ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ روسی زبردست جمعیت سے نیکوپولی پر حملہ کر رہے ہیں۔ صرف اُسی ہی کو نہیں بلکہ پلیونا اور لوفچہ کو بھی بچانیکے لئے کمال سرعت اور تعجیل لازمی ہے۔ پلیونا میں عطوف پاشا کے پاس تین پلٹنیں۔ چار تو پیں اور دو سو چرکس تھے۔ لوفچہ میں فقط چند کمپنیاں اور کچھہ بے قاعدہ سوار تھے۔ مشیر نے مراسلہ پڑھکر سیدھا پلیونا جانے کا فیصلہ کیا جسکی وجہ شاید یہہ ہو کہ عثمان پاشا کو یقین ہو گیا ہو گا کہ وہ نیکوپولی کی کمک پر بروقت نہ پہنچ سکیں گے یا برعکس اسکی شاید اُنکا ارادہ عطوف پاشا کو ساتھہ لیکر روسی جرنیل کرڈنر پر جو نیکوپولی کا محاصرہ کئے ہوئے تھا عقب سے حملہ کرنے کا ہو۔ مجھے خیال ہے کہ اُس وقت میں نے پہلی مرتبہ پلیونا کا نام سنا تھا اور اس بات کا تو اسوقت مطلقاً خیال نہیں ہو سکتا تھا کہ یہہ جگہ سباسٹوپول[۱] واقع کریمیا یا میٹز[۲] کی طرح شہرۂ آفاق ہو جائیگی۔ اور کہ میں فقر و فاقہ اور خطرات عدیدہ میں پھنسکر وہاں پانچ مہینے کے قریب رہ کر اُسے ایک اجنبی قوم کی طرف سے ہو کر دوسری اجنبی قوم سے بچانے میں مدد دونگا جب میں روسیوں کی قید میں تھا۔ تو روس میں میں نے یہہ روایت سُنی کہ جنگ سے پہلے زار نے ایک جبیبی رسال سے محاربہ کے نتیجہ کا سوال کیا تو اُس نے جواب دیا تھا "پلیونا سے ہوشیار رہنا"۔ کہا جاتا ہے کہ اعلیٰ جنگی افسروں[۵۲] نے بھی یہی تنبیہ کی تھی +

---

[۱] جزیرہ نما کریمیا کا مشہور محفوظ و مضبوط بندر جسکو ۵۵-۱۸۵۴ء کے محاربہ کریمیا میں انگریز۔ فرانسیسی اطالین اور ترکی فوجوں نے کئی مہینوں کے محاصرہ اور متعدد جانگداز معرکوں کے بعد فتح کیا تھا۔ مترجم

[۵۲] روایت ہے کہ گرینڈ ڈیوک نکلس کے سٹاف کے اعلیٰ افسر جنرل لیوو کو اتنچیزکی نے اپریل مئی اور جون میں اس تواتر و تاکید سے پلیونا پر قبضہ کرلینے کا مشورہ دیا تھا کہ زار اس اصرار کی وجہ سے اُس پر ناراض ہو گیا تھا۔ مصنف۔

[۲] جرمنی کے صوبہ لسترہ ۔۔۔ کا مشہور قلعہ اور شہر ۔۔۔ [illegible]

ہماری مصائب اس منزل تک ہی کچھہ کم نہ تہیں۔ مگر جو آگے پیش آئیں اُنکے مقابلہ میں تو اُنکی کچھہ حقیقت نہ تہی۔ اب ہم نے ایسے علاقہ سے گذرنا تہا جو پانی کی کمیابی میں صحرا اعظم کا چہوٹا بہائی تہا۔ اور موسموں میں اُس کا شاید یہہ حالت نہ ہو مگر بلا بارش موسم گرما میں تو یہہ تشبیہہ بالکل صادق آتی ہے۔

آدہی رات کو تین پلٹنیں یعنی اول رجمنٹ جو کرنیل آمین بک کے زیر کمان تہی باقی فوج کے پہونچنے تک عثمان پاشا کو قصبہ پر قابض رہنے میں مدد دینے کیلئے پہلے سے روانہ کردیگئی۔ وہ ۱۰؍ تاریخ کو مقام مقصود کو پہونچگئی۔ یعنی اُس نے ویڈن سے پلیونا تک ۱۱۵ میل کا فاصلہ چہہ دن میں طے کیا۔ اسکی روزانہ اوسط ۱۹ میل ہوتی ہے۔ یہہ قابل تعریف کارنمایاں تہا۔ اور ایسی صورتوں میں جو وہاں درپیش آئیں اگر جرمنی کی پیدل فوج بہی جسکو ایک آسٹرین نویسندہ نے ۱۸۶۶ء میں بندر ایسا بیتر بتلایا لکہا تہا اس قدر فاصلہ طے کرتی تو اسکے لئے بہی نمایاں کام اور نمایاں کارگذاری سمجھی جاتی۔

ہم ۱۶؍ جولائی کو چار بجے صبح کو روانہ ہوئے۔ ۴۴ میل کی لمبی مسافت جسمیں پانی تقریباً نا پید تہا ہمارے سامنے تہی۔ اب مشیر کی قابل تعریف قوت انتظامیہ کے جوہر منکشف ہونیکا موقع آگیا۔ کالم سے آگے آگے سہ اسپہ گاڑیاں دیگر سواروں کی ایک جماعت روانہ کیجاتی تہی جو مقامات مقررہ پر آب نوشیدنی کے پیپے تیار کرکہتی تہی۔ دیہات سے گاڑیاں لیکر عقب فوج کے ساتھہ کردیگئیں کہ جو سپاہی راستہ میں تہک کر گرپڑیں اُنکو گاڑیوں پر سوار کرایا جائے کالم کی انتہا پر باقاعدہ سوار رکہے گئے۔ اور اُنکو گاڑیاں دیگئیں جن پر وہ بیہوش ہوے ہوئے تہکے اور کوفتہ وماندہ سپاہیوں کو بٹہالیتے اور لٹیروں عیسائیوں سے جو سرقہ وقتل کیلئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۹۔ ہوگیا۔ خود مختار سے یہہ مراد ہے کہ گو وہ سلطنت میں شامل رہا۔ مگر اس کا انتظام وحفاظت وغیرہ سب اہالی قصبہ کے ہاتہہ میں ہوگئے۔ جرمن میں اب بہی ایسے چند شہر ہیں۔ ۱۵۵۲ء میں فرانس نے اسے فتح کرلیا اور ۱۶۴۸ء میں جرمنی نے باقاعدہ طور پر فرنچ قبضہ کو تسلیم کرلیا۔ ۱۸۷۰ء کے محاربہ میں جب جرمن فوج نے اسکا محاصرہ کیا تو فرنچ مارشل بیزین اُسکا محافظ تہا جسکے پاس ایک لاکہہ دس ہزار فوج اور بے انتہا جنگی سامان موجود تہا۔ مگر مارشل مذکور نے محاصرہ سے تنگ آکر آخر شہر اور کل سامان محاصرین کو دیدیا اور اُنکے سامنے ہتہیار رکہدئیے صلح ہوجانیکے بعد گورنمنٹ فرانس نے غداری اور بزدلی کے الزام میں اس پر کورٹ مارشل کیا تہا۔ میتز کی آبادی ۶۰ ہزار ہے اور ۱۱ ہزار جرمن فوج بالاستقلال وہاں مقیم رہتی ہے۔ مترجم

ہر وقت تیار فوج کے پیچھے لگے رہتے تھے ان سپاہیوں کی حفاظت کرتے آتے تھے۔ کالم کے دونوں پہلوؤں پر کیولری رکھی گئی۔ کیونکہ دیسی بقاعدہ سوار کا سک راہزن تھا۔ آلتی مر اور ونٹر تک پہونچ گئے ہوئے تھے۔ باورچی پہلے سے آگے بھیج دئے جاتے تھے۔ چنانچہ جب قلب مقامات مقررہ پر پہونچتا تو گرما گرم کھانا تیار ہوتا۔ مگر ہم عقب والے بوجھل اور سست رفتار "قطار" سے ایسے جکڑے ہوئے تھے کہ ہمیں اس کھانے میں کبھی شریک ہونا نصیب نہ ہوا۔ اس سے بدتر خرابی یہ تھی کہ جب ہم پیپوں تک پہونچتے تو اول تو وہ خالی ہو گئے ہوتے یا پانی ایسا سڑ گیا ہوتا کہ ہم افسر لوگ سپاہیوں کو اسے پینے نہ دیتے۔ تاہم سارجنٹ بقال کے طفیل میرے دستہ کو کوئی تکلیف نہ پہونچی۔ اس بے نظیر شخص کی تدابیر و انتظام اور احتیاطوں کے لکھنے کیلئے طومار چاہئے۔ بایوو اور ویڈن کے سفر میں جو اس سفر کے سامنے بچوں کا کھیل تھا سیمور۔ تراب اور مجھکو جو تجربہ ہو گیا تھا۔ اُس نے ہمیں اب بہت کام دیا۔ پھر بھی جب میں اپنی اٹھارہ سالہ طفلانہ عمر اور اس مہیب کوچ کے تکالیف کی طرف دیکھتا تھا تو اپنی جفاکشی اور تحمل پر حیران ہو جاتا تھا۔ کل مسافت میں صرف ایک دفعہ مجھ پر غشی طاری ہوئی۔ میرے پاؤں کو ذرہ سا زخم بھی نہ پہونچا۔ کیونکہ میں اُن پر چربی سے اکثر مالش کرتا رہتا۔ جبک بھی خاصہ رہا۔ مگر تراب نے ایک گاڑی پر اپنی سواری کی۔ لفٹنٹ ہرڈر میں تکان تک کی کوئی علامت نہ پائی گئی اور کپتان آنکھیں بند کئے ہوئے نیم خفتہ و نیم بیدار مگر بالکل چاق چوبند قطع مسافت کرتا رہا۔ گورنی نشٹروپلی پہونچنے تک میری کمپنی سے صرف بارہ آدمی صفوں سے علیحدہ ہو کر پیچھے رہے۔ مگر وہ مقام مذکور میں پھر ہم سے آملے قلب کے جو کوفتہ و ماندہ سپاہی راستہ پر پڑے ہوئے موخرۃ الجیش کو ملے ان میں سے پانچ یا چھ دم سے مستغنی ہو چکے تھے۔ ہم میں نہ تو انکی تجہیز و تدفین کی طاقت اور نہ اس کام کیلئے فرصت تھی۔ نقدی اور اسلحہ لیکر اُنکے مُردہ جسموں کو ہم نے چوروں اور عیسائیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ جب کبھی کسی مردہ سپاہی پر گذر ہوتا تو میں اور جبک اُن کے لئے مختصر سی دعاء مغفرت مانگتے۔ کپتان اسوقت مسکرا کر کہا کرتا کہ "تم جلدی ایسا کرنے سے تھک جاؤ گے"۔ مگر تراب ہرڈر اور نیز سپاہی ہماری اس کاروائی کو بنظر استحسان دیکھتے۔ پندرہ ہی دن بعد ہزاروں لاشیں میری نظر سے گذریں اور ایسا متقیانہ اور نیک خیال پل کیلئے بھی نہ گذرا۔

بارکش گھوڑے چند منزلوں میں ہی ماندہ ہو گئے اور بیلوں کی حالت اُن سے بھی بدتر ہو گئی۔ اُن کے کھروں سے

---

[1] فوج پیدل میں صرف میجر اور اُسکے اوپر کے افسر سوار ہوتے ہیں۔ کپتان و لفٹنٹ کو پیدل چلنا پڑتا ہے۔ مترجم

خون جاری ہوگیا اور وہ بمشکل چلنے کے قابل رہ گئے۔ اکثر جانور تھک کر گر پڑتے جنکو اسی حالت میں چھوڑ
دیا گیا۔ سپاہیونکی دلی کیفیت کی نسبت میں کچھہ نہیں کہہ سکتا۔ اوّل تو سب ایسے تھکے ٹوٹے ہوتے تھے
کہ اندرونی کیفیت کے اظہار کی گنجایش ہی نہ تھی کہ آیا ہمارے حوصلے قائم ہیں یا شکستہ دل ہوگئے ہیں یا کہ اسبارہ
میں کوئی حس باقی نہیں رہگئی اور لاپرواہ ہورہے ہیں۔ دوم اس شدید تکان اور ماندگی سے میری حالت ایسی
بُری ہورہی تھی کہ لوگوں کے حالات مشاہدہ کرنیکی کوئی سکت مجھہ میں باقی نہیں رہگئی ہوئی تھی۔ ہم چُپ
چاپ قدم گھسیٹتے چلے جاتے تھے۔ تفریح کیلئے کوئی ہنسی۔ مذاق۔ قصہ خوانی۔ یا گیت بازی نہ ہوتی تھی۔ میجر نے
ایک یا دو مرتبہ اپنی چاروں کمپنیوں کے آٹھوں نقارچیوں کو یکجا کرکے بینڈ بنایا اور چند شوقین بانسری بجانے
والے بھی اس میں شامل ہوگئے مگر نقارچی تو تکان سے رہ گئے اور بانسریوں میں گرد اُبھر گیا۔ چنانچہ بینڈ بننے سے
آدھ گھنٹہ بعد صرف ایک نقارچی باقی رہگیا جسکا ہاتھہ بھی باختیار نہیں بلکہ اضطراراً بعالم بیخبری خود بخود
ہر دوسرے قدم پر نقارہ پر پڑتا رہا۔ اسوقت مجھے ترکی فوج میں موسیقی نہ ہونیکی خرابی بہت بُری طرح
سے واضح ہوئی۔ اس عارضی بینڈ سے مجھے ایک بحری تفریحی سفر کا واقعہ جو میں نے ہمبرگ سے ہیلی گولنڈ[1] تک
کیا تھا یاد آگیا۔ دخانی کشتی کے مالک نے مسافرونکی دل بہلانے کیلئے بینڈ (طائفہ) کا بھی انتظام کیا تھا جسمیں
بہت سے موسیقی نواز تھے۔ مگر وہ مسافروں سے پہلے مرض البحر (یعنی دوران سر و متلی) میں مبتلا ہوگئے اور صرف
ایک ترم نواز باقی رہگیا جس کو بیحواسی کے عالم میں یہہ مطلق خبر نہ رہگئی کہ اور تو سب ساز خاموش ہوگئے ہیں
میں اکیلا کیا بے سری تان ہانک رہا ہوں۔ اس واقعہ کے یاد پڑنے پر میں بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔
میلیں تو اور دسے دھوپ کی شدت اور مسافت کی صعوبت کے ساتھہ ملکر مجھہ پر کچھہ ایسا اثر کیا کہ بعالم بیداری مجھے خواب
آنے لگ گیا۔ اور میری روح یا دماغ نے چکر لگانے شروع کردیئے مجھے خبط سوجھا کہ میں جہاز کے تختہ پر ٹہل
رہا ہوں اور اسکی ڈگمگاتی ہوئی حرکت کی وجہ سے سیدھا کھڑا نہیں رہ سکتا۔ اسوقت میں نے خود کو مخاطب کرکے
کہا "اُفوہ۔ یہاں کیسی گرمی ہے۔ میں بڑا ہی بیوقوف ہوں کہ (جہاز کے) انجن سے پرے ہٹ کر کشتی کے
اگلے حصہ میں کیوں ہوا میں نہیں چلا جاتا"۔ یہہ کہہ کر میں نے اپنے زعم میں اس حصہ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ مگر لاکھہ
جتن کئے وہاں تک نہ پہونچ سکا۔ بالآخر بیخودی اور غش سے میں گرنے کو ہی تھا کہ بقال نے مجھے پکڑ لیا اور ڈوریس

[1] ہیلی گولنڈ دہانہ دریائے ایلب سے جس پر ہمبرگ واقع ہے بحیرہ شمالی میں جرمنی کے شمال میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے جسکا طول ایک میل اور عرض ½ میل ہے۔ مترجم۔

کی عطا کردہ کونیاک کے چند گھونٹ پینے سے میرے ہوش و حواس قائم ہو گئے۔ آدھی رات کے قریب ہم زندوں کی حالت میں نہیں بلکہ مردوں کی طرح آلتی مر پہونچے اور باقی رات وہاں قیام کیا۔ یہہ قصبہ دریائے سکٹ پر واقع ہے۔ اُسدن کی منزل میں گرمی گرد و غبار تکان بھوک اور پیاس سے ہماری بُری گت بنی۔ یہاں تک کہ ہم اپنی خشک اور یخ زدہ بسکٹوں کو بھی نہ کہا سکتے تھے۔ صبح ۱۷ر جولائی تک بھی سپاہیوں کو کچھہ ہوش نہ آئی اوسان کو مزید آرام دینے کیلئے کوچ سہ پہر پر ملتوی کر دیا گیا۔ اس تھوڑے آرام سے سپاہی سستا گئے اور چار بجے شام کو روانہ ہو کر ہم آدھی رات کو قنیجہ میں پہونچ گئے۔ وہاں ہم کو دو سخت متوحش خبریں ملیں۔ اولاً۔ ایک پلٹن جو راہو وا سے ہی آئی اور دو پلٹنیں جو اینیکوپلی کے لئے مقرر میں متعین تہیں۔ ہم کو وہاں کالم کا انتظار کرتی ہوئی ملیں۔ آخر الذکر پلٹنوں کو اُس روسی فوج کے ایک حصہ نے جس نے دو دن پیشتر یعنی ۱۵ر جولائی کو نیکوپولی پر حملہ کیا تہا نقصان کثیر کے ساتہہ مقام تعینات سے باہر نکال دیا تہا۔ اُنکی زبانی ہم کو معلوم ہوا کہ روسی بڑی تندی سے نیکوپولی پر پے در پے حملے اور گولہ باری کر رہے ہیں اور وہ نہایت نازک حالت میں ہے۔ ان پلٹنوں اور نیز پلیونا کی چار توپوں اور تین پلٹنوں کے ملنے سے ہماری جمعیت ۵ پلٹنوں اور ۸ توپوں کی ہو گئی۔ ۲۰ر جولائی کے محاربہ میں اسی جمعیت سے عثمان پاشا نے لڑائی کی تہی۔ دوسری خبر رات کے وقت چرکسوں کی زبانی معلوم ہوئی کہ غنیم نے ۱۶ر جولائی کو لوفچہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ مجھے دوسروں کی زبانی معلوم ہوا کہ اس خبر نے عثمان پاشا کو بہت متردد کر دیا تہا کیونکہ وہ لوفچہ کو نہایت ہی کارآمد مقام تصور کرتے تہے۔ مشیر کے حکم سے اس مصیبت کی خبر تمام فوج میں مشتہر کر کے اسے مطلع کیا گیا کہ سلطنت کو کامل ہزیمت و بربادی سے بچانے کیلئے پلیونا پر بہت جلد متصرف ہو جانا نہایت ہی لازمی اور ضروری ہو گیا ہے۔

۱۸ر جولائی کو ہم علی الصباح روانہ ہو کر بالکل ویران اور غیر آباد ملک میں بلا توقف دوپہر تک برابر کوچ کرتے ہوئے مقام محلکہ کے مقابل دریائے اسکر پر پہونچے۔ وہاں ہمارے لئے گویا پہلی خبروں سے بدتر یہہ خبر موجود تہی کہ نیکوپولی بہادرانہ مقابلہ کے بعد ۱۶ر جولائی کو فتح ہو گیا ہے۔ اور وہاں کی دس پلٹن ترکی فوج اُسکا کماندر حسن خیری پاشا۔ چار سو گراں وزن توپیں اور غلہ۔ لباس۔ گولا و بارود اور اسلحہ کی مقدار کثیر دشمن کے ہاتہہ چلی گئی ہیں۔ مارشل کے حکم سے یہہ خبر بہی بلا اضافہ فوج کو سنائی گئی کہ ملک اب نزع کی حالت میں ہے۔ اور اُسکو بچانا ہمارا اہم اور مقدم فرض ہے۔ میجر تقی نے مجھہ سے ذکر کیا کہ مشیر کو نیکوپولی کے مفتوح ہو جانے سے چنداں تردد نہیں ہوا۔ اُنکو فقط

ﮭ۵ عثمان پاشا اور حسن خیری پاشا دونوں نے علی التواتر قسطنطنیہ کے اعلیٰ حکام کو خبر دی تہی کہ نیکوپولی پر

وہاں کی دس پلٹنوں کے ہاتھ سے کہوئے جانے کا جنکو اپنی فوج میں شامل کر لینے کی انہوں نے تجویز کر رکھی تہی افسوس ہے۔ لوفچہ کی خبر سے جیسا کہ ان کو سخت افسوس اور انتشار ہوا تہا ویسے ہی اس کے عین برعکس اس خبر کو انہوں نے کمال باحوصلگی سے سُنا ہو اور اُنکی طبیعت میں کوئی اضطراب یا تشویش پیدا نہیں ہوئی۔

ہم نے یہہ بہی سُنا کہ روسی فوج کا ہیڈ کوارٹر ۱۰ جولائی کو ٹرنووا کو منتقل کر دیا گیا ہی جہاں خود زار بہی پہونچ گیا ہے اور کوہ دسی مشرقی وبلیا پر بڑہتے چلے جا رہے ہیں اور عیسائیوں کو بغاوت پر اکسا رہے ہیں۔ گور کو اسوقت فی الحقیقت بلا مزاحمت اپنی مرضی کے مطابق بڑہا چلا جا رہا تھا۔ اور قسطنطنیہ و اندریانوپل میں روس کی مہیب آمد آمد سے کمال بیچینی اور بدحواسی چہا گئی ہوئی تہی۔

دریا اسکر پر کوئی پل نہ تہا۔ جو تین پلٹنیں بہیجی گئی تہیں وہ اس میں سے پایاب گذر رہی تہیں۔ ہمارے پاس کشتیوں کا پل بنانے کا کوئی سامان نہ تہا۔ چنانچہ گاڑیوں کو پانی میں ڈبو کر اُن پر تختے بچہا لئے گئے اور اسطرح پل بنا کر ہم نے دریا کو عبور کیا۔

چونکہ روسیوں نے نیکوپولی پر حملہ کیا تہا چونکہ وہ اب وہاں سے فارغ ہو گئے تہے۔ اسلئے انکی نسبت قیاس کیا گیا تہا کہ وہ نیکوپولی سے فی الفور پلیونا کی طرف متوجہ ہو جائینگے۔ پس ہماری کالم کا حصہ کثیر فقط چند گہنٹے آرام کرنے کے بعد پہر روانہ ہو گیا۔ ہم عقب والے جانوروں کے بحفاظت نکالنے وہ ہونیکی وجہ سے صبح ہی چلے اور جبکہ شام کو روانہ ہو کر آدہی رات کو گورنا نٹروپولی پہونچے۔ وہاں قلب عمود ہم سے پہلے پہونچکر شب باش ہو گیا تہا۔ اُسے پلیونا سے ایک کپتنی یہہ خبر لیکر اس جگہ آئی تہی کہ قزاک قرب و جوار میں جمع ہو رہے ہیں اور روسیونکی زبردست جمعیتیں نیکوپولی کی سڑک سے پہونچ رہی ہیں۔ کل فوج کو منشیر کا حکم سنایا گیا کہ حضور ممدوح کو کل غنیم سے مقابلہ ہونیکی توقع ہے۔ فوج کو صفوف جنگ میں آراستہ کیا گیا اور چاروں طرف زبردست

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۳ — پر قبضہ قائم رکہنا محال ہو گیا ہے اسکو خالی کر دینا مناسب ہے۔ ایسا کرنے سے وہاں کی فوج۔ توپخانہ اور گودام بچالئے جائینگے۔ مجلس حرب نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔ مگر وقت مناسب سے ایک دن بعد ۱۸۷۷ء کے محاربہ میں اول سے آخر تک جتنی خرابیاں پڑیں اسی توقف کی وجہ سے کہ جو حکم یا منظوری دی گئی۔ عین وقت مناسب کے گذر جانے سے تہوڑی سی دیر بعد۔ اور اس طرح سے ان غداروں نے جو دار الخلافہ میں نیک و بد کے مالک بنے ہوئے تہے تمام ملک کا ستیاناس کر دیا۔ مصنف

پہرہ لگا کر ہم ہتھیار ہاتھوں میں لئے ہوئے سوتے۔ میری کمپنی کو گولہ بارود کی حفاظت کیلئے سنتری ہم پہنچانے رہنے کے سوائے اور کوئی کام نہ دینا پڑا۔ جیک اور میں نیند بھر کر سوئے۔ اس احتمال نے کہ غالباً کل عمر میں پہلی مرتبہ ہم ہشیاری کی نند میں ہونگے۔ اسمیں کوئی خلل نہ ڈالا۔ مگر صبح کیوقت کئی شخصوں نے تسلیم کیا کہ باوجود کوفتہ و ماندہ ہونیکے انکو رات بھر نیند نہ آئی۔ مقام مذکور سے فوج کا حصہ کثیر ۱۵ رجولائی کو صبح کے پانچ بجے اور ٹرین (قطار مویشی وغیرہ) چند گھنٹے بعد روانہ ہوئی۔ قلب عموماً اس تیز رفتاری سے چلا کہ موخرۃ الجیش میں جسکے ساتھ جانور تھے اور اُسمیں بہت فاصلہ ہوگیا۔ اس آخری منزل میں عقب کی فوج صف بستہ اسقدر تیاری کے ساتھ چلی کہ وہ دشمن کے حملہ کو روکنے کیلئے ایک منٹ میں مشغول کارزار ہوسکتی تھی۔ مگر ہم کو کوئی دشمن نہ ملا۔ بعد میں ہمیں خبر ملی کہ فوج ہراول کی کاسکوں کے ایک دستے سے لڑائی ہوئی تھی۔ دوپہر سے پہلے موخرۃ الجیش کے چرکس سوار جو دونوں پہلوؤں پر پھیلے ہوئے چلتے تھے خبر لائے کہ دو میل بجانب شمال اُنکا گندہ کاسکوں کے ایک متروکہ کیمپ پر ہوا ہے۔ اسپر انکو چند ایسی گاڑیاں دیگئیں اور سرقہ کے انسداد کیلئے چند باقاعدہ سوار انکے ساتھ کردیئے گئے۔ اور وہ وہاں سے تین ساوں کا سامان لیکر واپس آگئے۔ کیمپ میں تقریباً کل سامان پا یا گیا جس سے قیاس ہوتا ہے کہ کاسکوں نے افرا تفری میں اپنی قیام گاہ کو چھوڑا ہوگا۔ بقال کی تحریک پر میں نے کپتان کو مال غنیمت میں سے اپنی کمپنی کیلئے پانی رکھنے کی بوتلیں لینے کا مشورہ دیا۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ فی آدمی ایک ایک بوتل دیگئی جس سے ہر ایک کے پاس دو دو ہوگئیں اور اُنہوں نے ۲۰ رجولائی کے معرکہ میں بڑا کام دیا۔ دو تین رکھنے کی جھولے بھی سپاہیوں میں تقسیم کئے گئے۔ اس تاخیر و تقسیم میں ہمیں ایک گھنٹہ کی دیر ہوگئی۔ اسکے بعد جانوروں کا چارہ ختم ہوجانے کی بدولت اس سے بھی لمبا وقفہ کرنا پڑا۔ اور چارہ لانے کے لئے متعدد دستے دیہات اور کھیتوں کو بھیجے گئے۔

دوپہر کے ایک بجے ہم نے توپوں کی آواز سنی جو رات تک بند نہ ہوئی اور جوں جوں ہم منزل مقصود کے قریب ہوتے گئے وہ بلند اور زیادہ ہوتی گئی۔ عقب کے کرنیل نے بایں خیال کہ شاید روسیوں نے بلیونا پر حملہ کر دیا ہو اور معرکہ میں ہماری فوج کے پاس گولہ و بارود گھٹ جائے ٹرین کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلا حصہ ان بارکش گھوڑوں کا جن پر فوج پیدل کا گولی بارود تھا۔ اور توپخانہ کے گولہ بارود کے چھکڑوں کا بنایا گیا۔ اور تین پلٹنیں (جن میں میری پلٹن بھی تھی) ڈیڑھ بارزبی۔ ایک سالار چرکس اُنکو ساتھ کرکے انکو آگے بھیج دیا کہ جلد پہونچنے کی کوشش کریں۔ سامان رسد کے بارکش گھوڑے اور بیلوں کی گاڑیاں دوسرے حصہ میں رکھی گئیں۔ کہ آہستہ آہستہ مقام مقصود کو

چل چلیں۔ اُنکی حفاظت کیلئے تین پلٹنیں۔ ایک باتری اور ایک سالہ رکھہ لیا گیا۔ پہلو حصے نے لاکہہ جتن کئے لیکن گھوڑوں کی سست رفتاری کے سامنے جن پر بوجہہ بہی بہت تہا اُسکی کچھ پیش نہ گئی۔ دوپہر کے دو بجے تھے کہ ہم بمشکل دریا رودﷲ[55] کے اس سنگین پل پر پہونچے۔ جس پر سے ارخانیہ پلیونا سڑک گذرتی ہے۔ اس سڑک کے ایک خم کے پیچہے سے جسکو دائیں پہلو پر ایک پہاڑی نے آس پاس پہاڑی پر انگور اور میوہ جات کے باغات ہیں ہم کو پلیونا دکہائی دینے لگا۔ مساجد کے میناروں اور گنبدوں۔ مکانات کی سفیدی۔ جابجا درختوں کے جہنڈوں اور دوسری جانب کی بلند پہاڑیوں کے دلفریب اجتماع سے نہایت خوبصورت معلوم ہوا۔ وہ ایک نشیب ارزرخیز گہاٹی میں آباد ہے۔ چار بجے شام کے وقت ہم ٹانگیں گھسیٹتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔ شمال و مشرق کی طرف کی پہاڑیوں کی باتریاں بڑی تیزی کے ساتہہ گولہ باری میں مشغول تہیں۔ راستہ میں ہمیں کوئی دشمن نہ ملا۔ دوسرا دستہ رات کیوقت پہونچا۔

قلب عسکر ۹ (قبل دوپہر) اور ۱ بجے (بعد دوپہر) کے درمیان پلیونا پہونچگیا تہا۔ وہ صرف کہانا کہانے کیلئے شہر میں ٹہرا۔ پہر دو بلٹنیں غنیم کے اچانک حملے سے شہر کی حفاظت کیلئے پیچہے چہوڑ کر باقی فوج پہاڑیوں پر چلی گئی تہی جہاں عطوف پاشا نے اسکی موقعہ موقعہ متعین کر دیا۔ مشیر جب پہونچے تو انہوں قرب و جوار کا معائنہ کر کے عطوف پاشا کی کارروائی کو پسند کیا۔ عطوف پاشا نے رسد۔ مویشی اور چارہ کی کثیر مقدار پلیونا میں جمع کر رکہی تہی اور کل کالم کے لئے گرما گرم کہانا تیار کیا ہوا تہا۔ روسی توپوں (چہہ باتریاں) نے ان مقامات پر جہاں جہاں ترکی فوج قائم ہوگئی تہی۔ گولہ باری کی جس سے کوئی نقصان نہ پہونچا۔ مگر حملہ کوئی نہ کیا۔ جب ترکی باتریاں بہی پہونچکر اپنے اپنے موقعہ پر قائم ہوگئیں تو روسی توپوں کا جواب دیا گیا۔ توپخانوں کی یہ بانست آٹہہ گہنٹہ ہوتی رہی۔ لیکن فریقین میں سے کسی کو نقصان نہ پہونچا۔ سات بجے روسی چار مختلف حصوں میں مقامات ریتیا۔ وتینرا۔ سکالی تزا اور تلیچن سترا کے قریب شب باش ہوئے۔ ہمارے دو سکواڈرن کے توپخانہ میں عطوف کی چاروں توپوں سے اضافہ ہوگیا تہا اور اسکی کمپنیوں میں سے ایک ایک سو دونوں ڈویژنوں میں شامل کر دیئے گئے تہے۔ اب ہماری کل

[55] کئی روسی اور دیگر نویسندوں نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے کہ ودکو پل کو قلعوں سے محفوظ کیا گیا ہوا تہا۔ یہہ بالکل غلط ہے وہاں پر کوئی قلعہ بندی کسی قسم کی نہ تہی مطلب اس بلٹن سے جو تیس جولائی کی لڑائی میں اسکی حفاظت کیلئے بہیجی گئی تہی اسکے قریب چند سپاہی ساوہ مٹی کے مورچے بنالئے تہے۔ پل اور قصبہ (پلیونا) میں چار میل کا فاصلہ ہے۔ میں یہہ پہلے لکہہ چکا ہوں کہ ہم گورنا سٹرودپولی میں سے آ ہو اکی سڑک پر چڑھے تہے۔ یہہ سڑک ارخانیہ کی سڑک کو پل سے چوتہائی میل کے فاصلہ پر جانب غرب ملتی ہے۔ مصنف۔

جمعیت حسب ذیل ہوگئی تھی۔ ۵ پلٹنیں۔ساڑھے نو باتریاں چھ رسالے یعنی جملہ ۱۵ ہزار آدمی ۸ ۴ توپیں ۱۹ جولائی کی لڑائی کیلئے فوج کی جنگی ترتیب وہی تھی جو باب چہارم میں درج ہوچکی تھی۔فرق صرف اتنا تھا کہ پلیونا کی تین پلٹنوں اور قنیجہ کی تینوں پلٹنوں سے ایک اور بریگیڈ جو چوتھا تھا۔ایزاد ہوگیا تھا۔اس بریگیڈ کی ترتیب جنگی یہہ تھی :۔

چہارم بریگیڈ :۔ بریگیڈیر عطوف پاشا

ہفتم رجمنٹ :۔ کمانڈر لفٹنٹ ابراہیم بک

دو پلٹن نظام انفنٹری

ایک پلٹن رویف انفنٹری

ہشتم رجمنٹ :۔ کمانڈر :۔ کرنیل حمدی بک

ایک پلٹن نظام انفنٹری

دو پلٹن رویف انفنٹری

ہماری فوج یسار (جو بائیں جانب پر مامور ہو) میں تیرہ پلٹنیں اور چار باتریاں تھیں۔تیسری پلٹن اور ایک دوسری پلٹن بھی جو دوسرے دن اپنے مقام پر پہونچی تھیں اسی تعداد میں شامل ہیں۔فوج قلب میں پانچ پلٹنیں اور ڈیڑھ باتری تھی۔فوج یمین (جو دائیں پہلو پر ہو) میں چار پلٹنیں۔دو باتریاں اور کیولری کا حصہ کثیر تھا۔ریزرو میں یعنی اس فوج میں جو ضرورت کیوقت کام دینے کیلئے یا جس دستہ کو کمک کی ضرورت ہو اسکی طرف حسب احتیاج بھیجنے کیلئے پیچھے رکھی جاتی ہے۔تین پلٹنیں اور دو باتریاں تھیں۔

فوج یسار کی انتہائی چوکی برائے حفاظت و نگرانی چھ پلٹنیں اور ایک باتری تھی اور پانتنر کے مقابل تھی اسکے علاوہ دو پلٹنیں اور ایک باتری بوکوداس اور اسکے عقب میں تھی۔باقیماندہ فوج یعنی دو باتریاں اور نو پلٹنیں جن میں تیسری پلٹن بھی شامل تھی پہاڑی جانق بایر کی چوٹی اور دامن پر تھی۔کل دستہ یسار شمال کی جانب مامور تھا فوج قلب گریونترا کے شمال مغرب میں ایک میل کے فاصلہ پر جانق بایر کے انتہائی شرقی گوشہ پر شمال۔شمال مشرق اور مشرق کے رخ تھی۔دستہ یمین مشرق اور جنوب مشرق کے رخ بلگرینی شہر کی جنوبی پہاڑیوں پر اور اسکی فوج سواران خود شہر پر مامور تھی مرزنہ و فوج ہیڈ کوارٹر (اعلیٰ کمانڈر کی قیام گاہ) کے قریب شہر کے مشرق میں ایک پہاڑی پر تھی۔ایک پلٹن شہر کی حفاظت پر مامور کیگئی جس نے عین جنوب میں اس موقعہ پر جہاں

لوفچہ کی شاہراہ اور کرشن کی سڑک آپسمیں ملکر شہر کو آتی ہیں ڈیرے لگا دئے - لڑائی کے وقت قطار کے محافظ سنتریوں کے سوائے شہر کے اندر کوئی فوج نہ تھی - اس موقعہ پر ڈویژنوں کی ترکیب و ترتیب میں کچھ گڑبڑ ہوگئی تھی - مثلاً میری رجمنٹ کی دوسری دونوں بلٹینیں فوج یمین میں تھیں - اور میرا بریگیڈیر اور کرنیل بھی وہیں تھا - حتی کہ احمد حفظی پاشا فوج یمین کا اور عادل پاشا فوج یسار کا کمانڈر تھا - اس خلط ملط کی وجہ میرے قیاس میں یہہ ہے کہ جوں جوں بلٹینیں یکے بعد دیگرے پلیونا میں پہونچتی رہیں - اُن کو اُسی وقت جھٹ پٹ اصلی ترتیب کے لحاظ کے بغیر اُن اون مقامات پر جن پر روسیوں کے حملہ کا زیادہ اندیشہ تھا اور جو سب سے پہلے اُنکی زد میں تھے بھیجدیا جاتا رہا - کیونکہ روسی گولہ باری سے اُن کے قرب اور عنقریب حملہ آور ہو جانے کا خیال بیٹھ گیا ہوا تھا - ۳۰ جولائی کی لڑائی سے پہلے اس گڑبڑ کی اصلاح کردیگئی تھی اُس میں فوج یسار میں کل پہلا ڈویژن اور فوج یمین میں کل دوسرا ڈویژن تھا -

ویڈن سے پلیونا تک ۱۱۵ میل کا فاصلہ کالم نے سات دنوں میں طے کیا یعنی بحساب اوسط یومیہ ۱۶ میل سفر کیا - یہہ واقعی قابل تعریف کارنمایاں تھا - راستہ میں کل دس آدمی نقاہت و تکان سے فوت ہوئے - اور تمام کالم میں کل ہم دس فیصدی مریض ہوئے جنمیں سے زیادہ تر پاؤں میں زخمی ہوئے تھے بعض آدمیوں کے پیر بالکل لوتھڑا ہوگئے تھے - چند کے پیروں کا چمڑا اور گوشت بھی جرابیں اُتارتے وقت ساتھ اُکھڑ آیا - جس علاقہ میں سے ہم گذرتے تھے - اُسکا کچھ حصہ کسی قدر ناہموار اور باقی بالکل صاف تھا اور اُسمیں اکثر مقامات فی الواقع نہایت دلفریب تھے - مگر منظر کی یکرنگی سے طبیعتیں اُکتا گئی تھیں اور گرمی قلت آب اور گرد و غبار نے سبزی کی تازگی کو معدوم کردیا ہوا تھا - آفتاب کی بیرحم شعاعوں سے آنکھوں کو بہت اذیت پہونچی اور تکان نے ہمیں ایسا بدحال کررکھا تھا کہ اعلیٰ سے اعلیٰ دلفریب منظر بھی ہم کو اپنی طرف متوجہ نہیں کرسکتا تھا - راستہ میں ہم کسی بڑے قصبے[۵۶] سے نہ گذرے - وہ تمام مقام جنکا ذکر ہوا ہے دیہات یا چھوٹی چھوٹی بستیاں تھیں پچھلے سال کی بغاوت کے آثار اکثر جگہ نمایاں تھے - کئی اضلاع ویران اور اکثر مکان و دیہات کھنڈر اور غیر آباد پڑے تھے -

شہر میں داخل ہونے پر عقب کالم کا کرنیل ہدایات لینے کے لئے ہیڈ کوارٹرز کو گیا ہیڈ کوارٹرز اُس

۵۶ اسٹ ندیں میں چند باتیں ایسی تھیں کہ انکی بنا پر اُسے قصبہ خیال کرلیا جاسکتا تھا - وہ قلعہ بند مقام تھا - اور اسی لئے تک اُسے بعض وقت اسٹ ندیلیکہ پکارتے تھے مصنف -

پہاڑی پر جو پلیونا کے مشرق میں سب سے پہلے پر نصب تھا مشیر خیمہ میں تھا۔ وہاں کوئی مکان نہ تھا اور ہم اُسکے واپس آنے تک بازاروں میں ٹھہر گئے۔ جہاں علوف کی پلٹنوں نے ہم کو قہوہ، روٹی، بتیا کو اور اس پلاؤ کا بقیہ جو قلب کالم کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ دیا۔ کرنیل یہہ خوش آیند حکم لیکر واپس لوٹا کہ رات ہم شہر میں شب باش ہونگے۔ سارجنٹ بقال جسکو ایسا حکم ملنے کی توقع تھی چند اونٹ گیشنڈ افسروں کو ہمراہ لیکر پہلے ہی سے مقام رہائش کی تلاش کیلئے چلا گیا تھا اور شہر کے شمالی مضافات میں چند[1] متروک مکانات کا پتہ لیکر واپس آگیا تھا جیسے نے انکو پسند کیا۔ فوج عقب کی پلٹنوں کو حکم سنایا گیا کہ وہ علی الصباح بیدار ہو کر مقام تعیناتی پر پہونچ جائیں۔ کیونکہ لڑائی کا ہونا یقینی ہے۔ سارجنٹوں نے رات کے کھانے کا سامان لے لیا۔ اشد مریضوں کو میری کمپنی میں صرف تین تھے جن میں سے دو کے پاؤں ایسے زخمی ہوگئے تھے کہ وہ ایک قدم نہیں چل سکتے تھے اور دوسرا کان سے بیمار ہوا تھا۔ یہہ تینوں چند دنوں میں تندرست ہوگئے تھے۔ فوجی ہسپتال میں پہونچایا گیا اور جن مریضوں کو پاؤں کے زخم کی معمولی شکایت تھی اُنکے معالجہ و دوا کا فوراً انتظام کیا گیا۔ دوسرے دن میری کمپنی کا ایک اور سپاہی بیمار ہو گیا جس کو پلیونا میں ہی چھوڑ دیا گیا۔ اسطرح لڑائی میں میری کمپنی سے صرف چار غیر حاضر تھے۔ جو مکان ہمارے لئے مختص کیا گیا تھا ہم نے وہاں پہونچکر اُسکا دروازہ توڑ دیا۔ اور گولہ باری کے باوجود رات کی آسائش کا بخوبی انتظام کر لیا۔ مگر ساتھ ہی ایسی تیاری کی حالت میں رہے کہ حملہ ہونیکی صورت میں ایک پل میں قرب و جوار میں ہر طرف ضرورت ہو چل پڑیں۔

پلیونا کی آبادی جسے بلغاری پلیوں پکارتے ہیں ۱۸۷۶ء میں ۱۷ ہزار تھی۔ ان میں سے دس ہزار عیسائی تھے۔ ۹ر اور ۲۰ر جولائی کے درمیان ملحقہ اضلاع سے جن پر روسی حملہ آور ہوئے تھے دو ہزار مسلمان شہر میں پناہ گزین ہوئے اسکے علاوہ دو سو سپاہی بھی جو سستوو اور نیکوپولی کے قرب جوار کی لڑائیوں میں زخمی ہوئے تھے پلیونا میں موجود تھے۔ چار ہزار عیسائی شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ نالا ٹچن تنزا جسے تولی دا بھی پکارتے ہیں، شہر کے بیچوں بیچ اور نالا گریوتسز کشمالی کنارہ پر بہتا ہے۔ یہہ دونوں نالے شہر سے جانب شمال مغرب دو میل کے فاصلہ پر آپس میں ملجاتے ہیں اور وہاں سے اسی رخ اور ایک میل آگے جاکر اوپانتز کے قریب دریا وِد سے جو ڈنیوب کا معاون ہے ملجاتے ہیں۔

جس قدر ترکی شہر مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا پلیونا اُن سے بہتر بنا ہوا تھا۔ مگر وہاں بھی ویران اور افتادہ مکانات

---

[1] یعنی ایسے مکان جنکے مالک مکان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ مترجم

بوسیدہ جھونپڑیاں اور پُراز غلاظت کھلے میدان موجود تھے۔ گلیاں غلیظ۔ فرش تھو یا بالکل ندارد۔ برسات
میں ناقابلِ گذر۔ انتظام حفظانِ صحت کا نام و نشان عنقا۔ ہر جگہ گندگی کے ڈھیر۔ الغرض ترکی شہروں کے بے شمار
مواد غلاظت و بدبو وہاں بھی برابر موجود تھی۔ ٹیچن تنزا سارے شہر کو قدرتی بڑی بدرو کا کام دیتا تھا
مصنوعی بدرو کوئی نہ تھی۔ شہر ترتیب سے نہیں بنایا گیا۔ مگر ویڈین کی نسبت اُسکے بازار زیادہ فراخ اور
سیدھے اور مکان عمدہ ہیں۔ بعض مکانات مثلاً قائم مقام کی قوناق[1] فی الواقع نہایت عمدہ تھے۔ یہ قوناق
رومن لوگوں کے زمانہ کی ایک منہدم عمارت کے موقعہ پر اور اُسی کے مصالحہ سے بنائی گئی تھی۔ ترکوں اور بلغریوں
دونوں کے اکثر رہائشی مکانات خوبصورت اور باغوں کے وسط میں بنے ہوئے تھے۔ شہر میں ایک سول
(یعنی اہالی کیلئے) ہسپتال۔ دو سرائیں۔ ایک گھنٹہ گھر۔ اٹھارہ مسجدیں جن میں سے دو یا تین بہت ہی خوبصورت
تھیں۔ دو گرجے۔ ایک رشدیہ (ابتدائی جنگی) اسکول۔ آٹھ عام تعلیمی ترکی اور پانچ بلغاری مدرسے تھے۔
ہسپتال مدحت پاشا نے بنوایا تھا۔ وہاں کا ڈاکٹر ایک جرمن شخص تھا۔ سرائوں میں یورپین ہوٹلوں کی کچھ بہت مشابہت
پائی جاتی تھی۔ شہر کے قریب چند عمدہ چفتلک (مزرعی فارم) موجود تھے۔ پلیونا ضلع کا صدر مقام تھا۔
ضلع مذکور میں اسکے علاوہ نیکوپولی اور سستووا مشہور مقامات تھے۔ ناظرین اس بات کو بخوبی ذہن نشین کر رکھیں کہ
۲۰ جولائی ۱۸۷۷ء کو پلیونا بالکل کھلا[2] و غیر محفوظ شہر تھا اور کسی قسم کی حفاظت اور قلعہ بندی وہاں موجود نہ تھی۔
شہر کے چوطرفہ پہاڑیاں ہیں جنمیں سے شمال مشرق اور مشرق کی طرف کی بلندترین ہیں۔ بوولا اور وِد تنزا
کے درمیان وہ ۳۰۰ سو فٹ تک اور گریوتزا سے چند میل پرے سطح سمندر سے ایک ہزار فیٹ تک بلند ہیں۔
جنوب کی طرف تالانلچن تنزا تنگ عمیق اور خوش منظر چٹانی گھاٹی میں سے ہو کر بہتا ہے۔ وہاں اُسکے
کنارے تقریباً بالکل عمودی ہیں۔ شہر سے ٹھیک شمال مشرق میں ایک پہاڑی بالکل گنجی اور
بے درخت ہے۔ اُسکا نام جانق بایر ہے۔ اسکا طول شرقاً غرباً چار میل ہے اور گھاٹی پلیونا سے اُٹھتی ہوئی

[1] قائم مقام کو بگلی خطاب ہے۔ مگر ضلع یا قصبہ کے سول گورنر کو بھی اس نام سے پکارا جاتا ہے۔ قوناق بڑے مکان
سرکاری عمارت اور ہوٹل کو کہتے ہیں۔ مصنف۔

[2] روسی جرمن اور فرنچ نولیسندوں کے یہ بیان کہ پلیونا کے مشرق میں ایک قلعہ بند سنگین اسپ خانہ
مشرق میں چھوٹا سا قلعہ اور یہ کہ پل محفوظ و قلعہ بند تھا وغیرہ وغیرہ محض غلط اور جھوٹ ہیں۔ مصنف۔

۲۵۰ فیٹ تک بلند چلی گئی ہے۔ اُسکا جنوبی دامن پلیونا اور گریو تسرا کے درمیان بلگرینی شرک تک بڑھا چلا گیا ہے۔ اس پہاڑی کا میری داستان میں بار بار ذکر آئیگا۔ وِد کا بایاں ساحل بھی کوہستانی ہے۔ مگر اس موقع پر وِد دائیں ساحل سے بلندی میں کم ہے۔ پلیونا کو جس سمت سے دیکھو اُسکا نظارہ نہایت دلآویز نظر آتا ہے سامنے وہ موجود ہوگا اور پیچھے بلند پہاڑیاں کھڑی ہونگی۔ شمال مشرق اور جنوب مشرق کی طرف کی تُند تُند میں شمال مغرب۔ مغرب اور جنوب کی طرف کی تاکستانوں۔ باغات اور شجر اشجار سے ڈھنپی ہوئی ہیں۔ مکّی کی قرب جوار میں بہت کاشت کیجاتی ہے اور کل اہالی ضلع کا دار و مدار زراعت پر ہے۔ تفرج گاہیں۔ علوم و فنون کی انجمنیں۔ سرکاری باغات کلب گھر۔ اور تھیٹر وغیرہ پلیونا میں موجود نہ تھے اور فرانسیسی سیاح لب جنین کا وسطری ہیارک اُسکے حق میں بالکل درست ہے ٭

مندرجہ ذیل پانچ سڑکیں پلیونا میں ملتی ہیں۔ ہر ایک مقام پلیونا سے بخط مستقیم جتنے میل ہو وہ اُسکے ساتھ خط وحدانی میں دیدیے گئے ہیں۔ پہلی شرک رسچک (۴۷) سے براہ تبلا (۵۵) و بلگرینی (۲۳) دوسری طرف دیان (۴۸) سے براہ لوفچہ (۲۰) تیسری صوفیا (۸۳) سے براہ ارخانیہ (۵۵) چوتھی ویڈن (۹۵ ف) سے براہ لوم پلنکہ (۵۷) و راہووا (۴۰) پانچویں نکوپولی (۲۴) سے براہ برسلیانتسرا (۱۰) و چالی سوعات (۸) میں ان شرکوں کو علی الترتیب بلگرینی۔ لوفچہ۔ ارخانیہ۔ راہووا اور نکوپولی کی سڑکیں لکھونگا۔

صوفیا۔ پلیونا شرک جسے مدحت پاشا نے بنوایا تھا اول سے آخر تک خوب پختہ ہموار اور وسیع ہے کل یورپین ٹرکی میں یہ بہترین شرک خیال کیجاتی تھی۔ حفاظت پلیونا کے دوران میں اُس نے بڑا کام دیا۔ سلسلہ بلقان سے یہ درہ باباقوناق (جسے ارابہ قوناق یا درہ اطرو پول بھی کہتے ہیں) سے جو کل دروں سے زیادہ سہل اور محفوظ ہے گذرتی ہے جب سے ویڈن صوفیا ارخانیہ شرک بنگئی ہے شہر کی شہرت اور وقعت میں کمی واقع ہوگئی ہے۔ پلیونا سے راہووا۔ ویڈن لوفچہ ارخانیہ۔ صوفیا اور وہاں سے قسطنطنیہ تک سلسلہ تار برقی قائم تھا۔ شمالی ٹیلیگراف لائنوں کو روسیوں نے کاٹ دیا تھا۔

مدحت پاشا نے اس مقام سے جہاں دریا اوسمہ ڈینوب میں گرتا ہے پلیونا تک ۱۸۶۵ء میں ریل بنوانی شروع کی تھی۔ وہ اس موقعہ پر بندر سلطانیہ کے نام سے بڑی منڈی قائم کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اُسکے بندر

ف ہم اس شرک کے راستہ نہیں آئے تھے یہ ہم کو گو ناشرو پولی میں ملی تھی۔ واقعی فاصلہ ویڈن اور پلیونا کے درمیان ۸۰ میل ہے یہ ۱۵ میل کا اضافہ اس خم کی وجہ سے ہوگیا ہے جو کلافت اور لوم پلنکہ کے درمیان دریائے ڈینوب میں ہے۔ مصنف۔

اب تک ۱۴۴ میل۔ ریل کا کل سامان خرید آگیا تھا۔ اور ۲ ہزار مزدور اس پر کام کرتے تھے۔ مگر فروری ۱۹۱۱ء میں بجرم غداری دحت کے سزا یاب ہو جانے پر کام بند ہو گیا۔ وضاحت پسند ناظرین کی آسانی کے لئے میں پلیونا سے چند مقامات کا بُعد بخط مستقیم میلوں میں درج کئے دیتا ہوں۔ برسشوا ۴۰۔ سلوی ۲۷۔ طرنووا ۵۷۔ شوملا ۱۱۰۔ سلستریا ۱۴۴۔ وارنا ۱۷۰۔ شپکا ۶۱۔ کازان لک ۸۶۔ لیطوان ۲۸۔ اطروپول ۵۲۔ طلقش ۱۲۔ لبشتی ۲۲۔ کرمیاہ ۲۔ سنجارسٹ ۱۰۵۔ بیلو ۱۰۹۔ تاتار بازارجک ۸۶۔ فلپ پولی ۸۸۔ اڈریانوپل ۱۵۵۔ قسطنطنیہ ۲۸۰۔

پلیونا کے قرب و جوار کے دیہات و مواضع کی فہرست اور انکے بُعد حسب ذیل ہیں:-

بجانب شمال - بوگودا (۲)، اوپانتز (۴)، بیوکلر (۶)، واقع برلب ود- ربنیا (۸)، یہہ ود کے مشرق میں نصف میل کے فاصلہ پر ہے۔

شمال مشرق - چالی سووات (۸)، برسلیانتزا (۴)، یہہ دونوں نیکو پولی سڑک پر ہیں- وستبزا (۶)

مشرق - طرسکی طرستنک (۱۱)، گریوتنزا (۴)، قرہ غاچ (۱۶)، آخرالذکر دونوں بلگرینی سڑک پر ہیں-

جنوب مشرق - راوی شی وو (۳)، سغالی دینرا (۹)، پلی شاطا (۹)، پہ وودم (۹)، تلچنتزا (۶)

جنوب - بوغوت (۷)، کرشین (۳)، برسیتووز (۸)، آخرالذکر لوفچہ سڑک پر ہے اور کرشین اس سے ایک میل بجانب غرب ہے۔

جنوب مغرب - میون (۸)، یہہ ود سے ایک میل مشرق میں ہے۔ دولنا دینیک (۹)، گرنا دوبنیک (۱۵)، دونوں دریائے ود کے بائیں ساحل کے معاون نالا دونتیزا پر واقع ہیں- اول الذکر ارخانیہ سڑک پر اور دوسرا اس سے نصف میل شمال میں ہے۔

مغرب - بلاسی وتنز (۴)، وسی وتنزا (۶)، طرنینہ (۷)، یہہ سب ود پر واقع ہیں- گورنا منڑو پولی[a] یہہ اہو دا سڑک پر ہے۔

[a] علیٰ زبان میں گورنا لفظ گورنا ای) اور تنکی میں یوقرا بالائی کو اور دلنا فاشاغہ زیرین کو کہتے ہیں- بلغاریا کے مقامات کے نام عجب ہیں- اکثر مقامات کے چار چار پانچ پانچ نام ہیں- ایسا تو کوئی ہوگا جس کے

شمال مغرب۔ ڈولنا نشرویولی (۹)، طرستنک (۱۰)

پلیونا تاریخی لحاظ سے ۱۸۷۷ء سے پہلے بالکل گم نام تھا۔ معمر اور سمجھدار باشندوں سے معلوم ہوا ہے۔ صرف یہ قابل تذکرہ واقعہ معلوم ہوا کہ انیسویں صدی کے آغاز میں (یہ ان کو بھی معلوم نہ تھا کہ ۱۸۱۰ء کے محاربہ میں یا کہ ۱۸۲۸ء والے میں) جب روسی ضلع پر قابض ہوئے تھے تو وہ روس قلعہ میں جو اُس وقت قصبہ کے اندر تھا مگر بعد میں معدوم و منہدم ہو گیا اقامت پذیر ہوئے تھے۔ ۱۸۷۷ء میں بھی شہر سے بجانب جنوب دو میل کے فاصلہ پر روس کھنڈر موجود تھے۔ اُن کے پاس ایک غار تھی جسکی نسبت مشہور تھا کہ وہاں بہوت پریت رہتے ہیں۔ جب سے بلگیریا آزاد ریاست ہوئی ہے پلیونا کی آبادی اور قصبہ میں کمی ہو گئی ہے۔ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری میں وہاں کی آبادی ۱۱ ہزار پانچسو پائی گئی تھی۔ تقریباً ۵ ہزار باشندے میرے قیاس میں محاربہ میں ہلاک ہوئے تھے اور اُسکے بعد ترک باشندے عثمانیہ قلمرو کو ہجرت کر گئے تھے۔

محاربہ کے شروع میں پلیونا میں صرف ایک کمپنی اور چند جنڈارم موجود تھے۔ ۸ جولائی کو کاسک شہر کے سامنے نمودار ہوئے جس پر ترکی سپاہی راہووا کو ہٹ گئے۔ کاسک دوسرے دن چند باشندوں کو مع عیال ساتھ لیکر کہیں چلے گئے۔ اور اُسی دن عثمان پاشا جو اب تک نیکوپولی ڈویژن میں شریک تھے تین بٹالین اور چار توپیں لیکر پہونچ گئے۔ وہ شہر میں بلا مقابلہ داخل ہو گئے۔ فوج کو اُنہوں نے پہاڑیوں پر شب باش کیا اور ۱۰ جولائی کو ایک روسی بیڑہ کی فوج ہراول کو جو گریویتزا کی پہلی طرف کی پہاڑیوں پر ظاہر ہوئی تھی پسپا کر کے بقایا سواروں کا رسالہ مرتب کیا۔ دشمن کی حرکات کی نگرانی اور فراہمی چارہ کے لئے متعدد دستے تیار کئے گودام و رسد کو جمع کیا۔ سستوا اور نیکوپولی سے جو مجروح و مریض سپاہی آتے تھے اُن کے لئے فوجی ہسپتال قائم کیا اور جب ۱۵ جولائی کو عثمان پاشا کی آمد کی خبر پائی تو اُنکی مہمانداری اور آسائش کیلئے کل سامان تیار کیا۔ ذیل میں پلیونا فوج کے اعلیٰ افسروں کی فہرست درج کرتا ہوں جنکے نام مجھے زبانی یاد ہے یا جو میری بیاضوں میں درج تھے۔

مارشل یا مشیر: عثمان پاشا

جنرل ڈویژن: عادل پاشا [۲۱]

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۲۔۔ دو نام نہ ہوں۔ پھر لطف یہ ہے کہ ہر نام کے کوڑی بھر مختلف ہجے ہیں۔ میں نے تمام طرستنک کے ۲۷ اور تاتار بازارجک کے ۸۰ مختلف ہجے دیکھے ہیں۔ مصنف

[۲۱] روسی جنرل کروپاٹکن نے جو محاربہ میں شامل تھا۔ اپنی تاریخ میں گو بالعموم خاص کر ترکوں کی فوجی جمعیت کے

جنرلیان برگیڈ: طاہر پاشا دشاف کا اعلیٰ افسر) احمد حلمی پاشا ۲۰ رجولائی کی لڑائی میں زخمی ہو کر ناقابل ہو گیا، قرہ علی پاشا۔ حسن صابری پاشا (اگست میں اس درجہ پر ترقی پائی۔ عطوف پاشا صادق پاشا (رامہوڈا سے ۱۲ رجولائی کو آیا) رفعت پاشا (صوفیا سے ۲۳ رجولائی کو آیا)۔

کرنیل۔ توفیق بک۔ حاسب بک (اعلیٰ ڈاکٹر) یونس بک۔ احمد بک (افسر توپخانہ) عثمان بک (افسر کیولری) حمدی بک (۱۷ رجولائی کو فلنجہ میں ملا) امین بک (شروع اگست میں اس درجہ پر ترقی ملی) سعید بک۔ عمر بک۔

لفٹننٹ کرنیل:۔ خیری بک۔ طلعت بک (یاور) حسنی بک (۲۰ رجولائی کو ناقابل ہو گیا) محمد لطف بک۔ سلیمان بک۔ ابراہیم بک۔ رؤف بک۔ عبداللہ بک۔

جس مکان میں میری کمپنی اقامت گزین ہوئی وہ بلغاریوں کا تھا جو یونہی خوف زدہ ہو کر یا اپنی کرتوتوں سے کانپ کر ایسی افراتفری میں بھاگ گئے تھے کہ اکثر سامان پیچھے رہ گیا۔ اُسکی ہر منزل میں تین سے لیکر چار تک کمرے تھے۔ دروازہ شہر کی طرف جنوب رویہ تھا۔ پچھواڑے کی طرف کوہستانی زرخیز علاقہ تھا جس میں مغرب و شمال مغرب کی طرف نفیس تاکستان تھے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۳۔ متعلق فاش غلطیاں کی ہیں تاہم مندرجہ ذیل واقعہ کے سوا ان کو اپنی طرف سے بالکل منصفانہ لکھنے کی کوشش کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "ماہ اکتوبر میں ایک ترکی فراری نے مجھ سے یہہ ذکر کیا تھا کہ ترکی کیمپ پلیونا میں بعض ایسے افسر (مثلاً عادل پاشا) ہیں کہ وہ مدت العمر کبھی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے۔ پس وہ اس محاربہ میں محض بیکار ثابت ہونگے"۔ کروپاٹکن نے یہہ صریح غلطی کی ہے یا ترکی فراری نے روسیوں کو غافل کرنے کے لئے یہہ عمداً جھوٹ بولا ہوگا۔ سابقہ محاربوں سے قطع نظر عادل پاشا پلیونا کی تمام لڑائیوں میں شریک اور غنیم کی آتشباری کی زد میں رہے۔ تمام فوج میں وہ نہایت نیکنام تھے۔ عثمان پاشا کو اُن پر بے اندازہ اعتبار تھا۔ اور ان کی شجاعت کی میں ذاتی شہادت دے سکتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ کروپاٹکن (جو جنوری ۱۸۹۸ء میں روسی وزیر حرب ہو گیا ہے۔ مترجم) اپنی کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں عادل پاشا کا نام نہ رہنے دیگا۔ مصنف

مکان کے سامنے گلشن تھا جس کے گرد تار لگی ہوئی تھی پچھواڑہ میں سو گز لمبا باغ تھا۔ جسکی باڑ سے پرے کھیت تھے۔

ہم سات بجے کھانے پر بیٹھے۔ سپاہیوں نے باورچیخانہ میں جو مکان کے قریب بنا ہوا تھا گوشت چاول اور شلغم اکٹھے پکائے تھے۔ پہاڑیوں کی باتریوں کی ہولناک گرج ہم کو سرود کا کام دے رہی تھی۔ اور ہم کھانے کو بے تحاشا نگل رہے تھے۔ اس سے بعد سپاہیوں میں ایک دن کی غذا کے لئے بسکٹیں تقسیم کیگئیں۔ اور قہوہ تیار کر کے ان کو اپنی ایک ایک بوتل بھر لینے کا حکم دیا گیا۔ باقی کی ایک ایک بوتل کنوئیں کے خوشگوار پانی سے پر کرلیگئی۔ میرے پاس اپنے دستہ کے لئے دودھ کے بھی دو ڈول تھے۔ یہہ بقال کہیں سے لے آیا تھا۔ کہاں سے اور کس طرح لایا۔ اسکو پوچھنے کی مجھکو کیا ضرورت پڑی تھی۔ پانی ملا کر دودھ کی مقدار بڑھا لیگئی اور اُسے ہم نے کھانے کے ساتھہ پی لیا مگر جیک کے لئے میں نے تھوڑا سا بچا لیا۔ سپاہیوں کو سُنا دیا گیا کہ دوسرے دن ان کو کوئی ناشتہ اور غالباً دوپہر کا کھانا بھی نہیں ملیگا۔ ان کو انہیں بسکٹوں اور سرد قہوہ پر جو اُنکے ساتھہ ہوگا۔ قناعت کرنی پڑیگی۔ کھانے کے بعد پلٹن کے میگزین سے جو ایک متصلہ شیڈ میں رکھا گیا تھا سپاہیوں میں کارتوس بانٹے گئے۔ نو بجے (اسوقت ابھی دن تھا۔) حاضری پکاریگئی اور سپاہیوں کو وردی لگائے سو جانے کا حکم دیا گیا۔ اس حکم کی کوئی احتیاج نہ تھی۔ سات دن کے متواتر ڈبل کوچ نے انکی ایسی گت بنا رکھی تھی کہ وہ جہاں کھڑے تھے وہیں گر پڑے۔ اُٹھنے کے لئے چار بجے کا وقت مقرر کیا گیا۔ مگر میجر نے ساتھہ ہی سُنا دیا کہ ممکن ہے دشمن کی پیش قدمی کرنے پر اس سے پہلے ہی جاگنا پڑ جائے۔

گولہ باری شام پڑنے پر بند ہوگئی۔ کپتان اور اول لفٹنٹ پہلی منزل کے سامنے والے کمرہ میں سوتے تھے۔ جیک ابراہیم اور میں نے دوسری منزل کی خوابگاہ میں بستر جمائے۔ پہلا اسکواڈ پہلی منزل میں اور میرے اور جیک کے سپاہی بالائی منزل میں مقیم ہوگئے۔ سپاہیوں نے ہال۔ کوٹھڑیوں سیڑھیوں اور زینوں پر بستر لگائے۔ تراب کے زیر کمان بارہ سپاہیوں کا گارڈ باورچی خانہ میں مامور کیا گیا۔ اسی گارڈ سے باغ کے سرے پر سنتری لگائے گئے۔ جو ہر آدھ گھنٹہ کے بعد بدلے جاتے تھے۔ آدھی رات کو تراب اور اُسکے سپاہیوں کی نوکری ختم ہو کر باقی رات جیک کی نوکری تھی۔ یہہ احتیاط غالباً اسلئے کیگئی تھی کہ ہمارا مکان شہر کے انتہائی شمالی گوشہ میں تھا اگر روسی بعیدی بلٹوں کو اچانک

حملہ آور ہوکر بیٹھتے اور آگے بڑھتے تو سب سے پہلے اس مکان سے اُن پر نظر پڑ سکتی تھی۔

اِن باتوں سے فارغ ہوکر مَیں نے غسل کیا جس کا مزہ کچھہ میرا ہی دِل جانتا تھا۔ جو لوگ ہر روز غسل کا سامان مہیا رکھتے ہیں وہ اس نعمت کی قدر کیا جانیں۔ محمد مرد بڑا ہی جفاکش اور سخت جان شخص تھا۔ اُسے اب شطرنج کا خبط آسوجھا۔ اتفاق سے اُسے مہرے ایک الماری سے مِل گئے تھے۔ اُس نے مجھہ پر ایک بازی کا تقاضا کیا۔ مَیں نے تکان و کوفت کے بہتیرے عذر کئے اُس نے ایک نہ سنی۔ آخر لاچار ہوکر میں اُسکے کمرہ میں چلا گیا۔ کپتان وہاں نہیں تھا وہ جیجر کے پاس گیا ہوا تھا۔ بازی کھیلتے وقت ہم نے گھوڑوں کی ٹاپ سُنی۔ باہر جھانک کر دیکھا تو چند چرکس سوار۔ ایک رسالہ نظامیہ۔ اور ایک باتری مشرقی رویہ شہر سے باہر جا رہی تھی۔ ساڑھے نو بجے شہ مات ہوکر مَیں اُٹھہ بیٹھا۔ اسی وقت کپتان بھی آپہونچا جس نے مجھے مخاطب کرکے یہہ الفاظ کہے "تم کل پہلی مرتبہ آتشباری کی زد میں جاؤگے۔ اور بااغلب وجوہ لڑائی نہایت ہولناک اور سخت ہوگی۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ تم اپنا فرض پوری طرح ادا کروگے" محمد مرد نے بعد میں مجھہ سے ذکر کیا کہ کپتان کئی گھنٹے خط لکھنے میں مصروف رہا تھا۔ وہ غالباً اُسکے فرزندوں کے نام ہونگے جہاں تک مجھے تجربہ ہوا مَیں کہہ سکتا ہوں کہ کثرت ازدواج سے اپنی اولاد اور وابستگان سے مرد کی محبت میں کچھہ کمی نہیں ہوجاتی۔ مگر میرا یہہ تجربہ صرف یورپین علاقہ کے ترکوں تک محدود ہے۔

مرد کے پاس سے اُٹھہ کر مَیں تاب کو ایک نظر دیکھنے کیلئے باورچیخانہ گیا۔ قرآن شریف اس کے سامنے کھلا ہوا تھا مگر آنکھیں بند اور وہ اونگھہ رہا تھا۔ کچھہ سپاہی کل کی متوقعہ لڑائی پر سرگوشیاں کر رہے تھے اور کچھہ سوئے ہوئے تھے۔ باغ کے سرے پر سنتری اپنے محدود دائرہ میں تانا بانا لگائے ہوئے تھے۔ اور متصلہ باغ میں کچھہ سپاہی میگزین کی حفاظت کر رہے تھے۔ رات سہانی اور تارے چھٹکے ہوئے تھے۔

جب مَیں اپنے کمرہ میں گیا تو دس بج چکے تھے۔ جیک خواب خرگوش میں تھا۔ اور اُس کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار تھی۔ میرا دِل بھرا ہوا تھا اور مَیں باتیں کرکے اُسے ہلکا کرنا چاہتا تھا۔ لیکن مَیں نے اپنے دوست کو بے آرام کرنا پسند نہ کیا اور پوری وردی لگائے تلوار اور ریوالور کو جس کے سارے خانے بھرے ہوئے تھے کہنی کے نیچے رکھکر جیک کے پاس لیٹ گیا۔ اللہ اکبر پختہ چھت کے نیچے اور مکلف پلنگ پر سونا کیا مزا دیتا ہے۔ جیلوو اکی شب باشی کے بعد اب ساڑھے تین مہینوں کے پیچھے مَیں مسقف کمرہ میں اور کتب جیلی کو چھوڑکر پورے چار مہینوں کے بعد باقاعدہ پلنگ اور بستر پر لیٹا۔ چو طرفہ سپاہیوں کے خراٹوں کی آواز

آرہی تھیں۔ مگر اور سب طرح سے مکان میں سناٹا تھا۔ شہر پر بھی غیر طبعی سخت خاموشی چھا رہی ہوئی تھی۔ اور یہہ مطلقاً گمان نہیں ہوتا تھا کہ چند مربع میلوں کے علاقہ میں ۵ ہزار آدمی علی الصباح مرنے اور مارنے کو مستعد و تیار ہوکر موجود ہیں۔ البتہ کبھی کبھی کسی ٹیپرول کی دہمک یا گھوڑے کی ہنہناہٹ سنائی دیجاتی تھی میں گو کوفت سے مردہ ہو رہا تھا۔ لیکن نیند کوسوں دور تھی۔ میں مجبور ہوکر اٹھہ بیٹھا اور دریچہ میں سے جھانکنے لگ گیا بازار سنسان تھا۔ غرب کی طرف ہماری گاڑیوں کی صف کھڑی تھی اور سنتری کل کے پتلوں کی طرح اُنکے پاس گشت کر رہے تھے مشرق و یہ ایک یا زیادہ میلوں کے فاصلہ پر مجھے بے شمار الاؤ دکھائی دیئے۔ جن کو غالباً بعید ہی پکٹوں نے روشن کر رکھا تھا۔ اُن سے ظاہر ہو رہا تھا کہ دشمن کی اچانک پیشقدمی اور شبخون کا بخوبی انتظام کیا گیا ہوا ہے۔ میں کھڑکی میں ہی تھا کہ ایک طرف سے دو اور شہر کی طرف سے ایک افسر گھوڑوں پر سوار کھڑکی کے نیچے ایک دوسرے کو ملے۔ اور ان میں سے ایک نے رپٹ بولی کہ پکٹوں میں سب طرح سے خیریت ہے۔ پھر وہ کرنیل کے مقام رہائش کو چلے گئے۔ میں پھر پلنگ پر جا لیٹا اور سو جانے کی بفائدہ کوشش کرنے لگا۔ دن کی لڑائی کے خیالات مہیب صورت میں میرے دماغ پر مستولی ہو رہے تھے۔ ناظرین میں امید کرتا ہوں کہ تم یہہ پڑھ کر میری ہنسی نہ اڑاؤ گے۔ میری عمر ہی کیا تھی۔ صرف اٹھارہ برس۔ اس عمر میں جینے کا شوق کس کو نہیں ہوتا۔ میں اقبال کرتا ہوں کہ اس خیال نے میرا حوصلہ بالکل زایل کر دیا تھا کہ ممکن ہے کل اسوقت میں آغوش لحد میں ہوں۔ جہاں قیامت تک بسیرا کرنا ہوگا۔ مجھے موت کا پورا یقین ہو گیا تھا۔ جو پورا نہ ہوا۔ علم روحانیات کے شائقین کی سوسائٹی کو اگر ایسے دلی یقین کے پورا نہ ہونیکی کسی مثال کی خواہش ہو تو اُنکے اطمینان کیلئے میرا یہہ ذاتی تجربہ موجود ہے۔

آدہی رات کو ابراہیم نے جیک کو جگانے کیلئے آدمی بھیجا۔ میں نے اور اس نے جیک کو بیدار کیا۔ جو منہہ سر ہوکر اُسے تولیا سو پونچھتا ہوا نیچے اتر گیا۔ اور اُسکے بعد تا بآمدن فی الفور پلنگ پر خواب خرگوش میں سو گیا۔ وہ مجھ سے یہہ بات بھی مشکل کر سکا تھا کہ اُسکو پہرہ میں سب طرح خیریت ہی ہے سپاہیونکی آواز بھی میں نے سنی۔ اس کے بعد مکان اور باغ میں کسی قدر چل پہل ہوئی۔ دبی آوازمیں چند حکم دیئے گئے اور پھر کل مکان پر سناٹا چھا گیا۔ رات کی خاموشی نے آخر مجھہ پر بھی اثر کر دیا اور میں گہری نیند سو گیا ●

حصّہ اول ختم ہوا

فہرست مضامین حصہ اوّل محاربات پلیونا

حصہ اوّل پلیونا کی طرف کوچ

حصہ اول کے نقشون وغیرہ کی فہرست

دشمن قارنجہ لیسیہ فیل کبھی ظن الیہ

خواہ دشمن چیونٹی کے برابر ہو اسے ہاتھی کے برابر خیال کرنا چاہئیے

محاربات پلیونا

یعنی

وہ لڑائیں جو سنہ ۱۸۷۷ء کی جنگ میں بمقام پلیونا روم روس میں ہوئیں۔

جنکی حالات لفٹنٹ ولیم ہربرٹ نے (جو خود جنگ مذکور میں شریک تھے)۔

انگریزی میں تحریر کئے تھے شو

اور اس کا ترجمہ

مولوی محمد انشاء اللہ صاحب زمیندار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ نے بازیادہ حواشی

اور فٹ نوٹوں کے اردو میں کیا

حصہ دوم

مطبع رفاہ عام لاہور باہتمام منشی فاضل شیخ غلام محمد طبع ہوا

سنہ ۱۸۹۸ء

حسب ضابطہ رجسٹری کرائی گئی ہے

فہرست مضامین حصہ دوم پلیونا میں متخاصمین کی زور آزمائی

حصّہ دوم

پلیونا کے لئے متخاصمین کی زور آزمائی

باب ششم

پلیونا کی پہلی لڑائی - ۲۰ - جولائی ۱۸۷۷ء

مینے خواب دیکھا کہ مین اُس ٹرین کی آواز سُن رہا ہون جو میرے سکونہ شہر مین ہماری مکان کے پاس سے گذرتی ہے - آواز بتدریج بہت ہی بلند اور تیز ہوتی گئی - حتی کہ انجن کمرہ مین یعنی میری بر لبنی خوابگاہ مین آکر پھٹ گیا ہے اسی وقت کسی نے ٹھوکر لگا کر مجھے بیدار کر دیا - وہ ابراہیم تھا جس نے للکار کر کہا - "اُٹھو تمھارے بجرہے ہین کہ دشمن نے بڑہنا شروع کر دیا ہے" - اسوقت طلوع فجر قریب تھی - اور ۲۰ - جولائی جمعہ کے آنے مین جو میری نبرد آزمائی کا روز اول تھا تھوڑی دیر باقی تھی - میری گھڑی مین غالبًا دو بجکر چالیس منٹ گذرے تھے - مینے اپنے اسلحہ اٹھا لئے - سر کو پانی کے طاس مین غوطا دیا - اور مونہہ کو پونچھے بغیر نیچے کو دوڑ گیا - ہال (بڑے کمرہ) مین پیتل کا ایک گھڑیال لٹکا ہوا تھا جسے غالبًا مالکان مکان سکو کھا نون کیوقت کی اطلاع کر دینے کے لئے استعمال کرتے ہونگے مینے اوسی جا کر زور سے بجایا - جسپر ایک منٹ سے بھی کم وقفہ مین میری کمپنی مکان سے باہر صف بستہ کھڑی ہو گئی - اوسی کوچہ مین ہماری ملبٹن کی ایکدوسری کمپنی جمع ہو رہی تھی - چوطرفہ دوڑ دھوپ اور چہل پہل کا سمان تھا - ہر ایک سمت سے بگلون - حکم کے الفاظ - سپاہیون کے دستون کی دھمک اور گھوڑ دنکے سمون کی ٹاپ کی آوازین آرہی تھین - باشی چاؤش نعم خود میر میران بنے ہوئے اور ہر ایک کے مزاحم ہوتے ہوئے اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے - مین اپنے باشی چاؤش کو دیکھکر مسکراہٹ کو ضبط نہ کر سکا - اوسے دیکھکر یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کل سلطنت عثمانیہ کی حفاظت و سلامتی کا بوجھ اوسی کے ذمہ ہے اتنے مین ہمارے کول اغاسی نے کپتان کے پاس آکر اوسے کچھ کہا - اور اُسنے حکم دیا "نام پکارو" جیک کے دستہ کے تین آدمی نام پکارے جانے پر نہ بولے - وہ باغ کے سرے پر سنتری کا کام دیکر ہے تھے اور گارڈ (یعنی باورچی خانہ والے محافظ سپاہیون) نے اونھیں بلا لینا فراموش کر دیا تھا - انکو اب بلا لیا گیا - اور کمپنی پوری ہو گئی - تب اور اُس کے دستہ کو علم لانیکے لئے جمعہ میجر کے کوارٹرز (مقام اقامت) مین بھیجا گیا اور وہ معہ میجر واپس آئے - تھوڑی ہی دیر مین دوسری کمپنیان بھی پہونچ گئین اور جیسے

پلٹن مکمل ہوگئی تو ہم مشرق رویہ روانہ ہوگئے۔ شہر سے باہر نکلکر ہمنے بلگرینی سڑک پر اُوسم پل کے قریب جو نالا گریوتسا پر ہے ۔ الٹ ۔ قیام کیا ۔ شہر سے دوسری فوجین دو پلٹنین ۔ ایک رسالہ ۔ چند چرکس سوار ۔ ہمین وہین آملین ۔ کمان پر ہمارا کرنیل (حسنی بک) یا سعید بک عقب کالم کا کمانیر نہ تھا ۔ بلکہ کوئی اور کرنیل تھا ۔ یہ دونون دستہ یمین مین تھے ۔ دو پلٹنون سے تین متوازی کالم (عمود) بنائے گئے ۔ میری پلٹن کی چارون کمپنیونسے درمیانی اور دوسری پلٹن کی چار کمپنیونسے باقی دونون عمود جو ہمارے دونون بازون مین تھے ۔ میری کمپنی ہراول مین تھی ۔ اور وہ ایک پک ڈنڈی پر کھڑی تھی جو شمال مشرق سمت مین اُن پہاڑیون کے سلسلہ کیطرف جاتی تھی جنکی چوٹی تقریبًا دو میل کی مسافت پر معلوم ہوتی تھی ۔ ہمکو آگے بیقاعدہ کیولری کے چند چھوٹے چھوٹے بیڑے تھے ۔ ہم سعد مصروف تھے کہ مجھے قریب الوقوع لڑائی اور اسکے نتیجہ کا خیال کرنے کی کوئی فرصت ہی نہ تھی ۔ جیک خوش و خورم اور تازہ دم تھا ۔ اوسکی آنکھین پرجوشی سے انگارون کی طرح چمک رہی تھین ۔ مینے کسی نکسی طرح اوسکے قریب پہونچکر اُس سے مصافحہ کیا اوسنے یہ الفاظ کہے "رفیق شفیق ۔ خدا تمہارا حافظ و ناصر رہے"۔

تین یہ دس یا پندرہ منٹ گذرے تھے کہ آگے بڑہنے کا حکم دیا گیا ۔ ہمنے بڑہنا شروع کیا ۔ ہمارے آگے آگے طبل بجتے جاتے تھے اور علم لہرا رہے تھے مگر نقارہ دلکا بجایا جانا جلدی ہی بند کر دیا گیا ۔ صبح کمال دلآویز تھی ۔ دھوپ نکھری ہوئی ۔ ہوا تازہ اور آسمان صاف تھا ۔ ہمارے چپ و راست دوسرے کالم کھیتون مین سے گذر رہے تھے ۔ ہمارا راستہ چونکہ اُن سے اچھا تھا ہمارا کالم اُنسے کسیقدر آگے رہتا تھا کالمون کے دونون طرف چرکسون کے چھوٹے چھوٹے دستے تھے ۔ زمین بتدریج بلند ہوتی جاتی تھی ۔ داہین بائین نظر کرنے پر مینے دیکھا کہ ایک پلٹن ہماری بائین طرف شمال رویہ بڑھکر جلد نظر سے غائب ہوگئی ہے ۔ مغرب جنوب مغرب اور جنوب مین مینے ایک سے لیکر تین میل تک کے فاصلہ مین اپنی انفنٹری اور آرٹلری کے زبردست دستے اپنے اپنے موقعونپر کھڑے دیکھے ۔ یہ نقشہ دیکھکر ہر ایک کو معلوم ہو سکتا تھا کہ ہم دشمن کے حملہ کے لئے پوری طرح سے تیار ہین ۔ اس موقعہ کی پہاڑیان بے شجر ہین بلند زمین پر ہونیکی وجہ سے مین کل علاقہ کو اچھی طرح سے دیکھ سکتا تھا ۔ تا حد نظر مجھے کوئی غنیم نظر نہ آیا ۔

ہم اپنا اسباب مکان مین چھوڑ آئے تھے ۔ اور اپنے ساتھ فقط روٹی ڈالنے کی جھولے ۔ بوتلین اور گولی جو فی کمپنی چار چار سے تھے لائے تھے ۔ کپتان نے مجھے لوٹیہ لینے بتیجوں اور گران کرتون کی حفاظت کے لئے

ایک سپاہی مکان پیچھے چھوڑ جانے کے لئے کہا تھا ۔ اسپر طبعی طور سے مینو ایسے آدمی کو منتخب کرنا تہا ۔
جس کی بہادری پہ مجھے شبہہ تہا اور ساتھ ہی جس کے پاؤن بہی زخمی تہے ۔ مگر کپتان نے اُسکام پہ ایک معتبر
آدمی کو لگا کے مجھسے کہا کہ اگر تمہارے والا آدمی اکیلا چھوڑا جاتا تو وہ بلاشبہہ بہاگ جاتا ۔ ساتھ لیجانے سے
ممکن ہے کہ ہم اُس سے مخلصی پالیں یعنے وہ مر جائے ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ ہماری بارکش گھوڑے
جو کل پلٹن کے لئے اٹھارہ تھے پلیونا مین رہے ۔

مارچ شروع ہونے پر سپاہی جو اب تک خاموش رہے تہے تازہ دم اور انکے حوصلے قایم ہو گئے ۔ سال گذشتہ
کے محاربہ مین جو سپاہی شامل تہے وہ فخریہ اپنے کارنمایان سنانے اور نوجوان تازہ رنگروٹون کو مفید وقت
نصیحت کرنے لگ گئے تہے ۔ سپاہی بسکٹین چباتے قہوہ پیتے کہانیان سناتے اور ایکدوسرے سے ہنسی مذاق
کرتے جاتے تہے ۔ تھوڑی ہی دیر بعد راستہ ایک نشیب دار کھائی مین داخل ہو گیا ۔ اور راست و چپ کے کالم
ہماری نظر سے اوجہل ہو گئے ۔ وہان چرکسون کی ایک جماعت ہماری انتظار مین کھڑی تہی وہ ہم سے دو سو گز
آگے آگے چلتے تہے ۔ وہ گویا ہمارے ہراول تہے اور پہرا انہون نے بطور ہراول ۴ سوار اپنے سے آگے رکھے
ہوئے تہے ۔ اس دن اول سے آخر تک تمام میدان جنگ مین جہانتک کہ میری نظر کام کر سکتی تہی ہماری طرف
ہر ایک امر ایسی درستگی سے طے ہوا ۔ جیسے کہ کسی نہایت ہی عمدہ اور تازہ تیل دی گئی کل کے پرزے کام دیتے
ہین ۔ مگر بعد مین مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے دستہ سین مین جو جنوب مین تھا بہت کچھ بے ترتیبی حادث ہو گئی
تہی ۔ اور اوسطرف عرصہ دراز تک میدان روسیون کے ہاتھ مین رہا تھا ۔ تاہم اس معاملہ کا مجھے کوئی ذاتی
علم نہین ۔ ہر ایک افسر کو کمانیران کمپنی تک مفصل اور واضح احکام پہلے سے دیدئے گئے ہوئے تہے لیکن
ہم لفٹنٹون کو لڑائی کی متعلقہ تجاویز سے مطلقاً آگاہ نہین کیا گیا تھا ۔

پیچھے مڑکر دیکھنے پہ مجھے اپنی پلٹن کی دوسری کمپنیان پیچھے پیچھے آتی دکھائی دین ۔ دو یکجا تہین اور
تیسری بطور ریزرو فوج اونسے بہی پیچھے تہی ۔ میجر طلب کی کمپنیون کے ساتھ اور کول آغاسی جس کی
رفاقت کپتان کو سخت ناگوار تہی ہمارے ساتھ تھا ۔ مگر یہ تیز و طرار بدخل در معقولات دینے والا افسر
لڑائی مین زخمی ہو گیا ۔ جس پہ ہمارے کپتان کو بڑی خوشی ہوئی ۔ چار بجے ہم اُس مقام پر پہنچے
جہان راستہ ایک گھاٹی سے تقاطع کرتا تھا چرکس وہان کھڑے ہو گئے اور مینے معلوم کیا
کہ ہم پہاڑیون کے سلسلہ کی چوٹی سے جو راستہ اور گھاٹی کی سطح سے پچاس فٹ بلند تھی

آگے گذر گئے ہین گھاٹی (ٹ نالہ) کے گذرگاہ کی مانند معلوم ہوتی تھی غرق اتنا تھا کہ اوسمین پانی تھا اسکو دونون کنارون پر جہاڑیان اُگی ہوئی تھین - ہماری طرف کے کنارہ پر چند درخت بھی تھے - کپتان نے ہمکو بتایا کہ ہم مقام مقصود پر پہونچ گئے ہین چرکسون نے گھوڑون سے اتر کر انکو عقب مین بھیدیا اور خود راستہ کے دہانہ پر قایم ہو گئے لیکن اونمین سے کچھ گھاٹی کو عبور کرکے راستہ راستہ گھوڑون پر آگے بڑھ گئے - کدال بردارون نے چرکسون کی حفاظت کیلئے نیم مکمل سی مٹی کے دمدمے بنادئے - میرے اور جیک کے دستہ کے آدمی راستہ کی بائین طرف اور اول لفٹنٹ کا دستہ دائین طرف مقرر کیا گیا - مگر سب سپاہی پہاڑی کے کنگرہ کے پیچھے ہی رہے - اپنے اپنے مقام تعیناتی پر پہونچنا سہل کام نہ تھا - کل کمپنی کے سپاہیون کو ایک لمبی صف مین کرکے انکولیٹ جانے اور درختون - جہاڑیون - چٹانون غرض ہر قسم کی آڑ اور پناہ سے فایدہ اٹھانے اور کام لینے کا حکم دیا گیا - ہمسے دس منٹ بعد بائین کالم کی ہراول کمپنی پہونچگئی اور چونکہ مین صف کی انتہا پر تھا مجھے اُسکے قریب رہنے کا حکم دیا گیا - اسپر مینے اپنے آدمیون کو اِس طرح قایم کیا کہ حکم کی تعمیل ہو سکے -

ہماری طرف کا ڈہلاو سیدھا تھا بمقابل کے داہنے کنگرہ کا ڈہلاو آسان اور ہماری طرف والے کی نسبت دہرا لیکن پندرہ فیٹ تک پست تھا - جہان ہم تھے وہان سے بلند زمین جسپر کہین کہین درختون کے جھنڈ تھے نظر آتی تھی - لیکن ہماری نگاہ دور تک کام نہین کر سکتی تھی - اِس موقع پر ہمین کامل ایک گھنٹہ سخت انتظار مین رہنا پڑا - سپاہی کھاتے پیتے رہے - لیکن بولنے کی ممانعت تھی - کرنیل اور میجر نے پیدل آکر ہمارے موقعہ کا معاینہ کیا اور قلب کی کمپنیون کو واپس جاتے وقت کلر سکویڈ کو اپنے ساتھ لیتے گئے - مین یہ بتادینا ضروری سمجھتا ہون کہ ترکون مین کسی واحد کمپنی کو خاص طور پر سکرمشنگ (فوج کے آگے آگے منتشر ہو کر غنیم پر گولیان چلانا) کی مشق نہین سکہائی جاتی دریایہ کہ ۱۸۷۷ء تک نہین سکہائی جاتی تھی) اور نہ اُس سے یہ کام لیا جاتا ہے یا لیا جاتا تھا - اوسدن ہمکو یہ کام دینا پڑا - دوسری لڑائیون مین ہم پلٹن کے قلب یا ریزرو مین رہتے رہے -

---

۵۴ بمگھاٹی (دریا وادی) گریونسا کے مشرق سے شروع ہو کر شمال مغرب - یہ دس میل تک لمبی چلی جا کر مقام ربینا کے قریب وادی وِد سے ملجاتی ہے - برسات کے موسم مین وہ نالا بنجاتی ہے - مگر خشک موسم مین صرف آخری دو میلو نمین پانی ہوتا ہے - مصنف "

جبکہ ہم غنیم کے انتظار مین لیٹے ہوئے یا بیٹھے ہوئے تھے ہمارے اردگرد لڑائی کے کوئی آثار نہ پائے جاتے تھے۔ درختون کی شاخون مین سے چھنکر دھوپ معطر اور گیاہ دار زمین پر روشنی اور سایہ کے عجب نقشے بنا رہی تھی۔ ہرطرف جنگلی پھول کھلے ہوئے تھے۔ بلبلین ہمارے سرون پر شاخون پر بیٹھی ہوئی خوش الحانی سے نغمہ سرائی اور اظہار تعشق کر رہی تھین۔ بادنسیم کے جھونکے پتون کے ساتھ عجب راز و نیاز سے سرگوشیان کر رہے تھے۔

پانچ کا عمل ہوگا کہ ہر اول کا ایک آدمی گھوڑے کو دلکی دوڑاتا ہوا ہمارے پاس واپس آیا۔ اور اسکے بعد فوراً ہی ایک توپ کی آواز نے بلبلون کو خاموش کر دیا۔ جنگلی چوہون کو جو ادھر ادھر دوڑتے پھرتے تھے۔ بلون مین داخل کر دیا۔ اور سپاہیون کو جو غنودگی سی اونگھے جاتے تھے چونکا دیا۔ یہ آواز گویا کسی جادوگر کا عصا تھی جسنے کامل پرامن کیفیت کو فی الفور جنگ کے مہیب شور و غل مین متبدل کر دیا۔ یہ روسی توپ کی آواز تھی۔ ہمارے باتریون نے پہلے ہماری داہنی طرف سے اور پھر بائین طرف سے بھی اسکا ایک منٹ سے کم وقفہ مین جواب دینا شروع کر دیا۔ ابتدا مین گولہ باری مدہم تھی جب کبھی باتریان تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوتین تو شمال مغرب مشرق اور جنوب کیطرف کی بعیدی باتریون کی آوازین بھی صاف سنائی دیتی تھی۔ گولہ باری جلد تیز و تند ہوگئی جس کی گرج مین کوئی وقفہ نہین پڑتا تھا۔ میرے کان اس مسلسل گرج کے جلدی ہی ایسے عادی ہو گئے کہ مجھے اوسکی کوئی پروا نرہی۔ گویا کہ دوسری چیزون کی طرح یہ بھی قدرت کے لوازمات مین سے تھی۔ روسی گولون کی زد ہمسے بہت قریب ہوگئی۔ ہم اونکو اپنے سرون سے اوپر سے گذرتے ہوئے دیکھتے تھے۔ مگر اونمین سے ہمارے درمیان کوئی نہ گرا۔ یہ رنگ دیکھکر کبھی تازہ رنگروٹون نے حوصلہ ہاردیا اور واپس جانیکی اجازت مانگی۔ یہ بتانا فضول ہے کہ اسے قبول نکیا گیا۔ مینے بعد مین سنا کہ میری پلٹن کے قلب مین دو دفعہ گولے پھٹے جس سے اونکو اپنی جگہہ بدلنی پڑی۔

توپون کی گرج یکبارگی بند ہوجانے سے ہم سب چونک اٹھے اور اسکے بند ہوتے ہی ہر اول کا کوئی سوار سرپٹ گھوڑے سے دوڑاتا ہوا پیچھے ہٹا۔ دبی آواز مین "بندوقین سر کرنیکے لئے تیار ہو جاؤ" کا حکم دیا گیا۔ جو مسلسل گرج کی مانند یکے بعد دیگرے کل صف مین پھر گیا۔ میرا دل اسوقت بیطرح تڑپ رہا تھا۔ اگر دشمن نظر کے سامنے ہوتا تو شاید وہ اسقدر نہ دھڑکتا۔ مینے جیک کیطرف دیکھا۔ وہ دبی آواز مین

کچھ حکم دے رہا تھا۔ کیونکہ اتم خاموشی کا سخت حکم تھا۔ اُسکا چہرہ جوش سے تمتما رہا تھا جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ لڑائی کے لئے کمال بیقرار ہو رہا ہے۔

اتنے مین میرے دستہ کا ایک آدمی نرم آواز مین پکار اُٹھا۔ "دیکھو غنیم نظر آنے لگ گیا ہے"۔ مینے نظر اُٹھا کر دیکھا تو مینے دو سو گز کے فاصلہ پر فی الواقع سیاہ و خاکی وردی پہنے ہوئے سپاہیون کو دبے پاؤن ایک پناہ سے دوسری پناہ کو آگے بڑہتے دیکھا۔ وہ روسی "سکرمشر" تھے مینے دوربین آنکھون سے لگائی اور سامنے کا کنگرہ یا دامن آنًا فانًا کئی سو آدمیون سے بھر گیا مین نہین جانتا وہ کہانسے آ گئے۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین مین سے نکل پڑے ہین۔ پھر جھٹ پٹ آدمیون کے سیاہ دل بادل کنگرہ کی چوٹی پر نمودار ہو گئے تھے۔ وہ فوج پیدل کے مجتمع دستے تھے۔ میرے خیال مین اُنکی جمعیت دو پلٹن تھی۔ وہ ظالم و بیرحم قسمت اور قضا سے مبرم کیطرح تیزی اور خاموشی کے ساتھ آگے بڑہے چلے آتی تھے۔ مینے اُن کے اسپ سوار افسرون۔ ہوا مین لہلہاتے ہوئے علمون اور صبح کی شعاعون مین اُن کی سنگینون کے صیقل شدہ فولاد کو چمکتے ہوئے یعنی لڑائی کے تمام لوازمات کو ایک نظر دیکھا ہی تھا کہ نقارون پر چوٹ پڑنے سے ہوا مین تلاطم پیدا ہو گیا۔ مینے دوربین کو علیحدہ کر کے اپنی تلوار کو جو بیکار محض تھی مضبوط پکڑ لیا۔

مین نہین کہہ سکتا کہ چرکسون کی واپسی سے کتنے عرصہ بعد آتشباری شروع ہوئی۔ مجھے یہ وقفہ صدیون سے زیادہ معلوم ہوا۔ مگر وہ چند منٹون سے زیادہ نہ تھا۔ "آتشباری" کے حکم کا انتظار بہت ہی سخت تھا۔ اتنے مین ایک مکروہ شکل ریشدار شخص بدنما ٹوپی سر پر رکھے ہوئے سامنے کے ساحل پر جو مشکل پچاس گز بعید تھا۔ نمودار ہو گیا۔ مینے ریوالور کا گھوڑا اُٹھا لیا۔ اِس اثنا مین اور آدمی بھی پہنچ گئے۔ اور تھوڑی دیر مین مینے سو آدمی شمار کئے۔ ابھی تک کوئی گولی سر نہوئی تھی آخرکار ہمارے کپتان نے "فائر" کا حکم سنا دیا۔ اور رائفلون کی آواز سے تمام وادی گونج اُٹھی۔ میرے چار دلطرف غلیظ سفید دھوان چھا گیا۔ کوئی چیز اسطرح سے سنناتی ہوئی میرے پاس سے گذری کہ گویا وہ پردار سیاہ بوتل تھی۔ ہوا مین اُس سے جو تموج پیدا ہو گیا تھا وہ میرے کان سے آ ٹکرایا۔ اِس کے بعد یہ پے درپے یکے بعد دیگرے گذرنی شروع ہو گئین۔ اِسوقت مجھے سوجھ پڑی کہ یہ دشمن کی گولیان ہین یہ سوجھ پڑتے ہی مجھپر ایسی حالت طاری ہو گئی جیسی کہ سخت قسم کی ہیضہ مین انسان پر شروع مین کیفیت

گندق سے ہے۔ گولیون کی بوچھاڑ مین پہلی مرتبہ ہونیکو وقت اپنی حالت کو مینے اِس لیٔ بالوضاحت
بتادیا ہے کہ اوسکا دورہ پھر کبھی نہوا۔ دوسری لڑائی مین مین ایسا لاپروا اور سخت جان ہوگیا تہا
کہ گویا پچیسون برس سے سپاہگری کر رہا ہون۔ اِس بیچ اسی سے مین چند لمحون مین سنبہل گیا۔ اور میرا دل مضبوط
و قایم ہوگیا۔ دہڑادہڑ گولیونکی مسلسل بارش ہو رہی تھی میرے پاس کا ایک سپاہی جو گھٹنون کے بل تہا مونہہ کے
بل گرا۔ اور پھر نہ اٹھا۔ ایکدوسرے سپاہی کا کان گولی اڑا لیگئی۔ جب دھوان دور ہوا تو مینے تین
روسیون کو گھاٹی پاما لامین پڑا ہوا دیکھا۔ ایک کا مونہہ لہولہان ہو رہا تھا۔ اور دوسرے دونون بڑے
عذاب سے جان توڑ رہے تہو۔ اِسی لحظہ غنیم کے سپاہی پرے باندہے سامنے کے کنارہ پر پہونچگئے۔ میری
داہئین طرف سے "ہرا" اور ترکی نعرہ "اللہ اکبر" کی آوازین بلند ہوئین۔

مین اپنی صف مین سپاہیون کی تعریفین کرتا۔ اُن کے حوصلے بڑہاتا۔ شور وغل برپا کرتا ہوا
اور دیوانون کی طرح الٹے سیدہے غلط سلط فقرے بولتا اور ہاتھ پاؤن ہلاتا ہوا ادہر اودہر دوڑنے لگ گیا۔
جیک کیطرف نگاہ کی تو وہ بہی یہی کر رہا تھا۔ مگر مجھسے کسی قدر زیادہ باضابطگی کے ساتھ اور غالبًا اوسکا
اثر بھی میری حرکات سے زیادہ ہو رہا تھا۔ کئی دفعہ بے اختیار میری زبان سے جرمن اور انگریزی
کے لفظ نکل گئے۔ میرے دستہ کے سپاہی حیرت افزا چالاکدستی سے رایفلین بہر رہے اور سر کر رہے تھے
ترکی انفنٹری یون تو پہلے بھی جلد فایر کرنے مین کچھہ کم ماہر نہ تھی مگر اِسکی کامل مشق نے اُنکو اور بھی
پختہ کامل کر دیا تھا۔ دو یا تین آدمیون کے سوا اور کسیکو مینے دل چراتے ہوئے نہ دیکھا۔ بعد کے معرکون
مین ایسا کوئی بہی نہ پایا گیا۔ بعض پاگلون کیطرح شور وغل مچاتے ہوئے برابر فایر کئے چلے جاتے تہے۔
اکثر کے سر و نپر تو واقعی جوش و غضب کا بہوت سوار ہو رہا تھا۔ باقی بالکل خاموشی کے ساتھ اپنے
کام مین مصروف تہے۔ گویا کہ وہ چاندماری کی مشق کر رہے ہین۔ بلکہ اُس موقعہ سے بہی زیادہ لاپروا
اور مجتمع خاطر تہے۔ سارجنٹ بقال جو پلٹن بہر مین استاد قادر انداز تہا۔ خوب تاک تاک کر اپنی بندوق
چلاتا تھا۔ اور کوئی شبہہ نہین کہ ہر فایر مین وہ ضرور ایک دشمن کو لے لیتا تھا۔ کارپورل علی سپاہی
کی جماعۃ "کافرکتون" کو ملاحیان سنا رہا تھا۔ اوسنے بعد مین مجھسے بطور معذرت کہا کہ ترکی سپاہیون کو
محض ہیجان سے جوش دلایا جا سکتا ہے۔ میرے دستہ کے مقابل غنیم کنگرہ کے کنارہ سے آگے
نہ بڑہے۔

آتشباری کو ابہی چند منٹ ہوئے تہے کہ کپتان جلدی جلدی قدم اُٹھاتا ہوا میرے پاس آیا
اور اوسنے مجہے کان مین بلند آواز سے کہا (بلند آواز مین اس لئے کہ بیحد شور و غل برپا تھا۔ اور گولہ باری
ابہی پہر شروع ہوگئی ہوئی تہی) کہ مین ابہی حکم دینے والا ہون کہ اگلی صف پلٹن کے قلب کی طرف واپس ہٹ آئے
تمنے راستہ پر چڑہنے کی کوشش نہ کرنا۔ بلکہ دوسرے رستون سے الگ درختون کے جھنڈ مین سے
اپنے دستہ کو پیچہے ہٹا لانا۔ یہ کہکر وہ چنپت ہوگیا اور ایک منٹ بعد بگل نے پیچہے ہٹنے کا حکم سنا دیا۔
اور دوسری آگے بڑہی ہوئی کمپنیون کے بگلون نے جوابی آواز دی (یعنے بتا دیا کہ حکم سُن لیا گیا ہی)
مینے اپنے دستہ کو جمع کیا۔ مین پچاس آدمی لایا تہا۔ اس مین سے ایک ہلاک ہوا۔ دو سخت زخمی ہوئے
جن کو اُٹہا کر لیجانا پڑا۔ اور چار یا پانچ کو خفیف سے زخم آئے۔ عین اُس موقع پر مینے دیکھا کہ چند ایک
روسی وادی یا نالا کے قعر مین پہونچکر ہماری طرف کے ساحل یا کنارہ پر چڑہنے کی کوشش کر رہے ہین۔
مینے سارجنٹ اور اوسکی جماعت کو للکار کر خبردار کیا اور اپنا پستول دشمنون پر سر کر دیا۔ اوسسے ایک روسی
زمین پر گرا۔ ادہر سارجنٹ اور اوسکی جماعت نے اپنی رائفلین داغدین۔ اور باقی ماندہ روسی زمین پر لیٹ پڑہنے
لگ گئے۔ جسوقت ہم صف توڑ کر چلنے کو تیار ہوئے جبکہ کا دستہ اوسوقت چل پڑا ہوا تہا۔ سارجنٹ
بارہ سپاہی لیکر ہماری واپسی کی حفاظت کیلئے پیچہے پیچہے رہا اور غنیم پر بلا نشانہ باندہے مسلسل فائر کرتا رہا۔ بلا
نشانہ اس لئے کہ غنیم ہماری تعاقب مین تیزی سے نہین بڑہا چلا آرہا تہا جیسے غالباً کنارہ پر چڑہنے مین کچھ دقت
پیش آرہی تہی۔ چلتے وقت جب مینے روسیون کی طرف آخری نگاہ کی تو وہ سامنے کے ساحل سے
بہ کثرت نیچے اُتر رہے تہے۔ پس اگر ہم ایک منٹ اور اپنی جگہ پر رہتے تو یقیناً نیست و نابود کردئے جاتے۔
مین اپنے دستہ کو پلٹن کے قلب مین جو نہایت عمدہ موقعہ پر جنگ کی صف باندہے تیار کھڑا
تھا۔ لیکر بخیریت پہونچگیا۔ ہمکو عقب مین بھیجدیا گیا۔ وہان پلٹن کے ڈاکٹر نے جسکا ہاتھ ایک معمر کاریل
اور ایک والنٹیر سپاہی بٹا رہے تہے زخمیون کی ابتدائی مرہم پٹی کی۔ یہ سپاہی بطور عوضی ڈاکٹر کے ساتھ
شریک ہوا تھا وہ ایک زمانہ مین طبی کالج کا طالب علم رہچکا تھا۔ قلب کی فوج نے حملہ سے بچاؤ کیلئے
کچھہ نیم مکمل سے مورچے کھڑے کرلئے تہے۔ ڈاکٹر کا ذکر آجانے پر مین یہ لکہتا ہون کہ دستور العمل کے مطابق
ہر پلٹن مین ایک سرجن اور ایک طبیب کا ہونا لازمی ہے۔ مگر دوسری چیزون کیطرح اس انتظام کا وجود
بہی محض کاغذ پر تھا۔ چنانچہ ہماری تین پلٹنون کی رجمنٹ مین صرف ایک سرجن تہا اور طبیب بالکل ہی

کوئی نتھا - والنٹیرو سیلیٹین ہسپتالون کے آدمیون کے علاوہ ہماری رجمنٹ مین اوسوقت صرف
۵ طبی امدی ملازم تھے - حالانکہ بروئے قواعد پچاس یا ساٹھ ہونے چاہئین تھے -

جیک کا سکو بٹالین ہمسے پہلے پہونچگیا تھا - اُسکا ایک آدمی ہلاک ہوا تھا سخت زخمی کوئی نہ ہوا مگر خفیف زخم اکثر کو پہونچے تھے - اول لفٹنٹ کا دستہ ہمسے چند منٹ بعد مین پہونچا - اُس سے معلوم ہوا کہ جس مقام پر وہ متعین تھا چونکہ یہان کا ساحل ایسا سیدھا نہ تھا - روسی اوسپر سے بآسانی چڑھکر مقام مذکور پر بہ تعداد کثیر حملہ آور ہوگئے تھے - اور ہر درکی دستہ سے اونکی دست بدست لڑائی بھی ہوئی تھی - اوسکے دستہ مین دو ہلاک اور تین سخت زخمی[1] ہوئے جو پیچھے چھوڑدئے گئے تھے - مگر بعد مین لے آئے گئے - کئی سپاہی خفیف زخمی بھی ہوئے - مین نے یہ بھی سنا کہ دوسری "ایڈوانس" جو آگے بڑھائی گئی تھین ، کمپنیون کی صفین بھی روسیون نے حملہ آور ہوکر توڑدی تھین - سب سے پیچھے چرکس واپس آئے وہ پیدل تھے - کیونکہ جن آدمیون کو اُن کے گھوڑے سپرد کئے گئے تھے وہ دوسری طرف کو پیچھے ہٹ گئے تھے - اِن چرکسون نے پگڈنڈی کی نہائت ثابت قدمی سے حفاظت کی تھی اور واپسی کیوقت بھی جبکہ روسی برابر اونکو چڑھے آئے وہ مسلسل آتشباری کرتے رہے تھے - انکو کئی دنون تک اپنے گھوڑے دستیاب نہین ہوئے تھے - اِس سے ناظرین اُس افراتفری اور گڑبڑ کا جو عام محاربہ[2] کے بعد ایسے چوڑے کیمپ مین پھیل جاتی ہے کچھہ شمہ معلوم کرسکتے ہین -

چرکسون کی نسبت میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ دشمن سے اونکو دست بدست لڑانا مشکل ہے لیکن جب ایسا موقع آپڑے تو وہ جن بنجاتے ہین - ترکی فوج کے دوسرے سپاہیون کی طرح بچاؤ کے پہلو پر تو وہ نہائت ثابت قدم ہوتے ہین - مگر حملہ اور دھاوے کے لئے ویسے اچھے نہین -

اُسوقت گولی باری مدہم ہوگئی ہوئی تھی - لیکن تقریباً ساڑھے ۲ بجے پھر سخت اور مسلسل آتشباری نے شروع ہوکر ہمکو چوکنا کردیا - اور ہم مکرر مصاف کے لئے صف بستہ ہوگئے - ہم اب جانق بائیر کے جنوبی ڈھلاؤ پہ تھے - چوٹی اور شمالی ڈھلاؤ پر ہمارے کالم کی چھہ مصافی کمپنیان کھڑی تھین - اور تین کمپنیان ریزرو مین تھین - تینون ایڈوانس کمپنیان سوست عقب مین بیکار تھین - کرنیل اور دونون چھوٹے افسر اپنے

[1] سخت زخمی اوسکو کہا جاتا ہے جو مجروح کو ناقابل جنگ کردے - اور خفیف وہ جس سے سپاہی لڑائی کے قابل رہے - مترجم
[2] عام محاربہ جو کئی میلون تک ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلا ہوا ہو - اور ایک خاص موقعہ یا مقام پر محدود نہو - مترجم -

سٹافون کے پہاڑی کی چوٹی پر تہے اور ریزرو کمپنیاں لڑائی کے لئے تیار اونکے پاس کھڑی تہین -
سرپہر سنے پرمیں ایک باتری کو اپنی فوج سے دلکی رفتار سے جاتے ہوئے دیکھکر سخت تعجب ہوا - مشرق
کی طرف کی ایک پہاڑی پر مین روسی اور ترکی انفنٹری کی زبردست جمیعتون کو دست بدست جانگداز لڑائی
کرتے ہوئے دیکھا - چارون طرف سے لڑائی کے ہنگامے کی سخت آوازین جو زمین کو لرزا دینے کے لئے
کافی تہین آرہی تہین - اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک مدافعت کی تمام لائن پر لڑائی
ہورہی معلوم ہوتی تہی -

جب ہمین بوگو کو پر جو ہمسے ایک میل کے فاصلہ پر ایک نشیب یا گہائی ہے کے شمالی کنارہ پر تہا ہٹ
جانیکا حکم موصول ہوا تو مین بہت متحیر ہوا - یہ درست ہے کہ روسی شیل[1] یہٹنے والے گولے ، ہماری
درمیان گرنے شروع ہوگئے تہے - مگر ابتک اونسے کوئی نقصان نہین پہونچا تہا - اور یہ موقع نہائیت عمدہ
تہا - یہ حکم مشیر نے جو پلیونا سے مشرق کی طرف کی پہلی پہاڑی پر سے لڑائی کو دیکھ رہے تہے صادر نہین
کیا تہا - میرا ذاتی قیاس اوسکی نسبت یہ ہے کہ بریگیڈیر نے باین خیال کہ روسی حملہ آور ہمسے تعداد مین
زیادہ ہین شکست کہاکر بجال تباہ پیچہے ہٹنے کی نسبت دست بدست مقابلہ سے پہلے ہی باقاعدگی کے ساتہ
ہمارے پیچہے چلے جانیکو زیادہ مناسب تصور کیا - اور چونکہ بوگو واقرب ترین مقام تہا - اور وہان
ہماری ایسی دو پلٹنین بہی موجود تہین جو ابتک کارزار مین شامل نہین ہوئی تہین - (یعنی تازہ دم تہین)
اس لئے اوسنے اس مقام کو ہماری واپسی کے لئے پسند کیا - بعد مین مجہے معلوم ہوا کہ اس موقعہ پر
اور اوس کے قریب جہان سے ہمین ہٹ جانیکا حکم ملا تہا ایک روسی رجمنٹ موسومہ "ولوگدا" جسمین
تین پلٹنین تہین پانچ ترکی پلٹنون (دو ہماری اور تین وہ جو ہمارے یمین پر تہین) کے مقابلہ مین تہی
پس فریقین کی جمیعت تقریباً برابر برابر تہی - (کیونکہ روسی پلٹن مین ترکی پلٹن سے زیادہ سپاہی ہوتی
ہین) ان روسیون کی کمک کے لئے نیکوپولی کی سڑک پر ایک اور رجمنٹ موسومہ "گالٹز" چلی آرہی تہی -
مگر وہ بعد از وقت پہونچی

ہماری ریزرو کمپنیان غالباً ہماری پسپائی کی حفاظت کرلئے پہاڑی کی دوسری طرف جاکر نظر سے اوجہل
ہوگئیں - مینے ایک رسالہ کو بہی دلکی رفتار سے آگے جاتا ہوا دیکہا - میری کمپنی پیچہے ہٹتے ہوئے کالم کے سرے پر

[1] میدانی لڑائیون مین ہٹوس گولون کو اب بہت کم اور صرف پختہ دیوار وغیرہ توڑنیکو استعمال کیا جاتا ہے مترجم

ہتی اور جب سے آگے مین تہا - اور راستہ بتانے کے لئے سارجنٹ بقال جو ہر جگہ اور ہر موقع پر ہر ایک چیز
سے واقف تھا - میرے ساتھ تھا - پانچ یک اسپہ گاڑیان مجروحین سے بہری ہوئی ہماری تحویل مین تہین -
مگر وہ جلدی سے علیحدہ ہوگئین - اونکو چند چرکسون کی نگرانی مین بائین طرف پلیونا کو بہیجدیا گیا - ہم تیز قدم
اُٹھاتے ہوئے چلے گئے اور تمام راہ ہمارے پیچھے مسلسل آتشباری ہوتی رہی جس سے ظاہر ہورہا تہا - کہ کالم کے پچھلے
حصہ پر غنیم چلا آتا ہے گولے ہمارے دائین بائین گرتے رہے - لیکن ہمپر کوئی نہ گرا - پسپائی مین کمپنیان
مل جل گئین - مگر واقعی گڑبڑ یا بد دلی نہ دیکھی گئی -

جب ہم پوکووا پہونچے اوسوقت سات یا ساڑہے سات کا عمل تہا - لڑائی کے اس دوسرے مرحلہ کے
تمام واقعات مجہے یاد نہین - غالباً اوسوقت مجہپر بیخبری کا عالم طاری ہوگیا ہوگا - مجہے صرف اسقدر یاد ہے
کہ میری کمپنی موضع سے باہر ایک نالہ کے کنارہ پر جو گرپو تسزا مین گرتا ہے - ایک مسجد کے قریب متعین
کی گئی تہی - مجہے سخت اشتہا ہورہی تہی جسسے وہ چند بسکٹین جو میرے پاس تہین بالکل فرو نہ کرسکی تہین
اور کہ ہم اپنی بوتلون کو نالہ سے بہرنے کے لئے جارہے تہے کہ یکبارگی اوسکے دوسرے کنارہ پر روسیو لکا
ایک چہوٹا سا دستہ نمودار ہوگیا - جانبین نے سخت آتشباری شروع کردی جسمین ہمارے کئی آدمی ہلاک
ہوئے - جب ہم اسطرح مصروف تہے تو گانؤن کے اندر سے نہایت ہی سخت لڑائی - نقارون - بگلون -
اور اللہ اکبر کے بلند نعرون کی آوازین آرہی تہین روسی کوئی نعرے نہین مار رہے تہے - اتنے مین ہماری
قول آغاسی نے گھوڑا سرپٹ دوڑاتا آکر کپتان کو پکارا - مقابل کے ساحل سے غنیم کئی مردے پیچھے چہوڑکر
جیسے ناگہان نمودار ہوا تہا ویسے ہی اچانک غائب ہوگیا - ہر ایک کے مونہہ سے یہی صدا آنے لگ گئی کہ "روسی
بہاگے جارہے ہین" - ہم اونکے تعاقب مین دوڑ پڑے - مگر چندان ترتیب اور عمدگی کے ساتھ ایسا نکیا -
جب ہم اوس موقعہ پر جہانکہ چاکی سودات کا راستہ گاؤن مین داخل ہوتا ہے پہونچے تو ہمنے روسیون
کی بعل بلوول جماعتون مین سے کچہہ کو اوس راستہ پر شمال رویہ اور باقی کو کہیتون مین سے مشرق کیطرف
بے ترتیبی کے ساتہہ پیچہے ہٹتے جاتا دیکہا - دوربین لگاکر مینے اونکے اکثر سپاہیون کو برہنہ سر - بہت کو
بلا ما کیفل اور بعض کو بوٹ تک چہوڑکر صرف قمیص پہنے بہاگے جاتا دیکہا - افسر اونکو روکنے کے لئے منت
سماجت کررہے ہے اور دہمکیان دے رہے تہے - گہوڑے بےبس ہوتے جاتے تہے - مگر سپاہی بے تحاشا
پیچہے کو بندوقین بسر کرتے اور ترکون کی گولیون سے گہرتے ہوتے بگٹٹ دوڑے جاتے تہے -

نظام وترتیب کا اونمین نام ونشان باقی نہین رہگیا ہوا تہا - (روسی مورخین نے لکہا ہے کہ اونکی فوج کمال باقاعدگی کے ساتھ پسپا ہوئی تہی - مگر میری عینی شہادت ہے - کہ اگر اونکی بیحد رعایت بہی کیجائے تو اونکی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے - کہ وہ عجیب بے تابی وبیقراری سے پیچہے ہٹ رہے تہے) اور ہماری الفنٹری، قرینہ وار صف بستہ اون کے پیچہے لگی ہوئی تابڑ توڑ آتشباری سے اونمین ہلاکت اور بربادی وارد کر رہی تہی - ہم بہی تعاقب کنندہ فوج کے ساتھ جاملے جسکی صفون مین شامل ہونیپر کیا دیکہتے ہین کہ خود ہماری پلٹن کی ایک دوسری کمپنی ہماری ہمسایہ ہے - اونکے ساتھ ملکر ہم مشرق کیطرف کہیتون مین ہوکر مرغزار ومزرعہ - جہاڑی وخندق - اور پہاڑی وگہاٹی سب کو پہاندتے ہوئے دشمن کا تعاقب کرتے چلے گئے - ہمارے سپاہیون کے حوصلے بیحد بڑہ رہے تہے - اونکو تمام کوفت اور تہکان بہول گئی ہوئی تہی - کیونکہ فتح کی خوشی بہی ویسی متاثر اور متعدی ہوتی ہے جیسے کہ شکست کی ہلنا کی اور مایوسی - مجہو اچہی طرح سے یاد پڑتا ہے - کہ کپتان ہم لفٹنون کو اپنے اپنے دستون کے آگے ہوکر سپاہیون کو آتشباری سے روکنے کے لئے چلا چلا کر حکم دے رہا تہا - کیونکہ سپاہی دشمن کے لہو کے پیاسے اور ادہر وہر ادہر گولیان چلانیکے لئے عجب بیتاب ہو رہے تہے - لیکن چونکہ ہم دوسری صف مین تہے ہماری گولیون سے پہلی صف کو نقصان پہونچنے کا سخت اندیشہ تہا -

روسیون نے نیکوپولی کی سڑک پر پہونچکر ہمارا پہر تہوڑی دیر کے لئے مقابلہ کیا - اونکے افسر جنگی فوق الفطرت اور بے اندازہ کوششین کرتے دکہائی دیتی رہی تہین اپنے سپاہیون مین کچہہ نظام وترتیب قایم کرنے مین کامیاب ہوگئے تہے مگر وہ سنبہلے ہی تہے کہ ہمارے چند پے درپے فایرون نے اونکے قدم پہر ڈگمگا دئے اور گو وہ چند لمحے جان توڑ کر لڑے - مگر فتحمند ترکون کے سامنے نہ ٹہر سکے - اور سیکڑون مردہ چہوڑ کر پہر پیچہے ہٹنے لگ گئے - لیکن پہلے سے کسیقدر باقاعدگی کے ساتھ ہمارے کپتان نے اپنے کل سپاہیون کو جنکی بیتابی اعتدال سے بڑہ گئی تہی اب روک لیا دوسری کمپنیان کچہہ دور تک برابر تعاقب کرتی گئین - اوسی جگہہ ہماری پلٹن کی تین کمپنیان جلد جمع ہوگئین - چوتہی چالی سوواٹ کے راستہ پر غنیم کے ایک دستہ کے تعاقب مین گئی تہی - جہان اوسکا مقابلہ کاسکون کی ایک رجمنٹ سے ہوگیا تہا - وہ ہمکو کئی گہنٹے بعد پلیونا مین آکر ملی میجر جو مٹی کمپنی کے ساتھ تہا - اور قول آغاسی زخمی ہوگیا تہا - اسلئے کپتان پلٹن کی کمان لیکر

ہمکو یک ڈنڈی پرجو اب دشمنون سے خالی - مگر دوست و دشمن بے تعداد مُردون سے پُر تہی لیگیا۔ وہان پہر او سپر چڑہکر ہم اُس نالہ پر جا پہونچے جہان علی الصباح تعینات کئے گئے تھے - اوس دن بلکہ اُسکے بعد تک مجھے پہر کوئی روسی دکھائی نہ دئے - گولہ باری جلد بند ہوگئی - آتشباری (یعنی بالیقین کی فایر) بھی بتدریج مدہم پڑتی گئی - اور آخر پلیونا کا پہلا محاربہ جسمین ہمکو کامل فتح نصیب ہوئی ختم ہوگیا۔

اگر مین یہ لکہنے کے قابل ہوتا کہ دشمن کو بہگانے مین مینے بھی اپنی فوج کا ہاتھ بٹایا تہا - تو اُس سے بڑہکر میرے لئے کوئی خوشی کا باعث نہ تھا - مگر سچائی مجھے یہ لکہنے پر مجبور کرتی ہے کہ مینے اس معرکہ مین صرف اوسی قدر حصہ لیا - جو اوپر بیان کیا گیا ہے - جو کچھ اوپر لکہا گیا ہے - وہ تو میرا ذاتی مشاہدہ تھا - اب مین جو کچھ در اصل واقع ہوا اوسکی مختصر کیفیت لکہتا ہون :- ہمارا کالم جسکا تعاقب روسی کئے چلے آتے تھے جب بوکووا مین داخل ہوا تو روسی بھی وہان ہمارے پیچھے پہونچ گئے - اور وہان کے بازار مین فریقین مین سخت لڑائی ہوئی - اسمین غنیم غالب رہا - اور اوسکی چند کمپنیون نے یہ خیال کر کے کہ ترک بہگا دئے گئے ہین - اور ہم (یعنی روسی) موضع کے مالک ہوگئے ہین بےفکر ہوکر اوس کے شوارع مین کمرین کہولدین اور بیٹھ گئے - اتنے مین ترکون کی تازہ دم پلٹنین قضائے مبرم کیطرح انکے سر پر پہونچگئین - روسیون نے کچھ دیر جان توڑکر مقابلہ کیا - مگر آخر بُرے حالون جسکی کیفیت اوپر بیان ہوچکی ہے گاؤن سے نکالکر بہگا دئے گئے -

دیگر محاربہ کا مجموعی بیان حسب ذیل ہے :- جنرل شلڈر شولڈنر کے زیر کمان غنیم نے چار سمتون شمال - شمال مشرق - مشرق اور جنوب مشرق سے حملہ کیا - شمال مین کاسکون کی ایک رجمنٹ کا اُن دو پلٹنون سے مقابلہ ہوا - جو اوپا نتز کے قریب متعین تہین - ہماری پلٹنون نے مختصر سے معرکہ کے بعد دشمن کے سوارون کو بہگا دیا - اور اسطرح سے دو پلٹنون مین سے ایک پلٹن بوکووا کی فوج کی مدد کے لئے فارغ ہوگئی -

شمال مشرق مین غنیم کی دو رجمنٹون اور تین باتریون نے ہمارے دستہ یسار کے قلب پر جسمین نو پلٹنین تہین حملہ کیا - اِنمین سے چار پلٹنون نے (کل فوج کے) قلب کی مدد سے جسپر غنیم نے حملہ نہین کیا تہا - اِس موقع پر غنیم کو روکے رکہا اور آگے نہ بڑہنے دیا - اور باقی پانچ پلٹنین (جنین میری بھی شامل تہی) بوکووا مین بہیجی گئین - یہان (یعنی بوکووا مین) دو تازہ دم پلٹنین پہلے موجود تہین -

ایک آدہا پانتر سے آئی اور ایک سبذ سرف فوج سے بہیجی گئی - ان سب ره پلٹنون ہے نے مجتمع ہوکر غنیم پر بالمقابل حملہ کیا اور ادسے توکدم بہگادیا -

مشرق مین غنیم کی ایک رجمنٹ اور دو باتریان ہمارے دستہ یمین کو بلگرینی کی سڑک پر اور اوسکے جنوب مین اوس پہاڑی تک جسپر سیڈ کو اٹر تہا - مغرب رویہ دباتی چلی گیئین - اور ترک کئی اسباب سے بے ترتیب ہوگئے - (۱) وہ بیحد ماندہ و تکان زدہ تہے سفر کے بعد اونکو کافی آرام نہین ملا تہا (۲) پہلے دستہ کا کمانڈر احمد حفظی پاشا اور پہر اوسکا جانشین (لفٹننٹ کرنیل حسنی بک) بہی زخمی ہوگیا - (۳) ایک بگلچی نے غلطی سی پسپائی کا ترم بجادیا - (۴) اسطرف روسی ترکون سے زیادہ تہے - اونکی رجمنٹ موسومہ کوسطرومہ مین تین ہزار آدمی تہے - اور ہماری چار پلٹنون مین دو ہزار - ان خرابیون کے باوجود مشیر نے اپنی اس شکست خوردہ انفنٹری کو درست کرلیا اور اوسکی ساتھ اپنی دو ریزرد پلٹنون کو شامل کرکے غنیم پر بالمقابل حملہ کیا جسمین پوری کامیابی ہوئی - جنوب مین کاسکون ایک برگیڈیر آدمی شیو تک بڑہ آیا - اور وہان آکر صرف نمائش کرکے یعنی حملہ کی دہمکی دیکر مشرق کیطرف پہر گیا - اور ہزیمت خوردہ روسی فوجکو تعاقب سے بچایا -

دوپہر کیوقت چارون روسی کالم سر توڑ رفتار سے پیچھے ہٹے جارہے تہے - رات اونہون نے بریسلیانتزا مین بسر کی -

غنیم کے تین ہزار یعنی اونکی جسقدر فوج آتشباری کی زد مین رہی اوسکا تیسرا حصہ اور جسقدر مصروف کارزار ہوئی اوسکا چوتہا حصہ قتل و زخمی ہوا - یہ مہیب نقصان زیادہ تر اونکی تینون انفنٹری رجمنٹون مین ہوا - اونکی آرٹلری اور کاسکون کو خفیف نقصان پہونچا - مینے بچشم خود دشمن کے کسی سوار کو ندیکھا - ہمارے دو ہزار شہید اور مجروح ہوئے - غنیمت مین ہمین ۲۷ اسپہ گاڑیان کارتوسون کی - ایک شکستہ توپ - کثیر التعداد رائفلین - اور ایک سالم رجمنٹ کا کل سامان جسمین تین سو خیمے تہے ملا - یہ سامان اوس مقام سے دستیاب ہوا تہا - جہان ۱۹ رجمنٹ حملہ کرنے سی پہلے فروکش ہوئی تہی -

جب ہم گہاٹی کے قریب اپنے پہلے موقع تعیناتی پر پہونچے اوسوقت دوپہر کا ایک بجا تہا گہاٹی کی تہ مین تیس لاشین پڑی تہین - ہم مقابل کے ساحل پر چند سپاہی نگرانی کیلئے بہیجکر وہان دو گہنٹے

سلہ شاید مفتر علی طاہر پاشا کو حسنی پاشا کے زخمی ہونیکے بعد اس دستہ کی کمان دیگئی تہی طلعت بک یاور نے شکست خوردہ پلٹنوں کو دوبارہ مرتب کرکے نمبر ۱۶ کی اصلی کرنیل سعید بک کو ریزرو پلٹنون کی کمان سپرد کیگئی تہی - مصنف ۱۲ -

ٹھہرے ۔ مگر کوئی دشمن نظر نہ آیا ۔ دہوپ سخت تیز تھی ۔ اور راستون کے گردے نے حلق خشک کردئے ہوئے تھے ۔ اِس لئے پیاس بہوک سے بہی زیادہ ستا رہی تھی ۔ لیکن ہماری بوتلین خالی تہین ۔ اور پانی کہین قریب موجود نہ تھا ۔ کپتان دوسری کمپنیون کو موقع بموقع مامور کرنیکا انتظام کرنے گیا ہوا تھا ۔ جیک میرے پاس آیا اور مجہے انگریزی مین کہا "رفیق ۔ میرے سپاہی پیاس سے مر رہے ہین ۔ کپتان یہان موجود نہین ۔ اور محمد ہردر یہان سے پاؤ میل پر ہے ۔ پس اِس وقت (کمپنی کی) اعلی کمان ہمارے ہاتھ مین ہے ۔ اگر ہم پانی کی تلاش مین ایک جماعت بہیجدین تو میری سمجہہ مین کوئی قباحت نہوگی ؟" ۔ ہمنے سارجنٹ بقال سے جس سے مین ہمیشہ مشورہ کر لیا کرتا تھا صلاح لی ۔ تو اوسنے اتفاق رائے کیا ۔ دوسری خوبیون کے علاوہ محار بہ سرویا مین اوسکی یہ بہی شہرت ہوگئی تھی کہ فوج کے لئے پانی تلاش کرانے کا اوسے خوب ڈہب آتا ہے ۔ چنانچہ وہ تین آدمی ساتھ لیکر نخلستان مین پانی کا سراغ لگانیکے لئے چلدیا ۔ ہردر کی نسبت یہ بتا دینا ضروری ہے کہ وہ ایکدوسرے پلٹن کے چالیس آدمیون کی کمان پر جو راہ گم کرکے اپنی کمپنی سے جدا ہوگئے ۔ ۔ ۔ اور بلا افسر رہگئے تہے عارضی طور پر مقرر کیا گیا تھا ۔

سارجنٹ تہوڑی دیر کے بعد یہ مژدہ لیکر واپس آیا کہ پانی کا ایک نہایت عمدہ چشمہ ملگیا ہے ۔ اسپر بارہ آدمی (بلا رائفل) دونون سکویڈرون کی بوتلین دیکر بہیجے گئے ۔ اور حفاظت کیلئے پانچ مسلح سپاہی ایک کارپورل کے ماتحت اونکے ساتھ کر دئے گئے ۔ کل جماعت پر سارجنٹ کو افسر بنایا گیا ۔ اول لفٹننٹ کو بہی جو راستہ امنیر اوس سے پہلے کنگرہ کوہ پر تہا پانی کے چشمہ کی اطلاع کر دیگئی ۔ اللہ اکبر پانی نے اوسوقت ایسا مزہ دیا کہ سب سے قیمتی انگوری شراب بہی اوسکے سامنے ہیچ تھی ۔ پانی منگوانے پر اوسی دن بعد مین کپتان نے مجہے نرمی سے سرزنش کی ۔ کیونکہ یہ ظاہر ہوگیا تہا کہ سارجنٹ نے گہاٹی سے پرلی طرف جاکر پانی کی تلاش کرکے چشمہ کو معلوم کیا تھا ۔ اور یہ بتانیکی احتیاج نہین کہ جو حد ہمارے لئے مقرر کر دی گئی تہی ۔ سپاہیون کو اُس سے پرے بہیجنا درست نہین تہا ۔ مکار چاوشن نے مجہے چشمہ کا موقع نہین بتایا تہا ۔ مجہے اِسکی نسبت شبہہ تو ہوگیا تہا ۔ مگر پانی کی اشد ضرورت کو مد نظر رکھکر مینے موقع کی نسبت سوال کرنا مناسب نہ سمجہا تھا ۔ (کیونکہ سوال پر سارجنٹ کو درست جواب دینا پڑتا ۔ اور اُسوقت باغلب وجوہ مین حد مقررہ سے تجاوز کرنیکی بمشکل اجازت دیتا) ۔

جب پانی کا تازگی بخش اثر نایل ہوا تو ہویدا ہوگیا - کہ سپاہی تکان اور کوفت سے بالکل مردہ ہو رہے ہین - یہ امر کوئی تعجب خیز بھی نہ تھا سپاہی سات دن سے متواتر ڈبل کوچ کے بعد بمشکل چہ گہنٹے آرام کرنیکے بعد سخت لڑائی لڑ رہے تھے - اور علاوہ ازین اٹھارہ گہنٹون مین اونہون نے چند بسکٹون کے سوا اور کچہہ نہین کہایا تھا - اکثر کے پاؤن بالکل زخمی ہو گئے تہے - اور وہ بمشکل زمین پر قدم دہر سکتے تھے - گرمی - تکان - اور بہوک تینون چیزین ملکر آدمی کو ہلاک کرنیکے لئے کافی تہین - ہم لفٹنٹون اور کمپنی کمینڈ افسرون نے اون کے حوصلے تازہ اور دل قایم کرنیکے لئے اپنی طرف سے پوری کوشش کی اس آخری مارچ کی تعاقب سے ہٹکر اس موقع تک آپ آنے پر سب ہنسی اڑا رہے تہے - ہمکو سوائے مردون کے جو کوئی نقصان نہین پہونچا سکتے تہے کوئی زندہ روسی نہین ملا تھا - چنانچہ سب حیران تھے کہ ہمکو کیون پلیونا اور پر نہین بہیجا گیا - کہ راشن لیکر عمدہ کہانا پکاکر کھاتے ہ سپاہیون کو یہ خبر ہوگئی تہی کہ بہت رات گذرے سامان رسد لیکر ایک قافلہ پہونچگیا تہا - اور اس لئے وہ راشن اور کھانیکے لئے زیادہ بیچین ہو رہے تہے -

تین بجے جب ہماری داہنی طرف کی پہاڑیون سے ایک اور پلٹن نے آکر ہمکو نوکری سے خلاص کیا تو ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی - ہمکو پلیونا واپس جانے اور گھوڑون وچہکڑون کی قطار کو جو ہماری حفاظت مین تہی مختلف پلٹنون مین تقسیم کرنیکا حکم دیا گیا - مگر آخر الذکر حکم سپاہیون کی بے اندازہ تکان کی وجہ سے منسوخ کر دیا گیا اور اوسکی تعمیل دوسری صبح پر ملتوی کی گئی -

جب ہم واپس جانے کے لئے بستر درست کر رہے تہے تو مینے نووار دپلٹن کو دفن کرنیکے لئے مُردون کو جمع کرتے دیکہا - اوسے یہان پہونچتے ہی سب سے پہلے یہ کام کرنیکا حکم دیا گیا تھا - بعض مُردون کے چہرون پر نور اور طمانیت برس رہی تھی - مگر اکثر کے چہرے سکڑ گئے ہوئے تہے - بعض کے جسمون کو گولون نے بیطرح بگاڑ دیا تھا - اور چند لاشون کی ہیئت کذائی دیکہکر مین ششدر رہگیا - ایک کے ہاتہ سکڑ کر کندہون سے جا لگے تہے - دوسری اپنی انگلیان موہنہ مین ڈالی ہوئی تہی - تیسری صلیب کی شکل مین لیٹی ہوئی تہی - مگر مین اس ہیبت تفصیل کو زیادہ طول نہین دیتا - ہر لڑائی کے بعد ایسے خوفناک منظر مین بیشمار دیکہنے مین آتی تہین - خونریزی کے چند گہنٹون نے ہی مجہے ایسا سخت دل بنا دیا کہ خود حیران رہگیا - جیک کی بہی یہی کیفیت تہی - مگر لڑائی کے خوفناک نتایج مجہ پر اسوقت پوری وضاحت سے ظاہر ہوئے جبکہ حاضری پکارتے ہوئے مجہے کئی ایسے شخصون کے نام قلمزن کرنے پڑے جو صبح کے وقت

مضبوط اور توانا میرے سامنے کھڑے تھے - دوسری لڑائی میں یہ وقت ہی کافور ہو گئی تھی - جہانتک میرا حافظہ کام کر سکتا ہے - میرا خیال ہے کہ ہماری ۱۸۰ آدمیوں کی کمپنی میں سات قتل اور دس سخت زخمی ہوئے تھے - اِن کے علاوہ دس یا پندرہ کو خفیف زخم اور چوٹین آئی تھین - شہر کو جاتے وقت ہمین لاشون سے بھرے ہوئے بہت چھکڑے ملے - جنمین غریب مقتول اوپر تلے چُنے ہوئے تھے اور دوست دشمن ایکدوسرے سے بغلگیر خواب عدم مین سرمست تھے - ہماری فوج نے ایک ہزار روسی اور نوسو ترک دفن کئے ■

ہم کوفتہ و ماندہ اور گرسنہ - گرد و غبار اور دھوؤن سے بھرے اور لنگڑاتے ہوئے بحال تباہ شہر پہونچے - اکثر کے کپڑے پارہ پارہ ہو رہے تھے اور اکثر کے جسم سے خون ٹپک رہا تھا - کئی راستہ مین سڑک پر تھک کر گر پڑے - جو بعد مین اُن گاڑیون پر جنمین مجروحین لائے گئے پہونچے - ہم سیدھے اپنے مکان کو گئے - اور تھوڑی دیر بعد ہم مین راشن تقسیم کیا گیا - سارجنٹ بقال میرے دستہ کو لیئے بچھڑے کے گوشت کی دو نفیس رانین - چاول - شلغم - بسکٹون اور قہوہ کی وافر مقدار - چند ناشپاتیان اور ابتدائی موسم کے سیب - کچھ تمباکو - اور نمک - قند - صابون - اور زیتون کی ضروری مقدار لایا - جیسا مجھے اوس دن کھانے مین مزہ آیا - ویسا ساری عمر کبھی نصیب نہوا تھا -

شہر مین ہر طرف دوا دوش ہو رہی تھی - فوجی ہسپتال پُر ہو گئے تھے - مجروحین کی گاڑیان چارون طرف سے اوسمین داخل ہو رہی تھین - اور زخمیون کی پُر درد نعرے سُنکر جسم کانپ اُٹھتا تھا - جہانتک مجھے یاد ہے ہمنے کوئی صحیح سالم روسی گرفتار نہین کیا تھا - اِس سے غنیم کی بہادری کا بخوبی پتہ لگسکتا ہے - میرا خیال ہے - کہ ترکی فوج سے کوئی آدمی مفقود الخبر نہوا تھا - بہرحال میری پلٹن سے کوئی غائب (یعنی گرفتار یا مفرور) نہوا تھا -

جب ہمین یہ معلوم ہوا کہ سب طرف صرف اون حدود تک جنپر علی الصباح قبضہ کیا گیا تھا دشمن کا تعاقب کیا گیا تو مجھے اور جیک دونون کو سخت تاسف ہوا - کہ روسیون کا اور زیادہ تعاقب کیون نکیا گیا - بالخصوص تکمیل اِس کام پر کیولری کو نہ لگایا گیا - مگر عثمان ایسے نامور کمانڈر کی کارروائی پر نکتہ چینی کرنیکی مجال ہمین نہین رکھتے - وہ اپنے کام کو سب سے بہتر سمجھتے تھے - علاوہ برین ایک امر یہ بھی مانع تھا کہ ہمارے پاس کیولری تھوڑی تھی اوسوقت غازی عثمان کے پاس صرف چھ رسالے رفی رسالہ ۱۰۰ کے تھے

چارسو چرکس بےقاعدہ سوار اور صوبہ کے پچاس والنٹیر ترک زمینداروں کا ترپ تھا - آخرالذکر یعنی مجاہد سوار نیک چلن اور اطاعت کیش - مگر جوش مستعدی اور جنگی قابلیت مین ادہورے تھے چرکس گو بلاشبہہ بڑے بہادر اور بیحد چالاک تھے مگر خودغرض - شریر فسادی - سرکش جبر وستم کے دلدادہ اور مطلقاً غیر معتبر تھے - اونکی آخری صفت مجھے ذاتی تجربہ سے بخوبی معلوم ہوئی تھی اوپر مین لکھ چکا ہون کہ ایک موقع پر اعلے افسرون کا مجھپر عتاب وارد ہوا تھا - یہ انہی حضرات کی طفیل تھا - تفصیل مناسب محل پر تحریر کرونگا - باقاعدہ ترکی فوج کے ملئے میری قلم سے صفت وثنا کے بغیر کچھہ نہین نکل سکتا - پہلی لڑائی سے لیکر قیامت تک نہ بہولنے والے آخری ہیبت وہولناک حملہ کے وقت تک اونکا رویہ ایسا رہا جسکی کوئی تعریف نہین ہوسکتی -

اوسدن ہمین کوئی مزید نوکری نہ دینی پڑی - چند گہنٹون کے آرام کے بعد ہمنے باغ مین الاؤ روشن کیا جس کے گرد سپاہی جمع ہوکر کہیل کود اور حسب پسند تفریح مین مشغول ہوگئے - بعض سوقت بہی سوئے رہے - سپاہی فتح سے ایسے سرمست تھے کہ اپنے اُن بہائیون کا جو زمین کی آغوش مین جا لیٹے تھے یا ہسپتالون مین پڑے تڑپ رہے تھے کسیکو قطعاً کوئی خیال نہ تھا - مینے محمد برادرز شطرنج کہیلا - جیک سے گہنٹہ بازی - اور ابراہیم سے تاش بازی کی - روزنامچہ مین اوسدن کے واقعات درج کئے اور گہر کو خط لکھا - گو اوسکی جلد روانگی کی کوئی امید نہ تھی - کیونکہ فوجی ڈاکخانہ کا انتظام بہت ہی ناقص تہا اور ایکدو زیادہ مرتبہ تو بالکل ہی معدوم ہوگیا -

سونے سے پہلے مین اور جیک چہت پر گئے - جہان سے ہمکو بیشمار الاؤ جو شمال سے براہ مشرق ......نیم دایرہ کی شکل مین جسکا قطر پانچ سے چہہ میل کے درمیان تہا جنوب تک پہیلے ہوئے دکہائی دیتے تھے - رات بخیریت گذری اور مین خوب نیند بہر کر سویا -

اس باب کو ختم کرنے سے پہلے چند امور تحریر کردینے ضروری معلوم ہوتے ہین : - روسی - جرمن اور فرنچ تاریخون مین تحریر کیا گیا ہے - کہ اِس لڑائی مین روسی پلیونا مین داخل ہوکر کچہہ عرصہ تک اوسپر قابض رہے تھے - یہ بالکل غلط ہے - یہ غلطی پہلے اون نامہ نگارون سے ہوئی جو روسی کمپ مین تھے - اور جو بالعموم وہی کچہہ لکہتے تھے جو روسی افسر اونکو بتاتے تھے - اور پہر یہ غلطی نوبت بہ نوبت کل کتابون مین نقل ہوتی رہی - اِس مغالطہ کے پیدا ہونیکی وجہ بہت آسانی سے بتائی جاسکتی

ہے۔ بات مشہور ہے کہ نامہ نگارون کو یہ گمان ہوا اور پلیونا مین دہوکہ ہوگیا۔ شمالی پہاڑیون سے جنپر جنرل شیلڈنشولڈنر کا ہیڈکوارٹر تہا یہ دونون مقام دیکھنے والے کو ایک ہی نظر آتے ہین۔ کیونکہ انکے درمیان جو دو میل عریض گھاٹی ہے وہ نظر سے اوجہل رہتی ہے۔ نقشہ کو سرسری نظر سے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ہمکو کامل طور پر شکست دیکر بہگا دینے کے بغیر روسی کسیطرح پلیونا کو نہین لے سکتے تہے پلیونا پر روسی قبضہ ہوجانیسے ہماری مراجعت یا واپسی کا راستہ منقطع ہوجاتا۔ ہم اپنے سامان و گودام۔ شہر اور رینڈو سے علیحدہ اور خود شیر روسیون کے ہاتھ مین اسیر ہوجاتے۔ اس فاش غلطی کے علاوہ متخاصمین کی جمعیتون کے متعلق بہی بہت سی غلطیان کی گئی ہین۔ ایک مورخ لکھتا ہے۔ کہ ۶ ہزار روسیون نے ۴۰ ہزار ترکان سے لڑائی کی۔ یہ پڑہکر مین متعجب ہوتا ہون کہ حب الوطنی انسان کو کیسا جہوٹا بنا دیتی ہے۔ درست اعداد یہ ہین۔ عثمان پاشا کے پاس ۱۹ پلٹنین اور نیز تین پلیونا والی اور تین راہو و ا اور نیکوپولی کی جملہ ۲۵ پلٹنین۔ صرف ایک ہزار سوار اور ساڑہے نو باتریان یعنے کلہم ۱۵ ہزار آدمی اور ۵۸ توپین تہین۔ روسیون کے پاس گارڈ رجمنٹ کے سمیت (یہہ اگرچہ پڑہی نہین تہی۔ مگر کیا شطرنج مین رُخ کو بے حقیقت شمار کیا جاتا ہے؟) چار انفنٹری رجمنٹین تین کیولری رجمنٹین اور چہہ باتریان جملہ ۱۳ ہزار آدمی اور ۴۸ توپین تہین۔ ترکی فوج کی قدر سے زیادتی کی تلافی اسطرح سے ہوگئی تہی۔ کہ وہ بہت تہکی ٹوٹی ہوئی تہی۔ تیسری بڑی غلطی یہ ہے کہ پلیونا کو مضبوط قلعبند مقام بتایا گیا ہو۔ حالانکہ ۲۰ جولائی کو پلیونا بالکل کشادہ و بے پناہ قصبہ تہا۔ اور ترکی سپاہیون کے پاس چند ناکمل دمدمون کے سوائے جو ۱۹ جولائی کی دوپہر اور ۲۰ جولائی کی صبح صادق کے درمیان جلدی مین بنالئے گئے تہے۔ کوئی مورچہ نہ تہا حتی کہ دس دن بعد کی دوسری لڑائی کیوقت تک بہی صرف آدہے مورچے تیار ہوئے تہے۔ اگست کے دوسرے یا تیسرے ہفتہ مین مشرقی مورچے اور دمدمے تو تکمیل کے قریب ہوچکے تہے۔ مگر شہر کی مغرب کیطرف کے اکتوبر اور نومبر تک تعمیر نہین ہوئے تہے۔ مین امید کرتا ہون کہ جو کتابین آئندہ لکہی جائینگی اونمین غلطیون کو دخل نہین دیا جائیگا۔ اور تاریخی صداقت کی مٹی پلید نہین کیجائیگی ✦

باب ہفتم

فیصلہ کن لڑائی کی تیاریان ۲۱- لغایت ۲۹- جولائی ۱۸۷۷ء

دوسری صبح (۲۱- جولائی) ہیڈ کوارٹر تینون پلٹنون کے بارکش گھوڑون اور چھکڑون کو ۱۵۰ گھوڑے اور چھکڑے، مشرقی پہاڑیون کی کمپون مین ایک کیطرف لیگیا- وہان سپاہی عارضی دمدمون کے بنانے مین مصروف تھے- اوزار کم ہونیکی وجہ سے اکثر سنگینون اور تلوارون سے زمین کھود رہے تھے- ترکی سپاہی حفاظتی تعمیرات (مورچے وغیرہ) کو بہت جلد بنانے مین اعلےٰ قابلیت رکھتا ہے-

کیمپ مین سب جگہ کل کے واقعات پر مذکرہ ہورہا تھا- وہان مجھکو معلوم ہوا کہ ہماری فوج کی کل پلٹنین حتٰی کہ کالم کی سب سے آخری تین پلٹنین بھی جو رات کے وقت پہونچی تھین نوبت بہ نوبت لڑائی مین شریک ہوئی تھین- فوج مین کی سراسیمگی اور ابتری پر بہت بحث ہوئی- احمد حفظی پاشا اوسکا کمانڈر تھا- جب وہ زخمی ہوا تو کپتیون نے واپسی کا حکم سنادیا- یہ دریافت کرنیکی بہت کوشش کیگئی کہ حکم مذکور کسنے پہلے دیا تھا- مگر کوئی پتہ نہ چلا- اس کے متعلق طرح طرح کی بیہودہ افواہین مشہور ہورہی تھین- ابتری یہانتک بڑھگئی تھی کہ مشیر نے پیغام بھیجدیا کہ اگر سپاہی فی الفور پہاڑی سے باز آکر غنیم کا مقابلہ نہ کرینگے- تو مین اونکو خود اپنی توپون سے بھون ڈالونگا- یہ پیغام اپنا کام کرگیا- مشیر نے آگے مین اُن دو باتریون کی توپونکی دہمکی دی تھی جو اوسکے ہیڈ کوارٹر کے قریب پہاڑی کی چوٹی پر نصب تھین بعد مین مجھے معلوم ہوا کہ مشیر نے اس بازو کی فوج کے دو افسرون کو ضمین سے ایک قبل آغاسی اور دوسرا ایک لفٹننٹ تھا- بزدلی کے الزام مین اپنے روبرو طلب کیا تہا- مگر جیسا کہ ایسی صورتون مین بالعموم کیا جاتا ہے- اونکو توپکے سامنے اڑا دینے کی بجائے خود اپنے ہاتھ سے جسمانی سزادی اور گھونسون سے انکے کان سوجا دئے- مجھے یقین ہے کہ ان افسرون نے پھر کبھی کوئی بزدلانہ حرکت نکی ہوگی- کہا جاتا ہے کہ صرف یہی ایک موقع تہا جب مشیر عثمان غصے سے بے بس ہوگئے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے حلیم اور رقادہ طبیعت شخص کا غصہ کیسا کچھ مہیب اور خوفناک ہوگا-

ان فرودگاہون یا کمپون مین سپاہی سیدہی سادہی جھونپڑیان تیار اور آسائش کا سامان

گہرے تہے - ترکی سپاہی کا یہ تعجب خیز خاصہ ہے کہ وہ اپنی طبیعت کو سختی ہو یا نرمی حالات میں جو اوسوقت کے مطابق بنا لیتا ہے - وہ محض سد رمق پر گذارہ کر سکتا ہے اور کہین ہو وہ یہی سمجھتا ہے کہ گویا گھر کے کل عیش آرام اوسے میسر ہین - میرے خیال مین سپاہی گری کے لئے جیسا عمدہ خام مصالح ٹرکی مین موجود ہے کسی دوسری یورپین قوم کے پاس نہین -

پس اگر ترکی فوج کے پاس سامان وافر - اوسکی جمعیت منتظم اور باقاعدہ - اور اعلی حکام مین رشوت وخیانت کا رواج کم ہو تو اوسے مغلوب کرنا بیشک تقریبًا ناممکن ہو جائے -

کمپ سے مجھے روسی رجمنٹ کا وہ سامان جو علی الصباح غنیمت مین ملا تھا - پلیونا لیجا کر ایک کرنیل کے حوالہ کرنیکا حکم دیا گیا - راستہ مین مجھے اپنے سپاہیون کو اسباب مذکورہ مین سے کچھ لوٹ مار کرنیسے روکنے مین کسیقدر مشکل درپیش آئی - اسبارہ مین مجھے سارجنٹ نقال سے بہت مدد ملی - مگر اوسکی امانت کا بار بار ذکر نا فضول ہے - کل محاربہ مین وہ کونسی مشکل تہی جو مجھے درپیش آئی - اور اس مین مجھکو مدد نہ ملی ہو -

دوپہر کیوقت مجھے اور جیک کو پلیونا کے قایم مقام کی کونک مین اوس افسر کیخدمت مین حاضر ہونیکا حکم دیا گیا جسکا ذکر مین پہلے علی بک کے نام سے کرچکا ہون - اوس افسر نے ہمسے دریافت کیا کہ کیا ہم کمپ کی مورچہ بندی کے نقشے تیار کرنے مین یعنی مجوزہ نقشون اور خاکون کی نقل اوتارنے اور دیگر امور متعلقہ مین مدد دیسکتے ہین ہمنے اثبات مین جواب دیا - اسپر اوسنے ایک چٹھی بایں مضمون ہمکو ہمارے میجر کے نام لکھدی کہ افسر مذکور ہمکو فوجی خدمت سے تین دنکی رخصت عطا کردے -

دوپہر کا کہانا کہا کر جسمین حسب معمول گوشت ملنے کے علاوہ قرب وجوار کے بیشمار باغات سے پہل بہی بکثرت توڑ کر لائے گئے تہے - ہم علی بک کے پاس پہونچگئے اور کار مفوضہ شروع کر دیا - وہانپر ہی ہمیں زیادہ تر ہمین صرف نقشون کی ستہری نقلین یا نقشے تیار کرنے پڑے - ہمارا دفتر کونک کے ایک بلند کمرہ مین تہا - کونک شہر کے وسط مین واقع تہی - ہمارے ساتھی دو نوجوان ملازم - تین بلوق امین[1] اور ایک معرقول آغاسی تہے - ملازم انجنیرون کی اوس کیپٹی کمپنی سے تعلق رکھتے تہے -

[1] بلوق امین سے مراد نائب کلرک ہے - جیسا کہ لفظ بلوق (کمپنی) سے واضح ہوتا ہے دستورالعمل کے رو سے ہر کمپنی مین ایک بلوق امین ہونا واجب تہا - مگر میری کمپنی مین کوئی محرر نہ تہا - اور اول نصف کے پاس بہی جسکا وہ

جو شیر کی فوج کے ساتھ شامل تھی - قولن غاسی دفتر کا سپرنٹنڈنٹ تہا - کام کرتے وقت تو وہ سٹ پٹایا کرتا - اور بہت درشت خوی سے پیش آتا - مگر کھانیکے وقت اوسکی مزاج مین کچھ نرمی آجاتی - وہ کھاتا بہی بہت تھا - ہمکو اپنے کام مین کاغذ قلم دوات اور آلات نقشہ کشی کی قلت سے کسیقدر دقت درپیش آئی - ہمارے پاس پرکارون کا صرف ایک جوڑا - آدہا رول اور ربڑ بالکل ندارد تہا - علی بک کو اِس امر کی اطلاع دیگئی تو اوسنے اشیائے مطلوبہ کے لئے گہر بہ گہر جستجو کرکے اونکی بہم پہونچانیکا حکم دیا - خانہ تلاشی اِس لئے کی گئی کہ دوکانین سب بند تہین - بک موصوف کے قاصد بے تعداد رول اور پنسلین - کاغذ کے کئی رم اور سیاہی کی زائد از ضرورت بوتلین لے آئے - مگر پرکار کوئی نہ ملی - ایک قاصد غلط فہمی جہالت یا شاید تمسخر سے کسی عورت کی کام کرنیکی ٹوکری اٹھا لایا - ہمنے اوس سے قینچی نکالکر اوسکی پرکار بنالی - جنگ مین انسان کی قوت اختراع کو بے اندازہ نشو و نما ہو جاتا ہے - مینے ایک قاصد کا جہنڈا جو غنیم کی طرف بہیجا گیا تہا - ایک عورت کے لباس شب خوابی سے بنا ہوا دیکھا - جاسوس اور قاصد عموماً چٹھیون کو گوند اور قند کے مرکب مین گولی بناکر نگلجاتے ہین اور منزل مقصود پر پہونچکر اونکو پیٹ سے نکالنے کے لئے مسہل لے لیتے ہین خود مینے ایک ٹوٹے ہوئے نقارہ کے چمڑہ سے قمیص کے نیچے کے لئے بنیان بنوائی تہی - جو مجھے بہت کام دیتی رہی - مینے اکثر نرم مٹی سے صابون کا اور ہلاک کردہ گہوڑے کے خون مین کسی قدر پوٹاش (کھار) کا ست ملاکر اوس سے سیاہی کا کام لیا - الغرض ایسی اختراعات کی فہرست جتنی لمبی چاہو بنائی جاسکتی ہے - مصنوعی روشنی کا سامان چونکہ کم تہا ہمنے شام سے پہلے کام چھوڑ دیا اور باغ کے ایک کنج مین بیٹھکر نہایت آرام سے رات کا کھانا تناول کیا - اِس سے فارغ ہوکر جیک اور مین اپنے مکان کو گئے مگر کمپنی وہان سے چلدی تہی - کپتان ہمارا سامان اور ایک چٹھی پیچھے چھوڑ گیا تہا - ہم اوس چٹھی کو بلا مدد نہ پڑھ سکے - اوسمین لکھا تہا کہ علی بک کے کام سے فارغ ہوکر ہم جالق باشر کے کمپ مین اپنی کمپنی کو آملین -

۴ - نقدی بہتی تہی - نقدی کی مقدار کبہی کچھ معقول ہوتی - تنخواہون کے عوض بالعموم تحریری سندین دیجاتی تہین - جو ترکون سے تو پہر بہی کسی کام آسکتی تہین - کیونکہ وہ اونکو محاصل مین وضع کرسکتے تہے - مگر مینے کوئی محصول کسی قسم کا نہ دینا تہا - اِس لئے وہ میرے مصرف کی نہ تہین - یہ قیمتی تحریرین آخری تباہی مین مجھسے گم گئین - مصنف ۱۲

اُب سارا مکان ہمارے قبضہ مین تہا۔ ہم دو پلنگ پہلی منزل کے ایک کمرہ مین بیگئے۔ جس کو خوب آرام دہ بلکہ پرتکلف بنا لیا گیا۔ اِس کے بعد شہر مین ٹہلنے کے لئے باہر چلے گئے۔

چونکہ اسوقت تک لڑائی کا دہشت انگیز اثر بالکل زائل ہو گیا تہا۔ اکثر ترک باشندے گہر ونسے باہر نکلکر ہوا خوری کر رہے تہے۔ مسلمان ستورات برقعے پہنے ہوئے تہین جنمین سے صرف آنکہین دکہائی دیتی تہین۔ لیکن وہ کچہ ایسی دلآویز اور مستی بہری تہین کہ اونسے باقی چہرہ کے نہ دکہائی دینے کی بہت کچہ تلافی ہو جاتی تہی۔ اکثر عیسائی باشندے شہر سے بہاگ گئے تہے۔ جو باقی رہے تہے وہ گہرونسے باہر نہ نکلتے۔ کسی بلغاری باشندے کو ترکی کمپ کی حدود سے باہر نکلنے کی اجازت نہ دیجاتی تہی کہ مبادا وہ روسیون کو جا ملے۔ اور کمپ کی کیفیت سے اونکو مطلع کر دے۔ لیکن وہی کتابون مین جنکو پہر فرنچ اور جرمن مصنفون نے نقل کیا ہے۔ جو یہ لکہا گیا ہے کہ عثمان پاشا نے بلغاری باشندون کو مورچون کی تیاری پر جبراً لگا دیا تہا۔ وہ محض غلط ہے۔ مورچے صرف ہمارے سپاہیون نے تیار کئے تہے۔ چند باشندگان شہر نے بطوع و رغبت اُنکو اس کام مین مدد دی تہی۔ مگر وہ سب کے سب ترک اور مسلمان تہے۔ پلیونا مین تجارت کا کاروبار بالکل بند تہا۔ فوجی ہسپتال والون کے سوا جنپر استطاعت سے زیادہ کام کا بوجہ پڑ رہا تہا۔ اور سب لوگ بیکار تہے۔ بازارون مین سپاہی بہت کم دکہائی دئے۔ میرے خیال مین اُن دنون شہر مین صرف ایک پلٹن مقیم تہی۔ روسیونکے شیلون سے شہر کو کچہ نقصان نہ پہونچا تہا۔

عثمان پاشا کی پہلی فتح سے خوف و دہشت۔ اور تردد و بیچینی بہت کچہ دور ہو گئی تہی۔ جب ۹ جولائی کو عطوف پاشا نے کاسکون کو شہر سے نکالدیا تہا۔ تو اوسکے بعد وہان پہر ترکی حکومت باقاعدہ طور سے دوبارہ قایم ہو گئی تہی۔ مگر حاکمانہ عملدرآمد اور انتظامی کاروبار فقط پلیونا کی پہلے محاربہ کے فتح ہونیکے بعد شروع ہوا۔ تاہم باشندون کا باہمی میل ملاپ قطعاً مفقود تہا۔ گویا کہ شہر پر سکتہ کا عالم طاری ہو رہا ہے۔ اور لین دین اور تجارتی کاروبار بالکل بند پڑا ہوا تہا۔ عیسائی باشندے عجب تردد مین مبتلا تہے۔ دل تو اونکے حملہ آورون کیطرف مائل رہتے تہے۔ مگر خوف کے مارے کچہ چون وچرا نہین کر سکتے تہے۔ میرا خیال ہے کہ پلیونا کے دونون گرجون مین مہینون تک کوئی نماز داخل نہین ہوا ہوگا۔ اِن دونون عمارتون مین میرے خیال ہے بعد مین سپاہیون نے بسیرا کر لیا تہا۔

مگر مین اسکی نسبت دعوے سے نہین کہہ سکتا - کیونکہ مین مورچون مین متعین تہا اور شہر مین گاہ گاہ داخل ہوا کرتا تہا - بازار مین ہمین دفتر کا ایک رفیق ملگیا جو ہمارے ساتھ مکان کو چلا آیا - وہان اوسنے ہمکو نفیس برانڈی کی ایک بوتل دی - یہ مجھے معلوم نہین کہ اُس شریر نے یہ کہان سے لی تہی موم بتی کی روشنی مین ہمنے خوب مزے سے وقت بسر کیا - ہمارا رفیق ملازم شراب نوشی مین شریک نہوا تھا - مے نوشی اوسکے مذہب مین ممنوع ہے - چنانچہ اوسکے لئے جیک نے کچھ قہوہ تیار کرلیا تہا - اوسی ہمنے صبح کے راشن سے بچا رکھا تھا - مینو ویڈن سے خریدے ہوئے سگرٹون کا باقیماندہ حصہ پیش کیا - اور اسطرح آدہی رات تک مجلس گرم رہی - ترک اُسوقت جانیکی جرات نکرسکا - بازارون مین پٹرول گشت کررہے تہے - اور اسکی چھٹی کا وقت مدت کا گذرچکا تہا - وہ بالائی کمرہ مین سویا - اور صبح اپنے قیام گاہ کو چلاگیا - یہ معلوم نہین ہوا کہ غیر حاضری کی یاداشت سے وہ کیا عذر کرکے چھوٹا -

دوسرے دو دنون یعنی ۲۲ و ۲۳ جولائی کے واقعات چند لفظون مین بتائے دیتا ہون - ہم دفتر مین سرگرمی سے مشغول - مگر ۲۳ کی سہ پہر کو فارغ ہوگئے - جسپر علی بک نے چند کلمات تلطف آمیز سے ہمکو رخصت کردیا - ہم مکان سے اپنے لٹیچو اُٹھاکر گریدو تنز ایل کو اور وہان سے پہاڑیون کیطرف گئے جہان پہونچکر ہمکو راستہ بہول گیا - اور چند گہنٹون کی سرگردانی کے بعد بمشکل اُس مقام پر پہونچے - جہان ہماری پلٹن مقیم تہی - ہم میجر کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور اُسنے ہمکو فورًا زمین کی پیمائیش پر لگادیا - یہ کام ہمارے لئے بالکل نیا تہا - لیکن ضرورت بہت ہی زبردست استاد ہے -

ساحت سے فراغت پاکر ہم کپتان کے سامنے حاضر ہوئے - اور پہر اپنے اپنے دستون کی کمان لے لی - وہ اُن خندقون سے جنکی تیاری اوسکی کمپنی کے ذمہ کی گئی تہی بہت کچھ متحیر ہورہا تہا - لیکن اس مین اوسے معذور ہی سمجہا جاسکتا ہے - ترکی افسرون کو علمی و صنعتی تعلیم ایسی ویسی ہی دیجاتی ہو ہمنے اِس کام مین اسکو جہان تک ہم مین قابلیت تہی مدد دی -

مورچون اور خندقون کی تیاری خوب سرگرمی سے ہورہی تہی - اوزارون کی اب کوئی کمی نہ تہی - انکی مقدار کثیر اُرخانیہ سے پہونچگئی تہی سپاہی ونوبت باری باری سے متعدد جماعتون مین ہوکر کام کرتے تہے - تاریکی مین الانٹین کی روشنی سے کام ہوتا تہا - مجہے اوس رات ۸ گہنٹے نوکری دینی پڑی اس کے بعد خدا کی کھلی سرا مین جسکی چہت ستارون بہرا آسمان تہا سوگیا - دوسرے دن میری آدمیون نے مٹی کی

چند جھونپڑیان دفع الوقتی کے لئے بنالین - جنسے ہم بارش سے کبھی کبھی ہوتی رہتی تہی محفوظ ہوگئے
کچھ عرصہ بعد جب مورچے تیار ہو گئے تو وہ انکے خلاء ہمکو خوابگاہ کا کام دیتے رہے -

۲۴ - جولائی کے دن کوئی قابل ذکر واقعہ نہ گذرا - اس کی کو مین کیمپ کی حفاظت کے انتظام کی کیفیت وہیچ بکسے پوسا کو بتاتا ہون - کیمپ کے گرد مضبوط بعیدی چوکیون کا مسلسل سلسلہ قایم کیا گیا تھا - رات کے وقت اُن چوکیون کے محافظ سپاہیون کی تعداد دگنی کردیجاتی تہی یہ سلسلہ کم از کم سو میل لمبا تہا - باقاعدہ اور بیقاعدہ سوارون کی بیشمار چھوٹی جماعتین قرب وجوار مین معائنہ کرنے گشت کرتی رہتی تہین - حتی کہ ہیڈ کوارٹر کے محافظ رسالہ سے بہی برابر یہ کام لیا جاتا تہا - عثمان پاشا پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اوہنون نے اپنی کیولری (فوج سواران) سے معقول یا ٹھیک ٹھیک کام نہین لیا - مگر مین ذاتی مشاہدہ کی بنا پر اُسکی کامل تردید کرتا ہون - اپنی قلیل التعداد کیولری سے جو کام اوہنون نے لیا اُس سے بہتر یا زیادہ کام وہ اُس سے لے سکتی ہی نہ تہی - اُن کے پاس ایک ہزار سے بہی کم سوار تہے - جنمین سے نصف بیقاعدہ تہے - باین ہمہ ہماری اکثر کیولری جماعتین روسی توپون کی زد کے دایرہ کے اندر جا پہونچتی تہین - اور روسی گولون کی کوئی پروا نکرتی تہین -

میرا خیال ہے کہ اسی دن ہمکو صوفیا سے چودہ پلٹنون کی زبردست کمک پہونچی تہی - اور اسی دن ہمنے سنا تہا کہ عبد الکریم پاشا کی جگہ محمد علیؔ پاشا سردار اکرم بنایا گیا ہے -

ؔ محمد علی پاشا جرمن اور نفیسہ برینڈن برگ کا متوطن تہا - اوسکا اصل نام کارل ڈٹرواٹ تہا - اسکا کارنامہ زندگی ۱۸۴۲ تک قابل عزت اور ممتاز رہا - وہ ۱۸۲۷ء مین پیدا ہوا تہا - مین متن مین اسکی نسبت چند ناگوار باتین لکہونگا - مگر مین انہین معذور سمجہونگا - مینے صرف وہی رائے ظاہر کی ہے - جو دو سونٹ پلیونا کی فوج اُسکی نسبت رکہتی تہی - ہماری رائین ممکن ہے کہ کرخی اور مبالغہ آمیز بلکہ شاید بے بنیاد ہون کیونکہ ہم نتایج سے اسباب کو قیاس کیا کرتے تہے - مگر باین ہمہ بحیثیت مورخ مین عثمان پاشا کی ماتحت افسرون کی رائے کو بلاکم وکاست درج کردینا اپنا فرض سمجھتا ہون - ۲ - اکتوبر کو سلیمان پاشا اوسکی جگہ سردار اکرم بنایا گیا اور اسے فوج پلیونا کی امداد کے لئے کمکی مہم تیار کرنیکے لئے صوفیا بہیجا گیا - صوفیا کے فتح ہو جانیکے بعد اوسے دار الخلافہ کی حفاظت کا انتظام کرنیکے لئے قسطنطنیہ بلالیا گیا - التوائے جنگ اور صلح کے معاہدے کرنے کیلئے ٹرکی نے جو اپنی طرف سے وکلا مقرر کئے تہے - وہ بہی اونمین شامل تہا -

۲۵ - جولائی کو مجھے ایک تکلیف دہ حادثہ پیش آیا - ہیڈکوارٹرز سے مورچوں کی تیاری مین [illegible]

بقیہ حاشیہ (نمبر ۲۵ ص) برلن کانگرس مین بھی وہ ٹرکی کے تین وکلا مین سے ایک تہا - ستمبر ۱۸۷۸ء مین وہ البانیا مین باغیون کے ہاتھہ سے قتل ہوا - مصنف - (ایک اور مورخ محمد علی کے حالات حسب ذیل لکہتا ہے: "جب محمد علی پاشا کو سردار اکرم اور سلیمان پاشا کو بلقان کی فوجکا کمانڈر بنایا گیا - تو ترکی مجالس شوریٰ اور انتظام فوجی مین ایک نئی جان پڑگئی تاہم اول الذکر کمانڈر نے نئے عہدہ کو بادل افسردہ قبول کیا تہا - حتی کہ اوسنے صدر اعظم کو لکھدیا تہا - کہ مین تاسف کیساتھ اس ذمہ داری کو منظور کرتا ہون - ادہر دوسری طرف اجنبی الاصل ہونیکی وجہ سے وہ فوج مین بہی ہردلعزیز نہ تھا - محمد علی جرمن تہا - اور فریڈرک کارل ڈیٹروائٹ نام رکہتا تہا - وہ ۱۸۲۹ء مین پرشیا کے قصبہ میگڈیبرگ مین پیدا ہوا - اوسکا باپ جو چندان آسودہ نہ تہا گویا تہا - لڑکے نے جب اپنے شہر کے ایک مدرسہ کا انتہائی امتحان پاس کرلیا تو اوسے معلوم ہوگیا کہ تلاش رزق کے لئے وطن سے باہر نکلنا لازمی ہے - وہ ہمبرگ جاکر ایک جرمن جہاز کے ملاحون مین بہرتی ہوگیا - اور پندرہ برس کی عمر مین وطن سے روانہ ہوگیا - جسکو پہر واپس جانا اوسے نصیب نہوا - (برلن کانگرس کی شرکت کو وطن واپس جانا نہین کہا جاسکتا - مترجم) سمندر مین اوسے اپنے ساتھی ملاحونکی بدسلوکی سے سخت اذیتین پہونچین چنانچہ اوسنے اول موقعہ کے ملتے ہی بہاگ جانیکی پختہ نیت کرلی - جہاز مذکور جب باسفرس مین لنگر انداز ہوا تو وہ اوسکے پوٹین ساحل کے مقام باتالیما کو بہاگ جانیمین کامیاب ہوگیا - اور تہوڑا ہی عرصہ بعد عالی پاشا (مشہور وزیر اعظم) سے جو اوسوقت وزیر خارجیہ تہا - اتفاقیہ دوچار ہونے پر اوسکے طالع خفتہ بیدار ہوگئے - پاشائے موصوف اوسکی خوبصورتی دیکہکر اوسکی طرف متوجہ ہوئے اور غریب الوطن کی کیفیت سنکر اوسے اپنے مکان لیگئے - اوسنے اس واقعہ سے تہوڑا عرصہ بعد اسلام قبول کرکے محمد علی آفندی نام رکھ لیا اور ترکی مدرسہ حربیہ مین داخل ہوا جہان وہ نہایت محنت کرکے اپنی جماعت مین اول ہوگیا - آخری جماعت پاس کرنیسے تہوڑی ہی دیر بعد ۱۸۵۳ء کے موسم خزان مین وہ عمر پاشا کے اسٹاف مین لفٹنٹی کے عہدہ پر مامور ہوا - اور جنگ ڈینوب و محاربہ کریمیا مین بہت نیکنامی حاصل کی - اور اپنی مستعدی اور وفاداری سے ۳۹ برس کی ہی عمر مین ۱۸۶۵ء مین میجر جنرل کے رتبہ پر فائز ہوگیا - اور اپنے محسن عالی پاشا کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے ۱۸۷۷ء کی شروع مین فیلڈ مارشل کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہوا"

سلیمان پاشا کی نسبت جسکا ذکر پہلے ہی آچکا ہے ٹائمز کا نامہ نگار جو محاربہ مین شریک تہا حسب ذیل لکہتا ہے:-

سلیمان پاشا نہایت سادہ مزاج اور کم سخن - مزاج پر بیحد قابو یافتہ - سرایع العمل - مستعد اور جنگی انتظام کی جزو کل سے واقف اور اپنی قوت و تدبیر پر پورا بہروسہ رکہتا تہا - اوسکی سادگی کے ثبوت مین بہی بتا دینا کافی ہوگا کہ

سرعت سے کام لینے کی لیٹو تاکیدی حکم موصول ہوا تہا - دوسرے ملازمون کو کہودنے مین سپاہیون کے ساتھ شریک دیکھکر مینے بھی ایک پہاوڑا پکڑ لیا - اور کام کرنے لگ گیا حتیٰ کہ میرے چہرہ سے پسینے کے قطرے ٹپکنے شروع ہو گئے - اتنے مین میرا پاؤن پہسلا - اور مین گر پڑا - گرتے وقت میرا بایان ہاتہ دستہ سے نیچے کہسکتا چلا گیا - اور پہاوڑے کی بالائی پہل سے انگوٹھے اور انگشت شہادت کے جوڑ کی جگہ کٹ گئی - زخم سے خون بہنے لگ گیا - اور مجھے اوس سے سخت درد محسوس ہونی شروع ہو گئی - پلٹن کا سرجن اتفاق سے قریب تہا اوسنے ہاتہ کو پٹی باندہکر مجھے ہسپتال مین چلے جانیکی نصیحت کی اور کہا کہ غفلت سے ... ہو جانیکا احتمال ہے - جس چیز کے وقوع کا اوسنے احتمال ظاہر کیا تہا اوسے مین نہ سمجھ سکا - مگر چونکہ مینے سنا ہوا تہا کہ زخمون سے اکثر تشنج اعصاب دہن یا بالقوہ ہو جاتا ہے - اور نیز مجھے معلوم تہا کہ ترکی مین ہر قسم کی بیماری "آغزیسی" کے لفظ سے ظاہر کیجاتی ہے (مثلاً باش آغزیسی - درد سر - اچ آغزیسی پیچش) مینے اوس سے سوال کیا کہ کیا "چکہ آغزیسی" (درد جبڑہ) کا اندیشہ ہے - اوسنے ترکی مین جوابدیا - اوت لاکن پق چوق دہا فنا" (ہان - مگر اس سے بہی بہت ہی بدتر) - بعد ازان اوسنے کپتان سے کہا جسنے مجھے فی الفور ہسپتال چلے جانیکا حکم دیکر کہا - کہ مین امید کرتا ہون تم اوس لڑائی مین جو چند دنون مین بالیقین ہونیوالی ہے غیر حاضر نہین ہوگے - شہر وہان سے دو میل تہا اور یہ مسافت مین دوپہر کیوقت پیدل طے کرنی مجھے سخت ناگوار معلوم ہو رہی تہی کہ سارجنٹ بقال نے اطلاع دی کہ گاڑیان خالی صندوق لیکر شہر کو جا رہی ہین - یہ کہکر اوسنے ایک پر میرے بیٹھنے کا انتظام کر دیا - گاڑیان تعداد مین بارہ تہین - انہین بیل جتے ہوئے تہے - چلانیوالے غیر فوجی شخص تہے - مگر حفاظت کے لئے ایک کارپورل دو نظام اور چند بیقاعدہ سپاہی ساتھ تہے - ایک روسی جاسوس بہی جو صبح کو پکڑا گیا تہا اونکی تحویل مین تہا

بقیہ حاشیہ (نمبر ۲۵) کہ اوسکو خیمہ کی کل کائنات یہ ہوتی تہی کہ دو لکڑیون پر معمولی ٹاٹ کا ایک ٹکڑا پہیلا دیا جاتا تہا - اونہین وہ رات کیوقت گہس کر زمین پر سوتا تہا - گارڈ - سنتری - اردلی وغیرہ - جملہ لوازمات شان و شوکت کا نام و نشان نہوتا - اوسکو دو یا تین ایڈیکانگ بہی اسی طرح شب باش ہوتے - اوسکو دونون گہوڑے جن پر ہر وقت زین پڑی رہتی اوسکے خیمہ کے سامنے بندہے رہتے - اور جسطرح اونکو مالک کی غذا باقی فوج سے مختلف نہوتی تہی - اسی طرح اونکو بہی اوسی وقت اور اوسی قدر چارہ ملتا جس قدر اور جب کہ دوسرے سوارون کے گہوڑون کو" مترجم -

یہ شخص ترکون ایسا لباس پہنے ہوئے تہا اور اوسکا رنگ بہی گندمی تہا - مگر میرے خیال مین اوسکی داڑہی سے معلوم ہوجاتا تھا - کہ وہ ترک نہین ہے - جس گاڑی پر مین آگے بیٹھا ہوا تھا - وہ ایک رسی سے جو اوسکی گلے مین تہی گاڑی کے پیچھے بندھا ہوا تھا - اور اوسکے دونون ہاتھ پیٹھ کی طرف کرکے کسے ہوئے تہے - وہ گرفتاری سے کسی طرح شکستہ دل اور غمگین نہین معلوم ہوتا تہا - بلکہ سپاہیون کے ساتھ سلیس ترکی مین بات چیت کرنیکی کوشش کرتا تھا - لیکن ترکون نے کوئی جواب دینا پسند نہ کیا - کارپورل نے جو میرے پاس بیٹھا ہوا تہا مجھے بتایا کہ یہ شخص خندقون مین نہایت سرگرمی سے کام کرتا ہوا اسطور پکڑا گیا - کہ جو ترک باشندگان شہر بطوع و رغبت سپاہیون کو ساتھ ملکر کام کر رہے تہے - اونہون نے اسے دیکھکر کہا کہ یہ پلیونا کا باشندا نہین ہے - اسپر جب اوس سے سوال کیا گیا تو وہ کوئی قابل اطمینان جواب نہ دیگا - اور ایک کاغذ کے ٹکڑے کو نگل جانیکی کوشش کی - مگر وہ جلد جلد اوسکی جبڑون سے بجبر نکال لیا گیا - وہ خفیہ زبان مین لکھا ہوا تھا -

ہم آہستہ آہستہ غبار آلود اور بے شجر سڑک پر دہوپ مین چلے جا رہے تہے اور گاڑیبان جو ایک دہقانی تہا - ایسا نفیس تمباکو پی رہا تہا کہ مین اور کارپورل مین دونون کے پاس یہ نعمت بے بہا موجود نہ تہی - رشک سے جل بہنکر اس خود غرض دہقانی کو قتل کرکے (استہزاً) تمباکو چہین لینی کی فکر مین لگ رہے تہے کہ اتنے مین قیدی نے جسنے کمپ مین میری نسبت یقیناً سُن لیا گیا ہوگا - کہ مین فرنگی ہون مجھے فرانسیسی مین مخاطب کرکے اپنا دکھڑا رونا شروع کیا - مگر مجھے اپنی عزت مقدم تہی یعنی باواز بلند اُس ترکی مین جوابدیا کہ مین فرنچ نہین بول سکتا - تاہم وہ اپنا قصہ برابر رٹتا گیا - جسکا لب لباب یہ تھا کہ "انگریز لوگ نہایت شریف اور ہمدرد ہوتے ہین - مین معزز آدمی ہون اور اوڈیسہ یا سینٹ پیٹرزبرگ کے بنک صرف میری تحریر پر ہزارون روپیہ کا اعتبار کرتے ہین - اگر تم شہر مین میری گرفتاری کی میرے دوستونکو اطلاع کردو تو وہ مجھکو چہڑا نیکا انتظام کرلینگے - اسکے صلہ مین تمکو پانچسو روبل کا چیک دونگا" - مینے اوسے توکوئی جواب ندیا - مگر کارپورل کے کان مین چپکے سے کہدیا کہ اس شخص کو کسی سے بات چیت نکرنے دینا کیونکہ شہر مین اُس کے زبردست رفقا اور دوست موجود ہین - کہین اونکو خبر ہوگئی تو وہ اُسکو بہگا دینے کی ضرور کوشش کرینگے - میری یہ حرکت بعض کے نزدیک ظالمانہ ہوگی - مگر جس شخص نے اپنے ملک اور اپنے بادشاہ سے غداری کی ہو وہ کسی رحم کا مستحق نہین ہو سکتا - اس شخص کی نسبت محقق ہوگیا تہا - کہ وہ نیکوپولی کا

رہنے والے ہے اور اُسنے اُس بہادر فوج کو جو اپنے وطن کی محافظت کر رہی تہی - بغض و کمینہ صلہ کے معاوضہ مین
غنیم کے قابو مین کرا دینی کی پوری کوشش کی تہی - مین جانتا ہون کہ اُس مکان کا پتہ معلوم کرنا جسکا جاسوس
نے ذکر کیا تہا - میرا فرض تہا - مگر اپنے ہم مذہب (یعنی ایک عیسائی) خاندان پر تباہی وارد ہو جانیکو
خیال نے مجہو اِس امر سے روکدیا - میری خاموشی دیکھکر اوسکا حوصلہ پست ہو گیا اور وہ فرنچ مین پکار اُٹہا -
"آہ میرے اللہ کیا میرا آخری وقت سچ مچ پہونچگیا ہے؟" تہوڑی دیر بعد اوسکی طبیعت مین پہر استقلال
آگیا اور اوسنے "تولزن" "دعبا" کو اکی استدعا کی - ترک سپاہیون نے ایک پائپ سلگا کر اوسکی ہونٹون مین
دیدیا - اِس نمکحرام کو دوسرے دن پہانسی پر لٹکا دیا گیا تہا -

سرجن نے مجہو ایک والنٹیر (غیر سرکاری - یعنی جو محض قومی یا انسانی ہمدردی سے قایم کیا گیا ہو)
ہسپتال کے ڈاکٹر کی طرف چہٹی لکہدی تہی - یہ ہسپتال جو میرے خیال مین فلیپ پولی سے آیا
تہا - ایک سرکاری عمارت کی جو غالباً مدرسہ کا مکان تہا پہلی منزل مین اور وہان کے شاگرد
پیشہ کے متصلہ مکانون مین قایم کیا گیا تہا - مکان کی بالائی منزل مین مختلف ملکی و فوجی محکمون کی
دفاتر قایم کئے گئے تہے - اِس ہسپتال کے سٹاف مین ایک طبیب - دو سرجن - ایک کمپونڈر -
ایک کلرک - ایک باورچی اور تقریباً بارہ ایک خدمتگار - تیماردار - ڈولی بردار - اور گاڑیبان - تہے
اسوقت اوسمین تیس مریض زیر علاج تہے جنمین سے اکثر زخمی اور باقی پیچش سے بیمار تہے - تیس مین سے
دو ہمدوسی تہے - مکان کے وسیع کمرونمین ابہی اور تیس کی گنجایش تہی لڑائی کی شام کو اوسمین پچاس
بیمار تہے - مگر اونمین سے جو نقل مکانی کی تکلیف سہار سکتی تہے وہ گاڑیونمین ارخانیہ بہیجدئے گئے تہے -
تاکہ وہان سے صوفیا اور اوس سے بہی پرے روانہ کر دئے جائین - جو پیچہے رہے تہے - اونکی زخم یا مرض
سخت تہی - ہسپتال مین کل سامان مکمل تہا - اور ہر ایک کام نہایت صفائی اور مستعدی سے ہوتا
تہا - مجہکو چوزے کا شوربا - انڈے اور دودہ دیا گیا - اور ہر طرح سے مجہی کامل آرام ملا - کیونکہ اوسوقت
ہمارے پاس سب چیزون کا وافر ذخیرہ موجود تہا اور ہر روز ارخانیہ سے رسد و سامان کے قافلے چلے
آتے تہے - ارخانیہ جو صوفیا اور پلیونا کے وسط مین واقع ہے عثمان پاشا کو گودام گہر کا کام دیرہا تہا -
اسکا ذکر آجانے پر وہانکی قابل کماندار شفقت پاشا . . . . کی تعریف مین چند کلمات
تحریر کر دینا ضروری سمجہتا ہون - اونکی باسلیقہ انتظام و مستعدی کی بدولت ہی مشیر کو بے اندازہ مدد پہونچی - کاش کے

دوسرے افسر بھی اس پاشا جیسے منتظم - لایق اور مستعد ہوتے - اللہ اکبر! اگر محمد علی پاشا جسکے
پاس دریا تو تم بر زبر دست فوج تھی اپنی سپاہ کو فضول چھوٹے چھوٹے داؤپیچ اور ادہر اُدہر تانا بانا
لگائے رکھنے مین گہٹاتے رہنے کے بجائے اور سلیمان پاشا ناممکن الفتح درہ شپکا کو بلا فتح چھوڑنے
مین اپنی کسر شان سمجھنے کی بجائے (اول الذکر کمانڈر تو مسے بیلا کیطرف اور آخرالذکر شپکا کو چھوڑ
کسی دوسرے درہ مثلاً درہ طرویان سے بلقان کو عبور کرکے) بیبا کانہ آگے بڑہے چلے آتے
اور اسطرح پیش قدمی کرکے عثمان اور شفقت کے ساتھ ملکر دوش بہ دوش کارروائی کرتے - (یعنی
دہطرفون سے یہ نامور روسیون کو روکے ہوئے تہو - دوسری دونون طرف سے سلیمان اور محمد علی
روسی ہینڈ کوارٹر پر حملہ کر دیتے - اور اسطرح جب ان چارون افسرون کی فوجون مین تعلق پیدا ہو جاتا - اور
وہ سب ایک ہی وقت مین مشترکہ دشمن پر حملہ کرنیکے قابل ہو جاتے) تو اسکا انجام یہ ہوتا - کہ گورزار قسطنطنیہ
تو پہونچ جاتا مگر فاتح کی حیثیت مین نہین - بلکہ قیدی ہوکر - اگست مین حملہ آورون کی حالت نہایت نازک
تھی - درہ شپکا پر سلیمان پاشا کے بہادرانہ حملے جنھے رستم و اسفندیار کے معرکے پہر کئی صدیون بعد دنیا کی
نظرون مین پہونچ گئے بیشک ہر ایک عزت کے مستحق ہین - مگر یہ صاف ظاہر ہے - کہ اوسنے بعینہ اُس قیدی
کیطرح عمل کیا - جس کے محبس کا دروازہ تو چوپٹ کہلا ہوا اور وہ قیدخانہ سے نکلنے کیلئے اوسکی دیوارون کے
نیچے سے سرنگ لگا رہا ہو - محمد علی اور اوسکے متقدم عبدالکریم کی کاہلی اور سُستی کے لئے ایک ہی حجت
یا وجہ معذوری موجود نہین ہے اونکے (یعنی عبدالکریم اور بعدازان محمد علی کے پاس) عثمان سے دگنی
فوج تھی - اور اونکو اِس قدر فوج رکہنے کی صورت مین دشمن سے فیصلہ کن لڑائی کرنا لازمی تہا - جسمین اگر
انکو شکست مل جاتی تو بُرے سے بُرا نتیجہ یہ ہوتا کہ "حالت قبل از جنگ" قایم رہتی - یعنی اونکی اور
عثمان کی فوج مین بدستور تعلق نہ رہتا - لیکن اگر وہ فتحیاب ہو جاتے تو حملہ آورون کے لئے پسپائی اور
مراجعت کے کل راستے (یعنے سِسٹووا اور سمنترا کی سڑکین) بند ہو جاتے -

مجھے زخم سے چونکہ ذرہ بہر بھی تکلیف محسوس نہین ہوتی تہی میںنے کلرک کو مدد دینے کا ارادہ
ظاہر کیا - اوسنے مجھے کچھ کاغذ نقل کرنیکے لئے دیدئے - اِس سے فارغ ہوکر مینے روسیون کو سے
جنمین سے ایک فرنچ جانتا تھا - فرانسیسی مین خطوط لکھے - فرنچ جاننے والے روسی کے دونون بازو
کہنی سے کاٹ دئے گئے تہو - مگر اوسوقت اوسے اسبات کا علم نہین معلوم ہوتا تھا کیونکہ وہ

ہاتھوں مین درد ہونیکی شکایت کررہا تھا - اِس غریب کے ماجرات سے میدان جنگ کے خطرات کا کچھہ
شمہ معلوم ہوسکتا ہے - اوسے بائین کہنی پر گولی لگی تھی - جس سے بیہوش ہوکر وہ زمین پر گر پڑا -
اوسوقت اوسکا دایان بازو پھیلا ہوا تھا - وہ اِسیحالت مین تھا کہ ایک روسی باٹری کی آٹھ توپین اونکی
مین پیچھے ہٹنے وقت اوسپر سے گذر گئین - جس سے اوس کے جسم کو دیگر ضرر مین پہونچنے کے علاوہ اوس کا
صحیح وسالم بازو بھی چکناچور ہوگیا - دوسرے روسی کے چوتڑون کا گوشت شیل کے ایک ٹکڑے سے
اڑگیا تھا - چنانچہ وہ بیچارہ مونہہ کے بل پلنگ پر لیٹا ہوا تھا - اوسنے اپنے ساتھی کی زبانی مجھسے اپنی بیوی
کیطرف فرنچ مین خط لکھوایا جسمین لڑائی - اپنے زخمی وقیدی ہونے اور ڈاکٹر کی مہربانی اور خوش سلوکی
کا ذکر کر کے بیوی کو حوصلہ رکھنے اور خدا کی درگاہ مین دعا کرتے رہنے کی تاکید کی - اور ضمناً نویسندہ
خط کی نوازش کا بھی ذکر کر دیا - یہ خط لکھکر مینے اپنے پاس ہی رکھ لیا تھا - جسے پندرہ دن بعد مجھے روانہ کرنیکا
موقع ملگیا جسکا پھر ذکر کرونگا - اِس سے چند دن بعد جب مجھے پلیونا جانیکا اتفاق ہوا تو مین اوسکو یہ
اطلاع دینے کے لئے کہ مینے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے ہسپتال گیا - مگر وہ غریب اوسی رات کو فوت ہوگیا
تھا - ڈاکٹر نے کہا کہ جراحی عملمین تو پوری کامیابی ہوگئی تھی - لیکن وہ نقاہت اور کمزوری سے جانبر نہو سکا -
مینے متوفی کا نام اور اوسکی عورت کا پتہ لکھکر اوس قاصد کے ہاتھ جو اِس واقعہ سے بعد سب سے اول روسی
کمپ کو گیا تھا - متوفی کی رجمنٹ کے کرنیل کے پاس بھیجدیا - دوسرا روسی بالغلب وجوہ صحت یاب ہوگیا تھا
چونکہ مین پانچ دفعہ فوجی ہسپتالون مین گیا - اِس لئے ہر دفعہ کی اقامت ٹھیک یاد نہین رہگئی - بہر حال مجھے لقوہ
نہ ہوا - اور غالباً دوسرے ہی دن مجھے ڈاکٹر نے کہدیا کہ اب اوسکا احتمال نہین رہگیا - اور تم واپس جاسکتے ہو -
پلٹن کا سرجن مجھے چاق چوبند واپس آتا دیکھکر بہت بگڑا - کہ اوسکا قیاس درست نہین نکلا - اوسنے آواز
کرخت مجھسے کہا "علمی اصول کے مطابق تمکو تشنج ہوجانا چاہئے تھا - ہسپتال والے تمہارا درست معالجہ
نہین کر سکے" - جبکہ مجھے اتنی جلدی واپس آتا دیکھکر خوشی سے اچھل پڑا - اور بے اختیار ایک ایسا چکر
لگا دیا جیسا کہ ناچ مین لگایا جاتا ہے - سپاہی اوسے ایسا کرتے دیکھکر حیران رہگئے - اونہون نے پہلے
کبھی کسی بیہلے مانس کو ناچتا ہوا دیکھا یا سنا نہین تھا -

مین پلیونا سے پانسو سگریٹ اور آدھ سیر تمباکو لیتا آیا تھا - یہ چیزین جسطرح مینے حاصل کی تھین اوسکو
بتاتے ہوئے شرم آتی ہے - چنانچہ مین اوسکی زیادہ توضیح نہین کرتا - ہم سب افسرون نے ملکر انہی

خوشی سے وقت گذارنا شروع کیا - محمد نے رخ اٹھا کر بازی کھیلی - اور پھر بارہ چالون مین مجھے شہ مات کر دیا - کپتان نے مجھے سگریٹ لیکر پیو - اور اپنی چھوٹی چھوٹی بصورت آنکھون کو جھپکایا - مگر زبان سے کچھ نہ کہا - آگ خوب روشن تھی - (میدان جنگ مین اگر سپاہی آگ روشن کر سکین تو اس سے بڑھکر کسی چیز سے انکو انقباض نہین ہوتا) ستارہ چمک رہے تھے - ہوا کے سرد جھونکے چل رہے تھے - ہمارے سامنے رات کی تاریکی مین ڈھنسی ہوئی بامن خاموشی پھیلی ہوئی تھی - اور وقت موت ، موت سے بدرجہا بدتر مصائب اور خطرات کو جو دونون چیزین وقت کے رحم مین نہان تھین ملئے ہوئے ہمارے پیش نظر تھا - مگر ہم ایسے نچنت اور بیفکر بیٹھے ہوئے تھے کہ فرشتے بھی ہماری لاپروائی پر آنسو بہاتے ہونگے -

۲۵ - اور ۲۶ - جولائی کو بھی ہماری فوج نے دو کامیاب معرکہ آرائیان کی تھین - مین اونمین شامل نہیں تھا - ۲۵ - کو ہماری چار پلٹنون اور دو توپون نے بریگیڈیر حسن صابری پاشا کے زیر کمان طرستنک پر جو پلیونا سے شمال مغرب مین ہے - حملہ کیا - لفٹنٹ کرنیل محمد ناظف بک نائب کمانڈر تھے - یہان کاسکون نے اپنا بیس آف آپیریشن (قاعدۃ الجیش) بنا رکھا تھا - اور وہان سے اٹھکر ہمارے قافلون کو ستایا کرتے تھے - مختصر سے مقابلہ کے بعد غنیم منتشر ہوگیا - اور ہماری فوج دوسرے دن پلیونا کو واپس آگئی - اسی ۲۵ جولائی کو پہلی مہم سے بعد مشیر نے بریگیڈیر رفعت پاشا کو زیر کمان چھ پلٹنین - ایک باتری اور کچھ چرکس سوار لوفچہ کی سڑک پر روانہ کئے - کرنیل توفیق بک نائب کمانڈر تھا - اس قصبہ پر جسے بلغاری لواز کہتے ہین - اور جو دریا اوسمہ پر واقع ہے - ۱۶ - جولائی کو کاسکون نے قبضہ کر لیا تھا - نقشہ کو سرسری نظر سے دیکھنے پر ہی اس مقام کی اہمیت معلوم ہوجائیگی - یہ قصبہ طرویان سے ۲۰ میل اور طرویان سے ۱۳ میل بجانب شمال اس موقع پر واقع ہے جہانکہ طرویان پلیونا سڑک ٹرنووا کی سڑک سے جو براہ سلوی مشرق کیطرف آتی ہے تقاطع کرتی ہے - اسمین عیسائی مسلمان ملے جلے باشندے تھے - اور بلگیریا کے نہایت ہی متمول - خوبصورت - خوش نما - اور مہذب و شائستہ شہرون مین سے گنا جاتا تھا -

مین ابھی ذکر کر چکا ہون کہ ہمکو صوفیا سے چودہ پلٹنون کی کمک پہونچگئی تھی - اس سے ہماری فوج مین ۴۹ پلٹنین ہوگئین - انمین سے دو چھ پلٹنین جو لوفچہ بھیجی گئین اور وہین مقیم ہین - وضع کرنیکے بعد

۳۰ - جولائی کی لڑائی مین ہماری جمعیت ۳۴ پلٹنون کی تھی - ۲۶ - جولائی کی صبح کو ترکون سنے لوفچہ
حملہ کیا - کاسک حملہ ہوتے ہی پسپا ہو گئے - مگر بلغاری باشندے جنکو روسیون نے سلح کر
قواعد سکہا دی تہی - خوب جی توڑکر (لیکن بیفایدہ) لڑے - اِن نمکحرامون کو سرسری تحقیقات
کیفر کردار کو پہونچا دیا گیا - کئی سو عکما پہانسی پر لٹکائے گئے - اور بے تعداد غدار غضب آلود مسا
باشندون نے اوس قتل عام کے بدلہ مین جو کچھہ عرصہ پہلے عیسائیون نے سلمانون کا کیا تہا تہ
کر ڈالے -

اِسمین کوئی شبہہ نہین کہ روسیون کے برخلاف آیندہ جارحانہ کارروائی کرنیکے لئے عثمان پا
لوفچہ - پلیونا لاین پر بیس آف آپیریشن قایم کرنیکا ارادہ رکھتے تہے - انکا خیال تہا کہ لوفچہ کے
ایک اَور آرمی کور یا کم از کم ایک ڈویزن فوج بہیجہ یجائیگی - اسغرض کے لئے اطرو پول یا طرویان
عدن کے راستہ جو برابر ترکون کے ہاتہ مین ستہے - صوفیا - فلپ پولی یا ایڈریانوپل سے فوج بہیجی
تہی - مگر ایسا نکیا گیا - اور لوفچہ کی حفاظت کا کام بہی عثمان پاشا پر ڈال دیا گیا - اور اس مرد فدائی ا
شان یکتائی مین ناممکن کام بہی کرکے دکھا دیا - محض اپنی ایک اکیلی "آرمی کور" سے اوسنے دنیا کی
عظیم ترین طاقت کو ساڑھے چار مہینون تک ایک قدم آگے نہ بڑہنے دیا -

۲۷ - ۲۸ - اور ۲۹ - جولائی کے تینون دن فیصلہ کن جنگ کی سر توڑ تیاریون مین صرف ہو
کہانیکے لئے ہمارے پاس وافر سامان موجود تہا - گوشت ہر روز ملتا - اور پہل اِس کثرت سے ملتے کہ ا
لیئے اچہے نہ تہے - کئی شخص پیچش سے بیمار ہو گئے - میری کمپنی کے دو اِس مرض مین مبتلا ہوئے
اِن بیمارون مین سے ایک یا دو ہلاک بہی ہو گئے - میری صحت بہت اچہی تہی - لڑائی کے دن پر
تقریباً مندمل ہو گیا ہوا تہا - جیک کی طبیعت اِسکون پر تہی - اپنی زندہ دلی اور خوش طبعی کیوجہ
دہ کمپ کی روح رواں بنا ہوا تہا - کہیل تماشے جیسے کہ لڑائی کے بعد کئے گئے تہے - اب نہیں
تہے - تفریح کے لئے کوئی فرصت ہی نہ تہی - ہماری فوج سواران مین عثمانیہ کاسکون کے دو رسا
تہے - یہ لوگ جو میرے خیال مین علاقہ کوہ قاف سے آئے تہے - غلیظ اور بدنام مگر ساتہہ ہی
ایسے بہادر اور سانپ جیسے مکار تہے - ہماری کیولری اسلحہ سے مضبوط ہوکر متواتر قرب
مین گشت کرتی رہتی تہی - اور بسا اوقات وہ دشمن کو دیکہکر اہم خبرین لایا کرتی - اِن تمام

یہی پتہ ملتا تہا کہ غنیم کی زبردست فوجین شمال (دینکو پی) شمال مشرق (مسٹووا) اور جنوب مشرق (ٹرنووا) سے چلی آرہی ہین - اور پلیونا کے مقابل جمع ہو رہی ہین - پس یہ ناقص ترین عقل رکہنے والی پر بہی واضح ہو رہا تہا کہ اِس دفعہ غنیم کا صرف ایک واحد ڈویزن نہین بلکہ ایک یا دو سالم آرمی کور ہمسے نبرد آزما ہونگے -

ہماری کمپنی کا آدہا دستہ (یعنی ۲۰ آدمیونسے لیکر ۲۵ تک) ہر وقت "آوٹ پوسٹ" ڈیوٹی (بعیدی چوکی کے پہرہ کی نوکری) پر رہتا - چونکہ جیک اسمینے مورچہ کی تیاری اور تکمیل مین کسیقدر قابلیت دکہائی تہی - کپتان سنے ہمارے سکویڈن کو کمپ مین رکہا - اور آوٹ پوسٹ کے لئے آدمی بہم پہونچانا صرف پہلے سکویڈ کے ذمہ رہا - اِس بعیدی پہرہ کے فرائض کے لئے یہ دستہ جسکے ساتہ چند چرکس بہی شامل کر دئے گئے تہے - دو حصون مین تقسیم کیا گیا - اور ہر دو تراب نوبت بہ نوبت اِنکی کمان کرتے - مورچون کی حفاظت کیلئے تو یہ بعیدی چوکیان تہین - اور پہر ہر ایک بعیدی چوکی نے اپنی حفاظت اور دشمن کی خبرداری کے لئے اپنے سامنے نیم دائرہ کی شکل مین بارہ بارہ موقعون پر ایک ایک سنتری مقرر کر رکہا تہا - بعض سنتریون سنے اپنی حفاظت کے لئے تین تین فیٹ عمیق گڑہے کہود دئے تہے - مگر اکثر نے کچہ عرصہ بعد جاکر ایسا کیا - نومبر مین عثمان پاشا کے کمپ کے گرد اِن گڑہون کی قطار تیس میل مین پہیلی ہوئی تہی - مورچہ اور آوٹ پوسٹ (بعیدی چوکی) مین ایک تہائی میل اور آوٹ پوسٹ و سنتری مین ایک چوتہائی میل کا فاصلہ تہا - اور میرا خیال ہے کہ جو کمپنی محافظت کی پہلی لائن مین تہی - اوسے بالاستقلال ایک آوٹ پوسٹ کو لئے سپاہی بہیجنے پڑتے تہے - ہماری بعیدی چوکی کا کپتان اکثر معائنہ کرتا رہتا تہا - اور میجر - کرنیل - اور نیز بریگیڈیر یا اُسکی طرف سے کوئی اَور شخص دِن اور رات مین جب مناسب سمجہتے بلا اطلاع گشت کرتے ہوئے وہان پہونچتے رہتے تہے - کسی شخص کو بلا شناخت کمپ مین داخل نہین ہونے دیا جاتا تہا - باہر جانیکے لئے اِس سے بہی زیادہ سخت قاعدہ تہا - گشت کنندہ یا چارہ فراہم کرنیوالے دستون کے سوا کسی فرد بشر کو عورت ہو یا مرد خود مشیر کی تحریری سند کے بغیر باہر نہین جانے دیا جاتا تہا - مینے ایک دفعہ پلیونا کے ایک بلغاری خاندان کو جو اپنا ڈنگر ڈہنگر اور مال مویشی لیکر جنمین ایک بلی - ایک طوطہ اور ایک چپچ چہاڑا مچانیوالا شیر خوار بچہ بہی شامل تہا - کمپ کی حدود سے چوری چہپے جا رہا تہا روکا اور گرفتار کرکے فوجی حراست مین شہر کو واپس کر دیا - لیکن جہانتک ممکن ہو سکتا تہا انکو لوٹ

بہت ہی نرم ہو رہا تھا کی جسکی وجہہ سے شاید اونسے کوئی تعرض نہ کیا گیا - اور صرف آئیندہ کو اونکو ایسا نہ کرنیکی ہدایتیں پر اکتفا کیا گیا -

کیمپ مین نظام نہایت سخت اور عام انتظام قابل تعریف تہا - اور ہر ایک کام نہایت درستی اور صفائی سے طے ہوتا تہا - ہمارا توپ آغاسی سخت زخم کیوجہ سے صاحب فراش تہا - اور سب لوگ اسبات سے خوش تہے - ایک مہینہ بعد وہ صحت یاب ہوا - اور سب کے لئی اسکی صحت یابی کا دن یوم جشن و ملال تہا محمد بہرور نے ایکدن مجھسے ہنستے ہوئے ذکر کیا کہ چند رومانوی یہودیون نے جنکے سر کے بال لمبے چونڈھ کئے اور بلند ٹوپیان ٹوٹی پہوٹی تہین - خرید و فروخت کے لئی کیمپ مین داخل ہونیکی کوشش کی - اونکا متاع سوداگری مستعمل بنیانین - بٹن - سوئی تاگہ - تنباکو - کاغذ قلم دوات - فحش تصویرین - اور بہت قسم چیزین تہین - اونکو زبانی روکنے سے کوئی نتیجہ نہ نکلا - مگر جب ایک سنگین اونکی طرف سیدہی کی گئی - تو وہ شور و غل مچاتے اور طرح طرح کی شکلین بناتے پیچہے ہٹ گئے - بالفاظ دیگر اس داستان کا لب لباب یہ ہے کہ یہودی دنیا مین ہر جگہ یکسان عادات رکھتے ہین - جنگ ہو یا امن - گرمی ہو یا سردی اون کو بیوپار اور نفع کمانے سے کوئی چیز نہین روک سکتی -

جس مورچہ مین میری پلٹن مقیم تہی وہ اون چار مورچون مین سے تہا - جسے روسی "گریوستر کے مورچے" پکارتے ہین - یعنے اوس پہاڑی کے نام سے جسپر وہ بنے ہوئے تہے - اور اونکا نام "جانق بایر طابیہ سر"[۲۶] رکہا تہا - مورچہ کا شمالی دامن جو غنیم کی طرف تہا اوس نالی کے کنارہ تک چلا گیا تہا جسکی کیفیت پہلی لڑائی کے حالات مین لکہی جاچکی ہے - اوس مورچہ سے آگے "سکر مشران" کی حفاظت کے لئے ایک خندق نالہ کے جنوبی ساحل پر اور دو جو اوپر تلے تہین سامنے کے کنارہ کے کرارہ پر تہین - انکے علاوہ مورچہ کے دونون پہلوؤن پر بہی خندقین تہین جو مورچہ سے زاویہ منفرجہ بناتی تہین -

[۲۶] بعض مصنفین نے اونکا نام "عبدالکریم طابیہ لر" لکہکر دکہایا ہے کہ ترک انہین اس نام سے پکارتے تہے - مگر مجھے یاد نہین پڑتا کہ کسی ترک نے اس نام سے اونکو کبہی پکارا ہو - عبدالکریم سابق سپہ سالار نے کوئی ایسا کام نہین کیا تہا کہ ہم اپنے اہم ترین مورچہ کو اوسکے نام سے موسوم کرتے - یہی ریمارک پلیونا کے جنوب کی طرف کی پہاڑی کے نام کے متعلق جو "سبز پہاڑی" بتایا جاتا ہے حاوی ہوتا ہے - جو اوس پہاڑی کو کبہی "یشل بایر" پکارے جاتا نہ سنا تاہم کوئی اور بہتر نام دستیاب نہونیکی وجہ سے مین بہی رومی مصنفین کے اوس نام کو استعمال کرونگا - مصنف

ان سے حملہ آور دشمن پر پہلو پر سے نہایت مہلک اور تباہی بخش آتشباری ہوسکتی
تھی - چنانچہ اپنی بغلی خندقون کی وجہ سے دوسری لڑائی مین رسیونکی تمام کوششین
بیکار رہین - اس مورچہ مین دو پلٹنین - ایک باتری پانچ توپون کی (چھٹی توپ ۲۰ جولائی
کو لڑائی مین ٹوٹ گئی تھی) اور چند چرکس سوار مقیم تھے - یہہ سوار گشت - بعیدی چوکی -
اور توپخانہ کے متعلق کامون مین مدد دینے کے لیئے تھے -

دوسرے مورچہ مین جو تقریبًا ہمارے مورچہ کی سیدہ مین اوسکے متصل داہین جانب
تہا دو پلٹنین اور آدہی باتری مقیم تھی - ہماری بائین طرف بہی نصف میل آگے کو نکلو
ہوئے بوکووا سے قریب دو چھوٹے مورچے یا دمدمے تھے - ہمارے مورچہ کا رُخ ٹھیک شمال کو
اور ان دونون کا شمال مغرب کو تہا - انہین سے ہر ایک مین ایک ایک پلٹن اور ایک
ایک یا دو دو توپین تہین -

ان چارون (دو چھوٹے اور دو بڑے) مورچون سے جانق بایر پر اوسکی قدرتی بناوٹ
کے مطابق ایک مضبوط گڑہ بنگیا تہا جسمین ایک بریگیڈ (۶ پلٹنین یعنی تخمینًا ۴۵۰۰
آدمی اور ۱۱ توپین تہین) مقیم تہا - اسکا طول شرقًا غربًا ساڑہے تین میل تہا - اور وہ نیکوپولی
سڑک سے زاویہ قایمہ بناتا ہوا تقاطع کرتا تہا - خندقین چار فیٹ گہری تہین - مورچہ زمین کی
قدرتی بلندی کے علاوہ بیس بیس فیٹ بلند تھے - ہمارا بازو [illegible] غیر محفوظ اور کھلا تہا
مگر اسطرف بہی ایک منفرد مورچہ بند "ایڈوانس پوسٹ" (آگے کو بڑہی ہوئی چوکی یا ایسی
گڑہی یا چوکی جسمین فوج طلیعہ رہے) شمال مغرب مین اڑہائی میل کے فاصلہ پر اوپانتز
کے قریب موجود تھی - جسمین دو پلٹنین مقیم تھین وِدِ کے راستون کی محافظ تہین - اسیطرح
کی ایک اونچی چوکی اول الذکر سے تین میل بجانب جنوب اوس پل کی محافظت کرتی تھی
جسپر سے ارخانیہ سڑک دریا وِد سے گذرتی ہے - اسمین ایک پلٹن تھی -

ہمارے داہین بازو پر بہی مشرق رو دیہ ایک مضبوط گڑہ تیار کرلیا گیا تہا - اس مین تین
پلٹنین اور دو آدہی باتریان تہین - یہ آدہی آدہی باتریان دو ٹھوس مربع شکل کے
مورچون پر نصب تہین - روسی انکو گریوتزا مورچے نمبر ۱ و نمبر ۲ "لکھتے ہین - ہم ان کو

باش طابیہ کر پکارتے تھے - آیندہ مین انہین اسی نام سے لکھونگا -

کُل متذکرہ بالا گڑہ اور مورچے ملک عثمان کے کمپ کا یساری بازو تھے - یہ بازو عادل پاشا کے زیر کمان تھا جس کے ماتحت ایک ڈویزن (بارہ پلٹین) تین باتریان - نظام کیولری کے دو رسالے اور چرکسون کا ایک دستہ تھا -

ہمارا (یعنی عثمان کے کمپ کا) یمین حسن صابری پاشا کے ماتحت تہا - اور اوسکا رُخ جنوب رویہ تہا - اِسکی جمعیت بہی یساری فوج کے برابر تہی - اسوقت مشیر کے پاس ۳۴ پلٹنین ۵۷ توپین چھہ رسالے نظام کیولری - دو رسالے عثمانیہ کاسکون کے اور چارسو چرکس بیقاعدہ کلہم ۲۰ ہزار آدمی تھے - اسمین وہ فوج شامل نہین جو لوفچہ کو بہیجدیگئی تہی - دونون بازوؤن (یمین و یسار) کی فوجون کو وضع کرنیکے بعد مشیر کے پاس ریزرو مین نو پلٹنین - سات بتین باتریان اور چار رسالے تھے - انمین سے ایک پلٹن پلیونا مین تہی - باتریان اور رسالے شہر سے شرق کیطرف کی پہاڑی کی چوٹی پر جسپر کہ مشیر کا ہیڈ کوارٹر تہا مقیم تھے - ریزرو فوجکی باقیماندہ آٹھ پلٹنین پہاڑی مذکورہ کے جنوبی اور مشرقی دامنون پر فروکش تہین ریزرو کی ۲۲ توپین اسطرح نصب کی گئی تہین کہ میدان جنگ کا دو تہائی حصہ اونکی زد مین تہا - مختلف مقامات پر فوجکی تعیناتی اور موقعہ بموقعہ مورچے تیار کرنیکے نقشے بنانے مین چونکہ مینے بہی مدد دی تہی - اِس لئے یہ باتین مجہے اچہی طرح سے یاد رہی ہین - علاوہ برین چونکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ عثمان کی مورچہ بندیان اور فوجکی تقسیم و تعیناتی خود ہی اپنی نظیر تہین - اور انکو ماہران فن حرب استفادہ کے لئے قابل تقلید نمونہ قرار دیتے ہین - مینے اونہین بالوضاحت بیان کردینا ضروری سمجہا - اور اِس طوالت کے لئے کسی معافی کی ضرورت نہین دیکہتا - ترکی فوج کا پہیلاؤ ودکے پل یعنے مغرب سے لیکر بجانب شرق باش طابیہ تک سات میل اور اوپانتز سے سبز پہاڑی تک شمالاً جنوباً تخمیناً ۴ میل تہا -

ہمارے مورچے اندر سے کہو کہلا کرکے اوسمین سونے - گودام رکہنے اور اصطبلون کا کام دینے

نمبر۱ ۲۰ جولائی کو ہمارے پاس ۵۸ توپین تہین - اِس کے بعد جیسی چھہ توپین صوفیا سے آئین ویسی چھہ لوفچہ کو بہیجدیگئین - اور ایک ٹوٹ گئی تہی - پس باقی ۵۷ رہین - مصنف -

کے لئے کوٹھریان بنا دی گئی تہین - اِن کوٹھریون کو ہمین اسطرح تیار کرنا پڑا تہا کہ لکڑی کی بہت کم ضرورت پڑے - کیونکہ پلیونا کی مشرق اور شمال کیطرف کی پہاڑیون پر بمشکل کوئی درخت پایا جاتا ہے - مگر جنوب اور مغربی جانب کی پہاڑیون پر بہت سے شاندار باغ اور تاکستان موجود ہین - پہلدار درختون کے کاٹنے کی ممانعت کر دی گئی تہی - کیونکہ اونسے نہایت لفیس اور وافر غذا کا سامان میسر ہوتا تہا - چہتین شکستہ چوبی سامان کے ٹکڑون اور اِسی طرح کے عجیب وغریب مختلف قسم اور شکلون کے چوبی تختون سے پاٹی گئین - اور سہارے کیلئے اون کے نیچے خیمون کی چوبین اور .... کہڑے کر دئے گئے - کوٹھریون کی دیوارون کو تہرونسے جنہین بڑھا سیدھا ترچہا ترچہا کر مطابق کہڑ لیا گیا تہا مضبوط کی گئی تہین - اور فرش پر بچہ جانورون کے دہوپ مین خشک کئے گئے چمڑے - پایال کی موٹی تہہ - پہیڑونکی کھالین اور سیل لپیٹنے کے لئے بچہا دئے گئے تہے - جس شخص یا جماعت کو پلیونا یا کسی متصلہ گاؤن مین جانیکا اتفاق ہوتا وہ وہان سے کچہہ نہ کچہہ یعنی کوئی اوزار - آلہ یا کارآمد برتن ضرور لئے آتی - ترک باشندے یہ چیزین خوشی سے خودبخود اور بلغاری خوف کے مارے دیتے تہے بلکہ میرا خیال ہے کہ اکثر چیزین انسے بجبر لیجاتی تہین - جبرًا لینے کے لئے ہمنے "ستعارلینی" کی اصطلاح گھڑ رکھی تہی - ہمارے پاس لفظ ہی کچہہ نہ تہی - لیکن اگر کسی چیز کا مالک چاہتا تو اوسکو تحریری رسید لکھدیجاتی تہی - جنکی نسبت بلا اندیشہ تردید کہا جاسکتا ہے - کہ اونکا روپیہ کبہی ادا نہ کیا گیا ہوگا - پس ہم اسطرح ہروز اپنی آسائش کے سامان بڑہاتے رہتے تہے - لیفٹننٹ کی مستعدی بینظیر - ذہن رسا ہر وقت حاضر اور جو ایک ہزار ایک ہنر جانتا تہا میرے دستہ کے حق مین فرشتۂ رحمت تہا - چنانچہ ہمارے مکان دوسرے دستون کے لئے نمونہ کا کام دیتے تہے - پانی اور فضلہ کی نکاسی کے انتظام مین ہمین بہت تردد کرنا پڑا - ہیمورادر مین ہر وقت کامل صفائی پر مصر رہتے تہے - ترکون کو اسکی چندان پروا نہین ہوتی - مگر ہم اول لفٹننٹ کو اپنے ڈھب پر لے آئے اور اوسنے اس بارہ مین ہماری تقلید کرکے ہم جیسا ہی انتظام کر دیا - اور اسطرح دیکھا دیکھی دوسرے کپتانون نے بہی اوسی طرح کر دیا - جسکا یہ نتیجہ ہوا - کہ کل کیمپ مین ہمارے مورچہ کی صحت سب سے اچہی رہی - پانی کے ذخیرہ کی

جو چند ان وافر نہ تھا جہاں تک گنجایش نکل سکتی ہم سپاہیون کو اپنے جسم اور کپڑے دہو
اور تختون اور برتنون وغیرہ کو مانجتے رہنے کی سخت تاکید کرتے رہتے ۔ صفائی کے انتظا
مین دافع عفونت دلقدی اور یہ کی قلت بہت مارج ہوتی تھی ۔ مگر مینے ایک فوجی ہسپتا
کے مہتم اور یہ سے پرمن گنیٹ آف پوٹاش رسبجی کا مرکب) کیڑون کے مارنیکے پوڈر ۔ او
ایسڈ را یک قسم کا تیز آب) کی کچہہ مقدار لے لی ہتی ۔ صابن ہمنے پلیونا سے "ستار" حاصل
کیونکہ راشن کے ساتہ جو ملتا تہا وہ ناکافی ہونیکے علاوہ باقاعدہ نہین ملاکرتا تہا برتنون کی بہ
کیفیت تہی اور وہ بہی اسیطرح حاصل کرلی گئی تہین ۔ پھر بہی چونکہ ذخیرہ وافر نہ تہا سپاہیو
دن مین صرف ایکدفعہ کے استعمال کے لئے صابن دیا جاتا تہا ۔ پوڈر مین ایسی کنجوسی
صرف کرتا تہا کہ گویا وہ طلائی ریگ ہے ۔ لیکن ترکون کو کپڑ دن مکوڑون کی ویسی پروا ہی
جیسی کہ مجہ اور جبکہ ان ننہے ننہے سے مہانون کی رونق افروزی ناگوار گذرتی تہی پینے کے
پانی اوس چشمہ سے لایا جاتا تھا جو بقال نے دریافت کیا تہا ۔ دوسرے کامون کے لیے پا
پر ایک میل کے فاصلہ سے ہر روز گریو تسزا سے پیپے بہر کر لائے جاتے تہے ۔ مورچہ سے
کے پانی کے نکاس اور اوس سے ٹب بہر لینے کا بہی انتظام کرلیا گیا تہا ۔

خط محافظت کے سامنے سو کل ایسی چیزین جو حملہ آور غنیم کو پناہ کا کام دیسکتین دور کردیگ
تہین ۔ اسطرح سے جو جہاڑیان کاٹی گئین دہوپ مین سکہا کر اونکا ایندہن بنالیا گیا تہا ۔
مورچہ ۲۹ ۔ جولائی کو مکمل ہوگیا ۔ مگر اکثر دوسرے نامکمل رکھے انکو اندرسے خالی کرنیکا کام لڑائی
بعد جاکر ختم ہوا ۔ کئی جگہہ سپاہی مٹی کی جہونپڑیون یا خیمون مین سوتے ۔ ایک جگہ مینے ہا
لکڑی کی کپڑے رکہنے کی بڑی الماری کو چہہ سپاہیون کا گہر بنا ہوا دیکہا ۔ جو اوس ۔
خانون مین گہسکر اسطرح سے سوتے تہے ۔ جسطرح جہاز کی خانہ نما چہوٹی چہوٹی کوٹہریون مین
آرام کرتے مین ۔ دوسری جگہ چند سپاہیون نے کہانیکی میز کو خوابگاہ بنا یا ہوا تہا ۔

پلیونا کی مجوزہ مورچہ بندی اگست کے اخیر مین مکمل ہوئی اور مغربی جانب کی مورچہ بند
کہین اکتوبر مین جاکر ختم ہوئی ۔ انگلی بچوانکی لنسبت یہ کہا جاسکتا ہے ۔ کہ ۳۱ ۔ اگست کو مورچ
کی لنسبت ہمارے پاس دو گنے مورچے تہے ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ روسی موجود

یہ بیان بالکل غلط ہے کہ پلیونا کی مورچہ بندی جولائی کے اخیر مین ہی مکمل ہو گئی ہوئی تھی -

۲۹ جولائی کی سہ پہر کو کل فوج مین یہ خبر مشہور ہو گئی کہ لڑائی ہوا ہی چاہتی ہے - تمام اعلے افسر ہیڈکوارٹر مین بلائے گئے - اور رات پڑنے سے پہلے ہم سب کو مفصل ہدایات بتائی گئیں میجر نے ہم افسرون کو ایک جگہ بلا کر مناسب وقت تقریر کی - سپاہیون کو جوش اور شگفتگی کی کوئی انتہا نہ تھی - اونکو فتح کا پورا یقین تہا - اور فوج کی عام اخلاقی حالت حسب مراد تھی -

ہمنے تاریکی چہا جانے سے پہلے ہی کل انتظام مکمل کر لئے - فی کس پانچ سو کے حساب سے کارتوس تقسیم کئے گئے - جنمین سے اسی اسی ہر ایک سپاہی نے تہیلون مین ڈال لئے - اور باقی مورچہ مین ذخیرہ کئے گئے - چھوٹے بسکٹون سے اور بوتلین سرد قہوہ سے بھر لی گئین - مورچہ کی گودامی کوٹھریون مین غذا وافر جمع تھی - ٹینون مین پینے کا پانی بھر کر اونہین خندقون مین رکھدیا گیا - زخمیون کو ہسپتالون مین لیجانے کے لئے گاڑیان عقب مین تیار کر کے کھڑی کر دی گئین گھوڑون پر زینین اور ساز لگا دئے گئے - کہ اگر غنیم مورچہ کو فتح کرے تو وہ توپون اور زائد گولہ بارود کو لیجانے کے لئے تیار کھڑے ہون - تلوارون اور سنگینون کو تیز کیا گیا - رائفلون کو صاف کر کے اونکی دیکھ بھال کی گئی - اور ڈاکٹر نے اپنی چہریون قینچیون اور سلائیون اور موچنون کو اچھی طرح سے پرتال لیا - ہم صف بستہ کھڑے تھے کہ فریق عادل پاشا معائنہ کو آ گئے - ہمنے فوجی قاعدہ کے مطابق بندوقین اٹھا کر سلامی اتاری - مورچہ کو دیکھکر اونہون نے خوشنودی کا اظہار کیا - پھر کچھ عرصہ ہمارے خانگی زینی بوز دبا شی کے انتظامات کو دیکھتے رہے - مینے اور جیک نے صفائی کا جو انتظام کر رکھا تہا - اوسے دیکھکر اونکے خوبصورت چہرہ پر ایسی مسکراہٹ نمودار ہو گئی جسمین تلطف آمیز حقارت کے آثار پائے جاتے تھے - کیونکہ ترک صفائی کی اہمیت کو خفیف تجنے کیطرف میلان رکھتے ہیں -

اکثر سپاہی کل ہتہیار اور وردی لگائے دس بجے سو گئے - اوٹ پوسٹون العیدی چوکیون کی جمعیتین بڑہا دیگئین اور ساری رات تاریکی مین مسلسل معائنہ اور متواتر گشت ہوتی رہی - کپتان اور لفٹنٹ اس کام پر تمام شب باہر رہے - جس سے عارضی طور پر کمپنی کی کمان میری تفویض مین رہی مین اور جیک نوبت بہ نوبت دو دو گھنٹے سوتے رہے جب میری

باری جاگنے کی آتی تو مین فصیل پر ایک ٹال بچھا کر بیٹھ جاتا اور دوربین آنکھون سے لگائے ہوئے افق کو دیکھتا رہتا۔ دوسری طرف سانس بند کئے اسلاح سے کان لگائے رہتا کہ ذرا سی مخدوش آواز بھی سنائی دیجائے۔ مگر مجھے کوئی چیز دکھائی اور کوئی آواز سنائی ندی۔ جس سے دشمن کے قرب کا حال معلوم ہوجاتا۔ میرے قریب توپچی اپنی توپون پر پہرہ دے رہے اور سامنے قریب ترین خندق کے کنارہ پر سنتری گشت کر رہے تھے۔ اور دائین بائین دوسرے افسر بھی وہی کام کر رہے تھے جو مین کر رہا تھا۔ یعنی بیحس و حرکت بیٹھے نگرانی اور دشمن کا انتظار کر رہے تھے۔

پہلی رات صاف اور نکھری ہوئی تھی۔ طلوع فجر کے قریب مطلع مکدر ہوگیا۔ اور کل میدان مین نہایت گہری سفید کہر چھا گئی۔ دو بجے جھپک آگیا۔ اور مین نیچے جاکر سو رہا۔ ان راتون پہلی لڑائی کی شب پیشین کیطرح مجھے کوئی وسوسہ نہوا۔ نہ صبح کی لڑائی سے طبیعت مین کوئی خوف پیدا ہوا۔ ۲۹ جولائی کو پلیونا فوج کی صفائی ترتیب حسب ذیل تھی:۔

کمانڈر :۔ مشیر عثمان پاشا

سٹاف کا اعلے افسر :۔ بریگیڈیر طاہر پاشا

سٹاف :۔ لفٹننٹ کرنیل خیری بک۔ لفٹننٹ کرنیل رؤف بک

اعلی ایڈیکانگ (یاور) :۔ لفٹننٹ کرنیل طلعت بک

کیولری کا کمانڈر :۔ کرنیل عثمان بک

آرٹلری کا کمانڈر :۔ کرنیل احمد بک

اعلے سرجن (ڈاکٹر) :۔ کرنیل حاسب بک

اول ڈویژن

کمانڈر :۔ جرنیل ڈویژن عادل پاشا

اول بریگیڈ :۔ کمانڈر :۔ کرنیل امین بک

اول رجمنٹ :۔ کمانڈر :۔ لفٹننٹ کرنیل محمد ناظف بک

ایک پلٹن شاسر نظامیہ
دو پلٹن نظامیہ انفنٹری

دوم رجمنٹ:۔ کمانڈر۔ کرنیل عمر بک

ایک پلٹن نظامیہ انفنٹری
دو پلٹن ردیف انفنٹری

ایک باتری (۴ پونڈر) میدانی توپخانہ کی
ایک باتری (۴ پونڈر) اسپی توپخانہ کی

دوم برگیڈ:۔ کمانڈر۔ برگیڈیر قرہ علی پاشا

سوم رجمنٹ:۔ کمانڈر:۔ لفٹنٹ کرنیل محمد بک

تین پلٹن ردیف انفنٹری

چہارم رجمنٹ:۔ کمانڈر:۔ لفٹنٹ کرنیل سلیمان بک

ایک پلٹن نظامیہ انفنٹری
دو پلٹنیں ردیف انفنٹری

ایک باتری (۴ پونڈر) میدانی توپخانہ کی
دو رسالے نظامیہ کیولری کے
ایک سو بیقاعدہ سوار

دوم ڈویزن

کمانڈر:۔ برگیڈر حسن صابری پاشا

سوم برگیڈ:۔ کمانڈر:۔ برگیڈیر طاہر پاشا

پنجم رجمنٹ:۔ کمانڈر:۔ کرنیل یونس بک

ایک پلٹن شاسر نظامیہ
دو پلٹن نظامیہ انفنٹری

ششم رجمنٹ :۔ کمانڈر :۔ کرنیل سعید بک

ایک پلٹن نظامیہ انفنٹری
دو پلٹن ردیف انفنٹری

ایک باتری (۶ پونڈر) میدانی توپخانہ کی
ایک باتری (۳ پونڈر) کوہی توپخانہ کی

چہارم برگیڈ :۔ کمانڈر :۔ برگیڈیر عطوف پاشا

ہفتم رجمنٹ :۔ کمانڈر :۔ لفٹننٹ کرنیل ابراہیم بک

دو پلٹن نظامیہ انفنٹری
ایک پلٹن ردیف انفنٹری

ہشتم رجمنٹ : کمانڈر :۔ کرنیل حمدی بک

ایک پلٹن نظامیہ انفنٹری
دو پلٹن ردیف انفنٹری

ایک باتری (۶ پونڈر) میدانی توپخانہ کی
دو رسالے نظامیہ کیولری کے
ایک سو بیقاعدہ سوار

ریزرو

کمانڈر :۔ برگیڈیر صادق پاشا
ایجوٹنٹ :۔ لفٹننٹ کرنیل عبداللہ بک
انفنٹری کا کمانڈر :۔ لفٹننٹ خیری بک

دو پلٹن نظامیہ
۷ پلٹن ردیف

کیولری کا کمانڈر :۔ کرنیل عثمان بک

دو رسالے نظامیہ

۲ رسالے عثمانیہ کاسکون کے
۲ سو بیقاعدہ سوار

آرٹلری کا کمانڈر:- کرنیل احمد بک

۲ باتری (۶ پونڈر)
۲ جنرہ (یعنی ۴ توپیں) (۶ پونڈر)
ایک باتری اسپی (۴ پونڈر)
انجنیروں کی ایک کمپنی

فوج مقیمہ پلیونا کی میزان:- ۳۳ پلٹن - ۹½ باتریاں ... بیقاعدہ سوار اور ایک کمپنی انجنیران - جملہ ۲۰ ہزار آدمی اور ۵۷ توپیں

فوج مقیمہ لوفچہ

کمانڈر:- برگیڈیر رفعت پاشا

ریجمنٹ: کرنیل توفیق بک

ایک پلٹن نظامیہ شناسروں کی
ایک پلٹن نظامیہ انفنٹری
چار پلٹن ردیف انفنٹری
ایک باتری (۶ پونڈر)
ایک سو بیقاعدہ سوار

پلیونا فوج کی میزان بمعیت فوج مقیمہ لوفچہ:- ۳۹ بٹلین - ۱۰½ باتریاں - ۸ رسالے پانسو بیقاعدہ سوار - ایک کمپنی انجنیران - جملہ ۲۴ ہزار آدمی اور ۶۳ توپیں -

---

افواج جو رومانوی اور سربی حدود پر متعین تھیں

کمانڈر:- برگیڈیر محمد عزت پاشا (در ویڈن)

بمقام ویڈن:- ۱۲ پلٹن - ایک رسالہ - ایک میدانی باتری - پانچسو گرانڈیل قلعجاتی توپیں

شمال مغربی سرحد پر - ۴ پلٹنین -
بمقام لوم پلنگہ:- ۳ پلٹنین - ۲۰ قلعجاتی توپین -
بمقامات راہوو، بشتی:- ۵ پلٹنین - ۲۰ قلعجاتی توپین

میزان:- ۲۴ پلٹنین - ایک باتری - ۱ رسالہ - ۵۵۰ گران وزن قلعجاتی توپین -

جملہ ۱۷ ہزار آدمی -

میزان جملہ فوج جو مغربی بلگیریا مین عثمان پاشا کے زیر کمان مامور تھی:- ۴۳ پلٹنین - ۱۱½ باتریان اور ۹ رسالے یعنی جملہ ۴۰ ہزار آدمی - ۶۹ - توپین اور ۵۵۰ گران وزن قلعجاتی توپین -

پلیونا کے گرد کے مورچون اور ناکون پر سند رجہ ذیل کمانڈر تھے -

دوکاپل:- میجر کاظم - لوکودا کے مورچے:- لفٹننٹ کرنل سلیمان بک

جانق بائیر کے مورچے:- کرنل ایزنا بک - باش طابیون پر:- بریگیڈیر قرہ علی پاشا

ہیڈ کوارٹری باتریان:- کرنل احمد بک - دو بڑے مورچے جو ہیڈ کوارٹری پہاڑی سے مشرق اور بلگیرینی سڑک کے جنوب مین تھے - بریگیڈیر طاہر پاشا - بریگیڈیر عطوف پاشا

سبزی پہاڑی کا مورچہ:- لفٹننٹ کرنل ابراہیم بک - کرشن سٹل کا مورچہ:- کرنل یونس بک

شہر پلیونا:- میجر موسے

باب ہشتم

پلیونا کی دوسری لڑائی

۳۰ - جولائی ۱۸۷۷ء

۳۰ جولائی کو صبح کے ۶ بجے ہم اپنے اپنے مورچون مین تیار کھڑے تھے - چارو نظرت سند چھائی ہوئی تھی جسمین سے نگاہ کچھ کام نہین کر سکتی تھی - ہماری مورچہ کی دوسری پلٹن ۸ کمپنیون مین منقسم تھی -

اوسکی ہر ایک کمپنی کا نام بنام جمعیت سو آدمی کی تھی - مگر فی الحقیقت اسی سے لیکر ۵۰ تک تھی
ہر کمپنی دو سکوئیڈون مین منقسم تھی اور ہر سکوئیڈ ایک ایک لفٹنٹ کے ماتحت تھا - ہماری پلٹن مین چار
کمپنیان تھین - یعنی ہمارے مورچہ اور اوسکے توابعات (خندقون اور چوکیون) مین بارہ کمپنیان
تھین - بہتر ہے مین اپنی پلٹن کی کمپنیون کو الف ب ج د اور دوسری پلٹن کی کمپنیون کو م ن
و پ ق ر س ت پکارونگا - یہ نام صرف بغرض سہولت اور اختصار کے لئے مقرر کئے ہین -
انکا اصلی نام نہ سمجھ لیا جائے - تا د کمپنیون مین سے ہر ایک مین ڈیڑھ سو سے ۱۹۰ تک آدمی تھے -
اور م تا ت کمپنیون مین ہر ایک مین اسی سے پچاسی تک - میری کمپنی ج تھی - یہ بارہ کمپنیان
مختلف مقامون پر اس طرح سے تقسیم کی گئی ہوئی تھین - م پہلی اور ن دوسری خندق مین -
(خندقون کی ترتیب بائین طرف سے شروع کی گئی ہے) و پ نالہ کے جنوبی دامن اور ساحل پر
اوس جگہ درختون کا جو گھنا جھنڈ تھا اوسے کھڑا رہنے دیا گیا تھا - ق تیسری خندق مین زیب کمپنیان
سکرشنگ کے لئے لمبی قطارون مین پھیلی ہوئی تھین کہ - ر و س بائین (مغربی) اور الف دائین
(مشرقی) بغلی خندقون مین تھی - ب و ج مورچہ مین اور د و ت (بطور ریزرو) مورچہ کے عقب مین
تھین - پانچ توپین اور انکے اسی یا نوے گولنداز کرنل ... دونون میجر اور اونکے سٹاف اور بارہ ایک
چرکس بھی مورچہ کے اندر تھے - اور عقب مین ریزرو کے ساتھ ہمارے ڈویژن کے دونون نظامیہ رسالے
اور چرکسون کی ایک جماعت بھی تھی - فریق اور اوسکا سٹاف لڑائی کے آغاز مین ہمارے پاس
تھا - بعد ازان وہ ہماری دائین طرف کے مورچہ کو چلا گیا - جہان کام اوس قدر خرابی اور صفائی سے نہین
ہو رہا تھا جیسا کہ ہمارے مورچہ مین -

کمپنیون کو بشرط ضرورت واپسی کے لئے یہ ہدایات کی گئی تھین م ن پہلے - م اور ن ملکر و
اور پ پر اور م ن و پ ملکر ق پر پھر ملکر م ن اور د (بائین طرف) ر و س پر اور پ و ق
(دائین طرف) الف پر - بعد ازان دونون بغلی خندقون کی فوجین مورچہ کو - اور اگر مورچہ پر بھی غنیم
قابض ہو جائے تو کل جمعیت جنوب رویہ ملکر بینی سڑک کو اور سب سے آخر پلیونا کی شرقی پہاڑی
کو ہٹ جائے -

میری کمپنی مورچہ مین تھی - جہان ہم شیلون کے سوار اور سب چیز سے محفوظ ہے - مورچہ کی

فصیل ہمکو دشمن کی رایفلون کی آتشبازی سے ہی محفوظ رکہنے کا نہین بلکہ ہمکو ہماری رایفلون کے سہارے کا بہی کام دیتی تہی - اسی سہارے کی وجہ سے ہماری آتشبازی اور نشانہ ٹہیک پڑتا تہا - کمپنی کے تینون حصے باری سے دائین طرف اکہری قطار مین کہڑے تہے - مین قطار کے درمیان مین - جیک مجہ سے بائین باتری کے متصل مورچہ کے آخری سرے پر مجہ سے دائین اور ابراہیم معہ کلارسکویڈ میرے پیچہے - کمپنی مین غیر مصافیون کے سوا اسوقت ۱۵۵ افسر - نن کمیشنڈ افسر اور سپاہی تہے - بارہ ... ہسپتالون مین تہے -

صبح نہایت سخت انتظار مین کٹی - ... سے ساڑہے ... بجے تک ہمنے انتظار کیا - اور گوشن آواز پر تہے مگر کوئی چیز دیکہنے مین نہ آئی - ساڑہے ... بجے ہمنے اپنے بائین طرف نیکوپول سڑک پر گہوڑونکی ہماری طرف آنیکی آواز سنی - چند منٹ بعد سپاہیون کو بیٹہنے اور لیٹ جانے کی اجازت دی گئی - نن سکوڈ صرف دو دو آدمی فصیل پر نگرانی کے لئے رکہے گئے - اور کچہ آدمی ناشتہ پکانے مین گارڈیانون کو مدد دینے کے لئے نیچے بہیجدے گئے - کپتان نے سنایا کہ دشمن ابہی چند گہنٹون تک نہین آئیگا - سپاہی زمین پر بیٹہ گئے مین اور جیک فصیل پر چڑہکر کوہستان سے دوربینین لگا کر دیکہنے لگ گئے - مگر غبار مین دیکہنے سے آنکہین جلد گہبرا جاتی ہین - ہم نگران سپاہیون کو ہوشیار رہنے کی تاکید کرکے نیچے اتر آئے یہ تاکید فضول تہی کیونکہ دکہائی کچہ نہین دیتا تہا - اور صرف اپنے ہی اون سپاہیون کی جو خندقون مین تہے - آوازین سنائی دیتی تہین - اور سب طرح سناٹا تہا -

افسرون کا گروہ یعنی مختلف افسرون کے ... ایک ... کے گرد جو بانسی لکڑے کی بنائی گئی تہی کہڑے یا بیٹہے ... کو دیکہ رہے تہے - ہمارا کپتان ایک آرام کرسی پر جو خدا معلوم کہانسے چرائی گئی تہی بیٹہا ہوا ... رہا تہا - جب مین اور جیک فصیل سے نیچے اترے - تو وہ آنکہین کہولکر مکارانہ انداز سے مسکرا دیا - کیونکہ وہ جانتا تہا کہ اس ... والی حالت موجودہ مین ہمارا جوش نوجوانانہ بہت جلد سرد پڑجائیگا - مرطب الخبرات جو ہمکو احاطہ کئے ہوئے تہے پر جوش آتش فشان کو بہی سرد کردینے کے لئے کافی تہے - تہوڑی دیر مین ناشتہ آپہونچا اس مین رات کی پکی ہوئی روٹیان اور ابلے ہوئے چاول تہے - اس کے کہانے سے ہماری طبیعتین پہر نہایت شگفتہ ہوگئین -

محمد کو اوسوقت بہی شطرنج کا خبط لگیا - بساط اور موہرے وہ پلیونا کے مکان سے چہرا لایا تہا - اوسنے بازی کہیلنے کا تقاضا کیا - اور بقال کی فراخ پشت کی آڑ مین اوسنے جبکہ قبر اوسکے انتظار مین موہنہ کہولے ہوئے ہتی مجہسے بازی کہیلی - مین امید کرتا ہون کہ اسوقت وہ حوران جنت سے شطرنج کہیل رہا ہوگا - اوسنے مجہے شہ مات دی - مگر پہلے جیسی آسانی سے نہین - اس معاملہ پر وہ بہت دیر تک فکر کرتا رہا - تمباکو پینے کی اجازت ملگئی ہتی لیکن بولنے کی سخت ممانعت ہتی -

ہیچ بانش طابیون سے غالباً ہوشیار کرنے یا دشمن کی حرکت کا پتہ دینے کے لئے ایک توپ سے ہوئی اوسی وقت کپتان کرسی سے کہڑا ہوگیا - بساط اور موہرے کسی سوراخ مین رکہدئے گئے جو اونگہ رہے تہے وہ چونک کر بیدار اور اپنے تئین ایسا ظاہر کرنیکی کوشش کرنے لگ گئے کہ گویا وہ سوتے نہین تہے - لیکن اس کوشش سے انکا راز فاش ہو رہا تہا - اور بیسیون سگرٹ فصیل سے پہینکدئے گئے جنکے چمکتے ہوئے سرے اسطرح معلوم ہوتے تہے کہ آتشبازی کی پہلی کہیل شروع ہوگئی ہے - افسرون کے گروہ مین عجب حرکت پیدا ہوگئی - اردلی اور یاور ادہر ادہر دوڑنے لگ گئے - کمانون (حکمون) کی بوچہاڑ شروع ہوگئی - اور سوار کوہ کے اندہیر گہپ مین حکم لیکر ادہر اودہر دوڑ گئے - اتنے مین نیکوپولی کی سڑک پر شمال کیطرف سے سوارون کی ایک بڑی جماعت کے دوڑتے آنیکی آواز سنائی دی - وہ سرپٹ گہوڑے دوڑاتے بیس منٹ کے بعد پہنچگئے - اوسی وقت گولندازون کو حکم دیا گیا اور انہون نے افسرون نے توپون کی شست وغیرہ درست کرلی - اوسوقت عام ہلچل پڑی ہوئی تہی - اس عام ہلچل کے موقعہ پر فصیل کے سنتریون نے کسی شخص کو للکارا جسپر کپتان اور مین فصیل پر چڑہکر ایک آدمی کو دیکہا جو کہڑا ہوا تہا اور جسکی شکل تاریکی مین ٹہیک نہین پہچانی جاسکتی تہی - اوسنے باواز بلند کہا :-

"پہلی خندق کے کپتان نے یہ پیغام دیکر مجہے بہیجا ہے کہ دشمن بتعداد کثیر اوسکے مقام تعیناتی کے سامنے نمودار ہوگئے ہین - ایڈوانسڈ پوسٹون (یعنی بعید چوکیون) سے بہی پہرے کی چوکیون کے سنتری کہتے ہین کہ شور وغل سے دشمن کی جمعیت دو پلٹنون اور کئی باتریون کی معلوم ہوتی ہے - کوئی کیولری اونکے ساتہ معلوم نہین ہوتی" کپتان نے یہ پیغام میجر کو سنا دیا - اور تہوڑی دیر میجر کے گرد صلاح مشورہ ہوتا رہا - اوسکے بعد عادل پاشا اوس موقعہ پر جہان مین کہڑا تہا فصیل کے پاس آیا - اور مینے اوسکو ہاتہ سے پکڑ کر اوپر چڑہا لیا - اوسمین اب وہ جوانی کا بل اور پہرتی نہین رہگئی ہوئی تہی - اس لئے مجہے مدد دینی پڑی تہی - ملازم

عادل پاشا مین حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

عادل۔ کیا تمنے کسی آتشباری کی آواز سنی ہے؟

ملازم۔ نہین صاحب۔ صرف دسی توپ کی آواز آئی تھی جو مشرق مین سر ہوئی تھی۔

عادل۔ تم کس موقع سے آئے ہو؟

ملازم۔ صاحب پہلی خندق سے۔

عادل۔ کیا تمہارے ایڈوانسڈ پوسٹ پیچھے ہٹ آئے ہین؟

ملازم۔ ہان صاحب۔ جونہی اونکو معلوم ہوا کہ دشمن قریب پہونچگیا ہے وہ پیچھے ہٹ آئے۔ مگر معمولی سنتری ابہی تک لائن کے آگے موجود ہین۔

عادل۔ تم جہٹ پٹ واپس جاکر اپنے اور نیز دوسری خندق کے کپتان کو کہدو کہ ان خندقون کی حفاظت کی خاطر کوئی نقصان برداشت نہ کرین۔ جب مناسب وقت پہونچ جائے اونکو فی الفور خالی کردیا جاوے۔ مگر اسکے برخلاف تیسری خندق اور نالہ کی اوسوقت تک برابر حفاظت کیجائے جبتک کہ ایسا کرنا ناممکن ہوجائے۔

ملازم یہ سنتے ہی کوہر مین نظر سے غائب ہوگیا۔ اور پاشا نے فصیل سے نیچے اترکر دریافت کیا "کیا تمہارے پاس دیاسلائی ہے؟" واللہ اکبر۔ ترک سگرٹ کے کیسے عاشق شیدا ہین کہ اوسوقت بہی عادل انکے بغیر نرہ سکا مینے کئی آدمی دیکھے جو دنمین سو سو مرتبہ تمباکو پیتے تھے۔) مینے اوسے دیاسلائی دی اور وہ سگرٹ سلگاکر اپنے افسرون مین جاملا۔

گولندازون نے اپنی توپون کی نشست دوبارا درست کی اور ساڑہے آٹھ بجے ہماری پانچون توپون نے گولہ باری شروع کردی۔ اور تہوڑی دیر بعد دائین طرف کے مورچہ کی تینون توپون نے بہی تقلید کردی۔ چند منٹون کے بعد روسیون نے بہی جواب دینا شروع کردیا۔ اونکی توپونکی آواز سے اونکا فاصلہ میل سوا میل کے قریب شمال رویہ معلوم ہوتا تہا۔ اونکے چند گولے بہی شہراتے پہرتے ہوئے ہمارے سر پرسے گذرے۔ مگر وہ یا کوئی اور چیز مطلقاً دکہائی نہ دیتی تہی۔ خدا معلوم گولے کہان جاکر پڑرہے تہے۔ ہمارے درمیان کوئی گولہ نگرا۔ آدہ گہنٹہ تک یہی کیفیت رہی۔ بعد ازان کسیقدر روشنی ہوگئی۔ اور روسی باتریونکی چمک اسطرح دکہائی دینے لگ گئی جسطرح سفید بادل مین بجلی چمکتی دکہائی دیتی ہے۔ اسپر ہمارے گولندازون نے اپنی توپونکی سیدہ پہر درست کرلی۔

دفعۃً مجہے مطلع اسقدر صاف ہوگیا کہ دور بینونسے دشمن کی صفین دکہائی دینے لگ گئین۔ اسوقت جنوب اور

جنوب مشرق مین بہی زور شور سے گولہ باری شروع ہوگئی - اَب ہمکو گولے بہی سر و نسپاد پر گذرتے نظر آنے لگ گئے جس سے ثابت ہوگیا کہ روسی توپون نے بڑی لمبی نشست لگائی ہوئی ہے - مگر اسوقت اونکو اپنی غلطی معلوم ہوگئی ہوگی - اور انہون نے بالضرور نشست کو درست کر لیا ہوگا - کیونکہ چند لمحون کے بعد ہی گولے مورچہ اور نالہ کے درمیانی حصہ مین گرنے لگ گئے - مینے دوربین سے ہر ایک چمکاری کے موقعہ سے قیاس کر کے شمار کر لیا کہ دشمن کے پاس چالیس توپین ہین - جنکے مقابلہ مین ہمارے پاس اس موقع پر صرف آٹھ تہین مگر ہمارے گولنداز نہایت عمدگی سے گولے مار رہے تہے - میرا تجربہ ہے کہ ترکی آرٹلری تعداد کے سوا اور سب باتون مین روسی آرٹلری سے اعلیٰ اور افضل تہی - عثمانیہ فوج کی اس شاخ کو سب سے بہتر تربیت دیجاتی اور مشق و قواعد کرائی جاتی ہے -

اَب مطلع لحظہ بلحظہ صاف ہوتا جا رہا تہا - اور یہ یقینی امر تہا کہ کوہر کے دور ہوتے ہی دشمن کی نفنٹری حملہ کر دیگی - مینے حوصلہ کر کے کپتان کو صلاح دی کہ اس اثنا مین سپاہیون کو کہانے پینے کی اجازت دیجائے - اونسے یہ بات مان لی - اور سپاہیون نے چہوٹی چہوٹی جماعتون مین ہوکر باری باری سے تہیلون کے پاس جا کر جو محفوظ موقعہ پر رکہے ہوئے تہے - بسکٹون کو تر کر کے کہا لیا - اور اب جیبون و گاڑیبانون نے پیپون کو پہر بہر دیا -

۱۰ بجے موسم بالکل صاف ہوگیا - اور آفتاب کمال تیزی اور حدت سے چمکنے لگ گیا جس سے تہوڑی ہی دیر مین سخت گرمی ہوگئی - سوا گیارہ بجے ہمارے مورچہ کو پہلا گولہ لگا - جس سے مٹی کے پشتہ کو کسیقدر نقصان پہونچا - دوپہر کے قریب خود مورچہ کے اندر پہلا شیل گر کر پہٹا - اوسکے ٹکڑون نے میرے سکویڈ کے دو آدمی زخمی ہوئے - جو پیچہے پہونچا دئے گئے - اِنکے بعد تین اور گولے پہٹے - دوسرے کوئی نقصان نہوا - مگر آخری سے ایک گولنداز ہلاک اور جیکے دستہ کے دو آدمی زخمی ہوئے - انمین سے ایکسکی انتڑیان باہر نکل آئی تہین - وہ تہوڑی دیر بعد فوت ہوگیا - دو یا تین گولے کمینی نب مین جو باتری سے بائین طرف تہی پہٹے - مگر اونسے کس قدر نقصان پہونچا یہ مجہے معلوم نہین -

اِس کے بعد روسی توپونکی نشست پہر سے ایک کر سے بائین طرف کو ہوگئی - جہان گولے خالی کہیتون مین پہٹتے رہے - مینے کپتان کو صلاح دی کہ پشتہ کو مرمت کرالیا جائے - اِس لئے نہین کہ مرمت ضروری ہو بلکہ اسواسطے کہ بیکاری سے سپاہی اوکتا رہے ہین - وہ ایک شغل مین مصروف ہو جائینگے - کپتان نے

میری تجویز کو پسند کیا - اور اُس کے مطابق عمل کیا گیا -

ہماری توقع کے برخلاف غنیم کی انفنٹری نے کوئی حملہ نہ کیا - حتی کہ اتبک فریقین کیطرف سے ایک رائفل بھی سر ہوئی - چنانچہ ہمکو اُس نے لئے اور کئی گھنٹوں تک جو صدیون برابر معلوم ہوتے تھے بیحد انتظار کرنا پڑا - مگر توپون کی گرج ایک لحظہ کے لئے بھی بند نہ ہوئی - سب طرفونسے یہی دل دہلا دینے والی آوازین آرہی تھین - بوکووا کے دونوں مورچے اور دونوں باش طابیون کی قلیل التعداد توپین قابل تعریف کام کر رہی تھین - جنوب تو متواتر و مسلسل گرج و رعد کا معدن بنا ہوا تھا - شمال مغرب مین بھی اوپانتز کے قریب دور مین سے گرد آلود دھوپ مین فاصلہ پر چلتی ہوئی توپون کے شعلے برقی چنگاریون کیطرح چمکتے ہوئے دیکھے -

ہمارے مورچہ پر اُس دن پھر کوئی اور گولہ نہ گرا - مگر ہمسے دائین طرف والے پر بیس یا زیادہ گولے پڑے - جبر یہ بیکاری کے وقت اور مہلت سے فایدہ اُٹھا کر ہمنے اپنی بوتلین پانی سے اور تھیلے بسکٹون سے بھر لئے میری کمپنی کے آدمیون کو اس دور اندیشی سے بعد مین بڑا فایدہ پہونچا -

اڑھائی بجے دونون طرف سے گولہ باری مدہم ہوگئی اور تین بجے سے کچھ پہلے رائفلونکی پہلی باڑھ جو سامنے کے میدان مین چلائی گئی سننے مین آئی - چند لمحے بعد رائفلون کی آتشباری ہمسے قریب پہونچگئی - محمد جو میرے ساتھ فصیل پر کھڑا تھا - پکار اُٹھا " روسیون نے پہلی خندق لیلی ہے " دوسرے لحظہ مین آتشباری کی آوازمین اور اضافہ ہوگیا - اور محمد پکار اُٹھا " دوسری خندق بھی لے لیگئی ہے " اسکے بعد پندرہ منٹ تک آتشباری یکسان تیزی سے ہوتی رہی - اسوقت روسی نالہ کو لینے کی کوشش کررہے تھے - اور منتشر گولیان ہمارے سرونکے اوپر سے گذر رہی تھین - ہماری دائین طرفکے مورچہ پر بھی اسیطرح معرکہ آرائی کا بازار گرم تھا - اور باش طابیون اور نیز ہمارے پیچھے سے بھی باڑھون کی آوازین آرہی تھین - ساڑھے تین بجے ہمنے اپنے سپاہیونکی ہڑبڑس جماعتون کو جنگی حرکات سے گھبراہٹ اور افراتفری کی آثار نمایان تھے - قریب ترین خندق کی فوج مین آکر شامل ہوتے ہوئے دیکھا - ہمارے سپاہیون نے پانچ منٹ تک اس خندق کی حفاظت ثابت قدمی کے ساتھ کی - اتنے مین سب طرف دھوان پھیلگیا اور مین مصاف کی جزئیات کو نہ دیکھ سکا - اب گولیان تابڑ توڑ چلی آرہی تھین اور تعجب ہے کہ مین اور محمد انکو

حافظے سے کام لیکر مین کہہ سکتا ہون کہ مورچہ سے تیسری (یعنی قریب ترین) خندق ۲۰۰ گز کے فاصلہ پر - نالہ چار سو گز کے فاصلہ پر اور پہلی (بعید ترین) خندق پانسو گز کے فاصلہ پر تھی - مصنف

کس طرح پیچ رہے ہے۔ مگر مجہکو اونکا خیال بہی صرف اوس وقت ہوا جبکہ کپتان نے باواز بلند حکم دیا "نیچے اتر آؤ"

ہمارے سپاہی جنکو صرف سر فصیل سے اوپر تہے بالکل تیار کہڑے تہے - اور کل رائفلین بہری ہوئی تہین - ہماری پانچ توپون مین سے تین کی نشست اسطرح سے درست کردیگئی تہی کہ ٹہیک سامنے کو فایر کرین اور وہ اسطرح سے تیار ہوکر دشمن کے نمودار ہونیکا انتظار کر رہی تہین - باقی دونون روسیونکی پانچون باتریون پر جو بہیر رائیگان اپنا گولہ بارود صرف کر رہی تہین شیل پہینکتی رہین -

مین اور محمد فصیل سے اترے ہی تہے - کہ آخری خندق سے آدمیون کا ہجوم غفیر (م ن و پ ق پانچ کمپنیان) سراسیمگی کے ساتہ باہر نکلا اور دو حصہ نہین تقسیم ہوکر تحمل و وقار کی نسبت زیادہ تر سرعت کے ساتہ بغلی خندقون کو دوڑ آیا - اسوقت داہنی طرف کی خندق مین جسمین مین اوس مقام سے جہان مین کہڑا تہا دیکہہ سکتا تہا - آدمیونکو سرون کا ایک سمندر متلاطم نظر آرہا تہا - مگر افسرون نے ہمت و کوشش کرکے اپنے سپاہیون کو صف بستہ کر لیا - اور روسیون کے نمودار ہونے سے پہلے وہان کی کل فوج (تین کپتان الف پ ق) باقاعدہ ایستادہ اور فایر کرنیکے لئے تیار ہوگئی - اوسی وقت گہوڑے بہی مورچہ کی توپون کو لیجانیکے لئے تیار کردئے گئے - اس چند لحظہ بعد ہمارے لشکر مورچہ کی پناہ مین آگئے ہی تہے کہ حملہ آور نمودار ہوگئے - اولنسو آگے لشکر مشون کی کوئی صفین نہ تہین - بلکہ اصل حملہ آور فوج جسکی تعداد میرے خیال مین تین پلٹنین تہین شانہ بشانہ پرے باندہے یکجان ہوکر آخری خندق کے کنارہ پر چڑہی - اور مورچہ سے متوازی قطار باندہکر آگے بڑہی - یعنی ہمارے مورچہ کو بغل سے ہوکر لینے کی کوشش کرنیکے بجائے بالکل سامنے سے حملہ کیا گیا - میری اور جبیک کی لڑائی کے بعد رائے تہی - کہ اگر روسی پہلے امر کی کوشش کرتے تو انکو نسبتاً زیادہ آسانی ہوتی کیونکہ ہمارے اور بوکووا کے مورچون کے بیچ[1]

[1] مگر مجہے بعد مین معلوم ہوگیا کہ اگر ہمکو پہلو سے ہوکر لینے کے لئے روسی کوشش کرتے تو وہ کامیاب نہ ہوتے - یہ جگہ سارہے تین قلعی باتریون کی زد مین تہی اور لڑائی کے اس مرحلہ پر بوکووا کے مورچون کی سپاہ کے علاوہ ہماری اور متصلہ مورچون کی ریزرو افواج اور نیرل کمپا کی ستر سو فوج سے چہہ پلٹنین اس موقعہ پر دشمن کے مقابلہ کی لئے فی الفور جمع کیجا سکتی تہین - ان باتونکا مجہے بعد مین علم ہوا - لیکن میتیک یہ خبر نہوئی تہی جس ترکی افسر سے مینے اپنی رائے ظاہر کی اوسنے مجہسے اتفاق رائے کرکے کہا کہ اگر مین روسی کمانڈر کی جگہ ہوتا تو پہلو سے حملہ کرنیکی کوشش کرتا مصنف

قدمیان نصف میل چوڑی جگہ ہماری فوج سے بالکل خالی پڑی ہتی - اور اوسمین سے انفنٹری کی بڑی بڑی صفین کسی بڑی تکلیف کے بغیر گذر سکتی تہین یعنی ایسی قدرتی رکاوٹ جو بالکل نہ ہو موجود نہ تہی - دشمن منود ار ہی ہوا تہا کہ تقریبًا بارہ بگلون نے فائر کا حکم سنا دیا - اور فی الفور تینون طرفون (یعنے مورچہ اور بغلی خندقون سے جن سب مین دس کمپنیان تہین) سے تابڑ توڑ باڑہین اور توپونکی گولہ باری شروع ہوگئی جس سے روسیونکی پیشقدمی قطعًا رک گئی - وہ خندق اور اوس سے پرے نالہ کو ہٹگئے اور وہان سے ہمپر سخت آتشباری کی - مگر اوس سے ہمین کوئی نقصان نہ پہونچا - تہوڑی دیر کے بعد غنیم نے پہر حملہ کیا - مگر پہلی کی نسبت تہوڑی تعداد سے جو میرے خیال مین ایک پلٹن ہتی اور اوس مرتبہ صف کو بہی بہت طویل کر کے ایک ہی صف رکہی - تاکہ پہلی کیطرح ہمکو نہایت خوب نشانہ رائفلون اور توپون کی آتشباری کے لئے نہ ملے - اسپر دونون پہلوؤن اور سامنے سے سخت خوفناک چہاپا ہو رہی تہی اور ہر قدم پر کچہہ نہ کچہہ ڈہیر ہوتے جاتے تہے - مگر حملہ آور "ہرّاہ" کے نعرہ بلند کرکے برابر بڑہتے چلے آرہے تہے کہ یہ پلٹن ابہی ایسے موقع پر بہی نہ پہونچی ہتی کہ جہانسے ہلکے لئے تیزی کے ساتہ آگے بڑہا جائے کہ وہ تقریبًا نیست و نابود ہوگئی - اور معدودے چند پسماندگان پیچہے ہٹ گئے - اتنے مین حملہ آورون کی دوسری صف تیار ہو کر آگے بڑہنے کے لئے چل پڑی ہتی - اور وہ اوسمین جا کر کہپ گئے - اس صف سے پیچہے تہوڑے سے فاصلہ پر ایک تیسری صف ہتی - یہ دونون مورچہ کی کہچی تک پہونچگئی - اور روسیون نے مورچہ کی ڈہال پر جو ۴۵ درجون کے زاویہ پہتا چڑہنا شروع کر دیا - یہ دیکہکر ہماری صفون مین چند لمحون کے لئے کچہہ ایسی افراتفری پہیلگئی کہ مجہے کبہی خواب مین بہی اوسکا وہم و گمان نہین ہو سکتا تہا - مین کود کر فصیل پر چڑہگیا - ابراہیم اور اوس کے سپاہی بہی میرے ساتہ چڑہ آئے - اور درآنحالیکہ کمپنی کے پرچم ... سے فخر و غرور سے ہمارے سرونپر لہرا رہے تہے مینے اپنے ریوالور کے چہئون خانے غنیم پر جو بمشکل بارہ قدمون کے فاصلہ پر تہا - خالی کر دئے - اور طرفۃ العین مین کل سپاہی فصیل پر چڑہ آئے - روسی مورچہ کے ڈہلاؤ پر متلاطم سمندر کی موجون کی طرح آگے بڑہتے اور پیچہے ہٹ رہے تہے ہزارون انسانون کے مونہہ سے ایسی ہیبت آواز نکل رہی تہی جیسی کہ طوفان مین سمندر کی لہرون کے چٹانون کے ساتہ ٹکراتے وقت - توپین حملہ آورون کے دل بادل پر گولہ باری کر رہی تہین - اور بغلی خندقونسے یکے بعد دیگرے کمال عجلت سے باڑہ پر باڑہ آکر روسیون مین ہلاکت برپا کر رہی تہی

آخر روسی ایسی خوفناک آتشباری کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ اور زمین کو مردون اور نیم مردون سے بہرا ہوا چہوڑ کر اتم سراسیمگی اور مایوسی بخش ابتری کے ساتھ پسپا ہوگئے۔ محمد اور چند سپاہی تعاقب کرنیکے لئے ڈہلاؤ سے نیچے کود پڑے۔ مگر کپتان نے باواز بلند پکار کر بڑے غصہ کے ساتھ تلوار ہلائی اور اونکو رسون کی مدد سے جو نیچے لٹکائے گئے تعاقب کا خیال چہوڑ کر واپس آجانا پڑا۔ اِس کے بعد یہ حکم ملا۔ کہ کل آدمی نیچے اتر کر فصیل کے پیچھے ہو جائین"۔ چنانچہ ہم پہر پہلی صورت مین کہڑے ہوکر بہگوڑے روسیون پر نہایت سخت آتشباری کرتے رہے۔ تاوقتیکہ وہ خندق اور نالہ مین نہ چہپ گئے۔

اسپر دونون طرف سے آتشباری بند ہوگئی۔ اور مجہے صرف اوسوقت معلوم ہوا کہ کپتان فصیل سے سہارا لگائے کہڑا ہے۔ اور اوسکے کندہے سے خون کی دہار چل رہی ہے۔ اوسے عین اوسوقت جبکہ وہ فصیل سے نیچے کودنے کی تیاری کر رہا تہا۔ گولی لگی تہی۔ اوسکو مورچہ سے نیچے پہونچا دیا گیا۔ اور کمپنی کی کمان محمد کے ہاتہ مین چلی گئی۔ میری کمپنی مین ایک آدمی قتل اور سات سخت زخمی ہوئے۔ جنکو نیچے پہونچا دیا گیا۔ اور وہان اونکی ابتدائی مرہم پٹی کر دی گئی۔ اِس بعد اونکو گاڑیون مین جو اِس غرض کے لئے تیار کہڑی تہین پلیونا مین پہونچا دیا گیا۔ جسوقت روسی حملہ کر رہے تہے۔ اُسوقت پانچ مین سے دو توپین مورچہ سے باہر پہونچا دیگئی تہین۔ وہ اب پہر اپنی جگہ پر آگئیں۔ مورچہ کے دامن مین تقریباً سو روسی پڑے تہے۔ جنمین سے اکثر مردہ تہے۔ اِس سے مین قیاس کرتا ہون کہ حملہ آور اپنے اکثر زخمیون کو واپسی کیوقت ساتہ لیگئے۔ جو ایسی خوفناک اور کامل ابتری کی حالت مین بہت ہی مشکل کام تہا۔ بہت سے روسی زخمیون کو ہمارے سپاہی اوٹہا کر بغلی خندقون مین لیگئے۔

روسیون نے تہوڑی ہی دیر بعد تیسری خندق سے پہر گولیان برسانی شروع کر دین۔ مگر عموماً سخت معرکہ آرائی کے بعد خواہ وہ کیسی ہی مختصر کیون نہون انسان کو طبعی طور پر بہوک اور پیاس محسوس ہونے لگ جاتی ہے۔ چنانچہ مینے یہ خیال کر کے کہ جو روسی سپاہ ابہی پسپا ہو چکی ہے وہ غالباً پہر حملہ نہین کریگی۔ اور تازہ دم پلٹنون کے موقعہ پر پہونچنے کے لئے کچہہ وقت چاہیئے۔ محمد کو صلاح دی کہ سپاہیونکو

حاشیہ۔ روسیون کی اِس رجمنٹ کا نام "پیشا" تہا۔ وہ اوسدن پہر لڑائی کرنیکے قابل نہ رہی تہی۔ اوسکی جمعیت اڑہائی ہزار آدمی کی تہی جنمین سے اِس حملہ مین ۱۰۵۰ قتل و ضایع ہوئے۔ مصنف۔

کہانے پینے کی اجازت دیدیجائے - اوسنے یہ اجازت دیدی -

آدہ گہنٹہ بعد غنیم کی تازہ دم فوج نے جسکی جمیعت میرے قیاس مین دو پلٹنون کی تہی دوسرا حملہ کیا - اسمین بہی تقریبًا وہی نقشہ رہا جو پہلے حملہ کا تہا - دشمن بغلی خندقون کی باڑہون کی کچہہ پروا نکرکے مورچہ کے دامن تک بڑہ آیا اور وہان سے سخت نقصان کے ساتہ پیچہے ہٹا دیا گیا - دریولا ہمارے میجر نے حکم دیدیا تہا کہ کوئی شخص قطعًا فصیل پر نہ چڑہے - چنانچہ میری کمپنی مین اسدفعہ صرف دو شخص شہید ہوئے - ان مین ایک اول لفٹننٹ تہا - اوسکا قد ۶ فیٹ سے بہی لمبا تہا - اور فصیل صرف چار فیٹ تہی اس سے ظاہر ہے کہ اوسکا قد اور جسم فصیل سے نیچے ہونیکے باوجود بہی دشمن کی گولیون کے لئے خاصہ نشانہ تہا - اوسے سر مین گولی لگی - وہ پیٹہ کے بل بیجان گر پڑا - اور ملازم محمد سر درجنت الماوی کو سدہار گیا - اناللہ وانا الیہ راجعون - آتشباری مین عارضی وقفہ پڑنے پر جیکٹ نے مجہہ دلی تاسف کے ساتہ کہا - افسوس بیچارہ آخر شہادت پاگیا - وہ کسقدر سست توضرور تہا - مگر شیر ایسا بہادر تہا - اور شہیدون کی موت فوت ہوا ہے - مگر مین کہتا ہون کیا روسی پاگل نہین ہوگئے - کہ مورچہ کی ٹہوس دیوار سے اپنے سرون کو پہوڑ رہے ہین - وہ پہلے بغلی خندقون کو لینے کی کیون کوشش نہین کرتے مینے اوس سے اتفاق رائے کیا "

محمد کے بعد کمپنی کی کمان جسمین اب ۱۴۰ مصاف کنندہ رہگئے تہے - میری تحویل مین آگئی مینے اول سکویڈ پر تراب کو - کلر سکویڈ پر ابراہیم کے کارپورل کو اور اپنے دستہ پر سارجنٹ لقال کو مامور کیکے مقتولون کو نظر سے اوجہل کرنیکا حکمدیا - مگر خون کے سیاہ دہبے سفید زمین پر قائم رہکر زبان حال سے متوفیون کے مقامون کو بتاتے رہے - معمولی طور پر تو متوفی کی یاد مہینون تک نہین بہولتی مگر لڑائی مین انسان چند لحظون مین فراموش ہوجاتا ہے - عام مشہور بات ہے کہ زمین کی پیاس کبہی نہین بجہتی - مگر اوس مہیب دن کو اوسنے بالضرور خوب سیر ہوکر اپنی تشنگی کو فرو کرلیا ہوگا -

دوسرے حملہ کے بعد ہمارے والے بازو مین تقریبًا سب جگہ لڑائی بند ہوگئی - مگر جنوب مین وہ پوری زور وشور سے جاری تہی - چنانچہ اس حملہ سے تہوڑی ہی دیر بعد مینے میجر کو پکارتے ہوئے سنا - " اس کمپنی کا کمانیر کون ہے ؟ " کسی نے اوسے جوابدیا " ملازم ہربرٹ " - ادہر مین جہٹ پٹ اپنے افسر کے سامنے حاضر ہوگیا - جو کچہ اوسنے مجہسے کہا - وہ ذیل مین درج ہے - گو جیسا سلسلہ وار مینے

لکہا ہے - اوسنے اصلاح نہین کہا تہا - کیونکہ اوسکا دم پہولا ہوا اور زبان جلد جلد بولنے کی کوشش کرنے سے لڑکھڑا رہی تہی بڑ "مشیر نے کمک منگوا بہیجی ہے - ہمارے یمینی (داہنی) بازو مین حالت مخدوش ہو رہی ہے - روسیون نے دو مورچے فتح کر لئے ہین اور بلگرینی سڑک سے جنوب کیطرف بڑہ رہے ہین - اگر وہ یمینی بازو کو پلیونا مین دہکیل دینے مین کامیاب ہو گئے - تو ہم دو طرف سے غنیم کی آتشباری کی زد مین آجائینگے - اور ہمارا واپسی کا راستہ منقطع ہوجائیگا - مشیر اپنے کل ریزرو کو بہیج چکے ہین - اون سے بہی کوئی بات نہین بن سکی - فریق (عادل پاشا) اپنی ریزرو فوج کو بہی روانہ کر چکا ہے[1] - اور اب اس مورچہ سے دو اور کمپنیان طلب کی گئی ہین - تم اپنی کمپنی کو لے جاؤ - ہیڈ کوارٹر سے جو اردلی آیا ہے وہ تمکو راستہ دکہاتا جائیگا - ایک کمپنی بائین بغلی خندق سے مین تمہارے پیچہے پیچہے بہیجتا ہون - دائین بغلی خندق سے دو کمپنیان مورچہ مین تمہاری جگہ آجائینگی تم اپنی پوری ہمت صرف کرنا - اور اسے خوب ذہن نشین رکہنا کہ تم اب کمپنی کے کمانڈر ہو - اور اس وقت سے لیکر لڑائی کے اختتام تک مشیر کے سوا تمہارا کوئی اعلی افسر نہو گا - اور اس طرح تم کو پورا اختیار حاصل ہوگا اور تم بذات خود کل نیک و بد کے ذمہ دار ہوگے - تم ابہی بچہ ہو اور حالت ایسی نازک ہے کہ ایسے وقت مین تمسے دگنی عمر کا آدمی بہی متحیر اور بے اوسان ہوجائے تو اوسے معذور سمجہا جائے - ضرورت کے حسب حال دل مضبوط کر لو - جیسا کہ انگریزون کا خاصہ ہے - سپاہی تمپر عاشق ہین - تمہاری اور تمہارے ساتہی کمانڈر کی صرف مردانہ وار آگے بڑہنے کی دیر ہے - وہ تمہارے ساتہ ساتہ ہونگے - زار نکلس کا یہ فقرہ جو اوسنے جنگ کریمیا مین کمال غضب و اندوہ کے ساتہ کہا تہا دل مین یاد رکہو کہ "ہمکو انگریز لونڈون کی لیڈری اور افسری مین ٹہی بہر وحشیون نے کمال زک پہونچا دی ہے[2]"

مین اپنے آدمیون کو جمع کر رہا تہا - کہ دائین بغلی خندق سے دو کمپنیان (رپ وق) مورچہ مین آگئین

[1] فریق نے حسب ذیل فوج بہیجی تہی - ذمت کمپنیان باقاعدہ کیولری کے دو رسالے اور نیز دس کمپنیان سے جو ہمارے مورچہ سے دائین طرف تہے دو کمپنیان - مصنف

[2] میجر نے اسوقت ۰ - جولائی ۱۸۵۴ء کی جنگ گرگیو کیطرف اشارہ کیا تہا - جنگ کریمیا کے مصنف کنگ لیک نے اپنی کتاب مین زار نکلس کی زبانی یہ فقرہ لکہا ہے - مصنف

اور چند لمحون کے لیے گڑبڑ پڑگئی - مگر یہ جلدی دور ہوگئی - اور مین اپنے آدمیون کو صف بستہ کرکے جنوب رو یہ چل پڑا - ایک سوار جو ہمارے انتظار مین کہڑا تہا آگے آگے ہولیا - ہمیں چلے چند منٹ ہوئے تہے کہ مینے دیکہا کہ کچہ آدمی جو میری کمپنی کے نہ تہے ہمارے پیچہے پیچہے چلے آرہے ہین - دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ سکرمشنگ کمپنیون مین سے ایک اپ کمپنی جس نے دائین بغلی خندق مین پناہ لی تہی، کے آدمی ہین - باوقات معمولی مین اسبارہ مین سارجنٹ لقال سے مشورہ کرلیتا - مگر اب کمپنی کمانداری کی نئی منصب کی شان سے ایسا کرنا بعید تہا - یہ سپاہی تعداد مین چالیس تہے - اور ایک نوعمر لفٹننٹ کے ماتحت تہے - جو ابہی محض بچہ مگر بلڈاگ ایسا دلیر تہا - اوسے اپنے اعلے افسر نے جو ہدایات ملی تہین اونکا مدعا اوسے غالبًا غلط سمجہ لیا ہوگا اور ممکن ہے کہ اوسے کوئی ہدایت ملی ہی نہو - دل مین تہوڑی سی دیر سوچ کرنے کے بعد مینے فیصلہ کیا کہ شمال کی فوجون کی نسبت جو دشمن کو زک دے چکی ہین - اِس دستہ کی جنوب مین جہان حالت نازک ہورہی ہے - زیادہ ضرورت ہے - چنانچہ مینے اون کو اپنی کمپنی مین ملا لیا جس سے میرے پاس ایک سو اسی آدمی ہوگئے - جو کلر سکویڈ کے علاوہ چار دستون مین منقسم تہے -

ہم گریوتسزاندی کو اوس پل پر سے جو پلیونا اور گریوتسزا کے درمیان مساوی فاصلہ پر ہے - عبور کرکے نصف میل بلگرینی سڑک پر تیز قدمی سے چلے پہر بائین طرف ہوکر کہیتون مین سے ایک سہل چڑہائی کی پہاڑی پر پہونچ گئے - یہ پہاڑی ہیڈ کوارٹرز اور قلبی باتریون والی پہاڑی کے سامنے تہے - پلیونا اس آخرالذکر پہاڑی کے پیچہے تہا - باتریان لگاتار گولہ باری کررہی تہین - وہان پہونچکر مینے دیکہا کہ رزی انفنٹری کے دل بادل ایک میل بجانب مغرب موجود ہین - ہماری انفنٹری پہاڑی کی چوٹی پر اپنی صفین درست کرنے مین مصروف ہے - متخاصمین کے درمیان کی زمین لاشون سے پٹی ہوئی ہے - اور ہمارے دو مورچے جو جنوب ہی کیطرف اور پرے تہے - مروہی قابض ہین - یہ سب کچہ مینے اپنی دوربین سے دیکہا - نالہ تلچنزا سے پرے انتہائی جنوب مغربی گوشہ سے گہمسان کی لڑائی کی آوازین آرہی تہین -

پہاڑی کا ڈہلاو جس کے کچہ حصہ پر خالی کہیت اور کچہہ حصہ پر اجڑی ہوئی مکی کی فصل کے قطعے تہے بالکل صاف تہی - اوس پر کوئی جہاڑی - باڑ یا خندق اور جہونپڑی - شیڈ یا مکان نہ تہے -

لڑائی کا خوفناک نظارہ آنکھون کے لئے ایسا مہیب نہ تہا جسقدر کہ اوسکا شور و شغب قوت سامعہ کے لئے - دو سو چالیس توپون کی مسلسل گرج سے قیاس ہوتا تہا - کہ روز محشر آگیا ہے یہ توپین ایک ساتھ اس طرح گرج رہی تہین جسطرح کہ کتون کا غول یکبارگی چونکنا ہوکر ایک ساتھ بہونکنا شروع کر دیتا ہے - اور گرج کی کڑک اور ہیبت ناک صدا سے یہ معلوم ہوتا تہا - کہ ہمارے قریب کی آتش نشان پہاڑون کا کل سلسلہ بڑی جوش سے پہنکارے مار رہا ہی - زمین ہمارے قدمون کے نیچے اسطرح لرز رہی ہتی - جسطرح کوئی جاندار چیز سخت ہلاکت بخار مین مبتلا دم توڑ رہی ہو اور اوسکے اعصاب ایسے تنگئے ہون کہ ٹوٹنے کے درجہ تک پہونچگئے ہون - مجہے یہی محسوس ہوتا تہا - کہ مین ایک جلتے ہوئے جنگل کے بیچ کہڑا ہون - قصہ مختصر یہ نظارہ ایک عظیم الشان بہٹی ہتی جسمین تاریخ زمانہ کے ایک ٹکڑہ کو گرم کرکے مناسب شکل مین ڈہالا اور کوٹا جا رہا تہا -

ایک اسپ سوار افسر جو ہمکو جلدی کرنیکے لئے بڑے زور شور سے تاکیدین کرتا آتا تہا - ہمارے پاس آیا - وہ طلعت بیک یاور تہا - مین آگے بڑہکر اوسکے پاس گیا - اور عرض کیا کہ مین کمپنی کا عارضی کمانڈر ہون - ہم دونون مین جلد جلد حسب ذیل گفتگو ہوئی :-

طلعت :- "کیا تمہارے سپاہی تازہ دم ہین ؟"

مین :- "جناب من بالکل تازہ دم تو نہین - لیکن پورے بہادر اور مرنے مارنے پر مستعد و تیار ہین "

طلعت :- "کیا تم پہلی صف مین شامل ہو سکتے ہو ؟"

مین :- ہان صاحب :- بخوبی -

طلعت :- اچہا - تو پہر آؤ - اور جلدی کرو -

ہم باقی ماندہ راستہ دوڑتے ہوئے گئے - اور جلد فوج پیدل کے ایک انبوہ مین جو سات یا آٹھ پلٹنون کی جمعیت کا تہا - پہونچگئے - یہ انبوہ مجہے کامل انتشار و لغزش مین مبتلا اور بہت ہی اوسان خطا کردہ معلوم ہوا - ہمارے پہونچنے سے پہلے ہی حملہ کرنیکے لئے پہلی صف تیار کیجا چکی ہتی - ہمکو بہی اوس صف مین شامل کر دیا گیا - اس صف مین میری کمپنی سمیت دو کمپنیان (ق د ت)

جو ہمارے مورچہ کی ریزرو مین سے تہین اور ابتک معرکہ مین شریک ہوئی تہین)، ایک سالم پلٹن جو نیز تازہ دم اور کل کمپ کے عام ریزرو کی آٹھ پلٹنون مین سے آخری تہی - ایک کمپنی رزرو) جو ہمارے پیچہے پیچہے ہمارے مورچہ کی بائین بغلی خندق سے ہمارا کہوج دبائے آئی تہی - شامل تہی - اور اوس کے دونون بازؤن پر باقاعدہ (نظام) کیولری کے دو رسالے تہے - یعنے اس صف مین جملہ تقریباً ایک ہزار پیدل اور ۲۵۰ پچاس سوار تہے - طلعت بک اسکا کمانڈر تہا اور مندرجہ ذیل تفصیل مجہے بعد مین معلوم ہوئی تہی -

دوسری صف مین شکست خوردہ انفنٹری کے سراسیمہ انبوہ کی دو پلٹنین جو از سر نو مرتب کرلی گئی تہین اور اون کے اوسان کسیقدر قایم ہوگئے تہے - دو کمپنیان جو تقریباً تازہ دم اور ہمارے مورچہ سے داہنی جانب کے مورچہ سے منگوائی گئی تہین - سکر منتشر دن اور بہٹکے ہوئے سپاہیون کا جم غفیر جو تقریباً چہات مختلف پلٹنون کے سپاہی تہے - اور بکہر جانے کے بعد پہر مجتمع کئے جاکر اونکی دو یا تین کمپنیان بنالی گئی تہین - اور اون پر وہ افسر مقرر کردئے گئے تہے - جنکی اپنی کمپنیان بہٹک گئی تہین - ایک رسالہ عثمانیہ کا سکون کا جو ایک بازو پر تہا اور ایک جماعت چرکسون کی جو دوسرے بازو پر تہی یعنے جملہ ۱۵ سو پیدل اور ۱۵۰ سوار تہے - یہ صف بذات خاص مشیر کے زیر کمان تہی -

تیسری صف مین متذکرہ بالا شکست خوردہ پیدل فوج کی دو مزید پلٹنین جنکو پہر مرتب کرلیا گیا تہا مگر جنکی نصف کمپنیان منتشر ہوجانے - بہٹک جانے یا معرکہ مین کام آجانے سے ندارد تہین - اور خاص قصبہ پلیونا مین مامور پلٹنون کی (جنکی دوسری کمپنیان ندی ٹمپنتزا سے پرے سخت معرکہ مین مصروف تہین) دو کمپنیان جو اگرچہ تازہ دم تہین مگر اس قدر توقف سے پہونچی تہین کہ پہلی یا دوسری صف مین شامل نہ کیجا سکیں - شامل تہین - باقاعدہ کیولری کا آدہا رسالہ - چرکسون کی ایک جماعت - اور توپخانہ کے گہوڑ چڑہون کا ایک دستہ

ملاحظہ مینے یہ اور دیگر حالات اپنے روزنامچہ مین لکہکر اوس فرصت کیوقت مین جو اس لڑائی اور ستمبر کے ملہ کے درمیان عموماً ملتا رہتا تہا اونکی پوری تفصیل تیار کرلی تہی - میری یہ تحریرین ۱۰ - دسمبر کو گم ہوگئین - مگر اونکا بہت سا حصہ مینے روسیونکی قید کے دوران مین حافظہ اور ساتہی قیدیونکی امداد سے تحریر کرلیا مصنف

جنکو اسوقت سواروں کا کام دینے پر لگا دیا گیا تہا۔ ان کو بالمساوی حصوں مین تقسیم کر کے صف کے دونون بازوؤن پر مامور کر دیا گیا تہا۔ اِس صف مین جملہ ۰۰ ۸ پیدل اور ایک سو سوار سے تہے۔ اور وہ طاہر پاشا کے زیرکمان تہی۔

چوتھی یعنے آخری صف مین شکست خوردہ انفنٹری کی ایک از سر نو مرتب کردہ پلٹن۔ جمع کردہ سکرمشیرون اور بھٹکے ہوئے سپاہیون کی ایک یا دو مزید سکرپچ (عارضی) کمپنیان اور بوکووا مورچون کی چار کمپنیاں تہین یہ کمپنیان آخری وقت پر پہونچین۔ اور چونکہ ان مورچون مین لڑائی چندان سخت نہیں ہوئی تہی۔ وہ تقریبًا تازہ دم تہین۔ اِس پیدل نوجکے علاوہ عثمانیہ کاسکون کا آدہا دستہ ایک بازو پر اور مختلف قسم کے سوارون کی ایک جماعت جو پہلے پلون مین منتشر ہو گئے تہے دوسرے بازو پر تہی۔ یہ صف جسمین تخمینًا ۰۰ ۷ پیدل اور ۱۰۰ سوار تہے حسن صابری پاشا کے ماتحت تہی۔ چارون صفون مین ۰۰ ۴۰ پیدل اور ۰۰ ۷ سوار تہے

اِن صفون کے عقب مین باتریون کی آخری حفاظت کے لیئے اور نیز بطور آخری ریزرو دو ہزار پیدلون کا بے ترتیب مجمع تہا۔ جو بتدریج اپنی صفین اور اوسان درست کر کے اوس طبعی ثابت قدمی اور استقلال کو جو ترکون کا فطرتی خاصہ ہے۔ اور جس کی وجہ سے ترکی انفنٹری کو جب کہ وہ بچاؤ کے پہلو پر ہو مغلوب کرنا بڑی ٹیڑہی کہیر ہے تازہ اور از سر نو قایم کر رہے تہے۔

تیسری اور چوتھی صفین تقریبًا اسوقت مکمل اور درست ہوئی تہین جبکہ پہلی اور دوسری صفین دشمن پر خود متواتر حملے کرنے اور اوس کے بالمقابل پلون کو روکنے مین اپنی کل طاقت تقریبًا صرف کر چکی تہین۔ اِن چارون صفون اور ریزرو کے حصہ کثیر نے نوبت بہ نوبت غنیم سے دست بدست لڑائی کی۔ اور جب تک چہ یا آٹھ حملے اور بالمقابل حملے نہ ہو چکے روسیون نے ہٹنے کا نام نہ لیا۔

مینے اپنی کمپنی کو اِس طرح صف بستہ کیا تہا۔ سیمور اور سارجنٹ بقال کے دستے دوش بدوش پہلی قطار مین یہ قطار تہری تہی یعنے اوس مین آگے پیچھے تین پرے تہے۔ تراب

کا سکوڈ ڈ دوسری قطار مین جو دہری تھی - اور کمپنی تپ کا سکوڈ تیسری قطار مین جا کہری تہی - مین پہلی قطار کے دونون دستون کے درمیان تہا - اور بگلچی - نقارے والے - اور کلر سکوڈ میرے دائین بائین اور میرے پیچھے تھے - اوس وقت میرے قیاس مین کارٹ ہی پچ کا عمل تہا -

شمال کیطرف یعنے اِس طرف گولہ باری تقریبًا اوس وقت سے شروع ہوگئی تہی - جبکہ ہم اپنے مورچے سے چلے تھے -

ہمارے قلب کی ساڑہے تین باتریان روسیون کی اون صفون پر جو ہمارے مقابل تہین - تباہی بخش گولہ باری کر رہی تہین - روسیون نے جو مورچے لئے تھے - اُن کی چار توپون مین سے دو توپین واپس لائی جا کر اپنی باتریون مین شامل کر دی گئی تہین - باقی دو روسیون کے ہاتھ رہی تہین - مگر اوسی دن بعد مین پہرے لی گئی تہین - باشی طابیون کی چند توپون کے بھی رُخ پہیر دئے گئے تہے - اور وہ بہی غنیم کی اپنی صفون پر گولے برسا رہی تہین - روسیون کی گولہ باری اِس موقع پر میری سمجھ مین سُست اور بے اثر تہی - ہماری پہلی صف مین اون کا کوئی گولہ نہ پڑا - اور جو نہی کہ پیشقدمی شروع ہوئی وہ بند ہوگئی -

مینے ابتک یہ لکہنے سے احتراز کیا ہے کہ اِس لڑائی مین میری اپنی کیفیت کیا رہی - مین اِس کے متعلق اِس جگہہ یہ کہہ دینے کی ناظرین سے اجازت چاہتا ہون کہ مجھے کوئی اندرونی کمزوری محسوس نہوئی - غالبًا اسکی یہ وجہ ہو کہ اس نمونہ رستخیز معرکہ کی غضب کی مستعدی اور سرگرمی مین سوچنے اور غور کرنے کی فرصت ہی کوئی نہ تہی - ہم سب جوش سے ایسے بہرے ہوئے تہے - جیسے وہ انجن جس مین پوری طاقت سے سٹیم بہر دیجائے - البتہ ایک خیال مجھے اوس وقت بہی گذرتا تہا - اور اوسکا مین بڑی خوشی سے ذکر کرتا ہون - وہ یہ تہا - کہ مین تاریخ کے ایک عظیم الشان کارنامہ کا مشاہدہ کر رہا ہون - اور خواہ میرا حصہ کتنا ہی تہوڑا کیون نہین اوس مین خود بہی شریک ہون - اس شاندار احساس اور خیال کے مزہ کا افسوس تم لوگ جو کہ دو کانون کی چٹائی پر اکڑ و بیٹھے ہو یا دفترون مین میزون پر قلم سے گہس گہس کر رہے ہو وہ بہر بہی تو اندازہ نہین کر سکتے -

خیر باز آمدم بر سر مطلب - روسی فوج نے بڑہنا شروع کیا - جب وہ ہماری زد مین اچہی طرح سے آگئے تو ہمنے دو یا تین منٹ تک تابر توڑ اونپر سخت آتشباری کی - اونکی قطارون مین بڑے بڑے رخنے پڑگئے - مگر اون کو فی الفور پُر کر لیا گیا - زان بعد ہمنے اونپر فایر نہ کیا اور وہ نکو پہاڑی کے دامن تک بڑہے آنے دیا - اسوقت بگل نے حملہ کا حکم دیا - اور بارہ تیرہ دوسری کمپنیون نے اس کو دوہرایا - سنگین سیدہے کر لئے گئے - اور ہمارے زبردست کالم نے بڑہنا شروع کیا - پہلے آہستگی کے ساتھ - پہر جون جون نشیب کی طرف ہوتے گئے - تیزی بڑہتی گئی - اُسوقت تمام افسرون کی یہی کوشش تہی کہ قطار سیدہی رہے - اتنے مین "ایک دوسرے سے کہنیان ملالو" کا حکم ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہر گیا - ہم پہاڑی کے ڈہلوان پر سیلاب کی تندی کے ساتھ نیچے کی طرف دوڑ پڑے - یاور طلعت بک سب سے آگے تہا - اِس افسر نے اِس نازک موقع اور آزمایش کے وقت قابل تعریف شجاعت اور استقلال دکہلایا -

اِس دوڑ اور جہپٹ کے دوران مین مینے اپنی پہلی قطار مین تہوڑا سا رخنہ دیکہکر للکار کر حکم دیا - "آپسمین مل جاؤ!" ہم دشمنون کے قریب قریب پہونچتے جاتے تہے - روسی "ہُرّاہ" کے نعرے بلند کر رہے تہے - ترکون نے اللہ اکبر کے پرجوش نعرے لگانے شروع کر دئے - جنمین اکیلی دکیلی آوازون کی کوئی ہستی نہ رہگئی - اور حکم احکام دینا بالکل فضول ہوگیا - اَب دونون صفون مین جو بالمقابل حملہ کر رہی تہین صرف ایک سو گز کا فاصلہ رہگیا - روسی پہاڑی کے اوپر چڑہے آتے تہے - اور ہم نیچے کو دوڑے جاتے تہے - آخر دونون مین اسطرح سے تصادم ہوگیا جیسے کہ دو ریلوے انجنون مین -

ایسے تصادم سے جو خوفناک افراتفری اور گڑبڑ پیدا ہو جاتی ہے - کاش کے میرے قلم مین اوسکا کچھہ یونہی تہوڑا سا شائبہ بیان کرنے کی قدرت ہوتی! - تصادم کیا تہا - سنگین بہونکتے - گُہنسے مارتے - تلوارین چلاتے - دانتون سے کاٹتے - چیختے - چنگہارتے - واہی تباہی بکتے اور چلاتے ہوئے آدمیون کا گویا بحر متلاطم تہا - دو دو یا تین تین آدمیون کی بے انتہا ٹولیان زمین پر گری ہوئی ہین - مگر اسحالت نزع مین بہی ایک دوسرے سے لڑرہا اور پیٹا پہٹا ہے

انسانون کے سرون سے بکر سوار گھے اوپر رائیفلون کے کندے بے تعداد پوری رفتار سے چلرہے انجنون کی تھنڈیون کیطرح اوھر ادھر گر رہے ہین۔ سوار تلوارین سلئے بجلی کیطرح کاٹ کر رہے ہین۔ علم بردار مردانہ وار آگے آگے چلے جا رہے ہین۔ گھوڑے برق کی طرح انسانون کے دل بادل مین کوند کر اڑ بک رہے ہین۔ اور انسان جو پہلے ہی زخمی ہو کر فرش خاک پر پڑے ہین اونکے بوجھ سے دبکر چکنا چور ہو رہے ہین۔ ہزار ہا غضب آلود چہرے خون سے تر بتر ہو رہے ہین۔ ہوا ہزارون ہانپتے ہوئے حیوانون کے گرم تنفس سے صحرا کی لو کیطرح چل رہی ہے۔ قصہ مختصر یہ حالت تہی کہ گویا دنیا کے کل پاگلخانون کے قیدی انسانی جذبات حیوانی اور سیہ کاری کی اس کہولتی ہوئی عظیم الشان دیگ مین چہوڑ دئے گئے ہین۔ یا یہ کہ سلیمان کے مقید جنات زنجیرون تڑاکر بہاگ آئے ہین۔ یا غول بیابانی کی فوج جبرا آزاد ہو کر طوفان بے تمیزی برپا کر رہی ہے۔

اوسوقت میری اپنی کیفیت کیا تہی؟ اسکی نسبت مجہے کچھ یاد نہین۔ واقعی تصادم جو ایسے حملون کا مین نازک وقت ہوتا ہے منٹ سوا منٹ تک ہی قایم رہتا ہے۔ مگر اس منٹ سوا منٹ مین انسان پر وہ وہ واردات گذر جاتی ہین اور اوسے اتنا کچھ مشاہدہ ہوجاتا ہے کہ مدت العمر مین بہی نہ ہو سکے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حافظہ اوسوقت کی سب باتون کو کبہی یاد نہین رکہ سکتا۔ مجہے صرف یہی باتین یاد ہین۔ اول یہ کہ مینے اپنی ریوالور کے چہیون خانے خالی کر دئے (لیکن اگر کوئی پوچہے کہ کس پر گئے۔ تو یہ یاد نہین) دوم یہ کہ میری تلوار خون آلودہ تہی۔ (لیکن کس کے یعنی دوست یا کہ دشمن کے خون سے تو مجہے کچھ خبر نہین) سوم۔ یہ کہ دفعتاً ہم ایکدوسرے کی طرف کمال حیرت زدہ ہو کر تکنے لگ گئے۔ کیونکہ روسی سوائے اُن کے جو فرش خاک پر تھے پیچھے ہٹ گئے تہے۔ اور مقام تصادم پر ہم صرف اپنے ہی آدمی باقی رہ گئے تہے۔ جو سب کے سب جوش سے دیوانہ۔ پسینہ مین شرابور اور بے دم ہو کر ہانپ رہے تہے۔ اکثر جسمون سے خون جاری تہا۔ صفین ٹوٹ گئی ہوئی تہین۔ کمپنیون کا نظام الٹ پلٹ ہو گیا ہوا تہا۔ اور ہم مین سے اکثر دیوانون کی طرح کمال تیزی سے بول رہے۔ آوازے کس رہے۔ ہنس رہے۔ تبرے بہیج رہے اور اچہل کود رہے تہے۔

دوسری بات مجھے یہ یاد ہے کہ بگل نے فائر کا حکم دیا اور ہمنے پیچھے ہٹتے ہوئے دشمن پر باڑھ مارنی شروع کردی بعدازان یاورسنے اسپ سوار قریب آکر مجھے اپنی کمپنی کی صف درست کرنے کا حکم دیا کیونکہ روسیون کے پھر حملہ کرنے مین کوئی شک نہین تہا میننے اوسی مصروفیت مین اپنی کمپنی کے افسرن کو بھی دیکھنے کی فرصت نکال لی - جیک ابراہیم اور سارجنٹ بقال بالکل صحیح و سالم تھے صرف ب کمپنی کے لفٹنٹ کو رخسارہ پر زخم پہنچا - سارجنٹ کے سوا باقی ہم سب ہانپ رہے اور پاگلون کیطرح حرکات کر رہے تہے - مگر سارجنٹ بالکل مجتمع خاطر بسکٹ چباتا ہوا اپنے آدمیون کی تلاش کر رہا تہا - ہمنے دو تہائی کمپنی جمع کر لی - باقی تہائی مین سے اکثر زمین پر تہے اور بعض بھٹک گئے تہے میننے تقریبًا بارہ ایک سپاہی دوسری کمپنیون کے ملاکر اپنے چارون دستون کو پھر صف بستہ کردیا۔

پہلے حملہ سے پندرہ یا بیس منٹ کے بعد روسی پھر پلٹے اس دفعہ ہم اونکا مقابلہ کرنے کیلئے آگے نہ بڑہے بلکہ اپنی جگہ پر قائم رہکر ان پر پے در پے باڑہین چلاتے رہے حتی کہ وہ ہمارے قریب پہنچ گئے - اور ہمنے انکے روکنے کیلئے سنگینون کی نوکین خاردار دیوار کیطرح سیدہی کردین ہمکو کھڑا رہکر مقابلہ کرنے کا کسینے حکم نہین دیا تہا - ہم سب نے خود ہی اپنے دلون مین ایسا کرنیکا فیصلہ کرلیا تہا - دشمن کا یہ حملہ پہلے جیسا تیز نہ تہا - وہ ہمسے مس ہی کرنے پایا تہا کہ اُسے پھر پیچھے ہٹنا پڑا - حملہ آور صفین اپنی دوسری صفون سے جا ملین اور سب پیچھے ہٹ گئے میننے دشمن کی کوئی کیولری نہ دیکھی - ہماری کیولری نے خاصہ کام دیا وہ الفنٹری سے اجتماع خاطر اور متہورانہ استقلال مین کم تہی اور اسمین ٹہیک ویسی سرگرمی اور مستعدی نہ پائی گئی جسکی کہ ہر ایک شخص تربیت یافتہ و قواعددان سوارون سے توقع کرتا ہے۔

اس دوسرے حملہ کا ایک واقعہ مجھے مدت العمر فراموش نہ ہوگا - ایک دیو قامت روسی جو غالبًا کرنیل تہا اپنے قد کے موافق دیو قامت گہوڑے کو دوڑاتا ہوا میرے قریب پہنچا اور مجھپر تلوار کا سخت خوفناک وار کیا میننے اس وار کو جہان تک مجھ سے ہوسکتا تہا روکدیا - اگر ایسا نہ کرتا تو تلوار میری کہوپری کو دو ٹکڑے کر دیتی - تاہم اسکی تلوار کی نوک میرے چہرہ کو جسے مینے اوپر کو اٹہایا ہوا تہا ناک سے ٹہوری تک چیرتی ہوئی چلی گئی - اس زخم کا نشان ابتک دکہائی دیتا ہے - زخم سے گرم خون گردن پر بہنا شروع ہوگیا - اسکے بعد جب میننے سر اوٹہاکر دیکہا تو میرا حریف انسانون کے بحر متلاطم مین جو میرے گرد موجزن ہو رہا تہا گم ہوگیا ہوا تہا جب روسی بالکل پیچھے ہٹ گئے - اور ہم میدان پر جسکے ایک انچ سے ہم پیچھے نہین ہٹے تہے تنہا رہگئے تو بقال نے میرے چہرہ کیطرف اشارہ کرکے مجھسے کچھ کہا - جابات ہی بہادری بہرے چند الفاظ کہے میننے دونو کو جواب دیا لیکن مجھے بالکل یاد نہین کہ اونہون نے کیا کہا تہا اور میننے کیا جواب دیا تہا - میری حالت اسوقت گرچہ اچھی تھی مگر حملہ کے ختم ہوتے ہی فورًا میرا سر چکرانا شروع ہوگیا تہا میں ابتک ہوشی کے عالم میں دیکھا کہ ہماری دوسری صف کی

فوج کچھ پیچھے آگے نکل گئی ہے اور پہاڑی کے دامن میں کھڑی ہو گئی ہے اور کہ ہمنے دشمن پر بڑی تیزی کے ساتھ
آتشباری شروع کر دی جو عرصہ تک قائم رہی۔ اسکے بعد مجھے ذرا ذرا یہ یاد ہے کہ مینے معلوم کیا کہ گردن سے چھاتی تک میرے
کپڑے خون سے تر ہو گئے ہیں۔ میرا چہرہ جلنا سا شروع ہو گیا ہے اور کہ میرے گھٹنے جھکنے لگ گئے ہیں اور اسوقت
کسی شخص نے مجھے سہارا دینے کیلئے ہاتھ بڑھایا ۔ اسکے بعد کامل بیہوشی طاری ہو گئی اور مجھے دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی۔

جب میری آنکھ کھلی تو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں کئی ہفتے بیہوش رہا ہوں مگر یہ حالت گھنٹہ بھر یا اس سے کچھ کم رہی
تھی۔ اسوقت آتشباری تو اب بند ہو گئی تھی لیکن دور سے گولہ باری کی غضب آلود آوازیں آ رہی تھیں
آنکھیں کھلتے ہی جو خوفناک نظارہ مجھے دکھائی دیا میں مجبوراً اسکا کچھ ذکر کرتا ہوں۔ یہ مہیب سماں اکثر ایسے اوقات میں جبکہ
میرا دل زندگی سے بیزار ہو کر خودکشی کی طرف مائل ہوتا ہے خود بخود میری نظروں میں پھر جاتا ہے۔ مکان کی حیثیت معلوم کرنے
کے لئے اپنے دل میں ایک پست۔ طویل۔ ٹیڑھی سیدھی ساخت کا شیڈ خیال کر لو۔ یہ مجھے معلوم نہیں کہ آیا اسے ہماری
فوج نے تیار کیا تھا یا کسی دہقان نے اوسے اپنے کھیت میں بنایا ہوا تھا۔ ہوا غلیظ۔ گرم۔ بدبودار اور ہر قسم کی
عفونتوں سے بھری ہوئی تھی۔ اسکا محض خیال آ جانے پر میری طبیعت گھنانی شروع ہو جاتی ہے۔ اسکے بعد فرض کرو
کہ کئی سو آدمی کھردرے تختوں پر پڑے ہیں غلیظ چیتھڑوں یا گھاس کے تکیے اون کے سرہانے ہیں۔ انمیں سے
اکثر مردہ یا قریب المرگ۔ بہت سے حالت نزع میں۔ بعض کے جسم بہت بری طرح سے مجروح ہیں سب کے سب خون میں تر۔
کئی ڈکارین مار رہے۔ اور باقی ہائے چلا یا مختلف چھ سات زبانوں میں پانی کے ایک قطرہ کیلئے عجز و الحاح کر رہے ہیں اور
تم خود بھی انہیں اس حالت میں پڑے ہو کہ پیاس سے سینہ پھک رہا ہے چہرہ [illegible] سے جل رہا ہے اور منہ خشک کا ایک
ذرہ باقی نہ رہا ہے۔ پانی۔ پانی کی آوازیں جنہیں اتنی دفعہ درد ناک لہجوں میں سن رہے ہیں کہ ان کا شمار میری طاقت سے باہر ہے
اب باوجودیکہ اس واقعہ کو ستر برس گذر گئے ہیں مگر پھر بھی یہ رقت انگیز آوازیں اکثر مجھے خواب میں سنائی دیتی رہتی ہیں
پھر اپنے دل میں خیال کرو کہ ڈاکٹر آستینیں چڑھائے خون آلود ہاتھوں سے ابتدائی مرہم پٹی کر رہے ہیں (ناظرین کو خیال
رہے کہ یہ صرف عارضی ہسپتال تھا جو اسوقت کیلئے صفوں کے پیچھے بنا لیا گیا تھا) اور سخت دل آدمی پانی۔ افیون کے
ست یا برانڈی میں مسکن ادویات ملا کر زخمیوں کو پلا رہے ہیں۔ بعد ازاں خوفناک سے خوفناک۔ کریہہ سے کریہہ۔ رقت
انگیز سے رقت انگیز اور سخت گھن آور جس قدر چیزیں اور باتیں تم اپنے خیال میں لا سکتے ہو ان کو وہاں موجود فرض کر لو اور پھر بھی ہم
انسانوں کے بنائے ہوئے جہنم کی کیفیت کا صرف ادنیٰ سا شائبہ تمکو معلوم ہوگا۔

آنکھیں کھلنے پر حافظہ آہستہ آہستہ قائم ہو گیا۔ میرے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور تمام ناک پر پلاسٹر (لیپ) لگا

کیا گیا ہوا تہا - اسوقت مجھکو پانی دیگیا ہے جو سکون مجھے اس وقت حاصل ہوا وہ قیامت تک نہ بہولیگا پہنو اس خوفناک منظر کے دیکھنے سے بچنے کے لئے آنکہیں موندلین مگر کانون کا کیا کرتا - آہ وزاری اور چیخ پکار کی آوازین - اُس مصیبت کا کیا علاج ہو سکتا تہا ؟ اس بے آرامی مین مجھے اونگھ سی آگئی کہ اتنے مین کسی نے میرے بازو کو چہو کر جگا دیا - وہ میرے دستہ کا ایک نوجوان سپاہی تہا اسکا کام محرری تہا اور وہ قسطنطنیہ سے وڈین تک میرے ساتھ آیا تہا - اسوقت بتیان اور لالٹینین جل رہی تہین - اللہ اکبر اس روشنی اور سایہ کی یکے بعد دیگرے جہلکون مین اس خوفناک سین کا نظارہ فرانس کے مشہور مصور گسٹوس ڈورے کے اپنی پرکار ونقاشی کے جوہر دکہانے کیواسطے کیا عجیب مضمون تہا - !

اس شخص نے مجھ سے حسب ذیل کہا :" صاحب آپ تکلم نہ کرین - آپکے جسم سے ڈول بھر خون نکل چکا ہوگا - آپ بہت کمزور ہو رہے ہین - مجھے ملازم سیمور نے بہیجا ہے - چونکہ کمپنی کی کمان اب اسکے پاس ہے وہ خود نہین آسکتا تہا - مگر اُس نے اپنا سلام کہلا بہیجا ہے اور ہے بندوق کے کندے سے بازو پر ضرب آگئی ہے - ملازم ابراہیم اور چاوش لطفی کو کوئی صدمہ نہین پہنچا - تم سے پہلے کمپنی کے دس آدمی ہلاک ہو گئے - ہم اس وقت اس پہاڑی پر جہان ہم نے حملہ کیا تہا قریب بیس پچاس آدمی بھٹک گئے ہین لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ مورچہ مین پہنچ جائینگے - چارون طرف سے افرا تفری پہیلی ہوئی ہے سالم پلٹنون کی پلٹنون کے افسر غائب اور بیسیون افسر اپنی فوجون کی تلاش مین سر گردان پہر رہے ہین - ہر ایک چیز کی کایا پلٹ ہو رہی ہے - جب ہماری کمپنی کے آدمی زیادہ ستانے لگینگے تو ہم اپنے مورچہ کو چلے جاوینگے ملازم سیمور کا تو ارادہ تہا کہ فوراً چلا جاوے مگر سپاہی جہان کھڑے تھے وہین تکان سے پتہر کیطرح گر پڑے - سب موقعون پر ہمین کامل فتح نصیب ہوئی اور میدان ہمارے ہاتھ مین رہا ہے - آخری وقت روسیون کے کچھ ایسے اوسان خطا ہوئے کہ کو کر دم بہاگ کھڑے ہوئے - خونریزی بہت ہی سخت ہوئی ہے اِسکے مقابلہ مین پہلی لڑائی بچون کا کہیل تھی - اب مین آنے کا مدعا بتاتا ہون - ملازم سیمور آپ کو صلاح دیتا ہے کہ آپ بھی پلیونا چلے جائین - مجھے اوسنے آپکے ہمراہ چلنے کیلئے بہیجا ہے مگر شہدا سے آپکو لیجاؤن - مجروح کو گاڑی پر جانے مین بہت تکلیف ہوتی ہے - علاوہ برین آپ کی گاڑی پر سوار ہونیکی نوبت کئی گہنٹون کے بعد آئیگی - کیونکہ پہلے سخت مجروح بہیجے جا رہے ہین اس طرح آپ کی باری آنے تک پلیونا کے کل ہسپتال بھر جائینگے - چاوش نے آپکے زخم پر پٹی باندھکر بعد ازان ڈاکٹر سے ذکر کیا تہا وہ کہتا ہے کہ گو پہنڈلی کا گوشت ہڈی تک چر گیا ہے - تاہم وہ کوئی خوفناک نہین - آپ صرف خون کے نکلنے سے بیہوش ہو گئے تہے - اور جلد پھر چاق چوبند ہو جاؤ گے "

یہ سب باتین غالباً مجھکو بولنے سے روکنے کیلئے اسنے بہت جلد جلد کہین - جن کو ختم کر کے اوسنے مجھے اٹھا کر پیدل

سکے پل تک کھڑا کیا اور پھر میرے لئے تھوڑی سی برانڈی ہتمم اوس کے ذخیرہ سے جبکہ اوسکی پیٹھ اوس طرف تھی چرا کر مجھے ساتھ لیکر چل دیا
اسکا دیان ہاتھ میری کمر میں اور میرا بایان ہاتھ اسکے کندھے پر تھا۔ تاریکی چھا گئی ہوئی تھی اور انتہائی شمال شرقی
جانب سے ابھی تک توپون کی کمزور گونج سنائی دے رہی تھی ۔ وہان سے پلیونا کے مشرقی مضافات ایک میل تھے
اور وہ ہسپتال جسمین پہلے مین رہ چکا تھا وہان سے نصف میل اور پرے تھا چلنے سے مجھے سخت تکلیف ہوئی ۔ مین
ایسا کمزور ہو رہا تھا کہ اپنا سارا بوجھ ساتھی پر ڈالا ہوا تھا۔ گو وہ بیچارا ابھی بجائے خود ایسا تھکا ہوا تھا کہ اوسے خود اپنے
لئے بھی سہارے کی ضرورت تھی ۔

ہر ایک طرف سے چھوٹی چھوٹی دستی گاڑیون سے لیکر فراخ چھکڑون تک مختلف شکلون اور حجمون کی گاڑیون
کی قطارین جن کو بیل۔ گھوڑے ۔ خچرین۔ گدہے ۔ کتے اور آدمی کھینچ رہے تھے چلی آ رہی تھین ۔ ان بیڈول گاڑیون
اور گھوڑون سے رستہ سے زخمی و مجروح سپاہیون کو جو گھاس کے پولوں پر کچا کچ بھرے ہوئے جگر شگاف آہ و نالے
کر رہے تھے لازمی طور پر سخت اذیت پہنچ رہی ہوگی ۔ مجروحین کی جماعتین جنمین سے بعض کو بری طرح انکے رفقا سہارے
دئے لیجا رہے تھے ۔ بعض کو رفیق لوگ کندھون پر اٹھائے ہوئے تھے اور کئی چارپایون پر جو بندوقون ۔ چوبون ۔ تختون
اور بیرون کے ٹکڑون سے بنائی گئین تھین لیٹے ہوئے تھے کال طرف سے پلیونا کیطرف چلی جا رہی تھین ۔ اکثر اشخاص
تن تنہا رینگتے اور ٹانگین گھسیٹتے چلے جا رہے تھے جن کے خون کے قطرات تمام رستہ پر ٹپکتے جاتے تھے ۔ مینے ایک روسی لفٹنٹ کو
دیکھا کہ وہ اسطرح کچھ دور رینگنے کی کوشش سے تھک کر رستہ کے پاس ایک مردہ گھوڑے کیے پیٹ سے تکیہ لگا کر موت کے انتظار
مین بیٹھ گیا ۔ ہم اسکے پاس سے ہو کر گزرے ۔ اسکی عمر مشکل سے بیس برس کی ہوگی ۔ اوسنے نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا وہ نگاہ انتہا درجہ کی
اور مایوسی سے بھری ہوئی تھی مگر ساتھ ہی پر نم آنکھون مین جلد مخلصی ہو جانے کی خوشی کی چمک بھی موجود تھی ۔ اسنے مجھسے
فرانسیسی زبان مین نہایت کمزور لہجہ سے پانی مانگا ۔ میری بوتل مین کچھ سرد قہوہ بچا ہوا تھا جو سب مینے اسکے حلق مین ٹپکا دیا
جوان نصیب بے یار و بے دیار نے اظہار امتنان مین اپنے زخمی سر کو جھکا دیا اور ہم اسے موت کے آغوش مین لیٹنے کے
لئے چھوڑ کر آگے بڑھ گئے ۔

راستہ مین ہر جگہ بھٹکے ہوئے سپاہیون کی ٹولیاں موجود تھین ۔ کئی کھلے کھیتون مین مردون کے درمیان چند گھنٹے
نیند لینے کیلئے زمین پر لیٹے ہوئے تھے اور کئی اپنی اپنی کمپنیوں کی تلاش مین جنسے وہ افراتفری مین بچھڑ گئے تھے ۔
بڑی سرگرمی سے تگ و دو کر رہے تھے ۔ سالم کی سالم کمپنیان کوفت و تکان سے مرزہ ہو کر اوسی جگہ جہانکہ وہ لڑائی کے
خاتمہ پر تھین بیٹھ گئی ہوئی تھین ۔ انمین سے اکثر نے صریح حکام کے برخلاف ایسا کیا تھا ۔ مردون کی ! بتوہون اور

مُردہ گھوڑوں سے جنکی ٹانگیں آسمان کیطرف اُٹھی ہوئی تھیں زخمی گھوڑوں سے جو رقت انگیز آواز مین آہ و بکا کر رہے تھے۔ توپوں کے شکستہ پہیّوں۔ ٹوٹی ہوئی گاڑیوں اور دیگر نشانیوں سے اُن جگہوں کا پتہ مل رہا تھا جہاں گولے آکر پھٹے تھے۔ حال ابھی تک اُن زخمیوں کو جنہیں پہلے مُردہ سمجھ کر پڑا رہنے دیا گیا تھا اُٹھا رہے تھے۔ زمین پر ہزارون بقچے۔ اور شکستہ رائفلین و تلوارین بکھری پڑی تھیں۔ اور اُسمین سموں۔ پہیّوں اور ہزارون قدمون کے چلنے سے جا بجا گڑھے اور خندقین پڑی ہوئی تھیں۔ بے سوار گھوڑے خوراک کی تلاش مین چھوٹے چھوٹے گلوں مین زور سے ہنہناتے ہوئے اِدھر اُدھر دوڑتے پھرتے تھے۔

یہ سب نظارے مینے غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی آخری کرنون کی روشنی مین دیکھے۔ خداوند عالم و عالمیان کی رحمت ایسی عام ہے کہ محاربہ کو بھی جو بادشاہون اور مدبرون کی سیہ باطنی و سنگدلی کا پیدا کیا ہوا جہنم ہوتا ہے دُھوپ کا برابر حصہ ملتا ہے حالانکہ اُسمین ایسے ایسے ناگفتہ بہ واقعات وقوع پیش آتے ہین کہ ہر شخص یہی خیال کر سکتا ہے کہ آسمان کو ایسے نظارہ پر ہنسنے کی بجاے رونا چاہیے۔

چند غیر فوجی ترک حمالون کی مدد کر رہے تھے۔ انہین سے ایک مضبوط معمر شخص نے جو مزدورون کی پوشاک پہنے ہوئے تھا یہ دیکھکر کہ میرا ساتھی جو پست قامت اور بالکل تکان زدہ ہو رہا تھا میرے بوجھ کو بصد مشکل برداشت کئے ہوے ہے اوس کو کہا کہ زخمی میرے حوالہ کر کے تم چلے جاؤ۔ اسپر سپاہی اپنی کمپنی کو واپس چلا گیا۔ یہ نیکدل پیر مرد مجھے پہلی ہی مکانون تک لیگیا تھا کہ درد اور تکان نے مجھے بے چین کر دیا۔ اُسوقت پوری تاریکی ہو گئی تھی اور گولہ باری بند ہو گئی تھی مینے اُس سے کہا کہ مین اور زیادہ نہین چل سکتا۔ اُس نے جواب دیا "کل ہی ایک فوجی ہسپتال صوفیا سے یہان پہنچا ہے۔ وہ الصحب وجبار مین قائم کیا گیا ہے آؤ اُسے تلاش کرتے ہین"۔

کئی ترک باشندے اُسوقت گھرون سے باہر فتح کی خوشی منا رہے تھے ان مسلمان باشندون نے کل لڑائی مین کمال حب الوطنی ظاہر کی تھی۔ شہر کے جنوبی مکانات کی سطح چھتون پر کھڑے ہو کر جہان سے سکوبلاف اور یونس بک کی معرکہ آرائی بخوبی دیکھی جا سکتی تھی یہ لوگ آفرین و شاباش کے نعرون سے گو روسیون کی گولیان اُن چھتون پر با آسانی پڑ سکتی تھین اپنی سپاہ کا حوصلہ بڑھاتے رہتے تھے۔ اور علاوہ برین پہلی صف تک باخوف و خطر گھس کر اپنے سپاہیون کو تمباکو کلات و مشروبات سے تازہ دم کرتے رہتے تھے۔ ان لوگون نے ہمکو ہسپتال کا پتہ بتایا۔ اس پتہ پر چلکر ہم دونون ایک چھوٹے سے مکان پر پہنچے مگر ایک سخت شکل کی عیسائی عورت نے ہمین دیکھکر اسکا دروازہ نہایت درشتی سے بند کر لیا۔ ترک مشاہیر اس عورت کو لعنت بھیجی۔ پھر ہم دوسرے مکان پر گئے اور اس دفعہ ہم ٹھیک مکان پر پہنچے۔

عثمان پاشا نے عیسائیون کے ساتھ ایسی نرمی کیساتھ برتاؤ کیا تھا کہ وہ نہ فقط اپنی جان و مال کیطرف سے ہی بیفکر بلکہ کسی قدر گستاخ اور دلیر بھی ہوگئے تھے مگر دوسرے ہی دن انکی شیخی خوب کرکری ہوگئی اس دن تمام بالغ بلغاری مردون کو مقتولین کے دفن کرنے مین مدد دینے پر مجبور کیا گیا۔

وہ ہسپتال ہمارے پہنچنے سے کچھ عرصہ ہی پہلے اپنا انتظام ٹھیک ٹھاک کیا تھا۔ یہ ایک چھوٹے سے پرائیویٹ مکان مین قایم کیا گیا تھا۔ اس مکان کے محب وطن مالک نے اپنے خاندان کیلئے صرف باورچیخانہ اور ایک بیرونی مکان رکھکر باقی کل عمارت ہسپتال کے واسطے دیدی تھی۔ ہمسے پہلے ایک گاڑی چار زخمی وہان چھوڑ گئی تھی اور صرف سات اور شخصون کی باقی گنجائش تھی۔ یہ تعداد دوسرے ہی گھنٹہ مین پوری ہوگئی اور آدھی رات سے پہلے ہسپتال مین بیمار ہوگئے۔ ہسپتال کا اسٹاف یہ تھا۔ ایک ڈاکٹر۔ ایک اسکا نائب۔ دو خادم اور ایک عام کامون کیلئے نوکر۔

ڈاکٹر نے میری ٹھوڑی کا معائنہ کرکے زخم کو سی دیا۔ ناک کو خفیف سا صدمہ پہنچا تھا۔ وردی اتار کر مجھے ایک آرام دہ پلنگ پر لٹا دیا گیا اور درد کی تسکین کیلئے دوائی پلاکر کھانے کے لئے گوشت کی یخنی مین پکی ہوئی چاول انڈے۔ چاول اور دودھ دیا گیا۔ بعدازان جب زخمیون کی دوسری جماعت پہنچی تو مجھ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ نو واردون مین سے اکثر ایسے تھے جن کے پاش پاش شدہ اعضا کاٹے جانیوالے تھے۔

گاڑیون کی مسلسل کھڑکھڑاہٹ اور رات کیلئے پناہ ڈھونڈھنے والے بھٹکے ہوئے سپاہیون کی قدمون کی آہٹ نے مجھے نیند نہ آنے دی جب ہسپتال مین مطلقاً گنجائش نہ رہ گئی تو دروازہ پر ہسپتال والون اور آنے والون مین کئی دفعہ یہ گفتگو ہوتی ہوئے سنی۔

ہسپتال والے "کون ہے"۔

باہر سے۔ صاحب زخمیون کی گاڑی آئی ہے پانچ ترک ہین اور ایک روسی"۔

ہسپتال والے "ہسپتال بالکل بھرا ہوا ہے اب ایک مریض بھی اور نہیں لیا جاسکتا"

باہر سے "صاحب سب ہسپتال والے یہی کہتے ہین۔ کیا مین ان بیچارون کو ساری رات گاڑی پر ہی پڑا رہنے دون"

ہسپتال والے "مشفق ہم مجبور ہین۔ ہم ناممکنات پر قدرت نہین رکھ سکتے"

اس گفتگو کے بعد دروازہ بند ہو جاتا اور گاڑیوالا آہ و بکا کرتے ہوئے زخمیون کو لیکر بڑبڑاتا ہوا کسی اور جگہ کی تلاش مین چلا جاتا۔ آدھی رات کے قریب مجھ کو غنودگی آگئی۔ اس وقت میرے کمرے مین جو چھوٹا سا تھا دو اور مجروح (ترک) لیٹے ہوئے تھے ان دونون کے اعضا کاٹے گئے تھے اور وہ نیند سے کلورافارم (بیہوش کرنیکی دوائی) کے اثر کو دور کر رہے تھے

دوسرے دن مینے بچھواڑے کے باغ مین ٹانگون اور بانہون کا ایک انبار لگا ہوا دیکھا ۔آدہی رات کے بعد مجھے نیند آگئی اور صبح اسوقت بیدار ہوا جبکہ مجھے ناشتہ کے لئے جگا یا گیا۔

اس لڑائی کے کل واقعات کا خلاصہ حسب ذیل ہی:- ۳۰ جولائی کیطرح اس دن بھی روسیون نے جو جنرل کرڈنر کے زیر کمان تہے۔ چار طرفون یعنے شمال۔ شمال مشرق۔ مشرق اور جنوب سے حملہ کیا۔عین شمال کیجانب یونہی سا منتفرق طور پر مقابلہ ہوا۔ اس طرف روسی جنرل ہوش کا رف تہا۔ جسکو قبل از وقت ہی یہ خبط سوجہہ گیا کہ وِدن کی طرف جاکر ہماری پسپائی کے راستہ کو منقطع کردے۔ یہ خیال آتے ہی اس نے اپنی فوج میدان جنگ سے ہٹالی اور وِدن کو چلا گیا۔ جہان آخر کار صرف اپنی پسپا ہوتی ہوئی فوج کو بچے سے محفوظ رکہنے کا کام دیکہا۔

شمال مشرق کیطرف سے جو روسی فوج آئی وہ جنرل وِلجامی نوف کے ماتحت تھی۔اس فوج نے ہماری دستہ لسپاہ کے حصہ کثیر جسمین میرا مورچہ بھی شامل تہا حملہ کیا مگر کامیاب نہوئی۔مورچہ سے میری کمپنی کے چلے آنیکے بعد غنیم اسکی ابتدائی خندقون پر قابض ہوگیا تہا مگر آخر کار بُری طرح سے ڈک دم بہگا دیا گیا تہا۔یہ امر مجھے کم از کم چشم خود دیکہنے والون کی زبانی تصدیق ہوا ہے کہ روسیون کی یہ فوج کمال سراسیمگی اور وحشت اور نہایت ہی سخت بے ترتیبی اور بدحواسی کے عالم میں میدان جنگ سے بہاگی تہی۔ اسکو خود روسی مورخ بھی تسلیم کرتے ہین۔ کرو پاٹکن اپنی کتاب مین اسے "بے ترتیب پسپائی" کہتا ہے۔

جو روسی فوج مشرق کیطرف سے آئی تہی اسکا کمانڈر پرنس جارج شاکو فسکوئی تہا۔ اسنے ہمارے دستہ میں کے قلب پر حملہ کرکے دو مورچون کو فتح کرلیا اور پہر دونون بازوؤن کے درمیان پھانے کی طرح پلیونا کی طرف مغرب رویہ بڑہتے ہوئے گئی۔ میرے زخمی ہونے کے بعد فریقین نے پے درپے ایکدوسرے پر جلد جلد حملے اور ہلے کئے ۔آخر غروب آفتاب کے قریب روسی شکست کہا کر بہاگ گئے اور ہمنے اپنے دونون مورچے پہر فتح کرلئے۔اس طرف بہی دشمن کی پسپائی فراری سے کم نہ تہی مگر پہر بھی دوسرے دستہ کی فراری جیسی بُری نہ تھی۔

جنوب مین روسی کمانڈر جنرل سکوبلاف تہا جو کل روسی کمانیرون سے قابل اور لایق مانا گیا تہا۔ یہ شخص وادی طلیبنشترا اور اسکے مغرب مین اور نیز شرک کریشن کے کنارہ کنارہ پرنس بک کی افواج کے مقابلہ پر نہ فقط اپنی جگہ پر ہی قایم رہا بلکہ کچہہ خفیف سی پیش دستی بھی حاصل کرلی۔ چنانچہ جب عام واپسی کا حکم ملنے پر اس نے بکراہ اس حکم کی تعمیل کی تو صرف اسیکا کالم ایسا تہا جو خاصی باقاعدگی کے ساتھ پسپا ہوا۔

دوسرے دن چند روسی باٹریون اور ایک تازہ دم رجمنٹ نے اس قدر آگے بڑہکر کہ وہان سے انکے گولے ہم تک پہنچ سکیں گولہ باری شروع کردی۔ مشیر نے مقابلہ کیلئے اپنی تمام کیولری جسکی گنجایش ہوسکتی تہی اکیسٹرا باٹری اور ایک

پلٹن انفنٹری بہیجدی۔ فریقین مین خاصہ زور شور سے مقابلہ ہوا۔ دونون طرفون کو پیچھے سے اور کمکین بہی پہنچنے لگین۔ اور ایک وقت تو اس بات کے بہی آثار پیدا ہوگئے کہ غالبًا کل کیطرح پہر آج بہی عام لڑائی شروع ہوجائیگی مگر روسیون کو ہوش آگیا وہ پیچھے ہٹ گئے اور ہماری فوج بہی واپس آگئی۔ دشمن کا تعاقب نہ کیا گیا کیونکہ راست بات یہ ہے کہ ترکون مین (کل کی تکان اور کوفت کے باعث) تعاقب کرنیکی سکت ہی نہ تہی۔

بمصداق طویلہ کی بلا بندر کے سر ان ہزیمتون کا الزام جنرل کروڈنر پر لگایا گیا۔ محاربہ کے بعد اُس سے کمان لے لی گئی اور اُسے وارسا (پولینڈ کے روسی علاقہ کے صدر مقام) کے فوجی گورنر کا اجوٹنٹ بنا دیا گیا۔

ترکی فوج کی تفصیل جسمین ۳۰ ہزار آدمی اور ۷۵ توپین تہین مین اوپر دے آیا ہون۔ روسی اپنی فوجکی جمعیت جو اس لڑائی مین شامل ہوئی ۳۶ پلٹنین انفنٹری۔ تین سالے کیولری یعنی جملہ ۴۰ ہزار آدمی اور ۱۷۶ توپین بیان کرتے ہین۔ سوائے ان پلٹنون کے جو دریائے وِد کے پل کے قریب متعین تہین باقی کل ترکی فوج لڑائی مین شریک ہوئی۔ بعض بٹالین خاص کئی دفعہ لڑائی کے گہمسان مین شریک اور گولیون کی زد مین رہین۔ ایک بالکل تازہ دم سالم روسی رجمنٹ انفنٹری میدان جنگ مین اُسوقت پہنچی جبکہ لڑائی عملی طور پر ختم ہوچکی تہی۔ یہ رجمنٹ روسیون کی مدد۔ یہ جمعیت مین شمار نہین کیگئی اس نے اپنی ہزیمت خوردہ ساتھیون کی پسپائی کے وقت انکو غنیم کے تعاقب سے محفوظ رکہنے کا کام دیا۔

اس بات کا ترکی افسرون کو افسوس رہا کہ لوفچہ کی چہہ پلٹنین وہان سے آکر کیون لڑائی مین شریک ہوئین اگر وہ بہی آجاتین تو سکوبلاف دو طرفہ آتشباری مین گہر جاتا۔ ایسا کرنے سے لوفچہ بیشک کچہہ عرصہ کیلئے بے پناہ رہجاتا مگر عام محاربے کے شور و شغب مین پہر خاص کر ایسی صورت مین جبکہ غنیم کو ہزیمت مل رہی ہو دشمن کو فوج کی عارضی عدم موجودگی مین شہر (لوفچہ) پر فوج بہیجنے کی نہ فرصت ہوتی اور نہ اس کام کیلئے اُس کے پاس زائد فوج ہی تھی۔ زمانہ حال کے مشہور شہنشاہ اور جرنیل نپولین کا مقولہ تہا کہ جرنیل کو "جو خود شریک محاربہ نہ ہو اور اُسکی فوج بیکار بیٹھی ہو تو اُسے لازم ہے کہ توپ کی آواز سنتے ہی جدہر سے وہ آئی ہو اُس طرف چل پڑے"۔ لوفچہ مین رفعت پاشا کمانڈر تہا اُس نے یا تو نپولین کے اس اصول کو نظر انداز کر دیا۔ یا ممکن ہے مشیر کا ہی اسے حکم ہو کہ لوفچہ سے کسی صورت مین باہر نہ جائے۔ عثمان پاشا لوفچہ کو بڑا ہی ضروری مقام تصور کرتے تہے۔ اسکی وجہ خود انہی کو بہتر معلوم تہی

ہماری فوج مین دو ہزار قتل اور سخت زخمی ہوئے تہے انکے علاوہ چند ہزار کو خفیف زخم پہنچے جو ایسے نہ تہے کہ ان کو ہسپتالون مین بہیجا جائے۔ روسیون کے نقصانات کا اندازہ حال کے مورخین ۷۵۰۰ مقتول و مجروح مین بتاتے ہین مگر شلم

اخبارات اور اُس وقت کے مورخین نے دس ہزار کی تعداد بتائی تہی غالباً ٹہیک تعداد ان دونوں کے بین بین ہے ہمنے ایک ہزار ترک اور تین ہزار روسیوں کو دفن کیا۔ ان کے علاوہ ایک ہزار روسی ہمارے پاس اسیر تہے جو مجروح سفر کی تکلیف کو برداشت کر سکتے تہے اُنکو ۳۱ - جولائی سے صوفیا کو بہیجنا شروع کر دیا گیا۔

روسیوں کے ہواخواہوں کا یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے کہ ترک سپاہی روسی مجروحین کو قتل کر دیتے تہے مجروح اسیرون سے بعینہٖ وہی سلوک ہوتا تہا جو کہ مجروح ترکوں سے۔ وحشیانہ برتاد کے شاذ و نادر واقعات کونسی لڑائی اور کونسی مہذب ترین فوج ہے جسمین نہین پائے جاتے۔ ۱۸۷۰ء کے معارکۂ جرمنی و فرانس مین سیدان کی لڑائی مین بمقام بازیلاس جرمن اور فرنچ مہذب سپاہیون کی شائستگی کل دنیا کو معلوم ہے مگر یہ کہنا کہ ترک بالالتزام یا بالعموم اسیرون یا مجروحون کو ایذا پہنچایا کرتے تہے محض جہوٹ ہے۔ افسرون کو تاکیدی حکم تہا کہ کوئی زیادتی کسی قسم کی نہ ہونے دین اور خطاکار کو پوری سزا دی جائے۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ اس حکم کی پوری تعمیل کی جاتی تہی -

لڑائی کے بعد ترکی فوج مین عجب افراتفری پڑی ہوئی تھی۔ مگر ۱۔ اگست تک کل نظام اور ترتیب پہر درست ہو گئی جب ہم فاتحین کی یہ حالت ہوئی تو ظاہر ہے کہ ہزیمت خوردگان کا کیسا بُرا حال ہوگا۔ یکم یا دوم اگست کو ہمارے پاس ارخانیہ سے چار پلٹنون کی کمک پہنچی انہین سے دو توپچہ کو بہیجدی گئین جس سے وہان کی جمعیت آٹھ پلٹن ہو گئی۔ اسکے علاوہ نوعمر رنگروٹون کی بہی متعدد جماعتین بطور کمک پہنچ گئیین اور یہ نوجوان اُن کمپنیون کو جنکو سب سے زیادہ نقصان پہنچا تہا تقسیم کر دئے گئے۔ ان کمکون سے پلیونا مین مشیر کے پاس ۳۵ پلٹنین یا ۲۴ ہزار آدمی ہو گئے اور شروع ستمبر تک ہماری جمعیت یہی رہی۔

۳۱ ۔ جولائی کو سیٹوا کی روسی فوج مین کمال سراسیمگی اور ہجوا سی پہیلگئی تہی۔ اس عجیب و غریب واقعہ کی تفصیل بتلانا میرا منصب نہین۔ علاوہ برین مجہ سے بدرجہا لائق شخص (مثلاً مسٹر ایرشیلےوان ٹڑو ٹہام) وہان کی روسی فوج کی حیرت افزا بدحواسی کے نظارون کا ہو بہو نقشہ کہینچ چکے ہین۔ مگر میں بہی ناظرین سے یہ بیان کر دینے کی اجازت چاہتا ہون کہ اس معاملہ سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ ۲۰ ۔ اور ۳۰ ۔ جولائی کی دو کامل شکستون سے تمام روسی فوج کے چہکے چہوٹ گئے تہے ۔ اُسوقت روس کی حالت بعینہ ویسی شخص کی حیرانگی کے مشابہ تہی جو ایک جنگل مین پڑے بیٹھے ہوئے شخص کو غریب الغرک سمجہ کر اُسکے پاس بایں ارادہ گیا ہو کہ اس کا کچہ مال متاع ہضم کرے۔ مگر مال کے عوض اُسے دو ایسی زبردست ایذا رسان اور با موقعہ ٹہوکرین لگی ہون کہ اُن کو تاعمر کبہی فراموش نہ کر سکے۔ جنگ کریمیا کے شروع مین بعینہ یہی معاملہ گذرا تہا۔ میری مراد سلسٹریا کے ناکامیاب روسی محاصرہ اور جنگ گرگیوو (جرجوا) سے ہے۔

قضا مبرم کے اچانک نزول کی طرح بعینہ اسی طرح جیسے کہ ۱۸۷۷ء میں ہوا تھا روس کو یکبارگی حق الیقین
ہوگیا کہ مکروہ و مبغوض اور کاہل و غافل "مرد بیمار" نے کامل ترین طاقت و قوت کا زبردست ثبوت دیدیا ہے روسی
ہیڈکوارٹر ٹرنووا سے بلگریتی کو ہٹا لیا گیا۔ گورکو کو بلقان پار سے ویسے بلا لیا گیا۔ ولایت مشرقی رومیلیا خالی کر دی گئی
تا اوچ (رحلی عہد) دریا لوم سے پیچھے ہٹ آیا رومانیا کی امداد کو اب اسی منہ سے جس سے کہ نہایت حقارت کیساتھ
اسکی درخواست امداد کو مسترد کر دیا گیا تھا نہایت تپاک اور شکریہ کے ساتھ قبول کیا گیا (نہیں بلکہ اب خود التجا کی گئی)
اور فوجکے دس مزید ڈویژن جمع کئے جلد ملنیکے لئے پیچھے حکم بھیجا گیا۔ قصہ مختصر زار کی یہ شیخی اور ڈینگ کہ میں بذات خود
اپنی فوج کو اس طرح سے لیکر کہ گویا تفریحی سیر کر رہا ہوں عنقریب قسطنطنیہ میں داخل ہو جاؤنگا خاک میں مل گئی اور
ساڑھے چار مہینوں تک محاربہ روس و روم کا نتیجہ صرف اس سوال تک محدود رہا۔ کہ آیا پلیونا بچ رہیگا یا فتح ہو جائیگا؟
پورے ساڑھے چار مہینوں تک ایک واحد شخص مسلمان شان و شوکت کے اس انتہائی معراج تک صعود کرکے جس سے آگے
بڑھنا انسانی امکان میں داخل نہیں اُن تمام فوجوں کی خس برابر پروانہ کی جن کو روس اپنے نہ ختم ہونیوالے ذخیرہ سے
لاکر کمال غیظ و غضب کے ساتھ اُسکے مقابلہ پر بھیجتا رہا۔ اور وہ جب مغلوب ہوا تو صرف فاقہ اور بھوک کی وجہ سے جس
زبردست معاون سے سباسٹوپل کے نامور محافظ ٹوٹلبن کی دور اندیش فہم و فراست نے صبر و تحمل کیساتھ کام لیکر وہ بات
کر دکھائی۔ جسے گورکو اور اسکوبلیف کی تیزی و تندی۔ اور جرمن خاندان ہوہن زولرن کا رکن رکین شہزادہ
چارلس والی رومانیا جسکی نسبت عام مشہور ہے کہ فتح و ظفر ہمیشہ اُسکے ہم رکاب رہی ہے۔ اور خود زار کی موجودگی جس کو
اب پہلی دفعہ معلوم ہو گیا کہ لاکھوں اور کروڑوں سپاہیوں کے دل بادل ایک واحد شخص کی کامل استقلال اور زبردست
عزم و ارادہ کے برخلاف خاک کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتے۔ نہ کر سکی تھی۔

اس لڑائی کے بعد روسی فوج کی حالت کو روسی سپہ سالار گرینڈ ڈیوک نکلس کی مشہور آفاق تار سے جو اوس نے
شہزادہ چارلس کو بھیجی تھی بخوبی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ اِس تار کا مضمون یہ تھا "ہماری مدد کو دوڑو۔ دریائے ڈینیوب
کو جہاں سے اور جس طرح سے چاہو عبور کرو۔ مگر ہماری مدد کو پہنچو جلد۔ ترک ہمکو معدوم و برباد کر رہے ہیں عیسائی
مذہب کی لاج خاک میں ملگئی ہے"

اللہ اکبر اگر ترکی کے پاس اگست میں اُس کاہل و سست الوجود محمد علی کی جگہ (جس پر جرمن جرنیل کنکٹیٹر
کا نام خوب صادق آتا ہے گر افسوس ہے کہ اُس پرانے زمانہ کے جرنیل کی بعض نیک اوصاف بھی موجود نہ تھے) کوئی
اوسط قابل ہی کا مستقل مزاج کمانڈر ہوتا۔ اور اگر سلیمان پاشا اپنی بے نظیر مگر بے سود شجاعت کے جوہر دکھانیکو کچھ عرصہ کیلئے

بالائے طاق رکھکر کسی قدر زیادہ وسیع النظری اور تامل اندیشی ظاہر کرتا تو حیرت زدہ دُنیا (جو عثمان پاشا کے کارنامون سے پہلے ہی بہہوت ہو رہی تھی) وہی نقشہ پہر دوبارہ دیکھہ لیتی جو اُس نے سیڈان[1] مین دیکھا تہا یعنی جس طرح نپولین سوم اس جگہ سنہ ۱۸۷۰ء مین اپنی نوے ہزار فوج سمیت فاتح پرشیا والون کے ہاتھ اسیر ہو گیا تہا اُسی طرح زار الکسنڈر اپنی کل فوج کے بمقام ٹرنووا یا بلگرنی جہان اسکا ہیڈ کوارٹر تہا ترکون کے ہاتھہ اسیر ہو جاتے مترجم)۔

باب نہم

زمانہ بیکاری - ۳۱ - جولائی سے ۶ ستمبر ۱۸۷۷ء تک

مین ہسپتال مین چار یا پانچ دن رہا - جہان میرا وقت تمباکو پینے - کہانے پینے اور سونے مین کٹتا رہا - ٹہوڑی کے زخم کیوجہ سے بولنے مین تکلیف ہوتی تہی - پہلے دن بعید فاصلہ پر گولہ باری ہونیکی آواز سنکر مین ڈاکٹر کے حکم سے خلاف ورزی کرکے اُٹھہ بیٹھا - مگر فوراً اور سختی کے ساتھہ مجھے چارپائی پر لیٹ جانیکا حکم دیا گیا - تیسرے یا چوتھے دن مجھہ مین کافی طاقت اگئی اور مینے اُٹھکر خادمون کا جن پر کام کا بیحد بوجھہ پڑا ہوا تہا - ہاتھہ بٹایا - میرے کمرے والے دونون سپاہیون نے بیدار ہونے پر جب اپنے اعضا کٹے دیکھے تو پہلے تو بہت بگڑے مگر جیسا کہ تقدیر کے قائل ہونیکے باعث ترکون کا عجیب وغریب خاصہ ہے کہ ہر حال مین تن بتقدیر اور راضی برضا ہوتے ہین - اونہون نے جلدی رنج و تاسف کو بہلا دیا اور راضی خوشی ہنسنے بولنے لگ گئے -

غذا نفیس اور وافر ملتی تھی حتی کہ اسکی وجہ سے مین بہی ایک طرح سے بالکل نفیس و لطیف مزاج بنگیا - اس ہسپتال مین سوئی کوئی نہ تہا - آٹھہ آدمی صوفیا کو بہیجدیے گئے تہے وہ جانے پر راضی نہین تہے کیونکہ یہان بیمارون کو کامل آرام ملنے کے علاوہ گاڑی پر سفر کرنیکی تکلیف سب کو معلوم تھی - مجھے صوفیا جانیکے لئے مجبور نہ کیا گیا مگر اختیار دیدیا گیا کہ اگر چاہون تو جا سکتا ہون - مینے یہین ہسپتال مین رہکر صحت یابی کے بعد اپنی کمپنی مین جا پہنچنے کو پسند کیا - آٹھہ آدمیون کے چلے جانے پر ہسپتال مین بارہ آدمی رہے ہم تینے بیمارون کیلئے بہی واصل یہین گنجائش تھی - میرے سوا باقی سب کے زخم سخت اور نازک تھے - انہین سے دو میرے سامنے فوت ہو گئے - مجھے ٹہوڑی کا زخم یونتو ہر وقت مگر کہانے کے

---

[1] سیڈان فرانس کا ایک مشہور شہر ہے جسکو سنہ ۱۶۴۲ء مین لوئی چہاردہم شاہ فرانس نے فتح کیا تہا سنہ ۱۸۷۰ء مین اس جگہ نپولین سوم قیصر فرانس معہ نوے ہزار فوج جرمنون کے سامنے ہتیار رکھہ دیے تہے - مترجم

دقت بہت دکہہ دیتا۔ لیکن وہ توقع سے بڑہکر جلد اچہا ہوتا گیا۔ مجھے بڑی شکایت خون کے نکلجانے کیوجہ ضعف کی تہی لیکن میری فطرتی مضبوط طبیعت اور وافر مقوی غذا نے اس شکایت کو بہی جلد رفع کر دیا۔

محاربہ کے اس مرحلہ تک ہمارے ہسپتالون یعنی والنٹیئر اور سول ہسپتالون کا انتظام فی الواقع بہت اچہا تہا تو ہر کیف قریب وہ بہت ابتر ہوگیا۔ گورنمنٹ ہسپتالون کی کیفیت اول آخر ناگفتہ بہ تھی۔ میرے والے ہسپتال کا ڈاکٹر بلغاری النسل مگر مسلمان۔ ترکون کا نہایت ہی پرجوش و سرگرم حامی۔ کئی زبانون مین ماہر اور اعلےٰ تعلیم یافتہ تہا۔ اُسکا کام صوفیا مین اچہا چلا ہوا تہا۔ اُسنے اپنے چند محب وطن دوستون کی امداد سے یہ ہسپتال اپنے خرچ سے تیار کیا تہا اور اپنے پاس سے ہی خرچ کر کے اُسے چلا رہا تہا۔ وہ اپنے کام میں ماہر اور ہوشیار مگر کم سخن اور اکھڑ مزاج تہا۔ نائب ڈاکٹر اس پیشہ مین ابہی تازہ تازہ داخل ہوا تہا۔ وہ شریف الطبع اور انگریزون اور اُنکے دستور و قواعد کے پسند کرنیوالون مین سے تہا۔ وہ کچہ عرصہ لنڈن کے کسی ہسپتال مین بہی مشق و تجربہ کیلئے رہ آیا تہا۔ اور انگریزی بول سکتا تہا۔ خدام نیک طبیعت اور دل سے کام کرتے تہے گو بے علم تہے۔ صحت یابی سے کچہہ عرصہ بعد مینے ڈاکٹر کو اپنی تیمارداری کے صلہ مین ایک خفیف سی رقم کی "تحریری سند" جو مجھے تنخواہ کے عوض ملی تہی۔ دی۔ مین امید کرتا ہون کہ عثمانیہ گورنمنٹ کا یہ پرامیسری نوٹ (ہنڈی) اُسکے کسی کام آگیا ہوگا اور محض ردی کا غذ نہ رہا ہوگا۔

نائب اور خدام ہمکو کل معاملات روزمرہ کی خبرین سُناتے رہتے تہے۔ کوئی غیر معمولی واقعہ اس وہان مین نہ ہوا ہمارے کمپ سے پندرہ پندرہ میل کے فاصلہ تک کسی دشمن کا نام و نشان نہ پایا جاتا تہا۔ سٹوڈا کی ہر لڑائی اور سب طرفون سے روسی نوجوان کی پسپائی کی خبر مینے ہسپتال ہی مین سن لی تہی۔ ہمارے کمپ مین مورچون کی تعمیر کا کام بڑے زور شور سے شروع ہوگیا تہا۔ دوسرے یا تیسرے دن میری کمپنی کا ایک کارپورل جسے جنگ کے میدان جنگ سے اُٹہائی گئی رائفلون سے بہری ہوئی گاڑیون کی قطار کے ساتھ بطور گارڈ روانہ کیا تہا مجھے ملنے آیا۔ اُسنے مجھے جیک کا ایک پنسل سے لکھا ہوا رقعہ دیا۔ اسکا مضمون تقریباً یہ تھا۔

پیارے رفیق! میرا زخم اچہا ہوتا جاتا ہے۔ مجھے اچھی خاصی چوٹ لگی تھی۔ جو درد بھی بہت کرتی تہی مگر ایسی نہ تہی کہ بستر پر پڑجاتا۔ مین امید کرتا ہون کہ تم جلد صحت یاب ہوکر اپنی کمپنی مین پہنچ جاؤگے اور ہم تمہارے ماتحت اور فتوحات حاصل کرینگے۔ امید ہے کہ کپتان ایسی جلدی صحت یاب نہ ہوگا۔ ہم ان دنون ایک دوسری بٹالین کو جسکے سپاہی اول درجہ کے نکمے ہین ایک نیا مورچہ بنانے مین مدد دینے مین سخت مصروف ہین۔ کیا اس لڑائی کا دن مدت العمر یاد رہنے والا دن نہیں تہا۔ لڑائی کے خاتمہ پر میرے پاس کمپنی کی شکل صورت تو تہی۔ مگر تہے آدمی بیگانے (یعنی دوسری کمپنیون کے) تہے برابر

چوبیس گھنٹہ تک ہمارے بھٹکے ہوئے سپاہی واپس آتے رہے اسوقت مقتولین و مجروحین کے علاوہ صرف ایک آدمی کے سواسے جسکو گم ہوجانیکی مینے قطعی رپورٹ کردی ہے اور سب موجود ہوگئے ہین۔ تازہ ترین خبرین بتاتی ہین کہ روسیون کا برا حال ہوا ہے۔ مین ہون تمہارا مخلص۔ جیک ؎

مینے کارپورل کو اپنے دوپہر کے کھانے سے کچھ کھلا کر میرے زخمی ہونیکے بعد جو کچھ کارروائی ہماری کمپنی نے کی تھی اسکے حالات دریافت کئے۔ کارپورل کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے فریق عادل پاشا کی تلوار کسی دشمن کے جدوق کے کندے کی ضرب سے دو ٹکڑے ہوگئی تھی۔ اور کمشیر نے لڑائی کے بعد آدھی رات کے وقت بنفس نفیس اپنے کل مورچون کا معاینہ کیا تھا۔ اُسنے یہ بھی بتایا کہ کیمپ مین عام افواہ ہے کہ روسیون نے ہدنہ (التواء جنگ) کی درخواست کی ہے۔

جہان تک مجھے یاد پڑتا ہے اس لڑائی مین میری کمپنی کو بایں تفصیل نقصان پہنچا تھا۔ افسر قتل ایک (اول لفٹننٹ)۔ مجروح دو (کپتان اور مین)۔ خفیف مجروح ایک (میجو)۔ سپاہی قتل ۱۰۔ مجروح بیس۔ خفیف مجروح ۴۰ یا مفقود الخبر ایک۔ پس ہماری کمپنی مین اب ایکسو بیس مصاف کنندہ رہگئے تھے۔ اگست مین ۴۰ رنگروٹ ہماری کمپنی مین ایزاد کئے گئے اور دس مجروح صحت یاب ہوکر کمپنی مین آملے۔ اس حساب سے آن پانچ آدمیون کو وضع کرنے کے بعد جو بیماری کے باعث شامل نہ ہوئے ستمبر کی لڑائی مین میری کمپنی مین ۱۶۵ آدمی تھے۔ نومبر تک اس کمپنی سے کوئی شخص فرار نہ ہوا۔ بعد ازان دو آدمی بھاگ گئے۔

ہسپتال مین ہمکو پڑھنے اخبار دئے گئے۔ کئی ترکی۔ ایک انگریزی اور ایک فرنچ اخبار تھا۔ انگریزی و فرنچ کسی مجرو انگریز نے بھیجے تھے۔ یہ تو بتلانے کی ضرورت ہی نہین کہ گو اونکے مضمون پرانے تھے تاہم مینے اُن کا لفظ لفظ پڑھا۔ ترکی اخبار مینے اپنے رفیق بیمارون کو دیدئے۔ جو اُن کی فضول مبنی تعلیمات او معقولات کو پڑھکر سخت متنفر ہوئے۔ وطن سے روانہ ہونیکے بعد مجھے کوئی خط نہین ملا تھا۔ ڈاک کا انتظام ایسا برا تھا کہ اسکی نسبت کچھ کہنا ہی فضول ہے۔

ہسپتال کی اقامت کے آخری دن نایب میرے لئے ترکی زنانہ پوشاک لے آیا۔ اُسنے کہا کہ کوئی صاف مردانہ لباس نہین مل سکا لیکن میرا خیال ہے کہ اُسنے یہ کارروائی تمسخر کیلئے کی تھی۔ مینے اپنے کپڑون کو جو خون سے لتھڑے ہوئے تھے۔ پچھواڑے کے باغ مین دھونیکے لئے اونکو اوتار کر یہ زنانہ پوشاک پہن لی۔ مجھے اس ہیئت کذائی مین دیکھکر فرشتے بھی خوب ہنسے ہونگے۔ میرا سارا چہرہ پٹیون سے ڈھنپا ہوا تھا۔ ایک ترک دوشیزہ نے مجھکو کپڑے دھونے مین مدد دی۔ اسکی آنکھون۔ حرکات۔ آواز۔ گفتگو۔ قد و قامت اور دلفریب برہنہ ہاتھون سے معلوم ہورہا تھا کہ وہ نوعمر خوابیدہ

اصول آوری ہے - ایک نہایت ہی معمر شخص جسکے جسم پر رعشہ پڑا ہوا تہا بطور مترجم کے اُسکے ساتھ تہا - اُسکی نسبت چینیون نے مجھے ذہن نشین کرا دیا تہا کہ وہ بہرہ ہے - مینے مصدر "سومک" (محبت کرنا) کے تمام صیغے اور اُسکی گردانین (نفی کے صیغے کے سوا) بخوبی سیکھ لین - اور جب پیر مرد ہمارے حال پر کمال شفقت کرکے دہوپ مین سو گیا تو مینے معلوم کر لیا کہ ترکی مین یہ جملہ "ہم ایک دوسرے کا بوسہ لے سکین گے" ایک لفظ مین ادا کیا جا سکتا ہے - اس امر کے معلوم کرنے کے لئے نقاب اٹھایا جانا ضروری تہی - اُسکے اُٹھائے جانے پر مجھے تصدیق ہو گئی کہ اُس نازنین کے حسن و جمال کی نسبت جو کچھ مینے قیاس کیا تہا وہ بالکل درست تہا - ہم دفتر عشق کا یہین تک مطالعہ کرنے پائے تہے کہ تابے نے مجھے پکار کر انگریزی مین کہا کہ ڈاکٹر اور لڑکی کا باپ (جو مالک مکان تہا) بازار سے لوٹے چلے آرہے ہین مینے جب اسکا ترجمہ کرکے لڑکی کو بتایا تو وہ مجھے یہ جملہ "تم مجھے اپنا گرویدہ کبھی نہین بنا سکو گے" کہہ کر جو نیز ایک ہی لفظ مین ادا کیا گیا تہا - رم شدہ غزال رعنا کیطرح دوڑ کر اندر چلی گئی - اسپر بوڑہا بھی چونک کر بیدار ہو گیا - مینے اُسسے بتایا کہ لڑکی کوئی کام نہین کرتی تہی وہ بالکل بیہودہ اور نکمی تہی - اسلئے مینے اُسے بہیجدیا ہے - اسپر بوڑہا بھی یہ کہتا ہوا "تمام عورتین ایسی ہی ہوتی ہین" کانپتا ہوا مکان کے اندر چلا گیا - اور اس ہشتاد سالہ پیر مرد نے اپنے مدت العمر کی تجربہ کی بنا پر جو نصیحت آمیز فقرہ کہا اسپر عشق و محبت کے مختصر سے کارنامہ کا جو عین موقعہ کارزار کے دوران مین وقوع پذیر ہوا خاتمہ ہو گیا -

جب باورچیخانہ کی آگ پر میرے کپڑے خشک کر دئیے گئے اور نازنین کی نازک انگلیون نے اُنکے سوراخ اور چاک درست کر دئیے تو مین اُنکو پہن کر اپنے رفقاء سے رخصت ہو گیا - اور ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق پہلے اسلحہ خانہ کو گیا - وہ ایک مسجد مین بنایا گیا تہا - میرا ریوالور اور تلوار گم گئے تھے - مینے وہان سے ریوالور اور تلوار کے علاوہ ایک نیا کوٹ اور ایک پتلون بہی لی - جنکا مینے پولندہ بنا لیا - گودام مین ہر چیز بکثرت موجود تہی - اس کام سے فارغ ہو کر مین کپتان کے پاس گیا - وہ اس ہسپتال مین تہا جہان مین پہلی مرتبہ رہا تہا - اس جگہ بہی مجروحین کی پوری تعداد معینہ (یعنی ۶۰) موجود تہی - لڑائی کی رات کو اسمین اسی شخص تہے - کپتان کے کندہے کا زخم گو حسب مراد مندمل ہو رہا تہا لیکن وہ بہت نحیف اور نیم مردہ سا ہو رہا تہا - ہڈی کے چند ٹکڑے نکال دئے گئے تہے مین اُسکے ساتھ دیر تک باتین کرتا رہا مگر جیک کی نیک خواہش کا اُس سے کوئی ذکر نہ کیا - کپتان نے دوسرے دن صوفیا چلا جانا تہا

کیمپ مین جاتے ہوئے خوش قسمتی سے مجھے بارکش گہوڑون کی ایک قطار مل گئی - مین ایک یابو پر چڑھ بیٹھا اور صندوقون پر بیٹھ کر ٹانگین ایکطرف کو لٹکا لین - اور اس معزز (یعنی تمسخر خیز) آن بان سے مورچہ مین گیا جہان ہر ایک شخص نے سچی خوشی سے مجھے خوش آمدید کہا - جیک کو جس قدر خوشی ہوئی اُسکا ذکر کرنا ہی فضول ہے

سینا پلی حاضری کی اطلاع اپنے میجر کو کر کے اپنی کمپنی کی کمان لے لی۔

تین ہفتوں تک حاضری۔ معائنہ اور بعیدی چوکیوں کے معمولی فرائض کے سوا ہم بالکل بیکار رہے لیکن مدیون لمنا ہماری چوکسی اور حزم و احتیاط میں ذرہ بھر فرق نہ پڑا اگر ایسا ہو جاتا تو کوئی نقصان نہ ہونے پاتا۔ کیونکہ رومیوں نے ہمپر حملہ کرنا تو درکنار ہمارے مورچوں کے قریب پھٹکنے کی بھی کوشش نہ کی۔ اس بات کی سخت نگرانی کی جاتی رہی کہ اسلحہ درست حالت میں رہیں۔

موسم نہایت شاندار تھا۔ آسائش و آرام کے لئے ہمنے تمام ضروری سامان مہیا کر لیا تھا۔ اور جس قدر آسائش میدان جنگ پر مورچوں کے اندر رہنے والوں کو مل سکتی ہے ہمکو حاصل تھی۔ فوج کی حالت فی الجملہ اطمینان بخش تھی۔ ایکدفعہ کونین کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ اور چونکہ اس وقت چند آدمی بخار سے بیمار تھے اس امر سے کسی قدر تشویش پیدا ہو گئی۔ مگر ڈاکٹروں نے کونین کے آنے تک اسکا کام ایک وطنی درخت کی چھال سے لیلیا۔ جسکے سفوف سے ایک خوراک بلا ناغہ اپنی سپاہیونکو کھانی پڑتی تھی۔ غذا عمدہ اور وافر تھی۔ قصبہ میں تقریباً ہر ایک ضروری چیز کا وافر ذخیرہ موجود تھا۔ اکثر چھوٹی چھوٹی چیزیں مثلاً صابن۔ بتیاں۔ دیا سلائی کے بکس۔ نمک۔ قند وغیرہ باقاعدگی کے ساتھ تقسیم نہیں ہوتی تھیں کیونکہ ان کے ذخیرہ ہر وقت احتیاج کے موافق موجود نہیں رہتے تھے۔ لیکن مجھ اور حبیب کو اس بات کا پہلے سے ہی خیال تھا اور ہمنے لڑائی سے پہلے پلیونا سے ان چیزوں کی کافی مقدار بہم پہنچا لی تھی۔ ترکی سپاہی کے راشن میں قہوہ داخل نہیں لیکن ہفتہ میں تین یا چار دن کبھی کبھی کل آدمیوں کو مگر زیادہ تر صرف افسروں کو یہ نعمت مرغوبہ بطور زائد راشن تقسیم کی جاتی تھی۔ ہم کفایت شعاری کر کے راشن میں سے اس قدر بچا لیتے تھے کہ کم از کم ایک پیالی روز مل سکے۔

دنیا میں جو کچھ گزر رہا تھا ہمکو اسکی خبر ملتی رہتی تھی۔ سب طرفوں سے رومیوں کے پیچھے ہٹ جانیسے ہمارے کمپ میں کمال خوشی پھیل گئی تھی۔ لیکن رومیوں اور رومانیوں کے تازہ اتحاد اور آخر الذکر کے دریائے ڈینیوب کو عبور[۷۵]

[۷۵] رومانیوں نے مقام کرویبا کے قریب سلیس تواری (واقعہ بر ساحل چپ) اور ٹیپی کوئی المعروف ماگولا (واقعہ بر کنارہ راست) کے درمیان اس جزیرہ سے بھی فائدہ اٹھا کر جو ان دونوں مقاموں کے درمیان دریا میں واقع ہے ڈینیوب پر پل تیار کیا تھا۔ اسپر سے انکے دو ڈویژن ۲۸ اگست اور یکم ستمبر کے درمیان گذرے۔ ایک تیسرا ڈویژن اس سے پہلے ۲ اگست کو بمقام نیکو پولی کشتیوں پر دریا کو عبور کر کے پہنچ گیا تھا۔ چوتھا ڈویژن کالافت اور اسکے قریب جوار میں رہا۔ رومانوی فوج میں اسوقت یہی چاروں ڈویژن تھے۔ پرنس چارلس نے الفور پلیونا کیطرف جارحانہ کارروائی شروع کرنیکا ارادہ کیا تھا

کرآنے سے باخبر اور عمدہ تعلیم یافتہ افسرون کو کسیقدر تردد پیدا ہوگیا ہوا تہا۔

بعض افسرون کا بیان تہا کہ شہزادہ چارلس پرشوی (جرمن) نژاد ہے۔ اور ایک جرمن جرنیل بارہ روسی برنیلوں کے برابر ہوتا ہے۔ مگر وہ افسر جو سپاہیون سے ترقی کر کے بلند مدارج تک پہنچے تہے شہزادہ کی گرجوشی پر تمسخر اڑاتے تہے اون کا بیان تہا کہ پرنس ایک بچہ ہے جو کہلونے سے کہیل رہا ہے رومانوی فوج انکی نظرون مین کہلونا تہی وہ چارلس کو بہی میلان والے سرویا کا بہائی سمجہتے تہے حالانکہ ان دونون مین ذرہ بہی مشابہت نہین۔ اول الذکر بہادر سپاہی ہونیکے علاوہ شریف طبع اور قابل عزت شخص ہے۔ اس دوسری قسم کے ترکی افسرون مین اکثر جاہل شخص تہے۔ ان مین سے بہتے کئی

تہا مگر جنرل سٹو نے جو روسی مغربی فوج (جو روسی فوج پلیونا کے فتح کرنے پر مامور تہی اُسے مغربی پکارا جاتا تہا کیونکہ وہ روسی قلب سے مغرب کیطرف تہی) کا کمانڈر تہا اصرار کیا کہ روسی فوج کے انتہائی داہنے حصہ کے قریب ہونے کیلئے دونون رومانوی ڈویژن دریائے ڈینیوب کے داہنے ساحل کے کنارہ کنارہ مشرق رویہ دریائے ود کے دہانہ تک بڑہتے جائین اور پہر وہان سے جنوب کو ہوکر مقامات کریشا و بریزنی اننرا کو جائین۔ چنانچہ اسیطرح کیا گیا۔ ایسا کرنے مین سٹو اور گدام کروبیاپل سے دہانہ ود کو پہنچانے پڑے جس سے رومانوی فوج کو سخت تکلیف پہنچی اور ایک ہفتہ بہر اُسے بہت بے آرامی ہوئی۔ منجملہ دیگر وجوہات اس تکلیف کیوجہ سے بہی کروپاٹکن نے رائے ظاہر کی کہ سٹو کی تجویز غلط تہی۔ گو ترکون کی دو پلٹنین بشنی بین۔ تیمن راہو وامین اور کئی مانی ٹر دریا کے بالائی حصہ مین موجود تہے انہون نے پل بنائے جانے مین کوئی مزاحمت نہ کی۔ مجہے ٹہیک معلوم نہین مگر میرا خیال ہے کہ رومانیون کے آنے پر ترکی پلٹنین راہووا کو ہٹ آئی تہین ستمبر مین رومانیون نے پل کو کروبیا سے اٹہا کر نیکوپولی اور طور نوماگوریلی کے درمیان بنا دیا۔ شروع ستمبر مین متفقہ رومانوی و روسی مغربی فوج کی کمان بظاہر پرنس چارلس کے ہاتہ مین دیگئی۔ اور سٹو کو اسکے سٹاف کا اعلےٰ افسر بنایا گیا۔ مگر دراصل شہزادہ کی کمان صرف اپنی فوج پر تہی۔ جنرل سٹو اس سے بالکل خود مختار رہکر کام کرتا رہا۔ کروپاٹکن اپنی کتاب مین اس دوعملی پر سخت اعتراض کر کے اسکو ستمبر کی شکست کا باعث قرار دیتا ہے اس لڑائی مین روسی کمان کی حالت فی الحقیقت اس دوعملی سے بہی بدتر تہی۔

یہین زار اور گرینڈ ڈیوک نکلس بہی موجود تہے یعنی اس حساب سے یہین روسیون کی فوج پر چار اعلیٰ کمانیر موجود تہے۔ گو روسیون کا بیان ہے کہ زار اور ڈیوک صرف دیکہنے والے تہے۔ انہون نے کسی بات مین دخل نہین دیا تہا۔ اچہا یہی سہی مگر یہ صرف دیکہنے والے بالنظارہ بازا اپنی ایک لاکہ فوج اور چار سو چالیس توپون کو کلہم تیس ہزار آدمیون اور ۷۲ توپون سے شکست فاش کہاتے دیکہکر دل مین خوش تو بہت ہی ہوئے ہونگے ۱۱ اکتوبر مین سبا ٹوپل کا ہیرو جنرل ٹوٹل بین یہان اعلیٰ کمانڈر ہو کر شامل ہوا۔ مصنف

خود دیکھے جو کو کمال جفاکش اور بہادر تہے مگر ایک لفظ لکھہ یا پڑھ نہین سکتے تہے -

مشیر کو بیرونی دنیا کے حالات سے پوری خبر ہوتی تہی - اس سے پایا جاتا ہے کہ قسطنطنیہ سے اونکو ساعت بساعت کل اطلاعین پہنچتی رہتی تہین - اسوقت تک تار کا سلسلہ پلیونا - اور ارخانیہ و صوفیا کے درمیان صحیح و سالم تہا - ہیڈ کوارٹر مین ہر روز تمام اعلی افسرون کی کمیٹی ہوتی تہی - اور جو خبرین افسر سنکر آتے تہے وہ پہر تمام کیمپ مین مشتہر ہو جاتی تہین -

شروع اگست مین سلطان المعظم نے جو خط عثمان کو لکہا تہا وہ ہمارے سفرین نے پریڈ پر اپنی کل فوج کو سنایا - جلالت مآب نے کل عثمانیہ قوم کی طرف سے اس خط مین مشیر اور اوسکی نہنی سی بہادر فوج کا دوہری فتحیابی پر شکریہ ادا کر کے عثمان پاشا کو نہایت بیش قیمت شمشیر جسکے قبضہ و میان پر ہیرے جڑے ہوئے تہے تحفتاً ارسال کی تہی - سپاہیون نے یہ خط سنکر بڑے زور سے خوشی کے نعرے بلند کئے - لیکن بادشاہ سلامت اگر تلوار کی جگہ کچہہ نقدی ارسال فرما دیتے تو بہت کارآمد ہوتی - ترکی افسر جس صبر و تحمل سے اپنی تنخواہ کی مسلسل عدم وصولی کو برداشت کر لیتے ہین اور اس امر کا کبہی کوئی گلہ یا شکایت نہین کرتے اوسے دیکہہ کر واقعی نہایت حیرانی پیدا ہوتی ہے -

خط کے بعد ترقیون کی فہرست سنائی گئی - اس فہرست مین اپنا بہی نام سن کر مجہے بہت خوشی ہوئی - مین ملازم اول بنا یا گیا - اس ترقی مین میری تنخواہ مین بہی پچاس پیاسٹر (نو شلنگ) ماہوار کا اضافہ ہو گیا - لیکن تنخواہ خواہ چوگنی کر دی جاتی - میری مالی حالت مین اس سے کوئی فرق نہین پڑ سکتا تہا (کیونکہ تنخواہ تہوڑی یا بہت - نقد کوڑی ملنے کی نہ توقع اور نہ کبہی ملی) -

اگست مین کئی مورچے تیار کئے گئے - انکی مفصل فہرست ستمبر کی لڑائی کے حالات مین دون گا - انجینیرون کی کمپنی نے ہیڈ کوارٹر سے لیکر لوکودا اور اوپانتز کے قریب کے مورچون - باش طابیون - اور کریشن کے مورچون تک تار کے سلسلے قائم کر دئے تہے - سپاہیون مین ایک دوسرے کو دکہا دکہی اپنے لئے گڑہے کہودنے کا خبط نہایت زور سے پہیل گیا جو فتح پلیونا کے دن تک برابر قایم رہا - بڑے بڑے مورچون اور اون کی نعلی و سامنے کی خندقون کے علاوہ جن مورچون مین پلٹنین اور باتریان تہین بعیدی چوکیون کے سپاہیون اور سنتریون نے بہی اپنی حفاظت کیلئے بیشمار چہوٹی چہوٹی گڑہیان اور خندقین بنالی تہین - مورچون کے درمیان ایک سے دوسرے تک محفوظ راستی اور رسد و بارود اور سٹورون کے لئے عقب مین بہی محفوظ پڑاؤ اور میگزین (گودام گہر) تیار کرلئے گئے تہے - ان چہوٹی گڑہیون مین سے اکثر کمپنی افسرون بلکہ چند ن کمیشنڈ افسرون تک نے بمنشاء خود تعمیر کین - خود مینے بہی اپنے ذمہ داری پر کئی چہوٹے چہوٹے دمدمے جو تیار شدہ نقشہ مین نہین دکہلائے گئے تہے تیار کرائے تہے - سپاہیون مین دن بدن انہی لئے زیادہ عمیق گڑہے

کہود نے کہا شوق جو افسرون کیطرف سی کسی قسم کے دباؤ ڈالے جانیکے بغیر خود بخود پیدا ہو کر بڑے زور شور کے ساتھ یونافیو تا بڑہتا جاتا تہا مجہے نہایت ہی عجیب اور قابل تعریف امر معلوم ہوا۔

۱۵- اگست کے قریب فریق نے بلاکر مجہسے دریافت کیا کہ کیا مین ایسی عمدگی سے فرانسیسی بول سکتا ہون کہ روسی کیمپ مین قاصد بناکر بہیجا جاسکون - مینے اثبات مین جواب دیا- اس پر مجہے اوس روسی فوج کے کمانڈر کے نام جو پلیونا سے مشرق کیطرف تہا خط دیکر کہا گیا کہ لفافہ بند کرنے سے پیشتر اوسکو پڑہ لون- اہمین وہ باتون کے متعلق تحریر تہا- اول اون چند انگریز اور جرمن ڈاکٹرون کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا تہا- جن کو روسیون نے گرفتار کرکے اسیران جنگ قرار دیا تہا- یہ لوگ ترکی گورنمنٹ کے ملازم تہے- مشیر نے لکہا تہا کہ انصاف- معدلت- تمدنہ خوش اخلاقی اور قانون بین الاقوام کے رو سے (طبی افسرون اور آدمیون کو) اسیر رکہنا جائز نہین- دوم یہ سوال کیا گیا تہا کہ آیا بروئے معاہدہ جنوا- ہلال احمر ہی صلیب احمر کیطرح تاخت و تاراج- گولہ باری وحملہ وغیرہ سی محفوظ ہے یا نہین- عیسائی ممالک مین مجروحین کے ہسپتالون پر سرخ صلیب کا نشان کردیا جاتا ہے اور ڈاکٹر وغیرہ بہی یہی نشان بازو سے باندہتے ہین - ٹرکی مین صلیب کی جگہ سرخ ہلال کا نشان مروج ہے- مجہکو زبانی بہی اچہی طرحسے سمہا دیا گیا- اس موقعہ سے فائدہ اوٹہا کر مینے فریق کو وہ خط دکہایا جو مینے روسی مجروح کے بنانے پر لکہا تہا- اور اوس سے خط مذکور روسیون کے حوالہ کردینے کی اجازت مانگی جو عطا کیگئی -

مین نئی پتلون اور کوٹ پہنکر خوب بانکا بنگیا- تلوار اور بوٹ اس طرح صاف کئے گئے کہ وہ آئینہ کی طرح چمکنے لگ گئے- سرخ چمکدار ترکی ٹوپی اور اوسکا پہندنا ہوا سیاہ پہندنا میرے خوبصورت اور صاف و شفاف چہرہ پر خوب سجتا تہا- ناک کی پٹی اوسوقت تک اتر گئی ہوئی تھی- لیکن تہوڑی ابہی تک زیر مرمت تہی- گر پٹی سے بندہے ہوئے چہرہ کو بدنمائی خیال کرنیکی جگہ مین اوسپر بہت ہی نازان تہا (کیونکہ وہ میری بہادری اور مردانگی کا بدیہی ثبوت تہا)- میری کمپنی کو نئے کوٹ اور پتلونین دی گئی تہین- مگر بوٹ نہ ملے تہے کل محاربہ مین لڑ تو سب چیزین بافراط تہین لیکن بوٹ بالکل نظر انداز کردئے گئے تہے-

وقت مقررہ (۱۱ بجے) پر مین اپنے اسکورٹ (اردلی والون) کو جاملا- اہمین باقاعدہ کیولری کا ایک کارپورل

ہلالہ یعنی انخاص ارغانیہ سے یکپیونا کو آرہے تہے کہ کاسکون کے دستہ نے اونکو گرفتار کر لیا- ہماری فوجی ہسپتالون پر جو جہنڈہ لہرایا گیا تہا اوسکی برق کی زمین سفید اور اوسپر سرخ ہلال کا نشان تہا مصنف - بروئے قرارداد باہمی ہسپتالون پر گولہ باری کرنی یا راستہ مین مجروحون سے تعرض کرنا ممنوع ہے - مترجم

اور ایک بگلچی تہا - اول الذکر نے ایک نیزے پر جو کسی مقتول کا سا ک سہو لیا گیا تہا سفید جہنڈا لگا لیا تہا - ترکی سوارون
کے پاس اپنے نیزے کوئی نہ تہے - ان دونون آدمیون کو غنیم پر ترکی فوج کا رعب بٹہانیکے لئے کل فوج مین سے
منتخب کیا گیا تہا - وہ خوبصورت نوعمر - چاق چوبند اور خوب شگفتہ مزاج تہے - ان کا ساز وسامان اور وردی
بہی ایسی عمدہ تہی کہ باریک بین سے باریک بین نکتہ چین بہی اوسپر کوئی حرف نہین رکہہ سکتا تہا - گہوڑے سارے
رسالہ مین سے چہنٹے ہوئے تہے - ضمناً یہ بتا دینے مین کوئی ہرج نہین معلوم ہوتا کہ ترکی کیولری کے گہوڑے بالعموم
اچہے نہ تہے - عمدہ گہوڑون کے بہم پہنچانے کی کوئی کوشش نہین کیجاتی تہی - اس بارہ مین عثمانیہ فوج کی منتظمون
پر سخت ترین الزام وارد ہوتا تہا (ناظرین کو معلوم رہے کہ اب یہ کیفیت نہین ہے - بلکہ اسوقت ترکی کیولری دنیا کی
فوجون پر تعداد اور گہوڑون کی عمدگی دونون باتون مین فوقیت رکہتی ہے - دیکہو کتاب واقعات روم - اور بست سالہ عہد حکومت
امیر المومنین عبد الحمید خان غازی - مترجم) - میری سواری کے لئے بہی وہ ایک گہوڑا لے آئے تہے - وہ تہا تو بہت
خوبصورت مگر بڑا شریر - مینے اوسے کارپورل کے گہوڑے سے بدل لیا - کیونکہ مین کامل شہسوار نہین تہا
ہم ملگریی سڑک کے راستہ کمپ سے مشرق رویہ روانہ ہوئے - مجہے گریویٹزا کے قریب کی بعیدی چوکی پر خود
مشیر کے ہاتہہ کی لکہی ہوئی سند راہداری دکہانی پڑی - وہان سے ایک چرکس افسر سب سے آخری بعیدی سنتری تک ہمارے
ساتہہ گیا - جسکے پاس پہنچکر مینے کاغذ کو پہاڑ ڈالا - سڑک بالکل سنسان پڑی تہی رات کو بارش کا چہینٹا پڑ جانے سے گرد
وغبار بیٹہہ گیا ہوا تہا اور موسم مین خنکی پیدا ہو گئی ہی تہی - ہم سڑک پر تیزدلکی سے چلے -
چہ میل مسافت طے کرنیکے بعد ہم کاسکون اور باقاعدہ روسی سوارون کے ایک دستہ کے قریب پہنچ گئے - اون کو
ہمنے اپنا جہنڈا دکہایا - جس پر اونکی طرف سے ایک نوعمر - خوبصورت - شریف شکل لفٹننٹ اپنا رومال ہلاتا ہوا ہمارے
پاس آیا - مین اوسکے مشایعت کیلئے چند قدم آگے بڑہا - اور ہم دونون نے خوش اخلاقی کے ساتہہ ایک دوسرے
کے ساتہہ صاحب سلامت کی مینے اوسکو فرنچ مین جس زبان کو وہ سمجہتا تہا اپنا مدعا بتایا - اوس نے اپنے ساتہی
افسرون سے مشورہ کرکے آخر مجہے گہوڑے سے اتر کر بالا افسرون کے حکم کا انتظار کرنیکے لئے کہا - روسی ہمارے
گرد جمع ہو گئے - کاسکون نے ہمکو بنظر تجسس دیکہا مگر اوس نظر مین انداز عناد نہ تہا - باقاعدہ سوار خوش اخلاقی اور
مدارات سے پیش آئے - ہمارے گہوڑون کو چارہ ڈالا گیا اور پانی پلایا گیا - ہم سڑک کے کنارہ پر بیٹہ گئے - مینے کئی
افسرون کو سگرٹ دئے - اور اونہون نے برانڈی سے میری تواضع کی - میرے ساتہیون کو روٹی اور پانی دیا گیا -
ودیولا چند سوار کماندر کا منشا معلوم کرنیکے لئے مشرق رویہ سڑک پر روانہ کئے گئے تہے جو باقاعدہ سوارون کے

لفٹنٹ سے جنگی معاملات کے سوا جہان کی باقی کل باتون پر گفتگو کرتا رہا۔ کاسک افسر فرنچ نہین جانتے تھے۔ آدھ
گھنٹے کے بعد سوار واپس آئے اور مجھے سوار ہونے کے لئے کہا گیا۔ میری آنکھون پر پٹی باندھ دیگئی۔ اور میرے گھوڑے
کو باگ ڈور کر دیا گیا۔ بیس منٹ کی تیز دلکی کے بعد ہم کھڑے ہو گئے۔ میری آنکھون سے رومال اوتار لیا گیا۔ اور مینے
خود کو فوج طلیعہ کے فرودگاہ مین پایا۔ طلیعہ مین میرا قیاس ہے تین پلٹنین۔ چند رسالے اور ایک کاسک ہاتری تھی۔ مینے
ریلیون کی قیامگاہ اور وہان کے حالات کو اپنے دل مین خوب ذہن نشین کر لیا۔ میرے گہوڑے سے اوترتے ہی ایک جرنیل نے
قریب آکر خوش اخلاقی سے سلام کیا اور کہا کہ کمانڈر دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ لیکن اگر تم مجھے خط دیدو تو مین حلفیہ وعدہ
کرتا ہون کہ اوسے خود کمانڈر کے حوالہ کرکے اسکا جواب ۲۴ گھنٹون کے اندر تمہاری کمپ مین پہنچا دونگا۔ مینے
اوسے اپنا خط اور نیز روسی قیدی کی چٹھی دیدی۔ اوس نے میری ہمدردی کا شکریہ ادا کرکے چٹھی کو بھی منزل مقصود
تک پہنچا دینے کا وعدہ کیا۔ گفتگو ختم ہونے پر وہ انفنٹری کے ایک کرنیل کو میری خاطر تواضع کا حکم دیکر چلا گیا۔
آخر الذکر مجھے ایک چھوٹے سے خیمہ مین لیگیا۔ جہان اور افسر بھی ہم سے آملے۔ اور سب نے ملکر خوب مزیدار کھانا تناول
اور شراب نوش کی۔ اور ساتھہ ہی ساتھہ موسم۔ ملک کے حالات اور دیگر عام معاملات پر فرحت افزا گفتگو ہوتی رہی۔ مجھ سے
ترکی کیمپ کے حالات کرید کرید کر دریافت کرنیکی کوئی کوشش نہ کیگئی۔ لیکن اوسوقت تک بھی حالانکہ لڑائی کو پندرہ
دن ہو چکے تھے روسی ترکون کی بہادری اور ثابت قدمی کی تعریف مین تر زبان اور مبہوت تھے۔ کرنیل نے مجھے فرنچ
مین کہا "رفیق! وہ لوگ تو جن ہین جن۔ ثابت قدمی اور شجاعت مین قوم اپنا ثانی نہین رکھتی"

آدھ گھنٹہ کے بعد مین اپنے مہمان نواز اور خوش اخلاق اعداء سے رخصت ہوکر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ میری
آنکھین پہلی کیطرح باندھ دی گئین۔ اور اوسی طرح باگ ڈور کرکے اپنے ہمراہیون کے پاس پہنچا دیا گیا۔ وہان مینے لفٹنٹ
سے جسنے میرے پیچھے میرے آدمیون کے ساتھہ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا تھا۔ اور نیز کاسک افسرون سے دعا سلام لی
اور پھر گھوڑون کو تیز دلکی پر لگا لیا۔ کیمپ مین پہنچکر مینے فریق کی خدمت مین حاضر ہوکر جو کچھ دیکھا تھا اوسکی کیفیت
سنا دی۔ اس معاملہ کی نسبت مینے سنا کہ دوسرے دن ایک روسی قاصد جواب لیکر گرویتزا آیا تھا۔ لیکن یہ معلوم
نہین ہوا کہ وہ کیا جواب لایا۔

۳۱۔ اگست تک ہمارا شغل معمولی روزمرہ کے کام رہے۔ تب تک کسی توپ یا بندوق کی آواز سنائی نہ دی
شیپکا پر سلیمان پاشا کے متواتر مگر ہنوز ناکامیاب حملون کی ہمین اطلاع پہنچتی رہتی تھی۔ اور ہم ہر روز اس بات
کے انتظار مین رہتے تھے کہ اب یہ خبر آتی ہے کہ محمد علی نے جارحانہ پیشقدمی شروع کردی ہے اور ہمکو سب آگے بڑھنے

اور مدوسیون کی ڈاڑہی خود اون کے کمپون مین جاکر مونڈنیکا حکم موصول ہوتا ہے سبکاری کا وقت کاٹنے کے لئے ہمنے تفریح کا بہت سامان کر رکہا تہا۔ مختلف کہیلین کشتی۔ شمشیر بازی۔ شطرنج۔ چوسر۔ محفل رقص و سرود اور کہلے میدان کے ناچ حتے کہ تہیٹرون کا بہی انتظام کرلیا تہا۔ ترک لوگ قطعًا نہین ناچتے اسلئے یہ تفریح صرف معدودے چند یورپینون اور اون افسرون تک محدود تہی جو یورپ رہ آئے اور وہان کی رسم و رواج سیکہ آئے تہے۔ جبکہ اور مین ہمیشہ لیڈیان (عورتین) بنتے (کیونکہ یورپین ناچ مین عورت مرد جوڑا جوڑا ہوکر ناچتے ہین۔ مترجم)۔ ہمارے ناچ کی پوشاک اون کپڑون سے بنائی گئی تہی جو پلیونا سے "مستعار" حاصل کئے گئے تہے یہ پوشاکین گردن سے نیچے تہین اور اون کے پیچہے عورتون کے سایہ کی طرح موٹے ململ کپڑے کا دُم چہلا لگا لیا گیا تہا۔ ہمارے گلدستے گہاس۔ اناج کے ڈنٹہلون اور گوبی کے پتون سے اور ہمارے بیہانہ پنکہے بیل کے چمڑے سے بنائے جاتے۔ ہماری ناز و نخرے۔ شتر غمزے اور عشقبازی سبحان اللہ اور ہماری چوما چاٹی کے چٹخارے اُلفیلون کی آواز سے کچہ کم نہ تہے۔ یہ تماشے اور ناچ کے لوازمات دیکہہ کر تماشبین ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جاتے۔ حتیٰ کہ ہنسی سے اونکی حالت ایسی ہوجاتی کہ اونکی آنکہون مین پانی ڈبڈبا آتا اور وہ ناچ کو بند کردینے کی بہی منت التجا کرتے۔ جبکہ کبہی کبہی بلغاری لڑکیون کی کامل پوشاک پہن لینا اور اپنی کمپنی کے کاتب۔ ایک اردلین کے اپانسکری (مہتمم ادویہ) اور پلیونا کے ایک موٹے سے جرمن ڈاکٹر کو ساتہہ لیکر جسے خاکی موٹے کپڑے کی زنانہ پوشاک پہناکر دوشیزہ کی والدہ بنایا جاتا ایسی نقل اوتارتا کہ ہم سب ہنسی کے مارے چیخ اوٹہتے جس قدر مین اوسوقت ہنستا تہا مجہے یاد نہین پڑتا کہ عمر مین ویسا کبہی ہنسا ہون۔ مگر حکام بالا سے اس کہیل کے بند کردئیے جانیکا حکم آگیا کہ اس سے افسرون کے رعب مین فرق آنے کا احتمال ہے۔ چنانچہ ہنے کمال افسوس کے ساتہہ" جانق بازطابیہ کی رائل تہیٹر" کو بند کردیا۔

تمباکو دن بدن کم ہوجاتا تہا۔ اور سب سے بڑی مشکل ہمین یہی نظر آرہی تہی۔ افسرون کو گاہ گاہ راشن کے ساتہہ کچہہ مل جاتا تہا مگر وہ اتنا نہین ہوتا تہا کہ طبیعت سیر ہوسکے۔ پلیونا مین ایک تولہ باقی نہین رہگیا تہا۔ فوج نے "مستعار" لے لیکر شہر کو خالی کردیا تہا۔ اس موقع پر بقال نے ایک دن چہہ گہنٹہ کی رخصت لی۔ اور سہ پہر کو ڈیڑہ سیر سربی تمباکو لے کر واپس آیا۔ یہ خدا معلوم اوس نے کہان سے حاصل کیا۔ اور نہ مین ایسا پاگل تہا کہ دریافت کرتا تاہم تمباکو دیکہہ کر مجہے بیحد تعجب ضرور ہوا۔

اس موقعہ پر مین اون چہوٹے چہوٹے معرکون کے مختصر حالات درج کردینا مناسب سمجہتا ہون جو پلینیا کے

دوسرے اور تیسرے محاربے کے درمیان وقوع مین آئے۔ ان مین سے کسی مین میری پلٹن شریک نہ ہوئی۔ عدم شرکت پر ہمین بہت افسوس ہوتا تھا کیونکہ ہم بیکاری سے اکتا گئے تھے۔

۱۸ اگست کو سکوبلاف کے زیر کمان روسیون کے ایک دستہ نے لوفچہ پر حملہ کیا۔ مشیر نے امین پاشا کے تحت پانچ پلٹنین تین سو چرکس اور تین توپین رفعت پاشا کی مدد کو روانہ کین۔ مگر یہ کمک کے پہنچنے سے پہلے غنیم کو پسپا کر چکا تھا۔ روسی تین سو لاشین پیچھے چھوڑ گئے۔ جس سے ظاہر ہے کہ اون کے کل نقصانات کا اندازہ ایک ہزار سے کم نہ تھا۔ ترکون کے سو سے کم قتل و زخمی ہوئے۔ امین اپنی فوج لیکر پلیونا کو واپس آگیا۔ راستہ مین اون کے اور دشمن کے درمیان مختصر سی آتشباری ہوئی۔

اگست کے ختم ہونے سے پہلے پہلے روسی مغربی فوج نے ہماری گرد نیم دائرہ سا بنا لیا۔ جس کا مونہہ مغرب کیطرف سے کہلا ہوا تھا۔ پلیونا اسکے مرکز میں تھا اور اس نیم دائرہ کا نصف قطر سات میل تھا۔ قوس کا شمالی کونہ دنیا مین اور جنوبی کونہ بوجوت مین تھا۔ فوج مذکور مین دو آرمی کور (چہارم کور زیر کمان جنرل کریلو اور نہم کور زیر کمان جنرل کرڈونر) اور ایک ڈویژن کیولری کا تھا۔ کل پر جنرل سٹو کی کمان تھی۔ شروع ستمبر مین اس فوج مین چند روسی دستے اور تین رومانوی ڈویژن بھی شامل ہو گئے۔ اور سب فوج کی اعلیٰ کمان پر برائے نام پرنس چارلس کو مامور کرکے جنرل سٹو اوس کا اعلیٰ سٹاف افسر بنا دیا گیا۔

۳۰ اگست کو مشیر نے پلی سناط کیطرف زبردست جمعیت کیساتھ جارحانہ حرکت کرنیکا انتظام کیا۔ حملہ کنندہ کالم مین ۱۹ پلٹنین۔ تین ہاتریان۔ باقاعدہ کیولری کے سات عثمانیہ کا سکون کے دو اور سالونیکی سوارون کے دس[*] رسالے اور تین سو چرکس تھے۔ یہ کالم خود مشیر کی اپنی کمان مین تھا۔ اور حسن صابری پاشا جو اب فریق کے درجہ پر ترقی یاب ہو گئے تھے نائب کمانڈر بنائے گئے تھے۔

پلیونا کیمپ کی حفاظت کیلئے عادل پاشا کے زیر کمان سولہ پلٹنین (جنمین میری بھی شامل تھی)۔ ساڑہے چھ ہاتریان اور باقی ماندہ چرکس پیچھے رہے۔ اس حملہ آور کالم کی جنگی ترتیب و صفائی صف بندی حسب ذیل تھی۔

کمانڈر۔ مشیر عثمان پاشا۔ نائب کمانڈر۔ جنرل ڈویژن حسن صابری پاشا

اعلیٰ افسر سٹاف۔ کرنل توفیق بک

---

[*] سالونیکی کی معاون یا مجاہد کیولری کی یہ رجمنٹ جسمین اسی اسی سوارون کے دس دس رسالے تھے ایک یا دو دن پہلے پہنچی تھی۔ ان کے علاوہ ابھی روزن جیز باقاعدہ کیولری کا بھی ایک رسالہ پہنچا تھا۔ مصنف

اول بریگیڈ :- کمانڈر بریگیڈیر امین پاشا

اول رجمنٹ :- کمانڈر کرنیل عمر بک

چار پلٹنین

دوم رجمنٹ :- کمانڈر لفٹنٹ کرنیل محمد لطف بک

چار پلٹنین

دوم بریگیڈ :- کمانڈر بریگیڈیر طاہر پاشا

سوم رجمنٹ : کمانڈر لفٹنٹ کرنیل عبداللہ بک

چار پلٹنین

چہارم رجمنٹ :- کمانڈر لفٹنٹ کرنیل رؤف بک

چار پلٹنین

ریزرو اور آرٹلری :- کمانڈر بریگیڈیر احمد پاشا [نوٹ ۱۳۱]

تین پلٹن انفنٹری

تین باتریان - فی جم چہہ توپ

کیولری :- کرنیل عثمان بک

۷ رسالے باقاعدہ سواران

۲ رسالے عثمانیہ کاسک

نوٹ ۱۳۱ احمد پاشا کو ۳۰ - جولائی کی لڑائی کے بعد میرلواء کے رتبہ پر ترقی دی گئی تھی - مجھ کو کہا گیا تہا کہ وہ نسلاً انگریز ہے مگر مجھ کو ان سے گفتگو کرنے کا کبھی موقعہ نہ ملا - اور اسلئے مین اس خبر کے درست یا غلط ہونیکی نسبت کچھ نہین کہہ سکتا -

نامہ نگارون کا قاعدہ تہا کہ جو ترک افسر امتیاز و شہرت حاصل کرتا اسکی نسبت لکھدیتے کہ وہ دراصل یورپین ہے جو ہمین کی ترکون کیطرف سے لڑ رہا ہے - مگر یہ محض من گھڑت روایتین ہوتی تہین - مثال کے طور پر مین یہ قصہ درج کئے دیتا ہون کہ اوس وقت کے اخبارون مین یہ عام چرچا ہوتا رہا کہ عثمان پاشا فی الحقیقت فرانسیسی جرنیل بے زین ہین جس نے میٹس حوالہ کیا ہو - ان لوگون کے نزدیک گویا کوئی ترک بہادر اور لائق ہو ہی نہین سکتا تہا - مگر ترکون سے تعریف و تحسین کا ادنا وہی حق چہیننے کی یہ کوشش کیا غیر منصفانہ اور نامناسب نہین - مصنف ۱۲

۱۰ رسالے سالونیکی مجاہدین کے۔

۳۰۰ چرکس

میزان ۹ پلٹنین۔ ۳ باتریان۔ ۱۹ رسالے۔ ۳۰۰ چرکس یعنی ۱۲ ہزار آدمی اور ۲۶ توپین۔

پیش قدمی یا حملہ کی تجاویز خفیہ رکھی گئین۔ چنانچہ پیشقدمی کے فی الواقع شروع ہو جانیسے صرف چند گھنٹے ہی پیشتر کیپ کو یہ خبر ملی کہ کسی حرکت کی تجویز کیگئی ہے۔ کالم نے شام پڑجانے پر ۳۰ اگست کو کیمپ سے روانہ ہوکر پلیفنا سے دو میل مشرق پلی شناط کی سڑک پر اور اُسکے قریب رات بسر کی۔ اور ۳۱ اگست کو علی الصباح آگے روانہ ہوا۔ چند گھنٹون کے بعد جنوب مشرق کی طرف سے ہمین توپون کی گرج سنائی دی۔ سب کیپ کا دھیان نتیجہ پر لگا ہوا تھا اور کل فوج پہنچنے کیلئے سخت بیقرار ہو رہے تھے۔ سہ پہر کے قریب جب عادل پاشا نے تین پلٹنین اور گولی بارود کے ایک سو گھوڑے بطور کمک مشیر کو روانہ کئے تو ہمارا تردد اور بھی بڑھ گیا۔ اور جب روسیون کا ایک دستہ گروتسزا کے مشرق مین نمودار ہو گیا۔ اور عادل پاشا نے باقی سپاہیون کی حفاظت کیلئے جلد جلد چار پلٹنون کو جنمین میری بھی شامل تھی ادہر روانہ کیا تو تردد و انتظار ناقابل برداشت ہو گیا۔ مگر روسی ہماری باتریون سے گولہ باری ہونے پر ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی پیچھے ہٹ گئے اور ہم اپنے مورچو کو واپس آگئے۔

شام کو خبر ملی کہ کالم جس کام کے لئے (یعنی دشمن کی جمعیت اور اسکی وضع اقامت کو بخوبی پرکھنے کیلئے) گیا تھا اوسے کرکے واپس آرہا ہے۔ مگر ہم افسر یہ قیاس کرنے سے باز نہ رہ سکے کہ پیشقدمی مین کامیابی نہین ہوئی۔ لیکن ہمنے یہ اپنے سپاہیون سے پوشیدہ رکھی تاکہ اون کے حوصلے پست نہ ہو جائین۔ کالم بہت رات گذرے واپس پہنچ گیا۔ اوسکے تین سو قتل اور ایک ہزار زخمی ہوئے جو ساتھ لے آئے گئے۔ روسی اپنے نقصانات کا اندازہ ایک ہزار بتاتے ہین۔ ہماری فوج ایک روسی توپ بطور نشان فتح ساتھ لائی۔ لڑائی نہایت ہی سخت ہوئی تھی ہمین ایک روسی مورچہ کا قبضہ چار دفعہ ایک فریق سے دوسرے کو منتقل ہوا تھا۔

مین نہین کہہ سکتا کہ آیا مشیر کا منشا غنیم کی صفون کو توڑ کر آگے جانے کا تھا یا کہ فی الواقع جیسا کہ ظاہر کیا گیا تھا وہ صرف انکشاف اور معائنہ کے لئے گئے تھے۔ اگر اون کا مدعا اول الذکر تھا تو صاف ظاہر ہے کہ پلی شناط کی لڑائی مین ترکون کو زک پہنچی اور اگر دوسرا تھا تو محاربہ مذکور مین اونکو فتح ہوئی۔ کیونکہ اس سے اونکو اپنے مدعا مین کامیابی ہو گئی۔ لیکن کالم کی جمعیت سے پہلے قیاس مین (یعنی کہ صرف انکشاف حال کیلئے پیشقدمی کیگئی تھی) اشک پیدا ہو جاتا ہے۔ تاہم یہ امر کہ ترکون کو فی الحقیقت شکست نہین ملی تھی اس سے ظاہر ہو رہا تھا

کہ کالم کمال باقاعدہ گی اور کامل ترتیب سے واپس آیا اور دشمن نے کوئی تعاقب نہین کیا تہا۔ کرد پاگلمن اس لڑائی کی نسبت لکھتا ہے کہ "اگر سٹو دشمن کے ارادہ کو پہلے سے تاڑ لیتا۔ اور اگر وہ اپنی ریزرو فوج سے بہی کام لیتا۔ اور نیز اگر کمک راستہ مین ستانے کی بجائے وقت پر پہنچ جاتی تو جنگ ہائی شاط مین روسیون کو کامل فتح نصیب ہوتی"۔

اسی دن یعنی ۱۳ اگست سے مسلمانون کا ماہ صیام رمضان شروع ہو گیا۔ اسکے شروع ہونے پر چند مذہبی رسوم ادا کیگئین۔ کمپ مین ملاؤن نے خوب زور سے وعظ و نصائح کین۔ بہت کچہ خوشی ظاہر کی گئی۔ اور اچہی خاصی تعداد نے روزہ رکہا۔ نئی وردیون کی تقسیم کے متعلق مین دوسرے دن شہر کو گیا تہا۔ وہان مین ایک مسجد مین جسکے کچہ حصہ مین گودام گہر بنایا گیا تہا مذہبی مجلس مین شریک ہوا۔ ہسپتالون مین کل کے مجروحون کے سوائے اور کوئی بیمار نہ تہا۔ پہلی لڑائیون کے تمام مجروح جو صحت یاب نہین ہوئے تہے صوفیا کو بہیجدئے گئے تہے۔ پلیونا مین بہت کچہ امن و سکون قایم ہو گیا تہا۔ دوکانین کہلی ہوئی تہین۔ تجارت خوب گرم تہی۔ اور عدالت و شہری حکومت کا کام حسب معمول سرانجام ہو رہا تہا۔ ترک عثمان کے مضبوط پرون کی پناہ مین خوش اور اپنے تئین محفوظ سمجہتے تہے۔ بلغاریون کو بہی جبتک کہ وہ قواعد و احکام کی خلاف ورزی نہ کرین کوئی ایذا نہین پہنچائی جاتی تہی۔ کسی باشندہ کو کمپ کی حدود سے باہر نہین جانے دیا جاتا تہا۔ ڈاک خانہ کا کام پہر جاری ہو گیا تہا مگر ہی اپنی سابقہ روش پر۔ مجہے شروع ستمبر مین گہر سے ایک خط ملا۔ مین بلاناغہ ہر ہفتہ خط لکہا کرتا تہا۔ اس دن (یکم ستمبر) چونکہ جنوبی ہوا چل رہی تہی ہمنے لوفچہ مین توپون کی چلنے کی آواز سنی اور تہوڑی ہی دیر بعد معلوم ہو گیا کہ رفعت پاشا غنیم سے مصروف کارزار ہے اور کہ لوفچہ پلیونا کا سلسلہ تار کاٹ دیا گیا ہے۔

۲ ستمبر کو کرشن کے قریب بیس پلٹنون تین باتریون اور دو رسالون کا کالم تیار کیا گیا۔ میری پلٹن اس دفعہ بہی پیچہے چہوڑ دی گئی۔ لوفچہ پر گولہ باری ہونے کی آوازین سارا دن سنائی دیتی رہین۔ ۳ ستمبر کی دوپہر کو کالم شیر کی ذاتی کمان مین روانہ ہوا۔ اسمین چہہ چہہ پلٹنون کے تین بریگیڈ اور دو پلٹنون کا ریزرو تہا۔ بریگیڈ حسن صابری پاشا۔ امین پاشا اور طاہر پاشا کے زیر کمان تہے۔ توفیق بک اور کل سٹاف مشیر کے ساتہ تہا۔ پلیونا کی اعلیٰ کمان پہر عارضی طور پر عادل پاشا کو تفویض ہوئی۔ ۵ا پلٹنین۔ ۲ ۱/۲ باتریان اور ۲ رسالے پیچہے رہے

ملاحظہ کرد پاگلمن کی عبارت مینے جہان کہین نقل کی ہے اوسکی کتاب کے جرمن ترجمہ سے جسکو کراسہر نے ترجمہ کیا ہے لیا ہے۔ کیونکہ مین خود روسی زبان سے ناواقف ہون۔ مصنف

سنا یارن جنوب مین سخت گولہ باری ہوتی رہی اور کچھ عرصہ کیلئے ہم سے بہت قریب ہی توپین چلتی رہین کیونکہ کالم راستہ مین لڑائی کرتا ہوا آگے بڑہ رہا تہا -

۴ ستمبر کو بڑی خبر سننے مین آئی جس سے سب کے چہرون پر اوداسی چہاگئی یہ منحوس خبر یہ تھی کہ روسیون نے لوفچہ لے لیا ہے - لوفچہ پلیونا کی سڑک پر دشمن قابض ہی اور آمدورفت منقطع ہو گئی ہے - اس سے مشیر کی سلامتی کی نسبت بہی سخت تشویش اور اندیشہ پیدا ہو گیا - عادل نے حکم دیا کہ کل فوج حکم ملتے ہی فی الفور چل دینے کیلئے تیار ہو جائے - سہ پہر کے وقت رومانوی بانش طابیون کے مقابل نمودار ہوئے مگر بآسانی پیچہے ہٹا دئے گئے - اس وقت صرف اکیلی میری پلٹن دو بڑے مورچون کی محافظ تہی - باقی چارون گئی ہوئی تہین - ہم کئی گہنٹون تک لڑائی کے لئے بالکل تیار اور مستعد کہڑے رہے - مگر ہمین کوئی لڑائی نہ کرنی پڑی - ہمنے رومانویون پر گولہ باری کی - اور عادل نے اون کے مقابلہ کیلئے کیولری کو آگے بہیجا - مگر وہ اوسکے پہنچنے سے پہلے غائب ہو گئے تہے - اس سے بزدل ہمنے اپنی زندگی مین کوئی نہین دیکہا -

۵ ستمبر کو چرکس جنہین عثمان پاشا نے بہیجا تہا اور وہ چکر دے کر آئے تہے خبر لائے کہ کالم صحیح وسالم ہے اور مغربی سڑک کے راستہ واپس آرہا ہے - اوسی دن لوفچہ سے اکثر شکست خوردہ سپاہی کیمپ مین پہنچ گئے -

۶ ستمبر کو علی الصباح کالم کیمپ مین پہنچ گیا - اس دن ہمنے آدہ گہنٹے تک لوفچہ کے ہاتہ سے نکل جانیکا افسوس و غم کیا - بعد ازان سچے سپاہیون کیطرح ہماری طبیعتین بحال اور دل حسب معمول شگفتہ ہو گئے - لوفچہ کی فوج کے باقیماندہ آدمی چہوٹی چہوٹی جماعتون مین مختلف راستون سے کیمپ مین پہنچ گئے - اس تاریخ سے بارش شروع ہو گئی - لوفچہ کے معرکہ کے حالات یہ ہین :- لوفچہ مین رفعت پاشا کے ماتحت آٹھ پلٹنین - چہ توپین اور چند چرکس تہے - یکم ستمبر کو روسی زبردست جمعیت مین اوسکے سامنے نمودار ہوئے - انہون نے تارون کو کاٹ دیا اور فوج محافظ نے جو مورچے تعمیر کئے تہے اون پر گولہ باری کی - دوسرے دن پہر گولہ باری کیگئی جس سے رفعت کو مجبوراً ایک پہاڑی چہوڑ دینی پڑی - اور اوس نے عثمان پاشا کو مدد کے لئے کہلا بہیجا - ۳ ستمبر کو روسیون نے بڑا نامی جنرل پرنس امیریٹانسکی گرفی اصیقت سکوبیلاف کی ماتحت بڑی تندی سے حملہ کیا اور چونکہ انکی جمعیت بہت ہی زیادہ تہی انکی کامیابی یقینی تہی - سکوبیلاف کے ماتحت حملہ کی قوت ۲۰ پلٹنین - ۹۶ توپین اور ۱۵ رسالے تہے - ترک تہوڑے مقابلہ کرنے مین دس مین خود اپنے (یعنی ترکون) سے جو بہادرانہ مقابلہ مین بے نظیر نہین کہتی پڑگئے - اس بات کا خود روسی مورخ بہی اعتراف کرتے ہین - رفعت گو لوفچہ کو نہ بچا سکا مگر اوسکا نام بطور محافظ لوفچہ ہمیشہ کے لئے لوح عالم پر ثبت رہیگا - لڑائی پورے بارہ گہنٹے ہوتی رہی - مشیر کا

کالم بدقسمتی سے بعد از وقت پہنچا - لوفچہ کی جو فوج لڑائی سے بچ رہی وہ متصلہ کوہستانی علاقہ مین منتشر ہوگئی
جس کا زیادہ حصہ چند دنون مین پلیونا پہنچ گیا - رفعت نے اپنی چھہ توپون مین سے پانچ بچالین اور اون کو
اور چند سکرتیج کمپنیون کو لیکر وہ مبکری کی سڑک پر چڑہ گیا اور بڑا چکر دیکر ۶ ستمبر کو پلیونا پہنچ گیا - لوفچہ کی لڑائی
مین ۲۵۰۰ ترک قتل - زخمی اور مفقود الخبر ہوئے - روسی اپنے نقصان کا اندازہ ۱۶۰۰ بتاتے ہین - اس
لڑائی مین ۲۲ ہزار روسیون نے جن کے پاس ۹۲ توپین تہین ۵ ہزار ترکون کو جو فقط چھہ توپین رکہتے تہے
شکست دی - باین ہمہ کروپاٹکن اسے نہایت "شاندار فتح" لکہتا ہے !! پرنس امرت انسکی نے (بقول
ٹرڈنٹا) اپنی سرکاری رپورٹ میں لکہا ۲۲۰۰ ترک لوفچہ مین اور ۳۰۰۰ تعاقب مین قتل ہوئے - شاباش
پرنس (شہزادہ) اناناسیس[1] ! پانچہزار مین سے پانچ ہزار دو سو قتل ہوئے !!! ایک مورچہ مین روسیون
نے ترک مجروحین کو جنہین وہ کو رفیق ساتہہ آٹہا نہ لیجا سکے کمال سنگدلی سے قتل کر دیا - لوفچہ کے عیسائی باشندون
نے ترکی باشندون کو بلا تمیز مرد و زن یا بچہ بے حرمت کرکے سخت قساوت قلبی سے ذبح کر ڈالا - روسی فاتحین
کمال بے پروائی سے یہ مظالم دیکہتے یا قابل تعریف منصف مزاجی سے بلغاری اور ترکون دونون کے مکانات
لوٹتے رہتے[79]

مشیر کا کالم لوفچہ کی شاہراہ کے راستہ ۳ ستمبر کو روانہ ہوا - اوسے راستہ مین بائین جانب روسی فوج اور
چند محفوظ باتریان جو سڑک کے مقابل اوس سے متوازی مورچون پر نصب تہین دکہائی دین اور فی الفور بین
گولہ باری بہی ہوئی - اس کالم نے شام کے وقت لوفچہ کے قریب ربع دائرہ کی شکل مین اپنی پوزیشن قایم کی

---

[1] اناناسس عیسویت کے آغاز مین یروشلیم مین گزرا ہے - یہ شخص بظاہر عیسائی مگر در اصل بڑا منافق تہا - اسی
جہوٹ بولنے کی سزا مین غضب الہی اس پر اور اسکی بیوی صفیرہ پر بجلی گری اور وہ دونون فی النار والسقر ہوے - مترجم

[79] میں اس لڑائی کے متعلق کروپاٹکن کی تحریر کا بعینہ ترجمہ دیدینا نہایت مناسب تصور کرتا ہون - وہ لکہتا ہے :-
لوفچہ کی لڑائی نے ثابت کر دیا کہ ترکی توپ خانہ کی لمبی زد کی توپین روسی توپون کی نسبت کیسی زبردست اور موثر ہین -
روسیون کی ۹۲ توپین تقریباً لڑائی کو اختتام تک پانچ ترکی توپون کو خاموش نہ کرسکین - ترکی گولہ باری کا ترکی
بہ ترکی جواب دے سکنا ہمارے امکان سے باہر تہا - جس کا اخلاقی لحاظ سے بہی روسی سپاہ پر بہت برا اثر پڑا -
کیونکہ اس سے نہ فقط انفنٹری بلکہ خود توپ خانہ کی فوج کو بہی اپنی توپون پر بہروسہ نہ رہا -
مصنف

پاس تو ہین سے مُرخ لوفچہ کیطرف تہا - اوسکا بائین کونہ لوفچہ سے تین میل بجانب شمال لوفچہ پلیونا سڑک پر اور دایان کونہ شہر سے بجانب غرب پانچ میل کے فاصلہ پر تہا - ایک ساب سبریستہ مقامات طیلوان اور اطرپول کی حفاظت کے لئے بکری کو جو لوفچہ سے جنوب مغرب کیطرف ۴ میل کے فاصلہ پر ہے بہیجا گیا تہا - یہ پوزیشن درست کرکے فوج ساری رات وہان سخت تشویش کی حالت مین شب باش ہوئی - کیونکہ لوفچہ سے کوئی آواز لڑائی کی اسنائی نہین دیتی تھی - اور یہ اچھی علامت نہ تہی - علی الصباح جو سوار پتہ لانے کیلئے بہیجے گئے تہے وہ خبر لائے کہ شہر روسیون کے ہاتھ مین ہے - اسپر مشیر نے کل افسرون کو جمع کرکے مجلس مین یہ سوال پیش کیا کہ "آیا حملہ کیا جائے یا نہ" اس معاملہ پر کافی غور ہونے کے بعد جواب[۹۵] نفی مین دیا گیا - روسی باتریون کی وجہ سے

---

۹۵ جسوقت ایک لفٹنٹ کرنل نے جو غالباً محمد ناطف بک اور روسی مہم مین شامل ہین مشورہ کی کیفیت میرے مخبر کو سنائی اوسوقت مین بہی پاس موجود تہا - چنانچہ بک موصوف کے بیان کا جس قدر حصہ مجہے یاد ہے وہ ذیل مین درج کرتا ہون " کل افسر عثمان پاشا کے پاس علی الصباح جمع ہوئے - مطلع مکدر اور موسم خنک تہا ہم ایک پہاڑی کے ڈہلاؤ پر جسکے جنوب مشرق مین لوفچہ تہا موجود تہے - ہم مشیر کے گرد جو زانو پر نقشہ رکہے ہوئے ایک سٹول پر بیٹہا تہا حلقہ باندہکر زمین پر بیٹہ گئے - مجلس شورے مین حسن صابری پاشا - امین پاشا - احمد پاشا - طاہر پاشا کرنل عمر بک - کرنل توفیق بک لفٹنٹ کرنل عبد اللہ بک - لفٹنٹ کرنل رؤوف بک - لفٹنٹ کرنل خیری بک - لفٹنٹ کرنل طاہر بک اور دو یا تین دیگر افسر شامل تہے - مشیر نے سوال کیا " کیا ہم لڑائی کریں یا نہ " - اور ساتہ ہی موافق اور مخالف دونون قسم کے دلائل مختصر طور پر سنا دین - ہمنے آپسمین چند منٹ مشورہ کیا - پہر حسن صابری پاشا نے کہڑے ہوکر کہا کہ بیس بارہ سے لیکر پندرہ سو آدمیون تک کے نقصان سے لوفچہ کو حملہ کرکے فتح کر لینے کا ذمہ اٹہاتا ہون " طاہر نے کہا " ہم فرض کر لیتے ہین کہ لوفچہ کو فتح کر لینگے - مگر کیا ہمارے پاس اس قدر فوج ہے کہ ہم پلیونا اور لوفچہ دونون جگہون کو قابو مین رکہہ سکین " - یہ سنکر مشیر نے کچہہ عرصہ غور و فکر کرنیکے بعد کہا " یہ نہایت معقول اور اہم اعتراض ہے - پہلی کیطرح لوفچہ مین صرف آٹہ پلٹنین اور ایک باتری رکہنا اون کو خود معدوم کرانے سے کم نہین ہوگا - کم از کم بارہ پلٹنون کا ایک ڈویژن اور چار باتریان لوفچہ کو دشمن کے مقابلہ پر کامیابی کے ساتہ قابو مین رکہہ سکتی ہین - مزید برآن لوفچہ اور پلیونا کے درمیان آمد و رفت کا راستہ محفوظ و قائم رکہنے کیلئے کیولری کی زبردست جمعیت ضروری ہے - اگر دشمن پر حملہ کرنیکا فیصلہ کیا جائے تو مین اس غرض کیلئے زیادہ سے زیادہ صرف چار مزید پلٹنین پلیونا سے منگا سکتا ہون " اسکے بعد مجلس مین یہ سوال پیش ہوا " کیا ہمارے پاس پلیونا اور لوفچہ دونون کو قابو میں رکہنے کیلئے کافی جمعیت ہے ؟ " حسن صابری پاشا نے جواب دیا " ہان " باقی سب نے

جو بائین طرف تہین اب شاہراہ کے رستہ واپس ہونا ناممکن نہ سہی خطرناک ضرور تہا۔ کیونکہ یہ سوچ لیا گیا تہا کہ ممکن ہے روسیون نے اس اثناء مین سڑک پر قبضہ کر لیا ہو (جیسا کہ انہون نے فی الحقیقت کر لیا ہوا تہا) پس شہراہ کو چہوڑ کر کالم نوو دوسیلو۔ سلکووا۔ لسکر۔ اور بابآلی وا کے رستہ جو محض پک ڈنڈی سا تہا۔ کریشن پر پہنچا۔ راستہ مین کئی سپاہی لوفچہ فوج کے کالم کو مل گئے۔ اور وہ رات کریشن اور طرفنیا کے درمیان شب باش ہو کر ۶۔ ستمبر کو علی الصباح پلیونا پہنچ گیا۔

جب کوئی معاملہ گذر جائے اوسکے بعد عقلمندی جتانا بڑا سہل کام ہے۔ اور یہ اعتراض کر دینا بہت آسان بات ہے کہ مشیر نے ۲۴ گہنٹہ پیشتر کمک کیون نہ بہیجی۔ تاہم میرے قیاس مین اس سوال پر کہ آیا فوج کو لڑائی کرنی چاہئے تہی کہ نہین''؟ اگر رائے زنی کی جائے تو جائز ہے۔ میری ناقص رائے مین خواہ کامیابی کی چندان امید نہ بہی ہوتی تو بہی حملہ کر دینا بہتر تہا۔ کیونکہ فوج ایک خاص کام کیلئے جو سب کو معلوم اور جسے سب نے پسند کیا تہا یعنے لوفچہ کی حفاظت وحمایت کے لئے گئی تہی۔ اس فوج نے لوفچہ کو روسیون کے قبضہ مین پایا اور وہ اوسکو دوبارہ لینے کی کوشش کئے بغیر واپس چلی آئی۔ اس کارروائی سے فوج کے حوصلون کے بہت بری طرح سے پست ہو جانے کا احتمال تہا۔ یہ بات گو کیسی ہی بیرحمانہ معلوم ہو لیکن چند سو آدمیون کی جانین ضائع کر دینا اس سے بدرجہا بہتر تہا۔ ایسا کرنے سے ہماری بیس پلٹنون کے حوصلے اس اطمینان کیوجہ سے بڑھ جاتے کہ جس کام کے لئے ہم آئے تہے اوسے کر دیا۔ یا اپنے طرف سے اوسکو کرانی کی پوری کوشش کر دی ہے۔

۵ یا ۶۔ ستمبر کو ہمین ارخانیہ سے آٹہ پلٹنون اور دو باتریون کی کمک پہنچی۔ لوفچہ والے سپاہیون کی تین پلٹنین بنالی گئین۔ پس پلیونا کی تیسری لڑائی مین ہماری جمعیت ۴۶ پلٹن۔ ۱۹ رسالے[۸۱] پانچ چرکس۔ بارہ باتریان جملہ ۳۰ ہزار آدمی اور ۷۲ توپین تہین۔ ۲۴۔ ستمبر کو ارخانیہ سے مزید کمک کے آنے تک ہماری جمعیت (بعد وضع نقصانات جنگ سوم) یہی رہی۔ مین اس باب مین فقط ۶۔ ستمبر تک کے حالات درج کرون گا۔ کیونکہ ۷۔ ستمبر کو وہ گولہ باری شروع ہو گئی تہی جو محاربہ دوم وروس کی عظیم ترین لڑائی پر ختم ہوئی۔ اور جس لڑائی کی خونریزی نپولین کی لڑائیون کے بعد فقط سولفرینو۔ کونگ گراز۔ اور گریولاٹ کے معرکون کی خونریزیون سے کم تہی۔ اس موقعہ پر تمام محاربہ

بقیہ حاشیہ (۸۰) کہا یہ نہین۔ مشیر نے اپنی رائے ظاہر نہ کی۔ بعد ازان پہر پہلا سوال پیش کیا گیا اور سب نے باتفاق رائے نفی میں جواب دیا۔ اس موقعہ مشیر کیساتہ حسن صابری نے بہی اپنی رائے ظاہر نہ کی۔ یہ فیصلہ ہونے پر واپسی کیلئے تیار ہونیکے لئے فی الفور حکم سنا دیا گیا۔ مگر کسی نامعلوم وجہ سے مراجعت دوسرے دن (۵۔ ستمبر) کی صبح سے پہلے شروع نہ کیگئی۔ مصنف ۱۲

[۸۱] یعنی سات رسالے باقاعدہ سوارون کے۔ دس رسالے رضاکار مجاہدین کے اور دو رسالے عثمانیہ کانسٹبلون کے۔ مصنف

کی بہت مختصر کیفیت دیدینا مناسب معلوم ہوتا ہی - باب چہارم مین ۲۱ جولائی تک کے حالات درج کئے گئے تہے - اوس سے
پہلے ستمبر تک کے اب جمع کرتا ہوں - اور سب سے اول یوروپ کے جنگ وجدال کو لیتا ہون -

زاروچ (ولی عہد) کی فوج روسی فوج حملہ آور کا دستہ ایسا - جنرل گورکو کی زیر کمان فوج جو بعد مین جنرل ریڈزکی کے
ماتحت کردیگئی تہی اور جنرل سنٹو کی زیر کمان مغربی فوج جس پر بعد مین پرنس چارلس کمانیر ہوا - دستہ مین تہی - انکے
علاوہ جنرل زمرمن کے زیر کمان ڈوبروڈشا مین ایک منفرد آرمی کور تہا جس کو دوسری فوج سے کوئی تعلق
نہ تہا - اس آرمی کور نے کوئی کارروائی نہ کی -

پلیونا کی دوسری لڑائی کے بعد زاروچ رسچک کے محاصرہ کا ارادہ ترک کر کے جسے شروع ہی کردیا گیا تہا
قرہ لوم کے پیچھے ہٹ گیا - اسکے ایک ڈویزن کو ۲۲ - اور ۲۳ اگست کو بمقام ایاسلر ترکون نے شکست دی - محمد علی پاشا
نے اپنی فوج لیکر جسکی درستی اوس نے خوب احتیاط سے کرلی تہی آگے بڑہا اور ۳۰ اگست کو بمقام قرہ حسن کوی
(قاضی کوئی) اور ۵ ستمبر کو بمقام قاضی لیوو روسیون کو فاش شکستین دین - ۶ ستمبر تک دریاء قرہ لوم کا کل دایان
کنارہ اور بائین کنارہ کا بہی کچہ حصہ ترکون کے قبضہ میں ہوگیا - اور روسی بیلا اور یانترا کو پیچہے ہٹ گئے -

گورکو مشرقی رومیلیا مین بڑہتا چلا جاتا تہا - یکبارگی سلیمان پاشا اسکے مقابلہ پر موجود ہوگیا - جس کے ہاتہ
سے وہ ۳۱ جولائی کو بمقام اسکی زغرا شکست کہا کر پہلے کازان لک کو ہٹا اور پہر ۷ اگست کو یہ مقام بہی خالی کر کے
درہ شپکا کو چلا گیا - اس موقعہ پر گورکو مغربی فوج مین واپس بلا لیا گیا اور جنرل ریڈزکی اوسکی جگہ شپکا کو بہیجدیا گیا -
۲۱ اگست سے ۲۶ اگست تک سلیمان نے شپکا پر جو پے درپے ناکامیاب حملے کئے وہ اس قدر مشہور ہین کہ اون کی
تفصیل وتشریح کی احتیاج نہین سلیمان کے پاس تیس ہزار سپاہیہ فوج تہی جس مین سے ۱۰ ہزار ان حملون مین ضایع ہوگئی

روسی مغربی فوج کو شروع ستمبر مین تین رومانوی ڈویزن اور جرنیلان امرٹ انسکی وسکوبلیاف کا دستہ جو فتح
لوفچہ کے بعد فارغ ہوگیا تہا آملا تہا - اور ۵ ستمبر کو اون کی جمع پوزیشن (وضع اقامت) تہی اوس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے
یعنی وہ نیم دایرہ کے شکل مین تہے - جسکا ایک کونہ ریدینا پر اور دوسرا بوغوت پر تہا - ۶ ستمبر کو اس فوج نے مل کر
پلیونا کی طرف بڑہنا شروع کردیا - دوسری لڑائی کے بعد روسیون کا ہیڈ کوارٹر لشکر بلگرینی کو اور زار کا کوارٹر سٹڈا
کے قریب بمقام گورنا سٹوڈن کو چلا گیا تہا -

ثانیاً ایشیا مین یہ واقعات گذرے :- جنرل اوکلوبشیو کا زیر کمان آرمی کور روسی فوج حملہ آور کا دستہ مین
جنرل لوریس میلیکاف کا کور (جسمین جرنیلان ڈیول وہیمن کے دستے شامل تہے) قلب اور جنرل طرغوکاسوف کا

کو رستہ تیار تہا۔

درویش پاشانے ۲۳ اور ۲۴ اگست کو باطوم سے آکر بمقام موخا اسطاطو جنرل اوکلوبشیو کی فوج پر دو دفعہ حملہ کیا مگر کامیاب نہوا۔ ان دونون حملون کے ماسوا اور کوی اہم واقعہ نہ گزرا اور اس طرف فریقین کی حالت مین کوی تغیر پیدا نہ ہوا۔

جنرل لورس میلی کاف کی فوج مقام کورک درہ اور اوسکے قرب وجوار مین مقیم تہی۔ اسکے مقابلہ پر مختار پاشا الاجاداغ کی پہاڑی پر مورچہ بند اور نہایت محفوظ موقعہ پر جہان سے کارس کے رستون کی بخوبی نگرانی اور حفاظت ہوسکتی تہی مقیم تہا۔ ۲۵ اگست کو تخمینا مین بمقام قزل ٹپ سخت خونریز لڑائی ہوئی مگر اس کا کوئی قطعی فیصلہ نہ ہوا چنانچہ ستمبر تک دونون فوجین ایکدوسرے کے مقابل اپنے اپنے مقام پر بیکار پڑی ہوئی تہین۔

جنرل طرغوکاسوف بمقام علیقلی نہایت محفوظ موقعہ پر مقیم تہا۔ اسمعیل پاشانے بایزید سے کلکاریوان تک بڑہنے جانے کی جو متواتر کوششین کین اون کو یہ جنرل کامیابی کے ساتھ بیکار کرتارہا اور اسمعیل کو آگے نہ بڑہنے دیا۔

ثالثاً۔ بحیرہ اسود کے سواحل کے حالات کا مختصر خاکہ یہ ہے: ۳۰-۲۳ اگست تک کوئی کارروائی نہ ہوئی اسکے بعد جنرل الکاسوف نے ترکون کو اون مورچون کے چہوڑنے پر جو اونہون نے دریا گوروتی پر بنالئے تہے مجبور کیا۔ اور ۳۱ اگست کو ترکون نے سوخوم قلعہ کو بہی خالی کردیا۔ جس سے ساحل پر روسیون اور ترکون کے درمیان معرکہ آرائی ختم ہوگئی۔ مگر صوبجات ابہاسیا۔ کوتائیس اور کوبان مین روسیون کے برخلاف مسلمانون رعایا کی بغاوت برابر بڑہتی رہی جسکو روسی ڈویژن بعد مشکل فرو کرنے کی کوشش کر رہے تہے۔ عثمانیہ بیڑہ جہازات نے اسکے سوا کوی کام نہ کیا کہ کبہی اوڈیسہ کے سامنے اور کبہی دوسرے شہرون کے مقابل نمودار ہوکر وہان کی باشندون کو کسیقدر مشوش کردیا۔

ہم پلیونا کمپ والون نے اون مختلف خبرون کی بناء پر جو باہر سے پہنچی تہین محاربہ کے متعلق عام رائے یہ قایم کی تھی۔

" محمد علی کو ابتک لوم پر کامیابی ہوتی رہی ہے اور امید ہو کہ وہ عنقریب کوئی عظیم الشان فیصلہ کن لڑائی کریگا۔ سلیمان نے درہ شپکا کو فتح کرنے کیلئے اپنی پوری طاقت صرف کی اسمین اوسنے کوئی کامیابی نہین ہوئی مگر یقین کامل ہے کہ جبتک وہ اپنے مدعا مین کامیاب نہو برابر کوشش کرتا چلا جائیگا۔ ایشیا مین دونون مخالف فوجین ایک دوسرے کے مقابل پڑی ہین۔ قزل ٹپ پر بڑی لڑائی ہوئی۔ مگر اسمین معاملہ یکسو نہوا۔ اسکے

علاوہ کئی دیگر چہوٹے چہوٹے معرکے ہوئے جن سے کسی فریق کو کوئی نقصان یا فائدہ نہ پہونچا۔ وہان بہی اپنی
سرحد پیادہ اس سے کسیقدر آگے بچاؤ کے پہلو پر تہے۔ ترکون نے جارحانہ کارروائی شروع کی لیکن اس مین
کامیاب نہوئے جنگی بیڑہ نے کوئی کارروائی مطلقاً نہین کی۔ اور اوسکے انگریز کمانڈر (ہوبرٹ پاشا) سے
جو بڑی بڑی امیدین تہین وہ سب خاک مین ملگئین۔

۱۹ ستمبر کو کل فوج مین شیر کا حکم مشتہر کیا گیا۔ اوسکا مضمون حسب ذیل تہا " مغربی جانب کے سوا اور سب
طرفون سے روسی تعداد کثیر آگے بڑہ رہے ہین۔ اور امید ہے کہ وہ کل ہم پر زبردست جمعیت کیساتہ حملہ کرین گے۔
لیکن مجہے اس سے کوئی تردد نہین ہے مجہے کامل یقین ہے کہ خداوند کریم کی تائید سے میری بہادر فوج اون کو پہلی
لڑائیون کیطرح شکست فاش دیکر پیچہے ہٹا دیگی اور اپنے ملک اور نیز دنیا مین اپنی شہرت اور نیکنامی کو پوری طرح قایم
رکہے گی " ہم سب لڑائی کے لئے تیاریان کرنے لگ گئے۔ فریق نے کل مورچون کا معائنہ کیا اور ہم مالک فتح و شکست
کے حضور بعجز و نیاز دعا مانگ کر ہتیار ہاتہون مین لئے اور پوری وردی لگائے سو گئے۔ سنتری اور محافظ برابر ساری
رات پہرہ دیتے رہے۔ مَیں رات بہر جاگتا رہا۔ دو دفعہ بعیدی چوکیون اور سنتریون کا معائنہ کیا۔ وہان میری کمپنی
کے سپاہیون کی ٹکڑی تہی۔ پہر عادل پاشا کے یاور اور میجر تقی کے ساتہ اپنی طرف کے کل مورچون کا معاینہ کیا۔
ہوا تند اور مغرب کی طرف سے چل رہی تہی۔ جسکی وجہ سے آگے بڑہتے ہوئے دشمن کی ہمین کوئی آواز سنائی
نہین دیسکتی تہی۔ موسم ۵ ستمبر تک صاف رہکر یکبارگی متغیر ہوگیا تہا۔ اوسمین خنکی پیدا ہوگئی تہی۔ اور باد تند کے
جہونکون سے تاریک و غلیظ ابر آسمان پر جمع ہو رہے تہے رات سخت تاریک تہی مصیبت کے آنے سے پہلے
خوف اور اندیشہ کا جو ناقابل بیان اور غیر معین سا وسوسہ انسان کے دل مین پیدا ہوجاتا ہے وہ مجہہ پر کئی دفعہ
طاری ہوا۔ مینے بیحد دلیری اور جد و جہد کرکے اوسکو رفع کیا اور نامعلوم امر شدنی کے لئے جو الہی تاک سخت مہیب
تاریکی کے پردہ مین جسمین کوئی ستارہ کسی مکان کا چراغ یا روشنی نہین چمک رہی تہی چہپا ہوا تہا بالکل تیار ہوگیا۔ اور
دل کو مضبوط کر لیا کہ اگر کل موت بہی آجائے تو کوئی فکر نہین۔ آخر ایک دن مرنا ہی۔ آندہی کے جہونکے چارون طرف
سے غرائے پہر رہے تہے جنکی زیر و بم مجہے بعینہ جان توڑتے ہوئے انسانون کی آہ و بکا کے مشابہ معلوم ہوتی
تہی۔ اوسوقت گویا زمانہ دنیا کے ایک بڑے واقعہ سے حاملہ تہا۔ چنانچہ اوسکے رحم سے ایسی خونریزی اور قتل عام
(کا بچہ) نکلا جسے دیکہکر جہنم بہی دنگ رہگیا ہوگا۔

طلوع فجر کے قریب جب مین میجر سے رخصت ہوا تو اوس نے بکمال زور و شور کہا کہ تمام مورچہ مین میری کمپنی سے بہتر

کوئی نہیں ہے۔ اپنے مقام پر پہنچکر بیٹے انجیل کی چند آیتیں پڑہیں۔ اپنی ماں کے تحفہ کو جو اسپر قربت تہی بوسہ دیا اور ایک گہنٹہ نیند کے لئے بغیر فرش پر سوگیا۔

۶ دسمبر کو پلیونا فوج میں بارہ بارہ پلٹنوں کے تین ڈویژن اور دس پلٹنوں کا عام ریزرو تہا۔ مصافی صف بندی اور جنگی ترتیب حسب ذیل تہی۔

کمانڈر۔ مشیر عثمان پاشا

اعلیٰ افسر شاف :- برگیڈیر طاہر پاشا۔

شاف :- برگیڈیر صادق پاشا۔ کرنیلان صبری بک وخیری بک لفٹنٹ کرنیلان رؤف بک علی بک

اعلیٰ ایڈوکیٹ :- لفٹنٹ کرنیل طلعت بک

کیولری کمانڈر :- کرنیل عثمان بک

آرٹلری کمانڈر :- برگیڈیر احمد پاشا

اعلیٰ ڈاکٹر۔ کرنیل حاسب بک

اول ڈویژن

کمانڈر :- جرنیل ڈویژن عادل پاشا

اول برگیڈ۔ برگیڈیر ادہم پاشا

اول رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل محمد عاطف بک

دوم رجمنٹ لفٹنٹ کرنیل محمد بک

دوم برگیڈ۔ برگیڈیر فرہ علی پاشا

سوم رجمنٹ :- کرنیل حفوظ بک

چہارم رجمنٹ :- کرنیل سلیمان بک

دو رسالے باقاعدہ کیولری کے اور ایک دستہ چرکسون کا

چار باتریان چہ چہ توپون کی

دوم ڈویژن

کمانڈر :- جرنیل ڈویژن حسن صابری پاشا

سوم بریگیڈ کرنیل توفیق بک

پنجم رجمنٹ :- (کمانڈر کا نام یاد نہیں رہا)

ششم رجمنٹ :- کرنیل سعید بک

چہارم بریگیڈ :- بریگیڈیر عطوف پاشا

ہفتم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل ابراہیم بک

ہشتم رجمنٹ :- کرنیل عمر بک

دو رسالے باقاعدہ کیولری کے اور ایک دستہ چرکسون کا

سوم ڈویزن

کمانڈر :- بریگیڈیر طاہر پاشا

پنجم بریگیڈ :- لفٹنٹ کرنیل رضا بک

نہم رجمنٹ :- (کمانڈر کا نام یاد نہین رہا)

دہم رجمنٹ :- میجر عیسےٰ

ششم بریگیڈ :- کرنیل یونس بک

یازدہم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل علی رضا بک

دوازدہم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل طلعت بک

دو رسالے باقاعدہ کیولری کے اور ایک دستہ چرکسون کا

دو باتریان چھ چھ توپون کی

ریزرو

کمانڈر :- بریگیڈیر رفعت پاشا

انفنٹری کمانڈر :- بریگیڈیر امین پاشا

دس پلٹنین

کیولری کمانڈر :- کرنیل عثمان بک

۱- رسالہ باقاعدہ سوارون کا (جو ہیڈکوارٹر کی اردل مین تہا)

۴- رسالے عثمانیہ کالسکون کے

۱۰- رسالے سالونیکی مجاہدین کے

۱- دستہ چرکسون کا

آرٹلری کمانڈر :- برگیڈیر احمد پاشا

۲- باتریان چھ چھ توپون کی

ایک کمپنی انجنیرون کی

ہر رجمنٹ مین تین تین پلٹنین تھین

میزان ۴۶ پلٹن انفنٹری - ۱۹ رسالے کیولری - ۵ سو چرکس - بارہ باتریان - ایک کمپنی انجنیران - جملہ ۴۰ ہزار آدمی اور ۷۲ توپین -

۶- جمعہ کو عثمان پاشا کے زیر کمان جو کل فوج تھی اسکی تفصیل :-

مقام	کمانڈر	پلٹن	رسالے	باتریان
افواج مقیمہ پلیونا	عثمان پاشا	۴۶	۱۹	۱۲
شمال مغربی سرحد کی فوج حسب ذیل	محمد عزت پاشا	۲۴	۱	۱
(۱) ویدین (ہیڈکوارٹر)		۱۲	۱	۱
(۲) شمال مغربی سرحد پر		۴	•	•
(۳) لوم پلنکہ		۳	•	•
(۴) راہووا		۵	..	•
افواج متعینہ علاقہ بلقان حسب ذیل	شفقت پاشا	۲۸	۲	۵
(۱) ارخانیہ (ہیڈکوارٹر)		۶	۱	۲
(۲) کورمانزی اور ٹاشکسن		۱۲	۱	۱
(۳) اطروپول		۴	•	•
(۴) صوفیا		۶	•	۲
کل کالم جو احمد حفظی پاشا[۱] کے زیر کمان ارخانیہ مین جمع ہو رہا تھا		۱۸	۶	۴

(۱) احمد حفظی پاشا ۳۰ جولائی کی لڑائی مین زخمی ہو کر میدان سے چلے گئے تھے - [illegible]

میزان کل فوج زیر کمان عثمان پاشا ۱۱۵ پلٹن - ۲۸ رسالے - ۳۰ باتریان

تفصیل مندرجہ بالا سے واضح ہوگیا ہوگا کہ اول ڈویزن میں چار دوسری مین تین اور تیسرے مین دو باتریان توپخانہ باتریان میزبند مین تہین - ۷ ستمبر کو علی الصباح تیسرے ڈویزن سے دو پلٹنین اول ڈویزن کو منتقل کردی گئین جس سے اول مین ۳۴ دوسری مین ۱۳ اور تیسرے مین ۱۰ پلٹنین ہوگئین - پہلا ڈویزن عادل پاشا کے زیر کمان کمپ کا دستہ یسار یعنی شمالی جانب اور مشرقی گوشہ پر مامور تہا - دوسرا ڈویزن حسن صابری پاشا کے زیر کمان قلب لشکر اور جنوب مشرقی جانب پر مقیم تہا - تیسرا ڈویزن طاہر پاشا کے زیر کمان لشکر کا دستہ یمین اور ٹہیک جنوبی جانب پر تہا - ریزرو فوج نعمت پاشا کے زیر کمان ہیڈ کوارٹر والی پہاڑی قصبہ پلیونا اور دوِل پر مامور تہا -

ہماری پوزیشن (وضع اقامت) ۳۰ جولائی کی لڑائی کی طرح شلث کی شکل مین تہی - اس مثلث شکل کا بالائی گوشہ (جو بجانب شرق تہا) باش طابیون پر تہا - قاعدہ کا شمالی کونہ اوپانتز مین اور جنوبی کونہ کریشن[۱] مین تہا پلیونا قاعدہ کے وسط مین تہا کمپ کی حدود ۳۰ جولائی کے بعد صرف جنوب مین کریشن کی طرف بڑہائی گئی تہین اسکی لمبائی شمالاً جنوباً اوپانتز سے کریشن تک ۶½ میل اور غرباً شرقاً وِدِل سے باش طابیون تک سات میل تہی - ہماری لشکر کے فرودگاہ کا رقبہ بیس میل مربع تہا اور مغربی جانب کے علاوہ جس پر مورچہ بندی نہین کی گئی تہی کل سولہ میل لمبا تہا

ذیل مین پلیونا کمپ کے اون مورچون کی فہرست معہ اسما درج ہے جو ۱۰ ستمبر ۱۸۷۷ء کو موجود تہے -

ٹہیک شمالی گوشہ مین اوپانتز کے قریب اوس ہی شمال مشرق اور شرق کی جانب مین تین مورچے تہے جن کے رخ چارون طرف کو تہے - یہ اوپانتز مورچے پکارے جاتے تہے -

شمالی جانب مین دو مورچے موضع بوکووا کے قریب جو موضع مذکور سے جنوب مین اوسکے مقابل تہے اونکا نام بوکووا ہے

بقیہ حاشیہ ہوگئی تہے - اور ارخانیہ مین جو زبردست کمکی کالم جمع ہوا تہا اوسکے کمانیر مقرر کیئے گئے تہے - ہم سبکو پوری امید تہی کہ وہ لڑائی سے پہلے پلیونا پہنچ جائینگے مگر وہ ۸ ستمبر سے پہلے ارخانیہ سے روانہ نہ ہوئی - اور ۲۴ ستمبر کو پلیونا پہنچے - شفقت پاشا ان کے ماتحت ارخانیہ - صوفیا - اطراوبول - کومانزی اور طاش کسن کی مقیمہ افواج تہین - دوسری لڑائی کے بعد عثمان پاشا کے ماتحت کئی گئی تہے کومانزی اور طاش کسن درہ بابلوناق کے جنوبی دہانہ پر واقع ہین - مصنف

[۱] مقامات کریشن - اوپانتز - بوکووا اور گریوتنزا ہماری مورچہ بندی کی حدود سے باہر تہے - ونکو کبہی دائرہ محافظت کے اندر نہین لیا گیا تہا - کیونکہ ان دیہات مین کلیم صرف بلغاری لوگ آباد تہے - جن کو مورچہ بندی کے اندر لینے سے فائدہ کی بجائے الٹا نقصان پہنچتا - کمپ کی حدود مین پلیونا کے سوا اور کوئی قصبہ یا گاؤن نہ تہا - مصنف ۱۲

تہا - اور دو بڑے مورچے جانق بائر کی چوٹی اور شمالی ڈہلاؤ پر شال روبہ تہے - یہ مورچے کئی خندقون کے ذریعہ سے آپس مین ملے ہوئے تہے - یہ خندقین محفوظ رہنے اور سپاہیون کے لون مین کہڑے ہوکر دشمن پر آتشباری کرنے کا دوہرا کام دیتی تہین - وہ مشرق کیطرف لوکودا مورچون اور غرب کی طرف باش طابیون تک بڑہی چلی گئی تہین جس سے لوکودا سے لیکر باش طابیون تک جن کا درمیانی فاصلہ چار میل تہا - مورچہ[۸۳] بندی کا مسلسل سلسلہ قایم ہو گیا ہوا تہا - آخر الذکر مورچے مشرقی و مغربی جانق بائر مورچے کہلاتے تہے -

عین مشرقی گوشہ مین - ایک دوسرے سے تین سو گز کے فاصلہ پر دو مربع شکل کے مورچے تہے - اونکو شمالی و جنوبی باش طابیات یا باش طابیہ شمالی اور قاتلی طابیہ جنوبی پکارا جاتا تہا[۸۴]

جنوب مشرقی جانب مین دو بڑے مورچے اوس پہاڑی کے جنوبی ڈہلاؤ پر تہے جو بلگرینی سڑک کے جنوب اور ہیڈکوارٹر والی پہاڑی سے مشرق مین تہی - ان مورچون کا رخ جنوب اور مشرق کیطرف تہا اور عطوف طابیہ ارابہ طابیہ - عمر طابیہ - ابراہیم طابیہ و خورم طابیہ پکارے جاتے تہے -

عین جنوبی گوشہ مین ایک بڑا مورچہ جس کا رخ جنوب کی طرف تہا طلچنتزا کے مشرق مین تہا - اس کا نام طابیہ ہمیم تہا - دو مربع شکل کے مورچے (یعنی طابیہ و ذوالنق طابیہ) طلچنتزا سے مغرب بز پلیونا کے جنوبی کنارہ پر تہے - اور چار مربع شکل کے مورچے پلیونا اور کرشین کے درمیان تہے - ان کے نام[۸۵] یونس طابیہ - طلعت طابیہ - میلاس طابیہ

---

[۸۳] دوسری لڑائی مین جانق بائر مورچون اور لوکودا مورچون کے درمیان نصف میل لمبا رخنہ تہا جو فوج سے بالکل خالی تہا کمی متذکرہ بالا خندقون سے پوری ہو گئی تہی مصنف ۱۲

[۸۴] گریونتزا مورچہ سلسلہ اور ۲ ردسی اپنی مورچون کو کہتے تہے - جنوبی مورچہ (۱) روسانو نے اوسے ۱۱ ستمبر کو فتح کر لیا تہا - جو پہر چہین گیا اور ترکی فوج نے اسکا نام قاتلی طابیہ یعنے خونی بانزی رکہہ دیا - مصنف

[۸۵] میں آخر الذکر چارون مورچون کو کرشین مورچے اور دو دوسرون کو پلیونا مورچے لکہون گا - روسی مورخ آخر الذکر دونو مورچون کو "سکوبیلاف مورچے" لکہتے ہین - یہ چہوٹے مورچے دوسری لڑائی کے بعد پلیونا سے ارطانیہ تک فوج کے رستہ کو محفوظ رکہنے کیلئے بنائے گئے تہے - کیونکہ جیسا کہ کل کیمپ کو معلوم تہا عثمان پاشا پلیونا کو خالی کر کے ارطانیہ کو اپنی کارروائیون کا مرکز اور صدر مقام بنانے کا ارادہ رکہتے تہے مگر مجلس حرب نے تاکیدی احکام بہیجے کہ پلیونا کو نہ چہوڑا جائے - باغلر باشی کے معنی تاکستانون کا سر (چوٹی) ہے - روسی اس مورچہ کو باغ کا مورچہ لکہتے ہین - مصنف ۱۲

باغطر باشی طابیہ ہے۔

مین غربی گوشہ مین ایک مورچہ ودیل کی حفاظت کیلئے تہا۔

لشکر کے اندر ہیڈ کوارٹر والی پہاڑی کے مشرقی ڈہلاؤ پر ایک بڑا مورچہ تہا وہ مشرق رویہ اور اوسکا نام احتیاط طابیہ تہا۔ اس فہرست کے ساتہہ ہی متذکرہ صدر مورچون کے کمانڈرون کے نام اور اونکی فوجون کی جمعیت کی فہرست دیدینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

بازوئے چپ یا دستہ یسار

نام مورچہ	نام کمانڈر	تعداد جمعیت یلمن	تعداد جمعیت توپین
اوپا نیتو مورچے	سلیمان بے	۲	٦
بوکوو امورچے	محمد عارف بے	۲	۳
مغربی جابق پار مورچہ	ماول پاشا	۳	٦
شرقی ایضاً ایضاً	اوزعم پاشا	۲	۳
باش طابیہ	حافظ بے	۲	۴
قانلی طابیہ	توزدکلی پاشا	۱	۲
	میزان	۱۲	۲۴

قلب

نام مورچہ	نام کمانڈر	تعداد جمعیت یلمن	تعداد جمعیت توپین
عطوف طابیہ	عطوف پاشا	۲	۴
ارابہ طابیہ	توفیق بک	۳	۴
عمر طابیہ	عمر بک	۳	۲
ابراہیم طابیہ	ابراہیم	۲	۴
خورم طابیہ	یاد نہین	۲	۴
	میزان	۱۲	۱۸

بازوی راست یا دستہ یمین

نام مورچہ	نام کمانڈر	تعداد جمعیت یلمن	تعداد جمعیت توپین
طاہر طابیہ	طاہر پاشا	۳	۴

عیسی طابیہ	میجر عیسے	۱	۰
توافق "	رضا بک	۱	۲
یونس "	یونس بک	۲	۳
طلعت "	طلعت بک	۱	۳
میلاس "	علی رضا بک	۱	۰
باغلر باشی "	میجر راسم	۱	۰
	میزان	۱۰	۱۲

ریزرو

احتیاط طابیہ	رفعت پاشا	۳	۶
ہیڈکوارٹری پہاڑی	احمد پاشا	۴	۶
پلیونا میں	۰	۲	۰
وڈپل	میجر کاظم	۱	۶
	میزان	۱۰	۱۸

خلاصہ

نام فوج و موقعہ	کمانڈر	پلٹن	توپیں	رسالے
دستہ یسار یا اول ڈویزن	عادل پاشا	۱۴	۴۴	۲
قلب یا دوم ڈویزن	حسن صابری پاشا	۱۲	۱۸	۲
دستہ یمین یا سوم ڈویزن	طاہر پاشا	۱۰	۱۲	۲
ریزرو	رفعت پاشا	۱۰	۱۸	۱۳
	میزان	۴۶	۷۲	۱۹

یکم ستمبر سنہ ۷۷ء تک یعنے احمد حفظی پاشا کے کالم کے پہنچنے سے پہلے پلیونا فوج مین اعلی افسر حسب ذیل تھا۔

مشیر:- عثمان پاشا

جرنیلان ڈویزن:- عادل پاشا حسن صابری پاشا (آخر الذکر ۱۱ ستمبر کو زخمی ہوکر ناقابل جنگ ہوگیا)

جنیلان بریگیڈ:۔ طاہر پاشا (افسر اشراف)۔ تروعلی پاشا (۱۱ ستمبر کو زخمی ہو گیا) عطوف پاشا۔ صادق پاشا۔ نعمت پاشا (۱۱ ستمبر کو زخمی ہوا)۔ احمد پاشا (کمانڈر توپ خانہ)۔ ادہم پاشا (شروع ستمبر میں ارخانیہ سے پہنچی) یمین پاشا (۱۱ ستمبر کو زخمی ہوئے)۔

کرنیلان:۔ توفیق بک (لڑائی سے بعد ترقی پاب ہوا)۔ یونس بک۔ حاسب بک (اعلیٰ ڈاکٹر)۔ عثمان بک (کمانڈر فوج سواران)۔ صمدی بک۔ سعید بک۔ عمر بک۔ خیری بک۔ سلیمان بک۔ حافظ بک

لفٹنٹ کرنیل:۔ طلعت بک (راودر)۔ محمد بک۔ محمد ناظف بک۔ ابراہیم بک (۱۰ ستمبر کو شہید ہوا)۔ رؤوف بک۔ عبداللہ بک۔ رضا بک (۱۱ ستمبر کو زخمی ہوا)۔ علی رضا بک (۱۱ ستمبر کو شہید ہوا)۔

میری کمپنی مع دو دیگر پلٹنوں اور ایک باتری کے مغربی جانق بائر مورچہ میں تھی۔ ہمارا کرنیل اور فرنق اور اوسکا شاف بھی ہمارے ساتھ تھا۔ مورچہ سے تین سو گز کے فاصلہ پر عقب میں جانق بائر کے جنوبی ڈھلاؤ پر چوٹی کے ایک بڑھے ہوئے حصہ کی پناہ میں ہمارے مورچہ کی ریزرو فوج اور ہمارے ڈویزن کے دونون رسالون کی فرودگاہ اور ہمارے سٹور کے گودام تھے۔ دوسری دونون پلٹنوں میں آٹھہ آٹھہ اور میری پلٹن میں چار کمپنیاں تھیں۔ انمیں سے چار کمپنیاں (ایک پلٹن) متقابل کی ادنیٰ خندقون میں تھیں۔ چار کمپنیاں (نصف پلٹن) اون خندقون میں تھی جن سے ہمارا مورچہ شرقی مورچہ سے ملا ہوا تھا۔ چار (نصف پلٹن) سوارون کے ساتھہ ریزرو میں تھیں۔ جو خندقیں کہ دونون مورچون کو ملاتی تھیں اون میں ۔۔۔ اول الذکر کے گیرسن (فوج متعینہ) کی کچھہ کمپنیاں ہوتی تھیں۔

میری کمپنی کے انتظام میں کچھہ عرصہ سے رد و بدل ہو گیا تھا۔ اول اسکوڈ جو لفٹنٹ ہردو مرحوم کے ماتحت تھا لفٹنٹ نزاب کے ماتحت کر دیا گیا تھا۔ دوسرا اسکوڈ جو میرا تھا سارجنٹ بقال کے ماتحت تھا۔ تیسرا میرے سابق چپ سیمور کے پاس تھا اور چوتھا سکوڈ پر لفٹنٹ عمر او آصف مقرر کیا گیا تھا۔ جو نگردون کا ایک دستہ لیکر اگست میں اڈریانوپل سے آیا تھا۔ شروع ہی میں ادسنے مجھ سے ملاقات کی تھی اور اوسے حال ہی میں ملازمت کے درجہ پر ترقی ملی تھی۔ اوسکی عمر تیس برس کی تھی۔ وہ جفاکش محنتی درست باز اور قابل اعتبار تھا لیکن چالاک و چالاک نہ تھا۔ اوسکی عادات عامیانہ تھیں۔ مگر چونکہ وہ کسی دوسرے کے کام سے کوئی غرض و واسطہ نہیں رکھتا تھا اور اپنے کام میں لگا رہتا تھا۔ میں اوسے بہت پسند کرتا تھا۔ باوجود مخالف عمر وہ میرے احکام کی تعمیل بڑی خوشی سے کرتا تھا۔ اور کبھی کوئی نخرہ یا شیخی نہ کرتا۔ وہ اڈریانوپل کے قرب و جوار کا باشندہ تھا۔ اوسکا باپ ضابطیہ (جنڈارمہ) کا کپتان تھا جو اسوقت سلیمان پاشا کی فوج میں کام کر رہا تھا جسنے لڑائی کیلیے حسب دل انتظام کر رکھا تھا۔ ہمارے پاس نئی سپاہی ۔۔ کے حساب سے کارتوس۔ کو نجانے کے لئے نئی توپ ایک شرپنل۔ آٹھہ دن کیلئے بسکٹ

روٹی چاول - کچھہ کمی وسٹ کے لئے کیفنڈ پمل سچارہ اور فی پلٹن چند شاخدار برنشی دیدئے گئے۔ یہ سامان کچھہ مورچوں کی گودامی کوٹہریوں میں اور کچھہ کچے گودام گہروں میں جو عقب میں بنا لئے گئے تہے رکھا گیا تہا۔ ہر سپاہی کو ساتہہ رکہنے کیلئے اسی اسی کارتوس دیکر باقی صندوقوں میں بند کردئے گئے۔ اور ان صندوقوں کو مورچہ اور خندقوں میں ایسی جگہ جہاں سے وہ باسانی نکالے جاسکیں رکہدئے گئے۔ ہر صندوق میں ایک ایک ہزار کارتوس تہے۔ زخمیوں کو اٹہانیکے لئے ہر پلٹن کیواسطے دو دو یا تین تین گاڑیاں تہیں۔ اور ابتدائی مرہم پٹی کیلئے جانق بائر کے جنوبی ڈہلاؤ پر عارضی ہسپتال بنادیا گیا تہا (غنیم کے مورچہ پر قابض ہو جانیکی صورت میں) گولہ بارود اور گودام کو فی الفور نکال لیجانے کے لئے بیل گاڑیاں - بارکش گہوڑے اور توپخانہ کی گاڑیاں بالکل تیار کہڑی تہیں۔ خبر رسانی پر چرکسوں کی متعدد جماعتیں مامور کیگئی تہیں جن کے ذریعہ سے ہمکو ہر ساعت اوپانتز - بوکووا - باش طابیوں - ہیڈ کوارٹر اور پلیونا سے خبر ملتی رہتی تہی۔ سکیولری کا ایک افسر ان جماعتوں کا سپرنٹنڈنٹ اور منتظم تہا۔ وہ گویا پوسٹ ماسٹر کے کام پر مامور تہا۔ ہر باش طابیوں سے لیکر ہیڈ کوارٹر تک تار کا سلسلہ لگا ہوا تہا۔ دونوں جانق بائر مورچوں میں ایک ایک آلہ نصب تہا جن کے ساتہہ سبز جہنڈیاں بہی لگی ہوئی تہیں۔ یہ اسلئے کہڑے کئے گئے تہے کہ مؤذن صبح و شام ان پر چڑہکر اذان دیا کرے۔ لڑائی میں انکو رصدگاہوں یا دیدبانوں کا کام لیا گیا۔ ہمارے مورچہ سے ہیڈ کوارٹر کی پہاڑی جو دو میل ہٹی دکہائی دیتی تہی۔ جس سے نامہ و پیام کرنیکے لئے جہنڈیوں کی چند علامتیں مقرر کیگئیں تہیں۔ ایک افسر کو دوربین دیکر صرف اس کام پر لگایا گیا تہا۔ باش طابیوں میں فن تلغرافی کا ایک کامل ماہر مع چند اسسٹنٹوں کے موجود تہا۔ کمپنی کمانیروں تک کل افسروں میں نوٹ بکیں (بیاضیں) اور پنسلیں تقسیم کیگئیں تہیں۔ کل گہڑیاں ایک وقت سے برابر کردی گئیں وقت کا معیار یہ تہا کہ غروب آفتاب کو ہمیشہ بارہ بجتے تہے[۸۶]۔ کیمپ کے نقشے سب میں بانٹ دئے گئے تہے۔ مورچہ اور خندقوں میں مساوی فاصلوں پر نوشیدنی پانی کے پیپے بیسکٹوں سے بہرے ہوئے ٹب اور نمک سے پر صندوق رکہدئے گئے تہے۔ اور خاص آدمی اس کام پر لگا دئے گئے تہے کہ انکو اوقات مقررہ پر بہرتے رہا کریں۔ کہانا پکانے کیلئے متعدد جماعتیں قائم کرکے انتظام کیا گیا کہ لڑائی کرنیوالی صفوں کو ہمیشہ گرم کہانا ملے۔ رات کے وقت ہر کمپنی کے تین حصے کئے جاتے ان میں سے ایک پہرہ دیتا اور پہر باقی پوری وردی لگائے مسلح چار چار گہنٹے آرام کرکے نوبت بہ نوبت نوکری دیتے دن کو متعدد ٹولیاں بنائی جاتیں جن کو دو دو چار چار کرکے باری باری نہانے دہونے کے لئے عقب میں بہیجدیا جاتا

۸۶ میں نے کتاب میں جب کوئی وقت لکہا ہے وہ یورپین (انگریزی) قاعدہ کے مطابق لکہا ہے۔ مگر اسے کبہی فراموش نکرنا چاہئے کہ یہہ کل وقت اٹکل پچو اندازہ سے لکہے گئے ہیں۔ مصنف ۱۲

ہر ملٹپ پلٹن کی ایک جماعت کو اونا سا دبالشین و دیگر سامان وغیرہ کو جو نقصان پہنچا ہو اسکی مرمت کیلئے مقرر کیا جاتا تہا۔ تیل ٹین میں گڑہے کہود کر اون میں رکھا جاتا تہا۔ ہماوے پاس تھوڑے ہوتے تہے۔ اونمیں کچہ ایندہن بہی رکہا ہوا تہا۔ مگر وہ بہت کم تہا اور اسے بڑی کفایت شعاری سے خرچ کیا جاتا تہا۔ ہر پلٹن کے ساتہ مجروحین کو اوٹہانیکے لئے حاملوں کی اپنی جماعتیں تہیں جنہوں نے سیدہی سادی چارپائیاں تیار کرلی ہوئی تہیں۔ ہر مورچہ میں آگ بجہانے کیلئے بہی ایک ایک خاص جماعت تہی جنکو ڈول ملے ہوئے تہے کہ اگر چارہ یا کسی اور گودام کو آگ لگے تو اوسے فوراً بجہا دیں۔ پانی کا ذخیرہ ہر وقت کافی رکہنا بہی انہی جماعتوں کے ذمہ تہا۔ گندہ پانی مورچوں کے راستہ ہی سے باہر نکال دیا جاتا تہا۔ جہاں کسی کا گذر نہ ہوتا تہا اور وہاں اسکے لئے بڑے بڑے گڑہے کہود دئیگئے تہے ہر سیدہی چوکی کے لئے ایک چہوٹی سی گڑہی تہی اور ہر سنتری نے اپنے لئے مورچہ گڑہا کہود کر رکہا تہا۔ بغل کے سہارے کیلئے اوپر منڈیر بنا لی ہوئی تہی۔ ہمکو افسوس ہا کہ جہاں تک ہماری مورچہ کا تعلق تہا ہمکو اس عمدہ انتظام سے کام نہ لینا پڑا کیونکہ اس مورچہ پر حملہ نہ کیا گیا تہا۔

دیدل کی محافظ فوج اور اوپانتز مورچوں کے کمانڈروں کو حکم دیا گیا تہا کہ جبتک اونکا ایک آدمی بہی زندہ رہے وہ اپنی اپنی جگہ کو نہ چہوڑیں کیونکہ یہ دونوں مقام ایکطرح سے ہماری کیمپ کے مغربی اور شمالی دروازے تہے۔

تیسری لڑائی سے ہر سیدہی حالات کا بیان ختم کرنے سے پہلے روسی فوج حملہ آور کی بہی تفصیل درج کردینی جو میں نے کتابوں اور دیگر مورخین سے لی ہے مناسب معلوم ہوتی ہے۔

روسی مغربی فوج

کمانڈر: پرنس چارلس والی رومانیا

اعلیٰ افسر اسٹاف: جنرل سٹو

نام حصہ فوج		کمانڈر	جمعیت: پلٹن	رسالے	توپیں
نہم آرمی کور (دو ڈویژن) ..	..	جنرل کروڈنر	۳۰	۱۳	۱۰۰
چہارم آرمی کور (دو ڈویژن) ..	..	جنرل کریلو	۳۳	۱۶	۸۸
رومانی فوج (تین ڈویژن) ..	..	جنرل چرنات	۴۳	۳۳	۱۲۰
پرنس امیرٹانسکی کا دستہ ۔ دوم کمانڈ	..	سکوبیلاف	۳۰	۱۲	۹۰
کیولری ڈویژن ..	..	جنرل لشکارف	۰	۱۶	۱۳
توپخانہ محاصرہ ..	..	.	۰	۰	۲۰
دستہ کمکین ..	..	.	۳	۳	۱۴
		میزان	۱۰۷	۹۱	۴۴۴

فریقین کی طاقت کا موازنہ و تناسب یہ تھا:-

انفنٹری (فوج پیدل) - روسی ۸۴ ہزار آدمی - ترک ۲۷ ہزار آدمی - یعنی روسی تقریباً تگنے تھے -
کیولری (سوار) روسی ۱۲ ہزار - ترک ۲ ہزار - یعنی روسی چھہ گنے تھے
آرٹلری (توپخانہ) روسی ۴۴۴ توپین ترک ۷۲ توپین - یعنی روسی توپین تقریباً چھہ گنی تھین
تینون رومانوی ڈویژن اور نہم کور روسی فوج کا بازوے راست یا دستہ تھین چہارم کور قلب اور امرٹ انسکی کا دستہ بازوے چپ یا دستہ بسیار تھا - کیولری دونون پہلوؤن پر تھی -

باب دہم

پلیونا کی تیسری لڑائی - ۷ ستمبر سے ۱۲ ستمبر ۱۸۷۷ء تک

۷ ستمبر جمعہ کے دن لفٹنٹ شراب نے جو اپنے سکونڈ کو لیکر مورچہ کی محافظت و نگرانی کر رہا تھا مجھسے صبح کے وقت جگا کر کہا کہ گریوتسزا اور رادی شیوو کی طرف توپون کی آواز سنائی دی ہے - مینے اپنے دونون نقارچیون کو نقارے بجانے کا حکم دیا جس پر ایک منٹ سے کم عرصہ مین میری کمپنی مورچہ کی فصیل کے پیچھے بالکل تیار کھڑی ہوگئی گولنداز پہلے ہی سے اپنی اپنی توپون کے پاس ہوشیار کھڑے تھے - چند لحظون مین دوسری کمپنیان بھی فصیل کے پیچھے پہنچ گئین - اور تھوڑی ہی دیر بعد میجر کرنیل اور عادل پاشا بھی ہمارے پاس پہنچ گئے -

صبح خنک اور دھندلی سی تھی - آندھی بند ہوگئی تھی - لیکن نقاطر بارے جو مینہ لیت کر رہا تھا - زمین بسیلی ہو رہی تھی اور آسمان پر چو طرفہ گھٹا چھائی ہوئی تھی - مین فصیل پر چڑھ گیا - اور گو اس موقعہ پر مطلع کسیقدر صاف تھا - مگر دشمن کو کسی جگہ نہ دیکھہ سکا - سفید دہند کے حایل ہونیکی وجہ سے جنوب اور جنوب مشرق کیطرف نگاہ کچھہ کام نہ کر سکتی تھی - تھوڑی دیر بعد موسم زیادہ صاف اور نقاطر بند ہوگیا - لیکن ساتھہ ہی حبس اور تپش پیدا ہوگیا - ہوا بالکل بند تھی - اور غلیظ ابخرات زمین کو ڈھانپے ہوئے تھے - آٹھہ بجے کے قریب جنوب اور جنوب مشرق مین توپون کی گرج زیادہ بلند ہوگئی - باش طابیون کو مینے روسی گولہ باری کا جواب دیتے ہوئے دیکھا - لیکن دھند کی وجہ سے یہ نہ دیکھہ سکا کہ بلگریڈ شرک سے پرے کے مورچے کیا کر رہے ہین - ہماری باتری نے تو ایشا گ صرف ایک یا دو گولے چلائے - مگر ہمارے مقابل کوئی دشمن موجود نہ تھا -

تاریکی شب تک سارا دن ہم سے دو گولہ باری ہوتی رہی۔ ہماری داہنی طرف کے مورچے کے پیچھے کیمپ مین
خفیف سی آتشزدگی ہوئی جس پر خیمے مغرب کیطرف کو کرکے اور پانچسو گز پرے کو ہٹا گئے۔ خیمون کے اکھاڑنے لگانے
مین میری کمپنی نے بھی مدد دی۔ عطوف طابیہ مین بھی آتشزدگی کا ایک واقعہ ہوا۔ چند گولے مشرق کی طرف سے آکر
وہان سے مورچہ کے عقب مین ہم سے دو سو گز کے فاصلہ پر پھٹے۔ دوپہر کے وقت جیسا کہ مین پہلے باب مین ذکر کر چکا
ہون شمالی جانب کی فوج کی کمک کیلئے جنوب سے دو پلٹنین آئین۔ غالبًا مشیر نے یہ خیال کیا ہوگا کہ روسی جنوب پر
صرف دھوکہ دینے کے لئے گولہ باری کرکے فی الواقع ہمارے بائین چپ (دستہ یسار) پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہین۔
اگر میرا یہ قیاس ٹھیک ہے تو مشیر کا خیال غلط نکلا۔ ہم سارا دن اپنے اپنے موقعہ پر تیار کھڑے رہے اور رات پڑنے پر
بیکاری سے افسردہ دل نوبت بنوبت آرام کرتے رہے۔ مخالف کی گولہ باری سے ہمارے مورچوں یا فوج کو کوئی نقصان
نہ پہنچا۔ اوس نے کسیطرف حملہ کیا۔ رات کو روسی گرویتزا اور رادی شبور سے بیس بیس پچیس پچیس منٹ کے تفاون
سے توپین چلاتے رہے ۔

دوسرے دن (۸ ستمبر) کو بھی تقریبًا یہی کیفیت رہی۔ موسم بدستور دھندلا اور ابر آلود رہا۔ مگر بارش ہوئی۔ آواز
سے قیاس ہوتا تھا کہ مخالفون کی توپین آج کل کی نسبت ہمارے مورچون کے زیادہ قریب پہنچ گئی ہین۔ مینر دیدبانی
کے تلے پر دوربین لگا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ روسیون نے بھی اوس پہاڑی کی چوٹی پر جس پر سے پل شاط کی سڑک
گذرتی ہے اسی طرح ایک ستون نصب کرکے اوسپر دو دیدبان مامور کر رکھے ہین۔ دوپہر کے وقت دشمن کی باتریان ہم
طابیون سے ۱۵ سو گز کے فاصلہ پر آگئین۔ مناسب موقعہ پر کھڑا ہونے سے مین دوربین کے ذریعہ سے ان باتریون کی ہم
قطارون کو دیکھ سکتا تھا۔ سہ پہر کے وقت روسی انفنٹری ان مورچون کی شرق کیطرف نمودار ہوئی۔ اور اس نے
حملہ کی نمایش کی۔ مگر رائفلون کی باڑہین سر ہوتے ہی پھر واپس ہٹ گئی اور دو سو مقتول و مجروح پیچھے چھوڑ گئی۔ اکثر
مجروحین اسیر کر لئے گئے۔ اسوقت ہمین معلوم ہوا کہ جنوب کیطرف بھی غنیم کا توپخانہ قریب پہنچ گیا ہے۔ گذشتہ دن
کی نسبت اوس دن ترکون نے بہت زیادہ مستعدی سے پھٹنے والے گولے چلائے۔ ہمارے مورچہ کے سامنے
کوئی دشمن ظاہر نہ ہوا لیکن اوپانتز سے خبر آئی کہ رومانی کیولری کے زبردست بیڑے مغرب رویہ جاتے دیکھے
گئے ہین۔ شام کو ہمین معلوم ہوا کہ ہمارا مین کرشن اور پلیونا کے درمیان روسی انفنٹری سے خوب معرکہ آرا رہا۔ اور اس مصاف
مین دشمن کو سخت نقصان پہنچا تھا۔ اس طرف روسی کمانڈر سکوبلاف تھا جسکے فی الحقیقت ایک ہزار آدمی اوس
دن مقابلہ مین چھوٹے۔ رات کو بھی گولہ باری وقفون کے ساتھ برابر جاری رہی۔ باش طابیہ سے ہر پندرہ بیس منٹ

گراب مارتے۔ دوسرے ترکی مورچہ خاموش رہو۔ آدھی رات کو غل مچا کہ دشمن نے حملہ کردیا ہے جسپر ہم فوراً
چونک کر اپنی اپنی جگہ پر قایم ہو گئے۔ مشرق کیطرف رائفلون کی پے درپے باڑھوں کی آواز سنائی دی ہمارے
مورچہ کی سامنے کی خندقون کے سپاہیون نے اٹکل پچو تاریکی مین چند فیرین سر کین۔ مگر کوئی جواب نہ ملا۔ اور تہوڑی
دیر بعد یہ تحقیق ہوگیا کہ غلط شور پڑا تہا۔ چنانچہ چند منٹون مین پہر خاموشی چہا گئی اور ہم اپنی خوابگاہون کو چلے گئے

۹ ستمبر کو پو پہٹتے ہی فریقین کے توپ خانون نے پہر طبع آزمائی شروع کردی۔ فرق صرف اتنا تہا کہ ترکی
توپین اور بھی زیادہ مستعدی سے کام کر رہی تہین۔ موسم تقریباً ویسا ہی رہا۔ صبح کو بارش ہوکر بعد میں ابر کہل گیا
دوپہر کے وقت دیدبان نے اطلاع دی کہ ہمارے مورچہ سے ایک میل شمال مین دشمن کی کیولری جمع ہے۔ عادل پاشا
نے اپنے دو رسالے اونکی طرف روانہ کئے۔ ایک پلٹن ہمارے مورچہ سے اونکے پیچھے پیچھے گئی اور ہماری بائٹری نے
گولہ باری شروع کردی۔ مگر غنیم شمال مغرب کیطرف جاکر نظر سے غایب ہوگیا۔ اور ہمارے سوار و سپاہی بلا مقابلہ واپس
آگئے۔ سہ پہر کو میجر نے مجھے بتایا کہ روسی گولہ سے یونس طابیہ مین بارود کا میگزین اڑ گیا ہے جس سے پچاس آدمی
قتل اور زخمی ہوئے۔ اس حادثہ کے سوا روسی گولون سے ہمارے کیمپ کو اور کوئی ایسا بڑا نقصان نہ پہنچا۔ ہماری
فوج کا وہ حصہ جو کیمپ کے شمال مین تہا (یعنی عادل کی فوج) لڑائی کے لئے نہایت بیقرار تہا اور دشمن کی بے توجہی جو وہ اوس
سے کر رہا تہا سخت آزردہ ہو رہا تہا۔ سہ پہر کے ختم ہونے کے قریب مین ایک گہوڑا مانگ کر میجر کی اجازت سے ایک
معاین دستہ کشافیہ جماعت کے ساتھ شامل ہوگیا۔ اس جماعت مین باقاعدہ کیولری کا ایک رسالہ۔ چرکسون کا
ایک دستہ اور چند افسر تہے۔ ہم نیکوپولی سڑک پر تین میل تک گئے تہے کہ گریوتیزا کے قریب رومانی کیولری کی
ایک چہوٹی سی جماعت ہمکو دکہائی دی۔ جو ہمکو دیکہتے ہی گانون میں غائب ہوگئی۔ چرکس آگے نکل کر گانون کے مکانات
تک بڑہتے چلے گئے۔ جہان اونکی رائفلون کی گولیون سے تواضع کیگئی۔ سڑکین خراب حالت مین تہین۔ جو امر حملہ کے
حق مین بہت مفید تہا۔ کیمپ مین واپس پہنچنے پر ہمنے سُنا کہ آج ہی ہماری بائین بازو کو غنیم سے لڑائی کرنی پڑی جسمین
ہمین کامیابی نصیب ہوئی۔ رات باامن وامان گذر گئی۔ جنوب مین کبہی کبہی توپون کی گرجین چلتی رہین
جس کا ہمنے کوئی خیال نہ کیا۔

۱۰ ستمبر کو علی الصباح دونون طرف سے گولہ باری بڑے زور شور سے پہر شروع ہوگئی۔ گریوتیزا کیطرف سخت
غلیظ دہند پہیلی ہوئی تہی جسمین سے نگاہ مطلقاً کام نہین کرسکتی تہی۔ ہماری طرف مطلع کسیقدر صاف تہا۔ آج
دن بہی ہمکو دشمن کی بے توجہی سے کمال آزردگی اور ملال پہنچا۔ ہمنے سُنا کہ کریشن مین انفنٹری کا مقابلہ پہر شروع

ہو گیا ہے اور ریزرو سے پولس بک کی مدد کے لئے فوج تازہ روانہ کیگئی ہے ۔ علاوہ ان یساری بازو سے بھی
تین پلٹنین محمد ناظف بک کے ماتحت کرشن کو روانہ کیگئین ۔ آرپانتز ۔ بوگوا ۔ اور شرقی جانق بائر کے مورچون
سے ایک ایک پلٹن لیکر یہ تینون پلٹنین بھیجی گئی تہین ۔ میرا خیال ہے کہ اب مشیر کو یقین ہوگیا تہا کہ روسی محض
فریب دینے کیلئے جنوب مین لڑائی نہین کر رہے ۔ بلکہ وہ فی الحقیقت اسی طرف حملہ کرنیکا ارادہ رکھتے ہین ۔ اور
ایسا ہی ظہور مین آیا ۔ باش طابیون کے سوا روسیون نے ہمارے یساری بازو پر کوئی حملہ نہ کیا اور اس لڑائی
مین میرے مورچہ پر ایک گولہ بھی نہ پڑا ۔ تین بجے دوپہر کے قریب ایک بڑے شعلے کے یکبارگی مشتعل ہو جانے
سے ہم چونک پڑے اور کیا دیکھتے ہین کہ چارہ کا ذخیرہ اور گودام کی چند جہونپڑیان جو باش طابیان کے
عقب مین موجود تہے بڑی تیزی کے ساتہہ جل رہی ہین ۔ تقریبًا اسی وقت ترکی گولون سے روسی شبود کو آگ
لگ گئی ۔ ان دونون آتشزدگیون کے شعلے بائر کی چوٹی سے دکھائی دیتے تہے ۔ غلیظ اور مکدر مطلع مین ان
شعلون کی دھوان آمیز روشنی عجب مہیب اور عظیم الشان نظارہ دکھا رہی تہی ۔ اور ہمارے والی جانب کے
اور سب طرفون کی غضب آلود گولہ باری اس نظارہ کے حسب حال نغمہ سرائی کر رہی تہی ۔ چارہ کے جل جانے پر یہ
آگ تو خود بخود جلد بجہہ گئی ۔ مگر گاؤن ساری رات جلتا رہا ۔ اور اس سے جنوب مشرقی افق شاندار مگر خوفناک
طرح سے روشن رہا ۔ پانچ بجے بعد دوپہر بارش شروع ہوگئی ۔ جو خفیف سے وقفون کے ساتہہ ۴ ستمبر تک ہوتی
رہی ۔ شام کو ہمین اطلاع ملی کہ جنوب مین ابتک ہم برابر منصور رہے ہین ۔ ہمارے گولون سے بلی شاط سڑک پر
روسیون کی بارود کی گاڑیون مین آگ لگ گئی اور وہ اڑ گئین ۔ اور کہ ابراہیم طابیہ مین روسیون کے گولہ سے
بارود کا میگزین اڑنے سے ہمارے تیس آدمی قتل و زخمی ہوئے ۔ اور لفٹنٹ کرنیل ابراہیم بک مورچہ کا کمانڈر
بہی اس حادثہ مین شہید ہوگیا ۔ رات کو بہی کبہی کبہی گولہ باری ہوتی رہی اور کوئی حادثہ یا واقعہ نہ گذرا ۔

یہ چار دن متواتر گولہ باری روسی اپنے آخری حملۂ عظیم کے لئے رستہ صاف کرنیکے لئے کرتے رہے تہے وہ
۱۰ ستمبر کو ختم ہوگئی ۔ لیکن ان کا مدعا حاصل نہ ہوا ۔ ۱۱ ستمبر کو ہمارے مورچے ویسے ہی مضبوط اور صحیح سالم تہے ۔
جیسے کہ ۷ ستمبر کو ۔ دن کے وقت روسیون کے گولون سے ان کو جو خفیف سا نقصان پہنچتا تہا وہ رات کے وقت
درست کیا جاتا رہا ۔ بلکہ اس اثنا مین کئی نئے استحکام بہی مثلاً عمر طابیہ کی خندقین تیار کر لئے گئے تہے ۔ ان چار
دنون مین ہمارے کل پانچ سو آدمی قتل و زخمی ہوئے تہے ۔ فوج پیدل کے معرکون مین جو تین سو شخص اور دیگر زخمی

ف ۔ پولس بک کو امین پاشا کے بعد کمان ملی دوسرے دن ۱۱ ستمبر زخمی ہوا آٹھ پلٹنون کی کمک بہیجی گئی تہی ۔ مصنف

ف ۔ ان دونون میں روسیون کے دو ہزار آدمی قتل و زخمی ہوئے تہے ۔ مصنف ۱۲

کے ہونے میں اسی آدمی ناقابل ہوئے تھے - وہ بھی اسی تعداد مین شامل ہین - روسی گولہ باری ہر شکستہ دل یا بے اوسان ہوتا تو درکنار ترکی سپاہی اُلٹے روسی باتریون پر ہنسی اُڑاتے تہے - روسیون نے ان دنون مین تیس ہزار پہٹنے والے گولے ہم پر پہینکے تہے جن سے صرف مندرجہ بالا نقصان ہوا - اس مسخرخیز ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ روسی توپون نے اس قدر فاصلہ سے گولہ باری کی جو اونکی ساخت اور قامت کے لحاظ سے بہت زیادہ تہا - روسی گولہ انداز کمال ڈرپوک تہے - برعکس اس کے ترکی گولنداز ہر بات مین اون پر فوقیت رکہتے تہے -

واقعی لڑائی ۱۱ ستمبر کو منگل کے دن شروع ہوئی - طلوع آفتاب کے وقت بارش ہو رہی تہی اور سفید دہند چوطرف چہائی ہوئی تہی - دہند تو دوپہر کے قریب دور ہوگئی لیکن بارش سارا دن کبہی کبہی موسلا دہار اور زیادہ تر آہستگی سے ہوتی رہی - زمین دلدل بن گئی تہی اور نمی کپڑون سے گذر کر جلد تک پہنچ گئی تہی - پانی آخر ہماری خوابگاہون اور گودامی کوٹھرون میں بہی داخل ہوگیا اور کارتوسون کو خشک رکہنے کیلئے انتظام کرنا پڑا - گولہ باری چند گہنٹون تک سخت تیزی کے ساتہ ہوکر نو بجے بند ہوگئی - اور دوپہر سے کچہہ عرصہ پہلے پہر چارون طرف شروع ہو کر ایک گہنٹہ بعد مدہم پڑگئی اور دوپہر کے ڈیڑہ بجے جنوب کی طرف ہمنے رائفلون کی آتشباری کی آواز سنی مین سنون پر خبر لگگیا جس پر سے مجہے گریوتیزا کے جنوب کیطرف کی پہاڑی کے مغربی ڈہلان پر روسی انفنٹری کے دل بادل دکہائی دیئے - ۳ بجے باشی بازوق کی فوج بڑی سرگرمی سے مشغول پیکار تہی - کرنل نے خندقون والی فوج کی ترتیب بدل دی - آٹہ کمپنیان (ایک پلٹن) اس طرح سے تقسیم کیگئین کہ مورچہ اور اسکی خندقون کی حفاظت کرسکین - جو خندق مشرقی مورچہ کو جاتی تہی اوسکے سپاہی واپس بلالئے گئے - اور اونکی جگہ دوسرے مورچہ کو سپاہیون نے لے لی - اس ترتیب سے دو پلٹنین (ایک تیسری اور ایک دوسری) فارغ ہوگئین - جنکی ہانک چوٹی پر پانچ کالم (عمود) واتی باکچ) کی شکل میں صف بندی کیگئی - اوس وقت باشی بازوقون سے ایک سوار اردلی نے آکر خبر دی کہ رومانوی فوج نے سخت تعدی کے ساتہ حملہ کیا تہا - جو نقصان کثیر کے ساتہ پسپا کردیگئی ہے -

چار بجے اور پانچ بجے کے درمیان بیچ میں ہمارے مورچہ کے سوا ہر طرف سب جگہ میدان کا رزار گرم رہا تہا - بارش بدستور زور شور سے ہورہی تہی - البتہ دہند کسیقدر دور ہوگئی تہی - بلند جگہون پر کہڑے ہونے یا دوربینون کے ذریعہ سے دیکہنے کے سوا ہماری طرف والون کو چندان کیفیت دکہائی نہین دیسکتی تہی لیکن لڑائی کا شور و شغب اچہی طرح سن سکتے تہے - الہ اس شور و شغب کی کیفیت تہی کہ الامان - یہی معلوم ہوتا تہا کہ رعد و برق کا طوفان

عظیم چل رہا ہے جو کائنات کے کل عناصر کو جدا جدا کر کے اوسے نیست و نابود کر رہا ہے غلیظ تم آلود ہوا بادودکے
دہوین کو اوپر اوٹھنے سے مانع تہی جو بڑے بڑے سفید دہانی گیندون کی شکل مین آہستہ آہستہ زمین پر ادہر ادہر
لڑہکتا ہوا ہم سب کے دماغون تک پہنچ رہا تہا جس طرح بہادر آدمی کے کانون کیلئے فولاد کی شاندار جہنکار سے
بڑہکر کوئی راگ (خواہ وہ استاد زمانہ گوتیے یا موسیقی نواز کے ہاتہہ یا حلق سے نکل رہا ہو) نہین ہو سکتا۔ اوسی طرح
اوسکے نتھنوں کو . بارود کی بُو سے بڑہکر کوئی خوشبو عزیز نہین ہو سکتی۔ جن لوگون کو کبھی میدان کارزار مین موجود
ہونا نصیب ہوا ہوا ونکو بخوبی معلوم ہے۔ کہ یہ بو سپاہی کیلئے وہی حکم رکہتی ہے جو مست سانڈ کیلئے سُرخ چیتہڑا ہمارے
اردگرد سپاہی اپنی جانون پر کہیل رہے تہے اور ہم بیکار کہڑے تہے۔ اس عالم بیکاری مین اوس بو کو سونگہ سونگہ کر ہمارے
زبان سے بے اختیار اون کے حق مین جنہون نے ہمکو وہان روک رکہا تہا۔ بددعائین نکلتی تہین گہوڑے
ہی انسانوں کیطرح سخت منغض ہو کر زور سے ہنہنا رہے تہے۔ منٹ ہمکو صدیان معلوم ہو رہے تہے اور ہر شخص کی آنکہ مورچہ
کے دروازہ لگی ہوئی تہی۔ کیونکہ پیش قدمی کے حکم کا مژدہ اوسی کے راستہ ہم تک پہنچ سکتا تہا ۔

دونوں مشینین مورچہ کے عقب مین متوازی پانچ کالمون مین صف بستہ کہڑی تہین۔ اور تمام جزئیات کی
پڑتال بخوبی کر لیگئی تہی۔ اس بارہ مین ہمارے میجر کو ید طولیٰ حاصل تہا۔ ہر رفل بہترین حالت مین تہی ہر ایک کے پاس
فی سپاہی اسّی کارتوس کے حساب سے سامان حرب موجود تہا۔ جہولے بسکٹون اور تولین پانی سے بہری ہوئی
تہین۔ ہلم افسرین کی تلوارین استرے کی دہار سی تیز تہین۔ اور ہمارے ریوالور کے تمام خانے بہرے ہوئے تہے
چار بجے لول پاشا کا ایڈیکانگ گہوڑا دوڑاتا ہوا ہمارے پاس پہنچا اور اوسیوقت دوسری پلٹن کو بائش طابیون کیطرف
بڑہنے کا حکم ہوگیا۔ بہمبی میجر سے معلوم ہوا کہ سدانوی ایک دسی ڈویژن کو ساتہہ لیکر ان مورچون پر دوبارہ حملہ کرنے
کی تیاریان کر رہے ہین۔

پانچ منٹ بعد بلگرمنی شرک پر گدیو تنزاپل کیطرف سے ایک چرکس سرپٹ گہوڑا دوڑاتا ہوا آیا۔ سر سے پاؤن تک
وہ سر سے ستہرا چہرا ہوا تہا اور ایسی تیزی کے ساتہہ آیا تہا کہ قریب پہنچکر اوسکا گہوڑا بیدم ہو کر گر پڑا۔ عادل اور
اوسکا شاف اسکی طرف آگے بڑہے۔ ساون مین او آنے والے مین جلد جلد کچہہ گفتگو ہوئی۔ اسکے بعد عادل نے
میجر کو اشارہ کر کے بلایا جو گہوڑے کو ایڑ لگا کر فوراً اوسکے پاس پہنچ گیا۔ دونوں مین چند لفظون کی بات چیت ہوئی
پہر ہمارا افسر واپس آگیا اور رکابون پر کہڑا ہو کر حکم سنایا "یہ پلٹن بسرعت تمام کرشن کو جائیگی" اس حکم کو آدہ منٹ ہوا تہا
کہ ہم لوگ مارچ تیز رفتاری اسکے ساتہہ روانہ ہوگئے۔ عادل اور اوسکے شاف کے افسران مسلواین میان سے

نکال لیں اور انکو ہلا کر الوداع کہا۔ اُسکے جواب میں ہمنے زور سے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا۔ ہم گھلہان چراگاہوں۔ کیہتر اور کہیتوں میں سے ہوتے ہوئے جنپر کہیں کہیں اور گیہون کاشت ہوتی تہی سیدہے گولہ باری کے منہہ میں میدان کارزار کیطرف جہان سے ہمکو مسرت کرنیوالے نعرات آ رہے تہے۔ ہماری پیشوائی کر رہے تہے بڑہے چلے جا رہے تہے۔ اتنے میں بہر ہم بارش ہو سلاد ہار شروع ہو جاتی ہے مگر ہم اوسکی کوئی پروا نہیں کرتے۔ کیونکہ ہم پہلے ہی اس قدر شرابور ہو رہے تہے کہ اوس سے زیادہ ہونا ممکن نہ تہا۔ میجر چرکس کو لئے آگے آگے تہا۔ پہر میری کمپنی تہی۔ میں سب کے آگے ہو گیا کہ کوئی میرے پیچہے تہا لیکن ہمارا پیارا عَلَم ترنتر ستون سے جہٹا ہوا تہا۔ اس ہمکو ٹیکے بعد آٹہہ نقارچی تہے۔ جو ہمارے کیچڑ آلود پاؤں میں چستی پیدا کرنیکے لئے اپنے نقاروں کو خوب زور سے بجاتے جاتے تہے۔ دوسری تینوں کمپنیان کمپنی کالموں (ایک ایک کمپنی کا کالم) میں میری کمپنی سے پیچہے تہیں۔ سب سے آخری کمپنی کی تحویل میں چند خالی اپنی گاڑیان بہی تہیں۔

ہم چلے جا رہے تہے کہ میجر نے مجہے اشارہ سے بلایا۔ اور جب میں قریب پہنچ گیا تو مجہے کہا "مجہے اندیشہ ہے کہ جنوب میں ہمیں شکست کہانی پڑیگی یہ بات سپاہیوں کو نہ کہنا لیکن اپنے ساتہی سے اسکا ذکر کرکے تم دونوں انگریزا اپنی طرف سے پوری کوشش کرو" میں سلام کرکے پیچہے ہٹ گیا۔ اور جبکہ سے یہ بات کہی۔ اوس نے میرے ہاتہہ کو دبا کر جواب دیا "ہم جلدی پہر اونکی دُموں کو دیکہیں گے"۔ اس سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ گو یہ الفاظ چندان شائستہ نہیں تاہم یہ زبردست پیرایہ اوسکی شجاعت اور دہقنی کو بخوبی ظاہر کر رہا ہے۔ ہم اوس راستہ پر چلے جا رہے تہے جسپر کو دوسری لڑائی کے دن میں گذرا تہا۔ بارہ کے جنوبی ڈہلاؤ سے نیچے اوتر کر تو تیرا پل کرمن کے قریب تانیہ کاسکوں کا (جو گہوڑوں سے اوترے ہوئے تہے) ایک دستہ۔ اور شاسروان (طلبیہ) کی ایک کمپنی دو دہٹی دو قسم کی توپیں لیکر یا موجود تہی عبور کرکے ہم بلگریڈ سڑک پر مغرب رویہ ہو گئی۔ پہر وہاں سے اوس پہاڑی پر چڑہکر جہان سے ۳۰ جولائی کو سنگینوں سے حملہ کیا گیا تہا۔ اور جیسے ہم مرکزی یا قلب کے مورچہ کہڑے تو ہیڈکوارٹر کی پہاڑی سے ہوتے ہوئے احتیاط طابیہ کے پاس سے گذرے۔ وہاں سے ہمکو دس یا بارہ سبز خیمے دکہائی دئے مشیر اور انکا شاغف انہی خیموں میں رہتا تہا۔ وہاں آدہا رسالہ جو عثمان پاشا کی فوج اردل میں تہا مستعد و تیار کہڑا ہوا تہا مشیر اوسوقت پہاڑی کے دوسرے (جنوبی) ڈہلاؤ پر تہے۔ چرکس اون کو ہمارے پہنچنے کی اطلاع دینے کے لئے ہم سے الگ ہو گیا۔ اور ہم کو دم لینے۔ بوٹوں کو کیچڑ سے صاف کرنے اور ادہر اودہر دیکہنے کا موقع مل گیا۔

گولہ باری سخت تندی کے ساتہ ہو رہی تہی۔ اور ہر چند لحظوں کے بعد اپنے یمینی بازو پر کنفلی ید کمپنی کی تعفی

غبیاری ہی کی آواز ہمکو سنائی دیتی تھی - احتیاط طابیہ آرٹلری (توپخانہ) کے سوا سپاہی تقریباً خالی
تہا - اردل کے رسالہ چند چرکسون اور دو باٹریون کے سوا جو وادی شیو د کی طرف گولہ باری کر رہی تہین ہماری
پر کوئی فوج نہ تہی - کیونکہ ہر سپاہی جو بہیجا جا سکتا تہا جنوب کو بہیجدیا گیا تہا - ہم جنوب رویہ کھڑے ہوئے تہے
ہماری داہین طرف نصف میل کے فاصلہ پر زمین کے نشیب مین قصبہ پلیونا تہا اور باہین جانب ہماری
مورچون سے پرے گرویتزا اور وادی شیو د کے درمیان دو میل کے فاصلہ پر وہ پہاڑی تہی جس پر غنیم کی
صفین موجود تہین - اوسوقت ساڑھے چار یا پانچ کا عمل تہا - روسیون نے ہماری قلب پر جو حملہ کیا تہا اوس
مین وہ شکست کہا گئے (۸۹) اوس وقت سے کچہہ عرصہ پہلے پیچہے ہٹ گئے تہے - عمر طابیہ کے سامنے چراگاہین اور مکی
کے اوجڑے ہوئے کہیت مُردون اور قریب المرگ مجروحون سے بہرے ہوئے تہے - روسیون نے اوس دن
اس مورچہ کو فتح کرنیکے لئے پانچ مرتبہ اوس پر حملہ کیا - سالونیکی کے سپاہیون نے جن کو مینے اوس موقعہ پر جہان سے
وادی شیو د کی سڑک پلیونا سے جدا ہوتی ہے کہڑا دیکہا غنیم پر قابل تعریف حملہ کیا تہا - آخری حملہ مین روسیون کے
معدودے چند سپاہی خود مورچہ (۹۰) مین بہی گہس آئے تہے - ابراہیم طابیہ پر جو قلب کے کل مورچون سے آگے بڑہا

۸۹ ابہی مکی کی درو کا وقت نہین آیا تہا لیکن پلیونا کے اردگرد کے کہیت فوج کی آمد و رفت سے اوجڑ گئے تہے - جہان کہین کہیت سالم بچ رہے تہے (مثلاً وادی شیو د کے قریب) - وہان مکی کے پودے پانچ پانچ چہہ چہہ فیٹ بلند تہے مصنف

۹۰ عمر طابیہ پر روسیون کی سات رجمنٹون نے حملہ کیا تہا جنہین سے ۵۰۰۰ آدمی ضایع ہوئے یعنی سات رجمنٹون یا ۲۱ پلٹنون کو ترکون کی معدودے چند پلٹنون نے نیست و نابود کر دیا - اس سے ظاہر ہے کہ محفوظ مقامات مین رہکر لڑنے سے خواہ وہ مقام کیسے ہی سیدہے سادہے بنے ہوئے کیون نہ ہون کس قدر فایدہ رہتا ہے لیکن اس کے ساتہہ یہ شرط لازمی ہے کہ ایسے مقامات مین فوج بہی ترکی انفنٹری ایسی موجود ہو جو مدافعانہ پہلو پر کل یوروپ مین ثابت قدم ترین اور سب سے زبردست مانی گئی ہے - کروپاٹکن اس تباہی بخش ناکامی کی یہ وجہ لکہتا ہے کہ دو رجمنٹین وقت مقررہ سے دو گہنٹے پہلے چل پڑی تہین - ان دونون مین جواد گلا اور یاروسلیو رجمنٹین تہین پانچہزار آدمی تہے جنمین سے ۲۳۰۰ ضایع ہو گئے - جرمن مورخ تہیلوان ٹروتا جو روسیون کی طرفداری مین لکہتا ہے اور جس کا حوالہ مین کئی جگہ اوپر دے چکا ہون اس ڈویزن کے کمانڈر جنرل شٹ نبکوف پر جس نے دو رجمنٹون کو دو گہنٹون تک برباد ہونے دیا اور انکو کمک نہ بہیجی سخت لعن طعن کیا ہے - اس جرنیل نے اس لحاظ سے گویا اپنے دل مین یہی فیصلہ کر لیا ہوگا کہ دو روسی رجمنٹین کل ترکی کیمپ کو فتح کرنے کیلئے کافی ہین - سچی بات تو یہ ہے کہ اگر خود روسی مورخون نے ایکی تصدیق نہ کی ہوتی تو ایسی اہم غلطی کے وقوع مین آنے پہ کبہی اعتبار نہین کیا جا سکتا تہا - اس کا بدترین نتیجہ یہ ہوا کہ

ہوا تہا روسیون نے حملہ نہ کیا۔ مگر دیکہنے پر اوس پہاڑی کی وجہ سے جسکی چوٹی پر ظاہر طابیہ بنا ہوا تہا ہماری نظر آگے نہیں جا سکتی تھی۔

ہمنے تخمیناً تین منٹ قیام کیا ہوگا کہ ہمارے میجر نے جو چرکس کے ساتہہ گیا تہا واپس آکر آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ ہم داہنی جانب نیم زاویہ قایمہ کاٹ کر ہو گئے۔ اور چوٹی سے گذر کر مشیر اور اون کے سٹاف کے قریب پہنچ گئے۔ سٹاف میں چہہ یا آٹہہ افسر تہے۔ یہ سب گہوڑون سے اترے ہوئے تہے۔ اور اون کے گہوڑون کو باقاعدہ سوارون کے دستہ نے جو اونکی اردل میں تہا پکڑا ہوا تہا۔ بیس یا تیس چرکس اپنے بیقرار۔ دراز دم اور بدشکل چہوٹے چہوٹے یابوون پر قاصدون کا کام دینے کے لئے تیار کہڑے تہے۔ عثمان پاشا اوسوقت ایک نوجوان ایڈیکانگ (یاور) کو کچہہ لکہا رہے تہے اور ساتہہ ہی دوربین لگائے جنوب کیطرف دیکہہ رہے تہے۔ مشیر کہڑے ہوئے تہے اور یاور ایک سٹول (سہ پائی) پر بیٹہا ہوا تہا۔ اور ایک ریش دار دیوقامت چرکس جسکا پست قامت گہوڑا اوسکو قد وقامت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکہتا تہا حکم کو لیجانے کیلئے دونون کے پاس منتظر کہڑا تہا۔ مشیر کے پیچہے تہوڑے سے فاصلہ پر ایک سیدہا سادہا شیڈ تہا جسمین سے تار برقی کے تین سلسلے نکلکر مختلف سمتون کو گئے ہوئے تہے یہ تار گہر تہا۔ جب ہم قریب سے گذرے تو مشیر نے ہمکو باواز بلند للکار کہا۔ "تم اپنا فرض ادا کرو۔ خدا اور اوسکا رسول تمہارے حامی ہونگے" سپاہیون نے یہ سن کر نعرہ اللہ اکبر بلند کیا۔ لفٹننٹ آصف نے جہنڈی کو پکڑ کر خوب زور سے ہلایا۔ اور میں بہی تلوار سے سلامی اوتار کر نعرون میں شریک ہو گیا۔ عثمان ہر وقت پنسل کان کے پیچہے رکہتے تہے جسکا پچہلا سرا آگے ہوتا تہا۔ انہون نے بلا اختیار اوس پنسل کو پکڑ لیا۔ یہ اونکی عادت تہی۔ وہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۹۔ روسی فوج کے سپاہیون مین اخلاقی جرات بہت کم ہو گئی۔ ااستمبر کو پانچ بجے بعد دوپہر یعنی حملہ کی تہا کے مقرر شدہ وقت سے صرف دو گہنٹہ بعد ہی شہنشہ نے یہ تصور کر لیا تہا کہ میدان غنیم کے ہاتہہ رہا ہے اور وہ عام پسپائی کا حکم دینے کا ارادہ کر رہا تہا حتے کہ شام کے وقت سکوبیلاف اور روماننون کی فتحیابی سے بہی اوسکے فیصلہ پر کوئی اثر نہ پڑا۔ اوہر ٹہیک اوسی تاریخ کو عثمان پاشا یہ سمجہہ بیٹہے کہ میدان ہاتہہ سے گیا۔ دونون مین فرق اتنا تہا کہ سلطان نے بیجا ہی سے اور عثمان نے بوجوہات معقول یہ قیاس کیا تہا۔ قصہ مختصر دونون مخالف کمانڈر جنکو ایک دوسرے کی کیفیت سے علم نہ تہا اپنی اپنی جگہ اپنے تئین شکست خوردہ سمجہہ بیٹہے تہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ گو ایسا اکثر ہوا ہو کہ لڑائی بلا تصفیہ ہو مگر کبہی نہیں ہو سکتا کہ دونون فوجین ایک ہی وقت شکست کہا جائین اس موقعہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دست چال کون چلا۔ جواب ہے عثمان۔ جسنے فتح کیلئے آخری جانگداز کوشش کی اور میدان مار لیا۔ اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ جبتک تم اپنے کل وسایل ختم نکر لو۔ یہ سمجہہ کر حصول مدعا سے دست بردار نہ ہو جاؤ۔ مصنف ۱۲

قطرہ یا بوتل سکے وقت اپنی پنسل کو نہایت تیزی کے ساتھ بعینہ اسیطرح جس طرح کہ مسلح آدمی اپنی تلوار کا قبضہ کو پکڑ لیتا ہے پکڑ لیا کرتے تھے۔

ہم پھر دائین جانب نیم زاویہ قایمہ کے رخ پہاڑی سے نیچے اوترکر قصبہ کے مکانات کیطرف ہو گئے۔ وہان گاڑیون کی قطار جو خیمون کو لیکر نرم زمین پر بصد مشکل شہر کیطرف چلی جارہی تھین ہماری راستہ مین حائل ہو گئی جس سے چند لمحون کیلئے بیترتیبی سی ہو گئی۔ کیونکہ ہمارا کالم اس قطار کو زاویہ قائمہ پر کاٹ کر آگے بڑھ سکتا تھا۔ اس وقت مینے سو کے قریب آدمی دیکھے جو چھوٹی چھوٹی جماعتون مین یا فرداً فرداً ادہر اودہر پھر رہے یا آنکھ بچا کر شہر کی گلیون مین جا چھپنے کی کوشش کر رہے تھے۔ یہ وہ سپاہی تھے جو لڑائی مین ادہر اودہر منتشر ہو کر بھٹک گئے تھے۔ میجر نے بھی اونکو دیکھ لیا اور مجھکو حکم دیا کہ انکو اپنے ساتھ ملا لینے کی کوشش کرون۔ اور ساتھ ہی آواز بلند کہا کہ اگر وہ انکار کرین تو اونکو فوراً گولیون سے ہلاک کردو۔ مینے جیاک اور نقال کو للکارا اور ہم تینون صفون سے نکلکر فراریون کیطرف گئے اور نرمی پیار دلاسا دھمکی تشدد الغرض سب طرح کے حیلون سے اون کو جمع کرانیکی کوشش کی اور فہمایش پند و نصیحت کو زیادہ ذی قدر بنانیکے لئے جیاک اور مین دائین ہاتھہ مین ریوالور اور نقال الف لئے رہا۔ اس طرح ہمنے تیس آدمی جمع کر لئے۔ باقی ہمسے آنکھ بچا کر نکل گئے۔ اسپر ہمنے اپنا ریوالور سر کیا۔ جیاک نے بھی میری تقلید کی۔ فاصلہ زیادہ ہونیکی وجہ سے گولیان کسی کو نہ لگین تاہم اسکی طفیل بیس آدمی اور واپس آگئے۔ دریں اثنا ہمکو دیکھ کر دوسری کمپنیون سے بھی کچھ لفٹنٹ اور سارجنٹ آگئے اون مین سے ایک نے ایک فراری کو ٹانگ پر گولی ماری۔ اور آخرکار ہم سب ستر آدمیون کو اپنی پلٹن مین واپس لے آئے۔ میجر نے حکم دیا کہ ان سب کو مساوی تعداد سے چارون کمپنیون مین بانٹ دو۔ ہمنے جلد جلد اونکو تقسیم کر لیا۔ میری تین سکوڈرون کو ان مین سے پانچ پانچ یا چھہ چھہ آدمی ملے یہ لوگ اپنی نامردی پر خود ہی شرمندہ ہونے لگ گئے اور تھوڑی دیر مین جبلی شجاعت اونمین پھر عود کر آئی تقسیم کے ختم ہوتے ہی ہم نے بڑھنا شروع کر دیا کیونکہ اس اثنا مین گاڑیان ہمارے مقابل سے گذر چکی تھین اور شہر کی کیچڑ دار اور تقریباً ناقابل گذر بازارون مین پہنچ گئی۔ وحشت زدہ باشندے اپنے اپنے دروازون پر کھڑے تھے۔ ترک متردد و ہراسان اور بلغاری موہنہ سوجائے ہوئے اور مشتبہ وضع جیسے دکھتی ہی ملک گذر جاتا تہا کہ وہ کسی شرارت پر تلے ہوئے ہین سپاہیون نے بسرعت رفتاری گذرتے ہوئے اپنی رائفلون کو اونکی طرف سیدہا کیا لیکن افسرون نے اون کو خونریزی سے روک دیا۔ اسپر کسی سپاہی نے بلند آواز سے کہا "یہ بدمعاشی کرنیکا ارادہ رکھتے ہین" اس شخص کے قیاس کی تصدیق واقعات مابعد نے بخوبی کر دی

میجر نے ایک ترک باشندہ کو بلایا جس نے ہمراہ ہوکر ہماری راہنمائی کی۔ بعض لوگون نے سپاہیون مین روٹی و مٹھائی تقسیم کی۔ ان کے لئے صفون مین کسیقدر گڑبڑی ہوگئی۔ چنانچہ جب اون کا ذخیرہ ختم ہوگیا تو ہمنے آن سکر کیا۔ سپاہیون کو فجر سے صرف بسکٹین کہانی ملی تہین۔ وہ ان لذیذ ماکولات کو فورًا چبا گئے۔ مسلح جتہو سے مرد و عورت اور بچے جنوبی جانب کی لڑائی کو جہان سکوبلاف اور یونس بک جو ایکدوسرے کے مقابل ٹہیک جوڑ تہے پہر ایک دوسرے سے نبرد آزما تہے بڑے غور سے دیکہہ رہے تہے۔ میجر نے مجہے بتایا کہ ہیڈ کوارٹر اور کرشین مورچون کے درمیان کا سلسلہ تار برقی کاٹ دیا گیا ہے۔ بدین وجہ مشیر کو یونس بک کی کوئی خبر نہین اور اونکو اوسکی سلامتی کا سخت اندیشہ ہو رہا ہے۔ اسکے علاوہ اوس نے مجہے یہ بہی بتایا کہ پلیونا کے مورچون (عیسیٰ وقوان لق طابیات) کی حالت سخت مخدوش ہو رہی ہے۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ وہ ابتک دشمن کے قبضہ مین چلے گئے ہونگے۔ اور اگر ایسا ہو گیا ہے یا ہو گیا تو کرشین مورچہ باقی کیمپ سے جدا ہو جائین گے اور خود شہر معرض خطر مین پڑ جائیگا۔

شہر مین داخل ہوکر ہم بڑے بازار کے رستہ شمال رویہ ہو گئے۔ رستہ مین ہم ایک مسجد کے پاس سے گذرے اوسمین چند سو خفیف مجروح اسیر مقید تہے اور مسلح مسلمان مزدور اور فوجی ہسپتالون کے شفایاب سپاہی انپر پہرہ دے رہے تہے۔ چلتے چلتے شہر مین سے ہمنے کئی فراری ساتھ لے لئے تہے۔ سٹانینا کی سڑک پر چڑہکر ہمنے شہر کو چہوڑ دیا۔ جب ہم میدان کارزار کے قریب پہنچے تو توپون کی گرج اور آتشباری کی کڑک سے کان پہٹنے لگ گئے۔ دہوئین کے سیاہ بادل جن کو بارش اور غلیظ ہوا اوپر نہین اوٹہنے نہین دیتی تہی کل میدان کو ڈہانپے ہوئے تہے۔ ہماری دائین طرف تاکستان تہے جن کے درخت اور پودون سے دوہری بارش ہو رہی تہی۔ ان مین اسقدر منتشر شدہ سپاہی پناہگزین تہے کہ ہم سبکو اپنے ساتہہ ہرگز شامل نہین کر سکتے تہے۔ ہماری پلٹن مین پہلے ہی دوسو اجنبی شامل ہو چکے تہے۔ اصلی سپاہیون کی اعلی شگفتگی اور دلاوری کو شکست خوردہ اور بے اوسان شخصون کی زیادہ تعداد کی شمولیت سے بگاڑنا قرین مصلحت نہ تہا تاہم بعض سپاہی خودبخود ہمارے ساتہہ شامل ہو گئے۔ اور شاسرون کے ایک کارپورل سے مجہے معلوم ہوا کہ قوان لق طابیہ دشمن کے ہاتہہ مین ہین اور وہ بارہ کی بارہ پلٹنین جو یکے بعد دیگرے مختلف جانب سے آئی تہین شکست کہا کر منتشر ہو گئی ہین۔ یہ سنکر مین میجر کے پاس دوڑ آگیا۔ اور اوسکی خدمت مین عرض کرنیکی جرات کی کہ اگر ہم طرنیتا سڑک پر ہی آگے بڑہتے گئے تو آخر ہم ایسے موقعہ پر پہنچ جائین گے جہان سے قوان لق طابیہ صرف چار سو گز کے فاصلہ پر ہے اور وہان سے غنیم کے

بائین پہلو پر آتشباری کر کے ہمکو بالکل نیست و نابود کر دیگا۔ میجر یہہ بُری خبر پہلے ہی چند جرگسون کی زبانی جو ہمکو گہوڑے دوڑاتے آملے تہے سن چکا تہا۔ اس کا اوسپر اب بڑا اثر پڑا کہ معلوم ہوتا تہا کہ وہ اوسان ہار گیا ہے وہ پکار اوٹہا " امین زخمی ہو گیا۔ ایک مورچہ ہاتہہ سے نکل گیا۔ بارہ پلٹنین منتشر ہو چکی ہین۔ اب صرف ایک ناوہ وم پلٹن ہے۔ بہلا یہ کیا کر لیگی۔ ہم کچہہ نہین کر سکتے " اس گفتگو کے دوران مین کالم چلنے سے رک گیا ہوا تہا۔ مینے یہ دیکہہ کر کہ میجر اوسان جیسے کہ چاہئین قایم و بجا نہین ہین تجویز پیش کی " بہتر ہو کہ سپاہی بائین رخ کو پلٹ جائین تاکہ غنیم کے بالمقابل ہو جائین " چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ابتک ہمارا کوئی نقصان نہین ہوا تہا۔ نہ ہم پر کوئی توپ یا بندوق سر کی گئی تہی۔ لیکن ہمنے رخ بدلا ہی تہا کہ ایک گولا ہماری صفون مین آپہٹا جسکے پہٹتے ہی میجر کے ہوش و حواس فوراً قایم ہو گئے۔ اوسنے فی الفور یہ احکام صادر کئے: " سب سے پہلی کمپنی نشانہ لگانے والے سکرمشرون کی صف بنا کر آگے ہو جائے۔ دو کمپنیان شرک پر دائین بائین پہیل جائین۔ بازوی چپ باغون تک لنبا ہو جائے۔ ایک کمپنی عقب مین ناکستانون مین ہو جائے " ان سب احکام کی جہٹ پٹ کمال باقاعدگی کے ساتہہ تعمیل ہو گئی ٭

ہم سب بازوے چپ کے سوا جو دو سو گز آگے بڑہ گیا تہا طرنیا سٹرک پر تہے۔ ہمارا رخ عین جنوب کی جانب تہا اور ہم ربع دایرہ کی شکل مین جو جنوب کی طرف بڑہتی پہیلی ہوئی تہے۔ بازوے راست کا آخری سرا پلیونا کے مضافاتی آخری مکانات سے بمشکل پاؤ میل کے فاصلہ پر تہا اور بایان بازو شہر کے باغات کی کنارہ تک پہنچا ہوا تہا۔ طرنیا سٹرک ایک بتدریج اوٹہتی ہوئی پہاڑی کے کنارہ کنارہ جنوب مغرب کیطرف جاتی ہے۔ پہاڑی مذکورہ کی چوٹی پر جو پلیونا سے ڈیڑہ میل ہے کرشن مورچون کا سب سے شمالی مورچہ با غلہ باشی واقع تہا۔ ہمارے پیچھے تاکستان تہے۔ سامنے بالکل صاف کہیت جنکی زمین ہمارے مقابل بتدریج اوٹہتی چلی گئی تہی۔ نچلی طرف ہمارے اور طلیچنترا کے درمیان ہمسے نصف میل کے فاصلہ پر قوانلق مورچہ تہا۔ جو روسیون نے فتح کر لیا ہوا تہا۔ ہوا ایسی گاڑہی اور دہوان ایسا غلیظ تہا کہ ہم اس مورچہ کو صرف کبہی کبہی دیکہہ سکتے تہے۔ انجرات اِس چہوٹی سی وادی کے دامن میں موٹی موٹی تہون مین چہائے ہوئے تہے ۔

ہمکو اس حیثیت مین قایم ہوئے ایک منٹ ہی گذرا تہا کہ میجر نے ہم کمپنی افسرون کو بلایا۔ وہ اوس وقت ایک لفٹنٹ کرنل (رضا بک) سے جو ہمکو دیکہکر با غلہ باشی سے گہوڑا دوڑا کر آیا تہا۔ صلاح و مشورہ کر رہا تہا۔ دشمن نے غالباً ہمکو اس موقعہ پر قایم ہوتے نہین دیکہا تہا کیونکہ ہمپر کوئی آتشباری رائفلون سے نہ کی گئی تہی اور پہر گولے

کے بعد صرف دو اور گولے ہمپر پڑے تھے جن سے کوئی نقصان نہ پہنچا تھا - میرا خیال ہے کہ غنیم کو اس طرف سے حملہ ہونے کی کوئی توقع نہ تھی - اسی لئے اوس نے ادہر توجہ نہ کی اور نہ اوسکو ہماری موجودگی کا علم ہوا - میجر کے پاس جاکر ہمکو حسب ذیل معلوم ہوا :-

رفعت پاشا کے پاس جو بہت سویرے میدان کارزار کیطرف بہیجا گیا تہا اب صرف شاسرون کی چار کمپنیان ہین اوسکی باقیماندہ فوج (یعنی آٹھ بٹلین امین پاشا کی اور چار وہ بٹلین جنکو وہ اپنے ساتھ لایا تہا) توانلق طابیہ کے فتح ہونے پر منتشر ہوگئی تہی - کریشن مورچے ابہی تک ہماری ہاتھ مین ہین - مگر ان مین سے سب سے جنوبی مورچہ یعنی یونس طابیہ ایسی خطرناک حالت مین ہے کہ یونس بگنے اپنی تینون توپین وہان سے پیچہے ہٹادی ہین - عیسیٰ طابیہ کو اگر دشمن نے ابتک نہین لیا تو عنقریب یقیناً لیگا - رفعت پاشا اسوقت توانلق پر حملہ کرنیسے پیشتر منتشر شدہ سپاہیون کی کچہہ تعداد کو باغلر باشی مین جمع کر رہا ہے ہمکو خواہ کسقدر نقصان ہو اپنے موقعہ پر قائم رہنا چاہئے تاکہ دشمن پلیونا مین داخل ہو سکے - اور جب باغلر باشی سے اشارہ کیا جائے تو ہم شمال کیطرف سے توانلق پر حملہ کرین - رفعت اپنے دستہ کو لیکر مغرب سے حملہ کریگا - شاسرون کی چارون کمپنیان ہماری صفون کے پہیلاؤ کو بڑہانیکے لئے ہمارے داہنے پہلو کو آملین گی - اسکی بعد رضا بگ نے حکم دیا کہ جو شخص صفون سے نکلنے کی کوشش کرے اوسے فوراً گولی ماردو -

ہم ابہی صلاح و مشورہ ہی کر رہے تہے کہ شاسر پہنچکر ہمارے داہنے پہلو پر صف بستہ ہوگئے - اونکی ایک کمپنی سکرمشرون کی صف مین آگئے - دو کمپنیان کمپنی کالمون مین سڑک پر اور ایک کمپنی عقب مین تاکستانون مین قایم ہوگئی - اون کا میجر ساتھ تہا - وہ بہی رضا بگ کے پاس آگیا اور رضا بگ نے اس ڈیڑہ بٹلین کو جسپر فوج کی امید اور لڑائی کا فیصلہ منحصر تہا اپنی کمان مین لیلیا - اور ہم اپنی کمپنیون کو واپس چلیگئے - ان مین ایک کمپنی طویل پہیلی ہوئی قطار مین آگے - ایک سو گز کے فاصلہ پر عقب مین بطور ریزرو تاکستانون مین اور دو (میری اور ایک دوسری) اوس موقعہ پر تہین جسکی بائین طرف پلیونا کے باغ اور دائین طرف شاسر کمپنیان تہین میننے اپنی کمپنی کو دو صفون مین آراستہ کیا - تراب اور اقبال کے سکواڈ اور نیز گگر سکواڈ پہلی صف مین اور سمورکا سکواڈ اور پچاس بہٹکے ہوئے سپاہیون کا عارضی دستہ دوسری صف مین تہا - اس دستہ کی کمان پر مینے ایک اجنبی لفٹنٹ کو جس نے تاکستانون مین فراریون کو جمع کرنے مین بیحد کوشش کی تہی اور اپنے سپاہی لیکر ہمسے آملا تہا مقرر کردیا تہا - اوس وقت ساڑھے پانچ بجے ہونگے کریشن اور عیسیٰ طابیہ کی طرف سے توپون کی گرج اور بعض

آتشباری کی گرج مسلسل جاری تہی جسکی وجہ سے ایک دوسرے کو دوسرے آواز و دیگر خبر پہنچانا مشکل ہورہا تہا-

اسنے مین ہمنے یکبارگی اس وادی مین جو ہمسے نیچے تہی اور جسمین دہند اور دہوئین کا غلیظ ابر چہایا ہوا تہا رایفلون کے چلنے کے شعلے دیکہے- وادی مذکور مین اندہیرا ہونا شروع ہوگیا تہا- ہماری سکر شہ غنیم پر ثابت قدمی اور باقاعدگی کے ساتہہ آتشباری کر رہے تہی- اب غنیم کی گولیان میرے پاس ہی گذنی شروع ہوئین اور میری کمپنی کے چند آدمی گولیان کہاکر زمین پر گرپڑے پہٹنے والے گولے ہماری سرون سے گذر کر ناکستانون مین گرنے لگ گئی- رضابک نے جو میرے قریب کہڑا تہا دوربین لگاکر باغلر باشی کیطرف دیکہا- اوس نے قریب ترین بگلچی کو آواز بلند للکارا اور فوجکو آگے بڑہنے کا حکم سنا دیا- ہمارے سکر شہ پیچہے ہوکر فوج کے درمیانی حصہ کو آملے اور اوسمین مل جل گئے- اور کالم نے بڑہنا شروع کیا- اپنی داہین طرف مینے ایک گہری خندق دیکہی وہ قوان لق طابیہ کی تہی اور ہماری طرف آکر ختم ہوتی تہی- وہان روسیون نے اوسکے دہانہ پر مردہ سپاہیون کی لاشون کی دیوار بنالی تہی اور اوسکے پیچہے کہڑی ہوکر اوسکے اوپر سے مار رہی تہے- آگے بڑہنے پر خوفناک باڑہ سے ہماری نواضع کیگئی- مگر ہر پانچوین چہٹے قدم پر رایفلین چلاتے ہوئے ہم برابر آگے بڑہتے گئے- شاسترن کا بیجر گہوڑے سمیت گولی کہاکر زمین پر گر پڑا- ہم دہوئین اور دہند کے تاریک بادل مین در آئے- وہان سے دوسو گز کے فاصلہ پر ہمکو قوانلق طابیہ کی تاریک پشتے دکہائی دیئے- روسی شاسترن کے دل بادل ہماری سامنے کہڑے تہے غنیم کی آتشباری نے جس سے کئی ہلاک و زخمی ہوئی ہماری صفون کو پہلے تو کہڑا کردیا اور پہر الٹے پاؤن پیچہے کو ہٹا دیا- تہوڑی دیر بعد بگلچی نے مراجعت کا حکم سنادیا داہنی طرف مینے شاسترن کو دیکہا کہ وہ جنوب رویہ ہمسے ہٹے جارہی ہین- مینے اس سے قیاس کیا جو بعد مین درست ثابت ہوا کہ وہ باغلر باشی کیطرف چلی جارہے ہین- اور (گو کوئی ایسا حکم صادر نہین ہوا تہا) دشمن کو جسنے بڑہنا شروع کردیا تہا ہماری صف کو دو حصون مین تقسیم کردینے سے روکنے کے لئے شاسترن کی تقلید کرنا قرین مصلحت ہے- یہ رائے قایم کرکے ہم مسلسل باڑہین مارتے ہوئے کسیقدر پچہلی طرف اور کسیقدر داہین جانب کو آہستہ آہستہ پیچہے ہٹتے گئے اور روسی اوسی رفتار سے آگے آگے بڑہتے آئے- جس سے دونون فریقون کے درمیان وہی دوسو گز کا فاصلہ برابر قایم رہا- دو یا تین منٹ تک برابر یہی کیفیت رہی- بعد ازان بگلچیون نے پہر حملہ کا حکم سنایا- اور ریزرو کمپنیون کو بہی آگے بڑہنے کا حکم دیاگیا- رضابک حملہ آور صف کے آگے آگے اوس

ہمارا میجر اسکے ساتھ تھا۔ ابھی تک ہماری سپاہ کی ترتیب بالکل مکمل اور ٹھیک تھا بلکہ ہم
تیز قدمی سے آگے بڑھے جب غنیم رُک گیا اور ہم مورچہ سے ایک سو گز کے فاصلے تک پہنچ گئے مگر
وہاں پہنچتے ہی غنیم کی تباہی بخش باڑھ سے ہماری صفوں میں کئی گہرے رخنے پڑ گئے۔ ہماری رفتار
سُست ہو گئی۔ آخر ہم رُک گئے۔ اور صفیں لڑکھڑانی شروع ہو گئیں پہلے ایک آدمی نے رُخ پھیرا
پھر دوسرے نے۔ بعد ازاں دو دو چار چار کی ٹولیاں اور آخر کار کُل کالم دائیں طرف کو ہو گیا۔ کیونکہ ہم
سب کی عقلِ حیوانی نے بتا دیا تھا کہ ہمارے لئے باغلرباشی کے سوا اور کوئی مامن و پناہ نہیں۔
لیکن جب ہم مورچہ سے پھر دو سو پچاس گز پرے ہو گئے تو رضا نے کھڑے ہو کر للکارا۔ "واپس آؤ"۔
اور نہایت تندی و تیزی کے ساتھ تلوار کو پیچھے ہٹتے ہوئے انبوہ پر ہلایا۔ میجر اُس سے جا ملا۔ پھر میں
بھی سارجنٹ نقال اور بارہ ایک سپاہی لیکر اسکے پاس پہنچ گیا۔ لفٹنٹ آصف نے علم کو کارپورل
سے جو بے تحاشا بھاگنے لگ گیا تھا پکڑ لیا اور ہماری جماعت میں آ گیا۔ بعد ازاں ہماری پلٹن کے
بیس تیس سپاہی اور اور بقدر شاسر آ ملے میں نے اِدھر اُدھر جینک کو دیکھا اور دل ہی دل میں سوال
کیا۔ "وہ یہاں کیوں موجود نہیں؟" مگر وہ اور اسکا دستہ غائب ہو گیا تھا۔ میں نے اُنکو شام کی
بڑھتی ہوئی تاریکی میں طرپیناسٹرک کیطرف بائیں رُخ جاتے دیکھا۔ ایسا کرنے میں وہ درستی پر تھا۔
کیونکہ تا وقتیکہ اسکے برخلاف حکم صادر ہوا ہو مراجعت ہمیشہ اسی جگہ کیطرف کرنی چاہیئے جہاں سے
حملہ کیا گیا ہو۔ لیکن اگر میری کمپنی بھی ایسا ہی کرتی تو ہم شاسروں سے جُدا اور باغلرباشی سے بے تعلق
ہو جاتے۔ لڑائی میں اکثر ایسی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں جنہیں ٹھیک دو متضاد رایوں میں سے کسی کو بھی
غلط قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ مراجعت کا مسئلہ بھی انہی صورتوں میں سے تھا۔

اب سوچنے کا کوئی وقت نہیں تھا۔ ہمارے چھوٹے سے گروہ میں تقریباً ڈیڑھ سو آدمی جمع ہو گئے
تھے۔ ہم اس جگہ پر ایک منٹ بھر ٹھہرے اور اس عرصہ میں غنیم کی آتشباری سے سخت نقصان
اٹھایا۔ چنانچہ وہاں ٹھہرے رہنے کی نسبت واپس ہونے کی نسبت آگے بڑھنا آسان کام تھا۔ ہم اُٹھل کر پھر تیز قدمی
سے مورچہ کیطرف بڑھے۔ کیونکہ ہر لحظہ تاریکی زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اتنے میں ہم یکبارگی روسی لشکر سے
پندرہ قدم کے فاصلے پر پہنچ گئے۔ میں نے اپنا ریوالور سر کیا۔ اسی لحظہ میں نے گھوڑوں کے سموں کی ٹاپ
سُنی۔ اور جلد جلد ہم نے تین طرفیں درست کریں۔ پچاس سوار سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہمارے

سر پر پہونچگئے جسطرح ہم اونکو پہچان نہیں سکتے تھے کہ وہ اپنے ہیں یا بیگانے اوسیطرح وہ بھی ہمکو شناخت نہ کرسکنے کی وجہ سے تردد میں تھے۔ آخر ہمکو معلوم ہوگیا کہ وہ مخالف یعنے کاسک ہیں۔ ہمنے اونمیں سے ایک پست قامت بدشکل شیطان کو گولی مارکر گھوڑے سے نیچے گرادیا۔ جس سے مجھے کمال خوشی ہوئی۔ رضا بک نے اوسوقت دانت پیسکر کہا "یہاں ٹھہرنا یا لڑنا بیفایدہ ہے ہمکو پیچھے ہٹ جانا چاہیئے"۔ ہمنے باغلر باشی کیطرف رُخ کردیا۔ اور مراجعت شروع کردی۔ کاسک ہمارے قدم دبائے چلے آئے۔ پھر اونکا مقابلہ کرنیکے لئے ہمکو پھر رُخ بدلنا پڑا۔ ہماری باڑہوں سے وہ منتشر ہوگئے۔ لیکن چند بالکل قریب پہنچ گئے جنسے دست بدست لڑائی کی گئی۔ مجھے اپنی تلوار استعمال میں لانی پڑی۔ میرے پاس کا ایک سپاہی ایک کاسک کے نیزہ سے چھد گیا۔ عین اوس موقع پر شاسروں کی ایک چھوٹی سی جماعت جسنے ہماری شکل کو دیکھ لیا تھا یا یوں ہی قیاس کرلیا تھا ہماری مدد کو پہنچی ہمنے مزید تعاقب کو روکنے کے لئے تاریکی میں کاسکوں پر گولیاں چلائیں اتنے میں چیکسوں کا ایک دستہ ہم سے آملا۔ وہ کاسکوں کی تلاش میں ارد گرد پھیل گئے۔ جو اونکو آخر کار مل گئے۔ اور اونکے درمیان قدرے لڑائی بھی ہوئی۔ اس اثنا میں ہم باغلر باشی میں پہنچگئے۔ جہاں ہمارے اکثر آدمی ہمسے پہلے پہنچ چکے تھے۔ مورچہ میں اسقدر آدمی بھرے ہوئے تھے کہ ہمکو خندقوں میں پناہ تلاش کرنے پر قناعت کرنی پڑی۔ ہمارے عارضی دستہ میں سے اُسوقت سے لیکر جبکہ وہ خود بخود رضا بک اور آصف کے جھنڈے کے گرد جمع ہوا تھا پناہ کے اندر آجانیکے وقت تک پچاس آدمی قتل و زخمی ہوئے۔ اب کامل اندھیرا چھا گیا تھا۔ اور عجیب ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ پانچ یا چھ پلٹنوں کے آدمی آپسمیں گڑبڑ ہو رہے تھے۔ بذاتہ مورچہ پر ترکی پلٹن قابض تھی جو اوسپر ابتداءً مامور تھی وہ ابھی تک خاصی عمدہ حالت میں تھی۔ جسنے ہمکو اپنی پلٹن کے آدمیوں کو جمع کرکے اونکی پھر صف بندی کرنے میں مدد دی۔ تاریکی میں یہ کام بہت مشکل تھا۔ مصنوعی روشنی کی کوئی [illegible] کبھی کبھی دیا سلائی روشن کرلیجاتی تھی۔ [illegible] کا کوئی حساب نہ تھا۔ بعض آدمیوں نے آگ روشن کی۔ لیکن افسروں [illegible] اوسکو فوراً بجھا دیا تاکہ روسی گولہ اندازوں کو اوس سے ہمارے مورچہ کا ٹھیک موقعہ معلوم نہ ہوجائے۔ ایک سکوئیڈ [illegible] کمپنی کا جو بطور ریزرو [illegible] کسنان میں تھی اور تیسرا سکوئیڈ میری کمپنی کا غائب ہوگیا تھا۔ [illegible] دوسری طرف کو پیچھے ہٹے تھے

اوسکی نسبت ہمنے قیاس کرلیگا انہوں پلیونا میں پناہ جالی ہوگی۔

رفعت پاشا نے مورچہ کی آدہی پلٹن اور چار یا پانچ دوسری پلٹنوں کی باقیماندہ یعنی جملہ ۸۰۰ آدمیوں سے حملہ کیا تہا۔ اوسکی ٹانگ میں گولی لگی جب سپاہی اوسے مورچہ کو جہاں مجروح امین پاشا اور کئی سو زخمی سپاہی موجود تھے واپس لے گئے۔ مینے اپنی کمپنی میں تیسرے سکویڈ سے علاوہ پچاس آدمی کم پائے۔ حملہ سے پہلے جو بھٹکے ہوئے سپاہی ساتھ ملالئے گئے تھے۔ اونکا اکثر حصہ پھر آوارہ ہوگیا تہا اور میرے پاس صرف ایک سو آدمی رہ گئے تھے۔ نزاب کے بازو پر گولی لگی تھی زخم صرف گوشت میں ہوا تہا لیکن اوس سے خون بہت نکلا۔ آصف اور پلٹن کے جھنڈے محفوظ تھے۔ نعال کے رخسار سے خون بہ رہا تھا یہ گولی جلد سے گھسرتی ہوئی گذر گئی تھی۔ مگر اوسنے اوس زخم کی کوئی پروانہ کی۔ اجنبی لفٹنٹ مفقود الخبر تھا۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ہلاک ہوگیا تہا۔ غیر حاضر دستوں سمیت میری پلٹن سے ۲۵۰ آدمی کم ہوگئے تھے۔ جنکا نصف بعد میں پلٹن کو آملا۔

ان شکست خوردہ اور بے اوسان سپاہیوں کے طوفان بدتمیزی میں جو سب کے سب چہرے تک بھیگے ہوئے اور بھوک سے بیجان ہو رہے تھے نظام و ترتیب قایم کرنا آسان کام نہ تہا۔ مگر آخر کار ہم اس مشکل کام میں (جسمیں نعال نے کچھ تھوڑی مدد نہ دی تہی) کامیاب ہوگئے۔ اور حملہ سے دو گھنٹہ بعد میری پلٹن خاصی درست و باقاعدہ صفوں میں آراستہ ہوکر مورچہ کی ایک خندق میں قایم ہوگئی۔ بھٹکے ہوئے سپاہیوں کی عارضی کمپنیاں بناکر اون افسروں کو حوالہ کردی گئیں جنکی اپنی سپاہ غائب ہوگئی تہی۔ یہ عارضی کمپنیاں اور چار دو تین سر کمپنیوں کی باقیماندہ حصے دوسری خندقوں میں مقیم ہوئے۔ مورچہ کی اصل پلٹن مورچہ کے اندر رہی۔ دریں اثنا جبکہ یہ درستی ہو رہی تھی رضا بک نے چند چرکس سوار طرفیا سڑک کے راستہ پلیونا کو بھیجے تھے۔ وہ یہ بری خبر لیکر واپس آئے کہ سڑک اور اوس سے پرے کے علاقوں پر غنیم قابض ہے۔ جسکا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ تھا کہ کرشن مورچہ شہر اور کیمپ کے بڑے حصہ سے جدا ہوگئے ہیں۔ کیونکہ روسیوں نے وادی طولچنتزا میں بھی خوب مضبوطی کے ساتھ ڈیرہ ڈال دیا تہا ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ توانلق پر ہمارے حملہ آور ہونیسے تھوڑی ہی دیر بعد روسیوں نے عیسے طابیہ کو فتح کرلیا تہا۔ تقریباً اوسیوقت رومانیوں نے سخت مقابلہ کے بعد قانلی طابیہ کو لے لیا تہا۔ مگر اسکی ہمیں صبح کو جاکر خبر ہوئی تھی۔

الٹ پلٹ سی بخش خبروں کی اطلاع دوسرے تینوں مورچوں کے کمانڈروں کو کر دیگئی ۔ رات کو مسٹر ایٹ اور میونس بک دونوں نے خیمہ کے گھوڑے چڑھے تاصدر وانہ کئے جو بڑا لمبا چکر کاٹ کر چار یا پانچ گھنٹوں کے بعد شہر کے پاس پہونچے ۔ یونس طابیہ اور ہیڈ کوارٹری پہاڑی کے درمیان خط مستقیم صرف تین میلوں کا فاصلہ تھا ۔ قوانلق طابیہ کو دشمن سے واپس لینے کے لئے جس فوج نے یہ ناکام کوشش کی تھی اوسکی درست تعداد متحقق کرنا مشکل امر ہے ۔ تاہم یہ یقینی امر ہے کہ اس حملہ میں تیسرا حصہ ضائع ہو گیا ۔ مگر انمیں سے تقریباً نصف وہ بھٹکے ہوئے سپاہی تھے جنکو دوبارہ جمع کیا گیا تھا ۔ رات کے وقت اور علی الصباح جو زخمی باغلر باشی کے اندر لائے گئے یا خود بخود رینگتے ہوئے پہونچگئے اون کے اور نیز لاشوں کے لحاظ سے جنکو ہمنے دوسرے دن میدان میں پایا میں ان نقصانات کا تخمینہ ۳۰۰ ۔ آدمی کر سکتا ہوں ۔ اس شام کو جس فوج نے قوانلق پر حملہ کیا تھا اوسکی جمعیت تخمیناً حسب ذیل تھی

میری پلٹن مع جمع شدہ آوارہ گرد سپاہیان	۹۰۰	چار کمپنیاں شاسروں کی	۲۵۰
مورچہ باغلر باشی کی آدھی پلٹن	۳۰۰	چار یا پانچ پلٹنوں کے باقیماندہ	۵۰۰
چرکس	۵۰	سپاہی جنکو زعفت نے جمع کیا	
میزان	۲۰۰۰		

اینمیں سے قتل ۱۰۰ ۔ زخمی ۲۰۰ ۔ بھٹک گئے ۳۰۰ ۔ جملہ ۶۰۰ ۔ آدمی کم ہو کر باقی ۱۴۰۰ باغلر باشی پہنچے جہاں آدھی پلٹن یا ۳۰۰ ۔ آدمی پہلے موجود تھے پس ۱۱ و ۱۲ ستمبر کی درمیانی رات کو اس مورچہ میں کل ۱۷ سو آدمی قابل نبرد موجود تھے ۔

۱۱ ستمبر کو ۱۲ ترکی پلٹنیں اس بازو پر معرکہ آرا ہوئی تھیں ۔ اسطرف کے چھ مورچوں میں کل سات پلٹنیں بلا استقلال مورچہ باقی جو وہ دیگر اطراف سے یا تفصیل بھیجی گئی تھیں ظاہر طابیہ ایک ریز دفوج سے لو اور یساری بازو پر چار ۔

اسوقت تک رائفلی آتشبازی بند اور گولہ باری مدہم ہو گئی تھی ۔ اور اوس دن کی خونریزی ختم ہو گئی معلوم ہوتی تھی ۔ رات بھر ہر پندرہویں منٹ دونوں طرف سے ایک آدھ گولہ چلتا رہا ۔ روسی یونس طابیہ پر گولے پھینکتے رہے ۔ باغلر باشی پر کوئی گولہ نہ پڑا ۔ کریشن مورچوں کی توپیں مفتوحہ ترکی مورچوں کی سیدھ پر گولے مارتی رہیں ہمنے گو صفیں قائم کر لی تھیں مگر ابھی تک سخت

دوڑ دھوپ ہو رہی تھی۔ اتنے کام ابھی کرنیوالے تھے کہ آرام کا نام بھی نہیں لیا جا سکتا تھا۔ انسانیت تقاضا کر رہی تھی کہ اول تو کل ورنہ کم از کم اون مجروحوں کو جنکو تک ہم پہنچ سکتے ہیں اُٹھا لایا جائے رات سخت تاریک تھی سپاہیوں کو چند لالٹینیں دیکر جو دستیاب ہو سکیں اس کام پر بھیجا گیا جو صبح تک ایک سو زخمی اُٹھا لائے۔ اونمیں اکثر روسی بھی تھے۔ ہمارے ڈاکٹر سمیت جو پلٹن کے ہمراہ آیا تھا مورچہ میں تین ڈاکٹر تھے۔ آلات جراحی و ضروری سامان تقریباً ناپید تھا تاہم ان ڈاکٹروں نے اپنی طرف سے کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ مینے دیکھا کہ وہ بارش سے ازسرتاپا بھیگے ہوئے بازو ننگے کرکے خون آلودہ ہاتھوں سے مرہم پٹی اور جراحی عمل میں مصروف ہیں اور کام کی کثرت کی وجہ سے اونکے چہروں سے پسینہ کی دھاریں چل رہی ہیں آریاں اور چاقو لیے ہوئے وہ ہوبہو رومن کیتھولک زمانہ کی تعزیری عدالت "ان کوازیشن" کے موکلان عذاب معلوم ہوتے تھے۔ قمیصوں کو پھاڑ پھاڑ کر پٹیاں بنائی گئیں کئی سپاہیوں نے شوقیہ ڈاکٹروں کی مدد کی۔ مگر بعض نظارے ایسے مہیب تھے کہ دن رات یہی کیفیت مشاہدہ کرنیوالے شخص بھی اونہیں دیکھ کر لرز جاتے تھے۔ کئی زخمیوں کے آدھے چہرے غایب تھے اور انسانی کل کے تمام پرزے نظر آرہے تھے۔ بعض کے اعضاء ندارد اور انتریاں باہر نکل رہی ہیں۔ جا بجا خون کے چھوٹے چھوٹے تالاب لگے ہوئے تھے جنمیں نسیں اور دماغ کے ذرے زندہ کیڑوں کیطرح تلملا رہے تھے۔ کاٹی ہوئی ٹانگیں اور بازو گندگی کے ڈھیر کیطرح ایک کونہ میں کتوں کی خوراک کیلئے پڑے ہوئے تھے۔ ایک زخمی کی کیفیت ایسی ڈراونی تھی کہ کوئی الفاظ اوسے بتا نہیں سکتے۔ اوسے دیکھکر ایک جرمن ڈاکٹر بے اختیار پکار اوٹھا۔ "ایسا نظارہ بادشاہوں اور قیصروں کو دکھانا چاہیئے"۔ زخمیوں کے علاوہ مورچہ کی دیواروں کو جو نقصان پہنچے تھے اونکی مرمت ضروری تھی۔ مورچہ میں ابھی تک تین کارتوس کی حساب سے ذخیرہ موجود تھا جو اور نیز بسکٹ سپاہیوں میں بانٹے گئے۔ اس سے فارغ ہوئے تھے کہ پانی کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ چشمے جہاں سے پانی لایا جاتا تھا ماکستانوں میں تھے اور اونپر اسوقت روسی قابض تھے۔ اکثر لوگوں نے بارش کا کیچڑ آلود پانی جو خندقوں میں جمع ہو گیا تھا اور جس میں خون ملا ہوا تھا پی لیا۔ اوسکو پیتے ہی اونکو قے ہو گئی اور پہلے سے زیادہ پیاس لگ گئی۔ بافلر باشی میں گندہ پانی کی نکاسی اور بارش کے پانی کو جمع کرنیکے لئے ویسا کوئی انتظام نہ کیا گیا تھا جیسا کہ ہمنے جانق بایہ مورچوں میں کیا ہوا تھا۔ خود

کے ارد گرد سنتری اور بعیدی چوکیاں بٹھائی گئیں۔ سپاہی ایسے تکان زدہ ہو رہے تھے کہ وہ مشکل
کھڑے ہو سکتے تھے۔ اسلئے سنتری ہر دو گھنٹہ کے بعد بدل دیئے جاتے رہے۔ سپاہیوں کو
بیدار رکھنے کے لئے بار بار معائینے کئے جاتے اور حاضریاں پکاری جاتیں۔ جو ایک قصہ کہانیاں
پڑھ سکتے یا کچھ گا سکتے تھے اونکو ایسا کرنیکے لئے کہا گیا۔ زیادہ تر فرمائش جوش، بانیوالی اور حب الوطنی
کو مضبوط کرنیوالے گیتوں کی کیجاتی۔ جو نہایت موثر ثابت ہوئے مگر بعض بعض نوجوان گل و بلبل کے
راز و نیاز اور سوسن کے غنچوں اور چاندنی کی کرنوں کی عشق بازی کے گیت گاتے رہے جو خواہ ہر چند کہ
اس موقع سے کچھ مناسبت نہ رکھتے تھے عین میدان قتال میں عشق و محبت اور راز و نیاز کا کام کیا۔
مورچہ کا اصل کمانڈر میجر راسم زخمی ہو گیا تھا اور اب کمان رضا بیک کے ہاتھ میں تھی جسکا انتظام
نہایت عمدہ اور موثر تھا۔ دس بجے تو انلق کی شمال مغرب پر ہمنے رائفلوں کی آتشباری اور اللہ اکبر
کے نعروں کی آواز سنی۔ ہماری چند کمپنیاں صف آرا ہو کر باہر نکلیں۔ میں بھی اپنی کمپنی کو جسکی ترتیب
خاصی باقاعدہ تھی حملہ کے لئے باہر نکال لایا لیکن ہم سو قدم ہی گئے ہونگے کہ لڑائی ختم ہو گئی۔
آدھی رات سے پہلے پھر دوسری دفعہ ایسا ہی ہوا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ روسیوں کے چند
بہادر افسروں نے ہمکو ستانے رہنا اپنا اہم فرض تصور کر کے چند سپاہی جمع کئے اور اونکا عارضی دستہ
بنا کر ہماری طرف پیشقدمی کی۔ مگر اس دستہ کے ایک نصف نے دوسرے حصہ کو دشمن کی فوج
سمجھ کر بے تحاشا گولیاں چلانی شروع کر دیں۔ دوسرے فریق نے بھی [illegible] کیا اور جب کافی نقصان
ہو چکا تو اونکو اپنی غلطی معلوم ہوئی اور اپنا سا منھ لیکر پیچھے ہٹ گئے۔

میں ساری رات میں دس دس منٹ کر کے مرطوب زمین پر کل ایک گھنٹہ سویا۔ باقی وقت
ریوالور ہاتھ میں لئے بعیدی چوکیوں کا معائینہ۔ بسکٹ وکارتوس تقسیم کرتا اور سپاہیوں میں جا جا کر
پانی بانٹتا رہا۔ سارجنٹ نقال زخمی ہونیکے باوجود تکان کا نام نہیں جانتا تھا۔ وہ برابر میرے
ساتھ رہکر میرا ہاتھ بٹاتا رہا۔ سب سے مشکل کام سپاہیوں کو بیدار اور اونکے حوصلوں کو قائم رکھنا
تھا۔ اس غرض کے لئے ہم افسر تعریفیں یا ملامتیں کرتے۔ تبسرے بھیجے۔ تشفی و دلاسا اور حکم دیتے
ہنسی مذاق کرتے ہوئے غرض جو تدبیر موثر ہو اوس سے کام لیتے ہوئے سپاہیوں کی صفوں
میں پھرتے رہے۔

یہ ڈراؤنی اور پرخطر رات مجھے کبھی نہ بھولے گی - باقی فوج سے بالکل جُدا - کپڑے تر - پانی نداز
غذا تقریباً مفقود - خندق کی کیچڑ زمین پلنگ کی جگہ اور پانی برستا ہوا آسمان چھت کی بجائے
شکست خوردہ اور ہاتھ سے نکل گئے مورچوں کو پھر فتح ہونے سے کامل مایوسی چاروں طرف
کہیں مُردوں اور قریب المرگ زخمیوں سے جنگی در رہیں اور آہیں پتھروں کو پانی پانی کر دینے
کی تاثیر رکھتی تہیں پٹے ہوئے - یہ ہی مختصر تفصیل اوس رات کے ناگفتنی مصایب اور خطرات کی ح
زخمیوں کی مصایب کا کوئی شخص خواہ وہ خیال و قیاس سے کتنا کام لے مطلقاً اندازہ نہیں کر سکتا
انہیں سے اکثر اسی جگہ پر جہاں گر گئے تھے بارہ بارہ گھنٹہ تک پڑے رہے اور پھر جا کر کہیں
اونکی ابتدائی مرہم پٹی ہوئی اور پانی کا ایک ایک گھونٹ جسکے لئے مجروح اسقدر بیقرار ہوتا ہے
اونکو پینے کے لئے ملا - پس ظاہر ہے کہ سینکڑوں کل خون کی نکل جانے سے یا پیاس اور زخموں کے درد و
عذاب سے مدد پہنچنے سے پہلے جاں بحق ہو گئے ہونگے - اپنے دل میں خیال کرو کہ ان بیکسوں کو
بشرطیکہ اونکے حواس قایم ہوں اُسوقت کیا کیا خیال گذرتے ہونگے - انہیں سے کوئی چھوٹے چھوٹے
بچوں کا باپ - کوئی نوجوان محبوبہ کا خاوند یا کسی زہرہ جبین کا معشوق ہوگا - جو لاشوں کے شہر خموشاں
میں بالکل یکہ و تنہا پڑا ہوا ہے - حرکت کی طاقت نہیں - خون بہ رہا ہے - درد بیتاب کر رہی ہے
پیاس سے حلق جل رہا ہے - اور اس بیکسی کے عالم میں وہ بیرحم پیر فلک پر حسرت و یاس سے نظر جمائے
آخری سانس گن رہا ہے - اُسکے مُنھ سے کبھی کبھی بے اختیار آہ نکل جاتی ہے - ہزاروں زندہ
رفیق قریب موجود ہیں - مگر اُنمیں سے ایک بھی آکر اوسکی مدد نہیں کر سکتا وہ بار بار حیران ہو کر دل
سے سوال کرتا ہے کہ بیٹے تو اپنی عمر میں ایسا کوئی گناہ نہیں کیا تہا جسکی پاداش میں مجھے یہ ہولناک سزا
مل رہی ہے - افسوس یہ خطرات و مصایب رات کی تاریکی کے ساتھ ہی دور نہیں ہونگے - بلکہ ابھی
[illegible] تک قائم رہیں گے - [illegible] کی ایک دوسرے سے بگڑ گئی تھے
[illegible] رات [illegible] مورچوں سے چند [illegible] کے بعد باڑہیں چلاتے رہے - تاکہ ہم ادہر
[illegible] حملہ آور نہ ہو سکیں - ہمارے چند آدمی آفتاب [illegible] دیگچیاں لیکر اوس نالہ کیطرف گئے جو مورچہ
کے جنوبی رُخ کے قریب بہتا تہا - وہ دبکتے ہوئے اوسکے کنارہ تک بھی پہنچے تھے کہ روسیوں کی
باڑ اُنپر آپڑی - اور صرف ایک آدمی دہشت زدہ دوڑ دل بہر کر سراسیمہ و ادہر بچکر واپس آیا - اسکے

بھی پانی کے لئے دوسری جماعت گئی جو مقام مقصود تک پہنچنے سے پیشتر ہر اسان واپس آگئی۔ بعد ازاں پانی کے لئے جانے کی حکماً ممانعت کی گئی۔ مگر ممانعت کے باوجود شناسروں کی ایک جماعت نالہ کو چلی گئی۔ اونکو وہاں دیبیوں کی بھی ایک جماعت اس کام میں مصروف ملی۔ اور دونوں دستوں نے اشارہ کنایہ سے ایکطرح کی مصالحت کرلی۔ اور ہر فریق نے بلا مزاحمت اپنے اپنے برتن اور ڈول بھر لئے۔ ایک حرل وسی نے نالہ کے پرلے سرے سے[1] ہماری آدمیوں کو کچھ بسکٹیں پھینکیں۔ جب یہ کیفیت دوسرے سپاہیوں کو معلوم ہوئی تو کئی جماعتیں پانی لانیکو لئے تیار ہوگئیں مگر عین اس موقعہ پر قوانلق سے گولیوں کی سخت خوفناک بوچھار پڑی اور سپاہیوں نے جانیکا ارادہ ترک کردیا۔ مجھے اپنی کمپنی کے کئی آدمیوں کو جبراً روکنا پڑا۔ رضا بک نے سخت احکام جاری کردیئے کہ جو شخص خندقوں سے باہر جائے اُسے گولی ماردیجائے۔

آدہی رات کیوقت پلیونا کی جنوب میں بہت بڑی آگ روشن ہوگئی جس سے میلوں تک کل علاقہ دکھائی دینے لگ گیا۔ اور اس روشنی سے ہمکو اپنے مورچہ اور قوانلق کی درمیان کا چودہ گز لمبا مثلث شکل کا کہیت جسکی دونوں طرف ڈھلوان تاکستان تھے روز روشن کیطرح نظر آگیا یہ کہیت مُردوں اور قریب المرگوں سے بھرا ہوا تہا۔ آگ بڑی تیزی سے جل رہی تہی جس سے روشنی کا ایک بلند ستون اُٹھ رہا تہا۔ اس سے صاف دہموار ہسلنی زمین پر بارش کے پانی سے بہرے ہوئے چھوٹے چھوٹے تالاب چمکتے ہوئے نظر آنے لگ گئے۔ اور سیاہ و تاریک ٹیکیوں سے پتہ ملتا تہا کہ ہمارے انسانی بہائی فلاں فلاں جگہ قتل ہوئے ہیں۔ اسکے ساتھ توپوں کی تہوڑے تہوڑے وقفوں سے

[1] پلیونا کے قرب وجوار بلکہ کل مغربی بلگیریا کے نالے ہمیشہ جگہ بدلتے رہتے ہیں۔ اسی لئے وہ مختلف نقشوں میں ان نالوں کے موقعے کبھی یکساں نہیں پائے جاتے۔ برسات کے موسم میں جس جگہ زور شور سے دریا بہہ رہا ہو۔ جون جولائی کے خشک موسم میں وہاں صرف ایک بدرو سی بلکہ بعض وقت خشک راستہ رہجاتا ہے۔ مذکرہ بالا نالے کا پاٹ ستمبر ۱۸۷۷ء کی بارش کے بعد بیس فیٹ چوڑا ہوگیا تہا۔ دو مہینے پیشتر اوسمیں پانی کی ایک پتلی سی دہار چلتی تھی۔ یہ نالے بالعموم ہر دوسرے موسم میں جگہ بدلتے رہتے ہیں۔ بنابریں جو نقشہ ایک برس میں درست پتہ بتاتا ہو۔ مسافر بارہ مہینے بعد اوسکو غلط پاتا ہے۔ مصنف ۱۲۔

شلکیں اور رائفلوں کی باڑھوں کے چلنے وقت کے روشنی کی اپنی قطار ملکر عجب ہولناک اور
شاندار سماں بنا رہی تھیں۔ وہمی مزاج آدمیوں کو تو خیال گذر گیا کہ خداوند عالمیان دنیا کی بدمعاشیوں
سے ناراض ہوکر اُسے تباہ کرنے لگا ہے۔ آگ زیادہ عرصہ نہ جلتی رہی۔ دوسرے دن ہمیں معلوم ہوا کہ
پلیونا کے عیسائیوں نے غلہ و چارہ کے گودام کو آگ لگا کر عثمان پاشا اور اونکی فوج کے مشفقانہ سلوک
اور بھلائی کا اسطرح سے بدلہ ادا کیا تہا۔ یہ سنکر ہر شخص یہی سوال کرتا پایا گیا کہ جب ہم اول اول پلونا
میں داخل ہوئے تھے تو منشیر نے بلغاریوں کو کیوں خارج نہ کر دیا۔ اسمیں شک نہیں کہ اگر عثمان
کی جگہ تیز مزاج سلیمان ہوتا تو وہ زن و مرد اور بچے سب کو شہر سے باہر دھکیل دیتا۔ افسوس ان
نمکحراموں نے نیکی کی عوض میں یہی غداری نہ کی بلکہ جنگ کے دوران میں اون سے اور کئی
بدمعاشیاں ظہور میں آئیں۔

۱۲ ستمبر بدھ کے دن کو بھی مطلع بدستور مکدر، غلیظ اور تاریک تہا۔ پو پھٹنے کے وقت لرزہ
اجل کی مانند خنک تیز ہوا کھیتوں پر جنہیں کل کی خونریزی کی نحیف و لاچار با خاموش قربانیاں پڑی
ہوئی تہیں چل رہی تھی۔ اوسوقت بارش تھمی ہوئی تھی لیکن آسمان کا رنگ بتا رہا تھا کہ یہ دن بھی
پہلے سے کم نہیں رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ایک گھنٹہ کے وقفہ کے بعد بارش شروع
ہوکر بہت رات گذرے تک برابر ہوتی رہی۔ زمین دلدل بن رہی تھی۔ پلیونا سے دھوئیں کا ستون اُٹھ
تیز ہوا کی وجہ سے مہیب چھتری کی طرح کل میدان جنگ کے اوپر پھیل گیا جس کی حرارت تیز ہونے
زمین کی مرطوب ابخرات بھی اُٹھ اُٹھ کر ملتے رہے۔ انسان اپنے تر کپڑوں میں سردی سے کانپتے
تھے اور سینکڑوں سردی کھا کر آخر صاحب فراش ہوگئے۔ ناشتہ کی جگہ سگٹیں چبائی گئیں جن خوش
قسمتوں کی پاس پانی موجود تہا۔ اُنہوں نے اپنے دیگر تشنہ بھائیوں کے ساتھ ملکر نوش کیا۔ ممانعت کے
باوجود اکثر شخصوں نے پیٹ کے بل لیٹ کر گڑھوں سے مکدر پانی کو کتوں کیطرح زبان سے پی لیا
اور اس امر کی کچھ پرواہ نہ کی کہ ان گڑھوں کے قریب خون اور کیچڑ میں لتھڑی ہوئی لاشیں[1] پڑی ہوئی

---

[1] تمام مورچوں کے اندر یا اونکے قریب پاخانے تعمیر کئے گئے تھے مگر سپاہیوں کو اُنکے استعمال کا عادی
بنانا مشکل کام تہا۔ وہ کسی نہ کسی وجہ سے کھلے کھیتوں کو ترجیح دیتے تھے۔ مزید براں باغلر باشی کا مورچہ
پانسو آدمیوں کی رہایش کے لئے بنایا گیا تہا لیکن اسوقت اسمیں ۱۷ سو آدمی تھے۔ مصنف

علی الصباح با ظلر باشی ہیں فوج کو یہ حکم پڑھ کر سُنا یا گیا :- "مشیر کیطرف سے پیغام موصول ہوا ہے کہ وہ دوپہر سے پہلے پندرہ سے لیکر بیس بٹالین تازہ دم بھیجینگے۔ دشمن مفتوحہ مورچوں کو واپس لینے کے لئے حملہ کریگی خدا کی مدد اور اعانت سے ہم اپنے مورچوں کو لے لینگے اور میدان مار لینگے۔ اِس موقع کے سوا اور سب طرف روسیوں کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ گریشن کے قریب کے مورچے غنیم فتح نہیں کر سکا اور وہاں کی فوج داد شجاعت دینے پر اپنی اعلیٰ جگہ بیٹھی ہے۔ حکم میں قانلی طابیہ کے ہاتھ سے نکل جانیکا کوئی ذکر نہ کیا گیا تہا اور بالائی طور پر بھی ہمکو اس نقصان کی خبر نہ تھی۔ یہ بے خبری اوس حالت میں نہایت ہی مبارک تھی۔ مجھے اِسبات کا علم دیر کے بعد میں جا کر ہوا۔ یہ حکم سنکر افسر آپس میں سرگوشیاں کرنے لگ گئے کہ "یہ تازہ دم بٹالینیں مشیر کہاں سے لائیگا؟ کل کیمپ میں ایک ایسی بٹالین موجود نہیں۔ اور یہ ممکن نہیں کہ رات کو کوئی کمک باہر سے آگئی ہو۔ کیونکہ ارخانیہ کی سڑک پر روسی کیولری قابض ہے"۔ اُسیوقت افسروں کو یہ مایوسی بخش امر معلوم ہوا کہ گریشن کے مورچوں میں توپخانہ کا گولہ بارود تقریباً ختم ہو گیا ہے۔ اور اب صرف فی توپ چھ گولوں کا سامان باقی رہ گیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اِس سے بہت کچھ تشفی ہو جاتی تھی کہ واحد ترکی توپ کا ایک گولہ بالا وسط ایک سالم روسی باتری کی ایک گھنٹہ کی گولہ باری کے برابر اثر رکھتا ہے روسی توپخانہ کی قایم بالذات جزو واحد ریا ایکہ) آٹھ توپوں کی ایک باتری اور ترکی توپخانہ کا ایکہ۔ ایک توپ تھی۔ ہمنے یہ تردد اور اندیشے اپنے تک ہی محدود رکھے کہ سپاہیوں کے حوصلے بڑھانے میں کوئی کمسر اٹھا رکھی۔ اونکو مشیر کے پیغام سے بہت حوصلہ ہو گیا تہا اور ہمارے دلیری دلانے سے اونکی طبیعتوں میں اطمینان اور بھروسہ آ گیا تہا علی الصباح ہم مجروحین کی کچھ تعداد مورچہ میں اُٹھا لائے۔ اپنی جگہ روسی بھی اِسی کام میں مشغول تھے۔ چنانچہ دونوں فریق ان سپاہیوں پر جو اس نیک کام میں مصروف تھے آتشباری کرنے سے محترز رہے۔

ہم اپنے مورچہ سے قوانلی طابیہ کو جو ہم سے نصف میل بعید اور ہماری سطح سے دو سو فیٹ پست تھا بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ وہ سپاہیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہمنے اوسمیں آٹھ توپیں شمار کیں جنہوں نے ہمپر گولہ باری شروع کر دی۔ مگر چنداں نقصان نہ پہنچا سکیں اوسکی سامنے کی خندقوں میں سکرمشر موجود تھے۔ شمال مغرب کو پلونا کیطرف دیکھنے پر ہمکو وہ کھیت دکھائی دیئے جنمیں کل

کی لڑائی ہوئی تھی - دائیں طرف چار سو گز عریض مزروعہ زمین تھی - اوسکے کناروں پر تاکستان تھے - اور وہ بتدریج نشیب کیطرف ڈہلواں ہوتی جاتی تھی - ہمارے پیچھے ہی نصف میل کے فاصلہ پر ہماری سطح کے برابر (ہمارا مورچہ پہاڑی کی چوٹی پر تھا) طلعت اور میلاس طابئے تھے - یونس طابیہ زمین کے قدرتی نشیب فراز کی وجہ سے ہماری نظروں سے اوجہل تہا - جہانتک ہماری نگاہ کام کرتی تھی چراگاہیں اور کھلے قطعے لاشوں سے پٹے ہوئے نظر آتے تھے - باغات اور تاکستانوں کی بھی یہی حالت تھی - مگر درختوں کے باعث ہم وہاں کا مکروہ نظارہ دیکھنے سے بچے ہوئے تھے - پلونا ہم سے چار سو فیٹ نشیب میں تہا اوسکے اوپر سے ہم جانق بایر کی مغربی چوٹی دیکھ سکتے تھے ماسوا ازیں ہمارا دایرہ نگاہ بہت ہی محدود تہا -

اس موقع پر فریقین کی اون فوجوں کی تفصیل جن نے ۱۱ ستمبر کو نبرد آزمائی کرکے لڑائی کا فیصلہ کیا درج کردینی مناسب معلوم ہوتی ہے :-

ترکی فوج - یونس طابیہ ۲ پلٹن - طلعت طابیہ ایک پلٹن - میلاس طابیہ ایک پلٹن (ان چاروں پلٹنوں کو گو ۱۱ ستمبر کی لڑائی میں سخت نقصان پہنچا ہتا تاہم اونکا نظام نہایت درست اور اونکی اخلاقی حالت بہت اچھی تھی -)

کمک جو یونس بک کو پہنچائی گئی ایک پلٹن - ادہن اور رفعت پاشا کی ہزیمت خوردہ پلٹنوں کے بھٹکے ہوئے سپاہی جنکو یونس بک نے دوبارہ آراستہ کرلیا تخمیناً ایک ہزار آدمی یعنی دو پلٹنیں باقاعدہ باشی ۷ سو آدمی یعنی تین پلٹنیں - محمد ناظف بک کی تین پلٹنیں جنکو اگرچہ بہت نقصان پہنچا تھا تاہم عمدہ حالت میں تھیں اور رات پلونا کے جنوب میں عیسیٰ طابیہ اور طلچنترا کے درمیان مقیم رہی تہیں - جمع شدہ بھٹکے ہوئے سپاہی جو رات کو پلیونا کے جنوبی مضافات بالخصوص بازاروں کے سروں پر روسیوں کو روکنے کے لئے متعین رہے تھے تخمیناً پانسو آدمی یا ایک پلٹن - کمک جو مشیر نے ۱۱ ستمبر کو بھیجی پانچ پلٹنیں طاہر پاشا کے زیر کمان اور دو پلٹنیں توفیق بک کے زیر کمان جملہ کمک ۷ پلٹنیں میزان کل ترکی فوج - ۲۱ پلٹنیں -

روسی فوج - سکوبلاف کی ماتحت فوج ۱۷ پلٹنیں (۱۱ ستمبر کو بھی سکوبلاف کے پاس ۱۷ پلٹنیں تہیں اس دستہ کی جمعیت ۲۰ پلٹن کی تھی مگر انہیں سے تین امرت اسکی نے اپنے پاس رکہ لی

تھیں، ۲۴ ستمبر کو امرت لنگی نے دوا ور کریلو نے تین پلٹنوں کی کمک بھیجی - میزان ۲ ۲ پلٹن - اسکے ساتھ ہی ناظرین کو یہ معلوم رہے کہ اس موقع پر روسیوں کے پاس ۹۰ توپیں اور بارہ رسالے تھے اور ترکوں کے پاس فقط دس توپیں اور دو رسالے ہے ۹۴

۹۴ کروپاٹکن اس لڑائی کے حالات حسب ذیل لکھتا ہے :- ۲ ستمبر کے دن سکوبلاف نے سٹو کو متواتر نہایت تاکیدی پیغام کمک کے لئے بھیجے - جسکے جواب میں سٹو یہی کہتا رہا - میں کوئی کمک نہیں بھیج سکتا کیونکہ میرے پاس کوئی گنجائش نہیں - ہم لڑائی ہار چکے ہیں - تم کو بالضرور پیچھے ہٹ آنا چاہیئے ۔ آخرکار سہ پہر کے وقت کریلو نے خود اپنی ذمہ داری پر احکام کے برخلاف حق اخوت کا پاس کرکے چھہ پلٹنوں کی روانگی کا حکم دیدیا - انمیں سے تین روانہ ہو چکی تہیں کہ سٹو گہوڑا دوڑاتا ہوا پہنچ گیا اور دوسری تینوں کو روک لیا - لیکن اس تمام دوران میں سٹو کے پاس ۴۴ پلٹنیں بالکل بیکار پڑی تہیں جن سے ۱۴ (۱۷ روسی اور ۲۴ رومانوی) اتبک لڑائی میں مطلقاً شریک نہیں ہوئی تہیں - گذشتہ دن یعنے ۱۱ ستمبر کو قلب روسی فوج کو جو شکست ملی تہی اوسمیں خود سٹو بہی موجود تہا اور وہ شکست دیکہ کر اوسکے اوسان غایب ہوگئے تہے - کروپاٹکن روسی افسروں کی بیخبری اور اپنی فوج سے کام نہ لے سکنے پر سخت ملامت کرکے اونکی کارگذاری کو قابل شرم بتاتا ہے اللہ اکبر خیال کریکا مقام ہے کہ جب عثمان نے اپنی آخری دو پلٹنیں زندگی اور موت کے پانسہ پر لگا دیں اور فتح پائی سٹو کے پاس اوسوقت (بشرطیکہ کروپاٹکن کا بیان درست ہو) ۱۷ پلٹنیں یعنی کل عثمانیہ فوج سے ڈیوڑہی جمعیت موجود تہی - مگر وہ ایسا ڈر گیا تہا کہ وہ اُن سے کام نہ لے سکا یا اوسنے اُنسے کام لینا چاہا اور شکست کہائی میں کروپاٹکن کی بیانات پر جو اوسوقت کپتان اور کل لڑائی میں سکوبلاف کے ہمراہ رہا تہا جرح قدح کرنیکی جرأت نہیں کرسکتا مگر یہ سوال کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کیا ترکی فوج کی فتح کو صرف روسی افسروں کی غلطیوں سے منسوب کرنا درست ہے؟ اگر وہ مردانہ وار صاف صاف یہ تسلیم کرلیتا کہ اس فتح کا کچھہ نہ کچھہ حصہ ترکی کمانڈر کی ثابت قدمی، مستقل مزاجی اور اعلیٰ لیاقت ترکی افسروں کی انسانی طاقت سے اعلیٰ و برتر کوششوں بالخصوص جو انہوں نے منتشر سپاہ کو اور صف بستہ کرنے میں کیں اور نیز ترکی سپاہیوں کی بینظیر شجاعت و مردانگی کی طفیل تہا تو آزاد رائے مورخ کی شان کے زیادہ شایان ہوتا سکوبلاف نے سٹو کی احکام کی کوئی پروا نکی اور صرف اوسوقت پیچھے ہٹا جبکہ ترکوں نے اپنے مورچے روسیوں سے پہر فتح کرلئے

۱۲ ستمبر کو میشر نے جو سات پلٹنیں روانہ کی تہیں اونمیں سے تین طلت طابیہ اور قلب سے
اور چار یساری بازو سے آئی تہیں اس بازو میں فوج کی تبدیلی کی خاص غور کے قابل امر ہے
یساری بازو میں ابتداءً چودہ پلٹنیں تھیں انمیں سے ۱۱ ستمبر کو پہلے تین پلٹنیں محمد ناظف بک کے
زیر کمان اور ایک رہبرے والی بعدازاں اور چار ۱۲ ستمبر کو بہیجی گئی تہیں یعنی وہاں صرف
چھ پلٹن باقی رہ گئی تہیں - انہیں سے ایک قانلی طابیہ میں ہتی اور ایک پلٹن اور میرے مورچہ سے
وہاں بہیجی گئی تہی - ان دونوں کو شکست ملی اور وہ معدوم یا منتشر ہو گئیں[95] پس لڑائی کی خاتمہ
کے قریب اس بازو پر باش طابیہ اور ادیا نتر کے درمیان سات میل کے طول میں فقط چار پلٹنیں
موجود تھیں - خیر ہوئی کہ روسیوں نے ہمارے اس بازو پر حملہ نہ کیا -

ترکی انفنٹری کی ۶۴ پلٹنوں میں سے ۲۴ یکے بعد دیگرے (طاہر طابیہ کے سوا جو اگرچہ یمینی بازو کا
حصہ گنا جاتا تہا - مگر اس موقعہ کی معرکہ آرائی میں اوسکی فوج شامل نہوئی تھی صرف وہاں کی چار
توپیں گولہ باری کرتی رہیں) یمینی بازو پر معرکہ آرا ہوئیں

۶ بجے قبل دوپہر جبکہ زور سے بارش ہو رہی ہتی مگر موسم خوب صاف تہا طاہر پاشا کرنیل خیری بک
چند ادنیٰ افسر جو پیر سوار تھے اور آدہا رسالہ سواروں کی مجاہدین کا لیکر باغلر باشی پہونچ گیا - وہ طربینا کی سڑک
کے راستہ آیا - دشمن وہاں سے ہٹ گیا تہا مگر قوانلق سے یہ سڑک رائفل کے زد کے اندر تھی - میشر
کے حکم کے مطابق طاہر نے فوج حملہ کنندہ کی کمان لی لی - خیری بک اوسکا نائب تہا - میرے میجر کو حضور
میں طلب کیا گیا - اوسنے واپس آکر مجھے بتایا کہ پانچ تازہ دم یا تقریباً تازہ دم پلٹنیں میشر نے روانہ
کی ہیں جو اسوقت لفٹنٹ کرنیل عبد اللہ بک کے زیر کمان پلونا کے مغربی جانب کے تاکستان میں
صف آرا ہو رہی ہیں - حملہ کے لئے علامت یہ مقرر کی گئی کہ ہیڈ کوارٹر کی پہاڑی سے توپوں کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۲

دوسری عجیب بات یہ ہے کہ سٹو نے قانلی طابیہ کے قبضہ کو فتح تصور نہ کیا - اس مورچے کے فتح کرکر
پر روسیوں کے ۱۳ سو - رومانیوں کے ۲۶ سو اور ترکوں کے ۵ سو ضائع ہوئے تھے - باش طابیہ
اس مورچے کے اوپر اور اوسپر بخوبی حاوی تہا اور عثمان پاشا نے فوراً سمجھ لیا تہا کہ اسکا قبضہ
سے نکل جانا ترکوں کے لئے مضر اور روسیوں کے لئے مفید نہیں - چنانچہ اوس ناکام کوشش
کے سوا جو ۱۲ ستمبر کی شام کو عادل پاشا نے خود اپنی ذمہ داری پر کی تہی آخری وقت تک
اس مورچہ کو پھر لینے کے لئے کوشش نہیں کی گئی تہی -

[95] قانلی طابیہ میں روسیوں اور رومانیوں نے جسقدر ترک مجروح پائے سب کو سنگینوں سے چھید کر ہلاک
کر دیا تہا - مصنف -

گر اب چلائی جائیگی - یہ ٹیلے مذکور کی بابت اسی غرض کے لئے کہ باغلر باشی سے نظر آتی ہی جنوب مغربی ڈیلا اوپر چہا دیگئی تہی - باغلر باشی سے میری پلٹن شاسروں کی چار کمپنیاں اور مورچہ کی اصل پلٹن حملہ میں شریک ہوئیں ہماری عدم موجودگی میں مورچہ کی حفاظت چند چرکسوں اور جمع کردہ بھٹکے ہوئے سپاہیوں کی چند عارضی کمپنیوں کے سپرد کردیگئی تہی - چرکس گہوڑوں سے اتر کر پیدل ہوگئے تھے - ہمنے حملہ کیلئے خندقوں میں اپنی صفیں چپ چاپ درست کیں - میری پلٹن یمین پر (ایک کمپنی سکرشرون کی - دو جنمیں ایک میری کمپنی تہی درمیانی صف میں اور ایک عقب میں) تہی اور ہم سے دائیں جانب باقاعدہ سواروں چرکسوں اور رضاکار مجاہدین کا ایک عارضی رسالہ تہا قلب میں باغلر باشی پلٹن کی چہہ کمپنیاں اور یسار میں شاسرون کی دو کمپنیاں تہیں - باغلر باشی پلٹن اور شاسرون کی باقیماندہ دو دو کمپنیاں دو سو گز عقب میں بطور ریزرو رکہی گئی تہیں - یساری بازو کو پہیلا کر عبد اللہ بک کی پانچ پلٹنوں کے یمینی بازو سے ملا دیا گیا تہا - اس فوج کی ترتیب صف آرائی در حقیقت حسب ذیل تھی -

کمانڈر - جرنیل بریگیڈیر طاہر پاشا - نایب کمانڈر کرنیل خیری بک -

(فوج حملہ اور قوانلق اور عیسیٰ طابیات کے گرد نیم دایرہ کی شکل میں صف آرا ہوئی - عیسیٰ طابیہ کے برخلاف کارروائی کرنیکا کام ناظف بک کی تین پلٹنوں کے سپرد کیا گیا تہا - مگر انکو حکم دیا گیا کہ لڑائی نہ کریں عیسیٰ طابیہ کی روسی فوج کو قوانلق کی فوج کی مدد سے روکنے کے لئے صرف نمایش سے کام لیں) -

(الف) لفٹننٹ کرنیل محمد ناظف بک کی تین پلٹنیں مشرق کیطرف سے عیسیٰ طابیہ کے برخلاف کارروائی کرنیکے لئے -

(ب) ایک عارضی پلٹن شمال یعنی پلونا کیطرف سے دونوں مورچوں (عیسیٰ و قوانلق) کے برخلاف

(ج) لفٹننٹ کرنیل عبد اللہ بک کی پانچ پلٹنیں تاکستانوں یعنی شمال اور شمال مغرب کیطرف سے قوانلق کے برخلاف -

(د) لفٹننٹ کرنیل رضا بک کی اٹہ ہالی پلٹنیں باغلر باشی یعنی مغرب کیطرف سے قوانلق کے برخلاف

(ہ) کیولری کا ایک عارضی دستہ یمینی بازو پر -

میزان۔ ساڑھے گیارہ پلٹنیں اور ایک رسالہ مجملہ تخمیناً ۸ ہزار آدمی نقشہ منسلکہ سے ناظرین کو کل کیفیت بخوبی معلوم ہو جائیگی۔

ساڑھے چھ بجے غنیم نے یکبارگی باغلباشی پر کل توپخانہ سے بڑی تندی اور تیزی کے ساتھ گولہ باری شروع کردی۔ مگر چونکہ مورچہ فوج سے تقریباً خالی تھا۔ گولوں سے زمین میں گڑھے پڑنے کے سوا کوئی نقصان نہ ہوا۔ چند گولے خندقوں میں بھی پھٹے جنمیں سے ایک سے میری کمپنی کے دو سپاہی شہید ہوئے۔ مینے اپنی کمپنی کو اسطرح مرتب کیا تھا۔

یمین پر۔ اول سکویڈ لفٹنٹ تراب کے زیرکمان جمیعت ۴۰ کس۔ دوہری قطار میں دایاں بازو کیولری سے ملا ہوا۔ لفٹنٹ تراب زخمی ہونیکے باوجود اصرار کرکے شامل ہو گیا تھا۔

قلب میں۔ کلر سکویڈ لفٹنٹ آصف کے زیرکمان چوہری قطاریں۔ اس سکویڈ کی جمعیت بھٹکے ہوئے سپاہیوں کے ملجانیسے ۲۵۔ آدمیوں کی ہوگئی تھی۔

یسار پر۔ دوم سکویڈ سارجنٹ بقال کے زیرکمان ۴۰ کس دوہری قطاریں۔ بایاں بازو میری پلٹن کی ایک دوسری عصاتی کمپنی سے ملا ہوا۔
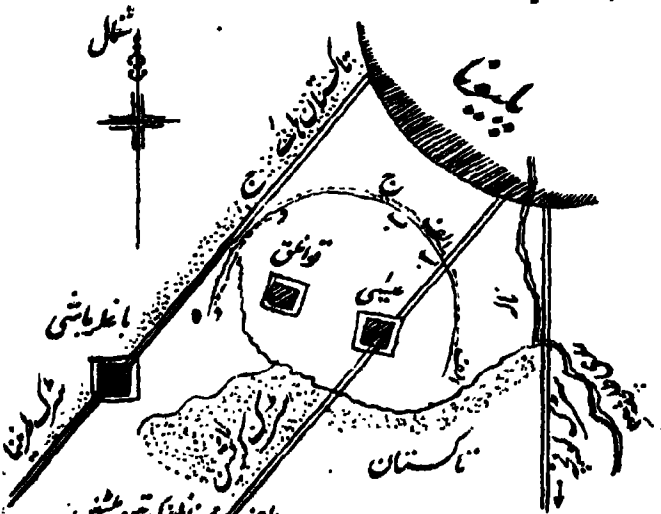
الف۔ محمد ناظلکی تین پلٹنیں
ب۔ عارضی پلٹن اور پلیونا
ج۔ عبداللہ کی پانچ پلٹنیں
د۔ رضا کی ۲+۲ پلٹنیں باغلباشی سے
۵۔ فوج سواران

پیمانہ
گز ۳۰۰　۱۰۰۰

متذکرہ بالا ترتیب پہلی صف کی تھی۔ دوسری صف میں جو پہلی سے پچاس گز عقب میں تھی سارجنٹ طوطونچی کے زیر کمان جو دراصل کسی اور کمپنی سے تعلق رکھتا تھا پچاس سپاہیوں کا عارضی دستہ اکہری قطار میں تھا۔ میرا تیسرا اسکویڈ جو لفٹننٹ سیمور کے ماتحت تہا مفقود تھا۔
میری کمپنی کی پہلی صف سے ایک سو گز آگے میری پلٹن کی سکرمشنگ کمپنی کا ایک سکوئیڈ تہا۔
ہماری کل حملہ آور صف میں ایک جگہ رخنہ تہا یعنی اوس جگہ فوج نہ تہی اوسکو پر کرنیکے لئے مجھکو اپنی کمپنی کی صف آرائی کیواسطے یہی ترتیب جو سارجنٹ نقال نے مجھکو سوجھائی تہی سب سے عمدہ معلوم ہوئی۔
ساڑھے سات بجے اوس شخص نے جو باغلر باشی کی ماذنہ اور اوسکی سیڑہی پر دیدبانی کررہا تھا اس امر کی علامت دی کہ ہیڈکوارٹر کی باٹری نے گولہ باری شروع کردی ہے رائفل سر کی۔ اسپر ہم خندق کو چھوڑکر تیز قدمی کے ساتھ سیدہے قوانلق کیطرف چل پڑے۔ کئی شخص پھسلنی زمین پر گر پڑے۔ جس جگہ گہاس تہا وہ برف کیطرح سخت و سرد تھی اور جہاں گہاس نہ تہا وہاں زمین شیرہ کیطرح لیسدار ہو رہی تھی۔ اوسیوقت بارش موسلادھار پڑنے لگ گئی۔ لاشیں پیشقدمی میں رکاوٹ پیدا کررہی تہیں۔ بعض وقت ہمکو مردوں کے چھوٹے چھوٹے ڈھیر پھاند کر آگے بڑہنا پڑا۔ ایک حرماں نصیب نے (جو روسی اور پندرہ گہنٹوں سے وہاں پڑا تہا) میری ٹانگ کو پکڑ لیا۔ اوسکی ٹانگیں پاش پاش ہوگئیں ہوئی تہیں میںنے جھٹکے سے اپنا پاؤں چھوڑا لیا اور اُسیوقت ایک سپاہی[۹۶] نے سنگین سے اوسکا کام تمام کردیا۔ حملہ کے باقی جزوی حالات مجھے ٹھیک یاد نہیں رہ گئے۔ صرف بڑی بڑی باتیں یاد ہیں۔ جو یہ ہیں:۔
قوانلق مورچہ کی خندقوں سے ہمپر سخت رائفلی انتشاری ہوتی ہے۔ روسی توپیں دہرا دہڑ ہمپر سیدھے میں گولے چلاتی ہیں جنسے میری صف میں کئی رخنے ہوگئے۔ بگلی "حملہ" کا حکم سُناتے ہیں سنگینیں رائفلوں پر چڑہائی گئے اور " اللہ اکبر" کے پُرزور نعرے بلند کئے گئے۔ ہمارے سکرمشر

[۹۶] بعد میں مینے اوس شخص کی رپورٹ کردی تہی کہ اُس سے متعدد وحشیانہ حرکات سرزد ہوئی ہیں مگر اوسے صرف زبانی فہمایش کرکے چھوڑ دیا گیا تہا کیونکہ افسر اعلیٰ نے یہ قرار دیا تہا کہ ہم سب ہی اوس وقت کہا بیش اپنے آپ میں نہ تھے۔ اور فی الحقیقت بات یہی تہی۔ مصنف۔

پیچھے ہٹ کر مصافی صفوں میں ملجاتے ہیں اور اب ہم پہلی صف ہوجاتے ہیں جوں جوں آگے بڑہتے ہیں جگہ تنگ ہوتی جاتی ہے۔ کیونکہ مختلف جوانب سے پانچ ہزار آدمی ایک مشترک مرکز کو دوڑے چلے آرہے ہیں۔ جگہ کی تنگی سے آدمی بھنچے جاتے ہیں اور صفوں کی درستی کا کوئی خیال نہیں رہتا۔ ہم ایک خندق میں پہونچ جاتے ہیں جسے روسی سپاہیوں نے ہمارے پہونچنے سے پہلے خالی کر دیا تہا۔ پہر دوسری خندق میں داخل ہوتے ہیں۔ وہاں روسی کہڑے رہتے ہیں اور سنگینوں سے دست بدست لڑائی ہوتی ہے۔ میں تلوار اور ریوالور سے کام لیتا ہوں۔ روسی پہلے پچھلے پاؤں پسپا ہوتے ہیں پہر رخ بدل کر تیسری خندق کو دوڑ جاتے ہیں۔ ہم بہی انکا کہوج دبائے فی الفور وہاں پہونچ جاتے ہیں اور مختصر سی جانگداز لڑائی کے بعد آخری خندق کو فتح کر لیتے ہیں۔ فوائلق جو اب ہم سے صرف سوگز کے فاصلہ پر تہا جسپر جانگداز آتشباری ہوتی رہی۔ مجہہ کو پلیونا کے جنوب مغربی کونہ کے مکانات کی ایک جہلک دکہائی دیتی ہے۔ ترکی باشندے سطح چہتوں پر کہڑے ہوئے مختلف رنگوں کے پہریرے ہلا رہے ہیں اور ہمارے دل بڑہانے کے لئے تحسین و مرحبا کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ ہم تیسری خندق سے آگے بڑہتے ہیں۔ مگر مورچہ کی خوفناک آتشباری سے ہماری صفیں لڑکہڑا جاتی ہیں۔ ہم خندق کو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اور وہاں یکبارگی کہڑے ہوجاتے ہیں۔ حملہ کا زور ٹوٹ جانے سے مجہے اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے کہ شاید اب کامیابی نہ ہو۔ شمال اور شمال مغرب کی طرف سے "اللہ اکبر" کی آوازیں آرہی ہیں جن سے پایا جاتا تہا کہ اُدہر ابہی حملہ جاری ہے۔ مگر ہماری طرف بالکل سناٹا ہے۔ سپاہی خندقوں میں لیٹ جاتے ہیں اور لاشوں یا جو پناہ ملے اُسکی اوٹ سے رائفلیں چلانی شروع کرتے ہیں۔ آخرش جہانتک میری نگاہ کام کرسکتی ہے میں کل صف کو زمین پر لیٹے ہوئے تیزی کے ساتہہ بار ہیں چلاتا دیکہتا ہوں۔ وہ اس وضع میں دس منٹ رہے۔ اسکے بعد اللہ اکبر کے نعرے پہر سننے میں آتے ہیں جس پر میں تاب آصف۔ نقال اور علم بردار کارپوریل اور ۵۰ سپاہی لیکر ازسرنو کوشش کرتا ہوں۔ طرطوبچی کو سکوٹیڈ کو میں اگلی صف میں کر دیتا ہوں اور نقال کے ساتہہ ملکر سپاہیوں کو زبردستی پکڑ پکڑ کر زمین سے اٹہاتا ہوں اور کئی شخصوں کو جو اُٹہنے کا نام نہیں لیتے چونتڑوں پر دو سو ٹہوکریں لگاتا ہوں۔ اس طرح آخر میں سو آدمی جن میں بہت سے اجنبی تہے جمع کر لیتا ہوں۔ ہم تیس گز آگے بڑہتے ہیں جس اثنا میں اکثر گولیاں کہاکر زمین پر گر پڑتے ہیں۔ صف لڑکہڑا جاتی ہے۔ ہم اپنے تئیں تنہا پاکر رخ بدلکر تیز قدمی کے ساتہہ باقیماندہ کے پاس پیچھے ہٹ آتے ہیں۔ وہ بہی ہماری واپسی کا معنا غلط سمجہہ کر سب کے سب رخ بدل لیتے ہیں۔ شور و گرج ایسی سخت تہی کہ احکام بے سود تہے۔ بارود کا دہواں بارش

دبا ہوا لشکر کو پچاس گز سے پرے کام نہیں کرنے دیتا تھا۔ میرا بگلچی فرش خاک پر تھا۔ اب ان بزدلوں بھگوڑوں
کی غلطی رفع کروں تو کس طرح۔ آخر سب سے پہلی خندق میں جاکر میں بمشکل ایک سپاہی کو روکنے میں کامیاب ہوا۔
اسوقت وائیں بازو کیطرف دیکھتا ہوں تو کیولری نمودار ہے اور وہ غیر محفوظ ہے۔ میں طوطونجی کے سکوئیڈ کو حکم دیتا
ہوں کہ وہ رخ بدل کر دائیں طرف کو ہو جائے تاکہ روسی اُس طرف سے ہم پر جوابی حملہ نہ کرسکیں۔ اتنے میں میجر
گھوڑا دوڑاتے آکر پھر دوبارہ حملہ کے لئے تیار ہونے کا حکم دیتا ہے۔ میں تاب اور اقبال کی زبردست
مدد سے دھوئیں کی اوٹ میں اپنی کمپنی کو خندق میں پھر درست کرکے خاصی باقاعدگی قائم کرلیتا ہوں۔
کل صف پھر آگے بڑھتی ہے۔ مگر ہم دوسری خندق کے ہی قریب پہونچ پاتے ہیں کہ اچانک بائیں بازو
پر بگل خلاف توقع پسپائی کا حکم سنا دیتے ہیں۔ گو اسوقت حملہ کے کامیابی کے آثار عمدہ اور سپاہی بڑھنے
پر آمادہ اور جوش سے بھرے ہوئے تھے۔ مگر ہم تعمیل احکام کے سوائے اور کوئی چارہ نہ رکھتے تھے۔ ہم الٹے
پیچھے دوڑ پڑتے ہیں اور بیدم ہوکر باغلہ باشی کی خندقوں میں پہونچ جاتے ہیں۔

اپنے آدمیوں کی تلاش اور اپنی کمپنی کو درست کرنے میں میرا آدھ گھنٹہ صرف ہوا۔ میری کمپنی کے بیس
آدمی قتل زخمی یا مفقود الخبر ہوئے۔ ہم اسی پرانی خندق میں ٹھہرے۔ میرے ذاتی دوست بالکل صحیح و
سالم رہے۔ مجھے خفیف سی چوٹ بھی نہ آئی۔ میرا بگلچی اور چند خفیف سے مجروح سپاہی بعد میں لنگڑاتے لنگڑاتے ہم تک
پہونچ گئے۔ بگلچی کو اپنے شانہ کے زخم کا اتنا افسوس نہ تھا جسقدر کہ بگل میں گولی سے سوراخ ہو جانیکا۔
علم بالکل پارہ پارہ اور چھلنی ہوگیا تھا جنکے ٹکڑوں کو میری کمپنی کے درزی نے سی کر پھر جوڑ دیا۔ میری
پلٹن کے پچاس آدمی کم ہوئے اور کل حملہ آور فوج میں میرے قیاس میں پانسو کا نقصان ہوا۔ عبداللہ
کی پانچوں پلٹنیں تاکستانوں کو ہٹ گئی تھیں۔

حملہ کی ناکامی سے جو ابتری پیدا ہوگئی تھی وہ ظاہر خیری۔ رضا میرے میجر اور کمپنی کے افسروں کی
سعی و کوشش سے نو بجے کے قریب دور ہوگئی۔ میں نے بھی بمعاونت نزاب۔ آصف و اقبال اس کام میں پوری
کوشش کی۔ نو بجے ہم پھر حملہ کرنیکے لئے تیار ہوگئے تھے۔ مگر کوئی کاروائی نہ کیگئی۔ کارتوسوں کی قلت غالباً
اسکی وجہ تھی بعض سپاہیوں کے پاس کوئی کارتوس نہیں رہ گیا تھا۔ میری کمپنی میں ۲۵ سے زیادہ کسی کے پاس نہ
تھے۔ میں نے سب سپاہیوں کے کارتوس لیکر ازسرنو مساوی تعداد میں تقسیم کئے جن سے ہر ایک سپاہی کے حصہ
میں پندرہ پندرہ آگئے۔

طاہر پاشا نے اسیوقت واپسی کا حکم دیا تہا جبکہ حملہ کی وہ پورے زور پر تہی اور جہاں تک عبد الشکری پانچ پلٹنوں کا تعلق تہا ناکامی کی کوئی علامت اسوقت تک ظاہر نہیں ہوئی تہی - اس پر کئی دنوں تک بڑی بحث ہوتی رہی اور ہمارے دلوں میں اسکی خلش باقی رہی - ہم کو معلوم ہوا کہ طاہر پاشا معتوب ہوگیا ہے اور اس پر کورٹ مارشل ہونیکی افواہ ہے - مگر وہ آخری وقت تک سٹاف کا اعلیٰ افسر رہا جس سے پایا جاتا ہے کہ اُس نے اپنی صفائی اور بریت کر لی ہوگی - اگر میں اسکے حکم پر کچھہ رائے زنی اور نکتہ چینی کروں تو یہہ میرے منصب سے بڑھکر اور گستاخی میں داخل ہے - طاہر قابل اور بہادر آدمی تہا - ممکن ہے کہ بعض ایسے اسباب جمع ہوگئے ہوں جنکا مجھہ کو علم نہیں ہے - نکتہ چینی کے بجائے یہہ فیصلہ کرنا سب سے بہتر ہے کہ طاہر نے جو کچھہ کیا سوچ سمجھہ کر ہی کیا ہوگا - بہر حال اس میں کوئی شک نہیں کہ اُسنے کسی بزدلی سے ایسا نہیں کیا تہا - بلکہ اُسکی عقل میں اسوقت یہی امر مناسب اور ضروری معلوم ہوا - اس معاملے کے متعلق جو کچھہ فی الحقیقت گذرا اُسکی خبر مجھہ کو کئی دنوں بعد ملی - طاہر نے عثمان کے پاس سوار دوڑایا کہ حملہ میں ناکامی ہوئی ہے اور مجھہ کو پختہ یقین ہے کہ مفتوحہ مورچوں کو واپس لینا ناممکن ہے اگر اسکے واسطے از سر نو کوشش کیگئی تو فوج کو تباہ کرنیکے سوا کوئی نتیجہ نہیں نکلیگا - عثمان یہہ سنکر بہت ناراض ہوئے - اور اُسیوقت اردلی بہیجکر طاہر کو کمان سے معزول کر کے واپس بلا لیا - پہر میجر کے رتبہ تک تمام افسر جنکی جو اسوقت جمع ہوسکتے تہے کونسل منعقد کیگئی - اُس میں فیصلہ ہوا کہ باقی کرپ سے اب آخری مرتبہ جو پلٹنیں بہیجی جاسکتی ہوں اُنکو بہیج کر مورچوں کو فتح کرنیکے لئے ایک دفعہ پہر کوشش کیجائے - اگر یہہ بہی ناکام رہے تو پلیونا کو چہوڑ دیا جائے اور فوج ارخانیہ شرک کے راستہ جس پر ابہی غنیم کی صرف کیولری قابض ہے ارخانیہ کو ہٹ جائے - اس فیصلہ پر کمان کرنیل توفیق بک کو دیگئی اور دو تازہ دم پلٹنیں جو آخری سرمایہ تہیں اس فوج میں جو پہلے موقع پر جمع تہی بہیجدیگئیں - ۱۰ بجے مجھے میجر کا حکم موصول ہوا کہ کارتوس لانیکے لئے مورچہ میں آدمی بہیجدو - کیونکہ مشیر نے بارکش گہوڑوں پر جو سامان بہیجا تہا وہ تاکستانوں کے راستہ پہونچگیا تہا - کارتوس اس قدر پہنچ گئے تہے کہ باعلیاتی میں ہر سپاہی کو پوری تعداد اسی کارتوس دیدئیے گئے -

ساڑہے دس بجے میلاس اور طلعت طابیات سے یکبارگی سخت گولہ باری شروع ہوگئی - ان تین توپوں سمیت جو یونس بک نے بنظر احتیاط پیچہے ہٹا دی تہیں ان دونوں مورچوں پر چہہ توپیں تہیں - جواب تک بڑے لبنیو وقفوں کے ساتہہ گوٹے چلاتی رہی تہیں - اس تیزی کی وجہ یہہ تہی کہ مشیر نے گولہ بارود کی جو گاڑیاں بہیجی تہیں وہ پہونچ گئی تہیں - ان گاڑیوں کو تاکستانوں میں جنمیں کوئی راستہ یا سڑک

ہتھی کیچڑ والی زمین کے نشیب و فراز سے سخت مشکلات پیش آئی تھیں۔ اور یہہ صرف اسکورٹ دستاویزکی مجاہدین سواروں انجینیروں کی ایک جماعت۔ گاڑیبانوں اور ترک شہریوں کی بیحد و حساب محنت شاقہ کی طفیل تھا۔ کہ گاڑیاں بخیریت مقام مقصود کو پہونچ گئیں۔

۱۱ بجے روسیوں نے پھر باغلر باشی پر بڑے زور سے مجتمع آتشباری شروع کی جس پر ہم کو خطرہ و نقصان کی تخفیف کیلئے اپنی صفوں کو کھلی جگہ پھیلایا اور بکھیر دینا پڑا۔ اس آتشباری سے میری کمپنی کے تین آدمی ضایع ہوئے۔ ساڑھے گیارہ بجے ایک روسی کالم ۲۲ گاڑیاں لیکر جنمیں ہم کو معلوم تھا کہ فوج پیدل کیلئے کارتوس لدے ہوئے ہیں قوانلق کیطرف آتا ہوا کریستین بلپونار شرک پر نمودار ہوا۔ اسکے مقابلہ کے لئے نشانہ بازوں کی چار کمپنیاں تاکستانوں میں بھیجدی گئیں جنہوں نے کالم مذکور کو نقصان کثیر پہونچا کر پیچھے ہٹا دیا۔ اس کام میں تیاپاس اور طلعت طابیئوں کی توپوں نے بھی مدد دی۔ دوپہر اور تین بجے کے درمیان روسیوں نے پھر دو دفعہ قوانلق میں سامان حرب پہونچانے کی کوشش کی لیکن کامیاب ہوئے۔ قوانلق کے اندر یا اسکے قریب کسی روسی کے جسم کے کچھ حصہ کو نظر آنیکی دیر ہوتی کہ جھٹ باغلر باشی کی خندقوں سے اس پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہوجاتی۔ بعض اوقات واحد شخص پر سو سو بندوقیں سر کیجاتیں۔ روسی پانی لانیکے لئے جو جماعتیں نالہ پر بھیجتے وہ تباہ کیجاتیں۔ سپاہیوں میں بعینہ ویسی ہی جوشی پھیلی ہوئی تھی جیسی کہ شکار کے موقعہ پر شکاریوں میں ہوتی ہے۔ ہر ایک آدمی کے گرنے پر خوشی کے وحشیانہ نعرے بلند ہوتے تھے۔ ہم دریں اثنا تاکستانوں کے چشموں سے پانی لا رہے ہوئے تھے اور ہم کو نالہ پر جانے کی احتیاج نہیں رہگئی تھی۔ مزید برآں ہمکئے ایسا رہے بارش کا پانی جمع رہنے کیلئے شب اور پیپے بھی رکھہ دئے گئے تھے۔

۴ بجے قوانلق میں دشمن کا میگزین اڑا جس پر ترکوں نے خوب زور و شور سے نعرے لگائے۔

ڈھائی بجے ہم نے حملہ کے لئے چپ چاپ خاموشی کے ساتھہ پھر صفوں کو درست کیا۔ ترتیب وغیرہ وہی تھی جو کہ پہلے حملہ کے وقت تھی۔ صرف یہہ فرق تھا کہ اب عبداللہ کے پاس دو بٹالینیں زیادہ تھیں جنکو شیر نے بھیجا تھا اور تاکستانوں میں پہونچ گئی تھیں۔

۱۱ ستمبر کی سہ پہر کو قوانلق پر حملہ کرنے والی فوج کی ترتیب و جمعیت حسب ذیل تھی۔ اسکے سمجھنے کے لئے وہی پہلا نقشہ کافی ہے۔ فرق دونوں جدولوں کے مقابلہ سے واضح ہوجائیگا۔

کمانڈر: کرنیل توفیق بک   نائب کمانڈر: کرنیل خیری بک

الف : تین پلٹنیں ۔ زیر کمان لفٹننٹ کرنیل محمد ناظف بک
ب : ایک پلٹن
ج : سات پلٹنیں ۔ زیر کمان لفٹننٹ کرنیل عبداللہ بک
د : اڑہائی پلٹنیں ۔ زیر کمان لفٹننٹ کرنیل رضا بک
ہ : دو رسالے نظامیہ کیولری ۔ سالونیکی مجاہدین اور چرکسوں کے

میزان ۔ ساڑھے تیرہ پلٹنیں اور دو رسالے جملہ تخمیناً ۵۵۰۰ آدمی ۔

تین بجے میلاس ۔ طاہر اور عمر طابیات اور ہیڈ کوارٹر سے قوانلق پر گولوں کی سخت بوچھاڑ کیگئی ۔ اسوقت بارش موسلا دہار ہو رہی تہی اور نرم آندہی چل رہی تہی ۔ مگر موسم صاف اور نگاہ دور تک کام کر سکتی تہی ۔

تین بجکر دس منٹ پر قوانلق پر شمال کی طرف سے سخت رائفلی آتشباری کیگئی ۔ دشمن کو دہوکہ دینے کے لئے ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ۔

تین بجکر ۱۵ منٹ پر عبداللہ بک کی سات پلٹنیں جنکو آگے آگے "سکرمشر" ہے ۔ تاکستانوں سے باہر نکلتی ہیں ۔ اور ساتھ ہی بڑی تیزی سے آتشباری کرتی جاتی ہیں ۔

تین بجکر بیس منٹ پر ہمارے بگل "پیشقدمی" کا حکم سناتے ہیں ہم خندقوں سے نکلکر متوسط رفتار سے تاکہ ہمارے سکرمشروں کو آتشباری کرنیکے لئے وقت ملے سیدہ قوانلق کیطرف بڑہتے ہیں ۔ سکرمشر نہایت ثابت قدمی اور باقاعدگی کے ساتھ باڑہیں مارتے رہے ۔

اس مرتبہ ہم کامل نظام اور ثبات کے ساتھ آگے بڑھے کسی موقع پر ٹیپ یا پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیا ۔ صرف دو جگہ مختصر سا قیام کیا گیا ۔ اسوقت افسروں کے سوائے باقی سب زمین پر پیٹ کے بل لاشوں کی اوٹ میں نقلیں سر کرتے رہے ۔ پہلی خندق میں جسکو دشمن چھوڑ گیا تہا ہم نے ذرا سا قیام کیا اور وہاں سے دو بار سریع آتشباری کی ۔ روسیوں کی آتشباری ہمارے برخلاف کمزور تہی ۔ انکی فوج کا زیادہ حصہ عبداللہ کی پلٹنوں کے مقابلہ پر تہا چند منٹوں کے سستانے کے بعد ہم نے پہر آگے بڑھ کر دست و گریبان ہونیکے بغیر دوسری خندق پر قبضہ کر لیا ۔ وہاں سے ہم کو ہمر مکانات کی چہتیں اپنے پر جوش شہری بہائیوں سے لدی ہوئی دکہائی دیں ۔ مسلم ہمکو "اللہ اکبر" کے پر زور نعرے سنائی دیئے جنہیں اس دفعہ خالص فاتحانہ صدا اور گونج پائی جاتی تہی ۔ ہمیں تے آتشباری بند کرنیکا حکم دیا ۔ تاکہ دہواں دور ہو کر میدان نگاہ صاف ہو جائے ۔ جب دہواں

دور ہو گیا تو ہم نے شمال مغربی جانب سے ترکوں کو مورچہ کی فصیل پر چڑھتے ہوئے دیکھا۔ اب بھلا سپاہیوں کو کون روک سکتا تھا۔ ہر ایک شخص زمین سے اٹھ کر جس قدر اُسکی ٹانگوں میں بل تھا بے تحاشا معرکۂ قتال کی طرف دوڑ پڑا۔ آخری خندق میں معدودے چند باقیماندہ روسیوں سے جو ہماری سنگینوں کا شکار ہو گئے مختصر سی لڑائی کر کے ہم مورچہ کی طرف پل پڑے اور فصیل پر چڑھ گئے۔ جہاں سے دیکھتے ہیں کہ مورچہ ہمارے رفقا کے قبضہ میں ہے۔ روسی جنوب مشرقی کونہ سے باہر نکل گئے تھے۔ جہاں سے وہ کریشن شرک اور ناکسانو کو ہو گئے۔ ہماری فوج کے جوش کا کوئی پایاں نہ تھا اور وہ مزید لڑائی کے لئے ماہی بے آب کی طرح بیقرار ہو رہی تھی۔ ہمارے بعض سپاہی زخمی دشمنوں کو ذبح کر رہے تھے جنکو میں نے عین موقع پر مورچہ میں داخل ہو کر بچا لیا جن معدودے چند نے حکم کی تعمیل نہ کی انکو میں نے تلوار کی ضربوں سے روکا۔ ان ضربات کے نشان تمام عمر تک اُنکے چہروں پر باقی رہینگے۔ بدبخت دیا اعبار نے احسان میری پذیرائی اشک آنکھوں سے میری طرف دیکھا جسکو میں نے اپنے سلوک کا بہاری صلہ تصور کیا۔ ہم کو مورچہ میں دو اپنی اور تین روسی توپیں ملیں۔ باقی تین وہ ہاتھوں سے کھینچ کر ساتھ لیگئے۔ مورچہ میں عجب کھلبلاہٹ پڑی ہوئی تھی۔ اُس میں خونریزی بجد وحشتناک ہوئی تھی۔ اس میں اور مذبح میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا تھا۔ زمین لدل بنی ہوئی تھی جسمیں غالب حصہ انسانی خون تھا۔ انسان کے خون کے دریا بہہ رہے تھے اور جابجا اسقدر گڑھے اور ہیبت ناک بھرے ہوئے ہوئے تھے جسکو نشان آسمان کی موسلادہار بارش سے بھی معدوم نہیں ہوتے تھے۔ اسی اثنا میں چار کمپنیاں بلا حکم عیسٰی طابیہ کو جس پر محمد ناظف کی تین پلٹنوں نے حملہ کر دیا تھا چلدیں۔ انکو دیکھکر دوسری فوجیں بھی اسی طرف ہو گئیں۔ میں بھی اپنی کمپنی کو لیکر اُنکے ساتھ شامل ہو گیا۔ مگر میری پلٹن کی باقی تینوں کمپنیاں اور میجر قوانلق بھی میں پیچھے رہا۔ ان کو توفیق بک نے یہ دیکھ کر کہ روسی عیسٰی طابیہ کو خالی کر رہے ہیں روک لیا تھا۔ جب ہم یعنی میری کمپنی اور پانچ چھ دیگر کمپنیاں جو اسیقدر مختلف پلٹنوں کی تھیں کیونکہ قوانلق میں فوجیں آپس میں اس طرح خلط ملط ہو گئیں تھیں کہ اسوقت اُنکو علیحدہ علیحدہ کرنا ناممکن تھا عیسٰی طابیہ میں پہونچے تو وہ چار کمپنیاں جو سب سے اول گئی تھیں اور محمد ناظف بک کی فوج کا ایک حصہ اس پر قابض ہو چکا تھا۔ روسیوں کے ساتھ انکی دست بدست لڑائی نہیں ہوئی تھی۔ مگر عین اُسوقت اپنی پیدل فوج کی پسپائی کی حفاظت کیلئے کاسکوں کے چند رسالے گھوڑے دوڑاتے پہونچ گئے۔ محمد ناظف نے اس ضرورت کے موقعہ کو مدنظر رکھکر دانشمندی سے سالونیکی مجاہدین اور نظامیہ سواروں کے چند رسالے

اس موقع پر جہاں کہ کریشن شرک پلیونا میں داخل ہوتی ہے کہ بڑے کرتے تھے۔ کاسکوں کو دیکھ کر وہ بھی سرپٹ گھوڑے دوڑاتے پہونچ گئے اور دونوں میں سخت معرکہ آرائی ہوئی۔ ہماری چند کمپنیاں اپنے سواروں کی کمک کے لئے آگے بڑہیں جس پر کاسک پیٹھ دکہا کر بہاگتے ہوئے اور لونچہ شرک کی طرف نظروں سے غائب ہو گئے۔

روسی تاکستانوں میں سے اور کریشن شرک کے کنارہ کنارہ پیچھے ہٹے۔ وہ علیسی طابیہ سے نصف میل جنوب کو جا کر بائیں طرف کو ہو گئے اور لونچہ شرک پر چڑہ کر اسکے راستہ لبستو وتسرز کو چلے گئے جہاں رات کو شب باش ہوئے۔ دوسرے بابین میں سیری کمپنی نے تین اور دیری بابین کے ۱۵ آدمی ضائع ہوئے۔ حملہ آور فوج کے صرف تین سو کس ضائع ہوئے۔ رشا بک زخمی ہوا۔

پانچ بجے تک کل معاملہ طے ہو گیا اور پلیونا کی تیسری اور عظیم ترین لڑائی جس میں روسیوں کو کامل زک اور ناکامی نصیب ہوئی ختم ہو گئی۔ ترکی کمپ کو نیوک سنگس فتح کرنیکے لئے وہ چند ہفتوں سے تیاریاں کر رہے تھے۔ انہوں نے عثمان کے قلعہ کو لینے کیلئے اپنی طرف سے کوئی کسر باقی نہ رکہی تھی یعنی کہ ایک بھی ایسا شخص نہ تھا جسکی وہ گنجائش نکال سکتے ہوں اور اُسے میدان میں نہ اتارا گیا ہو۔ انہوں نے حملہ کرنے کیلئے راستہ صاف کرنیکے لئے چار دن ایسی سخت گولہ باری کی تھی جسکی نظیر محاربات عالم میں کوئی نہیں پائی جاتی۔ انہوں نے اس لڑائی کیلئے اپنے قابلترین کمانڈر اور افسر رسٹو کریلو۔ امرت انسکی۔ سکوبلاف اور کیولری کمانڈران لوشکاریف لیونٹیف اجمع کئے۔ انکا زار۔ انکا کمانڈر انچیف (یعنی سپہ سالار) گرینڈ ڈیوک نکلس (حاکم رومانیا۔ جرمن فوجی اٹاشی (جنرل وان ورڈر) اور بہتیار نامور سفرا۔ مدبر اور ماہران فنون جنگ سپاہیوں کے حوصلے بڑہانے کیلئے میدان کارزار میں موجود تھے۔ مگر یہ ہیں ہزار آدمیوں کی جانوں کے عوض انکو ملا کیا؟ ایک چھوٹا سا بے حقیقت مورچہ جسکے قبضہ نے بعد میں انکو نفع کی نسبت نقصان زیادہ پہونچایا۔ مگر یہ مشتبہ اور مخدوش فتح بھی درحقیقت ومانوی کو حاصل ہوئی (روسی اسکا بھی دعویٰ نہیں کر سکتے) اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس امر سے روسی کمانڈروں کے دلوں میں شرم و ندامت کی اور زیادہ برچھیاں چبھتی رہی ہونگی[۹]۔

[۹] اس امر کو خود روسی مورخ اور دیگر ماہران فنون جنگ تسلیم کرتے ہیں کہ گریوتسز امورچہ نمبر ایک کے قبضہ سے روسیوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ مگر اس سے یہی نہیں کہ فائدہ کچھ نہ ہوا۔ بلکہ صریح نقصان پہونچا۔ کیونکہ محاصرہ مابعد میں فریقین میں اسکی وجہ سے اس قدر قرب ہو گیا کہ اُس کی سلامتی کے لئے ہر وقت خطرہ پیدا ہو گیا تھا بے فائدہ خونریزی ہوتی رہی اور فریقین کے عام سپاہیوں میں جیسا کہ ایسی صورتوں میں بالیقین ہو جاتا ہے۔ دوستانہ میل ملاپ ہو جانے سے فوج کے نظام کے

اس لڑائی کے سلسلہ وار مجمل حالات حسب ذیل ہیں:-

دشمن نے ترکی کیمپ پر تین طرفوں سے حملہ کیا۔ اُسکے بازوئے راست یا یمینی دستہ نے جس میں نو ہزار آدمی کو اور تین رومانوی ڈویژن جنرل کروڈنر کے زیر کمان تھے بجانب شمال مشرق قانلی طابیہ پر حملہ کیا۔ اسکے قلب نے جس میں جیلم کو جنرل کریلو کے زیر کمان تھی جنوب مشرق میں عمر طابیہ پر اور اُسکے بائیں جانب یا یساری دستے نے جس میں جنرل سکوبلاف کا دستہ تھا جنوب مغرب میں کریشن مورچوں پر حملہ کیا۔ حملہ کے لئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۳- مخدوش ہونے کا اندیشہ ہوگیا۔ ترکی مورچہ اور اس مورچہ میں ۳ سو گز کا۔ دونوں کی خندقوں میں ایک سو گز کا فاصلہ تھا اور بعض وقت مخالف سنتریوں میں فقط تیس گز کا فاصلہ ہوتا تھا۔ بعیدی چوکیوں کے سنتری ایک دوسرے سے بات چیت، راگ بازی اور ہنسی مخول کرتے اور بسکٹ تمباکو وغیرہ اشیاء کے ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیتے یہ درست ہے کہ یہ نقصان دونوں طرفوں کیلئے یکساں تھے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ وہ محاصرین کیلئے جو جیتی ہوئی بازی کھیل رہے تھے مقصورین کی نسبت جو ہری ہوئی بازی کھیل رہے تھے زیادہ مضر تھے۔ اگر قانلی طابیہ روسیوں کے پاس نہ ہوتا تو اُسکے بغیر بھی انکا محاصرہ برابر مکمل تھا۔ اور نتیجہ بعد میں یکساں نکلتا۔ فرق فقط یہ تھا کہ بیفائدہ خونریزی کم ہوتی۔ باش طابیہ (گریوتتزا مورچہ نمبر ۲) کے بغیر قانلی طابیہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا تھا۔ دونوں بلکہ بہت بھاری قدر و منزلت رکھتے تھے۔ اسی لئے رومانویوں نے باش طابیہ پر متواتر حملہ کر کے ہزارہا آدمی کٹوا دئیے۔ جو قانلی طابیہ کو خالی کر دینے کی صورت میں کبھی ضایع نہ ہوتے۔ مزید براں خود قانلی طابیہ میں لازمی طور پر بہت بڑی جمعیت رکھنی پڑتی تھی۔ اور ترک اس پر مجتمع گولہ باری کرتے رہنے سے روسیوں کو بیشمار نقصان پہونچاتے رہتے تھے لڑائی کے وقت اور اس کے بعد زار اور گرینڈ ڈیوک نکلس کے ہیڈکوارٹر پورادم میں رہے۔ یہ دونوں لڑائی کو دیکھتے رہے تھے۔ ڈیوک اس پہاڑی سے جو گریوتتزا سے دو میل جنوب میں اور رادی شیوو سے اسی قدر فاصلہ پر مشرق میں ہے۔ روسی اس کو گرینڈ ڈیوک کی پہاڑی پکارتے تھے۔ زار اس پہاڑی سے جو گریوتتزا سے بجانب جنوب مشرق دو میل کے فاصلہ پر اور پہلی پہاڑی سے اُسی قدر فاصلہ پر شمال مشرق میں ہے روسی اس کو زار کی پہاڑی پکارتے تھے۔ ٹوٹلبن نے ۱۴ ستمبر کو تجویز کیا تھا کہ روسی فوج دریا راد سے پرے ہٹ کر بلگرینی کو اپنا مرکز بنائے۔ مگر نکلس نے اس کو مسترد کرکے حکم دیا کہ روسی و رومانوی فوج کی اولین صف بوگوت رادی شیوو - گریوتتزا اور ویرتینزا کے برابر قایم کیجائے۔ اور پلیونا کے مغرب میں فوج سواران مامور کیجائے۔ مصنف۔

۱۱ ستمبر کی تاریخ اور تین بجے بعد دوپہر کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ مگر قلب کی دو رجمنٹیں دو گھنٹے پہلے چل پڑی تھیں۔

قانلی طابیہ نے تین حملوں کو کامیابی کے ساتھ روکا۔ چوتھا حملہ جو ۱۱ ستمبر کو سات بجے شام کے وقت ہوا کارگر ہو گیا۔ ۱۲ ستمبر کو اس مورچہ کو واپس لینے کے لئے کئی دفعہ اور شام کے وقت بڑے پیمانہ پر کوشش کی گئی۔ لیکن وہ سب ناکام رہیں اور آخر کار اُسے دشمن کے قبضہ میں چھوڑ دیا گیا۔

روسی قلب کا حملہ بہت بُری طرح سے ناکام رہا جیسی اس فوج کو ۱۱ ستمبر ۱۸۷۷ء کے دن شکست ملی ویسی کبھی کسی فوج کی گت نہیں بنی۔

جنوب میں سکوبلیف کی بہادری، تندی و تیزی، لیاقت اور عجیب و غریب بے انتہا اقتدار اور سوجھ بوجھ نے اسکو اپنے سپاہیوں پر تنہا کرشن مورچوں کے برخلاف کوئی پیش نہ گئی۔ اس پر وہ ان کو غیر مفتوح چھوڑ کر آگے بڑھ آیا۔ اور پلیونا مورچے لے لئے۔ اور ترکی کیمپ میں مثلث خانے کے زاویہ حادہ والے کونہ کی طرح گھس کر اسکو دو جدا جدا حصوں میں کر دیا۔ مگر ۱۲ ستمبر کو اس موقع سے نکال دیا گیا۔

لڑائی کے دوران میں روسی و رومانوی کیولری[۹۵] نے ارخانیہ سڑک پر قبضہ کر لیا تھا جس پر وہ ۱۴ ستمبر تک جبکہ احمد حفظی پاشا کا کالم انکی صفوں کو چیرتا ہوا اُس سڑک کے راستہ پلیونا آیا برابر قابض رہے۔

۱۳ اور ۱۴ ستمبر کو روسی مرکز میں رادی شیڈو اور جنوب میں بوغوت کو پیچھے ہٹ گئے۔ مگر انکا میمنی بازو قانلی طابیہ پر قابض ہونے کی وجہ سے ترکی صفوں یا کیمپ سے صرف تین سو گز کے فاصلہ پر رہا۔

ترکوں کے پانچ ہزار آدمی شہید و زخمی ہوئے۔ روسی و رومانوی فوج کے نقصان کی مختلف مقداریں بتائی گئی ہیں۔ بعض نے ۲۵ ہزار تک اور کئی مورخوں نے صرف ۱۶ ہزار لکھی ہے۔ میرے خیال میں درست تعداد ان دونوں کے بین بین یعنی تخمیناً بیس ہزار (۱۵ ہزار روسی اور پانچ ہزار رومانوی) قتل و زخمی ہوئے جن میں سے ۵ ہزار روسیوں کے بازوئے راست میں۔ ۶ ہزار قلب میں۔ ۸ ہزار سکوبلاف کے دستہ میں (جسکی کل جمعیت ۲۰ ہزار تھی یعنے ۴۰ فیصدی زخمی و قتل ہوئے) اور ایک ہزار آرٹلری، کیولری اور ریزرو فوج میں قتل و مجروح ہوئے ہم نے دو ہزار مجروح اور کئی سو صحیح سالم روسی اسیر کئے۔ ہماری فوج کے چار سو آدمی مفقود الخبر ہوئے۔

---

[۹۵] جنرل لوشکاریف چار روسی اور چار رومانوی کیولری رجمنٹیں (۲۴ رسالے) اور ۱۸ ہلکی توپیں لیکر ودکے بائیں کنارہ پر اور جنرل لیونٹیف چار روسی رجمنٹیں (۲۴ رسالے) اور ۱۸ ہلکی توپیں لیکر روسی کیمپ کے بائیں بازو پر رہا۔ مصنف۔

میدان جنگ پر ۳ ہزار لاشیں تہیں یا غیر یقینی کا کل نقصان کم از کم ۲۵ ہزار یعنی جس قدر فوج معرکہ میں شریک
ہوئی اُسکا پانچواں حصہ ضایع ہوا۔ روسیوں کا **نقصان کل ترکی فوج کے دو ثلث کے**
برابر ہوا۔ اسکی نظیر دنیا کی گذشتہ لڑائیوں میں نہیں پائی جاتی۔ قائم طابیہ میں ہماری دو توپیں گئیں اور توامق
میں تین ہم نے فتح کریں۔

افسوس عثمان اس فتح سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکتے تہے۔ اُنکے پاس کیولری کی جمعیت اس قدر تہوڑی
تہی کہ وہ باقاعدہ تعاقب خوب سیر ہو کر نہیں کر سکتے تہے۔ علاوہ بریں آدمی تکان سے جان بلب اور بارش
سے تربتر تہے اور اُنکے کپڑوں کے پرخچے اُڑ گئے ہوئے تہے۔ اور کل فوج میں ناقابل بیان کھلبلی پڑی ہوئی
تہی رسد پہونچنے کے راستے بند تہے اور **مجلس حرب** اور دوسری عثمانیہ فوجوں نے اُنکو بالکل بے مدد چہوڑ
دیا ہوا تہا۔ تاہم اُنکے لئے یہ امر کچھ کم تشفی اور اطمینان کا نہ تہا کہ انہوں نے اپنے ملک کے جہاں دشمن کی ایسی ہزیمت
کی ہے کہ ۱۸۵۶ء سے بعد جبکہ جرمنی کے قیصر فریڈرک اعظم نے بمقام زورنڈوف اُسوا یعنی روس کو شکست فاش
دیکر تتر بتر کر دیا تہا اُسکی کبہی ایسی درگت نہیں ہوئی تہی۔

ترکی فوج کے اعلیٰ افسروں میں سے لفٹنٹ کرنیلان علی رضا بک و ابراہیم بک شہید۔ اور جرنیل دوبڑن
حسن صابری پاشا۔ جرنیلان بریگیڈ رفعت پاشا۔ قرہ علی پاشا و امین پاشا۔ کرنیلان خیری بک۔ عمر بک و
حافظ بک اور لفٹنٹ کرنیل رضا بک زخمی ہوئے۔

اُن افسروں کا ذکر کرنا جنہوں نے اس لڑائی میں نمایاں بہادری دکہائی مشکل کام ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ بہت سے
ویسے ہی قابل تعریف افسروں کے نام اندراج سے رہجائیں۔ عمر بک اور عطوف پاشا قلب کی کامیاب محافظت و
مدافعت پر۔ امین پاشا و رفعت پاشا جو اپنی حملہ کنندہ پلٹنوں کے آگے آگے بڑہتے وقت زخمی ہو کر زمین پر گر
پڑے۔ عبد اللہ بک۔ محمد ناظف بک خیری بک اور رضا بک مفتوحہ مورچوں پر حملہ کرنے میں مردانہ وار
شریک ہونے پر۔ عادل پاشا یساری بازو میں باوجود قلت فوج بعدیل ترتیب انتظام کرنیکے لئے سلیمان بک
انتہائی شمالی جانب راو پانتس میں قابل تعریف نگرانی او چوکسی کرنے پر جسکی وجہ سے ہی روسی اس طرف
حملہ کرنے سے رُکے رہے۔ حافظ پاشا باش طابیہ میں بے نظیر مردانگی سے دشمن کا مقابلہ کرنے پر۔ احمد
پاشا بحیثیت کمانڈر توپخانہ مسلسل مستعدی دکہانے پر۔ اور عثمان بک کمانڈر فوج سواران۔ اپنی قلیل التعداد
فوج سے تا مقدور کل ضرورتوں کو پورا کرتے رہنے پر پوری پوری تعریف و توصیف اور عزت و نیکنامی کے

مستحق ہیں۔ ۱۱ ستمبر کی لڑائی میں سرداری کا تاج بلاشک وشبہ توفیق بک کے سر رہا۔ اسکے نیدکمان جو حملہ کیا گیا تھا اُس نے لڑائی کا فیصلہ کر دیا اور ہلال کے لڑتے ہوئے عَلَم کو غالباً شاید آخری دفعہ (علم الغیب عنداللہ اسکی نسبت کوئی شخص دعوے سے کچھ نہیں کہہ سکتا) پھر فتح ونصرت کے سہرے سے آراستہ کر دیا۔

توفیق بک کو بریگیڈیر کے رتبہ پر ترقی ملی۔ اور وہ اُسوقت سے لیکر فوج میں بہت ہر دلعزیز ہو گیا۔

مگر میرے خیال میں (میں ایسا کہنے سے) اُس تعریف وعزت میں جو توفیق بک کا حق ہے کوئی کمی نہیں کرنا چاہتا کیونکہ یہی وہ شخص تھا جس نے آخرش ترکوں کی طرف سے میدان مارا) ان تمام پرخطر ایام کا سب سے بڑا بہادر اور مرد میدان کرشین ہوپچوں کا کمانڈر کرنیل یونس بک تھا۔ باعلر باشی کا سویہ بُعد کی وجہ سے شروع شروع ہی میں اُسکی تحویل سے علیحدہ کر دیا گیا تھا باقیماندہ ہوپچو رسیلاس طلعت ویونس طابیات) اُس نے صرف چھ توپوں اور سات پلٹنوں سے سکوبیلا کی بیس پلٹنوں اور ستر توپوں کے مقابلہ پر برابر چھ دن قابو میں رکھی اور دشمن کو اُنکے قریب پھٹکنے دیا۔

دو یا تین دن بعد پریڈ کے موقع پر جو جنرل آرڈر (جنرلی حکم) پڑھا گیا اُس میں توفیق اور یونس کے نام خاص طور پر لئے گئے۔

فوج کو جب فتح کا یقین ہو گیا تو اُنکی پرجوشی کا کوئی حد وحساب نہ رہ گیا سپاہی خوشی کے مارے دیوانوں کی طرح ایکدوسرے سے بغلگیر ہونے ناچنے کودنے اور گانے لگ گئے۔ وہ اپنے جلیل القدر سپہ سالار کے نام کا اس طرح سے ورد کرنے لگ گئے کہ گویا وہ دوسرا پیغمبر تھا۔ اس مجنونانہ مسرت کا دورہ گذر جانے پر سالم کی سالم پلٹنیاں شکر و احسان ادا کرنے کے لئے اُس **پاک ذات** کی جناب میں جس کے ہاتھ میں فتح ونصرت کی عنان ہے فرش خاک پر سربسجود ہو گئیں۔ یہ جوش خلوص وعقیدت ہر فرد بشر کے دل میں ایسا ساری ہو گیا تھا کہ میں نے ایک مجروح کو جسکا پیٹ پھٹ گیا ہوا تھا اور وہ دوہرا ہو کر زمین پر تڑپ رہا تھا دیکھا کہ وہ بھی لوٹ پوٹ کر سجدہ کی وضع میں ہو گیا اور اسی حالت میں اُس دلی یقین کے ساتھ کہ جنت کے دروازے اُسکے لئے چوپٹ کھول دیئے گئے ہیں جان بحق تسلیم ہو گیا

عثمان نے جسکا عزم بالجزم۔ اخلاقی جرات کو وقار اور ارادہ ایسا پختہ تھا کہ سر جائے مگر تعمیل منشار میں سر مو فرق نہ آنے پائے اس فتح سے انیسویں صدی کی تاریخ میں ایسا شاندار اور چمکدار نشان قائم کر دیا

* ان میں سے چار وہ تھیں جو دراصل اُسکے نیدکمان تھیں۔ ایک بلوکنس بھیجی گئی تھی اور دو اُس نے اپنی اُمعیت کی منتشر شدہ فوج کے بھٹکے ہوئے سپاہیوں کو جمع کر کے بنائی تھیں۔ مصنف۔

جو قیامت تک محفوظ ہوگا جبکہ چاروں طرف سے مایوسی کی گھنگھور گھٹا چھا رہی تھی۔ امید کی مقدس روشنی جس روشنی کو بہادر آدمی کے سینہ میں موت کے سوائے اور کوئی چیز نہیں بجھا سکتی اُسکے اندر برابر جل رہی تھی جس نے اسا نے سر انکار کر کے مردانہ وار اپنی آخری پلٹنیں داؤ پر لگا دیں اور بازی کو جیت لیا۔ بانستثنا سکوبلاف روسی کمانڈروں کی تنگ خیالی اور باہمی رشک و رقابت کی زمانہ جانبوں کے مقابلہ میں عثمان اپنی اخلاقی جرات کی شاندار روشنی میں دیو سا سر بفلک کھڑا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ جولیس سیزر رومن فاتح و قیصر کی طرح بارگاہ احکم الحاکمین میں عجز و نیاز اور مردانہ ہمت و استقلال اُسکا شعار تھا۔ اور انہی دونوں کے طفیل فاتح و منصور ہوا عثمان کا زہد و اتقا اور سچی عبادت گذاری کیمپ میں سب کو معلوم تھی۔

ان ایام کی کشت و خون سے کیا عجیب سبق حاصل ہوتا ہے! تمہارا میدان کارزار خواہ گریولاٹ[1] کی مشہور تاریخی مرغزاروں پر ہو یا پلیونا کے میدانوں میں۔ جہانکہ حمل دارن گیتی نے ایسی تکلیف و دقت اور مشکل سے جسکی نظیر دنیا نے پہلے کبھی مشاہدہ نہ کی زمانہ کے نئے دور کا بچہ جنا۔ اور خواہ وہ میدان تمہارے دل کے سب سے اندرونی پردہ میں ہو جہانکہ خدا کی آنکھ کے سوائے اور کوئی آنکھ کام نہیں کر سکتی تم عزم بالجزم کر لو کہ ہار نہیں مانونگا۔ اور اُس پر ثابت قدم رہو تو نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اس میدان کارزار سے مظفر و منصور برآمد ہو گے۔

۱۸۷۷ء میں جو لوگ انگلستان۔ فرانس اور جرمنی میں تھے انکی زبانی اور نیز اُسوقت کے اخبارات کے مطالعہ سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اُسوقت یورپ میں بے حد تعجب و حیرت پھیل گئی تھی۔ لوگ باور نہیں کر سکتے تھے کہ مٹھی بھر ترکوں نے زبردست روسی ٹڈی دل کو شکست فاش دی ہے۔ تاریخ کے افق پر ایک نیا ستارہ طلوع ہو گیا تھا اور ہر فرد بشر کی زبان پر **عثمان** کا نام تھا۔ بالخصوص انگلستان میں جہاں جاؤ اسی کا چرچا تھا چنانچہ اگر وہ ۱۸۷۷ء میں انگلستان کو جاتے تو انکی وہ آؤ بھگت ہوتی کہ بلوکر[2] کی طرح ہی شہنشاہ ہجانی۔ لڑائی سے بعد کئی ہفتوں تک سٹرک کے دوبارہ کھل جانے پر تمام ممالک خاصکر انگلستان اور آسٹریا سے مبارکباد کے خط کیمپ میں دھڑا دھڑ پہونچتے رہے۔ بارگاہِ سلطانی سے عثمان کو **غازی** کا خطاب مرحمت ہوا۔

اس لڑائی میں میری کمپنی کے ۲۵ آدمی قتل و ناکارہ ہوئے۔ مگر یہ تعداد مجھے بعد میں متحقق ہوئی۔ کیونکہ

---

[1] صوبہ السیس لورین کے ایک مقام کا نام ہے۔ جہاں ۱۸۷۰ء میں جرمنوں نے فرنچ فوج کو شکست فاش دی۔ مترجم

[2] جرمن جرنیل جس نے ڈیوک آف ولنگٹن کے ساتھ ملکر واٹرلو کے میدان میں نپولین اوّل کو شکست دی تھی۔ اسکا پورا نام جبہارڈ لیبرشت فان بلوکر ہے ۱۷۴۲ء میں پیدا اور ۱۸۱۹ء میں فوت ہوا۔

۱۰ ستمبر کی شام کو لفٹنٹ سیمو کے سکویڈ کے علاوہ پورے ساٹھ آدمی مفقود الخبر تھے اس دن میری صفوں میں آدھے آدمی اجنبی تھے۔ میری کل پلٹن میں اسی آدمی شہید اور زخمی ہوئے۔ تاب جو خون کے بہنے سے نہایت نحیف ہو گیا تھا ہسپتال میں چلا گیا اور ایک ہفتہ وہاں رہا۔ بقال طبی امداد کے بغیر ہی صحتیاب ہو گیا۔ مجھ اور آصف کو کوئی گزند نہ پہونچا۔ ہمارا قول آغاسی ۲۰ جولائی والے زخم سے شفا پاکر شروع ستمبر میں ہم سے آملا تھا۔ مگر چند دنوں ہی کے بعد وہ ایک اور پلٹن میں جسکو میجر اور قول آغاسی دونوں ضایع ہو گئے تھے تبدیل کر دیا گیا تھا جس پہ سب خدا کا شکر بجا لائے تھے۔ وہ ۱۱ ستمبر کو پھر زخمی ہوا۔ لیکن زخم مہلک یا سخت نہیں تھا۔

ہمارا باش چاؤش جبکہ ہم ۱۱ ستمبر کو جنوب کی طرف روانہ ہوئے تھے تو بظاہر گولی بارود کے میگزین کی حفاظت کیلئے اور در اصل ڈر کے مارے جا تو پا یہ سوچ میں ہی رہتا تھا۔ وہ مورچہ کی عقبی میگزینوں کو جا رہا تھا کہ گولے سے ہلاک ہو گیا۔ یہہ دیکھہ کر ہم سب نے یکزبان ہو کر کہا "خوب ہوا۔ اس سے ہی خلاصی ہوئی"۔ اسکی جگہ بقال باش چاؤش کے رتبہ پر فایز ہوا جس پہ سب کو سچی خوشی ہوئی۔ مگر میری خوش قسمتی سے وہ افسروں کی قلت کے باعث میرے والے سکویڈ کی افسر کی حیثیت میں میری کمپنی میں ہی رہا۔ اور اس طرح سے یہہ عجیب و غریب شخص تین مختلف عہدوں (کمپنی کے ایکلر باقیماندہ سارجنٹ۔ پلٹن کے باش چاؤش اور ایک سکویڈ کے قائم مقام لفٹنٹ) کے فرائض کو نہ صرف نہایت خوبی اور عمدگی کے ساتھہ بلکہ بلا تردد اور محنت ادا کرتا رہا۔

آخری جلہ میں ہمارے میجر کو شخنہ پہ گھوڑے کی گولی کھا کر گرتے وقت چوٹ آئی جو ہسپتال میں جانیکے بغیر خود بخود اچھی ہو گئی۔

لڑائی تو ختم ہو گئی تھی۔ مگر ابھی اتنے کام باقی تھے کہ آرام و آسایش کوسوں دور تھے۔ ترکوں کو صد آفرین کہنا چاہیے کہ سب سے اول انہوں نے زخمیوں کی طرف توجہ کی۔ وہ روسیوں کی طرح فتح پانے پر شراب میں بیکید بدست نہ ہو گئے بلکہ اس افراتفری میں جیسی کچھہ باقاعدگی کی توقع کیجا سکتی تھی ویسی باقاعدگی کے ساتھہ وہ مجروحین کو جمع کرنے اور انکی مرہم پٹی میں مصروف ہو گئے۔ مردوں کی طرف متوجہ ہونیکی اسوقت کوئی فرصت نہ تھی۔ لڑائی سے ہفتہ بھر بعد تک وہ دفن نہ کئے جا سکے تھے۔ یہہ عرصہ انسانوں کے بوسیدہ جسموں پر آوارہ گرد کتے۔ گدھیں اور کوے جشن مناتے رہے۔ یہہ ہولناک نظارہ اگر مغالف شہنشاہوں میں سے کوئی قیصر دیکھہ لیتا تو غالباً اسے ان تباہیوں کے برپا کرنے پر اسوقت سخت ندامت ہوتی۔ تو آنلق جیسی او مباغلر باشی طابعوں کے

حملہ کمیتوں کی کیفیت کبہی فراموش نہیں ہوسکتی کیچڑ عنابی رنگ کا ہو رہا تہا۔ اور کہیت وچراگاہیں مُردوں سے قریب المرگوں سے بہری ہوئی تہیں۔ اکثر جگہ لاشوں کے عجیب غریب شکلوں میں ڈہیر لگے ہوئے تہے بعضی جگہ میں مُردوں کو اوپر تلے جوڑکر پناہ کیلئے دیواریں بنائی گئیں تہیں۔

جن میں زندگی کی کوئی علامت پائی گئی۔ بلا تمیز دشمن و دوست ہم انکو حتی الامکان سرعت کیساتہہ مورچہ میں اُٹہا لیگئے۔ اور جب اُنکی ابتدائی مرہم پٹی ہوچکی اور خون بہنا بند ہوگیا تو ان کو پلیونا پہونچا دیا گیا۔ گاڑیاں ضرورت سے دسواں حصہ بہی نہ تہیں۔ اسلئے اکثر کندہوں پر اُٹہاکر پہنچائے گئے۔ میری آدہی کمپنی نے اس کام میں مدد دی۔ باقیماندہ کو میں نے چند حصّوں میں تقسیم کردیا۔ مورچہ میں مکّی او چاول کا ذخیرہ موجود تہا ایک حصّہ کہانا تیار کرنے پر لگادیا گیا۔ ایک حصّہ تک ستانوں میں بعیدی چوکی کے فرائض اداکرنیکے لئے بہیجدیا گیا۔ کہ اگر غنیم پہر واپس آکر حملہ کرنے کی کوشش کرے تو وہ ہم کو اطلاع کردے۔ ایک جماعت نالہ سے مورچہ میں پانی لانے کیلئے مقرر کیگئی۔ اور باقیماندہ مورچہ کی شکست ریخت کی مرمت میں ہاتہہ بٹانے لگ گئی۔ تکان بالکل کافور ہوگئی تہی۔ اور فتح کی بے اندازہ خوشی نے ماندگی کو بہلادیا تہا۔ اپنی بیجر اور پلٹن سے جدا ہونیکی وجہ سے مجہکو کوئی حکم اپنے اعلٰی افسر کا نہیں پہونچ سکتا تہا۔ یہہ سب کام میں نے اپنی ذمہ داری پر کئے۔

آٹہہ بجے جبکہ تمام مختلف جماعتیں اپنے اپنے کام سے فارغ ہوگئیں۔ میں نے حاضری لیکر ان لوگوں کے سوائے جو عادل کے ڈویژن سے تعلق رکہتے تہے۔ تمام اجنبیوں کو جنکر لفٹننٹ آصف کے سپرد کردیا کہ انکو اپنے اپنے مورچوں پر پہونچا دے۔ عادل کے فریق کے آدمی جانق بایر کو جاتے وقت ہم اپنے ساتہہ لیگئے۔ ایسا کرنا میرے لئے ضروری نہ تہا۔ میں نے محض رحمدلی سے یہہ کام کیا تہا کہ اُن لوگوں پر بزدلی یا فراری کا الزام عاید نہ ہو۔ اس کام سے فارغ ہوکر میں اپنی باقیماندہ کمپنی ہمیت کہانے (چاول اور دلیا) پر بیٹہہ گیا۔ بارش تہم گئی تہی۔ مگر رات سخت تاریک تہی۔ مورچہ میں بڑے بڑے الاؤ روشن تہے۔ لڑائی سے بعد چار دن تک گاہے گاہے خفیف سے تقاطر کے ماسوا بارش نہ ہوئی۔ گویا قدرت نے لڑائی کے واسطے ہی پانی کا ذخیرہ جمع کر رکہا تہا۔ ۱۷ ستمبر کو بارش بہر زور وشور سے شروع ہوکر شاذونادر وقفوں سے محاربہ کے اخیر تک ہوتی رہی۔ فرق صرف یہہ ہوا کہ ۲ اکتوبر کے بعد بارش کیجگہ برف اور کوہر نے لیلی۔

نوٹ پلیونا کیمپ میں اسوقت ۱۵ سو گاڑیاں تہیں۔ مگر اتنے بڑے میدان کارزار میں بہ تعداد زخمیوں کو شہر اور مُردوں کو مقررہ مدفنوں میں پہونچانیکے لئے مطلقاً کافی نہ تہی۔ مصنف۔

مجہے فراغت پانے پر تو اہلق کو واپس چلا جانا چاہیے تہا۔ مگر میں نے خیال کیا کہ اگر میں خود ٹہیر جاتا تو ہم اچہے رہینگے۔ میجر نے بعد میں میری اس کاروائی کی تعریف کی۔ اسکی دوسری کمپنیوں کے کمان افسر قتل یا زخمی ہو گئے تہے۔ اگر ہم بہی اسوقت اُس کے پاس چلے جاتے تو اسکی دقت میں اور اضافہ ہوجاتا۔

عیسی طابیہ میں جیسا بیان سے باہر کھلبلی اور گڑبڑی پڑی ہوئی تہی چہ یا سات مختلف پلٹنوں کے سپاہیوں کے جم غفیر میں جو کیڑوں کی طرح متحرک تہا تین یا چار گھنٹوں کے بعد باقاعدگی کا ذرا سا شائبہ پیدا ہو سکا۔ اس میں سالم پلٹن ایک بہی نہ تہی بلکہ سالم کمپنیاں بہی معدودے چند ہی تہیں۔ کل کمپنی میں میری کمپنی کا نظام سب سے بہتر تہا۔ ٹوپتق بک نے مورچہ کا جس افسر کو (جو غالباً خیری بک تہا) عارضی کمانڈر مقرر کیا تہا اُس نے بڑی مستعدی سے کام کیا۔ اسنے مجہے اپنے حال پر چہوڑ دیا اور میرے نام کوئی حکم صادر نہ کیا۔ غالباً اُسکو کسی نے کہہ دیا ہوگا کہ "صاحب انگریز" کی طرف سے بیفکر رہنا چاہیے۔ وہ اپنا کام خود بخود ہی کریگا۔ ممکن ہے یہہ میرا خیال ہی خیال ہو۔ جو نوجوانانہ شیخی اور تعلّی سے میرے دماغ میں سما گیا ہو۔ اسلئے میں ناظرین سے اسکو نظرانداز کر دینے کی التماس کرتا ہوں۔

نو بجے کھانے پینے اور آگ کے سامنے اپنے کپڑوں کو سکہانے اور جسموں کو گرم کرنے سے فارغ ہو کر میں نے ایک اعلیٰ افسر سے دریافت کیا کہ ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ اسنے جواب دیا کہ بیساری بازو کی جمعیت بہت کمزور ہو رہی ہے جو امر خالی از خطرہ نہیں اور میمنی بازو میں آدمیوں کی اس قدر بہرمار ہے کہ نظام و ترتیب کا قائم کرنا تقریباً اور آسائش کا میسر ہونا بالکل ناممکن ہے۔ لہٰذا تم فی الفور جانق بایہ مورچہ کو چلے جاؤ۔ یہہ سنکر میں نے اپنی کمپنی کے باقیماندہ حصہ کو جمع کر لیا۔ سپاہی آوارہ گرد فقیروں کی مانند ہو رہے تہے۔ غلاظت اور گہلاپن سے انکو پہچاننا مشکل تہا۔ ہر ایک سر سے پاؤں تک خشک کیچڑ سے لتہڑا ہوا تہا۔ اور اکثر کے کپڑے ایسے پارہ پارہ ہوگئے تہے کہ جسم کو ڈہانپنا مشکل ہو رہا تہا۔ بعض نے لاشوں کے بوٹ پتلونیں اور جاکٹیں "مستعار" لے لی تہیں۔ میں اجنبیوں کے علاوہ جنکو میں نے ساتہہ لیا میرے پاس کل ہم پچاس آدمی تہے۔ سیمور کا سکواڈ مجہے راستہ میں ملگیا۔ اور چالیس آدمی دوسرے دن مورچہ میں آملے جنمیں سے اکثر اس امر کی سندیں رکہتے تہے کہ وہ دوسری جگہ لڑائی میں شریک رہے ہیں۔ میری کمپنی کی اوسط جمعیت ستمبر میں ۱۲۰ رہی۔

ہم پلیونا کے بیچ سے گذرے۔ چند گولے شہر میں پہنچے تہے لیکن ان سے نقصان خفیف سا ہوا تہا۔ اُسوقت شہر کی کیفیت بیان کرنا میرے احاطہ امکان سے خارج ہے۔ بازار بلیانا نہیں رہ گئے تہے بلکہ نالے اور دریا بنے ہوئے تہے۔ اور کاسے قضا جہاں کہیں خشک زمین نظر آتی تہی وہ کہن کی خاصیت رکہتی تہی جب ہوا چلتی ہر درخت

سے بھیگ جانی شروع ہو جاتی۔ ہمارے کپڑے اور جسم جنکو ابھی خشک کیا تھا مکانات کی پرنالوں
سے پھر تر بتر ہو گئے جیسے پہلے ہی تھے حالانکہ میں بڑا متقی عیسائی ہوں بے اختیار منہ سے نکل گیا بازاروں
شارعوں اور موڑوں پر ویسا ہی ہنگامہ لگا ہوا تھا جیسا کہ کاروبار کے وقتوں میں لندن کے بڑے بڑے بازاروں میں
ہوتا ہے۔ فرق یہ تھا کہ یہاں پولیس موجود نہ تھی جو صرف گڑبڑ میں اضافہ کرا دینے کا کام دیتی ہے
مجروحین کی گاڑیوں کی قطاریں بالمقابل سے آکر ایک دوسرے کے ساتھ متقاطع کر رہی تھیں۔ زخمی جن میں اکثر
خون اور زخموں سے بھیانک شکل میں نظر آتے تھے اس طرح لدے ہوئے تھے جس طرح قصاب ذبح شدہ بکروں کو گاڑیوں
میں بھر دیتے ہیں۔ بڑے بڑے چوکوں میں الاؤ روشن تھے جن کے شعلے ہوا سے متحرک ہو کر مکانات کی پیشانیوں
پر کبھی تاریکی اور کبھی روشنی پھیلا رہے تھے۔ اس متحرک اور غیر مستقل روشنی سے تاتاری چہرہ زیادہ تند و خوفناک۔
درخت متحرک بھوت چڑیلیں جنات اور مریض بعض اوقات فرشتے اور دوسرے وقت عجیب و غریب جانوروں کی
شکل میں اور روسی سپاہیوں کے چہرے غیظ و غضب سے برافروختہ دکھائی دیتے تھے۔ پھر چونکہ مختلف بولیوں اور زبانوں کے لحاظ سے
بابل بنا ہوا تھا۔ لوگ روسی۔ رومانوی۔ ترکی۔ عربی اور چرکس زبانوں میں دعائیں مانگ رہے۔ آہ و زاری کر رہے یا
اپنے اپنے فرمانرواؤں کو لعنتیں بھیج رہے تھے کہ انہی کے طفیل یہ سب مصیبتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔
گاڑیبان رہروؤں کو راستہ دینے کے لئے آوازے کستے۔ راستہ یا ہسپتال کا پتہ پوچھتے راستہ نہ دکھانے والوں سے گالی گلوچ
یا دھینگا مشتی کرتے چلے جا رہے تھے۔ ہر طرف بلغاری۔ فرنچ اور کئی نامعلوم الغرض بھانت بھانت کی بولیاں بولی
جا رہی تھیں۔ ایک جگہ کوئی جرمن ڈاکٹر اس طوفان بے تمیزی میں باقاعدگی قائم کرنے سے تھک کر اپنے
آپ کو گالیاں سنا رہا تھا۔ دوسری جگہ ایک انگریز ڈاکٹر دوسرے ڈاکٹر سے جو سڑک کی دوسری طرف تھا گاڑیبانوں
کی شکایت کر رہا تھا کہ بیوقوف زخمیوں کی بجائے پاس لاشیں لے آئے ہیں۔ پلیونا میں اس وقت سرکاری ہسپتالوں اور
شفاخانوں کے علاوہ جو مساجد اور بڑی بڑی میونسپل عمارات میں قائم کئے گئے تھے۔ ایک سو فوجی ہسپتال تھے
ان میں سے ہر ایک کے دروازہ پر بیسیوں گاڑیاں زخمیوں سے بھری ہوئی کھڑی تھیں جن سے باری باری مجروحین اتارے
جاتے تھے۔ ہر ہسپتال کے سامنے آگ جل رہی تھی اور سرخ ہلال کا جھنڈا بارش سے تر ہو کر ستون سے چمٹا ہوا نصب تھا
کئی ہسپتالوں کے دروازوں میں تھکے ماندے ڈاکٹر جو کام کی کثرت سے پسینہ میں شرابور ہو رہے تھے اور زیادہ زخمیوں
کے لینے سے انکار کر رہے تھے۔ کہیں ترک باشندے جمع ہو کر رنگ رلیاں منا رہے تھے۔ دوسری جگہ ہراساں و ترساں
بدمعاش بلغاری باشندے ترکوں کے ڈر سے کانپ رہے تھے۔ اللہ اکبر یہ وہی بدضمیر تھے جو کل بڑے
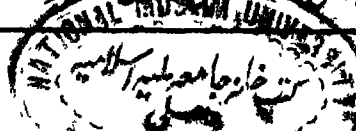
بڑے خوش و خرم اور دلیر تھے اور آج خوف و دہشت سے زرد ہو رہے تھے۔ کمپنیوں اور پلٹنوں میں سپاہیوں کی قطاریں سب طرف سے چلی آ رہی تھیں۔ دو بٹالین رسالے توپوں کی محافظ فوج کی کمک کے لئے ہمارے پاس سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے مغرب کی طرف کو گذر گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک باتری کسی غیر محفوظ مقام کی حفاظت کیلئے جسکی غیر محفوظی کا حال اب معلوم ہوا ہوگا سرپٹ ہمارے پاس سے گذر گئی۔ ہم سر سے پاؤں تک کیچڑ کی چھینٹوں سے بھر گئے۔ زمین کی مرطوب ہونیکے باعث پہیوں کی معمولی کھڑ کھڑاہٹ کا نام و نشان نہ تھا۔ وہ بگولے کی طرح تاریکی سے نکلکر لحظہ بھر کے لئے ہم کو روشنی میں دکھائی دی اور پھر بجلی کیطرح تاریکی میں گھس گئی۔ توپوں کی گاڑیاں چلانے والے جس تیزی اور تندی کے ساتھ اپنی گاڑیوں کو ہانکتے ہیں۔ وہ واقفکار ناظرین سے پوشیدہ نہیں۔ باتری کے قریب پہونچنے پر ہر ایک کو راستہ سے پرے ہٹ جانا پڑا۔ ایک توپ کا مجروحین کی ایک گاڑی سے تصادم ہوا۔ گاڑی الٹ گئی اور بیچارے زخمی چیختے چلاتے زمین پر لوٹنے لگ گئے۔ وہ اس حالت میں تھے کہ دوسری توپ بے تحاشا سیدھی اُنکے اوپر سے فراٹے بھرتی ہوئی گذر گئی۔ اور کسی نے اسکی کچھ پرواہ نہ کی۔ کیونکہ بڑی بات ہوئی تو صرف یہی کہ چند زخمی اور زیادہ مجروح ہو گئے۔ جہاں وہ بیچارے گرے تھے۔ وہاں خون کا تالاب جمع ہو گیا تھا۔ جب ہم دوسری دفعہ وہاں سے گذرے تو سپاہیوں کی قدموں سے چھینٹوں کے اُڑنے سے ہمارے چہروں پر سرخ دھبے پڑ گئے۔ بعد ازاں ہم ایسے بازار میں پہونچے۔ جہاں کوئی آگ روشن نہ تھی اور سخت تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ سامنے سے ہم کو ایک گروہ نے للکارا۔ اسکے باعث راستہ رک گیا۔ اتنے میں ایک خوش اخلاق شہری لالٹین لے آیا۔ اُسکی روشنی سے ہم نے دیکھا کہ سامنے قیدیوں کا چھوٹا سا گروہ ہے۔ ان قیدیوں کے ہاتھ باغی ہونے کی وجہ سے پیٹھ کی طرف بندھے ہوئے تھے۔ اور روسی اسیروں کے ساتھ چونکہ وہ بابر کے دشمن تھے کھلے تھے اس سے آگے ہم ایک بڑے چوک میں پہونچے۔ وہاں دو بڑے بڑے الاؤ روشن تھے۔ اسجگہ ہمیں ایسا نظارہ دکھائی دیا کہ میرے سپاہیوں نے بے اختیار خوشی کا نعرہ بلند کیا۔ تقریبًا چند بلغاری اپنے اپنے گھروں کے سامنے غداری کی پاداش میں پھانسیوں پر جو دفع الوقتی کیلئے جھٹ پٹ بنا لیگئی تھیں پیپانے چھیتھڑوں کے بنڈل بقچیوں کی طرح لٹکے ہوئے تھے۔ انکے چہرے سیاہ خاکستری اور آنکھیں بے نور ہو گئی ہوئی تھیں۔ ایک کے پاس ایک عورت رو رہی تھی۔ دوسرے کے قریب بچے سیب کہا رہے اور حیرانی کے ساتھ دیکھ رہے تھے کہ ہمارے باپ کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ آج اس طرح سے لٹک رہا ہے۔ اسی کوچہ میں مستورات ہمارے لئے گرم قہوہ

اور چاول کی مٹھائی لائیں۔ یہہ چیزیں ہم نے پہانسیوں کے سامنے ہی کہڑے ہوکر تناول کیں بعض سپاہی ستونوں کے سہارے کہڑے ہوکر لاشوں کو ٹانگوں سے پکڑ کر ہلاتے رہے۔ ایک بلغاری کی ٹانگ میرے چہرہ پر آلگی جس شخص نے اسکو ہلایا تہا وہ ان الفاظ میں معذرت کا خواستگار ہوا "صاحب معاف کیجئے میرا مراد پریشان کرنا تہا مگر اس مردہ کے گھٹنے میں ضرور بل ہے۔ اسلئے وہ سیدھی نہیں گئی"۔ اس امر کے ثبوت میں اسنے مردہ کی ٹانگ کو اٹہا کر اسکے دوسرے رفیق کیطرف جو کرکٹ کی شیطانی کہیل کہیلتے وکٹ کیپر؎ کی طرح دانت نکالے اور ہاتہہ بڑہائے ہوئے تہا۔ نشانہ باندھ کر دے مارا۔ جو اسکے قول مطابق سیدہی جانیکے بجائے چکر کاٹتی ہوئی کارپورل کی پیٹھہ کو جالگی۔ کارپورل نے اس پر ایسے دہشت زدہ ہوکر پیچھے مڑکر دیکہا کہ ہم سب کہل کہلا کر ہنس پڑے۔ اور اس قہقہہ نے مجہے ایسے خواب سے جگا دیا جسکی خوفناکی اور ہیبت ناکی کو واضح کرنیکے لئے لغات کے موجودہ اسمائے صفت ہرگز کفایت نہیں کرسکتے۔ میں نے اس تہذیب سے سب کو سختی کے ساتھہ منع کردیا اور میرے آدمی یکبارگی متین اور سنجیدہ ہوگئے۔ یہہ دل لگی کرنے میں ان پر کوئی قصور وار نہیں ہوسکتا۔ بتیس گھنٹوں کی مسلسل خونریزی اور ناقابل بیان مکروہات کے بعد ہم اپنے حواس سے باہر ہورہے تہے۔ جب میں نے اپنی آنکہوں کو ملا اور فی الواقع خیال کرنے لگ گیا کہ میں خواب دیکہہ رہا تہا۔ میں کبہی باور نہیں کرسکتا تہا کہ میں خدا کی اُسی خوبصورت زمین پر ہوں جس پر میرے ماں باپ بہن ہمشیرگان اور وہ ننہی سی لڑکی (معشوق سے مراد ہے) جسکو میں دور مغرب میں چہوڑ آیا ہوں متولد ہوئے ہوں اور جس پر میں نے اتنا عرصہ کمال مسرت و آسائش کے ساتہہ زندگی بسر کی تہی۔ اتنے میں تکان مجہہ پر غالب ہوگئی اور میں پہر بعالم بیداری یہہ خواب دیکہنے لگ گیا کہ میں لڑائی میں مارا گیا ہوں اور یہہ جگہ دوزخ ہے جہاں خدا نے مجہے پہینک دیا ہے۔ میں اسی حالت میں تہا کہ نقال نے آواز دی "صاحب آپ کیوں آزردہ ہورہے ہیں یہہ ہولناک مصیبتیں اور تباہیاں آپ نے پیدا نہیں کیں نہ آپ اُنکے لئے ذمہ دار ہو" پہر وہی ہیڈ کوارٹر کی طرف اشارہ کرکے پیغمبرانہ جلال و متانت کے ساتہہ بولا "جو شخص ان سب تباہیوں کا ذمہ دار ہے اُسے نہایت ہی سخت سزا اسی دنیا میں ملیگی"۔ اسکی آواز سنکر میرے حواس پہر قائم ہوگئے۔ ناظرین یہہ خیال نہ کریں کہ نقال کی پیشینگوئی میں خود گھڑ کر لکہہ رہا ہوں۔ نہیں یہہ بالکل درست ہے کہ سارجنٹ نقال نے ۱۲ ستمبر ۱۹۱۴ء کو آدہی رات سے

؎ وکٹ کیپر اس کہلاڑی کو کہتے ہیں جو وکٹوں کے پیچہے گیند کو روکنے کے لئے کہڑا ہوتا ہے۔ مترجم

آدھ ہی گھنٹہ پہلے پلیونا میں زار اسکندر ثانی کے انجام بد کی مجھ سے پیشینگوئی کی تھی۔ بقال[1] کے الفاظ اور انداز سے میں گہری سوچ میں پڑ گیا۔ میں اسی حالت میں تھا کہ کسی نے میرے بازو پر نہایت ملایمت سے ہاتھ رکھا۔ میں چونک پڑا۔ اودھر کو دیکھا تو ایک برقع پوش لڑکی کو پایا۔ اُس نے مجھے ایک پیکٹ تمباکو۔ ایک پیکٹ سگرٹوں کا اور برانڈی کی ایک بوتل دیکر کان میں کہا "تمہاری خاطر عزیز کے لئے یہہ چیزیں فوجی ہسپتال سے چرائی گئی ہیں"۔ یہہ کہہ کر وہ تسلی دہندہ فرشتہ کی طرح جھٹ پٹ اور بالکل چپ چاپ جدہر سے آئی تھی اُس طرف چپ چاپ نظروں سے غائب ہوگئی۔ میں نے برانڈی کی ایک اچھی خاصی چسکی پیکر ایک سگرٹ کو جلالیا۔ اور پہر بدستور مرد میدان بن گیا۔ میں نے سپاہیوں کو بڑھنے کا حکم دیا۔ اور خدا کی مہربانی سے تہوڑی دیر میں شہر سے باہر نکل گئے۔

پلیونا کا طول شمالاً جنوباً ڈیڑہ میل ہے۔ اس دفعہ یہہ مسافت ہم نے دو گھنٹوں میں طے کی۔ ابھی جبکہ ہم نے شہر کے شمالی جانب گریونسرایل کو عبور کیا ہی تہا اور تاریکی میں بڑہے چلے جارہے تہے ہم نے آدمیوں کے چلنے کی آہٹ سنی۔ اُسی وقت انہوں نے ہم کو ترکی میں للکارا۔ ہمارے سب سے اگلے آدمی نے اُن کو دیکھنے کے لئے لالٹین کی روشنی اُنکی طرف کی۔ اُس روشنی میں سب سے پہلے جس شخص کا چہرہ دکھائی دیا وہ جنرل ابسمیر تہا۔ اُس نے کہا میں بالکل چاق چوبند۔ اور صحیح وسالم ہوں۔ البتہ کسی مقوی چیز (مراد از شراب) کی سخت اشتہا محسوس ہو رہی ہے۔ میں نے اُسکی اشتہا کا فوراً علاج کر دیا۔

۱۱ ستمبر کی شام کے حملہ کی ناکامی کے بعد وہ اپنے دستہ سمیت پلیونا جا نکلا تہا۔ رات کو وہ ایک بازار کے سرے پر پہرہ دے رہا تہا اور اُن عیسائیوں میں سے جنہوں نے گھاس کے تودے جلا دئے تہے چند کو سزا دینے میں بہی بڑی خوشی سے مدد دی تہی۔ ان عیسائی منگرا مونے یہہ سخت ابلہانہ غداری کی تہی اس سے ایک ہی وقت میں چار مدعا پورے ہوتے تہے (اوّل) اُنکی روشنی سے دشمن کو یہہ دیکھنے کا موقع ملے کہ ہم کیا کر رہے ہیں (دوم) غنیم کے گولندازوں کو توپوں کی زد کے لئے مناسب مقام کا پتہ ہو جاوے (سوم) گودام تباہ

[1] زار اسکندر معہ ملکہ گاڑی پر سوار اپنے دار الخلافہ کے بازار میں سے گذر رہا تہا کہ کسی شخص نے اس پر بم کا گولہ پہینکدیا جو عین گاڑی پر آکر پھٹا اور گاڑی و زار کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ملکہ حسن اتفاق سے بچ گئی۔ یہہ واقعہ ۱۸۸۱ء کو ہوا۔ اس سے ناظرین کو معلوم ہو جائیگا کہ بقال کی پیشینگوئی بالکل صادق تہی اور زار کرتوں کی ذلیل موت مر کر اس دنیا میں بہی اپنے اعمال کی سزا لینے سو پہنچ سکا اور فی الآخرة جو کچھ اُسکی کیفیت ہوئی ہوگی اُسکا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ہو سکتا۔ مترجم

ہوں اچا ہم یہ ہیکہ شہر میں تشویش پھیل جائے اور ہلچل مچ جائے۔ اور اس طرح دشمن کو حملہ کرنے
میں آسانی ہو جائے۔ اشقیا کی پہلی تین غرضیں تو حاصل ہو گئیں۔ مگر آخر الذکر میں اُن کو سخت مایوسی
ہوئی۔ صبح کے وقت تیمور طاہر پاشا کے ناکام رہ میں جو قوانق کو واپس لینے کے لئے کیا گیا تھا شریک
ہوا۔ سپہر کے حملہ میں سب پہلے اسی کے سپاہی مورچہ کی فصیل پر چڑھے تھے۔ فتح کے بعد اسکو باشندوں
میں امن قائم رکھنے کیلئے شہر میں بھیجدیا گیا تھا۔

ہم تکان سے نیم مردہ آدھی رات کو اپنے مورچہ میں پہونچے۔ عادل پاشا کے حکم سے وہاں ہماری خاطر
تواضع کے لئے خوب اہتمام کیا گیا تھا۔ الاؤ روشن۔ اور گرما گرم گوشت اور قہوہ موجود تھا۔ ہماری
غیر حاضری میں گودامی کوٹھڑیوں اور خوابگاہوں سے پانی باہر پھینک کر نئی کھالوں اور چمڑوں کا فرش
کردیا گیا تھا جس سے ہماری رہائشگاہ خاصی خشک اور آرام دہ ہو گئی تھی۔ آدھ گھنٹہ بعد پلٹن کا
باقیماندہ حصہ بھی پہونچ گیا۔ ہم بڑے آرام سے کھانے پینے اور باہمی بات چیت، و ذکر اذکار سے فارغ
ہو کر ملک عدم کو سدھار گئے ہوئے رفقا کیلئے دعا خیر کر کے کمریں کھول فرش پر لیٹ گئے۔ ہم برابر چالیس
گھنٹے پاؤں کے بل رہے تھے۔ اس سے ہماری نیند کی کیفیت واضح ہو سکتی ہے۔ ہم غازیوں
اور فاتحوں کی میٹھی نیند کامل فراغت کے ساتھ سوئے کیونکہ بعید ہی چوکی۔ خندقوں۔ یا سنتریوں
کی کوئی نوکری میری پلٹن کو نہیں دی گئی تھی۔ اور ہم نے افسروں کی اجازت سے وردیاں اتار دی تھیں
اور اس طرح سے محاصرہ کی اور روس کی عظیم و خونریز تین لڑائی میں جو نقصانات کے لحاظ سے[1] واٹرلو کے
بعد چوتھی اور بلحاظ نسبت غالباً پہلی تھی میرا ذاتی حصہ ختم ہو۔

پلیونا کی تیسری لڑائی کا بیان ختم کرنے سے پہلے میں ترکی طریق قتال کی اس نئی جدت کا ذکر
کردینا ضروری خیال کرتا ہوں جس نے ۱۸۷۷ء کے محاربہ کو اپنے رنگ میں رنگ دیا۔ یہ جدت اُن
تمام معرکوں میں جن میں میں شریک ہوا پائی گئی اور اس آخری لڑائی میں جسکا اوپر ذکر کیا گیا ہے اُس پر
کمال کے درجہ تک عمل کیا گیا۔ اس جدت سے میری مراد ترکی فوج پیدل کی سریع الفعل آتشباری ہے
یہ آتشباری ایسی مسلسل۔ زبردست اور موثر تھی کہ اس محاربہ سے پہلے کبھی اسکا وہم و گمان بھی کسی کو نہ

[1] جنگ واٹرلو میں ۳۰ ہزار۔ جنگ گریولاٹ میں ۳۲ ہزار۔ کونگ گراٹز میں ۲۹ ہزار اور پلیونا کی اس لڑائی میں
۲۵ ہزار آدمی جانبین کے مقتول و زخمی ہوئے۔ شریک کارزار فوج کا پانچواں حصہ (۲۰ فیصدی) اس لڑائی میں مقتول و مجروح ہوا۔ مصنف

گندا تھا جنرل ٹوڈل بن نے لڑائی کے بعد اِس آتشباری کی نسبت یہہ الفاظ لکھے تھے "ترک
ہماری فوج پر سیسہ اور گولیوں کی جیسی بوچھاڑ کرتے ہیں ویسی شاید کسی یورپین فوج نے محاربہ میں
نہیں کی"۔ یہہ طریق جدال ترکی پیدل سپاہیوں نے ترتیب و قواعد و باقاعدہ ضوابط کی تعمیل کے
بجائے زیادہ تر ذاتی تجربہ و ذہانت۔ کل سپاہیوں کی باہمی ساکت رضامندی اور اپنے اسلحہ کی درستی
پر پورا اعتبار ہونے سے اختیار کیا تھا۔ وٹین میں میں نے بیشک سریع آتشباری کی قواعد سکھائی
جاتی دیکھی تھی۔ لیکن میں یہہ کہنے کی جرات کر سکتا ہوں کہ ہمارے افسروں کو مسلسل جلد آتشباری کے
تباہی بخش اثر کا علم صرف پلیونا کی پہلی لڑائی میں ہی ہوا۔ پھر تو ہم کو حکماً ایسا کرنیکی تاکید کر دیگئی۔ احکام
کا خلاصہ اِن الفاظ میں ادا ہو سکتا ہے: "جونہی تم کو معلوم ہو جائے یا تم کو خیال ہو جائے کہ دشمن تمہاری
رائفلوں کی زد کے اندر پہونچگیا ہے تو مسافت۔ عرصہ۔ نشانہ قائم کرنیکی مشکلات۔ کارتوسوں کے خرچ اور
اس بات کی کہ گولیاں ٹھیک دشمن کو لگیں گی یا نہیں کچھہ پرواہ نہ کرکے اس میدان کو جس پر دشمن کی
موجودگی فرض کیگئی ہو اور نیز اُس میدان کو جس سے گذر کر اُس نے آگے بڑہنا ہو تم گولیونکی پے درپے بوچھاڑ
سے ڈھانپ دو"۔ اِس قاعدہ کی ٹھیک ویسی ہی لفظ بلفظ اور بیدل ہو کر تعمیل کرنے سے جس طرح کہ ترکوں
نے کی تھی جو مہیب نقصان دشمن کو پہونچ سکتا ہے وہ روسیوں کے نقصانات اور نیز اِس امر سے بخوبی
واضح ہو رہا ہے کہ تعداد میں بدرجہا زیادہ ہونیکے باوجود میدان پلیونا میں روسیوں کو معدودے چند
بے حقیقت سی مستثنیات کے علاوہ کل حملوں میں سخت ناکامی ہوئی۔ یہہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں
معلوم ہوتی کہ ترکی فوج میں کارتوسوں کا خرچ بھی اِسی تناسب سے ہوا۔ ۱۱ اور ۱۲ ستمبر کو باتش۔ قائی یمر
عیسی و قوانلق۔ طابیات اور کرشن مورچوں میں ہر ایک سپاہی نے تین تین سو کارتوس فی یوم کے حساب سے
چلائے۔ اور باغلباشی میں بعض سپاہیوں نے چند گھنٹوں کی لڑائی میں اپنے اپنے حصہ کے پانچ پانچ سو کارتوس
صرف کئے تھے۔ اِس طریق کے نبھانیکے لئے کارتوسوں کے بہم پہونچانیکا انتظام بھی ویسا ہی مکمل ہونا
لازمی ہے جیسا کہ پلیونا کے کیمپ میں تھا۔ ہمارے پاس بہت ہی بڑا سنٹرل (مرکزی۔ صدر) ذخیرہ
ہی نہ تھا جو پلیونا کی ایک مسجد میں رکھا ہوا تھا اور انجانیہ سے اوقات مقررہ پر اس میں نیا ذخیرہ پہونچکر جمع
ہوتا رہتا تھا۔ بلکہ ہر مورچہ میں علیحدہ علیحدہ ریزرو سٹور (گودام جو ایک جگہ جمع رہے) ہر پلٹن کے پاس
اپنا جدا جدا میگزین جو گھوڑوں اور گاڑیوں پر ساتھہ ساتھہ رہتا تھا اور ہر خندق میں بیشمار صندوق مناسب

مقامات پر جہاں سے سپاہی اپنی مرضی کے مطابق جس قدر چاہیں نکال سکتے تھے۔ موجود رہتے تھے تو بھی انتظام نہایت صفائی و مستعدی سے چلتا رہا۔ اور عام محاربہ کی جزوی شکست کی لازمی بافراتفری میں بھی اس میں کوئی اٹکاؤ اور خرابی پیدا نہ ہوئی تھی۔

اس محاربہ میں ترکی انفنٹری نے جو سریع اتشباری کی اُسکی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ دشمن پر اُسکا اخلاقی[1] اثر واقعی بہت خوفناک اثر پڑا۔ مگر میں اسبارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ آیا اگر دو لاکھ آدمیوں کی جرمن یا فرنچ فوج جارحانہ کارروائی کرتے وقت اسی طریق کو اختیار کرے تو اُسے کامیابی حاصل ہو یا نہیں۔ ہم تعداد میں تیس ہزار اور مدافعانہ پہلو پر ہو۔ چوں کی بناہ میں تھے ہم۔ اور ہماری صورت میں اس آتشباری سے ہمارے لئے نہایت شاندار اور دشمن کیلئے کمال ہولناک نتائج مترتب ہوئے۔

تیسری جنگ پلیونا میں ترکوں کے چال چلن سے ثابت ہوتا ہے کہ جبکہ اعلیٰ ترین انسانی وصف یعنی حب الوطنی اُنکے دلوں میں جوش زن ہو جائے۔ اور جبکہ وہ یکدل و یکجان ہو کر جو بات کہ نظام و تربیت سے پیدا ہوتی ہے۔ حملہ آور کے مقابلہ پر مشترک خطرہ کو ہٹانے میں مصروف ہوں اور ایک عزیز محبوب مقتدا نے انکو اخلاقی عظمت و شوکت کی اُس سطح تک جس پر کہ وہ خود ہے اُبھار دیا ہو۔ اُن کو علم ہو کہ ہم صداقت اور راستی کی حمایت میں لڑ رہے ہیں اور اس بات کا کامل یقین رکھتے ہوں کہ شہید ہونے کی صورت میں جنت اُن کیلئے چشم براہ ہے تو ایک مغرور و متکبر اور جان نثار و پارسا اور خدا خوف قوم کے فرزند شان و شوکت و شجاعت کے بلند ترین معراج تک پہونچ سکتے ہیں۔

باب یازدہم

حصار و قلعہ بندی کیلئے تیاریاں

۱۳ ستمبر سے ۲۴ اکتوبر ۱۸۷۷ء تک

۱۳ ستمبر کو میری کمپنی قلب کو بھیجی گئی جہاں ہم نے عمر طابیہ کے سامنے مردوں کے دفن کرنے میں مدد دی۔ اس غرض کیلئے فریقین نے چند گھنٹوں کیلئے مخاصمت کو ملتوی کر دیا تھا۔ پلیونا سے سولجاری اُن بدمعاشیوں کی

[1] اخلاقی اثر یہ کہ غنیم کے چھکے چھوٹ گئے اور اُسے مقابلہ کی بہت کم جرات رہ گئی اور وہ سامنے آنے سے ڈرنے لگ گئے۔ واقعی اثر یہ کہ جانوں کا بھی بے اندازہ نقصان ہوا۔ مترجم

سزائیں جو انہوں نے لڑائی کے دوران میں کی تہیں گڑہے کہودنے میں مدد دینے کیلئے بیگاری پکڑے گئے تہے۔ سپاہی بہری بندوقیں لئے انکی نگرانی پر مامور تہے۔ اور انکو علم تہا کہ جو بہاگنے کی کوشش کرے اُسے فوراً گولی مار دو۔ سست الوجود یا نکمے شخص کے ساتہہ کوئی نرمی نہیں کیجاتی تہی۔ ایسے شخصوں کو رائفل کے کندے کی ضرب لگتے ہی عقل آجاتی تہی کہ کار مفوضہ کو ختم کر لینا ہی بہتر امر ہے۔

سادی شیود اور عمر طابیہ کے درمیان مکّی کے کہیتوں پر سے زخمیوں کو اپنے مجروحین کیلئے اٹہانے میں ضرور سخت مشکل پیش آئی ہوگی۔ اکثر بدبست و بیچارہ آدمیوں کا تین تین چار چار دن تک کہیتوں میں پڑے رہنے کے بعد پتہ ملا۔ اس موقع پر خونریزی نہایت ہی مہیب ہوئی تہی پچاس سے لیکر سو سو تک مردے ایک ایک گڑہے میں دفنائے گئے۔ افسر علیحدہ علیحدہ قبروں میں اور روسی و ترک جدا جدا دفن کئے گئے۔ بلغاری پادریوں نے روسیوں پر اور ہمارے اماموں نے ترکی شہیدوں پر پاک کلام پڑہی۔ گڑہوں اور قبروں پر امتیاز کیلئے درختوں کی شاخیں یا ٹوٹی ہوئی رائفلیں گاڑ دیگئیں۔ مدفونوں کا ساتہہ ساتہہ برابر شمار کیا گیا۔ اور ترکی شہیدوں کے نام اور انکی پلٹنوں کے نمبر بہی جہانتک متحقق ہوسکے لکہا گیا۔ نقدی قیمتی اشیاء۔ دستاویزات۔ اسلحہ۔ کارتوس۔ اور پانی کی بوتلیں لاشوں سے جدا کرکے ان افسروں کے حوالہ کر دیجاتی تہیں جو اس کام پر مامور تہے۔ بوٹ اور وردیاں بہی اگر عمدہ حالت میں ہوں تو اتار لیجاتی تہیں۔

کہانا ہم کو عمر طابیہ سے جہاں کئی جماعتیں شکست بخت کی مرمت کر رہی تہیں بہیجا گیا۔ سہ پہر کے وقت ہماری جگہ دوسری کمپنی آگئی۔ اور ہم رائفلوں سنگینوں پیٹیوں اور بوٹوں وغیرہ سے بہری ہوئی گاڑیوں کی قطار کے ساتہہ بطور محافظ شہر کو چلے گئے۔ موسم اُس دن خاصہ صاف رہا۔

بارش اور قاتلی ہابوں کے قرب جوار میں فریقین نے اپنی اپنی حدود کی تعین کیلئے نامہ و پیام کیا مگر اس سے کوئی نتیجہ نہ نکلا جسکی وجہ سے وہاں اکثر لاشیں ایک ہفتہ تک دفن نہ کیگئیں۔ ان سے ہوا میں عفونت پہیل گئی اور بیماری پیدا ہوگئی۔ ان لاشوں میں سے چند مطلقاً دفن ہی نہ کیگئیں جنکا گوشت تو کتّوں اور گِدوں نے نوچ لیا اور صرف ڈہانچ باقی رہگئے۔ ہم شام کے قریب اپنے مورچہ کو واپس گئے۔ اور باقی دن ہمیں کوئی کام نہ کرنا پڑا۔ ۱۲ ار کو کوئی گولہ باری نہ ہوئی۔

رات کو میں اپنے میجر اور سعادل پاشا کے سٹاف کے دو افسروں کے ساتہہ بعید ہی چوکیوں کے معائنہ پر گیا

پہ جلسہ پرفرض نہ تہا صرف اپنی خوشی سے گیا تہا۔ بارش بند تہی اور میرا دل چل قدمی اور کھلے میدان
سگرٹ نوشی کو چاہتا تہا۔ آصف اور میں اور لفٹننٹ ہمارے ساتہہ تہے یعنی ہم کل آٹھہ شخص تہے۔ ساڑھے
دس بجے ہم ایک بعیدی چوکی پر پہونچے۔ وہاں ایک سنتری نے ہم سے تہوڑی دیر پہلے اطلاع بھیجی تہی کہ
تقریباً پاؤ میل کے فاصلہ پر ایک ایسی گاڑی کی کھڑکھڑاہٹ وچوں چوں جسکو پہیوں کو تیل نہ ملا
ہو لگ رہے کے زینگنے اور باآہستگی باتیں کرنیکی آواز سنائی دی ہے۔ اطلاع دینے والے کا قیاس ہے کہ
تین یا چار اور آدمی بہیں تہے۔ جو شمال مشرق کو ورتیزا کی طرف جاتے معلوم ہوتے تہے۔ یہہ سنکر ہم
پکار اُٹھے "یہہ لوگ ضرور کفن چور لوٹیرے ہیں"۔ دوسرے محاربہ کے وقت یہہ پلوانس قرب وجوار
میں بکثرت جمع ہوگئے تہے۔ ہم نے قیاس کیا کہ یہہ لوگ غنیم کے آدمی تو نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ اول تو روسی
رومانوی گدہوں کو استعمال میں نہیں لاتے۔ دوم اُن کو تاریکی میں مقام مذکور کی طرف خفیہ جانیکی کوئی ضرورت
نہیں۔ تاہم اگر وہ دشمن ہی ہوں تو محولہ بالا صدائوں کا صرف یہی مطلب ہوسکتا ہے کہ وہ شبخون مارنیکی
تیاریاں کررہا ہے۔ اور اگر ہم نے اُسکے ارادوں پر پانی پھیر دیا تو اس سے بڑھ کر ہمارے لئے کوئی
نیکنامی نہیں ہوسکتی۔

چنانچہ ہم آٹھوں افسر چوکی سے چار پیدل سپاہی۔ ایک کارپورل دو چرکس[1] اور آوارہ گرد کتوں
میں سے جو خودبخود ہمارے کیمپ کے ساتہہ مانوس ہوگئے تہے تین کو لیکر بڑی احتیاط وخاموشی اور سرعت کے
ساتہہ اس طرف کو جو بتائی گئی تہی چل پڑے پھسلنی پگڈنڈیوں پر دس منٹ چلنے کے بعد جب ہم ذرا ٹھہرے
تو ہم کو اپنی دائیں طرف سے دوسو گز کے فاصلہ پر گاڑی کے پہیوں کی آواز سنائی دی۔ مسافت کا اندازہ
آواز سے کیا گیا تہا۔ رات تاریک اور علاقہ کوہستانی ہونیکی وجہ سے میدان نگاہ محدود تہا۔ ہم ایک بلند
پر جسکی چوٹی پر درخت تہا پہونچے ایک سپاہی درخت پر چڑھ گیا اور اطلاع دی کہ ورتیزا کے راستہ پر لالٹینوں کی
روشنی دکہائی دیتی ہے۔ یہہ گانوں بجانب شمال مشرق دو میل کے فاصلہ پر واقع تہا اور اُس پر
رومانوی قابض تہے۔ چرکسوں کی رہنمائی سے جو قرب وجوار سے واقف تہے۔ ہم اُن شب گردوں سے
پہلے اُنکے راستہ پر سے جاکر جہاڑیوں کے پیچھے اُنکے انتظار میں جا کہڑے ہوئے۔ کتے بہی ہمارے

[1] یہہ کتے ایسے مخلوط النسل تہے کہ کسی خاص قسم یا نوعیت کا کوئی امتیاز ان میں نہیں رہ گیا ہوا تہا
تقریباً ویسے ہی تہے جیسے کہ عموماً مشرق کے آوارہ گرد کتے ہوتے ہیں۔ مصنف۔

تماشا میں پوری سرگرمی سے شریک ہوگئے اور بالکل خاموش رہے۔ تھوڑے ہی انتظار کے بعد آخر جماعت قریب پہونچگئی اور جو کچھہ اسکا تھوڑا سبت ہمیں نظر آیا۔ اُس سے ہمارے شبہات کی تصدیق یا کم از کم اس قدر معلوم ہوگیا کہ یہہ راہرو سپاہی نہیں ہیں۔ جب وہ ٹھیک ہماری کمینگاہ کے مقابل آگئے تو ہم ان پر اچانک کود پڑے اور ایک گولی سر کرنیکے بغیر کل ٹولی ہمارے قبضہ میں آگئی۔ اُنکے پاس تین گاڑیاں تھیں۔ دو کے آگے گدہے اور ایک کے سامنے کتے جتے ہوئے تھے جنکو سرسری نظر سے دیکھنے پر ہی معلوم ہوگیا کہ اُن میں رائفلیں اور کپڑے بھرے ہوئے ہیں جماعت میں دس مرد اور تین عورتیں تھیں۔ ان سب کی مشکیں کس لینے کے بعد ہم چوکی کو پیچھے ہٹے۔ وہاں الاؤ کی روشنی سے گاڑیوں کی پڑتال کرنے پر ظاہر ہوا کہ اُنمیں میدان جنگ سے جمع کیگئی ہوئی چیزیں بار ہیں۔ اُن میں مجروحین مقتولین و مجروحین کے جسموں سے بھی کپڑے اُتار لئے ہوئے تھے۔ کیونکہ نصف مقدار خون آلودہ زین پوشوں کی تھی جنمیں سے اکثر نہایت نفیس کپڑے کی افسرانہ پوشاکیں تھیں۔ یہہ ابلیس سیرت انسانی لفا مجروحین کے کپڑے بھی اتار لیتے ہیں۔ ان لوگوں کے چہرے نہایت مکروہ۔ بدشکل اور وحشیانہ تھے۔ وہیں جا کر سب کی تلاشی لیگئی تو اُنکے غلیظ اور بوسیدہ وریدہ کپڑوں سے۔ انگشتریاں جیبی گھڑیاں۔ زنجیریں آویزے متعدد ممالک کے سکے نوٹ۔ پاکٹ بکیں اور دستاویزیں برآمد ہوئیں۔ عورتوں کے کپڑے سخت میلے اور پھٹے ہوئے چہرے خونخوار حرکات وحشیانہ اور گفتگو نہایت فحش تھی شکل و شباہت اور قطع وضع سے وہ قلماقنی آدم معلوم نہیں ہوتی تھیں حتی کہ انکو درندے کہنا درندوں کی ہتک ہے۔

کل قیدیوں نے ایک کے سوا سوالات کا جواب دینے سے قطعی انکار کردیا۔ یہہ شخص ایک نوعمر تاتاری تھا اور کل جماعت میں اُسکی شکل کچھہ آدمیوں سے ملتی جلتی تھی۔ اُس نے مخلصی کی امید سے جو کچھہ ہم چاہتے تھے ہمیں بتا دیا۔ ان میں سے ایک ترک تاتاری جیسی ہنگری۔ سرلی۔ رومانوی یہودی اور بلغاری تھے۔ عورتوں میں سے دو جپسی اور ایک سربن تھی۔ ان سب کو سنا دیا گیا کہ صبح اُنہیں پھانسی دیدیا جائیگا۔ یہہ سنکر انکا استقلال غائب ہوگیا۔ اور وہ رونے دھونے چیخنے چلانے اور قسمیں اُٹھانے لگ گئے لیکن ترک البتہ خاموش اور ثابت قدم رہا۔ دوسروں کی بزدلی کے مقابلہ پر اُسکی وضع کمال مردانہ معلوم ہوتی تھی۔ شور و غل سُنکر کرنیل اور کئی دوست افسر جنمیں جیک بھی جو زنانہ گھگرا اور کاسکی ٹوپی پہنے عجیب شکل بنائے ہوئے تماشا ملی تھا موقعہ پر پہنچ گئے اور دو کمپنیاں بھی شور و غل کو غلطی سے دشمن کی شبخون کے متعلق سمجھ کر صف بستہ باہر نکل آئیں۔ اس

عارضی گشت کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر قیدیوں نے بھاگنے کی کوشش کی مگر پھر پکڑے گئے تو
کرنیل نے ان کو اسی وقت پھانسی دیدینے کا حکم دیدیا۔ اور میدان جنگ کے تیرہ انسانی جسم ایک قطار
میں پھانسی پر لٹکا دیے گئے ہیں اس مہیب نظارہ کی کیفیت سے ناظرین کو پراگندہ خاطر نہیں کرتا۔ اور فقط
اسی پر کفایت کرتا ہوں کہ جنگ کے دوران میں جسکے مہیب نظارے تعداد میں کچھ کم نہ تھے۔ میں نے جو بدترین ہولناک منظر دیکھے
ان میں سے ایک یہ بھی تھا۔ انکو یہ سزا بالکل واجبی ملی تھی۔ یہ بدبخت زخمیوں کو بھی مادرزاد برہنہ کر دیتے
انگشتریوں کیلئے زندہ اشخاص کی انگلیاں کاٹ دیتے اور بالیوں کو کھینچکر انکے کان پھاڑ ڈالتے۔

۱۴ ستمبر کو کوئی واقعہ نہ گذرا۔ نہ کوئی کام کرنا پڑا۔ صرف مورچے کے معمولی کام سرانجام دیے گئے
۱۵ ستمبر کو پلٹن کے نقصانات کی فہرست مکمل کر لیگئی۔ کیونکہ لڑائی سے بعد کو دو دنوں میں بھٹکے ہوئے
سپاہیوں کی متعدد جماعتیں پہونچ گئی تھیں۔ فہرست کی ایک مصدقہ نقل ہیڈ کوارٹر کو بھیجدیگئی۔ اس امر
کے ثبوت میں کہ وہ دوسری جگہ لڑے ہیں۔ اکثر بھٹکے ہوئے سپاہیوں کے پاس تحریری تصدیقیں یا اتہا
مہر کے انکے پاس گواہ موجود تھے۔ جو گواہ یا سندیں نہ رکھتے تھے ان پر فراری یا بزدلی کا الزام لگایا گیا۔ مگر
میرے خیال میں سرسری تحقیقات کے بعد انکو بری کر دیا گیا تھا۔ فتح کی خوشی میں اکثر گناہوں سے درگذر
کیجاتی ہے۔ اس دن کیمپ میں معلوم ہوا کہ ارخانیہ پلیونا کا درمیانی سلسلہ تاربرقی کاٹ دیا گیا ہے اور
ارخانیہ سڑک پر غنیم کی کیولری قابض ہو گئی ہے۔ اس سے ہم کو کسی قدر تشویش پیدا ہو گئی۔ رادہووا۔
لوم پلنکا اور ودین سے آمد و رفت کے منقطع ہو جانے سے ہمیں اتنا تردد نہ ہوا تھا۔ ان مقامات میں ترکی
کی ضروریات سے کم فوج متعین تھی اور ان میں صرف وہیں کی فوجوں کیلئے رسد وغیرہ کا سامان تھا۔ بنابریں
ہم کو وہاں سے مدد پہونچنے کی کوئی توقع نہ تھی۔ اسکے برعکس ارخانیہ میں تیسری لڑائی سے بہت عرصہ پہلے سے
زبردست کمکی فوج جمع اور گوداموں کی مقدار کثیر فراہم ہو رہی تھی۔ سڑک کی مسدودی کی وجہ سے اشتولیں
کی مقدار کم اور ہر چیز میں کفایت شعاری کی سخت تاکید کر دیگئی۔ ہم اس انقطاع سے کل دنیا سے بے تعلق ہو گئے
تھے مگر سپاہ کو اپنے سردار پر کامل بھروسا اور اسبات کا پختہ یقین تھا کہ پاشا موصوف یہ صورت کبھی
دیر تک قائم نہیں رہنے دینگے۔ اس توقع میں سپاہ کو مایوس نہ ہونا پڑا۔ سپاہیوں کی طبیعتیں شگفتہ۔ اخلاقی جرات
عمدہ اور نظام و باقاعدگی قابل تعریف تھی۔ اسکے بخلاف خود روسی اس امر کے معترف ہیں کہ انکی
سپاہ میں ٹوٹلبن کے آنے تک جسکی شہرت اور متعدد کمکی فوج نے اوسان پھر قائم کر دیئے تھے عجب مُردگی اور بے دلی چھائی رہی۔

۱۴ ستمبر سے لیکر جنگ کے اختتام تک فریقین بلاناغہ ہر روز ایک دوسرے پر گولہ باری کرتے رہے - مگر ستمبر اور اکتوبر میں رات کے وقت کم گولہ باری ہوئی -

پلیونا کیمپ کی صحت کے بگڑ جانے سے تشویش پیدا ہوگئی تھی - اسہال کی مرض خوفناک حد تک بڑہ گئی تھی اور ہیضہ اور وبائی بخار سے بھی اکثر شخص بیمار ہوگئے تھے - ۱۶ ستمبر سے بارش از سر نو شروع ہو جانے سے موسم خنک ہوگیا - ہوا بھی تیزی کے ساتھ چلنی شروع ہوگئی جو زیادہ تر شمالی ہوتی تھی - موسم تقریبًا ایک مہینہ تک برابر کدر اور غلیظ رہا جس سے فوج کو سخت تکلیف اور بے آرامی ہوئی -

۱۷ ستمبر کو کیمپ میں عجیب افواہ پھیل گئی کہ انگلستان نے روس کے ساتھ اعلان جنگ کر کے اپنی فوج کے دو ڈویژن بھیجے ہیں جو پلیونا کی مدد کیلئے قسطنطنیہ پہونچکر وہاں سے بھی آگے چل پڑے ہوئے ہیں - اس خبر سے چند گھنٹوں تک فوج میں بے اندازہ خوشی پھیلی رہی - مگر اسکی بے بنیادی جلد واضح ہوگئی - اسی دن دوسری افواہ یہہ سننے میں آئی کہ عثمان پاشا پلیونا کو چھوڑ کر لوکوتنزا اور ارخانیہ کو چلے جانے کا ارادہ کر رہے ہیں -

۱۸ ستمبر کو رومانیوں نے قائلی طابیہ سے باش طابیہ پر حملہ کیا - میری پلٹن آخر الذکر مورچہ کو بھیجی گئی - مگر دشمن ہمارے پہونچنے سے پہلے ہی پیچھے ہٹ گیا تھا - غنیم نے حملہ سخت تیزی سے کیا تھا اور محافظین نے بھی ویسی ہی جانفشانی سے مدافعت کی تھی - اس معرکہ میں ترکوں کے ایک سو اور رومانیوں کے پانچسو قتل و زخمی ہوئے - اس دن کے مُردے بھی تیسری لڑائی کی لاشوں کے ساتھ جن پر ہزاروں گدھ اور ماد کتے جمع رہتے تھے پڑے رہے - جو سپاہ لڑائی میں شریک ہوئی تھی اُسے تھوڑی دیر سستانیکا موقع دینے کیلئے میری پلٹن کو خندقوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا - یہہ دشمن کی قریب ترین چوکیوں سے سو گز کے فاصلہ پر نہیں ہیں - میں جو ننہی سے خندق کے کنارہ پر چڑہ گیا او راسکی سزا میں ٹانگ پر گولی کہائی - اس گولی کی طاقت ختم ہوچکی تھی - اسلئے ظاہر ہے کہ وہ قائلی طابیہ کی خندقوں سے نہیں بلکہ دور کے فاصلہ سے آئی ہوگی - گولی تو لگ کر گر پڑی مگر اُسکی نوک سے کپڑے کا کچھہ ٹکڑا جلد کے نیچے گوشت میں تھوڑا سا آگے جا کر وہیں اٹک گیا - جس سے کسی قدر درد اور بیچینی سی ہونے لگ گئی - جب ڈاکٹر آیا تو اُسنے چالاکی سے چاقو کا شگاف دیکر ٹکڑے کو نکال دیا اور زخم کو دہو کر پٹی باندھ دی - اس سے تھوڑی دیر تک بہت خون بہتا رہا - ایک گھنٹہ کے بعد مجھے معدہ میں سخت درد ہونے کے ساتھہ ہی اسہال بھی شروع ہوگیا - ڈاکٹر نے یہہ دیکھہ کر کہ آج اُس "غریب"

(اسہال) کے ڈراؤنی لفظ سنا دئیے جس پر مجھے اسیوقت مجروحین کے ساتھ گاڑی پر ڈال کر بلیونا بہیج
دیا گیا۔ میں بالکل لاچار اور بے بس ہو رہا تہا۔ اور وہ سخت بیتاب کر رہی تہی لیکن راستہ میں نقاہت و
ضعف سے مجھ پر بیہوشی سی طاری ہوگئی۔ اور اس طرح میں راستہ کی تکلیفوں کو محسوس کرنے سے بچا رہا۔ صبح میں
گو تقال رو کتا رہا تہا۔ بے تحاشا پہل کہا لئے تہے۔ اس امر نے معدہ ہی کو متعفن ہوا اور زخم کی حرارت کے
ساتہہ ملکر میرے قیاس میں اسہال پیدا کر دیا تہا۔

شہر پہنچنے پر مجھے بنارس کے عربیوں کے ہسپتال میں بہیجدیا گیا۔ وہ ایک مسجد میں قائم کیا گیا تہا اور
اُسوقت اس میں دو سو مریض تہے۔ یہاں کیلئے جن ڈاکٹروں کی گنجایش تہی۔ اگرچہ انکو میدانی یا فوجی ہسپتالوں
کی بہی دیکھ بہال کرنی پڑتی تہی تاہم وہ شفایاب سپاہیوں اور ملکی آدمیوں کی امداد سے اپنی طرف سے پوری
کوشش کرتے تہے پہر بہی ایسی سخت تکلیف ہوئی کہ انکا بیان کرتے ہوئے روح کانپ جاتی ہے۔
ان ڈاکٹروں میں سے ایک جرمن تہا کونین۔ افیون کا ست اور بالعموم کل ادویات کمیاب ہوگئیں۔ کیونکہ
روسی کیولری نے ان اشیا کے قافلہ کو راستہ میں پکڑ لیا تہا۔ کل کیمپ میں برانڈی کا قطرہ باقی نہیں رہ گیا تہا۔ غذا
بہی وافر نہیں ملتی تہی۔ اور جس قدر ملتی تہی اس میں بہی نمک بہت ہی تہوڑا ہوتا تہا۔ دشمن نے قند معالح
اور نمک کی ہماری نو گاڑیاں سڑک پر سے قابو کرلی تہیں نمک کی قلت کم و بیش لڑائی کے آخیر تک
رہی۔ اور اسکی فاقہ کشی باقی تمام قسم کی فاقوں سے بدترین قسم کی تہی۔ روپیہ کی بیقدری ان دنوں میں مجھ پر اچھی
طرح سے واضح ہوگئی۔ میں نے نمک کی چند ٹکیوں کیلئے خفیہ طور پر ۲۵ قرش (چار شلنگ ۲ پنس یعنی تقریباً
للعہ روپیہ) دئیے۔ کچھ عرصہ بعد سو روپیہ پر بہی ایک تولہ نمک دستیاب نہیں ہوسکتا تہا۔ اکثر مریض صرف
مقوی غذا نہ ملنے کے باعث مرگئے۔ معمولی حالات میں وہ یقیناً صحت یاب ہوجاتے۔ مگر سختیوں اور
تکلیفوں کی فہرست یہیں پر ختم نہیں ہوجاتی۔ ابہی اور سنئے۔ مکان سرد۔ ہوا مرطوب اور متعفن۔ کیونکہ
سخت جد وجہد اور نگرانی کے باوجود بہی ایسی جگہ جہاں سینکڑوں آدمی اسہال کے مریض بہرے ہوں۔
ہمیشہ صفائی نہیں رہ سکتی۔ بستروں کی یہ کیفیت کہ پتہر کے فرش پر جانوروں کی کہالیں ان پر چٹائی پہر ایک
ایک کمبل اس میں بہی بہر گہاس اور چند پتہر سے جمے ہوتے تہے سینکڑوں بیمار چاروں طرف موجود۔ باوجود
فتح کے مطلع تاریک اور مایوسی بخش۔ ان باتوں کے علاوہ میری نسبت یہ بہی یاد رکہ لیا جائے کہ
اسہال کے ساتہہ ہی میں زخمی بہی تہا۔ اور پہر ناظرین کو میرے رنج و آرام اور قلق کا کچھ اندازہ ہو سکیگا

شیبرنی لڑائی کے زخمی ابھی تک پلیونا ہی میں تھے۔ کیونکہ ارخانیہ کا راستہ بند ہونیکی وجہ سے بدستور سابق انکو وہاں نہیں بھیجا جا سکتا تھا۔ اعلیٰ ڈاکٹر حسب تک ہم کو ہر روز دیکھتے تھے۔ اور کل طبی محکمے کے ملازم حتی الامکان پوری سعی کرتے۔ باین ہمہ ہماری حالت قابل افسوس تھی۔ لیکن یہ انکا قصور نہیں تھا۔ شہر میں مصنوعی سید اور دم پھونک کرنیوالے بھی موجود تھے۔ عام سپاہی بالخصوص ایشیائی علاقوں کے رہنے والے انکا ادب کرتے اور ان پر اعتبار رکھتے تھے۔ حکام انکی دوکانداری میں دست اندازی نہیں کرتے تھے۔ لیکن انہیں نسخہ یا دوائی دینے کی قطعاً ممانعت تھی۔ ملا اور درویش صرف دم درود سے چنگا بھلا کر دینے کے مدعی تھے۔ مریضوں میں کئی روسی اور رومانوی بھی تھے جو تیسری لڑائی کے تپ زدہ اسیر تھے۔ وہ ہسپتال کے علیحدہ کمرہ میں تھے۔ اور ان پر کمال شفقت و نوازش کیجاتی تھی

میں اپنے روپیہ سے نہایت ہی گراں نرخ پر اکثر چیزیں خریدتا رہا۔ مثلاً ایک مچہ بھر برانڈی کیلئے دس پیاستر (ایک شلنگ دس پنس) خرچ کرنے پڑتے تھے۔ میری ایک فیسیق لڑکی بھی جو شہر میں رہتی تھی ایک دوسرے آدمی کے ہاتھ جسے طمع دیکر اس نے رازدار بنالیا تھا مجھے ہر روز شوربا۔ پورٹ وائن۔ انگوری شراب انڈے اور گندمی آٹے کی میٹھی بسکٹیں بھیجتی رہتی تھی۔ ان غذاؤں سے میری مضبوط قوا بیماری پر غالب آگئے۔ اور چوتھے دن اٹھکر میں آہستہ آہستہ چلنے پھرنے کے قابل ہوگیا۔ چنانچہ ۲۲ ستمبر کی سہ پہر کو گو مجھے حرکت کرنیکا حکم نہیں تھا۔ میں اس نیت سے باہر نکل آیا کہ کسی سواری کو تلاش کرکے اپنے مورچہ کو چلا جاؤں۔ کیونکہ بخار زدہ مبتلائے مصیبت اور درد و تکلیف سے بھرے مریضوں کے متعفن جہنم نما ہسپتال کے مقابلہ پر جہاں ہر روز کئی مرتے رہتے تھے اور ہر وقت جان سے بیزار ہمسایہ اس میں دہائیں مارتے رہتے تھے مجھے اپنے مورچہ کی بے آرام اور سیدھی سادی خوابگاہ جو برسات میں اور بھی بے آسائش ہوگئی تھی ہزار گنا بہتر بلکہ پورا بہشت معلوم ہوتی تھی۔

جب میں لاٹھی کے سہارے جو ایک ہمدرد دوست نے مجھے اپنے باغ سے کاٹ دی تھی شہر کے وسط میں قوناق کے قریب پہونچا۔ تو چند افسروں نے جو گودام کے انتظام پر مامور تھے میری نقاہت پر رحم کھا کر مجھے مدعو کیا اور ہر ایک نے اپنے کھانے سے کچھ کچھ حصہ نکال کر میرے سامنے رکھ دیا۔ کھانا کھا کر ہم کھانے سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ باہر ہلچل پڑ گئی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ارخانیہ کا کالم آس فوج کی مدد سے جو شیبرنی سے اس طرف بھیجی تھی۔ دشمن کی صفوں اور مورچہ بندیوں کو چیرتا ہوا

پینیا کے قریب پہونچ گیا ہے۔ اور سامان کی جو مقدار کہ شیرا کے ہمراہ تھی اُسے کوئی آسیب نہیں پہونچا۔
یہہ سنتے ہی فی الفور قہوہ تیار کیا گیا اور باقیماندہ سگرٹ تقسیم کر لئے گئے کیونکہ اب کفایت شعاری کی کوئی
ضرورت نہیں رہ گئی تھی۔ اپنے میز بانوں کے کہنے پر میں چند گھنٹے تو قاق میں رہ کر دیکھنے میں بیٹھا ہوا سگرٹ پیتا
اور بیرحم بارش کو جس نے مکان کے سامنے کے چھوٹے سے چوک کو جہاں مینہ کی وجہ سے کوئی آدمی نہیں
رہ گیا تھا چنے سے کیچڑ کی جھیل بنا دیا تھا باچشم نیم باز دیکھتا رہا۔ اندھی زور سے چل رہی تھی۔ اور اُس سے پھٹ کر
ٹھیک بادل جو فی الواقع ہوا کے گھوڑوں پر سوار تھے۔ طرح طرح کی عجیب غریب اور بانیڈی بھنڈی شکلیں بنا لیتے
تھے۔ موسم منقبض۔ سرد اور تیرہ کرنے والا تھا۔ الغرض یہہ دن وسم خزاں کے اُن دنوں میں سے تھا جنمیں
انسان اپنے کمرہ کے دریچے بند کر کے خوشگوار لیمپ کی روشنی میں آتشدان کے قریب مگن ہو کر بیٹھے رہنے
سے بڑھ کر کوئی راحت نہیں دیکھتا۔ مگر میں حرمان نصیب ان نا یشلوار آراموں پر شک بھرے دل سے
غور و فکر کرتا ہوا اس بے رونق اور بیہودہ کمرہ میں جو دن کو محکمۂ دلم کے دفتر اور رات کو بارہ ایک آدمیوں کی
خوابگاہ کا کام دیتا تھا ٹھہر رہا تھا۔

شام کے قریب میں نے خیال کیا کہ اگر موجہ میں پہونچنے کیلئے آج کوئی سواری تلاش کرنی ہے تو اب جلد پتا
مناسب ہے ہسپتال واپس جاتے ہوئے مجھہ اپنے ساتھیوں کی ہنسی اور کھلی سے جن میں میں مہر کو رخصت
ہوا یا تھا قدرتاً آتا تھا۔ اور بارش تھمنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ آخر عزم بالجزم کر کے میں نے اپنا کوٹ اپنے گرد
لپیٹ لیا اور لاٹھی کے سہارے مکان سے نکل پڑا۔ مگر گاڑیوں کے اڈے کی طرف بمشکل دس گز گیا ہونگا
کہ کچھہ تو نقاہت سے اور کچھہ زمین پھسلنی ہونے سے زمین پر شدہ ہم گر پڑا۔ اور گرتے ہی تخنہ کی موچ بھی نکل گئی۔
جوں توں کر کے اُٹھا تو سہی لیکن پاؤں زمین پر اُنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ تاہم بصد مشکل لنگڑاتا ہوا قریب
ترین مکان کی بابت تک پہونچکر شدنی واقعات کے انتظار میں ہو بیٹھا۔ درد سخت بیکل کر رہی تھی کوئی مونس
و غمگسار پاس نہ تھا۔ تمام جسم کیچڑ میں لتھڑ پتھڑ۔ بارش کہتی تھی۔ ابھی سارا نور ختم کرتا ہے اور ہوا پر سود تر ہے
گرتے کے ساتھہ ہی اسہال کا دورہ یکبارگی پھر شروع ہو گیا۔ مجھہ سے قریب ہی ایک مکان پر لال
دھر کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ میرے پاس سے ایک شخص گذرا اور وہ مجھے اس ہسپتال میں لے گیا۔ یہہ ایک جرمن ڈاکٹر
کا ہسپتال تھا اُسکا نام غالباً الینگ تھا۔ خوش قسمتی سے اس میں ایک بستر خالی تھا۔ ایک مریض ابھی
فوت ہوا تھا اُسے اُٹھا دیا گیا۔ اور بستر کو ضابطہ پورا کر نیکے لئے بلانے نام جھاڑ جھٹک کر مجھے اُس پر

لٹا دیا گیا۔ گرنے سے ٹانگ کا زخم بھی کھل گیا تھا۔ ڈاکٹر نے ٹخنہ کو دہو کر اُس پر پٹی باندھ دی اور ٹانگ
والے زخم کو بھی درست کر دیا۔ اسہال کو روکنے کیلئے خواب آور دوائی کی بہت سی خوراک کہلا دی گئی۔
جس سے بالکل آرام ہو گیا۔ رات کو وافر اور عمدہ کہانا دیا گیا۔ اُسی وقت میں نے فوج کے قدموں کی
آہٹ سنی۔ معلوم ہوا کہ ارخانیہ کالم کا ہراولی دستہ چلا آ رہا ہے۔ طلوع فجر کے وقت مغرب میں آدھ گھنٹہ
گولہ باری ہوئی۔ اُسوقت کالم کا قلب روسی کیولری سے مصروف کارزار تھا۔ ۴ ستمبر کی دوپہر کو کالم
شہر میں پہونچگیا۔ جہاں اُسکا استقبال بڑے جوش و خروش سے کیا گیا۔ میں اس ہسپتال میں غالبًا ایک ہفتہ
ٹھہرا۔ اس میں پچاس مریض تھے۔ جن میں سے دس میرے کمرہ میں تھے۔ غذا بہر وافر اور عمدہ ملنی شروع ہو گئی تھی۔
بلکہ اشیاء مفرح زمنا کو برانڈی۔ شوربا دودہ۔ قہوہ بھی تقسیم کیگئیں۔ ادویات کافی تھیں۔ معالجہ عمدہ اور
غور سے ہوتا تھا۔ خدمت اوسط درجہ کی ہوتی تھی۔ کیونکہ دو شفا یاب سپاہیوں کے سوائے جو طبابت سے
ناواقف اور جن پر طاقت سے زیادہ کام رہتا تھا ڈاکٹر کے پاس کوئی معاون مدد دینے کیلئے نہ تھا۔ اور
ایک معمر ترک مزدور کے سوائے جو بظاہر شرارت اور بدی کا پتلا معلوم ہوتا تھا۔ مگر کام رحم کے فرشتے سے
اچھا کرتا تھا اور کوئی خدمتگار ہسپتال بھر میں نہ تھا۔ ایسے بوڑھے محب وطن باشندے کبھی کبھی آ کر مدد دیجاتے
تھے۔ اور دو ہٹے کٹے نوجوان بلغاری بھی بیگاری پکڑ کر اُسکے ماتحت کر دئے گئے تھے۔ انکو کسی شرارت
کی پاداش میں فرش صاف کرتے رہنے کی سزا دیگئی تھی۔ دونوں عیسائی تھے۔ عیسائی اس بات کو فراموش
نہ کریں اور ہر وقت اُنکا منہ سوجے رہتے تھے۔ اُنکے دلوں میں اس قدر کینہ و بغض بھرا ہوا تھا کہ ایک دفعہ ان
میں سے ایک نے جبکہ اُسے خیال تھا کہ اُسکو کوئی نہیں دیکھ رہا۔ ناقابل اعتبار سنگدلی سے کام لیکر ایک عضو
بریدہ بیہوش مریض کو زور سے ٹھوکر لگادی۔ اس سفاکی پر اُسے مکان کے عقب کے صحن میں چند سپاہیوں کے
گروہ سے جنکو تاکید کرنیکی ضرورت ہی نہ تھی بید لگوائے گئے۔ اس بات کی نگرانی میرے ذمہ کیگئی کہ سزا
کی تعمیل میں کوئی فرق نہ آئے۔ یہہ بتانیکی تو شاید کوئی ضرورت نہ ہوگی کہ جیسی سرگرمی اور دلی خوشی
سے میں نے اس کام کو سرانجام دیا۔ ویسی سرگرمی سے کبھی کوئی کام نہیں کیا۔ عمامی کی ایسی جم
لی گئی کہ وہ کئی ہفتوں تک کروٹ نہ بدل سکا۔

اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو میرا خیال ہے کہ یکم اکتوبر تک میں تینوں بیماریوں ٹانگ کا زخم ٹخنہ
کی موچ اور اسہال کی کمزوری پر غالب آ گیا۔ ایک گاڑی پر جو تگی لیجا رہی تھی اپنے مورچہ کو واپس چلا گیا

میری جمعیت موجودگی میں پہلا کپتان اُس زخم سے جو اُسے دوسری لڑائی میں پہونچا تھا صحت یاب ہوکر ارطغانیہ کالم کے ساتھ صوفیا سے پلیونا آگیا تھا۔ اور کمپنی پھر اُسکی کمان میں چلی گئی تھی۔ میں نے اپنے پُراسے سکوڈ کی کمان لیلی۔ جبکہ اُسی دستہ پر تراب جو دوسرا پہلا شفایاب ہوگیا تھا۔ محمد تمر دوم مرحوم کو سکوڈ پر اور آصف کلر سکوڈ پر تھا یعنی ہماری کمپنی میں پھر پورے پانچ افسر ہوگئے تھے۔ اور میری کمپنی کی کمان ہسپتالوں کی رہائش کے ماسوا ۴ اگست سے ۱۸ ستمبر تک ۴۵ دن میرے پاس رہکر ختم ہوگئی تھی۔

یہہ انتظام عرصہ تک قائم نہ رہا۔ ۷ اکتوبر کو جس دن پہلی مرتبہ برف پڑی اور جو لڑائی کے آخر اور اس سے بھی بعد تک برابر پڑتی رہی کپتان ہماری ہی بلٹین کی ایک دوسری کمپنی میں جس میں افسروں کی قلت تھی۔ تبدیل کردیا گیا۔ اور میں تیسری مرتبہ کمپنی افسر ہوکر آخری ہاتک یعنی نومبر میں آٹھہ دن کی بیماری کو جبکہ ہسپتال میں رہا وضع کرکے ۷ اکتوبر سے ۱۰ دسمبر تک ۵۶ دن اس عہدہ پر قائم رہا۔ میرے والا اسکوڈ اور کلر سکوڈ ملاکر ایک کردیے گئے۔ بیماری اور لڑائی کے نقصانات سے کمپنی میں ایک سو دس آدمی باقی رہگئے تھے۔ ان کو تین دستوں میں بانٹ دیا گیا۔ اول سکوڈ تیمور کے ماتحت۔ دوم تراب کے پاس اور تیسرا آصف کے ماتحت تھا۔ شروع نومبر تک میری کمپنی کی جمعیت اور ترتیب یہی رہی۔

یکم اکتوبر سے غنیم کی فوجوں نے ہمارے مورچوں کے قریب پہونچنا اور اپنے کیمپوں کو مورچہ بندکرنا شروع کردیا (اب تک انہوں نے کوئی مورچے نہیں بنائے تھے) اور جلد ہماری کیمپ کے محاذی نیم دائرہ کی شکل میں جو ہمارے کیمپ سے تقریباً ہم مرکز تھا بجانب شمال مقام بیودلے سے چلکر قانلی طابیہ۔ گریویتزا۔ اور رادمی شیود ہوتے ہوئے جنوب میں برسیتوتیز تک اپنے مورچوں کی لین تیار کرلی۔

اس موقعہ پر ارطغانیہ کے کمکی کالم کے کارناموں کا خلاصہ درج کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اُسکی مصافی ترتیب اور جنگی صف بندی حسب ذیل تھی۔

کمانڈر:۔ جنرل ڈویژن احمد حفظی پاشا

اعلیٰ شاف افسر:۔ لفٹننٹ کرنیل عزت بک

اول برگیڈ:۔ کمانڈر۔ برگیڈیر ادہم پاشا[1]

اول رجمنٹ: کمانڈر۔ لفٹننٹ کرنیل علی محمد بک

---

[1] یہہ وہی ادہم پاشا ہیں جو بعد کے تیہ پرفانیا اور فاتح تہسیلی کے معزز خطاب سے مشہور ہیں۔ مترجم۔

۲ - پلٹنیں

دوم رجمنٹ :- کمانڈر - لفٹنٹ کرنیل مضوح بک

۳ - پلٹنیں

دوم بریگیڈ :- کمانڈر - بریگیڈیر حقی پاشا

سوم رجمنٹ :- کمانڈر - لفٹنٹ کرنیل ایوب بک

۳ - پلٹنیں

چہارم رجمنٹ :- کمانڈر لفٹنٹ کرنیل طاہر بک

۳ - پلٹنیں

ریزرو - ۵ پلٹنیں - کمانڈر - کرنیل ولی بک

کیولری - ۶ رسالے نظامیہ - کمانڈر - کرنیل بکر بک

آرٹلری - دو باتریاں - فی باتری ۶ توپ - ایک باتری ۶ پونڈر اور دوسری ۳ پونڈر توپوں کی -

انجنیراں - دو کمپنیاں

میزان - ۱۷ پلٹنیں[۱۳۲] اور ۶ رسالے یعنی دس ہزار آدمی اور بارہ توپیں جنکی تحویل میں پانچسو گاڑیاں رسد کی - پچاس گاڑیاں توپخانہ کے گولہ بارود کی - پانچ سو بارکش گھوڑے اور دو سو گاڑیاں فوج پیدل کے کارتوسوں کی - اور دو ہزار شاخدار مویشی خوراک کے لئے تھے -

کالم ۱۸ ستمبر کی صبح کو بترتیب ذیل ارخانیہ سے چلا :-

ہراول یا طلیعہ

کمانڈر - بریگیڈیر ادہم پاشا

نائب کمانڈر - لفٹنٹ کرنیل عزت بک

چار رسالے سواروں کے -

---

[۱۳۲] ان میں سے ۵ نظامیہ، تیرہ ردیف اور دو مستحفظ تھیں - مصنف -

دوم بریگیڈ - ۶ پلٹنیں۔

ایک ثلث باتری۔ دو توپیں (۳ پونڈر)

دو کمپنیاں انجنیروں کی -

قلب

کمانڈر :- جنیل ڈویژن احمد حفظی پاشا

نائب کمانڈر :- بریگیڈیر حقی پاشا

سوم رجمنٹ :- ۳ پلٹنیں

ایک رسالہ سواروں کا

چھکڑوں اور گھوڑوں و مویشی کی قطار

ایک باتری۔ چھ توپیں (۶ پونڈر)

ریزرو - پانچ پلٹنیں

عقب

کمانڈر :- لفٹنٹ کرنیل طاہر بک

چہارم رجمنٹ - ۳ پلٹنیں

دو ثلث باتری - ۴ توپیں (۳ پونڈر)

ایک رسالہ سواروں کا -

کالم ارخانیہ سے تین دن میں بمقام طلتش پہونچا۔ کیونکہ موسم خراب۔ زمین کیچڑ دار اور نیز روسیوں نے کئی پل مسمار کوئیے ہوئے تھے طلتش کے قریب غنیم نے سڑک کا بہت سا حصہ اس میں گڑھے اور خندقیں کھود کر اور درختوں کو اس پر گرا کر ناقابل گذر بنا دیا ہوا تھا۔ چنانچہ ۲۰ر کی شام کو وہاں پہونچکر احمد مصطفی پاشا کو قیام کرنا پڑا۔ اور جب تک انجنیر سڑک کو درست کرتے رہے فوج اپنی حفاظت کیلئے مورچے بنا کر انکی پناہ میں رکی رہی۔ ۲۱ر کو روسیوں نے حملہ کیا جسمیں انکو پسپا کردیا گیا۔ ۲۲ر کی صبح کو غنیم کے حملہ کو بہر پسپا کر کے کالم نے کوچ شروع کردیا۔ سڑک کی دونوں پہلوؤں پر اور عقب میں دشمن کی کیولری کی زبردست جمعیتیں موجود تھیں لیکن سامنے کیطرف کا علاقہ اور سڑک پر کوئی دشمن دکھائی نہیں دیتا تھا۔ احمد حفظی پاشا نے اسکے

تدارک کیلئے کالم کی ترتیب کو بدل دیا۔ اول بریگیڈ کی پانچ پلٹنیں مقدمۃ الجیش سے عقب میں کر دیگئیں اور ادہم پاشا کو کمانڈر بنا دیا گیا۔ اس سے کالم کی ترتیب اب اس طرح ہوگئی۔

مقدمۃ الجیش یا ہراول کمانڈر۔ عزت بک

ایک پلٹن۔ چار رسالے۔ دو توپیں

قلب۔ کمانڈر حفظی پاشا

۸ پلٹنیں۔ ایک رسالہ۔ ۶ توپیں اور قطار

عقب۔ کمانڈر۔ ادہم پاشا

۸ پلٹنیں۔ ایک رسالہ۔ چار توپیں۔

۲۲ کی دوپہر کو ہراول مقام گورنا دوبنک پہونچا۔ اور جبکہ قلب اور قطار ابھی وہاں داخل ہو رہی تھی روسیوں نے عقب پر حملہ کر دیا۔ لڑائی رات کے نو بجے تک ہوتی رہی۔ اسکے بعد دشمن ہٹ گیا۔ ترکوں کی طرف خفیف سا نقصان ہوا۔ البتہ ادہم پاشا زخمی ہوئے۔ دشمن کی بیس توپیں آٹھ گھنٹہ گولہ باری کرتے رہنے کے باوجود تقریباً کچھ نقصان نہ پہونچا سکیں۔

دوسرے دن (۲۴ ستمبر) مقام دولنا دوبنک سے جہاں وہ دستہ جسے عثمان پاشا نے احمد حفظی کی پیشقدمی میں مدد دینے کیلئے بھیجا تھا شب باش ہوا تھا۔ نظام کیولری کا ایک رسالہ پہونچ گیا۔ کمکی دستہ کی جمعیت حسب ذیل تھی:۔

کمانڈر:۔ بریگیڈیر عطوف پاشا

انفنٹری:۔ ایک بریگیڈ جس میں چھ پلٹنیں تھیں۔

کیولری:۔ دو رسالے نظامیہ سواروں کے۔ اور دس رسالے سالونیکی مجاہدین کے۔

آرٹلری:۔ ایک باتری ایسی توپخانہ کی جسکی توپیں ۶ پونڈ تھیں۔

میزان۔ ۶ پلٹنیں۔ ۱۲ رسالے یعنی جملہ چار ہزار آدمی اور چھ توپیں۔

یہہ فوج مختصر سی سخت معرکہ آرائی کے بعد دولنا دوبنک پر قابض ہوئی تھی۔ اس جنبہ سے احمد حفظی پاشا نے ساتھہ آمد و رفت کا سلسلہ قائم ہوگیا تھا اور مشکل کھل گئی تھی۔ احمد حفظی نے ۲۴ کو دولنا پہونچکر اپنے ہراول کو قطار کا کچھہ حصہ دیکر اسی رات پلیونا کو بھیجدیا تھا جو طلوع فجر سے پہلے پہونچ گیا تھا

قلعہ [illegible] کو علی الصباح غنیم سے ۱۰ گھنٹہ گولہ باری کرتا رہا۔ اور دوپہر کو کل قطار صحیح سالم لیکر پلیونا میں پہنچا راستہ میں ایک چھکڑہ بھی ضایع نہوا۔ اس مہم میں اول سے لیکر آخر تک ترکوں کے کالم کے پچاس آدمی شہید اور زخمی ہوئے۔ کالم کے ساتھ جو گاڑیاں تھیں انکی قطار دس سے لیکر بارہ میل تک لمبی تھی جس طویل قطار کی پیشقدمی کو ۸ ہزار روسی اور رومانوی سوار اور انکی چالیس توپیں نہ روک سکیں[۲۶]۔ پلیونا کی ترکی فوج کی

---

[۲۶] اس موقع پر میں روسی اور رومانوی کیولری کی کارگذاری جو اس نے دریائے وڈ کو عبور کرنیکے دن یعنی ۸ ستمبر سے لیکر اس دن یعنی ۲۴ اکتوبر تک جبکہ اسکی مستعدی کا عملی لحاظ سے دریا وڈ کے بائیں ساحل پر خاتمہ ہوگیا۔ ترکی پلیونا فوج کے عقب میں کی تاریخوار مجملاً بتادینا ضروری تصور کرتا ہوں۔ میں نے یہ خلاصہ جرمن مورخ ٹروتہا اور روسی مورخ کروپاٹکن کی تحریرات سے اخذ کیا ہے۔

روسی جنرل لوشکاریف کے ماتحت جو ۱۹ ستمبر تک کماندر رہا۔ آٹھ رجمنٹیں کیولری، اور ۲۸ توپیں تھیں یہ فوج ۷ ستمبر کی شام کو بمقام ربنیا جمع کیگئی تھی۔

۸ ستمبر کو یہ فوج وڈ کو عبور کرکے مقام طرس طنیک پہونچی۔ اور ڈولنا نٹروپولی۔ گورنا نٹروپولی۔ اور ڈولنا دوبنیک پر قبضہ کرلیا۔ اسی تاریخ اسکالش ترکی فوج سے مقابلہ ہوا جو سلیمان بک نے اوپانتز سے مورچوں بھیجی تھی۔

۹ ستمبر اس ترکی فوج سے متفرق طور پر مصاف کی جو اوپانتز اور وڈ کے پل سے بھیجی گئی تھی۔

۱۰ ستمبر کو جنرل لیونتیف کے کیولری ڈویژن (چار رجمنٹیں اور اٹھارہ توپیں) نے جو روسی فوج کے بائیں بازو سے تعلق رکھتا تھا۔ بمقام مدیون۔ وڈ کو عبور کیا۔

۱۱ ستمبر کو یعنی تیسری لڑائی کے پہلے دن غنیم کے ان دونوں دستوں میں تعلق قائم ہوگیا اور گورنا دوبنیک سے لیکر وڈ کے پل کے قریب تک ارخانیہ شرک پر قبضہ کرلیا گیا۔

۱۱ سے لیکر ۱۸ ستمبر تک یہ کیولری ڈولنا نٹروپولی سے لیکر براہ ڈولنا دوبنیک مدیون تک ربع دائرہ کی شکل میں بیکار مقیم رہی۔

۱۹ ستمبر کو جنرل لوشکاریف کی جگہ اعلی کمان جنرل کریلو کو دیگئی۔ اور مزید کمکوں سے اسکی ماتحت فوج کی جمعیت ۷ رجمنٹوں اور ۳۰ توپونکی ہوگئی۔ لوشکاریف چار رجمنٹیں لیکر اس کھلے میدان میں جو ارخانیہ شرک اور روسی فوج کے بائیں بازو کے درمیان تھا مقیم ہوگیا۔ اور لیونتیف روسی یسار کی حفاظت کیلئے چار رجمنٹیں لیکر بمقام بوغوت۔ ۲۰ ستمبر کو ایک دستہ (۲۴ رسالے ۱۶ توپیں) کرنیل طوطولمین کے زیر کمان طلش کے قریب جا پہونچا۔

جمیعت ۲۴ ستمبر کے بعد حسب ذیل تھی:- ۹۳ پلیٹن انفنٹری - ۲۵ رسالے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲ - ۱۱ ستمبر کو طوطول بین نے بمقام طلش احمد حفظی کے کالم پر حملہ کیا اور پسپا کر دیا گیا۔

۲۲ ستمبر کو طوطول بین پھر حملہ کر کے زک اٹھا کر طلش سے روانہ ہوگیا اور گورنا دوبنیک کے قریب کریلو کو جس کے پاس کیولری کا بڑا حصہ تھا جا ملا کریلو نے بھی ترکوں پر حملہ کر کے شکست کھائی۔ اُدھر اُس فوج نے جو پلیونا سے بھیجی گئی تھی یعنی عطوفت کے کالم نے کریلو کے اُس دستہ کو جو ڈولنا ڈوبنیک میں تھا شکست دیکر وہاں سے بھگا دیا۔ اور گورنا و ڈولنا دونوں مقام پر ترک قابض ہو گئے۔

۲۳ ستمبر کو کریلو کے لئے دشمن کی دو طرفہ ند میں آجانیکا خطرہ پیدا ہو گیا جس پر وہ بسرعت تمام خود طرستنیک کو پیچھے ہٹ گیا۔ اور ڈولن نشرو پولی کے قریب ایک بریگیڈ اور ایک بیٹری چھوڑ گیا۔ ادھر احمد حفظی پاشا کا کالم ڈولنا دوبنیک میں پہونچکر عطوفت کے کالم سے آملا۔

۲۴ ستمبر کو ترکی کالم اُسی دوسری دستہ سے جسکو کریلو پیچھے چھوڑ گیا تھا۔ قدرے بالمقابل گولہ باری کرنیکے بعد اپنی بیحد طویل اور بوجھل قطار کو لیکر بخیریت پلیونا میں پہونچ گیا۔

کیا کسی نے شطرنج کی ایسی عجیب غریب بازی دیکھی ہے جیسی کہ ایک طرف جنرل کریلو اور دوسری طرف احمد حفظی اور عطوفت کے دستوں میں ہوئی ؟

۵ ۲ ستمبر کو کریلو نے راہو واپس دہاوا کر کے پلیونا اور ویڈن کا سلسلہ تا سبق کاٹ دیا۔

۲۶ ستمبر کو اُس نے قصبہ مذکورہ پر چند گولے پھینکے۔ اور جب دوسری طرف سے کمال مستعدی کے ساتھ جواب ملا تو پیچھے ہٹ گیا۔ اور رپورٹ کی کہ میں نے شہر کو اسلئے نقصان پہونچانا پسند نہیں کیا کہ اُس میں بہت سے عیسائی باشندے تھے"

۲۷ سے لیکر ۱۹ ستمبر تک فوج مذکورہ چارہ کیلئے رہتیا کو جا کر وہاں رہی۔ اور پھر ۳۰ کو وہاں سے طرستنیک کو چلی گئی۔ ریدولا اس دستہ نے آٹھ رسالے اور ۱۲ توپیں جسکو کریلو کرنیل تیویس کی زیر کمان ڈولنا نشرو پولی میں چھوڑ گیا تھا۔ رسد کے چند قافلے جو آرخانیہ سے پلیونا کو آرہے تھے پکڑ لئے۔ ان میں سو گاڑیاں آٹے کی۔ پانسو شا خدار مویشی اور کونین و نمک کا ذخیرہ تھا۔ آخر الذکر دونوں چیزوں کے ضایع ہونیکا سب سے زیادہ افسوس ہوا۔ کیونکہ انکی پہلے ہی سے قلت ہو رہی تھی۔

یکم اکتوبر کو ڈولنا نشرو پولی کے قریب جہاں کریلو سپہ سالار کے حکم سے گیا تھا فریقین میں سخت معرکہ آرائی

کیولری اور ۵۰۰ چرکس - ۱۴ باتریاں توپخانہ - ۳ کمپنی انجنیران

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۳ - ہوئی - اس میں زک اٹھا کر وہ پہر طرنستنیک کو ہٹ گیا - اور دونوں نشر و پولیوں پہ تک قابض ہو گئے جنکو ایک ہفتہ بعد انہوں نے خود بخود چھوڑ دیا تہا -

۱۷ اکتوبر کو لیوس کا دستہ طلش اور ساد و مرتزی پہونچگیا - اس نے کئی پلون کو مسمار کیا اور صوفیا - پلیونا کی ڈاک کو پکڑ لیا -

اس ڈاک میں ایک خط میرا بہی تہا جو چار مہینوں کے بعد خدا کی قدرت سے کسی طرح خارکوف پہونچگیا اور وہاں والوں نے پڑہ لینے کے بعد میرے حوالہ کر دیا - لیکن ان کو اس تکلیف کا کوئی معاوضہ نملا - اس میں صرف والدہ کی طرف سے بزرگانہ نصیحت اور یہہ خبر درج تہی کہ گہر کا طوطی مر گیا ہے -

۱۳ سے ۱۵ اکتوبر تک لیوس ساد و مرتزی میں اور کریلو کیولری کا بڑا حصہ لیکر طرنستنیک اور اس کے قرب جوار میں رہا - جو کام (یعنی ارخانیہ کیلئے فوج اور سامان رسد وغیرہ کو پلیونا نہ پہونچنے دینا) پہلے بارہ رجمنٹوں کے سپرد تہا - اب اس پر صرف دو رجمنٹیں مقرر کیگئی تہیں - مگر بقول کرو ٹکن " اب یہہ کام لیوس ایسے بہادر اور دلیر کمانڈر کے ہاتہہ میں تہا - جس نے ان دو رجمنٹوں سے تہوڑے ہی دنوں میں بہت کچہہ کر دکہایا " یہہ کریلو غریب کیلئے سخت خفت کا باعث تہا -

۱۶ اکتوبر کو لیوس پر سامنے سے شفقت پاشا کے کالم نے اور عقب سے اس فوج کے طلیعہ یا ہراول نے جو پلیونا سے بہیجی گئی تہی حملہ کر کے اسکو ایسی سختی میں ڈال دیا کہ وہ بڑی ہنرمندی سے دریائے عسکر کو عبور کر کے مقام چماکو واکو بہاگ گیا -

۱۷ اکتوبر کو ترکوں نے دونوں دیہاتوں طلش - ساد و مرتزی - اور لوکووتسز اپر قبضہ کر کے انکو مورچہ بند کر لیا -

اور کریلو اس کام میں جو اسے سپرد کیا گیا تہا (یعنی کمک و سامان پلیونا نہ پہونچنے دینے میں) بالکل ناکامیاب رہا - بالفاظ دیگر آٹہہ ہزار نہایت ہی اعلیٰ ترتیب یافتہ اور بخوبی مسلح روسی سوار ایسے علاقہ میں (جیسا کہ پلیونا سے جنوب مغرب اور مغرب کا علاقہ فی الواقع تہا) جو کیولری کے لئے بہت مناسب ہی نہ تہا بلکہ وہاں کی تین چوتہائی آبادی بہی انکی ہوا خواہ اور مذہب و زبان میں انکی شریک اور قرابتی تہی - دو کالموں کو جنمیں سے ایک میں سترہ اور دوسرے میں اکیس پلٹنیں تہیں اور جن دونوں کے ساتہہ دس سے لیکر پندرہ میل تک لمبی سامان و رسد کی بوجہل قطاریں تہیں مطلقاً نہ روک سکے -

جملہ ۳۳ ہزار آدمی اور ۳۰ توپیں۔ نقصانات اور مریضوں کو منہا کر کے ۸ ر اکتوبر تک ہماری یہی جمعیت رہی۔[۱۰۳]

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۴ - ۷ ر اکتوبر سے لیکر ۲۴ ر اکتوبر تک جبکہ روسی لائن کے اس حصہ پر گورکو مامور کیا گیا روسیوں نے پلیونا کے مغرب میں کوئی کارروائی نہ کی۔

روسی افسروں کی کمزور کارروائی اور انتظامات کی بڑی وجہ یہہ ہے کہ ان کو (بالخصوص لوشکاریف اور کریلوکو) حتی الامکان "اپنے آدمیوں کا بچاؤ" کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ اس حکم کا دوسرے لفظوں میں یہہ مطلب ہو سکتا ہے کہ گویا ہمیشہ "اپنے آدمیوں کا بچاؤ" اور صرف کرنا افسروں کا فرض نہیں ہے۔ حکم دہندگان کو یہہ خیال نہ ہوا کہ زبردست اور ہوشیار دشمن کے مقابلہ پر خونریزی کے بغیر فتح حاصل کرنا ناممکن ہے اور یہہ کبھی ممکن نہیں کہ جب تک انسان کے پاس ہتھیار موجود ہیں خونریزی نہ ہونے دیجائے۔ ترکی انفنٹری کی سریع آتشباری کی غنیم کے دل میں ہیبت بیٹھ گئی تھی اور اسی آتشباری کے نقصانات سے ڈر کر کریلوکو کو کار مفوضہ کی تندی سے تعمیل کرنیکی کوشش کرنیکا حوصلہ نہ پڑا اور اسی خوف کی وجہ سے اُس نے ادھر اُدھر تانا بانا لگائے رکھنے کے داؤگھات اختیار کر لئے اور صرف چھوٹے چھوٹے معرکے کئے حالانکہ مطلوبہ مدعا فقط عام محاربوں اور سرگرم مصافوں سے حاصل ہو سکتا تھا۔ سواروں کے دھاووں اور حملوں کا وہی وقت نہیں گذرا۔ اب بھی ہر محاربہ میں اکثر ایسے موقع آ پہونچتے ہیں جن میں صرف کیولری ہی فتح و شکست کا تصفیہ کر سکتی ہو۔ ایسے نازک اور تصفیہ کن موقع کو صرف آدمیوں کے بچاؤ کے خیال سے کھو دینا صریح حماقت ہے۔ انسان کی زندگی کی اُسی وقت کچھ قدر و قیمت ہو سکتی ہے جبکہ وہ درست موقع پر قربان کر دیجائے۔ جو شہنشاہ لڑائی کا خود ہی بانی مبانی ہو کر اسکا اعلان کرے اور پھر اپنے جرنیلوں کو آدمیوں کے بچاؤ کی ہدایت کرے وہ محض دیوانہ ہے۔ مصنف

[۱۰۳] انفنٹری کی ۴۳ بٹیلنوں میں سے ۲۵ نظامیہ - ۱۶ ردیف اور دو مستحفظ تھیں۔ کیولری میں ۱۲ رسالے نظامیہ سواروں کے اور دو رسالے عثمانیہ کاسکوں کے۔ اور دس رسالے سالونیکی مجاہدین کے تھے۔ توپخانہ میں سات باتریاں میدانی توپخانہ کی - جنکی توپیں ۶ پونڈ تھیں، چار باتریاں چار پونڈ توپوں کی ایسی توپخانہ کی - اور ۳ باتریاں ۳ پونڈ توپوں کی کوہی توپخانہ کی تھیں - فی بٹیلن بالاوسط ۴۰۰ سے لیکر پانسو کس - فی رسالہ اسی کس - فی باتری ایکسو سے لیکر ایک سو بیس - اور فی انجنیری کمپنی ۱۰۰ آدمی تھے۔ - مصنف

احمد غفلی پاشا کے کالم کے پہونچ جانیکے بعد ہمارے پاس چارہ کے سوائے ہر ایک چیز کی افراط ہوگئی۔ اس کمی کے پورا کرنے یعنی گہاس۔ بہوسہ اور اجناس و میات ملحقہ سے فراہم کرنیکے لئے عثمان پاشا نے ۲۶ ستمبر کو ایک سبک سیر مستعد کالم تیار کیا جسکی جمعیت یہہ تہی۔

کمانڈر:۔ جرنیل ڈویژن احمد غفلی پاشا

اول بریگیڈ۔ کمانڈر۔ بریگیڈیر حقی پاشا

۵ پلٹنیں

دوم بریگیڈ۔ کمانڈر۔ کرنیل ولی بک

۶ پلٹنیں

آٹھ رسالے نظامیہ سواروں کے۔ زیر کمان کرنیل بکر بک

ایک باتری (۶ پونڈر)

قطار: تین سو خالی چہکڑے۔

میزان۔ ۶ ہزار آدمی اور ۶ توپیں۔

یہہ فوج پلیونا اور تودپل کے درمیان ۲۷ ستمبر کی شام کو جمع ہوکر ۲۸ کی صبح کو پل سے روانہ ہوئی اور دشمن کے علی الرغم جس نے ۲۸ اور ۳۰ ستمبر کو حملہ کرکے منہہ کی کہائی ۲۸ ستمبر سے لیکر ۲ اکتوبر تک دونوں روبنیکوں۔ دونوں تشرو یولیوں۔ طرنیا۔ بلاسی وتسر۔ قرطوشاون اوسدیون کے تمام ذخیرے وہ پلیونا میں لے آئی۔ ۳۰ ستمبر کو سخت لڑائی ہوئی تہی۔ اُس میں ترکوں کے دوسو شہید ومجروح ہوئے۔ اور روسیوں کے اس سے بہی زیادہ۔ ان دنوں میں تین سو چہکڑے پانچ سے سات مرتبہ تک بہر کرلائے گئے۔

ارخانیہ شرک ۷ اکتوبر سے ۲۴ اکتوبر تک کہلی رہی۔ اس زمانہ میں گودام کی اکثر چہوٹی چہوٹی قطاریں اور ایک بڑی قطار پلیونا میں پہونچی۔ آخر الذکر شفقت پاشا کے زیر کمان کالم کی حفاظت میں آئی تہی۔ یہہ کالم ۵ اکتوبر کو ارخانیہ سے روانہ ہوا تہا۔ اسکی ترتیب جمعیت یہہ تہی۔

کمانڈر:۔ جرنیل ڈویژن شفقت پاشا

اول بریگیڈ:۔ کمانڈر۔ بریگیڈیر حسین وصفی پاشا

۶ پلٹنیں

دوم برگیڈ - کمانڈر - برگیڈیر عمر مظفر پاشا

۹ پلٹنیں

ریڈیف - نیرکمان لفٹنٹ کرنیل ہبر توبک

۹ پلٹنیں (جن میں سے ۴ طلش میں چھوڑ دیگئی تہیں)

کیولری نیرکمان لفٹنٹ کرنیل شفقی بک

۸ سو چرکس

آرٹلری:- دو باتیاں (۶ پونڈر) - (یعنی بارہ توپیں جنمیں سے ۴ طلش میں چھوڑی گئیں)

قطار:- پانسو چھکڑے رسد کے - چار سو بارکش گہوڑے کارتوسوں کے - چار ہزار شاخدار مویشی -

میزان - ۱۲ پلٹنیں یا ۱۲ ہزار آدمی اور بارہ توپیں[1]

شفقت پاشا کے پاس سلطان المعظم کا دستی ایک خط بہی تہا جس میں عثمان پاشا کو غازی کا خطاب عطا کیا گیا تہا -

۹ اکتوبر کو کالم نے دشمن کی کیولری (کرنیل لیوس کے دستہ) سے لڑائی کرکے اُسے بہگا دیا - ۱۰ کو وہ طلش پہونچا جسپر مورچہ بند کرکے اس میں ۶ پلٹنیں اور چار توپیں مامور کر دیگئیں - برف پڑنی شروع ہوگئی تہی اور سڑکوں کی حالت سخت خراب تہی - بینالی دنوں تک زمین پر جمی رہی - بعض جگہ اسکی تہ بارہ سے لیکر اٹہارہ انچ تک موٹی تہی - چنانچہ گو روسیوں نے چنداں زبردست مزاحمت نہ کی - سفر پہر بہی شدید مشکلات سے خالی نہ تہا - اسی تاریخ طلش کے قریب کالم اور روسیوں میں پہر جہر آرائی ہوئی -

۱۰ اکتوبر ہی کو پلیونا سے ایک کالم نصف راستہ میں شفقت سے ملنے کیلئے بہیجا گیا تہا - اسکی جمعیت حسب ذیل تہی -

کمانڈر: جنرل ڈویژن احمد حفظی پاشا

اول برگیڈ - زیر کمان برگیڈیر حقی پاشا

---

[1] اکیس میں سے تین نظامیہ - ۱۲ ردیف - پانچ مستحفظ - اور ایک معاونین یا مجاہدین کی تہی یعنی اسکو بازی ان تینوں قسموں میں سے کسی سے متعلق نہ تہے - مصنف -

۶ پلٹنیں

دوم برگیڈ - زیر کمان ولی بک

۶ پلٹنیں

سوم برگیڈ - زیر کمان لفٹنٹ کرنیل عزت بک

۶ پلٹنیں

آٹھ رسالے نظامیہ سواروں کے } زیر کمان کرنیل بکر بک
دس رسالے سالونیکی مجاہدین کے }

دو باتریاں (۶ پونڈر)

میزان - ۲۰ پلٹنیں - ۱۸ رسالے - جملہ نو ہزار آدمی اور بارہ توپیں

دونوں کالم طاش اور گورنا دوبنیک کے درمیان آپس ہی میں ملاقی ہوئے - اور ۱۸ اکتوبر کو شفقت پاشا اور اُنکے کالم کا حصہ کثیر کل گاڑیوں کو صحیح و سلامت لیکر پلیونا میں پہونچگیا - راستہ میں ایک گاڑی ضایع نہ ہوئی - آدمی بھی معدودے چند ضایع ہوئے - اور وہ بھی زیادہ تر راستہ کے حوادث یا سردی سے - افغانیہ کے بہادر اور ہوشیار کمانڈر کی پلیونا میں بڑی دھوم دھام اور بڑی جوشی سے آؤ بھگت کیگئی - کیونکہ یہہ اُسی کے طفیل تھا کہ جب سے ہم پلیونا میں آئے تھے ہمارے پاس تمام ضروریات احتیاج کی افراط رہتی رہی ہے -

سڑک اب پہر کھل گئی تھی اور تار برقی کا سلسلہ قائم کرلیا گیا تھا ۱۸ اور ۲۴ اکتوبر کے درمیان تقریباً ہر روز گودام اور رسد پہونچتی رہی - مگر مزید کمک کوئی نہ آئی پلیونا کے معمولی اور فوجی ہسپتالوں کو خالی کرکے زخمیوں بیماروں اور قیدیوں کو ارخانیہ کے راستہ صوفیا بھیجدیا گیا -

شفقت پاشا نے **غازی عثمان** اور اُنکے افسروں سے متواتر مشورے کئے - سب سے بڑی دقت پاشا موصوف کو گاڑیاں حاصل کرنے میں درپیش آرہی تھی - اردگرد کا تمام علاقہ اُس نے گاڑیوں سے خالی کردیا تھا - پہر بہی اکثر جگہ غلہ باربرداری کی قلت کی وجہ سے کھیتوں پر ہی پڑا رہا تھا - اِس قلت کے ساتھہ ہی موجودہ چھکڑوں کے مالک اُنکی واپسی کیلئے اُنکے گلوگیر ہورہے تھے - علاوہ ازیں شفقت کی ایک بڑی شکایت یہہ بہی تہی کہ ملکی دسول حکام سے کافی اور مناسب امداد نہیں ملتی جتنی کہ اُسے کئی دفعہ ارخانیہ

کے قائم مقام اور اُسکے ماتحتوں سے دوبدو ہونا پڑا۔ افسوس کہ زمانہ میں ایسا اکثر ہوتا ہے کہ گھروں میں بیٹھے رہنے والے قلم اور سیاہی کے بہادر اور صفحہ قرطاس کے نبرد آزما اُس کام کو جو مردانِ جانباز شمشیر اور رائفل سے اپنی جانوں - اعضا اور صحت کے بدل میں سرانجام کرتے ہیں بگاڑ دیتے ہیں۔

ناظرین کو فوج کے رسد و خوراک بہم پہونچانیکے اہم اور مشکل کام کا کچھ اندازہ اس سے ہو جائیگا کہ پلیونا فوج کی ایک ہفتہ کی خوراک رسد کی ۲۵۰ گاڑیاں اور ایک ہزار شاخدار مویشی تھے۔ چارہ - پارچات - اسلحہ - کارتوس اور گولہ بارود اسکے علیحدہ رہے۔

شفقت پاشا چند کمپنیاں اور سواروں کا ایک دستہ لیکر ۲۰؍ اکتوبر کو ارخانیہ کی طرف واپس چلے گئے۔ راستہ میں ایک روسی قافلہ جس میں ۱۵ ہزار بھیڑیں اور بیل تھے اُنکے قابو آگیا۔ جسکا کچھ حصہ اُنہوں نے پلیونا بھیجدیا

پلیونا فوج کی جمعیت اس کمک سے یہ ہو گئی تھی:- ۴۸ پلٹنیں انفنٹری - ۲۵ رسالے کیولری - ایک ہزار چرکس (۱۲ رسالے) ۱۹ باتری آرٹلری - ۳ کمپنی انجنیران - ایک پلٹن (پیدل) مجاہدین ایک رسالہ (سوار) مجاہدین) جملہ ۴۸ ہزار آدمی اور ۹۶ توپیں[1]۔ اس سے زیادہ جمعیت پلیونا فوج کی کسی وقت نہ ہوئی۔ اور ۲۴؍ اکتوبر تک جبکہ روسیوں نے ترکی کیمپ کا محاصرہ تکمیل کر کے پلیونا کا دوسرا یعنی واقعی محاصرہ شروع کیا یہی جمعیت رہی۔ اس محاصرہ میں کبھی کچھ رخنہ نہ پڑا۔ اور وہ فقط اُسوقت ختم ہوا جبکہ ۱۰؍ دسمبر کو محصورین نے حملہ کیا۔ ڈولنا دوبنیک کی ترکی فوج ۲۷؍ اکتوبر کو پلیونا میں داخل ہو گئی۔ گورنا دوبنیک اور طلش غنیم نے ۲۴ اور ۲۰؍ اکتوبر کو لیلئے۔ اور وہاں کی ترکی فوجوں کو گرفتار کر لیا۔ اسی اکتوبر کو

---

[1] میں نے ۱۳؍ ستمبر سے لیکر ۹؍ اکتوبر تک کے نقصانات کا اندازہ دو ہزار کر کے اُسکو منہا کرنیکے بعد یہ جمعیت تحریر کی ہے۔ چرکسوں کی تعداد ۲۳ سو کے بجائے ایک ہزار اسلئے دی ہے کہ ان میں سے کئی سو حصار سے پہلے اپنے مسائل کو لوٹ کر منتشر ہو گئے تھے۔ ۴۸ پلٹنوں میں سے ۸ نظامیہ - ۴۰ ردیف - مستحفظ اور ایک معاونین کی تھی۔ انجمن اتحاد عثمانیہ کے والنٹیروں یعنی مجاہدین کی پلٹن میں زیادہ تر صوبہ بلگیریا کے مسلمان باشندے تھے۔ اس نام کی انجمنیں سلطنت کی حفاظت کیلئے سلطان المعظم کے تمام ممالک محروسہ میں حال میں قائم ہوئی تھیں۔ لفظ مجاہدین کا اصطلاح دنیا سے آیا تھا۔ یہ مجاہدین (سوار و پیادہ) ہیڈ کوارٹر کے پہرہ اور اردلی کا کام دیتے تھے میں نے انکو انفنٹری اور کیولری میں شامل نہیں کیا۔ کیونکہ وہ کسی جنگی ترتیب اور صف آرائی میں داخل نہیں تھے اور بالکل الگ رکھے گئے تھے۔ مصنف۔

[2] یہ شہر صوبہ مقدونیہ میں سالونیکا سے بجانب شمال مغرب تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں تک سالونیکا سے ریلوے لائن واقع ہے۔ مترجم

ہیں بہی جسکا کمپ بیں اکثر ذکر ہوتا تہا مگر میں نے اسکو کسی نقشہ میں نہیں پایا۔ اور اسلئے اسکے ٹہیک محل وقوع سے ناواقف ہوں دو پلٹنیں اور دو توپیں مقیم کیگئی تہیں۔

نام مقام و منزل	فاصلہ یا زمانہ دو منزلوں کے بیچ گہنٹوں میں	پلٹن	رسالے	توپیں	کل آدمی
پلیونا	۰	۶۷	۲۱	۹۶	۳۹۰۰۰
ڈولنا دوبنیک	۹	۵	۰	۲	۲۵۰۰
گورنا دوبنیک	۶	۶	۳	۴	۳۵۰۰
طاش	۶	۶	۰	۴	۳۰۰۰
رادومرتسری	۶	۳	۰	۶	۱۵۰۰
لوکووتسرا	۳	۲	۰	۲	۱۰۰۰
یابلونتسرا	۱۴	۲	۲	۴	۱۰۰۰
اوخانیہ	۲۰	۱۲	۶	۶	۶۵۰۰
میزان	۶۴	۱۰۳	۳۲	۱۱۴	۵۸۰۰۰

صوفیا میں اسوقت صرف پانچ پلٹنیں تین رسالے اور ۶ توپیں تہیں۔ شروع نومبر میں بابا قوناق درہ کے جنوب میں اسکے اور صوفیا کے درمیان محمد علی پاشا کے زیر کمان کثیر التعداد فوج جمع ہوئی جس میں گو ۷ر نومبر کو بہی ۳۴ پلٹنیں۔ ۸ رسالے اور ۶ بیٹریاں جملہ ۲۴ ہزار آدمی تہے۔ مگر وہ عثمان پاشا کی مدد نکر سکی۔ یہی وہ فوج تہی جسکو بڑے طمطراق سے پلیونا کی کمکی فوج کہا جاتا تہا۔ اور جسکی مدد پہونچنے کے اکثر لمبے چوڑے وعدے ہوتے رہتے تہے۔ مگر وہ افسوس آخری وقت تک بہی اس کام کی طرف متوجہ نہیں ہوئی تہی۔ یہیں سے بابا قوناق فوج کا ہونگا۔

۲۴ اکتوبر کو جو فوجیں بڑے نامی عثمان پاشا کے ماتحت تہیں انکی جدول میں ذیل میں درج کیے دیتا ہوں۔ گو اس [illegible] کے [illegible] ہو جانے سے اسکا باقی دنیا سے کوئی تعلق نہیں رہ گیا تہا اور فی الواقع صرف [illegible] فوج [illegible] گئی تہی۔

مقام	پلٹنیں	رسالے	توپیں	کمانڈر
پلیونا فوج	۸۴	۲۵	۹۶	عثمان پاشا
ارخانیہ مشرک پہاڑ اور وقرنزری سے ارخانیہ تک	۱۹	۸	۱۸	شفقت پاشا (مقیم ارخانیہ)
اطروپول	۲	-	۲	
دم کوئی	۲	-	۳	
طاش کسن و کوریاتزی	۲	-	۶	محمد علی پاشا (مقیم صوفیا)
ستر گل	۱	-	۳	
صوفیا	۵	۳	۶	
راہووا	۵	-	-	محمد عزت پاشا مقیم وڈن
لوم پلنکہ	۴	-	-	
شمال مغربی سرحد	۴	-	-	
وڈین	۱۲	۱	۶	
میزان	۱۴۳	۳۷	۴۰	

پلیونا کمپ کے ۱۲ رسالے چرکسوں کے اور نیز راہووا۔ لوم پلنکہ اور وڈن کی قلعجاتی آرٹلری ان اعداد میں نہیں شامل کی گئیں۔

۸ر اکتوبر و ۱۴ر اکتوبر ۱۸۷۷ء کے درمیان پلیونا فوج کی جنگی ترتیب اور صف آرائی حسب ذیل تھی۔[۱۳۳]

[۱۳۳] کئی شخصوں کے ایک ہی نام ہونیکی وجہ سے تمام افسروں کو تمیز کیلیے عموماً سیاہ و سفید کے خطاب دیئے جاتے تھے۔ مثلاً قرہ محمد۔ آق علی۔ اکثر افسروں کے عرف مجھے یاد نہیں ہیں۔ آسانی اور اختصار کیلیے بریگیڈوں اور رجمنٹوں کے سلسلہ وار نمبر میں نے خود دیدیئے ہیں۔ سرکاری مصافی ترتیبوں اور جنگی احکام میں ہر ڈویژن کے بریگیڈوں۔ اور ہر بریگیڈ کی رجمنٹوں کے نمبر ایک سے شروع ہوتے ہیں۔ افسروں کی قلت کی باعث سے اکثر کمپنیاں لفٹنٹوں کی پاس اور پلٹنیں کپتانوں کے زیر کمان تھیں اسی طرح کئی رجمنٹوں پر کرنیل یا لفٹنٹ کرنیلوں

کمانڈر :- مشیر غازی عثمان پاشا

اعلیٰ سٹاف افسر :- برگیڈیر طاہر پاشا

سٹاف :- برگیڈیران - امین پاشا و حسین صفی پاشا - کرنیلان حمدی بک و خیری بک - لفٹنٹ کرنیلان محمد ناظف بک و محمد بک -

اعلیٰ یاور :- لفٹنٹ کرنیل طلعت بک

کمانڈر کیولری :- کرنیل عثمان بک

کمانڈر آرٹلری :- برگیڈیر احمد پاشا

کمانڈر انجنیران :- لفٹنٹ کرنیل توفیق بک

کمانڈر ہیڈ کوارٹر :- لفٹنٹ کرنیل محمد ناظف بک

کمانڈر قصبہ پلیونا :- لفٹنٹ کرنیل محمد حسین بک

اعلیٰ ڈاکٹر :- کرنیل حاسب بک

اول ڈویژن

(یہہ ڈویژن اوپانتز سے باش طابیہ تک کیمپ کی شمالی جانب پر ماموُر رہا تھا)

کمانڈر :- جرنیل ڈویژن عادل پاشا

اول برگیڈ - زیر کمان برگیڈیر صادق پاشا

اول رجمنٹ : زیر کمان کرنیل حافظ بک - پاشا شیشن

دوم " " لفٹنٹ کرنیل لطیف بک - ۳

دوم برگیڈ :- زیر کمان برگیڈیر ابراہیم پاشا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۲ - کی کمی کی وجہ سے میجر کمانڈر مقرر تھے - میں نے بوجہ لاعلمی جن رجمنٹ کے کمانڈروں کے نام چھوڑ دئے ہیں - اُنکے کمانڈر بالغالب جو میجر ہونگے - میں اس ترتیب مندرجہ بالا کی درستی کا پورا پورا یقین دلا نہیں سکتا کیونکہ میں نے اُسے نیم مکمل سی یادداشتوں کی مدد سے تیار کیا ہے - پلٹنوں کی جمعیتیں مختلف تھیں - فی پلٹن دو سے لیکر ۸۰۰ تک آدمی ہوتے تھے پس اوسط جمعیت فی پلٹن ۵۰ سو تھی - کیولری و آرٹلری جس طرح مختلف ڈویژنوں میں تقسیم کی گئی تھی اسکے متعلق میرے پاس کوئی مصالح نہیں رہ گیا - اسلئے انکو میں نے یکجا بتا دیا ہے - مصنف

سوم رجمنٹ :- زیر کمان لفٹننٹ کرنیل کاظم بک - ۳ پلٹنیں

چہارم " " کرنیل خیری بک ۳ "

سوم برگیڈ :- زیر کمان کرنیل سلیمان بک

پنجم رجمنٹ :- زیر کمان ۳ "

ششم رجمنٹ " ۳ "

میزان ۱۸ "

دوم ڈویزن

(ابراہیم طابیہ سے لیکر وادی طلچینتہ اٹک کیمپ کی جنوب مشرقی جانب پر)

کمانڈر :- جرنیل ڈویزن حسن صابری پاشا (زیر علاج) - قائم مقام برگیڈیر عطوف پاشا

چہارم برگیڈ :- زیر کمان برگیڈیر عطوف پاشا

ہفتم رجمنٹ :- زیر کمان لفٹننٹ کرنیل رووف بک ۳ پلٹنیں

ہشتم رجمنٹ :- " " ایوب بک ۳ "

پنجم برگیڈ :- زیر کمان - کرنیل عمر بک

نہم رجمنٹ :- زیر کمان لفٹننٹ کرنیل افضح بک ۳ "

دہم " " " زینی بک ۳ "

میزان ۱۲ "

سوم ڈویزن

(طلچینترا سے لیکر ودیل تک - جنوب اور مغرب کی جانبوں پر)

کمانڈر - برگیڈیر طاہر پاشا

ششم برگیڈ - زیر کمان - برگیڈیر عمر ظفر پاشا

یازدہم رجمنٹ - لفٹننٹ کرنیل پرتو بک ۳ پلٹنیں

دوازدہم " " عبداللہ بک ۳ "

ہفتم برگیڈ - کرنیل یونس بک

سیزدہم رجمنٹ :- لفٹننٹ کرنیل طاہر بک ۳ پلٹنیں
چہاردہم " " طلعت بک ۳ "
ہشتم برگیڈ :- کرنیل سعید بک
پانزدہم رجمنٹ :- لفٹننٹ کرنیل علی محمد بک ۳ "
شانزدہم " ۲ "
میزان ۱۷ "

چہارم ڈویزن

(ڈولنا دوبنیک سے طلش تک - ارخانیہ سڑک پر)

کمانڈر :- جنرل ڈویزن احمد حفظی پاشا
نہم برگیڈ :- برگیڈیر حقی پاشا
ہفتدہم رجمنٹ ۳ پلٹنیں
ہشتدہم رجمنٹ ۳ "
دہم برگیڈ :- جنرل ڈویزن احمد حفظی پاشا
نوزدہم رجمنٹ کرنیل ولی بک ۵ "
بستم " لفٹننٹ کرنیل عزت بک ۶ "
میزان ۱۷ "

پنجم ڈویزن

(ریزرو - پلیونا شہر اور اراباوا احتیاط طابون میں)

کمانڈر :- برگیڈیر توفیق بک
یازدہم برگیڈ :- برگیڈیر حسین وصفی پاشا
بست ویکم رجمنٹ - لفٹننٹ کرنیل خورشید بک ۵ پلٹنیں
بست ودوم " ۵ "
دوازدہم برگیڈ - برگیڈیر یمین پاشا (زیر علاج)، قائم مقام لفٹننٹ کرنیل محمد نالف بک

بست و سوم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل محمد ناطف بک ۵ بٹالین
بست و چہارم " " " راسم بک ۵ "
میزان ۲۰ "

انفنٹری فوج کی جمیعت

اول ڈویژن - عادل پاشا (شمالی جانب) ۱۸ "
دوم " حسن صابری پاشا (جنوب مشرقی جانب) ۱۲ "
سوم " طاہر پاشا (جنوب اور مغرب کی جانبوں) ۱۷ "
چہارم " احمد عفلی پاشا (ارخانیہ شرک) ۱۷ "
پنجم " توفیق پاشا (ریدو) ۲۰ "
میزان ۸۴ "

کیولری

کمانڈر :- کرنیل عثمان بک

باقاعدہ یعنی نظامیہ کیولری :- کرنیل بکر بک
۱۳ رسالے (دو رجمنٹیں نظامیہ کیولری کے
۰ دو رسالے عثمانیہ کاسکوں کے

معاون و بیقاعدہ کیولری - لفٹنٹ کرنیلان شفقی بک وحقی بک
۱۰ رسالے (ایک رجمنٹ سالونیکی مجاہرین کی)
۱۰۰۰ چرکس (جو چہ چہ رسالونکی دو رجمنٹوں میں منقسم ہے)

آرٹلری

کمانڈر :- بریگیڈیر احمد پاشا

۹ باتریاں میدانی توپخانہ کی - فی باتری ۶ توپیں - توپیں (۱۶ پونڈر)
۴ باتریاں اسپی " " " " (۴ پونڈر)
۳ باتریاں کوہی " " " " (۳ پونڈر)

میزان ۹۶ توپیں

انجنیران

۴ کمپنیاں۔ لفٹنٹ کرنیل توفیق بک

ہیڈ کوارٹر کا مجاہدی گارڈ

ایک پلٹن (پیدل) مجاہدین اتحاد عثمانیہ
ایک رسالہ (سوار) مجاہدین وودینا } کرنیل محمد نالمف بک

میزان کل پلیونا فوج

قسم	جمعیت	تعداد مردم
انفنٹری	۸۴ پلٹنیں	۴۸ ہزار
کیولری	۲۵ رسالے	۲ ہزار
چرکس	۱۲ ”	۱ ہزار
آرٹلری	۱۶ باتیاں	۲ ہزار
انجنیراں	۴ کمپنیاں	۲ سو
مجاہدین	ایک پلٹن و ایک رسالہ	۸ سو
زیر علاج شفایاب اور غیر مصافی		۴ ہزار
میزان		۴۸ ہزار

اکتوبر ۱۸۷۷ء کے آخیر میں پلیونا فوج کے مورچوں۔ ہر ایک کی محافظ فوج پیدل اور انکے کمانڈروں کی تفصیل حسب[۱۳۴] ذیل تھی۔

---

[۱۳۴] میں نے مورچوں کے بالعموم وہی نام دیئے ہیں۔ جن سے ترک انکو پکارتے تھے۔ یہہ روسیوں کے مقرر کردہ ناموں سے مختلف ہیں۔ مثلاً ہم باش طابیہ۔ کو روسی تیسرا مورچہ نمبر ۲ کو پکارتے تھے۔ اور کرنیل گمن جانق بایہ مورچوں میں سے ایک کو باش طابیہ لکھتا ہے۔ یہہ غلطی باغلب جو کسی جاسوس۔ فراری یا اسیر کی عمداً یا سہواً غلط اطلاع سے روسی افسروں کو پیدا ہوئی ہوگی۔ جن مورچوں کے مجھ ترکی نام یاد نہیں رہے۔ انکے میں نے خود نام وضع کر کے لکھ دیئے ہیں (مثلاً برلیستو ونہ مورچہ۔ طرنیا سٹرک کا مورچہ) مصنف

اول ڈویژن (شمالی جانب)

اوپانتر مورچے	-	۱ پلٹنیں	-	سلیمان بک
بوکووا	؍	۳	؍	کاظم بک
ینی طابیہ[۱۳۵]	؍	۲	؍	خیری بک
جانق بائر مغربی مورچہ	-	۳	؍	ادہم پاشا
جانق بائر مشرقی مورچہ	-	۲	؍	لطیف بک
باش طابیہ	؍	۲	؍	حافظ بک

دوم ڈویژن (جنوب مشرقی جانب)

خورم طابیہ	ایلٹین	-
ابراہیم ؍	۲ پلٹنیں	رؤوف بک
عطوف ؍	۳ ؍	عطوف پاشا
عمر ؍	۳ ؍	عمر بک
طاہر ؍	۲ ؍	نصوح بک

تیسرا ڈویژن (جنوب اور مغرب کی جانب میں)

عیسٰی طابیہ، قوانلق ؍، باغلر باشی ؍	ایلٹین	-
میلاس ؍	۱ ؍	عبداللہ بک
طلعت ؍	۱ ؍	طلعت بک
یونس ؍	۲ ؍	یونس بک
کوچک[۱۳۶] ؍	۱ ؍	یونس بک

۱۳۵ یہ مورچہ ۲۰ اور ۲۱ اکتوبر کے درمیان جانق بائر کے مغربی ڈھلاؤ پر اس جگہ جہاں سے بیکو پولی شہر کو سڑک گذرتی ہے ڈک کر مذکورہ سے پیچ بنایا گیا تھا۔ مصنف

۱۳۶ یہ مورچہ اکتوبر کے آخری دنوں میں یونس طابیہ کی مزید حفاظت کیلئے جس پر روسی اکثر حملے کرتے رہتے تھے۔ اور جو دوسرے ۳ کی نسبت زیادہ بے پناہ تھا تیار کیا گیا تھا۔ مصنف

حاجی بابا طابیہ	الپٹن	علی محمد بک
غازی عثمان	۱ "	طاہر بک
برسیتو وتسز موچہ	۱ "	-
طرتیناشرک کا موسچہ	۱ "	-
باغچہ طابیہ[۱۳۸]	۱ "	-
بہ قو طابیہ	۲ "	پرتو بک
بلاسی چاتز موچہ نمبر ۱ " " نمبر ۲	۲ "	-
ودپل کا موچہ	۲ "	سعید بک
نماس گوار طابیہ جنوبی " " شمالی	۱ "[۱۳۹]	

چہارم ڈویژن (ارخانیہ ٹرک)

دولنا دوبنیک	۵ پلٹنیں	ولی بک
گورنا دوبنیک	۶ "	احمد حفظی پاشا اول کمانڈر۔ عزت بک دوم کمانڈر
طلش	۷ "	حقی پاشا

پنجم ڈویژن (ریزرو)

ارابہ طابیہ	۵ پلٹنیں	حسین وصفی پاشا

[۱۳۸] اس موچہ کے نام کی نسبت بہی گڑبڑسی پڑی ہوئی ہے۔ باغچہ طابیہ کے معنی ہیں باغی باتری۔ سودمی تحقین اسے بانلر باشی طابیہ باغی موچہ لکھتے ہیں۔ مصنف۔

[۱۳۹] تیسرے ڈویژن کے ۱۱۔ آخری موچوں میں سے بعض نومبر میں جاکر تیار کئے گئے تھے۔ مگر میں نے تکرار سے بچنے کیلئے انکو اسیوقت فہرست میں دیدیا ہے۔ مجھ کو انکی تعمیر کی درست تاریخیں یاد نہیں تاہم اٹکل پچو یہ کہہ سکتا ہوں کہ ودپل کے موچہ کے سوائے جو دوسری لڑائی کے وقت بنایا گیا تھا۔ باقی دسوں ۱۵ ر اکتوبر اور ۱۵ ر نومبر کے درمیان تیار کئے گئے تھے۔ مصنف۔

احتیاط محافظہ	۵ پلٹنیں	توفیق پاشا
ہیڈ کوارٹر عثمانیہ	۱ پلٹن	محمد ناظف بک
پلیونا شہر	۵ پلٹنیں	حسین بک
شہر اور تودیل کے درمیان	۵ پلٹنیں	راسم بک

۸ر اور ۲۴ر اکتوبر کے درمیان ارخانیہ سڑک کی چوکیوں سے تقریباً ہر فوج رسد کی حفاظت کے متعلق فائدہ اٹھایا جاتا رہا۔ ہر منزل سے ایک دستہ ساتھ ہو کر قافلہ کو دوسری منزل پر پہونچا جاتا جس سے رسد قافلوں کیلئے خاص حفاظتی پہروں کی ضرورت نہ رہ گئی۔ پلیونا سے بیماروں کی جو قطاریں ارخانیہ کو بھیجی جاتی تھیں انکے واسطے بھی یہی انتظام تھا۔

اُن اعلیٰ افسروں کی مندرجہ ذیل فہرست جو ۱۴ر ستمبر سے ۱۰ر دسمبر ۱۸۷۷ء تک پلیونا فوج میں تھے میرے خیال میں ناظرین کیلئے بہت کچھ آگاہی اور دلچسپی کا باعث ہوگی۔

مارشل (مشیر) غازی عثمان پاشا۔

جرنیلان ڈویژن۔ عادل پاشا۔ احمد حفظی پاشا (۲۴ر اکتوبر کو اسیر ہو گیا) حسن صابری پاشا (زیر علاج)

جرنیلان برگیڈ۔ طاہر پاشا (اعلیٰ سٹاف افسر) احمد پاشا (افسر توپخانہ) امین پاشا (زیر علاج) توفیق پاشا۔ حسین وصفی پاشا۔ ادہم پاشا۔ صادق پاشا۔ عطوف پاشا۔ عمر ظفر پاشا۔ حقی پاشا۔ (۲۸ر اکتوبر کو اسیر ہوا)

کرنیلان۔ خیری بک۔ حافظ بک۔ عمر بک۔ حمدی بک۔ سلیمان بک۔ یونس بک۔ سعید بک۔ ولی بک (افسر فوج سواران) بکر بک (افسر فوج سواران) حاسب بک (اعلیٰ ڈاکٹر)

۱۲۹ یہ اتحاد عثمانیہ کے مجاہدین کی پلٹن ہے۔ جو ترتیب جنگی کی تفصیل میں پانچویں ڈویژن میں شامل نہیں کیگئی تھی ہیڈ کوارٹر ارابہ طابیہ کے متصل ایک چھوٹے سے موضع یا احاطہ میں تھی۔ مشیر اپنے سٹاف سمیت آخر تک وہیں رہے۔ جب سردی زیادہ پڑنے لگ گئی تو خیموں کے عوض مٹی کی جھونپڑیاں بنائی گئی تھیں۔ اکتوبر کے بعد ہم نے اور دشمن نے بھی بالعموم خیموں کا استعمال ترک کر دیا تھا۔ کیونکہ مٹی کی جھونپڑیوں میں برف باراں سے ہی زیادہ بچاؤ نہیں رہتا تھا بلکہ خیموں کے کپڑے کی نمایاں رنگت سے گولہ اندازوں کو خوب نشانہ ملتا تھا۔ مصنف۔

لفٹننٹ کرنیلان۔ محمد ناطق بک۔ لطیف بک۔ محمد بک۔ کاظم بک۔ یوسف بک۔ ایوب بک
نصوح بک۔ زہنی بک۔ پرتو بک۔ عبداللہ بک۔ طاہر بک۔ طلعت بک (یاور) علی محمد بک۔ عزت بک
(۲۴ اکتوبر کو اسیر ہوگیا) خورشید بک۔ اسعد بک۔ طفلکی بک (افسر انجنیران) شفیق بک (افسر سواران)
حقی بک (افسر سواران) حسین بک (کمانڈر پلیونا شہر)

ممالک اجنبیہ کے ڈاکٹر[۱۱۰]۔ جرمن: ہیننگ۔ شتمنر۔ کوہلی۔ انگریز: سکراسبی۔ ولسن۔ فرنچ: ہین۔ آسٹرین: اوڈس[۱۱۱]

---

[۱۱۰] فہرست کا یہ حصہ میں نے تحریری یادداشتوں۔ کتابوں یا دستاویزوں سے نہیں۔ بلکہ محض حافظہ سے مرتب کیا ہے لہٰذا میں اس کے مکمل و درست ہونے کا ذمہ نہیں اٹھا سکتا۔ ان ڈاکٹر صاحبان میں سے اکثر دوسری لڑائی کے بعد اور بعض تیسری لڑائی کے بعد پلیونا میں پہونچے تھے۔ وہ عثمانیہ گورنمنٹ کے تنخواہ دار ملازم تھے اور صلیب احمر کے ڈاکٹروں یعنی ان ڈاکٹروں سے جنکو جرمنی انگلستان وغیرہ ممالک کی خیراتی کمیٹیوں نے میدان جنگ کو بھیجا تھا تمیز کرنے کے لئے ہلال احمر کے ڈاکٹر کہلاتے تھے۔ صلیب احمر کا کوئی ڈاکٹر پلیونا میں نہیں تھا۔ اور جہانتک مجھے علم ہے محاصرہ کے دوران میں کوئی جنگی نامہ نگار بھی وہاں نہیں تھا۔ مندرجہ بالا ڈاکٹروں کے نام میں نے تمسخر سے کچھ چھوڑ دیے ہیں مثلاً ایک کا نام تھا "قزل بورون بک" (کرنیل سرخ بینی) لندن کی مخیر سٹیفورڈ ہوس کمیٹی کے سرجن مسٹر۔۔۔ اور اسکی اسسٹنٹ ار۔ وی۔ ملای آوٹ اور سکواٹر شفقت کے کام کے ہمراہ ۸ اکتوبر کو پلیونا میں پہونچکر عثمان پاشا کے حضور اپنی خدمات پیش کی تھیں۔ مگر پاشا ممدوح نے ان عجیب الفاظ میں انکی درخواست نامنظور کر دی تھی "اگر تم میری باریوں کو دیکھنا چاہتے ہو اور واقعی جنگ عظیم کے نظارہ کے مشتاق ہو تو بیشک ہمارے پاس ٹھیر جاؤ ہم تمہاری آسایش کا انتظام کر دینگے لیکن اگر تم میرے مجروحین کی تیمارداری کرنا چاہتے ہو تو ارخانیہ یا صوفیا کو جاؤ وہ اس جگہ ہیں۔ وہاں تم کو ہزاروں مجروحین مل جاوینگے"۔ اس پر چاروں ڈاکٹر ۹ اکتوبر کو شفقت کے ہمراہ ارخانیہ کو چلے گئے جہاں فی الواقع انکی موجودگی نہایت مفید ثابت ہوئی۔ اس کمیٹی کے دو اور سرجن ریان اور میکیلا بھی اکتوبر میں ایک یا دو دن پلیونا میں رہے تھے۔ اور ان سے بھی پہلوں کی طرح ارخانیہ واپس چلے جانے کی درخواست کر دی گئی تھی۔ عثمان پاشا کو اجنبی ڈاکٹروں اور جنگی نامہ نگاروں سے سخت نفرت تھی۔ وہ کل اجنبی اقوام کی بالعموم اور انگلستان کی مداخلت سے بالخصوص جس نے اپنے رفیق (ٹرکی) کو مصیبت میں یک و تنہا چھوڑ دیا تھا کمال ناراض ہوتے تھے۔ مصنف۔

[۱۱۱] جب روسیوں نے ۲۴ اکتوبر کو داداک کے گورنا دوبنیک کو فتح کر لیا تھا تو ڈاکٹر اوڈس اسیر کر لئے جانے کے بعد حالانکہ انہوں نے ہتھیار رکھ دیے تھے گولی سے مار دیے گئے۔ قتل کئے جانے کی خبر ہم نے نومبر کے شروع میں کیمپ میں سُنی تھی۔ اس سے زیادہ معلوم نہیں کہ آیا یہ خبر درست تھی یا غلط۔ بہرحال ہمیں کوئی شبہ نہیں کہ احمد حفظی کی شاندار مدافعت سے روسی ایسے گھبرا گئے تھے کہ فتح پر انکی

ان فہرستوں اور عددوں کے بعد میں اپنی داستان کا پھر سلسلہ شروع کرتا ہوں۔ میں یہ بیان کرتا ہوں کہ یکم اکتوبر کو اپنے مورچہ میں پہونچکر ۲۰ اکتوبر کو میں پھر اپنی کمپنی کا کمانیر ہو گیا تھا۔ ان دونوں تاریخوں کے درمیان کوئی اہم واقعہ نہ گذرا۔ ہم کو کوئی لڑائی نہ کرنی پڑی۔ اور صرف اپنے مورچہ کے معمولی کام رہے۔ سپاہیوں کی صحت اطمینان بخش تھی۔ مگر انکی طبیعتیں شگفتہ اور حوصلے بڑھے ہوئے رہتے۔ ہم سب کو یقین تھا۔ کہ سلطان المعظم اپنی پلیونا فوج کو جو اکیلی ہی ایسی فوج ہے کہ اب تک برابر فتحیاب رہتی چلی آئی ہے اور جس نے ہلالی علم کی عزت اپنے ملک اور دنیا کی نظروں میں قائم رکھی ہے۔ امداد نہ پہونچنے سے مجبور ہو کر کبھی عاجز و مغلوب نہ ہونے دینگے۔ مگر افسوس ہمارا یہ یقین کسی بری طرح سے غلط نکلا۔

موسم مرطوب اور سرد تھا۔ ۲۰ کی صبح کو سخت برفباری ہوئی رہتی۔ جو دن کیوقت پگھل کر پھر رات کو جم گئی اور اس پر اور برف پڑ گئی۔ کئی دنوں تک برف سے ڈھکی ہوئی زمین اور کیچڑ میں سے چلنا مشکل اور خطرناک رہا۔ کئی حادثے بھی ہوئے۔ ہماری پلٹن کا ایک سپاہی اپنی ہی سنگین سے چھید گیا اور کچھ عرصہ مرغ نیم مذبوح کی طرح تڑپ تڑپ کر جان بحق تسلیم ہو گیا۔ گاڑیوں کے بیلوں کو برف سے سخت تکلیف پہونچی۔ انکے کھر تھوڑے ہی عرصہ میں زخمی اور متورم ہو گئے۔ بلقان کی چوٹیوں اور اسکے شمالی ڈھلاؤ پر برف پڑنے کی خبروں کے ساتھ ہی ہم نے یہ بھی سُنا کہ اور سڑکوں پر سے تو گذرنا ہی محال ہو رہا ہے۔ ارخانیہ کی صاف و درست سڑک بھی بہت خراب ہو گئی ہے۔ ہمارے کیمپ میں ایک ہفتہ تک باری باری سے برفباری اور بارش ہوتی رہی۔ اس کے بعد چند دنوں کیلئے موسم اچھا صاف ہو گیا جسکے بعد جاڑا پھر شروع ہو کر اپنی طاقت دکھانے لگ گیا۔

فریقین میں بلاناغہ ہر روز گولہ باری ہوتی تھی۔ روسیوں نے ہمارے کیمپ کی شمالی جانب کے متوازی اُس سو، اسو سے لیکر دو ہزار گز کے فاصلہ پر مورچوں کی لائن تیار کر کے ہمارے مورچہ کو بھی دوسری لڑائی کے بعد اب پہلی مرتبہ گولہ باری سے سرفراز کرنا شروع کر دیا۔ مگر انکے گولے ہمیشہ پرے ہی گرتے رہے ہم تک ایک پہونچا۔ بہر نوع فریقین کی اس مسلسل مگر بے آہنگ گولہ باری سے کوئی نتیجہ مترتب نہ ہوا۔ ہمارے بائیں پہلو پر سڑک نکوپولی سے پرے ایک نیا چھوٹا سا مورچہ موسومہ یُنی طابیہ سڑک کے زاویہ قائمہ بناتا ہوا تیار کر لیا گیا ہوا تھا۔ اس سے ہمارا تعلق باقی مورچوں سے زیادہ گہرا اور قریبی ہو گیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۱۔ خونخوار وحشی درندوں سے کم نہ تھی تھی۔ اس کے متعلق آگے چلکر متن میں درج ہو گا۔ روسیوں نے مجروحین کو نہ صرف جلا دیا تھا۔ اور ہمارے نکو بھی جنہوں نے انکو تمہید کر دیئے تھے قتل کر دینے لگے تو کہ اتفاقیہ انکی جانیں بچ گئیں۔ مصنف۔

۱۸ راکتوبر کو سلطان المعظم کا خط بنام عثمان عام پیڈ میں پڑھ کر سنایا گیا۔ اس میں جلالت مآب نے
ہمارے نامدار سردار کو غازی کا خطاب عطا فرمانے کے بعد ۱۱ و ۱۲ ستمبر کی شاندار فتح پر اسکا اور اسکی فوج کا
شکریہ ادا کیا تہا۔ خط سنائے جانیکے وقت کا نظارہ کمال دلچسپ اور موثر تہا۔ فوج نے اسکو سنکر
زور سے خوشی کے نعرے بلند کئے اور توپخانوں نے حسب معمول سلامی کی شلکیں اتاریں۔ ہمارے حوصلے بہت
ہی بڑھے ہوئے تہے۔ اور اسکے سوائے اور کچہہ تمنا نہ تہی کہ خدا کرے دشمن پہر ہم پر حملہ کریں۔ افسوس ہماری
یہہ توقع پوری نہ ہوئی۔ محاصرہ اور فاقہ کے سبب سے جو نہ ایک دفعہ ہم کو اپنی مکروہ شکلیں ایسی انداز سے دکہائیں
جس سے صاف ظاہر ہوتا تہا کہ وہ اپنے ارادوں میں ثابت قدم ہیں۔ اسوقت ہماری نظر دشمن سے اوجہل ہو گئے
تہے یعنی ارخانیہ کی سڑک اب پہر کہل گئی تہی۔ اسکے تمام ضروری موقعوں اور مقاموں میں مضبوط
مورچے تیار کرکے فوج متعین ہو گئی تہی اور احمد حفظی اور شفقت ایسے بہادر اور منتظم افسر اسکی محافظت اور
نگہبانی کر رہے تہے۔ تاہم ہم جانتے تہے کہ یہہ خونخوار بہیڑئے اوٹ میں چہپے ہوئے اس تاک میں کہڑے تہے
ہماری طرف سے کوئی غلط قدم پڑنے یا سہو سرزد ہوتے ہی ہم کو اپنے خونی چنگل میں دبوچ لیں۔ مگر ہم یہہ
قیاس کر کے اپنی تشفی کر لیتے تہے کہ اگر شدنی نہیں ہی آجائے اور جسطرح پر روسی (جو صاف معلوم ہوتا تہا
کہ کسی اہم کام اور عظیم الشان کوشش کی تیاریوں میں مصروف ہیں) ہمسے انتقام لینے پر تلے بیٹہے ہیں۔ پہر
قابض ہو جائیں تو کیا یہہ ممکن ہے کہ سلطان المعظم اور قوم اپنی بہادر پلیونا فوج کو نرغہ میں پہنسا ہوا چہوڑ دیگی اور اسکو
چہڑائیگی نہیں؟ افسوس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور ہمارے دل [illegible] سے وہ کہتے [illegible] اور اہم کام جسکے
لئے روسی سر توڑ تیاریاں کر رہے تہے یہہ نہ تہا کہ وہ یہہ چاہتے تہے کہ جسطرح ہو سکے یہہ ہو تاکہ وہ شہر کو لینے کیلئے
دہاوے کرتے رہتے اور ہم ان کو ہٹاتے وقت [illegible] اپنا دل خوش کرتے رہتے۔ بلکہ
صرف اس نامردانہ کام پر تہے کہ ہم کو چاروں طرف سے گہیر لیں [illegible] اس صورت میں ہاتہہ پاؤں ہلانے جاتے
جبکہ ہم باہر نکلنے کی کوشش کریں ورنہ لڑائی شہر کے نیچے بغیر [illegible] ہاتہہ پہ ہاتہہ رکہے اسوقت تک
بیٹہے رہیں جب تک کہ فاقہ ہم کو اطاعت ماننے پر مجبور نہ کر دے۔ اس صورت میں ظاہر ہے ہمارے لئے
اسکے سوائے فتح کی کوئی توقع نہیں ہو سکتی تہی کہ یا ہمارے [illegible] زبردست فوج ہماری کمک کو آکر دشمن کی مضبوط
پر حملہ کرے اور دوسری طرف سے ہم۔ اور چونکہ پادشاہ سلامت کے متواتر وعدوں کے باوجود جنسے اگلو دونوں
میں فوج کی ڈہارس بندہائی جاتی رہی تہی جنمیں کوئی کمک نہ پہونچی۔ بےنظیر حفاظت کے باوجود پلیونا کا مغلوب

ہو جانا یقینی تھا۔

کوہ برف۔ بارش۔ اسہال۔ بخار اور دیگر امراض اور ابتریوں نے ہماری طبیعتوں کو پژمر
اور ہمارے آرام و آسایش میں خلل ڈالنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی مگر ہم نے اُن دشمنوں کا بہ
مقابلہ کیا۔ اور نومبر کے اخیر تک اپنے حوصلوں کو قائم اور دلوں کو مضبوط رکھ کر ہر روز اہ
کمک کا انتظار کرتے رہے۔

باش طابیہ میں جو روسی حصار کی پہلی لائن سے صرف ایک سو گز کے فاصلہ پر تھ
دامی طور پر مقیم تہیں۔ اُنکی مدد کیلئے پہلے دو دنین سے باری باری ایک اور پلٹن بھیجدی جا
آخر الذکر خندقوں میں رہتی تہی۔ اور دامی پلٹنیں خود مورچہ اور سینہ وکی عقبی گڑھی میں۔ مع
کی ہر دو دنوں کے بعد بدلی ہوتی تہی۔ ۵ ار اکتوبر کو یہہ نہایت ہی خطرناک اور ساتھہ ہی نہا
اور جواں مردانہ نوکری میری بلٹن کی باری میری پلٹن کی آئی اثنائے قیام میں یہہ بتادینا ضروری سمجھتا ہوں کہ باش
طابیوں میں دونوں فریق ایک دوسرے کے برخلاف سرنگیں لگاتے رہے تھے۔ مگر ترکوں ا
نے اپنی سرنگوں کو اُڑایا۔ اس علم سے کہ جس جگہ پر ہم کھڑے ہیں اُسکے نیچے سرنگیں کھدی م
وہ بارود سے بہری ہوئی ہیں سپاہیوں کو سخت بے چینی اور تردد رہتا تھا جس سے سپاہ کے ا
تقویت میں خلل پڑنے کا سخت اندیشہ تہا۔ اس پر میرے خیال میں عثمان پاشا نے اُنکو مہ
حکم دیدیا تہا۔ بہر نوع اُنکو کبہی نہ اُڑایا گیا۔ اور نامکمل چہوڑدیا گیا تہا۔ رومانویونکی سرنگوں کی
کیفیت رہی۔

متفرق گولہ باری اور رائفلی آتشباری کے سوائے جب تک ہم باش طابیہ میں رہ
قابل ذکر وقوع میں نہ آیا۔ میرے سپاہیوں نے جو پہلی خندق میں تہے رومانویونکی ایک جماعت ک
مورچہ کی مرمت کر رہی تہی۔ گولیوں کا نشانہ بناکر فرش خاک پر سلا دیا۔ اگر انسان کا ذرا سا حصہ
آجاتا تو ہم فوراً اُس پر بندوق داغ دیتے۔ بعض اوقات ایک ہی شخص کے کندھے۔ ٹوپی یا کوٹ
پر بیس رائفلیں سیدہی ہو جاتی تہیں۔ اگر شکار گولی کہا کر گر پڑتا تو ہم زور سے خوشی کے نعرے بلند
یہہ ورزش اور صید نہایت ہی فرحت افزا اور دلچسپ تہا۔ دو دنوں میں ہم نے شکار سے ا
خوب بہر لئے۔ یعنی بیسیوں رومانویوں کو چن چن کر ہلاک کیا۔ اور اس مشق و نشانہ بازی کی

پر جوشی سے ہماری طبیعتوں میں حیرت خیز شگفتگی آگئی۔

۱۷ ارکو ہم اپنے مورچہ میں واپس آگئے۔ دوسرے دن کیمپ میں خبر مشتہر ہوگئی کہ زار کے خاص شاہی گارڈ اور گولنداروں کا کور (یا دستہ) ستستووا پہونچ گیا ہے۔ اور وہاں سے اب پلیونا پر حملہ کنندہ روسی فوج کے ساتھہ شامل ہونیکے لئے چلا آرہا ہے۔ اسکے ساتھہ ہمیں یہہ بھی خبر ملی کہ مشہور جنرل ٹوٹلبن کو جسکی تقرری کی افواہیں کچھہ عرصہ پیشتر سے اڑ رہی تہیں۔ شاہزادہ چارلس والی رومانیا کا نائب یعنے بالفاظ دیگر روسی فوج کا اعلیٰ کمانڈر بنا دیا گیا ہے اور اُس نے اس عہدہ کا اہتمام لے لیا ہے۔ اس خبر سے ہم سب جان گئے کہ روس نے ہم کو امر تمنانہ یعنی لڑائی کا فیصلہ اب فوجی انجنیروں کی لیاقت علمی اور مہارت عملی پر منحصر ہو گیا ہے۔

۱۹ اکتوبر کو رومانویوں نے باش طابیہ پر حملہ کیا جس میں زک اٹھا کر پیچھے ہٹا دئے گئے۔ رات کو انہوں نے پھر حملہ کیا۔ اور وہی دن والا نتیجہ رہا۔ ان حملوں میں اُنکے ایک ہزار اور ہمارے دو سو قتل و مجروح ہوگئے۔ لڑائی نہایت ہی جانگداز اور کمال خونخوارانہ ہوئی۔ رومانویوں نے تقریباً نصف زاویہ قائمہ پر سیڑھیاں لگاکر مورچہ پر جو تخمیناً بیس فٹ بلند تہا چڑھنے کی کوشش کی۔ مگر ترک بندوقوں کے کندوں۔ کلہاڑیوں۔ کدالوں۔ الغرض جو چیز ہاتھہ پڑی اُسی سے اُنکے سر کچل کر اُنکو نیچے گراتے جاتے رہے۔ ہمارے والی اور نیز دوسرے مورچوں سے کمک منگوا بھیجی گئی۔ مگر اُسکے زیادہ حصہ کی ضرورت نہ پڑی۔ باش طابیہ کو لڑکر فتح کرنیکی دشمن نے یہہ آخری کوشش کی پھر اُسے ایسا کرنیکی کبھی جرات نہ ہوئی۔

۲۰ اکتوبر کو دونوں فریق ایک یا دو گھنٹوں تک سخت گولہ باری کرتے رہے۔ ہم لڑائی کیلئے صف بستہ ہوگئے۔ مگر کوئی حملہ نہ ہوا۔ دشمن کے شیلوں سے ہماری پلٹن کے دس آدمی ضایع ہوئے۔ میری کمپنی کو کوئی گزند نہ پہونچا۔

۲۱ ارکو سارا دن بتقاعدہ اور متفرق طور پر گولہ باری ہوتی رہی۔ چند دنوں کے بعد برفباری پھر شروع ہوگئی جو لڑائی کے اختتام اور اُس کے بعد تک برابر ہوتی رہی۔ اس دن انگلستان اور ٹرکی کے اتحاد کی نئی افواہیں ایسے پیرایہ میں اور ایسی تفصیل و توضیح کے ساتھہ پھر مشتہر ہوئیں کہ جیک اور میں بھی اُنکو سچ ماننے پر مجبور ہوگئے۔ اور ایک دو گھنٹوں تک مسرت بے اندازہ سے ہماری عجب کیفیت رہی۔ جیک نے اسی خوشی میں کیتلی (دیگچی) کو ایسا اوندھا ہاتھہ مارا کہ وہ چولہے سے گر کر ایک کتے پر

جا پڑی - جو اُسیوقت جل کر مر گیا - اور اُسکی لاش کو اُسکے دوسرے بہائیوں نے فوراً چیٹ کر لیا - اِس ہولناک نظارہ سے ہمیں سخت عبرت ہوئی - آخر ہم سے اور زیادہ صبر نہ ہوسکا اور رفع تردد کیلئے عادل پاشا سے دریافت کیا - اُسنے جواب دیا - یہہ سب خبریں محض غلط ہیں - رات کو خطرہ کی اطلاع کیلئے بگل نہایت زور او تاکید سے بجا اور ہم سب اُٹھ بیٹھے - حسن اتفاق سے عرصہ دراز کے بعد اُسی رات میری کمپنی کو وردی اُتار کر سونیکی اجازت ملی تھی - چنانچہ ہم عجیب و غریب ملبوسات شب خوابی میں باہر دوڑے آئے - بگل کے بجتے ہی جھٹ پٹ الاؤ روشن کر لیا گیا تھا - اُسکی روشنی سے میری کمپنی کی ہیئت کذائی دیکھ کر سب نے بے اختیار اسقدر قہقہے لگائے کہ رات گونج اُٹھی - ایک نے زنانہ لہنگا پہنا ہوا تھا - دوسرے نے صرف ٹوپی - تولیا اور بوٹ - تیسرے نے حمامی جانگیہ اور جبہ - چوتھے نے صرف کمبل لپٹا ہوا تھا وقس علیٰ ذالک - خطرہ کا اندیشہ غلط ثابت ہوا - مگر اسکی طفیل کچھہ دیر کیلئے اچھی دل لگی ہو گئی -

۲۲ اکتوبر میرے لئے مبارک دن تھا - میری کمپنی سامنے کی خندق میں تھی اور چند چرکس میرے ماتحت کردئے گئے تھے - میں بعد ہی چوکیوں کے معائنہ کو گیا - اور چند گھنٹے بعد جب واپس آیا تو فوراً فریق کے پاس طلبی ہوگئی - وہاں مجھے معلوم ہوا کہ چرکسوں نے ایک بلغاری خاندان پر جو کیمپ سے باہر جا رہا تھا قاتلانہ حملہ کر کے عورتوں کو بے حرمت - مردوں کو سخت زخمی اور ایک شیر خوار کو قریباً ہلاک کر دیا ہے - فریق نے اِس پر مجھے سختی کے ساتھہ لمبی چوڑی نصیحت کی - میں نے جواب دیا کہ میں اپنی ذمہ داری سے بخوبی واقف ہوں اور اُس سے پہلو تہی نہیں کرتا - لیکن میری التماس ہے کہ آپ اس امر کو بھی مد نظر رکھ لیں کہ جب یہہ امر وقوع میں آیا - اُسوقت میں ایک میل کے فاصلہ پر تھا اور اب ارتکاب سے تین گھنٹوں کے بعد اُسکی خبر سنتا ہوں - فریق کے جواب کا تقریباً حسب ذیل مدعا تھا " اچھا جاؤ - مگر آیندہ کبھی ایسا نہ کرنا " یہہ سنکر میں یہہ سوال کرنیکو بیتاب تو بہت ہوا کہ " کیا امر پھر نہ کروں " ؟ مگر مصلحت وقت دیکھہ کر زبان کو دانتوں کے تلے دبا خاموش رہا - ایسے موقعوں پر اِس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہوسکتی - خیر میری تو اِتنے پر ہی مخلصی ہو گئی - مگر چرکسوں کی خلاصی مشکل تھی - اُنکے حق میں یہہ امر اور مضر تھا کہ وہ بلغاری خندیہ نہیں بھاگ رہے تھے بلکہ مشیر کی اجازت سے پلیونا سے رخصت ہوئے تھے اور ہماری انتہائی لائن تک کیوا سطے اُنکے پاس تحریری اجازت موجود تھی - کیونکہ عثمان پاشا نے اسوقت اِس خیال سے کہ جتنے فالتو آدمی شہر سے نکلیں وتنا ہی بہتر ہے کئی بلغاریوں کو شہر سے نکلنے کی اجازت دیدی تھی - چنانچہ ۱۵ اکتوبر سے ۲۴ اکتوبر تک ایک سو خاندان شہر سے باہر بھیجدئے گئے تھے - خارج

کا لفظ اسی استعمال نہیں کرتا۔ کہ یہہ لوگ جانے پر خوشی سے رضامند تھے۔ اور اگر اجازت ہوتی تو کتنا عرصہ پہلے کے چلے گئے ہوتے)۔ ان بدمعاشوں میں سے ایک کے پاؤں پر اتنے بید لگائے گئے کہ تلووں کا گوشت شربت کے قوام کی طرح ہو گیا۔ دوسرے کو بید کی سزا دیکر شہر میں بازار صاف کرنے کی ذلیل خدمت پر لگا دیا گیا۔ اور باقی دو کو ایک مہینہ تک حوالات میں رکھا گیا۔ میرا میجر مجھ سے گھنٹہ سوا ایک بگڑا رہا۔ مگر میں نے معافی مانگ کر (بقول جیک سیمور) محبوبانہ شوخ چشمی سے جسے میں نے اکثر کار آمد پایا ہے سگرٹوں کا ایک پیکٹ جو ایک خاتون کے ان تحائف سے جو مجھے شہر کی پہلی اقامت میں دئیے گئے تھے بچا ہوا تھا اُسکی نذر کر دیا۔ وہ تحفہ لیکر ہنس پڑا۔ اور پھر کبھی اس معاملہ کیطرف اشارہ نہ کیا۔ کرنیل نے میری طرف ایسی غضب آلود نگاہ سے دیکھا کہ شادی[1] کرنے سے پہلے کبھی کسی نے مجھ کو ایسی نگاہ سے نہ دیکھا تھا۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد مجھ سے آکر چند سگرٹ قرض لئے۔ برگیڈیر نے مجھے کچھ نہ کہا۔ گو میں نے سن لیا کہ وہ سخت خفا ہو رہا تھا۔ اس معاملہ کی چوطرفہ دوہائی مچ گئی تھی۔ کیونکہ اسکی خبر مشیر کو بھی کر دیگئی۔ اور شہر میں عجب کھلبلی پڑ گئی تھی۔ میں جانتا تھا کہ میری طرح اصف۔ تراب۔ اور سیمور کو بھی کوئی خبر نہیں۔ بدمعاشوں نے پوری احتیاط کر لی تھی کہ انکی بدمعاشی کو کوئی دیکھ نہ لے۔ تاہم میں نے کمپنی افسر کی حیثیت میں اُن سے جواب طلب کیا اول الذکر دونوں تو اُسی طرح دم بخود سے جیسا کہ میں فریق کے سامنے رہا تھا جس سے مجھے کسی قدر آزردگی سی ہوئی۔ مگر خواہ میں لاکھ کوشش کرتا جیک کے ساتھ حاکمانہ وضع قائم رکھنا محال تھا۔ اُس نے فوراً جواب دیا۔ "دوست میری طرف دیکھو۔ یہہ وحشیانہ حرکات کیسی ہی پیاری کیوں نہ ہوں مجھے اس معاملہ کی اتنی ہی خبر ہے جتنی کہ کسی ایسے بچہ کو ہو سکتی ہے جو ابھی تک ماں کے شکم میں ہے۔ اس کو اس کو چھوڑ کر مجھے تمباکو کا ایک سلفہ دو۔ میں نے چار دن سے ایک کش بھی نہیں لگایا۔ اور اس معاملہ کو نسیاً منسیا کر دو"۔ اسی شام ہم سب پھر بدستور بے تکلف دوست ہو گئے۔

۲۲ اکتوبر کو سارا دن سخت گولہ باری ہوتی رہی۔ میری کمپنی سے دو آدمی ضایع ہوئے۔ ہم صبح سے شام تک صف بستہ رہے۔ مگر کوئی حملہ نہ ہوا۔ اُس دن ہمیں معلوم ہوا کہ روسی اپنے دائیں اور بائیں بازو کو علی الترتیب پلیونا کے شمال اور جنوب میں مغرب رویہ بڑھا رہے ہیں۔ تاکہ اس طرح بڑھتے بڑھتے وِد کو عبور کر کے پلیونا کی مغرب کی طرف دونوں بازوؤں کو ملا کر حصار کو مکمل کر دیں۔ وید بانی کے زینہ سے ہم نے اپنے مورچہ سے

---

[1] مسٹر ہربرٹ ازراہ ظرافت یہہ بتا رہے ہیں کہ شادی کے بعد تو بیوی صاحبہ نے ایسی نگاہوں کو معمولی بات بنا دیا۔ مترجم

شمال اور شمال مغرب کی طرف بفاصلہ دو میل روسیوں کو حرکت کرتے دیکھا۔ دن کو سردی تھی اور خفیف
سی بوندا باندی ہوتی رہی۔ سات کو ہمیں خبر ملی کہ مشیر نے سلطان سے پھر اجازت مانگی ہے کہ ابھی وقت ہے
اگر حکم ہو تو پلیونا کو چھوڑ کر ارخانیہ کو صدر مقام اور مرکز بنا لوں اور اس فوج سے جو وہ باباقوناق کے
منصب میں محمد علی پاشا کے زیر کمان جو اسی غرض کیلئے ۲ اکتوبر کو سردار اکرم کے عہدہ کا چارج سلیمان کو
دیکر حسب الحکم صوفیا کو گیا ہے جمع ہونے والی ہے۔ جا ملوں۔ مگر سلطان المعظم نے بذریعہ تار اس تجویز کو
مسترد کر کے جواب دیا کہ پلیونا کو جنگی اور پولیٹیکل دونوں لحاظ سے ایسی شہرت ہوگئی ہے کہ تم کو بہر حال وہیں
ٹھہرا رہنا چاہیئے" اور پھر اسکے ساتھ ہی بدستور سابق مدد و کمک بھیجنے کا وعدہ کیا۔ ہم کو چونکہ
اپنے بادشاہ کے وعدوں پر ابھی تک پورا بھروسہ تھا۔ اس انکار سے ہماری شگفتگی میں کوئی فرق
نہ آیا۔ بعد میں جبکہ میں روس میں مقید تھا مجھے معلوم ہوا کہ ۲۵ اکتوبر کو یعنی روسیوں کے حصار کے مکمل
ہو جانے سے ایک دن بعد سلطان المعظم نے اپنی رائے بدل کر عثمان پاشا کی تجویز کو منظور کر کے پلیونا کو
خالی کرنے کی اجازت دیدی تھی۔ مگر اس اجازت کا ہم کو پلیونا میں علم تک نہ ہوا کیونکہ روسیوں نے ایک دن پہلے
چوطرفہ گھیرا کر کے تار کے سلسلوں کو کاٹ دیا تھا جس سے وہ پیغام مشیر تک نہ پہنچ سکا۔ افسوس! اسدفعہ
بھی منظوری ہوئی تو ٹھیک عین وقت مناسب کے گزر جانے سے بعد!

۲۴ اکتوبر کو خط مدافعت کے تمام حصوں پر سارا دن سخت گولہ باری ہوتی رہی۔ شام کو ہم نے سنا کہ
گرنشین اور طرمنیا کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔ اور کہ اگرچہ روسیوں کو پے در پے پسپا کیا گیا۔ اور
ایکدفعہ وہ اپنی ایک سالم رجمنٹ کا اسباب جلدی میں پسپا ہوتے وقت ترکوں کے ہاتھ میں چھوڑ
گئے تاہم آخر کار وہ طرمنیا کے ارد گرد کی پہاڑیوں پر قابض ہونے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ اس
معرکہ آرائی میں تیسری لڑائی کے بہادر شیروں توفیق پاشا اور یونس بک نے مردانگی کے بڑے ہی جوہر دکھائے
تھے۔ ترکوں کے ایک سو اور روسیوں کے اس سے کئی گنا ضایع ہوئے۔ اسی دن روسیوں نے گورنا نسٹروپولی
اور ڈولنا نسٹروپولی جو دونوں مقام تک کے حدود سے باہر تھے بلا مزاحمت قبضہ کر لیا۔ شام کو قریب کیمپ
میں سخت تردد اور تشویش پھیل رہی تھی۔ اسوقت پے در پے متوحش خبریں سننے میں آئیں۔ عثمان پاشا
شفقت سے تار کے ذریعہ ابھی گفتگو کر ہی رہے تھے کہ روسیوں نے ارخانیہ کا سلسلہ تار بھی کاٹ دیا۔
گرنشین اور چونکہ دیدبانی بلوں اور پہاڑیوں کی چوٹیوں پر کی ہوائی جگہوں پر جو دیدبان مقرر تھے —

انہوں نے خبر دی کہ غرب میں دھواں پھیلا ہوا ہے اور گولہ باری ہو رہی ہے۔ کرنیل آنی بک نے ولنا و دبنیک سے بایں مضمون پیغام بھیجا کہ گورنا و دبنیک کا راستہ منقطع ہو گیا ہے۔ دونوں مقامات کے درمیان کی شرک پر غنیم کی زبردست جمعیتیں قابض ہو گئی ہیں اور گورنا و دبنیک کے قریب سخت لڑائی ہوئی ہے قصہ مختصر ہم ہر باقی دنیا سے علیحدہ ہو گئی اور قصبہ ایسی علیحدہ ہو گئی کہ آخری وقت تک درست نہ ہوئی۔ آرخانیہ کی شرک ترکوں کے قبضہ سے ہمیشہ کیلئے نکل گئی۔ اور پلیونا کے گردو نواح سیوں کا ہالہ کامل ہو گیا۔ کیونکہ اسکوبلیو کے جانشین جنرل آرنولڈی کے زیر کمان وسیع رسالہ نے آرخانیہ شرک کے اس حصہ پر جو گورنا دوبنیک اور دبنیا کے درمیان تھا قابض ہو گئی تھی۔

ان متوحش خبروں کا وحشت انگیز اثر زائل ہونیکے بعد سپاہ کی طبیعتیں جلد پھر شگفتہ ہو گئیں۔ انکو حوصلہ تھا کہ ہمارے پادشاہ نے شاہانہ قول دیکر وعدہ کیا ہوا ہے کہ نہ فقط رسد اور پوشاک کے قافلے بھیجکر ہی بلکہ زبردست کمکی فوج سے بھی جو سابق سردار اکرم محمد علی پاشا ایسے نامور شخص کی زیر کمان اور اہتمام سے تیار و مرتب ہونیوالی ہے مدد کیجائیگی۔ محمد علی پاشا کی نسبت سب کو علم تھا کہ خواہ اُنکی فوجی قابلیت کیسی ہو۔ اس کام میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اور صرف وہی ایک ایسا آدمی ہے جو حد درجہ دیانت دار اور سپاہی کا تساہل۔ بد دیانتی اور خیانت سے کوسوں دور ہونیکی وجہ سے سلطنت کو بیگمات کے سفارشی ٹٹو پاشاؤں کے ملعون انتظام کی برائیوں اور نتائج بد سے جو اب ہر جگہ نمایاں ہو رہے تھے بچا سکتا ہے۔ باقی رہا سلطانی وعدہ۔ سو اگر پادشاہ کے حلفیہ وعدہ پر اعتبار نہ کیا جائے تو بتاؤ دنیا میں اور کس کے قول پر بھروسہ ہو سکتا ہے۔ سب یہی خیال کرتے تھے کہ یہ کبھی ممکن نہیں کہ قوم ان تین فسانہ ساز کوں میں فتحیاب ہونیوالی پلیونا فوج کو جنہوں نے پلیونا کے نام کو دنیا کے ایسے تمام حصوں میں جہاں تار برقی اور اخبار کا دخل ہے مشہور کر دیا تھا۔ بالکل فراموش کر دیگی۔ ہم کو اطلاع پہونچکی تھی کہ سلطان المعظم کے تمام ممالک محروسہ کے قصبہ قصبہ اور موضع موضع میں **عثمان فاتح** کی بہادری اور شجاعت کے گیت جنکا انترا یہ مصرعہ تھا۔ "پلیونا کبھی فتح نہیں ہوگا۔" قہوہ خانوں۔ تفریح گاہوں اور کوچہ و بازار میں سینکڑوں مشتاق سامعین کے سامنے گائے جا رہے ہیں۔ ہر فرد بشر کو **پلیونا** اور **عثمان** کے سوائے اور کوئی ذکر نہیں ہے بچے تک گلیوں میں پلیونا کے میدان کی نقل اُتار رہے ہیں۔ اور مسجدوں میں نمازیوں کا جن میں زیادہ تر مستورات ہوتی ہیں جمگھٹا رہتا ہے۔ اور وہ مالک فتح و شکست کے حضور گڑ گڑا کر التجائیں کرتے رہتے

ہیں کہ اُسی خدا نے برتر و اعلیٰ جس طرح تو اتبک ملک و مذہب کے حامیونکی مدد و نصرت کرتا رہا ہے اسی طرح آئندہ کی لڑائیوں میں بھی اُنکی دستگیری اور یاوری کریگا۔ دوسرے لوگونکی طرح ہم کو بھی کئی چیزوں پر بھروسے تھے۔ خدا پر بھروسہ تھا کہ وہ ہماری حفاظت و حمایت کریگا۔ رسول پر بھروسہ تھا کہ خداوند کی بارگاہ میں ہماری طرف سے شفاعت و سفارش کرینگے۔ سلطان المعظم پر بھروسہ تھا کہ وہ اپنے وعدہ کو پورا کرینگے۔ قوم پر بھروسہ تھا کہ وہ ہماری مدد کریگی اور سب سے آخر ہم کو خود اپنی قوت و ہمت پر بھروسہ تھا کہ ہم اس آزمائش اور ابتلا سے ضرور باہر نکلیں گے۔ اور یہہ آخری بھروسہ ہی وہ رفیق غمگسار ہے کہ جب تک انسان میں جسمانی۔ اخلاقی اور دماغی ہمت و قوت باقی رہے وہ اُسکا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ جس وقت تاریک ترین مایوسی پیدا ہوگئی ہو اور امید کیلئے کوئی جگہ باقی نہ رہ جانے سے صرف امید تک کرنا بھی مجنونانہ فعل ہوگیا ہو۔ اور عزت کے سوا اور سب چیزوں کا خاتمہ ہوچکا ہو۔ اُسوقت بھی انسان میں انسانی شان و شوکت اور مردانگی کے اعلیٰ ترین معراج پر چڑھنے کی قوت باقی موجود ہوتی ہے۔ اسی بلندی پر پلیونا کی عثمانیہ فوج اس زمانہ میں پہونچگئی ہوئی تھی جسکا اختتام اُس دن ہوا جبکہ ہم نے آزادی اور مخلصی کیلئے وہ شاندار آخری کوشش اور وہ عظیم الشان دھاوا کیا تھا جو قیامت تک تاریخ عالم کے بےنظیر اور کمال بہادرانہ کارناموں میں شمار ہوتا رہیگا۔ زندگی بذاتہا کچھہ چیز نہیں۔ یہہ موت ہے جو اُسکی درست قدر و قیمت مقرر کرتی ہے۔ چنانچہ ہم سب نے فرداً فرداً اور بالاجماع اپنے دلوں میں یہہ عزم بالجزم کرلیا تھا۔ کہ اگر میدان ہمارے ہاتھہ سے گیا بھی۔ تو تب ہی جائیگا۔ جب موت نے ہماری زندگیوں پر یہہ مہر لگادی کہ "وہ درست طور پر صرف ہوئی ہیں" یعنی جب تک جان ہے میدان دشمن کو نہیں دینگے۔ ہم خدا پر پورا بھروسہ کیے ہوئے تھے۔ مگر ساتھہ ہی اپنے بارود کو خشک رکھنے میں ساعی تھے یعنی نگہبانی۔ چوکسی اور مستعدی میں بدستور سابق مصروف تھے۔ جس گھر نے اپنے ملعون جسم کا ذرا سا حصہ بھی دکھانے کی جرات کی۔ قضا اُسکے سر پر کھیل گئی۔ ہماری گولیاں اُسے دم زدن میں جہنم واصل کردیتیں۔ ہم کو معلوم تھا کہ سامان خوراک کافی موجود ہے اور فی الواقع تھی بھی یہی بات۔ ایندھن۔ نمک اور بوٹوں کے سوائے پلیونا کی مساجد میں ہر ایک چیز کا ذخیرہ وافر اور بافراط موجود تھا۔ صرف ان تین چیزونکی کسی قدر قلت تھی۔ ان سب باتوں سے ہم کو اس قدر حوصلہ تھا کہ باوجودیکہ مسلسل برف اوسکو سر پڑ رہی تھی۔ اور اس سخت زمستان میں جسکی سختی قطب شمالی کی سردی سے کم نہ تھی ہم کو ہر وقت باہر رہنا پڑتا تھا۔ سردیوں

جسم کو چیرے ڈالتی تھی۔ رہنے کی جھونپڑیاں اور خانے تقریباً بے سقف اور خالی از آسائش تھے اور بیماری
خوفناک سرعت سے پھیل رہی تھی۔ مگر انمیں سے کسی چیز سے بھی ہمارے حوصلے کمزور نہیں ہوئے تھے۔

۲۴ اکتوبر کو جو کچھ دراصل طلش اور گورنا دوبنیک میں واقع ہوا تھا۔ اسکی خبر ہمیں ہفتہ بھر بعد جا ہوئی
تھی۔ چونکہ تاریخ مذکورہ اس باب سے متعلق ہے میں اس قابل یادگار منحوس دن کے واقعات کا خلاصہ درج کئے
دیتا ہوں۔ اس غرض کیلئے سلسلہ سخن تیسری لڑائی سے شروع کرنا پڑیگا۔

اس تیسری لڑائی کی شکست فاش سے روسی کمانڈروں کے چھکے چھوٹ گئے تھے۔ اس حملے کیلئے بڑی لمبی چوڑی
تیاریاں کیگئی تھیں۔ اسکے کامیاب ہوجانیکے بڑے بڑے دعوے کئے جا رہے تھے۔ تمام پولیٹکل دنیا بڑے اشتیاق
سے اسکا انتظار کرتی رہی تھی پہلی دو فاش ہزیمتوں سے خود اپنے ملک میں بے اطمینانی اور دیگر ممالک میں سخت عظیم کی
بدنامی ہو رہی تھی۔ اسکے تدارک کیلئے محاربہ کو ایک ہی ضرب سے ختم کرنے اور نیز نوک سنگین سے چند مقامات کو فتح کر
لینے کا سہرا اپنے سر باندھنے کیلئے جو سنہ ۱۸۶۴ء کے محاربہ ڈنمارک میں مقام ڈوپل کی فتح کے بعد ابھی تک جرمن
فاتحین کے سر رہا تھا۔ پلیونا کو دھاوا کر کے فتح کرنیکی زور شور سے کوشش کیگئی تھی۔ مگر اس میں روسیوں کو
ذلت بخش ہزیمت اٹھانی پڑی۔ انکے افسر سراسیمہ ہو گئے۔ زار کو اسکی ضمیر نے اس لا انتہا خونریزی پر جو
اب تک ہو چکی تھی۔ حالانکہ لڑائی کا آغاز ہی دراصل ابھی شروع ہوا تھا۔ ملامت کرنی شروع کردی۔ اسکی
سلطنت میں اندرونی مشکلات حادث ہوگئیں جنکا انتظام فقط شاندار فتوحات سے ممکن تھا۔ اور صاحب غور و فکر
روسیوں کو ان "عیسائیوں" کی درست قدر و منزلت جنکی مدد کیلئے وہ آئے تھے اب معلوم ہوگئی تھی۔ محاربہ کو ترک
کرنے سے اپنے ملک اور یورپ کی نگاہ میں سلطنت کی عزت خاک میں ملتی تھی۔ اور موجودہ روش پر اسے جاری
رکھنا بتدریج کل روسی سپاہ کو معدوم کرانا تھا۔ اب تک ہی پچاس ہزار آدمی اس ظلم و سفاکی کے "بے رحم دیو"[1]
کے بھینٹ چڑھ چکے تھے۔ جو "عیسوی تہذیب و شائستگی" کی ترقی میں حارج ہونیکی وحشیانہ جسارت کر رہا تھا۔
اور خود اسکا اس سے صرف چوتھا حصہ ہی نقصان ہوا تھا۔ اب ضرورت اس امر کی تھی کہ اس مسلمان ملیچھ کے
مقابلہ کیلئے کوئی مرد میدان بہم پہونچایا جائے چنانچہ اس خواری بخش شکست کے بعد جس نے روسی عزت کو
سخت دھبہ لگا دیا تھا عین اسی وقت زار کو اس شخص کا خیال آگیا جس نے ۲۲ برس پہلے دنیا میں اپنے نام کی

[1] یہ فقرہ مسٹر ہربرٹ ازراہ ظرافت طنزاً لکھ رہے ہیں کیونکہ روسی بزعم خود عیسوی تہذیب کی اشاعت کیلئے لڑ رہے تھے۔
پس جو شخص اس میں حارج ہوتا تھا وہ یعنی عثمان انکی نظروں میں سفاکی کے مجسم بھوت سے کم نہ تھا۔ مترجم

وہاں بازدہ دہی تھی اور اس محاربہ کے ابتدا میں اسکی طرف بہوڑے سی ہی توجہ نہیں کیگئی تہی - یہہ
شخص کون تہا؟ **ٹوڈل بین محافظ سباسٹوپل** - جس سے بڑہ کر لائق جنگی انجنیر زمانہ کو
ابتک دیکہنا نصیب نہیں ہوا - اس پائدار لقب محافظی کے ساتہہ فاتح پلیونا کا خطاب بہی اسکی نوشتہ
تقدیر میں نقش تہا جو اُسے مل گیا - اس عالیشان خطاب کا جنرل گانز کی بہی صرف اس بنا پر دعویدار
ہے کہ ۱۰ دسمبر کے منحوس دن کو عثمان اور اسکی فوج نے جنرل مذکور کے سامنے ہتھیار رکہے تہے - مگر یہہ
اسکا سودائے خام ہے - اصل مستحق وہی ہے جسنے[۱۱۲] عثمان کو ہتھیار رکھنے پر مجبور کیا تہا -

وہی ٹوڈل بین جسکو روسی میں بالکل فراموش اور نظر انداز کر دیا گیا تہا جب ۲۷ ستمبر کو زار کے مقام رہائش
گورنا سٹوڈن میں پہنچا تو اس کی فوجی عزت اور نیکنامی کی مسیحا کی حیثیت میں اسکی آؤ بہگت کیگئی - ۳۰ ستمبر کو
وہ مقام پوردم پہونچا جسکو اُس نے ابتدا میں اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا - بعد ازاں فتح پلیونا تک اُس مستقلاً یہیں
رہائش رکہی - ۱۴ اکتوبر کو زار نے شاہی یوکیس (فرمان) صادر کر کے ٹوڈل بین کو روسی مغربی فوج کے
کمانڈر پرنس چارلس والی رومانیا کا "پوموشنک" (اسسٹنٹ - نائب) یعنی دراصل فوج کا پورا کمانڈر مقرر کیا -
کیونکہ شاہزادہ صرف نمائشی طور پر کمانڈر تہا - دراصل اسکی کمان صرف اپنی ہی فوج تک محدود تھی - ٹوڈل بین
کو افسروں کا الگ سٹاف دیا گیا اور جنرل پرنس امرت اسکی کو سٹاف مذکور کا اعلیٰ افسر - جنرل ریتلنگر
کو اعلیٰ انجنیر اور جنرل دولہ کو توپخانہ کا اعلیٰ افسر بنایا گیا - سٹاف میں اور بہی کئی اعلیٰ لیاقت اور منزلت کے
تربیت یافتہ آزمودہ کار انجنیر تہے - جنرل سکوبو جو ابتک بظاہر شاہزادہ چارلس کے سٹاف کا اعلیٰ افسر
اور دراصل اعلیٰ کمانڈر تہا - اپنے اصلی عہدہ یعنی چوتہے کور کی کمان پر جسپر پچہلے دنوں کریلوف کمانڈر رہا تہا چلا گیا اور
کریلوو کے مغربی کنارہ پر کیولری کا اعلیٰ افسر ہو گیا - مغربی فوج کے حفظان صحت کیلئے بہی کئی لائق اور
مشہور اطبا منگوائے گئے - روسی کیمپ کی صحت ترکی کیمپ سے بہی بدرجہا بدتر تھی - یہہ کوئی تعجب خیز امر نہیں -
روسی پہلے درجہ کے شراب خوار اور ترک مطلقاً تارک الخمر ہوتے ہیں اور صفائی کے معاملہ میں آخرالذکر

---

[۱۱۲] بعض رومانیوں نے تو اس بارہ میں اور بہی کمال کر دکہایا ہے - وہ اپنے ایک کرنیل مسمی چرکیس کو
فاتح پلیونا لکہتے ہیں - ناظرین حیران ہونگے کس بنا پر؟ محض اس بنیاد پر کہ عثمان کے زخمی ہونے پر
جب سقلان کو ودیل کے قریب ایک جہونپڑے میں لے گئے - اور سفید جہنڈا اکہڑا کر دیا گیا تو اسوقت سب سے پہلے یہی کرنیل
مجروح شیر پلیونا کے پاس پہونچا تہا - مصنف -

رومیوں کے مقابلہ میں پاکیزگی کے مجسم فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ ڈاکٹر کو جو فوجی حفظان صحت و انتظام میں علامۂ زمان سمجھا گیا ہے۔ اعلیٰ طبی معائن مقرر کیا گیا۔

جنرل ٹوڈل بن کی رائے تھی کہ پلیونا صرف اس طرح فتح ہو سکتا ہے کہ اسکی چاروں طرف پورا گھیرا ڈال لیا جائے۔ بنوک سنگین فتح کرنیکی کل کوششوں کا وہی انجام ہوگا جو ۱۱ ستمبر کی کوشش کا ہوا تھا۔ بنوک سنگین فتح کرنا تو درکنار۔ باقاعدہ محاصرہ (یعنی پورا گھیرا ڈال کر بتدریج محصورین کی طرف پیشقدمی کرتے رہنا اور آخر ش انکو تنگ آمدہ میں کرکے بزور شمشیر مغلوب کرلینے) کا سوال بھی خارج از بحث ہے۔ ایک تو ترکی کمپ بہت وسیع ہے۔ شرقاً غرباً اور شمالاً جنوباً اسکا طول سات میل۔ رقبہ ۲۵ میل مربع۔ اور خط مدافعت کی کل انتہائی لائینوں کا طول تیس میل ہے۔ دوسرے تیس گراں وزن توپوں کے سوا ہمارے پاس کوئی قلعہ شکن اور محاصرہ کا توپخانہ نہیں۔ اور اگر اسے اب منگوایا جائے تو راستہ کی طویل مسافت شرکونکی موجودہ حالت اور بلغاری زمستان سوزندہ سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ وہ کئی مہینوں تک یہاں نہیں پہونچ سکیگا۔ گرینڈ ڈیوک نکلس۔ گو۔ کو۔ سکو بیاف اور کئی دیگر افسروں نے اس رائے کی سخت مخالفت کی۔ مگر ٹوڈل بن اپنے ارادہ پر قائم رہا اور آخیر تک اس سے بال برابر انحراف نہ کیا۔ سٹو۔ کروڈ نر امیاطرت اسکی جن میں سے ہر ایک عثمان کی زبردست ہاتھ کے مہیب دھپیڑوں کا ذاتی طور سے تجربہ پا چکا تھا۔ ٹوڈل بن سے بدل و جان متفق الرائے اور اسکی تجاویز کی تعمیل میں جانفشانی سے ساعی تھے۔ ترکوں پہ حملہ کرنے کے نام سے انکی روح لرزتی تھی۔ زار بھی اول سے آخر تک ٹوڈل بن کے ساتھ متفق الرائے رہا۔[۱۱۳]

---

[۱۱۳] باوجود کوشش مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا پرنس چارلس اور رومانوی کمانڈر جنرل چیبات ٹوڈل بن کے تجاویز سے متفق تھے یا مخالف میرے قیاس میں بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ انکی رائے کسی نے پوچھی ہی نہ تھی۔ روسی اور رومانوی سرداروں اور افسروں کے باہمی تعلقات چنداں دوستانہ نہ تھے۔ اور امتداد زمانہ سے اور زیادہ بگڑتے گئے حتی کہ التوائے جنگ کے بعد ۱۸۷۸ء کے شروع میں صورت ایسی نازک ہوگئی کہ دونوں ملکوں (روس و رومانیا) کی آپس میں ہی چھڑ جانیکا اندیشہ ہوگیا۔ اور برعکس اسکے (بقول انجین انسر مورخ مسمی آنش جسنے رومانوی فوج کے حالات قلمبند کئے ہیں) ترکی اور رومانیا کے باہمی تعلقات بالکل دوستانہ ہوگئے۔ کرو پاٹکن بھی روسیوں اور رومانویوں کے کشیدہ تعلقات کا ذکر کرکے اس بارہ میں اپنے ہموطنوں کو نہایت برمحل اور مناسب نصیحت کرتا ہے۔ شروع نومبر میں ایک رومانوی فراری نے خود میرے روبرو بیان کیا تھا کہ روسی اور رومانوی سپاہیوں کی اکثر آپس میں ہاتھاپائی ہو جاتی ہے اور ہر دو ممالک کے افسر اور سپاہی دونوں

لوول مین کو موقع پر پہنچتے ہی جلد معلوم ہو گیا کہ مزید کمک کے بغیر محاصرہ درست طور پر شروع کیا جا سکتا ہے اور نہ قائم رکھا جا سکتا ہے۔ اس پر سینٹ پیٹرزبرگ سے شاہی گارڈ اور گولندازوں کی خاص فوج منگوا بھیجی گئی اور انکے پہنچنے تک باشی بازوق کے رومانوی حملوں اور کیولری کی اُن ناکام کوششوں کے سوا جو اُس نے پلیونا میں کمک اور رسد داخل ہونیکے لئے کی تھیں۔ اور جنکا اوپر مفصل ذکر ہو چکا ہے تین ہفتے بیکاری میں بسر کئے گئے۔ ۱۷ اکتوبر کو گارڈ سشتوا میں پہنچ گئی۔ اور دو دن بعد مغربی فوج سے آملی۔ اس پر ایک خاص دستہ پلیونا کے مغرب کیطرف حصار کو مکمل کرنیکے لئے بنایا گیا۔ اور جنرل گورکو کو جو بلقان کی پیشقدمی سے شہرت حاصل کر چکا تھا اور نہایت ہی بیباک۔ دلیر اور خطرناک اور جان جوکھوں کے کاموں اور مہموں کا بڑا دلدادہ تھا۔ دستہ مذکور کا کمانڈر بنایا گیا۔ جسکی جمعیت اور ترتیب حسب ذیل تھی۔

گارڈز کور (شاہی گارڈ کا دستہ)

انفنٹری:- ۲- ڈویژن

۱- شاسروں کا بریگیڈ

کیولری:- ۱- ڈویژن

۱- رجمنٹ کاسکوں کی

آرٹلری:- ۹۶- توپیں میدانی توپخانہ کی

۱۸- توپیں اسپی توپخانہ کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۳- بلکہ وہ روسیوں سے سخت نفرت رکھتے ہیں۔ انکا بیان تھا کہ روسی افسروں کا رویہ اور برتاؤ "ناقابل برداشت" اور سپاہیوں کا "بالکل وحشیانہ" ہو۔ اُسوقت کے اکثر اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روسی سپاہی بلغاریا میں اس طرح برتاؤ کرتے تھے۔ جیسے وحشی فاتحین کسی مفتوح ملک میں کرتے ہیں۔ مزید قابل غور یہ امر ہے کہ باشی بازوق اور قابل جابئیوں کے ترکی اور رومانوی سپاہیوں میں جس دوستانہ میل ملاپ ہونیکا میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ وہ اسی وقت سے بند ہو گیا جبکہ رومانوی سپاہ کی جگہ قسانی جابیہ میں روسی سپاہی آ گئے۔ ان باتوں سے ہم پلیونا کیمپ والونکی یہی رائے ہو رہی تھی کہ رومانوی روسیوں کی طرفداری کرنے سے پچھتا رہے ہیں۔ اور ان کو اس امر کا علم ہے۔ کہ ترکی سے اُن کو کبھی شاکی ہونے کا موقع نہیں ملا تھا۔ مصنف

میزان ۴۰ پلٹنیں۔ ۳۰ رسالے۔ ۱۱۴ توپیں
آرنولڈی کی زیر کمان فوج (جو ساقا کریلو کے ماتحت تھی)

انفنٹری ۷ رومانوی پلٹنیں
کیولری:- ۸ روسی رجمنٹیں
۶ رومانوی رجمنٹیں
آرٹلری:- ۸ توپیں میدانی توپخانہ کی
۳۰ توپیں اسپی توپخانہ کی

میزان ۷ پلٹنیں۔ ۱۴ رسالے۔ ۳۸ توپیں
لوتشکاریف کے کیولری ڈویژن میں ۱۸ رسالے اور ۱۲ توپیں تھیں یعنی گورکو کے زیر کمان دستہ میں کل ۴۷ پلٹنیں۔ ۱۱۰ رسالے اور ۱۶۴ توپیں تھیں۔

اس جرار فوج کے مقابلہ پر ۲۴ اکتوبر کو احمد حفظی کے ڈویژن میں صرف ۱۷ پلٹنیں۔ ۴ رسالے اور ۱۰ توپیں تھیں۔ ۲۳ اور ۲۴ اکتوبر کی درمیانی رات کو گورکو کی فوج نے ازخانیہ سڑک کی تین موقعوں جو ڈولنا دوبنیک اور گورنا دوبنیک۔ گورنا دوبنیک اور تلش۔ اور تلش و رادومرتزی کے درمیان تھے قبضہ کر لیا۔ اور فوج مذکور کے ان تینوں حصوں نے سڑک کے دونوں طرف رخ رکھا۔

گورنا دوبنیک پر حملہ کرنے کے لئے ۲۰ پلٹنیں۔ ۶ رسالے (۲۰ ہزار آدمی) اور ساٹھ توپیں منتخب کی گئیں۔ انکے مقابلہ پر احمد حفظی پاشا اور اسکے نائب عزت بک کے پاس اس جگہ فقط چھ پلٹنیں اور چار رسالے (ساڑھے تین ہزار آدمی) اور چار توپیں تھیں۔

تلش پر جہاں حقی پاشا کے زیر کمان جسکے پاس کیولری مطلقاً نہ تھی ۹ پلٹنیں (تین ہزار آدمی) اور چار توپیں تھیں حملہ کرنے کے لئے چار پلٹنیں اور ۲۲ رسالے (۴۵۰۰ آدمی) اور ۲۰ توپیں منتخب کی گئیں۔ رادومرتزی اور ڈولنا دوبنیک کی نسبت فیصلہ کیا گیا کہ انکے برخلاف صرف نمائش کرنے پر اکتفا کیا جائے حملہ نہ کیا جائے

گورنا دوبنیک پر ۲۴ اکتوبر صبح کے آٹھ بجے دھاوا شروع ہوا۔ اور برابر دس گھنٹوں تک ۳۵۰۰ ترک چار توپوں سے مردانہ وار کامیابی کے ساتھ ۲۰ ہزار روسیوں اور انکی ساٹھ توپوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ احمد حفظی سے پلیونا فوج کو جو امیدیں تھیں وہ اس نے کامل طور پر پوری کیں اور اسکے سپاہیوں نے شجاعت و مردانگی کے وہ جوہر دکھائے کہ رستم و اسفندیار بھی دیکھ کر دنگ رہ جاتے۔ مگر شام کے چھ بجے

دو دوسری چھنیں تاریکی سے فائدہ اٹھا کر بڑے ترکی مورچہ میں داخل ہوگئیں اور اچانک حملہ کرکے اسکو فتح کر لیا۔ اُدھر ترکی فوج کے پاس کارتوس ختم ہوگئے۔ ۱۵سو سپاہی اُس وقت تک شہید اور مجروح ہو چکے تھے۔ اس پر احمد حفظی پاشا اور عزت کو باقیماندہ دو ہزار سپاہیوں سمیت مجبوراً ہتھیار رکھ دینے پڑے۔ روسیوں نے ترکی افسروں کو گولیوں سے اُڑا دینے کا انتظام کر ہی لیا تھا جسکی وجہ مجھے ابتک معلوم نہیں ہو سکی کہ عین آخری لمحہ گورکو کے موقعہ پر پہونچ جانے سے اُنکی جانیں بچ گئیں کاسکوں نے کئی جھونپڑیوں کو جن میں مجروح پڑے تھے آگ لگا کر کئی سو عاجز و بیکس دست و پا بریدگان کو زندہ جلا دیا۔ اور جب احمد حفظی پاشا نے انسانیت کا واسطہ ڈال کر گورکو سے آتشزدگی کو بجھانے کے احکام صادر کرنے کی استدعا کی تو آخر الذکر نے تحقیقات کرنیکا وعدہ کرکے عملی طور پر کچھ نہ کیا۔ اور آگ خود ہی بجھ کر جب فرو ہوئی ہوئی اسوقت کی خبر جسمیدیہ شاہدوں کی زبانی بعد میں مجھ خار تک کو مل ملی تھی۔ روسیوں کے ۰۰ ۳۶ مقتول اور زخمی ہوئے یعنی فوج محافظ کے ہر ایک سپاہی نے بالاوسط حملہ آوروں کا ایک ایک آدمی قتل یا ناکارہ کیا۔ اس معرکہ میں نقصان کی نسبت شریک کارزار سپاہ بہت ہی زیادہ رہی۔ یہ نسبت تقریباً وہی تھی جو ایک کو پانچ سے ہے۔ بہرحال اس معرکہ میں نہایت ہی سخت لڑائی ہوئی۔ اور اس سے ترکوں کے سر نیکنامی اور سرخروئی کے اور سہرے بندہ گئے۔ اس لڑائی اور ۱۱ ستمبر کے معرکہ لوفچہ اور پلیونا کی دوسری اور تیسری لڑائیوں سے یہ نتیجہ صاف برآمد ہوتا ہے کہ ایک ترکی کمپنی جنگی قدر و منزلت میں ایک روسی پلٹن کے اور ترکوں کی ایک توپ روسیوں کی ایک باتری کے برابر تھی۔

اُسی دن ۲۴ اکتوبر کو روسیوں نے طلش پر متواتر حملے کئے مگر وہاں کے بہادر کمانڈر تقی پاشا نے اُنکی تمام حملوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ روسیوں کے وہاں ایک ہزار آدمی ضائع ہوئے جن میں سے نوسو آدمی حملہ آور کالم کی چار پلٹنوں کے تھے یعنی ان میں سے ۵۰ فیصدی ہلاک و ناکارہ ہوئے۔ اور ایک سو کیولری اور آرٹلری کی تھی ترکوں کے دو سو شہید اور مجروح ہوئے۔

ڈورنا دو بنیک کے قرب و جوار میں خفیف سی لڑائیاں ہوئیں۔ ولی عہد نے شیپکر کو اطلاع دی کہ گورنا دو بنیک سے تعلق منقطع کر دیا گیا ہے۔ سادہ و مترنزی کی تین ترکی پلٹنیں طلش کی فوج کی مدد کو روانہ ہوئیں۔ مگر شرک بر دشمن کی اپنے سے پانچ گنی فوج پاکر اچھی خاصی جھڑپ کے بعد واپس آگئیں۔ یہ میں اوپر لکھ چکا ہوں

کہ اسی دن روسیوں نے طرنیتا پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ ۲۴ ؍ اکتوبر کے تمام معرکوں اور نقصانات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

موقع لڑائی	ترکوں کا نقصان	روسیوں کا نقصان
طرنیتا پہاڑیاں	۱۰۰	۳۰۰
دولنا دوبنیک کے قریب	۵۰	۵۰
گورنا دوبنیک	۱۵۰۰	۳۴۰۰
طلش	۲۰۰	۱۰۰۰
رادومرتزی کے قریب	۵۰	۱۵۰
میزان	۱۹۰۰	۴۹۰۰

اس تاریخ روسی مغربی فوج کی جو پوزیشن تھی وہ مندرجہ ذیل نقشہ سے واضح ہو جائیگی۔

٭مسافت قیاساً درج کیگئی ہے
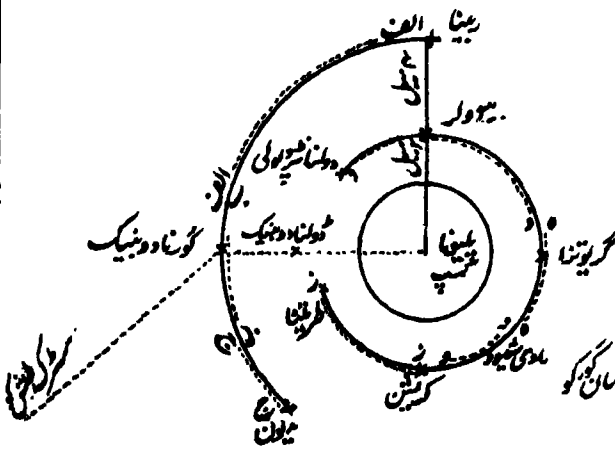
الف۔ آرنولڈی کی فوج

ب۔ گاسٹونزکی فوج } زیر کمان گورکو

ج۔ ٹوسکاریف کی کیولری }

د۔ سمانوی ڈویژن ہائے

ہ۔ کرولڈنر کی فوج

و۔ ھشتو کی فوج

ز۔ سکوبیلاف کی فوج

۱۴ اکتوبر کو ترکوں نے ڈولنا دو بنیک کو چھوڑ دیا۔ اور ۲۰ کو لفش کی ترکی فوج نے رومیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دئے۔ انکا مفصل ذکر دوسرے باب میں کرونگا جس کو شروع کرنے سے پہلے ہم کو یہ ضرور ہی پہلے مختصر حالات درج کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ۵ ستمبر تک کے حالات میں نہم باب میں بیکر بتا آیا ہوں کہ ۱۶ ستمبر کو متخاصمین کی یہ کیفیت تھی۔ چنانچہ اب اس تاریخ سے لیکر پلیونا کا حصار مکمل ہونیکے دن یعنی ۲۴ اکتوبر تک کے واقعات کا خلاصہ یہاں بیان کئے دیتا ہوں۔

اول یورپ کو لیجئے:۔ ۱۵ ستمبر کو ترکی مصری فوج کے متفقہ دستے نے بمقام خیر کوئی روسی فوج حملہ آور کے بائیں بازو یعنی زاروچ کی فوج پر حملہ کیا۔ روسی فوج نے وہاں مورچے تیار کر لئے ہوئے تھے۔ ترکوں کو حملہ میں کامیابی نہ ہوئی۔ اس پر محمد علی پاشا نے جارحانہ کارروائی چھوڑ دی اور وہ ۲۹ ستمبر کو مقام قاضی کوئی کو ہٹ گیا۔ ۲ اکتوبر کو سلیمان پاشا اس سے سردار اکرم کے عہدہ کا چارج لیکر اپنی فوج کے حصہ کثیر کے سمیت ۱۰ اکتوبر کو راسگراد کو ہٹ گیا۔ اور قاضی کوئی دستی نک میں صرف ایک ایک ڈویژن چھوڑ گیا۔ ادھر دوسری طرف روسی پھر قرہ لوم تک آگے بڑھ گئے۔

جنرل رادتزکی کی شپکا فوج (جو پہلے گورکو کے زیر کمان تھی) روسی فوج حملہ آور کا قلب تھی۔ سلیمان پاشا گولہ باری کرتے رہنے کے سوائے اس فوج کے برخلاف کچھ نہیں کر سکا تھا۔ اگست کے حملہ کے وقت سے وہ اپنی فوج کو از سر نو مرتب کرنے میں لگا رہا تھا۔ ۱۸ ستمبر کو اس نے پھر حملہ کیا تھا اور اس میں بھی اسکو پسپا ہونا پڑا تھا۔ ستمبر کے آخیر میں شپکا کی ترکی فوج کی کمان اس سے رؤف پاشا نے لے لی تھی۔ جسکو فوج مذکور کے باقی ماندہ بے ترتیب حصہ کو مزید حملوں کے لئے درست اور مضبوط کرنیکے لئے بہت کام کرنا پڑا۔ اکتوبر کے آخیر میں دونوں مخالف فوجیں اپنے اپنے پرانے مقاموں میں ایک دوسرے کے مقابل پڑی تھیں۔ روسی درہ شپکا میں بیٹھے اور ترک درہ مذکور کے جنوبی دہانے پر شپکا اور شینی ورد کے گرد نہایت ہی مضبوط اور مورچہ بند کیمپ میں۔

مغربی فوج جو پرنس چارلس کے زیر کمان تھی روسی فوج حملہ آور کا دایاں بازو تھی۔ جب ۱۱ ستمبر کے حملہ میں ناکامیابی ہوئی تو روسیوں نے پلیونا کو بزور شمشیر فتح کرنے کا ارادہ ترک کر کے سمجھ لیا کہ فاقہ دہی کے بغیر عثمان کو مغلوب کرنا ناممکن ہے چنانچہ یہ کام ٹوڈل بن کے سپرد کر دیا گیا۔

ثانیاً ایشیائی معاملات :- جنرل اوکلوبشیو کی فوج نے جو حملہ آور فوج کا دایاں بازو تھی۔ کچھ کام نہ کیا - بمقام خاسطاطو آپنے مورچوں میں بے کار بیٹھی رہی - اور اسی طرح وسویس پاشا اسکو مقابل باطوم میں ہاتھ پہ ہاتھ رکھے بیٹھا رہا -

روسی قلب لوریس میلی کاف کے زیر کمان قرق درہ کے مورچہ بند کیمپ میں مقیم تھا - اور الاجا داغ پر مورچے بنا کر اسکے مقابل مختار پاشا کی فوج پڑی تھی ۲ اکتوبر کو میلی کاف نے الاجا پہ حملہ کر کے زک اٹھائی ۹ اکتوبر کو مختار پاشا پہاڑی قزل تپہ جس کے قبضہ کے لئے ۲۵ اگست اور ۱۲ اکتوبر کی لڑائیاں ہوئی تہیں خود بخود چھوڑ دی ۱۴ اکتوبر کو گرینڈ ڈیوک میکائیل نے جس نے کمان اب اپنے ہاتھ میں لے لی تھی - کل ترکی کیمپ پر عام حملہ کیا - یہہ لڑائی محاربہ الاجا داغ کے نام سے مشہور ہے - اس میں روسیوں کو کامل فتح ملی - آٹھ ہزار ترکوں نے ہتھیار رکھہ دیئے - اور باقیماندہ چھہ ہزار آدمی لیکر مختار پاشا سوغانلو داغ کو بھاگ گیا - اس فتح کے بعد جنرل لازاریف نے تین ڈویژنوں سے قارص کا محاصرہ کر لیا اور کوکی باقیماندہ فوج لیکر ۲۰ اکتوبر کو جنرل ہین مختار پاشا کے تعاقب میں روانہ ہو گیا -

جنرل ترغوکاسوف کی فوج نے جو حملہ آور فوج کا بایاں بازو تھی - ۱۹ ستمبر کو اسمٰعیل پاشا سے جس نے پھر بایزید سے اریوان کو جانے کی کوشش کی تھی - غیر منفصل لڑائی کی - شروع اکتوبر میں اسمٰعیل پاشا کو اپنی آدہی فوج مختار پاشا کے پاس بھیج دینی پڑی تھی - الاجا داغ کی لڑائی کے بعد اسمٰعیل مختار پاشا اور اسکی باقیماندہ فوج کو جا ملنے کے لئے ۲۰ اکتوبر کو پیچھے ہٹنا شروع کر کے ۲۴ اکتوبر کو جرجر پہونچ گیا -

ہم لوپلیونا میں ان واقعات کی صرف مجمل خبریں پہونچتی تہیں - جن سے ہم کو یہہ علم ہو گیا تھا کہ یورپ میں کم و بیش سابقہ صورت قائم ہے - ایشیا میں متواتر سخت لڑائی ہوتی رہ کر (الاجا داغ کی لڑائی) میں ترکوں کو سخت زک ملی ہے - اور روسیوں نے ایشیا کے مضبوط ترین عثمانی قلعہ قارص کا محاصرہ کر لیا ہے - اور جہاں تک ایشیائی محاربہ کا تعلق ہے اس قلعہ پر جہاں پہلے محاربوں میں بھی صعب ترین لڑائیاں اور

جانگداز کشت وخون ہو چکے ہیں قوم کی امیدیں منحصر ہیں۔ اگر وہ فتح ہوگیا تو جس طرح فتح پلیونا سے یورپ میں ٹرکی کی ترکی تمام ہوجائے گی۔ اسی طرح ایشیا میں ترکی طاقت کا خاتمہ بالخیر ہوجائے گا +
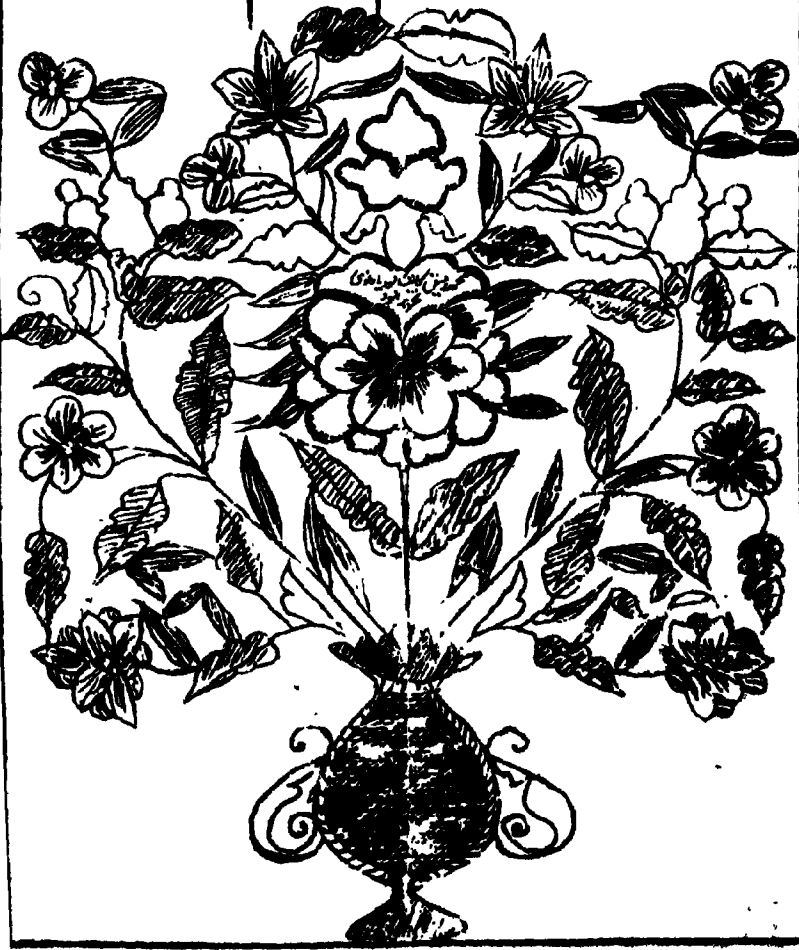
حصہ دوم تمام ہوا

سپاہی تفریح اور دل بہلاؤ کس طرح کرتے تھے - لوفچہ پر روسیوں کا پہلا حملہ - پلی شاط کی طرف کیمپ سے کالم کی روانگی - جنگ پلی شاط - کالم کی واپسی - ماہ رمضان - پلیونا کی حالت - لوفچہ کو روسیوں نے دوبارہ حملہ کر کے فتح کر لیا - جنگ لوفچہ پر رائے زنی - ۱۲ر جولائی سے لیکر ۱۷ر ستمبر تک کے واقعات کا خلاصہ - مورچوں کی فہرست - یکم سے لیکر ۴ر ستمبر تک پلیونا فوج میں جو اعلیٰ افسر تھے اُنکی فہرست - لڑائی کے لئے انتظام اور تیاریاں - روسی افواج کی جمیعت کا خلاصہ - فریقین کی طاقت کا موازنہ -

باب دہم - پلیونا کی تیسری لڑائی - ۷ر لغایت ۱۲ر دسمبر ۱۸۷۷ء - گولہ باری

۷ر ستمبر سے ۱۱ر تک - گولہ باری کے نتائج - ۱۱ر کی صبح - میری پلٹن جنوب کو روانہ ہوتی ہے - راستہ میں عثمان پاشا سے ملنا - بھگوڑوں اور منتشر شدہ سپاہیوں کو ساتھ ملانا - قوانلق طابیہ کو دشمن سے واپس لینے کے لئے ناکام کوشش - نعمت پاشا کے کالم کی ترتیب و جمیعت اور اس کے نقصانات ۱۱ر و ۱۲ر کی درمیانی رات عجیب ہولناک رات تھی - پلیونا میں چارہ کا جل جانا - بلغاریوں کی غداری - ۱۲ر کی صبح - جنوب میں فریقین کی جو فوجیں ایک دوسرے سے نبرد آزما تھیں اُنکی اجمالی فہرست قوانلق پر پہلا حملہ - فوج حملہ آور کی ترتیب و ترکیب - موقع کا نقشہ - حملہ کی کامل ناکامی - طاہر پاشا کا رویہ - قوانلق پر دوسرا حملہ - حملہ آور فوج کی ترکیب - ترکوں کی عظیم فتحیابی - روسیوں کی مراجعت لڑائی کی عام کیفیت - نقصانات - کون کون اعلیٰ ترکی افسر شہید و مجروح ہوئے - اُن افسروں کے نام جنہوں نے حصول فتح میں مدد دی - توفیق اور یونس - عثمان پاشا کا رویہ - میری کمپنی اور پلٹن کے نقصانات لڑائی کے بعد جو کام کرنے پڑے - پلیونا کی حالت - مورچہ کو واپسی - ترکی انفنٹری کی سریع آتشباری پر چند ریمارک - اس لڑائی سے کیا سبق حاصل ہوا -

باب یازدہم - محاصرہ کے لئے تیار ہونا - ۱۳ر ستمبر لغایت ۲۴ر اکتوبر ۱۸۷۷ء

مُردوں کی تدفین - غارتگروں کی گرفتاری اور اُنکا پھانسی ملنا - آمد و رفت کا منقطع ہو جانا - انگریزی امداد کی افواہیں - ۱۸ر ستمبر کو رومانوی فوج کا باش طابیہ پر حملہ - گولی سے زخمی ہونا اور اسہال کا شروع ہو جانا - بخار کے مریضوں کے ہسپتال میں اقامت - بازار کی سرگذشت - فوجی ہسپتال میں رہنا - مورچہ میں واپس آنا - احمد حفظی پاشا کے کالم کی ترتیب و روانگی - عطوف پاشا کی بریگیڈ کی تیاری و انتظام - احمد حفظی پاشا کے متحرک ٹولین کا انتظام - شفقت پاشا کی ارخانیہ (؟)

فہرست نقشہ جات

ختم شد حصہ دوم

دشمن قارنجہ ایسہ فیل کبی ظن ایلہ

خواہ دشمن چیونٹی کے برابر ہو اُسے ہاتھی کے برابر خیال کرنا چاہئے

محاربات پلیونا

یعنے

وہ لڑائیاں جو ۱۸۷۷ء کی جنگ میں بمقام پلیونا روم و روس میں ہوئیں

جن کی حالات لفٹننٹ ولیم وی ہربرٹ نے (جو خود جنگ مذکور میں شریک تھے)

انگریزی میں تحریر کئے تھے

اور اسکا ترجمہ

مولوی محمد انشاء اللہ صاحب زمیندار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ نے بازیادتی حواشی

اور فٹ نوٹوں کے اردو میں کیا

حصہ سوم

مطبع روز بازار امرتسر میں باہتمام منشی فاضل شیخ غلام محمد طبع ہوا

سنہ ۱۸۹۸ء

حسب ضابطہ رجسٹری کرائی گئی ہے

قیمت فی حصہ عمر

طبع اول

فہرست مضامین حصّہ سوم فتح پلیونا

باب دوازدہم ۔ حصار کامل ۔ ۲۵ ر اکتوبر لغایت ۹ ر دسمبر ۱۸۷۷ء

باب سیزدہم ۔ حملہ سے ماقبل کی رات ۔ ۹ ر ۱۰ ر دسمبر ۱۸۷۷ء

محاربات پلیونا حصہ سوم

فتح پلیونا

باب دوازدہم

حصار کامل - ۲۵ اکتوبر سے لیکر ۹ دسمبر ۱۸۷۷ء تک

۲۵ اکتوبر کو روسیوں نے ان مورچوں پر جو حال ہی میں پلیونا کے مغرب میں تیار کئے گئے تھے - اور بالخصوص پر ینگا پر گولہ باری شروع کی - یہہ گولہ باری خفیف سے وقفہ کے سواے مسلسل چار روز رات جاری رہی - اس اثنا میں فریقین کی پیدل فوجوں میں بھی کئی معرکے ہوئے یہانتک کہ متخاصمین کی حدود اس قدر قریب ہوگئی تہیں کہ مقابلہ کا نہ ہونا ناممکن ہوگیا - گو جیسا کہ بعد میں تحقیق ہوا دونوں طرف کی فوجوں کو معرکہ آرائی سے بچتے رہنے کا حکم دیا گیا ہوا تھا - ان چار دنوں میں دوسری اطراف میں تقریبًا کوئی گولہ باری نہ ہوئی -

موسم سرد اور طوفانی تھا - شام کے بعد دھند چھا جاتی اور ہلکی سی بوندا باری ہونے لگ جاتی - محاصرہ کے اختتام تک موسم کی یہی کیفیت رہی - گاہ گاہ جب کبھی برف پگھل جاتی تو زمین پر سخت خوفناک کیچڑ ہو جاتا سڑکوں اور پگڈنڈیوں کی بہت ہی بری حالت تھی - بعض اوقات خالص مینہ کی جگہ برف اور پالی یا اولے اور پانی ملکر برستے - یہہ رنگ دیکھکر میں حیران ہوا کرتا تھا کہ کیا یہہ ملک جواب الاسترالیا

ہٹ سے ڈھنپا ہوا ہی وہی ہے جس میں تین چار مہینے پہلے ہم گرمی کی شدت سے مضمحل ہوکر زمین پر گرپڑا
کرتے تھے اور تازہ ہوا کے ایک جھونکے اور بارش کے ذراسی خنکی بخش ترشح کو ترسا کرتے تھے۔

۱۴ اکتوبر کو ولی بک نے اطلاع دی کہ گورنا دوبنیک کی طرف بالکل سناٹا چھایا ہوا ہی جسکا باعث
کوئی دقت پیش نہیں ہوسکتا۔ اس پر مشیر نے اسے دولنا دوبنیک خالی کرکے پلیونا ہٹ آنے کا حکم بھیجا یا
دوسرے دن اس نے نہایت ہوشیاری اور کامیابی کے ساتھ اس حکم کی تعمیل کردی۔ راستہ میں غنیم کے
ساتھ اسکی متفرق طور پر لڑائی بھی ہوئی۔ وہ موضع مذکور کے تمام مسلمان باشندوں کو ہمراہ لیتا آیا۔ مشیر دل
میں اس امر سے بہت کچھ آزردہ ہوئے۔ کیونکہ اس قدر اور زیادہ آدمیوں کی شکم پری ضروری ہوگئی۔ مگر
ولی بک مجبور تھا۔ ان لوگوں کی اس خیال تک سے روح لرزتی تھی کہ موضع میں پیچھے رہکر اپنے تئیں اور نیز اپنی
بیویوں اور لڑکیوں کو بلغاریائی سخت غضبناک ہمسایوں کے رحم پر چھوڑدیں۔ انہوں نے پلیونا ساتھ جانیکی سخت الحاح و
عاجزی سے درخواست کی اور ولی بک کو ماننا پڑا۔

اسی دن یعنی ۱۴ اکتوبر کو ان چند پلٹنوں کی جنہیں مشیر نے ولی بک کی کالم کو آگے سے جا ملنے کیلئے بھیجا
تھا روسی پیدل فوج کے ساتھ دوبنیک کے قرب و جوار میں نہایت ہی سخت جانگداز لڑائی ہوئی جس میں
ترکوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اس چھوٹے سے معرکہ میں فریقین نے عجیب غیر معمولی جوش و غضب اور خونخواری سے
لڑے کہ دونوں طرف سے جس قدر فوج شریک معرکہ آرا ہوئی تھی اسکا بیشتر حصہ فرش خاک سے
ہم آغوش ہوا۔

دوسرے دن (۲۸ اکتوبر) ہماری ان روسی فوجوں کے ساتھ جو طرنیا اور بیستیو تنر کے درمیان
غازی عثمان یونس میلاس۔ باغچہ اور پر تو طابیوں کے مقابل مورچے تیار کررہی تھیں معرکہ آرائی ہوئی
اس میں شدید سستی ترکوں نے کی تھی مگر فائدہ کچھ نہ ہوا۔ اسی دن روسیوں نے اپنی تمام لائن کے گرداگرد
توپوں کی شلکیں کیں۔ چند روسی قیدیوں کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ شلکیں حصار کے کامل ہونے کی خوشی میں
سر کی گئی تھیں۔

۲۰ کو غنیم نے دولنا دوبنیک پر قبضہ کرلیا۔

۳۱ کو چند ترک سپاہی تدپل کے راستہ کیمپ میں داخل ہوئے۔ ان کو جنرل گورکو نے حالات
سنانیکے لئے رہا کیا تھا۔ انہوں نے اطلاع دی کہ روسیوں نے ۲۴ کو گورنا دوبنیک فتح کیا اور ۲۸ کو تین

گھنٹوں کی نہایت ہی مہیب اور خوفناک گولہ باری برداشت کرنے کے بعد جس میں ۲۸ سو ترکی فوج میں سے ۸ سو قتل یا زخمی ہوئے طلش کے ترکی کمانڈر نے حملہ آوروں کے سامنے ہتھیار رکھ دیئے طلش میں ترکوں کی چھ پلٹنیں اور چار توپیں تھیں - اس مقام کو اطاعت پر مجبور کرنیکے لئے روسیوں کی ۱۶ پلٹنوں اور ۷۲ توپوں سے کام لیا گیا تھا - حقی پاشا کمانڈر نے اپنی طرف سے داد مردانگی دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا - مگر دشمن کی ایسی زبردست فوقیت کے سامنے اُسکا آخر مغلوب ہونا بدیہی امر تھا - روسیوں کو وہ ذلت بخش ہزیمت جو ۲۴ ار کو اُنہوں نے اس افسر کے ہاتھوں اُٹھائی تھی - فراموش نہیں ہوئی تھی اسی وجہ سے اب کے اُنہوں نے مصداق تیغ زبیثی کے مقابلہ پہ ایسی مضحکہ خیز زبردست جمعیت روانہ کی تھی - ان تمام چھوٹے چھوٹے معرکوں میں عزت و نیکنامی کا سہرا ترکوں کے ہی سر رہا - کوئی ایسا شخص بھی جو روسیوں کی طرفداری اور محبت میں دیوانہ محض ہو رہا ہو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ان مختلف معرکوں میں جو طلش اور دونوں ڈوبنیکوں کے ارد گرد اور شروع محاربہ میں اہتام لوفچہ ہوئے روسی فوج سے کوئی مردانگی ظہور میں نہ آئی - روسیوں کے حزم و احتیاط کی چاہے تعریف کرو لیکن یہ یقینی بات ہے کہ جہاں تک شجاعت و دلاوری کا تعلق ہے وہ کسی تعریف کے مستحق نہیں - وہ ہم پر محض چاروں طرف سے کئی گنا زیادہ فوج سے ہمیں گھیر کر غلبہ پاتے رہے -

گورنا ڈوبنیک اور طلش کے ہاتھ سے نکل جانیکی کل فوج کو اطلاع دی گئی جس خبر سے بدیہی امر ہے کہ ہمارے حوصلہ میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا تھا - کئی گھنٹوں تک ہم سب پر سخت مایوسی چھائی رہی - مگر دوسرے دن ہی ہماری طبیعتیں پھر سنبھل گئیں - دلوں میں اُمید پھر تازہ ہو گئی - ہم اطمینان اور حوصلہ کے ساتھ استقبال کے منتظر ہو بیٹھے اور ہم کو پھر یقین ہو گیا کہ آئندہ جو ہوگا بہتر ہی ہوگا -

مقامات متذکرہ صدر کے قبضہ سے نکل جانے سے پلیونا فوج کی جمعیت حسب ذیل رہ گئی - ۷۲ پلٹنیں - ۱۲ رسالے (ردیف کے سواروں کے بارہ رسالے ان میں شامل نہیں جن میں سے اکثر آخری ماہ سے پیشتر ہی منتشر ہو چکی تھی) اور ۸۸ توپیں یعنی کل چالیس ہزار آدمی - ۸ اکتوبر اور یکم نومبر کے درمیان پلیونا کیمپ میں کل اسباب سے جو آدمی ضائع ہوئے اُنکا اندازہ پندرہ سو کر کے یہ تعداد تخمیناً نکالی گئی ہے - شروع نومبر میں ہماری یہ جمعیت رہی - بعد ازاں بیماری سے وہ ہلاکت برپا ہوئی کہ الامان - ترتیب جنگی کی فہرست سے چوتھا ڈویژن اُڑا دیا گیا - اور اول کی پانچوں پلٹنیں پانچویں ڈویژن میں شامل کی گئیں جس ڈویژن کو اب محو شدہ ڈویژن کی جگہ چوتھا بنا دیا گیا

روسیہ کی محاصرہ کنندہ فوج کی جمعیت جو اب کامل دایرہ بناتی ہوئی جسکا نصف قطر چھ میل کا تہا پلیونا کو گھیرے ہوئے تھی حسب ذیل تھی۔

روسی مغربی فوج

کمانڈر:۔ شاہزادہ چارلس والی رومانیا

دوم کمانڈر:۔ جنرل ٹوڈل بین

اعلیٰ سٹاف افسر:۔ جنرل پرنس امرت افسکی

دستہ یمین (میمنہ) شمال رویہ۔ ڈولنا نشرویلی سے قالی طابیہ تک (استعمال ہردو)

کمانڈر:۔ جنرل جینات۔

جمعیت۔ چارہ نانوی اور ایک سمسی ڈویزن۔ یعنی ۵۶ پلٹنیں۔ ۸ رسالے۔ ۱۷۳ توپیں

قلب۔ مشرق اور جنوب مشرق رویہ۔ قالی طابیہ سے وادی طلچنترا کے شرقی ساحل تک

کمانڈر۔ جنرل سٹو

جمعیت نہم یعنی کروڈنر کا اور چہارم یعنی سٹو کا کور[۱۱] یعنی ۳۶ پلٹنیں۔ ۸ رسالے۔ ۱۴۶ توپیں

دستہ یسار (میسرہ) جنوب رویہ طلچنترا وادی کے مغربی کنارہ سے طرنینا تک

کمانڈر:۔ جنرل سکوبلاف

جمعیت۔ ۱/۲ ۲ ڈویزن اور ایک برگیڈ شاسٹرں کا یعنی ۵۲ پلٹنیں۔ ۲۶ رسالے۔ ۸۰ توپیں

پلیونا سے مغرب میں طرنینا سے ڈولنا نشرویلی تک

کمانڈر:۔ جنرل گورکو[۱۱]

---

[۱۱] ستمبر کی لڑائی میں روسی قلب کی فوجوں کو ایسا سخت نقصان پہونچا تہا کہ نہم اور چہارم کور کی اکثر رجمنٹوں میں دو پلٹنیں اسباقی میں صرف ایک ایک پلٹن رہ گئی تھی۔ مصنف

[۱۱] یہ سوال اب بہی اور اسوقت بہی اکثر زیر بحث رہتا تہا کہ آیا گورکو ٹوڈل بین کے ماتحت ہے۔ یا اُسکی کمان سے آزاد ہے گورکو اپنے تئیں آزاد ظاہر کرتا تہا اور خود مختارانہ حیثیت سے کاربند ہوتا تہا ٹوڈل بین گورکو کی اس مطلق العنانی سے کسی قدر ناخوش معلوم ہوتا تہا۔ وہ کل مغربی فوج کی اعلیٰ کمان کا مدعی تہا اور اس دعوے میں وہ حق بجانب بہی تہا میں کہ ہیں اکثر اختلاف پیدا ہوتے ہیں جو امرت افسکی۔ نیپوکوات چی کی اور دیگر اعلیٰ افسر بڑی مشکل سے

جمعیت ۱۷۰ پلٹنیں۔ ۱۵۰ رسالے۔ ۱۶۴۰ توپیں تفصیل حصہ دوم کی آخری فصل میں درج ہو چکی ہے۔

خلاصہ

حصہ	کمانڈر	پلٹنیں	رسالے	توپیں
میمنہ	چینات	۶۵	۸	۱۷۳
قلب	شلو	۳۳	۸	۱۳۶
میسرہ	سکوبلیف	۲۵	۲۶	۸۸
مغرب	گورکو	۴۷	۱۱۰	۱۶۴
		۱۷۰	۱۵۲	۵۶۱ شانہ ۱۱۸

۱۵ ر نومبر تک روسی مغربی فوج کی یہہ جمعیت رہی۔ تاریخ مذکور سے بعد وہ اس طرح کم ہوگئی کہ گورکو کی فوج سے چند دستے جنوب کی طرف اور ایک رومانوی ڈویژن مغرب کی جانب بھیجدیا گیا۔ ان روسی پلٹنوں کے کارناموں کا میں ذیل میں بالاجمال ذکر کرتا ہوں۔ مگر پہلے یہہ بتا دینا ضروری ہے کہ ہم کو ان معاملات کی خبر ترتیب وار یا کل خبر بلیگی نہیں پہونچتی تہی بلکہ جاسوسوں یا اسیران جنگ یا روسی کمانڈروں سے جو عقلمندی سے کام لیکر زیادہ تر اخبارات کے ذریعہ سے اور گاہ گاہ زبانی ان معاملات میں سے بعض کی اطلاع پہونچا دیتے تھے۔ وقتاً فوقتاً ملتی تھی۔

گورکو کی فوج سے جو سبک سوار دستے روانہ ہوئے انہوں نے ۱۷ ر نومبر کو طیطیون پر ۹ رکاب ومانتا ایپا اور دراز تو مبر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴ ۔ دور کرتے رہتے تھے۔ گورکو عجلت پسند اور ٹوڈل بن کی سست تدابیر سے سخت متنفر تہا۔ آخرالذکر مستقل رائے قائم کر چکا تہا کہ گو محاصرہ یا انحصار کرنے میں کسر شان ہے مگر اس کے سوائے اور کوئی چارہ بھی نہیں۔ گورکو انسانی زندگی کی کچھ پرواہ نہیں سمجھتا تہا۔ اور ٹوڈل بن نے مصمم ارادہ کر لیا تہا کہ اب ایک سپاہی بھی حتی اللہ ضایع نہ کریگا۔ جہاں دونوں کی طبیعتوں میں اس قدر فرق ہو۔ وہاں ظاہر ہے کہ نباہ بہت مشکل امر تہا۔ لیکن یہہ دونوں بجائے خود نہایت شاندار افسر اور عام روسی افسروں سے ماسوائے ایک سکوبلیف کے لیاقت وقابلیت میں بدرجہا بڑھے ہوئے تہے۔ مصنف

شانہ ۵۶۱ کی تعداد میں وہ بیس قلعہ شکن توپیں جو قلب میں۔ اور وہ دس جو مختلف دیگر حصص میں تہیں شامل ہیں نیز کاسک آرٹلری اور سپی توپخانہ کی ۴۸ ہلکی توپیں۔ مصنف

کے درمیان رادومرزنزی - لوکو وتسزا - پالوتسزا اورادسیکو و پر قبضہ کرلیا - یہہ مقام ترک روسیوں کے ہٹ ہٹنے پر خود بخود خالی کر گئے - ایک نہ دست فوج نے جو خود گورکو کے زیر کمان تہی - ۱۷ ارکو درہ روسا لیٹا ۲۳ ارکو پراوتسزا اور ۲۴ ارکو اطروپول پر قبضہ کرلیا - اس پیشقدمی سے محمد علی کی فوج موسومہ بابا قوناق عسکر کے سرداول کو جو ارخانیہ میں تہا مقام مذکور چھوڑ دینا پڑا - عساکر مذکور صوفیا کو ہٹ گیا اور اس نے طاش کسن - کورماتزی اور سطرنگل میں ہراول چوکیاں قائم کیں - روسی اور بھی آگے بڑھتے مگر بلقان کی برف نے روکدیا لیکن پیشقدمی خواہ رک ہی گئی - اس سے پلیونا فوج امدادی عسکر پر جو بڑی بڑی امیدیں رکھے بیٹھی تھی وہ سب خاک میں مل گئیں - اور محاربہ کے دوران میں دوسری مرتبہ محمد علی نے خود کو سخت نالایق ثابت کیا - اسکی ۴۲ پلٹنیں - ۲۰ رسالے اور ۷۲ توپیں صرف یہہ کرسکیں کہ اپنے آپ کو گورکو کی فوج کے ہاتھوں معدوم ہونے سے بچا کر پیچھے ہٹ گئیں - اور اس وقت سے پلیونا کی امداد کیلئے کسی فوج کا پہونچنا ناممکن ہوگیا - گورکو کی فوج محصورین اور بیرونی امداد کے درمیان سد سکندری کی طرح حایل تھی - گورکو کی یہہ مہمیں ٹوٹل بین کی تجاویز کے صریح خلاف تہیں - مگر کامیابی نے خلاف ورزی وغیرہ سب کو بھلا دیا -

ہم پلیونا والوں کو آخری وقت تک اس امر کی خبر نہ ہوئی - ہم آخری دن تک موعودہ امدادی فوج کے نمودار ہونیکا انتظار کرتے اور دیدے پہاڑ پہاڑ کر اسکی راہ تکتے رہے - اس انتظار کے عالم میں جو کچھہ ہماری کیفیت تھی اسکو بیان کرنا مشکل ہے - ہم تو خیر شفقت ایسا بہادر اور قابل آدمی جو اب تک ارخانیہ میں مطلق العنان کمانڈر رہا تہا - اور اس حیثیت سے ہمارے بہت ہی کام آیا تہا - مگر اب محمد علی کا نائب ہوجانے سے بہدست و پا ہوگیا تہا - اپنے سرار اور دوست غازی عثمان کی امداد کو نہ پہونچ سکنے سے کیسا کچھہ پیچ و تاب کھا رہا اور اسکا دل کیسا جلتا ہوگا - یہہ دیکھہ کر کہ عثمان کی فوج کی ہمت و سکت جو کل قوم کی مایہ فخر و ناز تھی دن بدن کم ہوتی جارہی ہے اور اس نامور بہادر کی امداد کیلئے جس نے اپنے ملک کی عزت کو اس طرح برقرار رکہا تہا کہ قدیم یونان کا بڑے سے بڑا جانباز بھی اسکے مقابلہ میں ہیچ نظر آتا تہا ایک انگلی بہی نہیں اٹھائی جاتی کیا اس شجاع (شفقت) کی آنکھوں سے خون کے آنسو نہ جاری ہوجاتے ہونگے بیشک عثمان نے دنیا کو ایسی انسانی پر بجیدی (طراغو ویلا) افسانۂ پرغم کی جہلک دکہا دی جسکی عظمت و شوکت نہایت ہی ارفع و اعلیٰ اور مبہوت و ششدر بنا دینے والی تہی - نومبر کے آخری اور دسمبر کے پہلے دو دنوں میں اس مرد خدا کے

بل پہ جو جو کچہہ گذرتا ہوگا۔ اُسکا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ وہ شان و شوکت کے اُس مینار کی چوٹی پہ جسے خود
اُنکی قابلیت نے تیار کیا تہا تن تنہا کہڑا تہا اور قسمت کے طوفان بنا خیز منیار مذکور کو بنیادوں تک ہلا
رہے تہے۔ مگر ایک شخص نے بھی مدد بہیجنے کیلئے اُنکی طرف ہاتھ نہ بڑہایا۔ اُسکے ہموطن دور فاصلہ پہ محفوظ بیٹھے
وعدہ وعید چکنی چپڑی سے دلاسوں۔ کمینہ جہگڑوں اور کبھی نہ ختم ہونیوالی شیطان کی آنت فضول تیاریوں میں
اپنی کل ہمت و کوشش کو صرف کر رہے تہے اور کل دُنیا حیرت زدہ و مبہوت بنی ہوئی اس یکہ و تنہا بندہ
خدا کو دیکہہ رہی اور ہر روز یہی سوال کرتی رہتی تہی "یہہ صورت کب تک قائم رہیگی ؟"

ایک مخلوط رومانوی ڈویزن جسمیں رومانوی پیدل فوج کی آٹھ پلٹنیں۔ تین رومانوی اور چار روسی کیولری
(فوج سواران کی) رجمنٹیں یعنی جملہ آٹھ ہزار آدمی اور بتیس توپیں تہیں۔ رومانوی کرنیل سلانی چیانو کے زیر
کمان ۱۰ر نومبر کو دولتا نشرو پولی کی کمپ سے روانہ ہوکر دوسرے دن ارہووا کے سامنے پہونچگیا۔ اس قصبہ
میں پانچ کمزور ترکی پلٹنیں جن میں زیادہ سے زیادہ دو ہزار آدمی ہونگے متعیم تہیں۔ وہاں فوج سواران اور
میدانی توپخانہ بالکل نہ تہا۔ صرف بیس پرانی قلاعی توپیں منہہ کی طرف سے بہرنے والی تہیں۔ تین مورچے
خشکی کی طرف تہے اور ایک سیدہا سادہ پشتہ دریا کی طرف بنا لیا گیا ہوا تہا۔ رومانویوں نے ۱۲ر کو گولہ باری
شروع کی۔ ترکوں نے بھی جواب میں گولہ باری شروع کی۔ مگر اُنکی پرانی اور تقریبًا ناکارہ توپیں غنیم کی
تازہ ترین کروپ قسم کی توپوں کا کب تک مقابلہ کرسکتی تہیں۔ توپخانوں کی چند گھنٹوں کی مبارزت کے بعد
جس میں چار سو ترک شہید اور مجروح ہوئے۔ ترکی فوج قصبہ کو خالی کرکے ایک پگڈنڈی کے راستہ جو دریا
کے کنارہ کنارہ تہی پیچھے ہٹ گئی اور کل سامان۔ گاڑیاں۔ مجروحین اور چند توپوں کو ساتھ لیتی گئی۔ لوم پلنکہ
شرکہ پہ رومانوی فوج قابض تہی۔ اس لئے اُسے چھوڑکر یہہ پگڈنڈی اختیار کیگئی تہی۔ اس پہ بھی ایک رومانوی
پلٹن قابض تہی جسکو ترکوں نے اچانک حملہ آور ہوکر منتشر کردیا۔ غنیم کا توپخانہ ترکوں کے کالم پہ گولہ
باری کرتا رہا۔ اور اُسکی کیولری نے اونکا تعاقب کیا۔ جس پہ ترکوں کو ونی گاڑیاں اور چند توپیں چھوڑ دینی
پڑیں۔ مگر توپیں راستہ پہ نہ چھوڑی گئیں بلکہ دریا میں ڈالدی گئیں۔ بعد ازاں کالم مذکور ہلکی پہلکی گاڑیاں۔ اکثر
مجروحین اور تین توپیں لیکر دریا سکٹ اور اوگست کو ٹسمے دہانو کے قریب گاڑیوں کو پانی میں غرق کرکے
پل بناکر عبور کرنیکے بعد بخیریت لوم پلنکہ میں پہونچگیا۔ تعاقب میں اکیس گاڑیاں رومانویوں کے ہاتھ لگیں جس میں
گاڑیوں پہ ایک سو مجروح تہے۔ اور ایک پہ ارہووا کی سرکاری مسلیں تہیں۔ ترکوں کے کل پانچ سو شہید و مجروح

اور اسیر ہوئے۔ باقی ماندہ شکست خوردہ پلیونکہ بہاگ گئے۔ رومانویوں کے تین سو قتل اور زخمی ہوئے۔ راہووا کو چھوٹا دینا لازمی تہا۔ اس میں کوئی رسد جمع نہ تھی۔ فوج اور توپخانہ بھی کم تہا۔ مزید برآں دیگر قلعہ بند مقامات سے الگ ہونیکی وجہ سے کبھی قبضہ میں نہیں رکہا جاسکتا تہا۔ رومانویوں نے اس فتح پہ مضحکہ خیز غل مچایا اور مشہور کیا کہ راہووا دہاوا کرکے لیا گیا ہے۔ حالانکہ حق الامر یہہ ہے کہ اس معاملہ میں اول سے آخر تک ان سے کئی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ اور حملہ کی تجویز ہی ناقص تھی بلکہ اسکی تعمیل بھی خالی از خطا نہ تہی۔ ترکی فوج کو بچ جانے دینے پر رومانوی کرنیل کو سخت ملامت کیگئی تہی اور وہ کمان سے برطرف کردیا گیا تہا۔

رومانوی ڈویژن پسپا شدہ کالم کے پیچھے پیچھے لوم پلنکہ گیا۔ جہاں ۲۳ نومبر کو پہونچکر اس نے اس کو خالی پایا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ ترک ویڈین کو ہٹ گئے تہے۔ وہاں کے کمانڈر نے مقام مذکور کو محاصرہ کے لئے تیار کر لیا ہوا تہا۔ چنانچہ ۲۰ دسمبر کو تین رومانوی ڈویژنوں نے ویڈن کا محاصرہ شروع کر دیا۔ جو ۲۳ فروری ۱۸۷۸ء کو جنگ کے ملتوی ہوجانے پر ختم ہوا[119]۔

[119] ویڈن کا محاصرہ اس کتاب کے احاطہ سے باہر ہے۔ مگر چونکہ مجہے اس شہر سے ہی ایک قسم کی دلچسپی ہوگئی تہی میں نے اس کے محاصرہ کے متعلق بہت سا مصالحہ جمع کر لیا جسکا حصہ کثیر اب تک شایع نہیں ہوا۔ اور میں خود اسکو ایک اور کتاب میں اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش کرنیکا ارادہ رکہتا ہوں۔ اسجگہ بالاختصار یہہ بیان کر دینے پر کفایت کرتا ہوں کہ محاصرہ مذکور میں دونوں فریق نے نیکنامی حاصل کی۔ ترکوں نے پوری دلاوری شجاعت دی اور اُنگی کے خوب جوہر دکہائے۔ اگر التوائے جنگ سے لڑائی بند نہ ہوجاتی تو ویڈن اول تو غالباً فتح ہی نہ ہوتا۔ ورنہ کم از کم ابہی کئی ہفتے برابر مقابلہ کرتا رہتا۔ مگر نہ یا التوائے جنگ کی شرائط کے رو سے اس پر رومانوی قابض ہوگئے۔ اور ترک مع اسلحہ و سامان جنگ وغیرہ پوری نیکنامی اور سرخروئی کے ساتہہ بلغراد چک کو ہٹ گئے۔ ایک دوسرے سے رخصت ہونے سے پہلے دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کی خوب خاطر و مدارات کی۔ اور نہایت خوش اخلاقی کے ساتہہ ایکدوسرے سے پیش آیا۔ کیونکہ اس اثنا میں روس اور اُسکے معاون (رومانیا) کے تعلقات بہت ہی کشیدہ ہوگئے تہے۔ عثمانیہ سپاہیوں کا رومانوی جرنیل نے اور پاشا نے رومانوی فوج کا جائزہ لیا۔ افسروں اور سرگروہوں نے ایک دوسرے کو دعوتیں دیں۔ اور جب ترکی فوج روانہ ہوئی تو رومانویوں نے فوجی قاعدہ کے مطابق انکی سلامی اتاری اور دوستانہ نعروں کے ساتہہ انسے الوداع کہا۔ ویڈن کی ترکی فوج کی شاندار مردانگی کے ساتہہ ہی اُن کمزور ترکی دستوں کی شجاعت و بہادری کا ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے جو سرحد کی سرویا سے حفاظت

اب میں اپنی داستان کی طرف متوجہ ہوکر اُسے تاریخوار شروع کرتا ہوں۔ یکم اور چوتھی نومبر کے درمیان دونوں طرف کے کل مورچے خاموش رہے۔ آخر الذکر تاریخ سے روسیوں نے مغرب کی طرف گولہ باری شروع کی جو شام تک ہوتی رہی۔ اور اُس دن تاریکی پڑ جانیکے بعد روسیوں نے خود سکوبیلاف کی زیر کمان ہمارے کیمپ کے جنوبی حصہ بالخصوص حاجی بابا و غازی عثمان طابیات۔ برسیتو و تبز مورچہ اور کوچک یونس طابیات پر بڑی سختی کے ساتھ حملہ کیا۔ اور آدھی رات تک سخت خونخوار لڑائی ہوتی رہنے کے بعد پسپا کر دیے گئے۔ اس معرکہ میں روسیوں کے چھ سو اور ہمارے دو سو ضایع ہوئے۔

دوسرے دن ۱۱ نومبر غنیم نے یونس طابیہ پر پھر حملہ کیا اور اس دفعہ بھی ناکام واپس ہٹا دیے گئے۔

۱۰ و ۱۱ کی درمیانی رات کو روسیوں نے غازی عثمان طابیہ پر پے در پے حملے کیے۔ اور لڑائی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۔ کرنے پر مامور تھے جس وقت (یعنی ۱۴ دسمبر ۱۸۷۷ء) سے میلان نے اُس غنیمت میں حصہ دار بننے کے لیے جو روسی اور رومانوی سپاہیوں نے حاصل کی تھی سرحد سے عبور کیا۔ اُس کو اپنی جمیعت کے بدرجہا زیادہ ہونیکے باوجود ایک ایک انچہ زمین پر سارا راستہ ترکی محافظین سے لڑائی کرنی پڑی۔ اور قدم قدم پر ترک اس نئے حملہ آور کے برخلاف حیرت افزا استقلال اور پامردی سے اپنے ملک اور سرزمین کی محافظت کرتے رہے۔ جو دستے سلیمان پاشا سرحد ہانشی ہنگرد چھوڑ آیا تھا وہ بھی اس بارہ میں کمال تعریف کے مستحق ہیں۔ اُنہوں نے بھی ہانشی ہنگرد کی حملہ آور فوج کا خوب مقابلہ کیا۔ الغرض محاربہ کے آخری حصہ میں ملک کے مغربی علاقہ میں جس قدر چھوٹے چھوٹے معرکے ہوئے ترکی سپاہیوں نے ان میں اپنے جوہر پورے پورے دکھائے۔ ناظرین کو انکی جوانمردی اور دلیری کا پورا پورا اندازہ کرنیکے لیے یہ بھی مد نظر رکھ لینا لازم ہے کہ یہ کل معرکے پلیونا کے فتح ہو جانیکے بعد یعنی اس صدمہ کے بعد ہوئے تھے جو خیال کیا گیا تھا کہ وہ ترکی کیلئے قاطع حیات ہوگا۔ اور صدمہ مذکور کا بظاہر اثر بھی یہی معلوم ہوتا تھا میری رائے میں تو تاریخ عالم میں کسی قوم نے ایسی جانداری حب الوطنی اور مردانہ استقلال ایسے جگر و ہمت شکن اور مایوس کن حالات میں نہیں دکھایا۔ مصنف۔

مسٹر ہربرٹ نے اپنے ناظرین کی قدردانی سے محاصرہ وِڈن کے حالات بھی ایک علیحدہ کتاب میں قلمبند کرکے اُسے شایع کر دیا ہے۔ اگر مترجم کے ابنائے وطن نے مسٹر ممدوح کی اس کتاب کو نظر استحسان دیکھا اور مترجم کی حوصلہ افزائی کی تو دوسری کتاب کا ترجمہ بھی معہ مناسب حواشی شایع کر دیا جائیگا۔ الا ماشاء اللہ۔ مترجم

صبح کے دو بجے تک ہوتی رہی۔ مگر آخر شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے۔

۱۱ کو کل خط مدافعت پر زور شور سے گولہ باری کیگئی جس سے ہمیں امید ہوگئی کہ روسی حملہ کرینگے لیکن ہماری امید پوری نہ ہوئی۔

۱۲ کو سکوبیلاف نے پھر غازی عثمان طابیہ پر حملہ کیا اور ہزیمت یاب ہوا۔ اسی دن روسیوں کے ایک قاصد نے ابراہیم طابیہ میں آکر عثمان کو اطاعت قبول کرنیکا پیغام پہونچایا۔ غازی ممدوح نے اسکا مردانہ جواب دیا۔ یہ خط وکتابت کل افسروں میں مشتہر کیگئی اور وہ حسب ذیل تھی۔

(مندرجہ ذیل دونوں خط فرنچ زبان میں تحریر کئے گئے تھے۔ مترجم)

"جنرل کوارٹر۔ مقام بُرودم۔ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۷۷ء (روسی تاریخ)

بخدمت حضور والا مارشل عثمان پاشا بمقام پلیونا۔

خدمت عالی میں مندرجہ ذیل باتیں جو بالکل راست ہیں عرض کیجاتی ہیں۔ جو ترکی افواج گورنا دوبنیک اور تلش میں تھیں وہ اسیر کرلی گئی ہیں۔ روسی افواج نے مقامات اوسی کووہ اور وتسرا اور دینا پر قبضہ کرلیا ہے۔ پلیونا کا افواج مغربی نے محاصرہ کرلیا ہے انکی امداد کیلئے امپیریل گارڈ اور گرانڈیڈیر بھی پہونچ گئے ہیں۔ اور پلیونا سے آمدورفت کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے اور پلیونا کی فوج کیلئے باہر سے آذوقہ وغیرہ پہونچنے کی امید رکھنا فضول ہوگیا ہے۔ پس براہ رحم کرکے بیفائدہ خونریزی سے دست بردار ہوجائیے۔ ورنہ اسکا مواخذہ ذات عالی پر ہوگا۔ میں مکرر عرض کرتا ہوں کہ آپ بندہ کی تاکیدی التماس کو قبول فرمائیں۔ اور اطاعت گزینی اور ہتھیار رکھدینے کیلئے معاہدہ کی شرائط پر مباحثہ کرجانیکے لئے کوئی جگہ مقرر فرمائیں۔

میں ہوں آپکا نیازمند

نکلس

کمانڈر انچیف (سر فرماندان) افواج روس یورپ"

اسکے جواب میں شیر غازی عثمان نے یہ خط روانہ کیا۔

"جنرل کوارٹر۔ نزد پلیونا۔ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۸۷۷ء (تاریخ مغربی)

بخدمت ہز امپیریل ہائی نس گرانڈ ڈیوک نکلس بمقام بُرودم

جو خط ۱۰ اکتوبر کو میری طرف لکھا گیا اور ذات والائی نجابت پناہی نے میری طرف ارسال فرمایا

تھا۔ موصول ہوا۔ اُس فوج شاہانہ کی صحت و شجاعت میں جو میرے ماتحت ہو اب تک کسی طرح سے کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ نہ اسکی چستی و چالاکی اور ثابت قدمی میں کوئی نقص پیدا ہوا ہی۔ آجتک جسقدر لڑائیاں ہوئی ہیں اُن میں ہم فتحیاب ہوئے ہیں حتی کہ اپنی متواتر شکستوں کے مشاہدہ کرنیکے بعد ذات شوکت سمات حضرت زار اپنی فوج کی مدد کیلئے امپیریل گارڈ اور گرینیڈیز کو بلانے پر مجبور ہوئے۔

اُن افواج کا مفتوح ہوجانا جو گورنا دوبنیک اور طلش میں تہیں پلیونا سے آمدورفت کا منقطع اور شاہراہوں کا بند ہوجانا۔ یہہ کل وجوہات ایسی نہیں ہیں کہ میں اپنے لشکر کو دشمن کے حوالہ کروں۔ ہماری فوج کے پاس لوازمات ضروریہ میں سے کسی کی کمی نہیں (یعنی سب چیزیں بافراط موجود ہیں) جو امر کہ عثمانی فوج کے ناموس عسکری اور عزت کی محافظت کیلئے ضروری ہے۔ ابتک جیسا وقوع میں نہیں آیا۔ اور ہم ابتک اپنی خونریزی اور اپنی ایمان پرستی اور حب الوطنی سے نہایت خوش اور مسرور ہیں۔ اور دشمن کی اطاعت قبول کرنیکے بجائے ایسا ہی کرتے رہینگے۔ باقی رہا اس خونریزی کا مواخذہ اور مسئولیت۔ وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ اُس فریق پر وارد ہوتا ہے جو اِس جنگ کا سبب اور باعث ہوا۔

آپ کی ذات شوکت سمات کا نیازمند

قوماندان افواج پلیونا غازی عثمان"

عثمان کے خیالات کی جو خط مذکور میں اس باوقار اور موثر پیرایہ میں ظاہر کئے گئے تھے۔ کل کیمپ میں کمال تعریف و توصیف کیگئی اور سب اُن سے متفق الرائے تھے۔ خاصکر مواخذہ اور مسئولیت والے اس فقرہ پر تو سب قربان ہوگئے۔ کہ خونریزی کی مسئولیت اس دنیا میں اور نیز عالم ثانی میں خطا کار کے سر پر ہے یعنی اُن لوگوں پر ہے جنہوں نے جنگ میں ابتدا کی ہے۔ عثمان کے اس خط کی گو عبارت گو معتدل مگر بالکل صاف تھی فوج پر بہت عمدہ اثر پیدا ہوا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ روسی فوج کے افسر اور لیڈر بھی اُسکو پڑہکر حیرت زدہ ہوگئے ہونگے۔

قاصد کے ہمراہ جو چھ کاسک آئے تھے اُنکو خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلایا گیا۔ تاکہ اُنکو ہمارے گوداموں کے متمول اور بھرپوری کا یقین ہوجائے۔ خود قاصد کی اس ابہ طابیہ میں پر تکلف مہمانداری کیگئی۔ ۱۶ نومبر کا دن بہت ہی سرد تھا۔ ویسی سردی ہم نے پلیونا میں پہلے نہیں دیکھی تھی۔ دھند بھی بہت غلیظ اور گہری چہائی رہی۔ رات کیوقت روسیوں نے یونس طابیہ پر پھر حملہ کیا۔ مگر ناکام رہے۔ اور

بعد ازاں پہر کوئی حملہ نہ کیا گیا۔ سکوبیلاف نے اس حملہ کی ناکامی کے بعد طابیہ مذکور کو فتح کرنے کا خیال مطلقاً چھوڑ دیا۔ اس لڑائی میں روسیوں کے پانچسو اور ترکوں کے فقط ایک سو ضائع ہوئے۔ سکوبیلاف کی فوج نے جو متعدد حملے کئے تہے وہ جنرل ٹوٹل بین کے احکام کی خلاف ورزی کر کے کئے گئے تہے۔ مگر ان میں سے اکثر غالباً اس لئے وقوع میں آئے تہے کہ متخاصمین کی حدود ایک دوسرے سے بہت قریب ہوگئی ہوئی تہیں۔ اور دونوں طرف کی فوجیں لڑائی کے لئے بیقرار رہتی تہیں۔ یہہ ظاہر ہے کہ جب ایسی صورت ہو تو ہمیشہ لڑائی سے پہلو نہیں بچایا جا سکتا۔

۱۴ر کو کل روسی مورچوں نے تمام خط مدافعت پر ایسی سخت گولہ باری شروع کی کہ ہم اُسے حملہ عام کا پیش خیمہ سمجہ کر مقابلہ کیلئے بالکل تیار ہوگئے۔ مگر کوئی حملہ نہ کیا گیا جس سے ہمیں سخت افسوس ہوا۔ البتہ اوسی رات کیوقت غنیم نے غازی عثمان طابیہ پر حملہ کیا جس میں اُسے کامیابی نہ ہوئی۔ لڑائی طلوع فجر تک ہوتی رہی اور چار سو روسی اس میں کام آئے۔ کیمپ کے اس حصہ میں یہہ آخری معرکہ ہوا۔

زمانہ حصار کے پہلے نصف حصہ میں فوج پیدل کی جو معرکہ آرائیاں ہوئیں ہیں انکی فہرست مع نقصانات اندازکردہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔

تاریخ	مقام معرکہ	ترکوں کا نقصان	روسیوں کا نقصان
۷ر اکتوبر	ووپل	۳۰۰	۴۰۰
۸ر اکتوبر	غازی عثمان اور بیتو طابیوں کے درمیان	۱۰۰	۱۰۰
۹ر نومبر	حاجی بابا اور یونس طابیوں کے درمیان	۲۰۰	۶۰۰
۱۰ر نومبر	یونس طابیہ	۱۰۰	۱۰۰
۱۰ر لغایت ۱۱ر نومبر	غازی عثمان طابیہ	۵۰	۱۰۰
۱۲ر نومبر	غازی عثمان طابیہ	۵۰	۱۰۰
۱۳ر نومبر	یونس طابیہ	۱۰۰	۵۰۰
۱۴ تا ۱۵ر نومبر	غازی عثمان طابیہ	۱۰۰	۴۰۰
۱۵ر نومبر	میزان	۱۰۰۰	۲۳۰۰

۱۵ر نومبر کو حصار کا پہلا نصف حصہ ختم ہوا۔ یہہ دوسرے حصہ سے بالکل مختلف تہا۔ اس میں

لفٹنٹری کے کئی چھوٹے چھوٹے معرکے ہوئے۔ مگر دوسرے نصف میں دونوں فریق سوائے ایک دفعہ یعنی اس لڑائی کے جو ۸ ردسمبر کو وِدِل پر ہوئی۔ بالکل چپ چاپ رہے۔ دونوں حصوں میں گولہ باری کی یہی کیفیت رہی۔ پہلے میں سخت گولہ باری ہوتی رہی جو گاہ گاہ کمال شدید ہو جاتی تھی۔ دوسرے میں مدہم اور متفرق طور پر ہوتی رہی۔

جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے۔ مجھے حصار کے پہلے نصف میں کوئی قابل ذکر کام نہ دینا پڑا۔ ہمارے والے بازو پر ایک مرتبہ بھی حملہ نہ ہوا۔ اور میرے مورچہ میں غنیم کے شیل ہی تھوڑے سے ہی گرے۔ اور نہ میری پلٹن کو کوئی لڑائی کرنی پڑی۔ ہم کو دو دفعہ چوبیس چوبیس گھنٹوں کیلئے باش طابیہ کو بھیجا گیا۔ دونوں مرتبہ آدھی رات کیوقت مورچہ کو گئے۔ اور وہاں سے واپس آئے۔ پہلی مرتبہ (۳۰ اکتوبر کو) باش اور قاضی طابیوں کی خندقوں سے ایک دوسرے پر خوب ابلقی آتشباری ہوئی۔ مگر اسکا نتیجہ کوہ کندن و کاہ برآمدن سے بڑھکر نہ تھا۔ کیونکہ دونوں طرفوں کی فوجیں خوب محفوظ مقامات اور موقعوں پر مقیم تھیں۔ دوسری دفعہ (۱۰ نومبر کو) سپاہیوں نے چھ گھنٹوں کیلئے بے ضابطہ طور پر جنگ کو ملتوی کر دیا۔ میں نے بعد میں سُنا کہ اس امر سے وہی افسر بہت آزردہ ہوئے اور انہوں نے رومانویوں کو روکنے کی بہت کوشش کی لیکن کوئی پیش نہ گئی۔ میں ایک با محبت رومانوی لفٹنٹ کے ساتھ عرصہ تک باتیں کرتا اور اسکے ساتھ ملکر سگرٹ پیتا رہا۔ اس عجیب غریب التوائے جنگ کیلئے بظاہر یہہ بہانہ بنایا گیا تھا کہ یوم ماقبل کو جو چند سپاہی قتل ہوئے تھے اُن کو دفن کر لیا جائے۔ مگر چونکہ یہہ کام ایک گھنٹہ سے بھی کم عرصہ میں ختم ہو گیا تھا۔ اسلئے اصل وجہ یہی سمجھی جا سکتی ہے کہ رومانوی اس فضول خونریزی سے جو دونوں مورچوں کے قرب وجوار میں ہر وقت ہوتی رہتی تھی اکتا سے گئے تھے۔ ایسے التوا سے ہم ترکوں کو کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا تھا۔ مگر میرا خیال ہے کہ میرے میجر کو اوپر سے زجر و توبیخ ہوئی تھی کہ اُس نے کیوں اسکام کیلئے منظوری دی تھی۔ رومانوی لفٹنٹ نے مجھے کئی دو معنی کہانیاں اور مسخر خیز کہاوتیں سُنائیں۔ یہہ ابھی تازہ تازہ پیرس سے وہاں تک پہونچی تھیں۔ مگر چونکہ میں فرنچ زبان کا ویسا عالم نہیں تھا جیسا کہ لفٹنٹ۔ میں انکا اصل مطلب اچھی طرح نہ سمجھ سکا۔ اور اسلئے اُن سے پورا حظ نہ اُٹھا سکا۔ ہم افسروں کی تقلید کرکے سپاہی بھی آپس میں ٹوٹی پھوٹی ترکی یا مضحکہ خیز حرکات و اشارات سے باتیں کرتے۔ بلکہ بسکٹیں کھاتے اور ایک دوسرے کو تحفہ تحائف دیتے رہے۔ تھوڑی دیر میں اور افسر بھی ہم سے آملے۔ جن سے اچھی خاصی مجلس لگ گئی۔ اور سب نے فرش خاک

بیٹھکر جنمیں پر برف کی یا ایک تہ سفید میز پوش یا دسترخوان کا کام دے رہی تھی ملکر کھانا کھایا
کھانے کیوقت ہنسی اور چل لگی کی باتیں ہوتی رہیں۔ اور قہقہونکی صدائیں برف آلود کبیدہ خاطر
سطلع میں گونجتی رہیں۔ یہہ قہقہے گو مخلصانہ تھے۔ مگر میرے کانوں کو انکی آواز اس طرح سے محسوس ہوتی
تھی کہ گویا خوش طبعی کا تمسخر اڑایا جا رہا ہے۔ اسی اثنا میں صلیب احمر کی ایک خواہر (یعنی تیماردار
عورت) کسی زخمی یا مریض کی خبر گیری کیلئے میرے پاس سے گذری۔ اُسکو دیکھنے سے مجھ پر ایسا اثر ہوا
گویا پاک محبت اور پاکیزگی کا کوئی فرشتہ میرے پاس سے گذر گیا ہے۔ کیمپ کے کتے تک بھی جن کی عموماً شکل
ہی سے اُنکی بد طینتی واضح ہوتی تھی اور یہہ معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ کوئی سخت ناپاک اور مکروہ یا ظالمانہ افعال
بنعلانہ حرکت کرکے آئے ہیں۔ اور بالعموم کمال بدشکل اور چور نظر تھے اس صلح میں شریک ہو کر
اپنے جسم مزے سے کھجلانے یا کپڑوں کے نیم منجمد کیچڑ پر لوٹنے پوٹنے لگ گئے۔ الغرض کل نظارہ نہایت
ہی عجیب اور مقاتلہ و محاربہ کے مقررہ آداب و قواعد سے عجیب متضاد اور مخالف تھا۔

باش طابیہ میں دو پلٹنیں ہر وقت مقیم رہتی تھیں۔ کیمپ بھر میں وہاں کی نوکری سخت ترین اور سب سے
خطرناک تھی۔ اُسکی سختی اسی سے معلوم ہو سکتی ہے کہ ہر چوبیس گھنٹوں کے بعد وہاں کی پلٹنوں کی بدلی کر
دیجاتی تھی۔ وہاں ایسا سخت کام دینا پڑتا اور برف و باران کا ایسا آماجگاہ بننا پڑتا تھا کہ کوئی زندہ شخص
آٹھ پہر سے زیادہ اس سختی اور بوچھار کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اسجگہ دونوں فریق کی بعید ترین سنتریوں
میں صرف ایک سڑک کا پاٹ حایل تھا۔ سنتریوں کے اپنے اپنے گڑھوں سے صرف سر اوپر ہوتے تھے
جو بعینہ موسم سرما کے تربوزوں کی ایسی فصل کے مشابہ دکھائی دیتے تھے جو ویران کھیتوں
میں اُگی ہو۔ اوّل ڈویژن کی پلٹنوں میں سے باری باری دو پلٹنیں وہاں جاکر خدمت دیتی تھیں۔ اس امر کا
انتظام باقاعدگی کے ساتھ کر دیا گیا تھا۔ مورچہ کو جانیکے راستے غیر محفوظ تھے۔ اور اُن پر مخالف کے
مورچے سے سخت آتشباری ہو سکتی تھی۔ اسلئے مورچہ کی فوج کی بدلی رات کی تاریکی میں ہوتی تھی۔ گولوں
اور گولیوں کی مسلسل بوچھار کی وجہ سے کھانا پکانا یا نہانا دھونا قطعاً ناممکن ہو رہا تھا۔ سپاہی بسکٹوں یا
مکی کی روٹی اور پگھلی ہوئی برف پر گذر کرتے تھے۔ جس دن برف باری نہ ہو اُس دن کوئی پانی دستیاب نہ
ہوتا تھا۔ اور فوج کو اس پر گذارہ کرنا پڑتا تھا جو وہ اپنی بوتلوں میں ساتھ لاتی تھی۔ عادل کے ڈویژن
کے اعلیٰ افسروں میں سے ہر ایک چوبیس چوبیس گھنٹوں کے بعد نوبت بہ نوبت مورچہ کی کمان پر

جاتا تھا۔ یہہ خدمت ایسی پرخطر تھی کہ کمان برچیس افسر کی باری آتی وہ دوستوں کو آخری الوداع کہہ جاتا اور خداوند کریم کے حضور بھی سابقہ تقصیرونکی معافی مانگ جاتا۔ اُن افقات کے سوا جبکہ متخاصمین بطور خود چند گھنٹہ کیلئے التوائے جنگ کر لیتے ہر گھنٹہ کیلئے التوائی کر لیتے ہر گھنٹہ کچہ نہ کچہ لوگ مرتے رہتے۔ اگر ہم میں سے کسی کے گراں کوٹ کے سر ٹوپ کا ذرا سا حصہ بھی فصیل سے اوپر نظر آ جاتا تو اُس پر فوراً گولیونکی بارش شروع ہو جاتی۔ رفتہ رفتہ التوائے بکثرت ہونے لگ گئے۔ ایک دن میں وہ تین یا چار مرتبہ وقوع میں آتے۔ جو عموماً آدھ گھنٹہ سے لیکر دو گھنٹونکی میعاد کے ہوتے تھے۔ اور اُن سے فائدہ اُٹھا کر فریقین اپنے اپنے سنتریونکی بدلی کر دیتے تھے۔

نومبر کے وسط میں رومانیوں اور ترکوں کے درمیان دوستانہ ارتباط اس قدر بڑھ گیا کہ دونوں کمپوں میں اسکی عام شہرت ہو گئی جسپر روسی اعلیٰ افسروں نے رومانوی فوج کو قانلی طابیہ سے ہٹا کر اُسکی جگہ روسی انفنٹری کو وہاں رکھنے کا ارادہ کر لیا اسپر ۱۸ نومبر کے قریب قریب عملدرآمد کیا گیا اور اُس دن سے بعد باضابطہ یا بےضابطہ پھر کوئی مزید التوائے اور عارضی صلح نہ ہوئی۔ گو دونوں طرفوں کے سپاہی پھر بھی بالعموم بدلی کنندہ جماعتوں اور نیز سب سے اگلی سنتریوں پر آتشباری کرنے سے محترز رہتے تھے۔

ہمیں یہہ علم ہونیکی خوشی اور اطمینان حاصل تھا کہ ہم نے قانلی طابیہ کی اقامت دشمن کیلئے تقریباً ناقابل برداشت کر رکھی تھی۔ رومانوی اسیر اُس جگہ کو پورا جہنم بیان کرتے تھے۔ اُن تمام مورچوں کی ہر ایک توپ کا منہہ جن جن سے قانلی طابیہ پر شیل دیکھنے والے گولے پڑ سکتے تھے طابیہ مذکور کی طرف سیدھا کر دیا گیا ہوا تھا۔ گولہ بارود ہمارے پاس بافراط موجود تھا۔ توپیں اعلیٰ قسم کی کرپ ساخت کی تھیں۔ اور ہمارے گولہ اندازونکی چستی و چابکی اور قادراندازی دوست دشمن دونوں کو بخوبی معلوم تھی۔ ان سب باتوں کے اجتماع نے قانلی طابیہ کی یہہ گت بنا رکھی تھی کہ میں خیالی باتیں بیان جانے کی نسبت کسی کہوتے ہوئے آتش فشاں پہاڑ کے دہانہ کے کنارہ پر کھڑا ہونیکو ترجیح دیتا۔ اُس میں جونہی کوئی ایسا شیا داغ دکھائی دیتا جس پر انسانی جسم کی پوشاک کا کوئی حصہ ہونے کا گمان ہو سکتا ہو تو فوراً سینکڑوں گولیاں اُسپر داغ دی جاتیں اور چونکہ بالمقابل خندقوں کا درمیانی فاصلہ بمشکل ایک سو گز تھا۔ ہمارا نشانہ اکثر خطا نہ جاتا۔

اکثر یہ دمانوی تھوڑی سی تسلی سمجھتے تھے۔ اور سنتریوں میں صرف پچیس گز کا فاصلہ تھا جو ہر وقت
آپس میں بات چیت کرتے رہتے تھے۔ دونوں مورچوں کے قرب جوار میں تقریباً ہر روز زیادہ تر رات کی
تاریکی کی پناہ میں کھدائی کا کام ہوتا رہتا تھا۔ اگر دمانوی کوئی نئی خندق بنا لیتے تھے تو چند گھنٹوں کے بعد
ترک بھی بالمقابل ویسی ہی خندق تیار کر لیتے تھے۔ چنانچہ محاصرہ کے آخری دنوں میں ان دونوں مورچوں کا
درمیانی اور قرب جوار کا علاقہ خندقوں کا خاصہ بھول بھلیاں بنگیا ہوا تھا۔

دونوں طرف دشمن کو دھوکہ دینے کی غرض سے طرح طرح کی تدبیریں اور اختراعیں کی جاتی تھیں۔ ہم نے
قدآدم پتلے جنکو افسر بگلچی علم بردار اور سپاہیوں کی پوری پوری وردیاں پہنائی گئی تھیں کھڑے کردیئے
ہوئے تھے تاکہ غنیم ان پر آتشباری کرتا رہے۔ ان میں سے بعض پتلوں کے اعضا ایسے بنائے گئے تھے کہ وہ
ہلائے جاسکتے تھے۔ جس دن میں بائش طابیہ میں تھا اُس دن التوائے کے بعد ہم نے دمانویوں کو ڈھول
ڈھمکا۔ جہانجھوں سیٹیوں اور ہوا دار بانسریوں کے مہیب شور وغل کے ساتھ مسخروں کی کھیل کا تماشہ دکھایا۔ اس کے
عوض میں اُنہوں نے تاریکی کے بعد ہم کو یہ تماشہ دکھایا کہ ایک بڑی چادر تان کر اُس کے پیچھے آگ روشن کر دی
پھر چادر کے سامنے ایک دُبلے آدمی کو عاشق اور ایک موٹے تازے سپاہی کو معشوقہ بنا کر کھڑا کر دیا جنکی عجیب و
غریب تمسخر خیز حرکات اور معشوقانہ غمزوں کا سایہ چادر پر پڑتا اور ہم اُنہیں دیکھ کر خوب قہقہے لگاتے رہے۔

جاڑے کی شدت کے باعث ہمارے مورچہ اور کل کیمپ بھر میں سنتریانہ خدمت کمال سخت اور
تکلیف دہ تھی۔ ابتدا میں ہر ایک سنتری کو چار گھنٹے نوکری دینی پڑتی تھی۔ پہلے چار کی جگہ دو اور آخر کار
ایک گھنٹہ کر دیا گیا۔ سنتریوں کو چار فیٹ عمیق گڑھے میں گویا زندہ دفن ہونا پڑتا تھا۔ جسم کا بالائی حصہ
برفانی جھونکوں سے سُن ہو جاتا تھا اور نچلا دھڑ منجمد زمین میں دھنسا ہوا ہوتا تھا۔ حرکت کا نام ونشان نہ
تھا۔ چلنے پھرنے کی ذرا بھی کوشش کرنا تو درکنار۔ گڑھے سے باہر نکلتے ہی غنیم کی گولیوں کی بوچھار شروع
ہو جاتی تھی۔ غذا ناکافی۔ ہر وقت مسلسل نگرانی پر مجبور۔ اُدھر برف کی سردی خطرناک غنودگی پیدا کرنیکی
موجب جسکو دور کرنیکی ہر وقت کوشش کرنی پڑتی تھی۔ قصہ مختصر سپاہی سنتریانہ نوکری کو یہ سمجھتے
تھے کہ انسان کو شدید جسمانی عقوبت پہونچانیکا یہ کمال بیدردانہ طریقہ ہے۔ اس موقع پر ہم کو گراں کوٹوں
نے بہت ہی کام دیا جب زمین پر برف ہو تو سردی کی شدت کم محسوس ہوتی تھی۔ سردی خواہ اس قدر
ہو کر پارہ منجمد ہونیکے درجے سے دس ڈگری نیچے اُتر گیا ہو لیکن ساتھ ہی برف بھی موجود ہو تو یہ ویسی سردی

سے بہتر تھی جو ہو تو منجمد ہونیکے درجہ سے ایک دو ڈگری اوپر۔ مگر برف موجود نہ ہو۔ سنتریوں کی لمبی لمبی
بیچیدار قطاریں جاڑے کے سرد و خنک دنوں کی تاریک بے رنگی روشنی میں خاصی دور تک پھیلی جاتی دکھائی
دیتی تھیں اور سفید زمین کے اوپر سنتریوں کے صرف سر ٹوپ اور سنگین دکھائی دیتے تھے۔ عجیب و غریب
اور موثر نظارہ دکھاتی تھیں۔

راشنوں اور بالخصوص گوشت کی مقدار شروع نومبر سے کم کر دی گئی تھی بسکٹوں کی جگہ مکی کے
آٹے کی روٹی جو پلیونا میں پکائی جاتی تھی تقسیم ہوتی تھی۔ بسکٹوں کی مقدار عظیم اسلحہ وغیرہ میں محفوظ رکھی گئی
تھی کہ اگر حملہ کیا گیا اور اس میں کامیابی ہو گئی اور ایسے علاقے سے گذرنا پڑا جہاں قحط ہو تو اُسوقت کام میں
مخدرات کی قطعاً عدم موجودگی اور گوشت کی کم مقدار ملنے سے ہمیں سردی بشدت محسوس ہوتی تھی۔ رفتہ
رفتہ جب گوشت مطلقاً بند ہو گیا اور غذا اس قدر ملنے لگ گئی جو جسم و جان کو یکجا رکھنے کیلئے بمشکل کفایت
کرتی تھی تو ہماری حالت اور بھی بدتر ہو گئی۔ گھوڑوں اور گاڑیوں کے بیلوں کے ذبح کرنیکی سخت ممانعت
تھی۔ مگر اسبارہ میں کبھی کبھی سپاہی خلاف ورزی کر دیا کرتے تھے۔ چارہ بھی ختم ہو گیا اور غریب بے زبانوں
کو سخت تکلیف پہونچی۔ گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور بیلوں کی خاص قسم کی آواز صاف صاف بتا دیتی
تھی کہ وہ فاقہ کی فریاد کر رہے ہیں۔

۱۷ نومبر کو میرے مورچہ میں ایک گھوڑا ذبح کیا گیا۔ اُسکی ٹانگ پھسلنے سے ٹوٹ گئی تھی۔
ایک نیکدل سپاہی نے تھوڑا سا گوشت مجھے بھی دیا۔ اس میں نمک تھوڑا تھا۔ کیونکہ نمک بھی کمیاب
ہو گیا تھا۔ اُس سے سخت اسہال اور پیچش شروع ہو گئی جس پر مجھے گاڑی پر بٹھا کر شہر بھیجا گیا۔ جہاں
مسجد والے ہسپتال میں مجھے جگہ دی گئی اور وہاں میں نے چار سو ساتھی مریضوں کے ساتھ رہکر آٹھ دن ناقابل
بیان مصیبت اور تکلیف سے بسر کئے۔

ادویات کم ہو گئی تھیں۔ کونین تو تقریباً ناپید تھی۔ پٹیوں کیلئے ململ نہیں ملتی تھی اسلئے گو اسروری کی قد
سے ہر قسم کے کپڑے کی سخت ضرورت تھی کپڑے پھاڑ کر پٹیاں بنائی جاتی تھیں۔ ململ کے کپڑے تو
اس طرح چھپا کر رکھے جاتے تھے جیسے کسی بیش بہا چیز کو رکھا جاتا ہے۔ محاصرہ کے آخری چند دنوں میں
کپڑا نہ ہونے سے زخمیوں کی ایک دفعہ کے بعد پھر مرہم پٹی نہیں ہوتی تھی۔ جو مریض الو زخمی مرض یا ضعف سے
صحت یاب ہو جاتے تھے تو اُنکو کوئی مقوی غذا نہیں ملتی تھی۔ جس سے کئی ضعف سے مر گئے۔ ڈاکٹر اور اطبار کو اتفاق

معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک ایک مریض کو پوری توجہ سے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ مریض پہلا معالجہ کرانیکو نئے
نہیں جگہ تے بلکہ دیکھا شتی کرتے تھے۔ ڈاکٹر رینگ نے ۹ دسمبر کو مجھے بتایا کہ چار ہفتوں سے اُس نے
کپڑے نہیں بدلے اور فی شب تین گھنٹوں سے زیادہ نہیں سویا۔

مجروحین اور مریضوں کو جو تکالیف پہونچتی تھیں اُنکی کچھ کیفیت مجھکو مسجد کی دوبارہ اقامت سے عملی طور پر
معلوم ہوگئی۔ اسکے ساتھ ہی یہہ یاد رکھنا چاہئیے کہ نومبر کے وسط میں ابھی حالت ایسی خراب اور ردی
نہیں ہوئی تھی جیسی کہ دسمبر میں جاکر ہوگئی تھی۔ اس جہنم نما ہسپتال میں پہلی مرتبہ جو سختیاں مجھے برداشت کرنی
پڑی تھیں گو وہ بھی کچھ کم مہیب نہ تھیں۔ لیکن دوسری دفعہ جو کچھ گذرا۔ اُسکو بیان کرنیکا قلم یا زبان کو یارا
نہیں۔ اسی سے اُسکا کچھ اندازہ کرلو۔ کہ میں نے کئی دفعہ خودکشی کا ارادہ کیا۔ چوتھی دن جبکہ سیمو بھی بیمار
ہوکر مجھے آملا۔ اور ہم دونوں تسلی دلاسا دیکر ایک دوسرے کا حوصلہ قائم رکھتے رہے۔ برانڈی اور افیون کے کسی قدر
کی چند خوراکوں سے میں ڈاکٹر کی توقع سے بھی جلد صحت یاب ہوگیا اور نویں دن (۲۴ نومبر کو) ایک چرکس سے
اُسکا گھوڑا مانگ کر جو ایسا لاغر اور نحیف ہورہا تھا کہ گھوڑونکی سی اُسکی شکل ہی نہ رہگئی تھی برفباری کے طوفان میں
اپنے مورچہ کو روانہ ہوگیا۔ میں ابھی طابیہ تک پہونچا تھا کہ گھوڑا بیدم ہوکر گر پڑا۔ جس پر مورچہ مذکور کے سپاہیوں
نے اُس چشم زدن میں جھپٹ کر اُسے ذبح کرڈالا اور اُسکے حصے بخرے کرلئے۔ مجھے باقی کا راستہ پیدل چلنا پڑا۔
چلنا کیسا رینگنا پڑا۔ اور دو دفعہ راستہ میں گرا۔ اسہال نے مجھہ میں کوئی سکت باقی نہیں چھوڑی تھی۔ دوسرے بلندیوں کے
منہہ ڈھلاؤ اور دامنوں پر مضبوط سے مضبوط شخص کیلئے بھی چلنا پھرنا آسان امر نہ تھا۔ دوسری دفعہ گرنے پر
میں نے اُٹھنے کی کوئی کوشش نہ کی۔ میں زندگی سے بیزار ہورہا تھا۔ میں نے خدا سے دُعا کی کہ مجھے اس مصیبت سے
نجات بخشے۔ برف روئی کے پہلوں کی طرح میرے اِردگرد پڑ رہی تھی۔ اور اندیشہ تھا کہ میں جلد زندہ ہی اُسکی تہہ
میں دب جاؤنگا۔ کہ اتنے میں چند سپاہیوں نے مجھے دیکھ لیا اور وہ مجھہ کو میرے مورچہ میں چھوڑ آئے۔ دو یولا
تاب کمپنی کی کمان مجھے سپرد تھا۔ کیونکہ صرف وہی قابل کا افسر باقی رہگیا ہوا تھا۔ لفٹننٹ آصف بائش طابیہ کی خندق
میں جہاں میری پلٹن میری بیماری میں ایکدن کیلئے گئی تھی شہید ہوگیا تھا۔ یہہ سنکر مجھے بہت افسوس ہوا۔ ابراہیم
متعدد ڈیوٹیوں اور فرائض سے کوفت زدہ ہوکر ہلکان ہورہا تھا۔ میں نے اُس سے منت کی کہ ایکدن اور کمان رکھو
اور پھر کوٹھری میں جاکر اپنی سیدھی سادی چارپائی پر لیٹ گیا اور سولہ گھنٹے سویا۔ مگر بُرے خوابوں۔ سردی
بھوک اور پیشگوئیوں سے نیند سے کچھ طبیعت ہلکی نہ ہوئی۔ میری کمپنی کا ایک نوعمر سپاہی ہادی مہربان کی

طرح جیہ سارا وقت میری خدمت کرتا رہا۔ سپاہی مجھ سے بہت محبت رکھتے تھے چنانچہ میں نے ایک دفعہ مجھ سے کہا تھا کہ کل دو تین دن میں تم سب سے زیادہ ہر دلعزیز افسر ہو۔ اسکا مجھ دوسرے دن بدیہی ثبوت ملگیا۔ کل سپاہیوں نے اپنے اپنے کھانے سے چند لقمے ڈال کر میرے لئے وافر غذا جمع کی۔ اُس میں مکی کا دلیا۔ سوکی۔ چند بسکٹیں اور تھوڑا سا بھیڑ کا اُبلا ہوا گوشت تھا۔ یہ آخری گوشت تھا جو میں نے محاصرہ میں کھایا۔ اس غذا کے ساتھ میرا راشن بھی شامل کرنے سے اسکی مقدار خاصی ہوگئی۔ تھوڑی سی برانڈی مجھے شہر کی اپنی دوست لڑکی سے ملگئی تھی۔ اس وافر غذا اور شراب کے چند گھونٹوں سے میری طاقت عجیب طور پر عود کر آئی اور میں نے دوسری صبح تڑکے سے جو برابر ۴۸ گھنٹے نہیں سویا تھا کمپنی کی کمان کا چارج لے لیا۔ وہ چارج دیتے ہی تکان سے زمین پر گر پڑا۔ اور سپاہی اُسے اُٹھا کر خوابگاہ میں لیگئے۔ اُسی دن چند گھنٹے دھوپ بھی چمکی۔ دھوپ کا نکلنا نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ تھا۔ ممکن ہے میری سریع صحت یابی میں اسکا بھی کچھ حصہ ہو۔ اس دن سے لیکر ہتھیار رکھ دینے سے بعد کی رات یعنی پندرہ دن تک میں نے اپنے کپڑوں کو ایک دفعہ بھی نہ بدلا۔ نہ جسم سے اتارا۔

میں ہسپتال ہی میں تھا کہ قارص کے فتح ہوجانیکی خبر تمام شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ حتی کہ بیمارکدوں اور شفا خانوں کے مریضوں نے بھی اُسے سُن لیا۔ میں نے اب، ۲۰ نومبر کو سنا کہ روسیوں نے ترکی مورچوں کے سامنے تلے نصب کر کے اُن پر اشتہار چسپاں کر دیئے تھے۔ اُن کو جب سنتریوں نے اتار کر دیکھا تو اُن میں ٹوٹی پھوٹی اور غلط سلط ترکی زبان میں یہ عبارت بخط زشت تحریر تھی۔

”قارص فتح کر لیا گیا ہے اور مختار پاشا کی فوج نے ہتھیار ڈالدیئے ہیں۔ تم چاروں طرف سے گھرے ہوئے ہو۔ اور کسی طرف سے نہ تم کو مدد پہونچ سکتی ہے۔ نہ تم باہر جا سکتے ہو۔ تمہارا شہنشاہ صلح کرنی چاہتا ہے۔ یہ صرف عثمان پاشا ہی ہے جو تم کو یہاں روکے ہوئے ہے۔ نصیحت مانو ہتھیار ڈالدو۔ اور اپنی جانیں بچا لو تاکہ تمہارے کنبوں کے کام آئیں۔ اگر تم اطاعت نہیں مانوگے تو بھوک سے مرجاؤ گے۔ تم نے اپنی طرف سے پوری مردانگی دکھادی ہے۔ اس سے کچھ اور زیادہ تم سے توقع نہیں ہوسکتی۔“

اُسی دن روسیوں نے توپوں کی سلامیں کی تھیں اور شام کے بعد بعض مورچوں میں جھکنے والے مصاع سے فرنچ اور ترکی میں بڑے بڑے تختوں پر یہ عبارت تحریر کی تھی کہ قارص فتح ہوگیا ہے ایسی بُری خبر سے عام سپاہیوں پر برا بلکہ خطرناک اثر پڑنا لازمی امر تھا۔ گو یہ اثر جلد زایل ہوگیا

نیک دسمبر کے شروع تک مورچہ میں واپس نہ آیا جس دن وہ آیا اسی شام سخت بیمار ہوگیا میں ساری رات اسکی تیمارداری کرتا رہا کئی لمبی گہڑیاں جو گنتی میں نہیں آتی تہیں میرا بازو اُسے سرہانے کا کام دیتا رہا مجہے خیال تہا کہ اب اسکا آخری وقت پہونچ گیا ہے۔ مگر صبح کے قریب اُسکی طبیعت میں سکون سا آگیا اور وہ دوپہر تک خوب گہری نیند سویا جس سے بیدار ہونے پر اُسکی حالت بہت کچہہ سنبھلی ہوئی پائی گئی۔ سپاہیوں نے اُسکو لئے عمدہ اور وافر غذا تیار کی مگر اُس میں گوشت نہیں تہا جو ہمارے پاس مطلقاً موجود نہ تہا۔ وہ صحت یاب اور بالکل چاق چوبند اور پہلے جیسا ہشاش بشاش ہوگیا۔

شہر اُن دنوں ایک ہسپتال عظیم بنا ہوا تہا۔ ایک گہر چھوڑ کر دوسرا گہر شفاخانہ بنالیا گیا تہا۔ تمام مسجدیں اور سرکاری عمارتیں بخار کے بیماروں سے بہری ہوئی تہیں۔ ایسے شہر میں جو ۷ ہزار باشندوں کے لئے تہا اب ۸ ہزار مریض پناہ گزین تہے۔ دسمبر میں بیماروں کی تعداد دس ہزار ہوگئی۔ ترک باشندے کمال مروت خوش اخلاقی سے پیش آتے اور نامبقدور ہر طرح کی امداد دیتے حتی کہ بعض مستورات پردہ کو چھوڑ کر جو مذہب اور رسم نے اُنکے لئے لازمی کر رکہا ہے۔ بیماروں کی تیمارداری کرتی رہیں۔ باقی ہر عیسائی باشندے وہ آخر وقت تک زخمیوں اور بیماروں سے وحشیانہ سلوک کرتے یا کم از کم اُنکی کوئی دستگیری نہ کرتے رہے اور جب کبھی اُنکو ایسا موقع مل جاتا کہ پکڑے جانیکے اندیشہ کے بغیر دغابازی کر سکیں تو برابر دغابازی کرتے رہے۔

روپیہ کی قیمت اِس قدر گہٹ گئی تہی کہ دیکہہ کر تعجب ہوتا تہا۔ جو سر نرد یا اور کہیلوں میں ہم بسکٹس داؤ پر لگایا کرتے تہے۔ اور ایک بسکٹ مالیت میں دس قرش (ایک شلنگ دس پنس) کے برابر سمجہی جاتی تہی۔ بسا اوقات بسکٹوں کے چوتہے چوتہے حصے داؤ پر لگائے جاتے اور جیتنے والا اُسی وقت اُنپر داؤ کو کہا جاتا۔ شہر میں میں نے ایک چالاک یہودی دوکاندار سے آدہ پاؤ گوشت جو ٹین کے بکس میں بند اور مدت کا پڑا ہوا تہا ۲۵ قرش کے عوض اور اُسیقدر قیمت دیکر لیبگ کے کارخانہ کی مارللحم کی ایک پیالی خریدی۔ ایک سگریٹ دس قرش اور ایک بیضہ بیس قرش قیمت پاتا۔ مگر ایسے سودے خفیہ کئے جاتے تہے کیونکہ اشیاء خوردنی کی خرید و فروخت حکماً ممنوع تہی۔

دسمبر کے شروع تک میری کمپنی میں بشمول تین افسروں (دسیمو۔ تراب اور میرے) کے صرف نوے قابل جنگ آدمی باقی رہ گئے۔ کوئی دن نہ گذرتا تہا جس میں کوئی نہ کوئی تازہ بیمار ہو کر شہر کو گاڑی پر

نہ بھیجدیا جاتا ہو۔

ہسپتالوں میں اِس قدر آدمی مرنے لگ گئے کہ اُنکو دفن کرنیکے لئے خاص علیحدہ جماعت مقرر کیگئی۔

مَیں یہہ اوپر بتا آیا ہوں کہ ۵ ۲ / نومبر کے بعد گوشت تقسیم نہیں کیا گیا تہا۔ نومبر کے اختتام سے قرضہ ہائے راشنوں کی مقدار اور گھٹا دیگئی۔ چنانچہ ۲ / دسمبر تک ہم کو روزانہ راشن میں بے مزہ سی مکی کی روٹی دنی آدھ پاؤ اور تہوڑی سی مقدار مکی کے تیل دیئے کی جو نمک نہ ہونے سے سخت گھنا ونا ذائقہ رکھتا تہا ملتی رہی۔ یعنی ہم کو آٹھ پہر میں صرف اتنی غذا ملتی تہی۔ جو ایک معمولی قدو قامت کے انگریز کے ناشتہ سے بہی کم تہی تمباکو عرصہ کا ختم ہوچکا ہوا تہا۔ میری دوست لڑکی نے ایکدفعہ میرے لئے کہیں سے دو سگرٹ بہم پہونچائے مَیں نے اُنکو آدہا آدہا کر کے ایک ٹکڑا خود لیا اور باقی تینوں سمیو۔ تراب اور بقال کو دئیے۔ ایک کرنیل تمباکو کا ایسا عادی تہا کہ وہ یہہ دونوں سگرٹ بخوشی پچاس قرش دیکر مجہہ سے خرید لیتا۔ جہاں تک مجہے علم ہے چار کا ایک تولہ بہی شہر یا کیمپ میں موجود نہ تہا۔ اُسدن سے لیکر جبکہ مَیں آخری دفعہ وڈین شہر کو گیا تہا اور ڈوریس نے مجہے ایک پیالہ چار دی تہی یعنی پہلی ڈال دیتر کی شام تک جبکہ روسی افسروں نے چار سے میری تواضع کی مَیں نے ایک مرتبہ بہی چار نہ دیکہی تہی۔ ترک چار نہیں پیتے۔ مجہکو کئی ایسے شخص معلوم تہے جنہوں نے مدت العمر میں اسے چکہا تک نہیں تہا۔ باقی رہا قہوہ۔ وہ بہی ندارد ہوگیا تہا۔ یا کم از کم ہمارے لئے ندارد تہا۔ کیونکہ سنا جاتا تہا کہ اعلیٰ افسروں کو اب بہی گاہ گاہ اُسکی ایک آدہ پیالی مِل جاتی ہے۔ میرے ایک دوست کو کہیں سے اسکی خفیف سی مقدار مِلگئی۔ اور اُس نے اِس نعمت عظمیٰ کو چہوٹے چہوٹے حصوں میں اپنے احباب میں تقسیم کیا۔ جس شخص کے پاس ایک پیالی قہوہ ہوتا وہ اُسکی منہہ مانگی قیمت لے سکتا تہا۔ مگر روپیہ بہی اُن دِنوں میں دوسری چیزوں کی طرح ناپید ہوگیا تہا۔ اپنے مورچہ میں برگیڈیر کے سوا غالباً مَیں ہی ایک شخص تہا جسکے پاس نقدی موجود تہی۔ جب مَیں پلیونا پہونچا تہا تو اُسوقت میرے پاس ساٹھ پونڈ تہے۔ اُن میں سے مَیں نے اگست کے آخیر تک دس۔ یکم ستمبر سے ۲۴ / اکتوبر تک پندرہ اور بعدازان حصار تک تیس پونڈ خرچ کئے۔ کہا جاتا تھا کہ احمد حفظی پاشا اسی ہزار اور تیفقت پاشا ایک لاکہ پونڈ ساتہ لائے تہے۔ اکتوبر میں ہم کو تنخواہ میں نقد روپیہ مِلا تہا جس سے ہم سب کو بہت حیرانی ہوئی تہی مگر یہہ دستور جلد بند ہوگیا [۱۲]

[۱۲] اُن حدود کے اندر جو وسیع کامحاصرہ میں تہیں نقدی کی کچہہ رقم ضرور موجود تہی جو بعد ازان محاصرہ ایک پیسہ کم

ایندھن قطعاً مفقود تھا۔ کیمپ کے جنوبی اور مغربی حصّوں میں پھلدار درختوں اور انگوروں کو جڑ میں سے اکھیڑ کر ایندھن بنا لیا جاتا تھا۔ ابتک یہہ درخت شیر کے حکم سے بچ رہے تھے مگر ضرورت کے سامنے کسی حکم کی پیش نہیں جاتی۔ انکی شاخیں اور جھاڑیاں کبھی کبھی ہمیں بہم پہنچ جاتی تھیں جنکو ساتھہ ہم خشک گھاس اور پودے۔ مکی کے ڈنٹھل۔ چوبی سامان کے ٹکڑے خوابگاہوں کی چھتوں کے تختے دگو ہم جانتے تھے کہ اِن تختوں کے کھینچ لینے سے کوٹھڑیوں کے گر پڑنے کا خطرہ ہے جس سے ہماری آسائش اور حفاظت میں سخت خلل آئیگا) ہر ایک ایسی قسم کی ٹوٹی پھوٹی چیزیں جو جل سکتی ہوں۔ کوڑا کرکٹ اور کبھی کبھی کسی چھکڑے کو خود توڑ کر اُسکے ٹکڑے ملا لیتے تھے اور اِن سے ایندھن کا کام لیا کرتے تھے۔ پھر بھی بعض وقت آگ نہ ہونیکی وجہ سے ہم کھانا پکانے کے لئے دلیا نہیں بنا سکتے تھے۔ آگ کی عدم موجودگی کا ایسی حالت میں جبکہ تھرمامیٹر کا پارہ منجمد ہونیکی وجہ سے نیچے گرا ہوا ہو اور حرارت بخش مشروبات کا ایک قطرہ بھی روپیہ کے عوض یا بطور احسان کسی طرح دستیاب نہ ہو سکتا ہو جو کچھہ مطلب ہو سکتا ہے۔ اُسے میں ناظرین کے قیاس پر ہی چھوڑے دیتا ہوں۔ ایک یا دو مرتبہ بقال جو پہلے سے بھی زیادہ اُشکک ہو رہا تھا اور اُسکی طبیعت کی تیزی و براقی میں مشکلات کے حسب حال اضافہ ہوتا جاتا تھا لیٹن کیلئے کوئلے کے چند ڈول لے آیا مگر اس چیز کا کوئی گودام موجود نہ تھا۔ وہ باقاعدہ تقسیم کیا جاتا تھا۔ مخالف کے سنتریوں کو قتل کرنا پسند نہیں کیا جاتا تھا۔ یہہ کام بزدلانہ اور وحشیانہ سمجھا گیا تھا۔ تاہم ایک رات ہمارے مورچہ کے چند چرکس پیٹ کے بل رینگتے ہوئے دشمن کے سنتریوں تک پہنچ گئے اور یکے بعد دیگرے کئی سنتریوں کو قتل کر کے روسیوں کی ایک بعید سی چوکی سے لکڑیوں کے چند گٹھے اور کچھہ موٹے موٹے ٹکڑے اُٹھا لائے۔ ہم نے اِن کو جلا کر خوب آگ تاپی۔ سبکا کیمپ میں کئی دنوں تک چرچا رہا۔ ہم نے جابجا زمین کو کھودا کہ شاید درختوں اور جھاڑیوں کی جڑیں مل جائیں مگر اِس میں کامیاب نہ ہوسکے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۔ یا زیادہ نہیں ہو سکتی تھی میں اِس رقم کی مقدار دو لاکھہ پونڈ یعنی فی کس چار پونڈ تصور کرتا ہوں تاہم یہہ عین ممکن ہے کہ یہہ سب روپیہ ہڑپ ہو گیا ہو یا چوری ہو گیا ہو کہ وہ جلد ہی تقریباً ناپید ہو گیا۔ اسکی وجہ میرے قیاس میں صرف یہی ہو سکتی ہے کہ ہر ملک قوم میں ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو بہر حال خواہ روپیہ کے عوض کوئی چیز دستیاب نہ بھی ہو سکتی ہو یا وہ لینا نہ چاہیں روپیہ جمع کرتے رہتے ہیں۔ اسکی بھی ایک مثال ہمیں معلوم ہے۔ ایک افسر نے اپنی مختلف اشیاء کی فروخت سے اتنی پونڈ جمع کیے تھے ہوں یعنی اسی روپیہ جمع کر رکھے تھے۔ اُس نے چند غلامین کی قیمتیں دس پونڈ کو بھی دی تھیں۔ مصنف۔

صابن کا ہمارے پاس نام و نشان نہ تھا ہمیں نرم مٹی سے منہ ہاتھ دھویا کرتا تھا۔ بتیاں ہمیں نہایت
کفایت سے برتنی پڑتی تھیں۔ بسا اوقات مصنوعی روشنی کیلئے ہمارے پاس کوئی سامان نہیں ہوتا تھا۔
دیاسلائی کے بکسوں کی ایسی قلت تھی کہ آگ روشن کرنیکے لئے کارتوس چلائے جاتے تھے جنکی کوئی کمی
تھی وہ گولہ بارود اور کارتوس تھے جنہیں ہم کھا نہیں سکتے تھے۔ گو اسوقت بعض کمال عجیب و غریب چیزیں بھی
ہم ہضم کر لیا کرتے تھے۔

آوارہ گرد کتے روز بیسیوں مرتے تھے۔ بھیڑیے قرب و جوار میں نمودار ہوگئے۔ دیسی اور جنگلی کوؤں کا شکار
کیا جاتا تھا جنکا گوشت نہایت لذیذ سمجھا جاتا تھا۔

ہمارے کپڑے پارہ پارہ ہوگئے تھے۔ صرف گراں کوٹوں پر انسانی پوشاک ہونیکا کچھ قیاس ہو سکتا تھا
نومبر کے آخیر میں وردیوں اور وردی کے نیچے پہننے کے کپڑوں کا ذخیرہ پلیونا میں ختم ہوگیا تھا۔ مجھے بعد میں
معلوم ہوا کہ اکتوبر کے آخری حصہ میں یعنی ٹھیک اسوقت جبکہ مخالف کی صفوں میں سے گذرنا ناممکن ہوگیا تھا
ارخانیا سے ایک فوجی دستہ کے ہمراہ چالیس ہزار جوڑی بوٹوں کے اور بیس ہزار سموری گلوبند بھیجے گئے۔ ان چیتھڑوں
پر جو ہمارے جسموں کو ڈھانپے ہوئے تھے اضافہ کرنیکے لئے سب قسم کی اختراعات اور تدابیر سے کام لیا گیا۔
کچھ چمڑے۔ کاغذ اور ٹاٹ کے کپڑے بنائے گئے۔ سرہانوں میں گھاس اور خشک پتے بھر کر انہیں جسم کے
گرد باندھ دیا جاتا۔ نہ خوش نصیب وہ جنہیں کسی عورت کا کرتہ یا لہنگا مل گیا۔ ضرورت نے قوت اختراع
کو ایسا تیز کر رکھا تھا کہ اس سے فی الفور جاکٹ یا قمیص بلکہ پاجامہ بھی بنا لیا جاتا تھا۔ بعض آدمیوں کی پوشاک
میں زنانہ استعمال کی پانچ پانچ چھ چھ چیزیں پائی جاتی تھیں۔ ترکی مخدرات کے پاجامے تک بڑی خوشی سے
پہن لئے جاتے تھے۔ کپڑوں کی مرمت اور ان پر جوڑ لگانے میں بعض سپاہی نہایت ماہر ثابت ہوئے۔ ہمارے
مورچہ کا ایک سپاہی جو واقعی افلاطون ثانی تھا۔ اس فن میں ایسا مشہور ہوا اور اس سے اس قدر کام کرنا پڑتا تھا
کہ باقی تمام فرائض سے اس کو سبکدوش کر دیا گیا۔ اکثروں کے لباس مختلف رنگوں اور پارچوں کا مجموعہ
بنے ہوئے تھے۔ پیوندوں کی تہ در تہ میں اصل پارچہ کا بمشکل پتہ ملتا تھا۔ روسی اور رومانوی وردیوں کی جو لاشوں سے
اتار لی جاتی تھیں بہت مانگ تھی۔ اکثر ترکوں نے اپنے ترکی گراں کوٹوں کے نیچے مکمل روسی وردیاں پہنی ہوئی تھیں
بوٹوں کی ایسی دھجیاں اڑگئی تھیں کہ وہ بمشکل یکجا رہ سکتے تھے۔ جا بجا ان پر اس قدر ٹانکے اور جوڑ لگے ہوئے تھے
کہ انسان یہ نہیں تمیز کر سکتا تھا کہ اصل چمڑہ کہاں ختم ہوتا ہے اور پیوند کہاں سے شروع ہوتے ہیں۔ کچھ

چمڑوں سے عجیب وغریب شکل وضع کی پاپوش تیار کیگئی تہیں جو پاؤں کو بہت تکلیف دیتی تہیں۔ خوش قسمتی سے میرے پاس وہ بوٹ موجود تہے جو میں برلن سے منگایا تہا۔ اور انہیں سے ایک ابہی خاصی حالت میں تہا۔ جرابیں اور موزے قطعاً نادار تہے۔ پاؤں کے گرد چیتہڑے لپیٹے جاتے تہے۔ اُن فوجوں کی پاپوشیں اور بنے ہوئے چرمی گیٹر انگلش جنکی وردی زوالعوفی طرز کی تہی معمولی قسم کے یورپین بوٹ سے عمدہ سمجہے جاتے تہے۔ برف پر اُن سے چلنے پہرنے میں چنداں خطرہ نہ ہوتا اور پاؤں کو بہی نسبتاً آرام پہونچتا تہا۔ سڑکوں اور پگڈنڈیوں کی ناگفتہ بہ حالت پر بوٹوں کی خستگی ہوئے پہ سود کا کام کر رہی تہی۔ البتہ جب برف کہیتوں پر خشک ہوجاتی تہی تو چلنے پہرنے میں کم تکلیف ہوتی تہی۔

سپاہیوں اور افسروں دونوں میں باہمی رفاقت۔ عام ہمدردی اور نوازش آمیز برتاؤ کا ایسا پاس تہا کہ اُسکی کوئی تعریف نہیں ہوسکتی۔ آپسمیں جہگڑا تنازعہ بہت ہی کم اور شاذ ونادر ہوتا۔ اشد سختی کی حالت میں بہی نظام اور ترتیب میں بہت تہوڑا فرق آیا۔ حصار کے آخری نصف حصہ میں ایسی مشکل اور کمال سخت آزمایش کے زمانہ میں امن قائم رکہنے کیلئے جو نہایت ضروری چیز تہی ہیڈکوارٹر سے جو جابرانہ احکام صادر ہوتے رہے اُن پر عمل کرنیکی مشکل کبہی ہی احتیاج پڑی۔ مگر ساتہ ہی وہ فوج کو یہ جتا دینے کا کام دیتے رہے کہ وہ ایک مستقل مزاج اقتدا ہتی پنجہ کے زیر فرمان ہے۔ عدول حکمی اور گستاخی کے مقدمے شاذ ونادر ہوئے۔ علانیہ یا سری سازش یا پہلے سے سوچ سمجہ کر بغاوت کرنیکا ایک بہی وقوعہ نہ ہوا۔ جن پلٹنوں میں افسر اپنے سپاہیوں میں ہر دلعزیز تہا۔ اُن میں اُسکے احکام او نصیحت کی پوری جان نثاری کے ساتہ کسی طرح کی حجت یا چون وچرا کے بتعمیل کیجاتی تہی۔ اور افسر کی ذرہ سی مہربانی او شفقانہ غور وپرداخت کے عوض سپاہی اُس پر جان نثار کرنیکو تیار ہوتے تہے۔ مگر اب کیمپ سے کچہ لوگ فرار ہونے شروع ہوگئے۔ میری کمپنی سے دو آدمی بہاگ گئے وہ دونوں رنگروٹ تہے جو دوسری لڑائی کے بعد اُس میں شامل کئے گئے تہے۔ روسیوں کا بیان بالکل غلط ہے کہ ترکی کیمپ سے جوق درجوق سپاہی بہاگ گئے۔ جرکسوں کے سوائے کلہم زیادہ سے زیادہ دو سو سپاہی اول سے لیکر آخر تک مفرور ہوئے تہے یعنی ساڑہے چار مہینوں میں بالاوسط فی پلٹن تین آدمی یا بالفاظ دیگر فی ماہ فی ہزار ایک سپاہی مفرور ہوا۔ مجہکو پختہ یقین ہے کہ اُن بہادروں میں سے جو عثمان کے ساتہ ودین سے پلیونا آئے تہے ایک آدمی بہی نہیں بہاگا تہا۔ محاصرہ پلیونا کے یہ جانباز سپاہی اپنے پیارے لیڈر سے دل وجان سے نثار تہے اور اُن کو اُس پر پورا بہروسہ اور یقین تہا۔ اسبارہ میں صرف وہی فوجیں جو ستمبر اور اکتوبر میں صوفیا سے آئی تہیں

زیادہ تر خطا کا پائی گئیں اور ان میں سے بہی سب سے بڑھکر ستحفظ بلٹنیں جنکس تقریباً کلہم جلد بگ
اور انکی رسالے توڑ دیئے گئے۔ ۲۴ اکتوبر کو اُنکے بارہ رسالے تہے۔ ۱۰ دسمبر کو ان میں سے دو سو سے زیادہ
نہ رہگئے۔ ان نیک بختوں کو کل فوج ہمیشہ کمال حقارت اور بے اعتباری کی نگاہ سے دیکھتی رہی اور
انکو نا قابل اصلاح سمجھتی تھی۔ کوئی افسر بہی ایسا نہ تھا جو دل سے یہہ دُعا نہیں مانگتا تھا کہ "کاش انکے ترکی
فوج میں انکا کبھی قدم ہی نہ پڑتا" یہہ لوگ عثمانیہ فوج کیلئے دوامی ملامت کا باعث تہے۔ اُنہی کی طفیل بہادر
دیانت دار اور تربیت یافتہ سپاہیوں کو دنیا کی طرف سے وہ نام ملتا ہے جس سے اخبار بین نہایت نفرت کے
ساتھہ ناک بہوں چڑھا لیتے ہیں۔ باشی بوزوقوں کے مفروضہ مظالم کی من گھڑت داستانوں کا مصالح
انہی حضرات کی کرتوتوں سے بدنام کنندگان کو ملتا تھا۔ چوری کی تو ان کو ایسی مہارت ہو کر الامان۔
بالکل بے حیثیت چھوٹی چیزوں کا خفیہ سے خفیہ مقام اُنکی عقابی نگاہوں اور طامع انگلیوں سے محفوظ نہیں
تھا۔ جس طرح بلی کو گوشت کی بو آجاتی ہے۔ اسی طرح اُن کو اُن جگہوں کی جہاں لوگ اپنا قدرے
قلیل سامان رسد چھپا کر رکھتے تہے بو آجاتی تھی۔ غذا کپڑا ادویہ کوئی چیز اُنکی دستبرد سے نہ بچتی تھی۔
قواعد اور تعزیروں کے باوجود غلاظت کا کوئی حد و پایاں نہ تھا۔ مگر میری رائے میں ایسے
حالات میں اس قباحت سے کوئی چارہ ہی نہیں ہو سکتا تھا۔

فاقہ و تکلیف کے باوجود فوج کے دل مضبوط اور حوصلے قائم تہے بلکہ وہ خوشحالی اور فتحیابی کے زمانہ
کی نسبت زیادہ ہشاش بشاش تھی۔ کیونکہ ایسے وقت میں ترکوں کو رضا و تقدیر پر شاکر رہنے کا
قومی خاصہ بہت ہی مدد دیتا ہے۔ ایک خیال سے ہمیں بہت تقویت ملتی رہی اور اُس سے آخری دن تک
ہمارے حوصلے قائم رہے۔ وہ یہہ تھا۔ کہ "امدادی فوج عنقریب پہونچا چاہتی ہے۔ اور جب وہ آئی تو
ہم روسیوں کی وہ بھگت سنواریں گے جو قیامت تک اُنہیں نہ بہولیگی۔ اللہ اکبر ہم کیسی بے صبری کے
ساتھہ اُسکی راہ تکتے اور اُسکا انتظار کرتے رہے۔ ہم اُس پر کیسی کیسی امیدیں قائم کئے بیٹھے تھے۔ اور اکثر
مسلمان کیسے خلوص و الحاح کے ساتھہ اُسکو جلد پہونچنے کی دعائیں مانگا کرتے تہے۔ جنوبی مورچوں میں
ہر شخص کی یہی خواہش ہوتی تھی کہ وہی دیدبانوں کی نوکری پر لگایا جائے تاکہ سب سے اول وہی نجات
دہندگان کی آمد کی خوشخبری سنانے والا ہو۔ دن میں ہزار بار یہی سوال پوچھے جاتے تہے۔ کہ "سرکشن
سے کوئی خبر آئی؟" "ارخانیہ کی سڑک پر کیا کوئی دھواں دیکھا گیا ہے؟" "کیا جنوب کی طرف توپوں کے

بجنے کی کوئی آواز سنائی دی ہے؟" ہماری طرف کے مورچوں کے ذریعہ ہر وقت اُسی کے متعلق استفسار
کرتے رہتے اور مشکل جواب دیتے اور ادھر سے گھوڑے پیادہ ادہر ادھر دوڑتے رہتے۔ کئی دفعہ جھوٹی
خبریں اُڑیں جن کو بعد میں پہلے سے بھی زیادہ مایوسی چھا جاتی۔ ہم ہر ساعت ایکدوسرے سے کہتے
"کہ کل ضرور پہنچ جائینگے۔ ممکن نہیں کہ وہ اس زیادہ دیر کریں۔" صبح ہوتی اور ہم سارا دن انتظار و تردد
بے یقینی اور بے چینی میں لحظہ لحظہ گنتے ہوئے بسر کر دیتے۔ "انگریز ہماری کیوں مدد نہیں کرتے۔ ہم کو
اُنکی امداد پر پورا یقین تھا۔ مگر انہوں نے ہماری مدد کرنیکا وعدہ بھی کیا تھا۔ اب وہ کیوں ہمیں گرفتار بلا کر کے
الگ کھڑے ہو گئے ہیں۔ کیا وہ روسیوں سے ڈرتے ہیں؟" ان سوالات کا ہر وقت تانتا لگا رہتا تھا۔
کیمپ کے سلسلہ تار برقی کے متعلق میں ایک عجیب واقعہ کا یہاں ذکر کر دینا ضروری تصور کرتا
ہوں۔ نومبر کے آخیر میں ایک دن جبکہ موسم چند گھنٹوں کیلئے صاف اور زمین خشک تھی میں نے
خیال کیا کہ کچھ دور چلنا میری صحت کیلئے بہتر ہوگا۔ میں حضرتی ابکر پوکو والے مورچوں میں سے ایک کی طرف
جہاں میرا ایک دوست مقیم تھا چلدیا۔ دوست مذکور مجھے تار گھر لے گیا۔ تار اُسوقت فارغ تھی اور مورچہ
کا کمانڈر موجود نہ تھا۔ تار والے نے ہماری پاس خاطر سے دوسرے تار گھر سے جو غالبًا پرتوطابیہ
میں تھا دریافت کیا "کیا کوئی تازہ خبر ہے"؟ وہاں سے حسب ذیل جواب آیا "ایک انگریز جو غیر فوجی لباس
پہنے ہوئے ہے سفید جھنڈے کی پناہ میں داخل ہوا ہے اور اسوقت مشیر کے ساتھ باتیں کر رہا ہے لیکن
اُنکا مدعا ہمیں معلوم نہیں ہوا"۔ دوسرے دن عثمان پاشا نے مورچوں کا معائنہ کیا۔ یہ بالکل غیر معمولی
امر تھا۔ کیونکہ پاشا موصوف بذات خود کچھ ایسے زیادہ مستعد تھے یہ جنٹلمین (انگریز) اُنکے ہمراہ تھا۔
ہیڈ کوارٹر کا ایک افسر بطور ترجمان کام دیتا رہا تھا۔ اُس دن سخت دُھند اٹھ رہی تھی مجھے اُس انگریز کا نام
نہیں معلوم ہوا۔ نہ اُنکے آنے کا مطلب و مدعا۔ نہ یہ معلوم ہوا کہ اُسکا آخر انجام کیا ہوا۔

میری بیماری کے دوران میں روسیوں نے چند دن قلب کے مورچوں (ابراہیم۔ تمر۔ علوفہ و تتمہ
طابیات) اور پانچ مورچوں اور دو پل پر سخت گولہ باری کی تھی۔ پل پر گولے مینہ کی طرح برسائے گئے مگر
اُسکو ایک گولہ بھی نہ لگا۔ یہ خاص عنایت ایزدی تھی۔ کیونکہ چند گولوں کے ٹھیک موقعہ پر لگنے سے
یہ پیارا خوبصورت شکل کا بوسیدہ سنگی پل فی الفور منہدم ہو جاتا۔ گولہ باری ۲۰ نومبر کو بند ہوئی جس
تاریخ سے لیکر ۸ دسمبر تک فریقین نے بہت کم شیل پھینکے۔ اور لڑائی قطعاً نہ ہوئی۔

تین مرتبہ میری پلٹن باش طابیہ میں بھیجی گئی۔ اب روسی خونی باتری پر قابض تھے سلطانی فوج کا حصہ کثیر مغرب کی طرف بعید یا گیا تھا۔ جہاں چند دن اُس نے اوپانشر مورچوں پر سخت گولہ باری کی۔ باش طابیہ میں کوئی قابل ذکر واقعہ نہ گذرا۔ دونوں طرف سو ہر ایسے شخص کو بندوق سابق فی الفور بندوقوں کا نشانہ بنایا جاتا رہا جسکو جسم کا ذرا سا حصہ بھی نظر آجاتا تھا لیکن واقعی لڑائی کوئی نہ ہوئی۔ درحقیقت ۱۹ر اکتوبر کے جانگداز معرکہ کے بعد غنیم نے ہلہ کر کے باش طابیہ کو فتح کرنیکی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔ اور ترکی کمانڈروں کو ایک دفعہ ہی قطعی حکم مل چکا تھا کہ خود ہرگز ابتدا نہ کریں۔ باش طابیہ میں نوکری دینے کی تاریخیں یہہ تہیں۔ ۲۷ر نومبر و ۳ر دسمبر (جبکہ ہر مرتبہ چوبیس چوبیس گھنٹہ رہنا پڑا) اور ۸ر دسمبر جبکہ صرف چار گھنٹہ رہے۔ آخر الذکر تاریخ کو روسیوں نے تودیل کے گارڈمی افلوستہ) کو اچانک آدبوچنے کی ناکام کوشش کی حصار کے دوسرے نصف حصے میں انفنٹری کی صرف یہی لڑائی ہوئی تھی۔ ۸ر کو خفیف گولہ باری ہوئی اور ۹ر کو بالکل نہ ہوئی۔

درینولا ہماری حالت بالکل ابتر۔ اور تم یا یوسانہ ہوگئی تھی۔ پلیونا کیمپ ایک وسیع قبرستان بن رہا تھا اور شہر اُسکا درمیانی مردہ خانہ تھا۔ چالیس ہزار سپاہیوں کی فوج سڑ رہی۔ فاقہ اور بیماری سے بتدریج ضایع ہورہی تھی۔ ایسا کوئی شخص نہ تھا جسے نقاہت بخار۔ اسہال۔ وجع مفاصل۔ لرزہ۔ خارش حلق۔ دق۔ دیدہ زخم۔ سوزش برف۔ بیکسگی اعضا۔ الغرض کچھ نہ کچھ روگ نہ ہو سینکڑوں جانیں۔ ایک ہیضہ کی قسم کی بیماری اور متعدی انفلوانسزا (مہلک کام) کے نذر ہوئیں چیچک۔ وبائی بخار۔ آماس حلق۔ بلکہ جذام اور دیوانگی سے بھی کچھ آدمی مریض ہوئے۔ ایسی صورت میں یہہ امر تو بالکل خفیف معلوم ہوتا تھا کہ جوئیں وغیرہ ہمارے جسموں کو نوچ نوچ کر کھائے جا رہی تہیں۔

نومبر کے آخری حصہ میں ایک دن میرے بیچر نے مجھے اخبارات ٹائمز۔ ڈیلی نیوز۔ اور سٹینڈرڈ کے کچھ پرچے دیکھے۔ کچھ دن پہلے روسیوں نے قاصدوں کے ہاتھ اخبارات کے چند پارسل بھیجے تھے۔ یہہ اخبار انہی پارسلوں میں ہوتے تھے۔ چند پارسل گرینڈ ڈیوک نے ابراہیم طابیہ کو اور باقی گورکو نے تودیل کو بھیجے تھے۔ مشیر نے اِس نوازش کا اِن الفاظ میں شکریہ ادا کیا تھا کہ اخبارات جاڑے کی لمبی راتوں میں ہمارے لئے بہت مفید ہونگے۔ میں نے اُن میں پڑھا کہ قارص کو روسیوں نے ۱۷ر نومبر کی رات کو ہلہ کر کے ۱۸ر نومبر کو فتح کیا تھا۔ سلیمان پاشا نارو کی فوج کی سد کو جو ہمکو راستہ میں حائل تھی توڑنے میں کامیاب نہ ہوا۔ اور کہ

عداوت پاش پاش نہیں ہو سکتا اُسے نہیں کُند کر سکا۔ اور وہ اب بلقان میں جو بٹ پڑ جانے سے اپنی جگہ پر بیکار
بیٹھا ہوا ہے۔ مختصر اخبارات کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ سلطنت عثمانیہ اب نزع کی حالت
میں ہے اور آخری دم توڑ رہی ہے۔ میں نے انکا کالم کالم بڑے شوق اور غور کے ساتھ اس غرض کیلئے
پڑھا کہ شاید کسی جگہ اسکا کوئی اشارہ درج ہو کہ انگلستان اپنے قدیم رفیق کی دستگیری کرنے والا ہے۔ مگر
بیفائدہ۔ برطانیہ اپنے ہاتھ بغل میں دبائے ہوئے تھی اور برطانوی شیر ببر اپنی پونچھ بڑے مزے اور بیفکری
کے ساتھ ٹانگوں میں ہلا رہا تھا۔ اور یورپ حیرت زدہ اور مبہوت ہو کر قریب المرگ ملک کے شاندار
مقابلہ کو دیکھ رہا تھا۔ روس۔ رومانیا اور آسٹریا مگر اُسکو معدوم کرنے کیلئے متفق ہو کر کاروائی کر رہے تھے۔
سرویا اور یونان اپنے مغلوب دشمن کو ایسے وقت چند لاتیں لگانیکا انتظار کر رہے تھے جبکہ وہ ایسا امر
بلا خوف و خطر کر سکیں۔ مگر اس مصیبت زدہ ملک کی امداد کیلئے دُنیا کی قوموں میں سے ایک نے بھی ہاتھ اونچا نہیں
کیا تھا۔ اس مہیب تاریکی میں سوائے اُس روشنی کے جو ہمارے سینوں میں جل رہی تھی اور جسے موت کے سوائے
اور کوئی چیز نہیں بجھا سکتی تھی اور کسی طرف کوئی روشنی دکھائی نہیں دیتی تھی۔

ان تمام مصائب کے باوجود جو چاروں طرف سے ہم پر اُمڈی چلی آتی تھیں۔ کل کیمپ میں ایک ہی آواز
سُنائی دیتی تھی کہ "ہتھیار نہیں ڈالیں گے"۔ قریباً دو مہینوں کی واقعی بیکاری سے ہم بہت اکتا گئے تھے
اور ہمارے دل دوبارہ لڑائی کیلئے سخت بیتاب ہو رہے تھے۔ ہم چاہتے تھے کہ میدان جنگ میں مردانہ وار
فتح و شکست کا فیصلہ کیا جائے۔ دن بدن اور ساعت بساعت ہم پر یہ امر زیادہ واضح ہوتا جاتا تھا کہ
اس آہنی حلقہ کو توڑنے کیلئے جو ہمیں غلام بنائے ہوئے ہے۔ آخری جان توڑ کوشش کرنا سخت ضروری
اور لازمی ہے۔ لڑائی کیواسطے ہم بیحد بیکل ہو رہے تھے۔ اور نومبر کے آخری دن جب فوج کو یہ اطلاع
دیگئی کہ اگر راشن ابھی موجودہ مقدار میں جس سے کم کرنا ممکن ہی نہیں تھا تقسیم کیا جائے تو بھی صرف
پندرہ دن کی خوراک باقی ہے تو یہ بیکلی اور بیتابی انتہائی درجہ تک پہونچ گئی۔ قحط اور بیماری وغیرہ کے
ہوائی اور غیر قابل محسوس دشمنوں سے لڑائی کرنے کے بجائے جنکو ہم بالکل پکڑ نہیں سکتے تھے گوشت و
پوست رکھنے والے دشمن سے شمشیر بازی کرنے کی خواہش آخر ایسی بڑھ گئی کہ اگر بفرض محال عثمان
فوج کی اس خواہش کے مطابق عمل نہ کرتے تو کھلم کھلا بغاوت ہو جاتی۔
یکم دسمبر کو وہ تمام افسر جو ڈویژنوں۔ بریگیڈوں۔ اور رجمنٹوں کے کمانڈر تھے۔ جنگی کونسل کیلئے طلب کئے

گئے۔ تاریخ مذکور کو دوپہر کے وقت ہمارے میجر نے اپنی پلٹن کے تمام افسروں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے ان سے کہا کہ کرنیل نے اسکو مندرجہ ذیل سوالات پر ہماری رائے دریافت کرنیکا حکم دیا ہے جن سوالات کا جنگی کونسل نے تصفیہ کرنا تھا۔ اور وہ یہہ تھے۔

"کیا ہم رسد کے ختم ہونے تک پلیونا میں رہیں۔ اور پھر جب کہ ہانیکو کچھ نہ بچا ہو تو دشمن کی اطاعت قبول کر لیں"۔ یا

"ہم محاصرے کی صفوں کو چیر نیکی جان توڑ کوشش کریں"؟

تیرہ افسروں میں سے گیارہ نے پہلے سوال کے جواب میں "نہیں" اور دوسرے کے جواب میں "ہاں" کہا اور دو نے پہلے کے جواب میں "ہاں"۔ اور دوسرے کے جواب میں "نہیں" کہا۔ تب اور میں نے کثرت کیطرف رائے دی۔ تیمور ابھی تک بیمار تھا۔ وہ شاید دوسرے دن ہسپتال سے مورچہ میں آیا۔ ماتحت افسروں کی یہہ رائے لیکر ہمارا کرنیل ہیڈ کوارٹرز کو گیا۔ جہاں سے وہ شام کے وقت پھر واپس لوٹا۔ میجر کی زبانی ہمیں معلوم ہوا کہ آج کونسل کوئی تصفیہ نہیں کر سکی۔ کل پھر اسکا اجلاس ہوگا۔ عثمان پاشا بذات خود حملہ کرنیکی رائے کے مؤید ہیں۔ مگر اکثر افسر اس خوفناک خونریزی کی ذمہ واری جسکا لڑائی میں ہونا یقینی امر ہے اپنے سر لینے سے جھجکتے ہیں۔ عثمان پاشا نے اپنی تقریر میں حسب ذیل ارشاد فرمایا تھا۔ "اس کوشش کی کامیابی کی امید بہت ہی موہوم ہے۔ اسکی نسبت کوئی شخص دھوکہ میں نہ رہے تاہم میرے خیال میں ہمارے ملک کی عزت اور ہماری فوج کی نیکنامی آخری جانگداز کوشش کئے جانیکی متقاضی ہے"۔

۱۰ دسمبر کو کونسل پھر جمع ہوئی اور شام کو ہمیں معلوم ہوا کہ اس نے اتفاق رائے سے حملہ کئے جانیکا فیصلہ کیا ہے۔ کونسل میں اقرار نامہ لکھا گیا جس پر ارکان مجلس نے دستخط کئے۔ ۱۲ و ۱۳ اور ۱۴ دسمبر کو کونسل پھر تین مرتبہ حملہ کی جزئیات پر بحث کرنیکے لئے جمع ہوئی۔ اب کیمپ میں ہر ایک کی نظر اسی پر لگی ہوئی تھی کہ کس طرف سے حملہ کئے جانیکا فیصلہ ہوتا ہے۔ ۱۵ کو جب ہم نے سنا کہ وڈل کے راستہ حملہ کرنے کا تصفیہ ہوا ہے تو ہم سب نے مشیر کی دانائی کا اعتراف کیا۔ کیونکہ ارخانیہ، شرک یا گوروکو کے ماتحت غنیم کی ایسی زبردست فوج متعین تھی کہ اسطرف کامیابی کی ذراسی امید بھی نہ تھی۔ اور وڈل کا راستہ اختیار کرنیکے سوائے اور کوئی چارہ نہ تھا۔

عثمان پاشا کا ارادہ تھا کہ سپاہ عسکر کو بمقام تلار عبور کرکے بڑکو تترا جایا جائے۔ پھر وہاں سے
مشرق کے راستہ صوفیا جاکر محمد علی کی فوج سے مل جائیں۔ اگر اس ارادہ میں کامیابی ہوجاتی
تو میدان کی فوج اور نیز وہ دستے بھی جو سرویا کی سرحد پر مقیم تھے صوفیا میں جمع ہوجاتے۔ جہاں
حسب فرصت کام دینے کیلئے ۴۰ سے لیکر ۵۰ پلٹنوں تک کی فوج موجود ہوجاتی۔ اور اگر رؤف پاشا
کی شپکا والی فوج بھی ملجاتی تو مشرقی رومیلیا کی حفاظت کیلئے دو سو پلٹنوں بہتر رسالوں اور تین سو
توپوں کا عسکر جسکا تین چوتھائی حصہ آزمودہ کار اور سخت جان سپاہیوں کی فوج ہوتا موجود ہوجاتا
عثمان کا خیال تھا کہ بصورت کامیابی صوفیا کو خالی کرکے سارا زور مشرقی رومیلیا کی بچانے پر
لگایا جائے۔

لڑائی کی توقع سے سپاہیوں کی طبیعتوں پر جو ساحرانہ اثر پڑا۔ ناظرین اسکا اپنے دماغ میں کوئی
اندازہ نہیں کرسکتے۔ لڑائی کے شوق اور فتح کی امید نے ہمیں مست بنا دیا۔ ہماری طبیعتیں سرد بلکہ
ہیچ ہوگئیں بجائے بجھے بجھے ہوگئے۔ تمام درد دل اور دکھ کافور ہوگئے۔ اور زخم تک ایسے معلوم ہوتے تھے
کہ خود بخود مندمل ہوگئے ہیں۔ افسران کو تاکید کیگئی کہ سپاہیوں کی اس شگفتگی میں فرق نہ آنے دیں چنانچہ
ہم نے اس بارہ میں حتی الامکان بہت دل سے کوشش کی۔ ان چند دنوں میں میں نے اس قدر بکواس
کی کہ بلا استثناء ان موقعوں کے بھی جو بدقسمتی سے بکثرت پیش آئے جبکہ میں دام محبت میں گرفتار ہوا
یا مجھے قرض لینے کا انتظام کرنا پڑا۔ باقی عمر میں مجھکو کبھی اتنی بیہودہ باتیں نہ کرنی پڑیں۔ جنگ کی یہ خوشی
مسرت و خوشی اور شگفتہ مزاجی کا کوئی حد و حساب نہیں تھا۔ ابراہیم بھی مردانہ وار کام کرتا اور اپنے
فرض کو شریفانہ طور پر ادا کرتا رہا۔ مگر اسکا دل اسے ہر وقت سناتا رہتا تھا کہ موت کا وقت قریب آگیا ہے
اس نے اس خیال کو ہٹانے کی بہتیری کوشش کی۔ لیکن وہ دور نہ ہوا۔

حملہ کیلئے درحقیقت ۹ دسمبر کی تاریخ مقرر کیگئی تھی۔ مگر امدادی فوج کے قریب پہونچ جانے کی
غلط خبر ملنے کی وجہ اسے اور چوبیس گھنٹوں کیلئے ملتوی کردیا گیا تھا۔ شیر نے مفصل احکام جنکو
یادداشت سے میں نے اگلی فصل میں درج کردیا ہے۔ ۷ کو شایع کئے گئے۔ مگر تاریخ کی جگہ خالی
رکھی گئی۔ تاریخ مذکور کو اور نیز اس سے دو دن پہلے معمولی آدھ پاؤ ونی روٹی کے علاوہ فوج میں بسکٹوں کا
پھٹا ساتوں اور معافی ولیے جانیکا مصالح تقسیم کیا گیا تا کہ سپاہ اس کٹھن آزمایش کیلئے جو ہمارے مدنظر تھی

کافی تیار ہو جائے اور اسکی جسمانی طاقت بڑھ جائے۔ اس دن کی خوراک کے علاوہ ہر آدمی کو کچھ تھوڑ
چھ دنوں کا راشن بسکٹوں میں دیا گیا۔ اس تقسیم سے پلیونا میں بسکٹوں کا ذخیرہ بالکل ختم ہو گیا۔

ان انتظامات اور نیز اُنکے لئے جنکا آگے ذکر آئیگا۔ کیمپ اور شہر میں اِدھر اُدھر اکثر آتے جاتے رہنا لازمی تھا۔ روسیوں کو دھوکہ دینے کیلئے جنہوں نے بھی ہماری طرح بلند مقامات پر دیدبانی کے ستون اور مینار بنا رکھے تھے حکم ملا ہوا تھا کہ فوجیں اور جہانتک ممکن ہو چھوٹے چھوٹے دستے اور گاڑیاں بلکہ واحد شخص بھی تاریکی میں نقل و حرکت کریں۔ میں اُن دنوں میں شام کے بعد یا طلوعِ آفتاب سے پہلے پانچ دفعہ پلیونا گیا اور واپس آیا۔ صبح کیوقت آنے جانے میں شام کی نسبت زیادہ تکلیف ہوتی تھی اُسوقت زمین برف سے ڈھکی ہوتی اور سردی سے سانس منہ سے باہر نکلتے ہی منجمد ہو جاتا تھا۔ میں اگر چاہتا تو کوئی گھوڑا مانگ سکتا تھا۔ مگر اب میں بالکل تندرست تھا اور میری ٹانگیں ان نیم جان فاقہ کش حیوانوں کی ٹانگوں سے زیادہ مضبوط اور پھسلنی زمین پر نسبتاً زیادہ قابلِ اعتبار تھیں جتنی دفعہ میں پلیونا گیا۔ مجھے دوست لڑکی وہاں ملتی اور میری بے اندازہ خدمت کرتی رہی نصف شب۔ پہر رات رہے یا علی الصباح غرض جسوقت میں جاتا وہ ملاقات کے مقرر کردہ مقام پر موجود ہوتی اور ہمیشہ کوئی نہ کوئی چیز دسگرٹ۔ شراب کے چند گھونٹ۔ یا روٹی میرے واسطے لائی ہوتی۔ وہ شگفتہ مزاج نرم طبیعت۔ اور واقعی راحت بخش دل و جان تھی۔ خوش قسمتی سے مجھ کو دو لڑکی میں نسوانیت کے دو بہترین نمونوں۔ دایک یہودن اور دوسری مسلمان لڑکی) سے ملاقات کرنیکا اتفاق ہوا۔ کل طبقوں اور بیشمار اقوام کی سینکڑوں عیسائی عورتوں سے جو مغرب کی رہنے والی تھیں مجھے ملنے کا موقعہ ملا ہے۔ مگر میرے سکنہ ہے کہ میں نے اُن سینکڑوں میں سے صرف ایک ایسی عورت میں نے پائی جو شجاعت صبر و تحمل اور ایثار میں اُن نیم تعلیم یافتہ لڑکیوں سے لگا کھا سکتی تھی۔ یہ درست ہے کہ دل و دماغ کے بہترین اوصاف کے اظہار کا پھر کبھی ویسا موقع ہی پیش نہیں آیا۔ مگر پھر بھی اُس سے اس امرِ واقع میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ کہ ایک انیس سالہ یہودن اور ایک سترہ سالہ ترک لڑکی میں میں نے اپنے مذاق کے مطابق کامل نسوانیت کے اعلیٰ ترین اور مکمل نمونے دیکھے۔

یہ ضروری تھا کہ روسیوں کو ہماری تیاری کی کوئی اطلاع نہ ہو۔ اس غرض سے سخت تاکیدی احکام نافذ کئے گئے تھے کہ کسی طلبگاری کو کیمپ کی حدود سے باہر نہ جانے دیا جائے۔ چند دنوں سے

عیسائیوں کی تسکینوں اعداد غارتوں میں معمول سے زیادہ اضافہ پایا جاتا تھا۔ اس موسم پر پہلے حد
خبرداری تھا لیکن بھی سخت لازمی ہوگیا تھا کیمپ میں یہہ اچھی طرح سے معلوم تھا کہ جو شخص ہماری حرکات
وسکنات کی اطلاع لیجاوے گا اُسے معقول معاوضہ دیتے ہیں۔ مگر بعد میں یہہ ظاہر ہوگیا کہ
ہماری نگرانی اور خبرداری کے باوجود چند بلغاری روسیوں کے پاس پہونچ گئے تھے کرد پاٹکن اپنی کتاب میں
لکھتا ہے کہ مخبر روسیوں کو جو کچھہ پلیونا کیمپ میں ہوتا تھا اُسکی ہر وقت اطلاع پہونچاتے رہتے تھے اور وہ
ترکوں کے آخری حملہ کیلئے بالکل تیار تھے۔ گو اُن کو یہہ پختہ معلوم نہیں ہوسکا تھا کہ حملہ مذکور کب اور کس طرف
کیا جائیگا۔

پلیونا کے ترک باشندوں نے عثمان کے ساتھہ جانیکا عزم بالجزم کر لیا تھا۔ اُنکے سامنے دو خطرے
موجود تھے۔ ایک یہہ کہ ہمراہ جائیں اور حملہ کے خطرات و مصائب اور زمستان کے ڈبل کوچ کی سختیاں
برداشت کریں۔ دوم یہہ کہ شہر میں رہیں اور اپنی بیویوں بیٹیوں۔ مال و جائداد اور خود اپنی ذاتوں کو
غضب آلود اور بے لگام بلغاریوں کے رحم پر چھوڑ دیں۔ آخری پہلو سے بدرجہا بدتر تھا۔ ترکی باشندوں کے
سرغنہ کئی دفعہ عثمان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُنہوں نے مشیر کے قدموں پر گر کر باشندہائے تر
عیسائیوں سے بچائے جانیکی سخت منت و الحاح سے استدعا کی۔ اور کہا کہ یہہ عیسائی یقیناً ہمارے ساتھہ
اُسی قاتلانہ سفاکی سے پیش آئینگے جو سفاکی کہ وہ ۱۸۷۶ء کی بغاوت میں ظاہر کر چکے ہیں اور اس محاصرہ
میں بھی ظاہر کر رہے ہیں۔ عثمان پاشا کا اپنی فوج کو پانچسو کنبوں کے جھمیلا کا پابند بنانے سے جھجکنا طبعی امر
تھا۔ مگر آخر اُسے اُنکی منت و الحاح کو قبول کرنا پڑا۔ انسان ایدی یہہ دنیا بھی کیا مکروہ مسخرا پن ہے اس سے
بڑھکر کون سا مکروہ تمسخر ہوسکتا ہے کہ اگر انسانیت اور رحمدلی کا تقاضا مان لیا جائے تو ایک درست اور
باقاعدہ علم (یعنی علم حرب) کے احکام کی سخت خلاف ورزی ہو۔ اس معاملہ میں بعینہ یہی کیفیت
تھی۔ اگر عثمانیہ فوج اس بوجھل وزن (یعنی مسلمانوں کے کنبوں) سے نہ جکڑی ہوئی ہوتی تو یہہ بالکل
قرین قیاس ہے کہ شاید حملہ میں کامیابی ہوجاتی۔ مشیر کی خدمت میں شہریوں کا جو ڈیپوٹیشن (وفد) حاضر
ہوا تھا میری دوست لڑکی کا باپ بھی اُس میں شامل تھا اور اُسکے موثر طرز بیان سے مجھے معلوم ہوا
کہ پہلی ملاقات میں جب عثمان نے درخواست قبول کرنے سے قطعی انکار کر دیا تو شہر والوں کی رنگت
ایسی فق ہو گئے کہ اُنکی حالت دیکھکر سنگدل سے سنگدل کے بھی آنسو بہنے لگ جاتے۔ عثمان پاشا نے

وبہتیرا سمجھایا کہ وہ شخص یعنی زار اسکندر ثانی محترم ہے جس نے خود اپنے ملک میں غلاموں کو رہائی [illegible]
مفتوح شہر کے غریب امن پسند باشندوں کو ستایا جانا کبھی گوارا نہ کریگا مگر اہالی شہر نے ایک نہ سنی۔
ری بدمعاشوں کی خونخواری اور عام وحشی سپاہیوں کی سفاکی انکو بخوبی معلوم تھی دنیا میں کوئی نفرت
ں نفرت سے بڑھکر اور کوئی ظلم نہیں ظلم سے بڑھکر سخت اور بیرحمانہ نہیں ہے ہزار آفرین شیر کو کہ آخر کار وہ
ے گئے اور خود اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤں میں زنجیر ڈالنے کے خطرہ میں پڑکر اپنے بدقسمت ہم مذہبوں کی حفاظت
نے پر رضامند ہو گئے۔

سخت مجروح اور بیمار لوگوں کی سلامتی کیطرف سے اطمینان کرنیکے لئے جنکو پیچھے چھوڑ جانا لابدی تھا شیر نے
اری جماعت کے پادریوں اور سرغناؤں کو بلاکر انہیں انجیل اور صلیب پر یہ حلف کہانیکے لئے کہا کہ ہسپتالوں کے
یس و رمانی ساکنین پر عیسائی کسیطرح کی زیادتی او سختی نہیں کرینگے۔ ان لوگوں نے انجیل اور صلیب پر قسم اٹھائی
ترکی فوج کے آخری حملہ میں شکست کھاتے ہی اسی ایسی بری طرح سے توڑ دیا گیا کہ خفگی اور ناراضی کے
اظہار کیلئے سخت سے سخت الفاظ بھی کافی نہیں ہیں۔ ان حرامیوں نے تقریباً کل مجروحین اور بیماروں کو بکروں کی طرح
ذبح کر ڈالا۔ اور دوسی پاس کھڑے تماشہ دیکھتے رہے کسی کو زبانی بھی منع نہ کیا۔ بلغاریوں نے مسیح کے نام
پر ہی ان لوگوں کی حفاظت کی قسم کہائی تھی جو انکے گھروں اور انکے ملک کی حفاظت میں زخمی
اور بیمار ہوئے تھے اور مسیح کے نام سے ہی ان کو ذبح کیا۔

اس لڑکی سے میں آخری مرتبہ ۹ ستمبر کو علی الصباح ملا۔ اس خفیہ ملاقات کیوقت ہمارے اسکے گرد جو
کامل تباہی اور مصیبت چھائی ہوئی تھی وہ مجھے کبھی فراموش نہیں ہوگی۔ چار مہینے پہلے جو شہر ملک بھر میں
نہایت خوبصورت اور بارونق تھا اب ایک وسیع ہسپتال بنا ہوا تھا۔ جو سر سے پاؤں تک بھرا ہوا اور [illegible]
کس مپرسی میں پڑا ہوا تھا۔ اب اس سے بڑھکر کوئی بدبخت۔ کامل حرمان نصیب۔ وبا زدہ۔ تباہ اور فاقہ
کش کوئی شہر ہی نہ تھا۔ جہاں کے مرد باشندے اتم مایوسی میں اپنے خالق سے دعا مانگ رہے تھے کہ بار الہا موت
بھیجکر ان مصیبتوں سے نجات بخش۔ انکے بچے بھوک سے بلبلا رہے تھے اور عورتیں جنکے آنسو تک خشک ہو گئے تھے
سہمی ہوئی ایکدوسری سے ملی بیٹھی تھیں۔ دن اور رات دونوں وقت بازاروں میں یکساں آمد و رفت ہوتی
رہتی تھی کیونکہ متوفی ہر وقت دفن کئے جاتے تھے اور آخری راہ کی تیاریوں کیلئے مسلسل مستعدی لازمی ہو رہی
تھی۔ موت ایسی عام ہو رہی تھی کہ کنبہ میں اگر کوئی مر جاتا تو باقی اسکا کوئی غم یا ذکر نہ کرتے تھے۔ کوئی مکان ایسا

ہیں جا بجا تھی یا پانی نہ تھا تیئے سے طبل - الغرض ہر ایک عمارت جس پر چھت موجود تھی - فوجی
ہسپتال بنا لی گئی تھی - مریضوں کی کوئی خدمت نہیں ہو سکتی تھی نہ انکو کوئی دوائی ملتی تھی - نہ نجاست
کو دفعی ہوتی تھی - لاغر اور نڈھال انسانی ڈھانچے رخساروں پر گڑھے پڑ گئے تھے اور آنکھیں جل سی تھیں گندگی
کے ناپاک ڈھیروں میں کھانیکی چیزیں تلاش کرتے پھرتے تھے - مکروہ اور گھناؤنی بیماریاں زوروں پر تھیں -
اور ایپیڈیمکس اس قدر جانیں شکار کرتی تھیں جتنی کہ دشمن توپیں ایک ہفتہ میں بھی ہلاک نہیں کرتی
تھیں - حواس خمسہ میں سے ہر ایک حس پلیونا کے شہر کے اندر سخت بیزار ہو جاتی تھی - بیماران تپ کی غیر مصفا
ہسپتالوں غلیظ و گندہ بازاروں اور بوسیدہ لاشوں کی گھن آور بو حس شامہ کو - چاروں طرف سے آہ و بکا
اور کراہنے کی آوازیں سامعہ کو - اور قوت باصرہ اسلئے کہ جدھر نظر پڑتی تھی یا تو آخری معرکۃ الآرا خونریزی
کی تباہیاں دکھائی دیتی تھیں - یا وہ مصائب اور تباہیاں جو صرف جنگ و جدال اور بیچاری رعایا
پر جس بیچاری کو اُن لوگوں یعنی بادشاہوں - درباریوں اور مدبروں کے جھگڑوں اور تنازعوں سے جنہوں نے
اُسکو برپا کیا ہوا ہوتا ہے کوئی سروکار نہیں ہوتا برپا ہوتی ہیں - ہوا تک میں بوسیدگی سرایت کر گئی ہوئی
تھی - چہار سو جنگلہ - دیوار جس چیز پر انگلی رکھو بوسیدہ مگر تا حال زندہ قوم کے جسم کے سرد پسینہ درد و غم
کی طرح سے پگھلتی ہوئی برف کا لعاب اُسی چپک جاتا تھا -

قحط فاقہ کشی اور عام مصیبت کے باوجود سول (ملکی غیر فوجی) انتظام ویسی ہی باقاعدگی سے چلتا
جیسا کہ امن کے زمانہ میں تھا - اور آخیر تک اُسکی یہی کیفیت رہی - دونوں مذاہب کے باشندوں اور اُنکی جائداد
حتی کہ سامان خوردنی کی بھی پوری پوری حفاظت کیجاتی تھی - سپاہیوں کی طرف سے اگر کوئی زیادتی ہوتی تو
انہیں سخت سزا دیجاتی تھی - عدالتوں کی کارروائی برابر جاری تھی - اور اُنکی ڈگریوں اور احکام کی تعمیل
اگرچہ بیشک سختی سے کیجاتی تھی - مگر ساتھ ہی ایسی منصف مزاجی مد نظر رکھی جاتی تھی کہ حسین بک گورنر
پلیونا اور عثمان پاشا کی جو اب اعلیٰ سول حاکم بھی تھے کوئی تعریف نہیں کیجا سکتی - عثمان کے حسن انتظام
کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ محصور و فاقہ کش شہر میں جہاں متضاد قومیت و مذاہب کے لوگ آباد
تھے سات ہفتوں کے محاصرہ میں بلوہ یا ایسی سینہ زوری کا جیسا پہلے سے اندیشہ سمجھا گیا ہوا ایک واقعہ بھی
نہ ہونے پایا - ترکی فوج کی روانگی سے شہر عیسائیوں یعنی قتل و غارت بے حرمتی و بیدردی غرقی اور لوٹ مار
مساجد و مقابر کی توہین اور زنا بالجبر کے ہاتھ پڑ گیا - یہ چیزیں بلغاریوں کی خود مختاری کی اشتہار میں خوب

زوروں پر تھیں یہی کیفیت اطاعت تسلیم کرنے سے ڈیڑھ ایک ہفتہ بعد تک رہی۔ بعد ازاں دشمنوں نے وہاں یونہی سا برائے نام ضبط و انتظام کر دیا جس سے ان خرابیوں میں قدرے تقلیل کمی ہو گئی۔

میں اپنی دوست لڑکی سے باغ کے کونہ پر ملا۔ اس کونہ میں کتوں کا دربہ تھا جو سب کے سب بھوک سے مر گئے تھے۔ اور انکی لاشیں کھلی پڑی ہوئی تھیں جنکو مردار خوار اور جنگلی کوے کہا رہے تھے بیچارے ایسے طامع اور خونخوار تھے کہ ہمارے قریب پہونچ گئے انہوں نے مطلقاً پروا نکی اور اپنے کام میں لگے رہے لڑکی اپنی پوشاک کے عوض وہ کپڑے پہنکر آئی تھی جو اسکی ایک دوست بڑھیا عورت پہنا کرتی تھی اور تاکہ بھیس مکمل ہو جائے اور از فائش ہو اسنے پشت میں مصنوعی طور سے خم بھی ڈال لیا ہوا تھا۔ ہمارے اور بازار کے درمیان چند سبز جھاڑیاں حائل تھیں جنکی وجہ سے بازار کے گذرنے والوں کی ہم پر نظر نہیں پڑتی تھی۔ سپاہی لاشوں کو جو باریک ٹاٹ میں بند ہوتی تھیں (صندوق بنانیکے لئے کوئی لکڑی موجود نہ تھی اور صرف یہ کپڑے مدفونوں کے کام آنیکے لئے ہمیشہ اتار لئے جاتے تھے) لئے ہوئے یا اسلحہ و بارود کی گاڑیاں کسی مورچہ کو بیجانے کیلئے ہر وقت بازار میں سے گذرتے رہتے تھے۔ زمستان کی افسردہ منقبض صبح کی روشنی ڈراونی اور زردی مایل بے نور سی تھی جس سے تمام چیزوں کی شکلیں عجیب خوفناک اور ڈراونی نظر آتی تھیں اور برف اور درختوں کے ساتھ بلکہ کل منظر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ عالم ثانی سے تعلق رکھتا ہے بے برگ اشجار سے برف کے پگھلنے سے مسلسل قطرے ٹپک رہے تھے اور وہ زمین پر پہونچکر ایسی صدا نکال رہے تھے جس سے یہ گمان ہوتا تھا کہ وہ آہ و بکا اور نالہ و شیون کی نقل اتار رہے ہیں۔ سڑک پر ایک چیتھڑے پوش بدبخت سڑی سی کا پیٹا ہوا ایسے ٹکڑوں کی تلاش میں جو غذا کا کام دیسکیں کوڑا کرکٹ کے ڈھیر میں مشغول سا تھا۔ دو آوارہ گرد خوردسال بچے جو اپنی دریدہ پوشاکوں سے ملغاری معلوم ہوتے تھے ایکدوسرے کا ہاتھ پکڑے چلاتے ہوئے مگر اس خوش نصیبی پر دل میں خوش کہ کیچڑ میں لتھڑا ہوا ایک روٹی کا ٹکڑا انکے پاس موجود ہے کیچڑ میں سے گذر رہے تھے اور ایک خونخوار کتا جسکی آنکھوں سے فاقہ ٹپک رہا تھا بڑی نیت سے انکے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ ادھر ایک عورت اپنے شیر خوار بچہ کو جو قریب المرگ ہو رہا تھا چھاتی سے لگائے ہوئے جس میں دودھ کا نام ونشان نہیں رہ گیا ہوا تھا اپنی ناقابل بیان مصیبت و تباہی سے بیہوش و حواس گرتی پڑتی چلی جا رہی تھی۔ یہ کیفیتیں دیکھکر میرا دل بھر آیا اور مجھ پر سخت اثر ہوا کیونکہ اسوقت تک میں ابھی لندن نہیں گیا تھا۔ جہاں کہ ایسے سینکڑوں نظارے بعد ازاں ہر وقت مشاہدہ کرتے رہنے سے میرا دل سخت ہو گیا ہے۔

میری رفیقہ میرے لئے گرما گرم شربت کا ایک پیالہ جس میں چند قطرے برانڈی کے بھی تھے اور ایک روٹی

لال رحمی ترحم میں عثمان کا ایک سیچہ کہلا اور فوجی ہسپتال کو نائب ڈاکٹر نے ایک طاش کو لاٹ کر خون وغیرہ کچھ اُس میں بہرا ہوا تہا باہر پھینک دیا۔ دیکہکر کہلنے سے مجھے ڈاکٹر کے آرہ کی کسی زخمی کے ہاتھ یا ٹانگ کی ہڈیوں کو چیرتے ہوئے کی آواز سُنائی دی۔ ہم نے ایک دوسرے کو جلد جلد تازہ ترین خبریں سُنائیں پہر وہ مجمع سے رخصت ہو گئی۔ اور ۴۸ گھنٹہ بعد وہ معصومہ ایک داسی شہل سے جنت الماوٰی کو سدہار گئی۔

کمپ کو خالی کرنے اور ایسے کوچ کیلئے جسکی میعاد پندرہ دن قیاس کیگئی تہی جس قدر عظیم الشان تیاری درکار تہی دُنیا دار ناظرین اُسکا کوئی اندازہ نہیں کر سکتے۔ ۵ سے لیکر ۹ دسمبر تک پانچوں دن میں ایسا مصروف رہا کہ کل محاربہ میں کسی وقت مجھ کو اتنا کام نہیں کرنا پڑا تہا جس باقاعدہ اور قابل تعریف طریق سے ان تیاریوں کی تجویز کیگئی اور اسکو عمل میں لایا گیا اُسکو لئے میری قلم سے تعریف کے سوائے اور کچہ نہیں نکل سکتا۔ اول سے لیکر آخر تک ذرا سا بہی اٹکاؤ نہ پڑا۔ اس چینچ در چینچ اور پیچ در پیچ گرانڈیل مشینری دیعنی تیاری کے ہر ایک پرزہ نے نہایت صفائی اور درستی سے کام دیا۔ ہر ایک جزوی امر پوری توجہ سے انصرام دیا گیا ہر ایک شخص کا دل اُمید اور پر جوشی سے بہرا ہوا تہا اور اُس نے برضا و رغبت خود کسی طرح کے جبر اور اکراہ کے بغیر اپنا فرض ادا کیا۔ الغرض عثمان کی فی الواقع کمال عظیم الشان تجویز کو ایسے احسن طریق سے عمل میں لایا گیا کہ اگر یہہ کام جرمن فوج سے بہی جسکی ترتیب و نظام نہایت کامل سمجہی جاتی ہے سر انجام پاتا تو وہ خاص تعریف کی مستحق شمار ہوتی۔

ہماری تیاریاں اتنی بیشمار اور ایسی متنوع الاقسام تہیں کہ اُن سب کو ضبط تحریر میں لانا بلکہ سب کا یا ایک ایک کر کہنا ناممکن ہے۔ رسد کے انتظام کا میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ باقی بڑے امور حسب ذیل ہیں:-

نقدی کل پلٹنوں میں برابر تقسیم کیگئی۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ہر ایک پلٹن کے حصہ اسّی اسّی پونڈ آئے تھے مجھے ۵ قریش (۲۰ شلنگ ۱۰) یا پانچ پونڈ میرے پاس اپنے بچے ہوئے تہے۔

ہمارا جھنڈا جلا دیا گیا۔ ہم چپ چاپ مؤدبانہ نگاہ سے آگ کے شعلوں کو جن سے نظر کفایت شعاری دلیا جانیکا کام لیا گیا معزز علم کو جلتا دیکہتے رہے۔ یہہ پچاس برس تک پلٹن کے آگے آگے رہا تہا۔ اُس نے گرگیو، سلسٹریا، سیوا ستوپول، اور سباستوپول جیسے ہلال کی عزت برقرار رکہی تہی۔ اور دوسری لڑائی میں روسی کے سنگین حملہ کئے جانیکے وقت اور ستمبر کی عام قربانی میں توانلق پہاڑ سے حملہ کیوقت میرے قریب ہوا

میں لہراتا رہا تہا۔ اُس نے ۱۸۲۸ء سے ۱۸۷۸ء تک ملک و قوم کی خدمت کی تہی۔ اللہ اکبر تاریخ کے یہہ پانچ دہلی پانچ منٹوں سے بہی کم عرصہ میں فنا و معدوم ہوگئے جب ہم نے بحسرت و اندوہ اُسکی راکہہ کو ہوا میں اُڑتا پایا تو اُسوقت ہمیں یہہ محسوس ہو رہا تہا کہ گویا خود **ہلال** آسمان گر کر اُس باد تند کے برفانی جہونکوں میں آمیز ہوگیا ہے جو دہندلے انجرات اور برف کے پہنوں کو آگے آگے اُڑاتی ہوئی غیر آباد شمالی میدانوں سے آرہی تہی۔

پلیونا میں اسلحہ بکثرت تہے چنانچہ اُن ہتہیاروں کی مقدار حتی الامکان کم کرنیکے لئے جنکو زمین میں دفن کر دیا گیا یا خفیہ موقعوں میں چہپا کر پیچہے چہوڑنا ضروری تہی طبلچوں۔ بگلچیوں۔ گاڑیبانوں۔ اکثر غیر مصافی لوگوں اور نیز توپچیونکو بہی رائفلیں دیدی گئیں۔ بعض رسالوں میں نیزے بہی جو مقتول یا اسیر کاسکوں سے لئے گئے تہے بانٹ دیئے گئے۔ ہم افسروں کو ونچسٹر ساخت کی رپیٹنگ کاربینیں[1] دیگئیں۔ میرے پاس بتفصیل ذیل ہتہیار ہوگئے۔ ایک تلوار جو پہلے ہی میرے پاس تہی۔ اُسکی دہار اُسترے کی دہار سے زیادہ تیز تہی۔ دو چہہ خانہ دار ریوالور۔ کاربین اور ایک خوبصورت دو فیٹ لمبا خنجر یہہ دمشق کی ساخت تہا اور بعض چرکسوں کے ایک گروہ افسر سے لیا تہا۔ اکثر چرکس ایسے ہتہیار رکہتے تہے۔ میرے پاس ریوالوروں کیلئے ایکسو اور کاربین کیلئے اسّی کارتوس تہے۔

ہر سپاہی کے پاس ۱۳۰ کارتوس تہے جن میں سے اسّی توشدان میں اور پچاس تہیلے میں بند تہے۔ فی پلٹن ایک لاکہہ اسّی ہزار کارتوس (یعنی اگر فی پلٹن چار سو آدمی شمار کئے جائیں تو فی کس ۴۵۰ کے حساب سے) ایک سو اسّی صندوقوں میں (فی صندوق ایک ہزار کارتوس تہے) بند رہتے تہے۔ فی توپ ۴۰۰ گولے لئے گئے اور فی باتری گولہ بارود کی دو یا تین گاڑیاں تہیں۔

ہر ایک رائفل کے تمام پرزے جدا جدا کر کے اُنکا معائنہ کیا گیا اور اُنکو خوب صاف کر کے تیل وغیرہ دیا گیا اور پہر سالم رائفل کا امتحان کیا گیا۔ سنگینیں تیز کی گئیں تہیں۔ ہر سپاہی کے پاس سنگین تہی لیکن تلوار نہ تہی۔ ایک سپلائیم کی گولی بارود۔ پانی۔ چارہ۔ خیمے۔ اوزار۔ کمبل اور دیگر سامان کے اٹہانیکے لئے فی پلٹن ساٹہہ بارکش گہوڑے اور دو دو بیلونکی بارہ گاڑیاں اور تین زائد بیل ضرورت پر کام دینے کیلئے تقسیم کئے گئے۔ گہوڑے ایسے لاغر ہو رہے تہے کہ اُن میں سے تین چوتہائی کارتوسوں کے صندوقوں سے زیادہ بوجہ نہیں اُٹہا سکتے تہے۔ چہکڑوں اور توپونکی گاڑیوں کے پہیوں کو چربی دیگئی اور اُنکی باہر سہوں باندہ دیا گیا تاکہ چلتے وقت آواز نہ نکلے۔

[1] کاربین بندوق سے چہوٹی ہوتی ہے اور رپیٹنگ اوسے کہتے ہیں جسمیں متعدد کارتوس یکدفعہ بہرے جاسکتے ہوں۔ مترجم

جو پلٹنیں ملتان کے ساتھ ویڈن سے آئی تہیں وہ اپنے ساتھ خیمے نہیں لائی تہیں - اسلیے موجودہ خیمے انکو
فی نفر تقسیم کیا گیا جو ہر پلٹن کے حصہ میں تین آئے - ہر کمپنی کو لالٹینوں کی کافی تعداد دیگئی -
جس قدر نمک قند اور کونین ذخیرہ میں باقی موجود تہی اُسے بانٹ دیا گیا - اور ہر کمپنی میں چند معتبر سپاہیونکو
منتخب کرکے ان تینوں چیزوں کی تہوڑی تہوڑی مقدار انکے حوالہ کردیگئی کہ اپنی اپنی کمپنی میں حسب ضرورت
تقسیم کرتے رہیں جن سپاہیوں کے بوٹ بالکل ناکارہ ہوگئے تہے انکو دوسرے دیے گئے - مگر بہت نہ تہے -
بلکہ وہ تہی جو مُردوں کے اُتار لیے گئے تہے یا بیماروں سے لئے گئے تہے - ہر سپاہی کو خفیف زخموں یا پاؤں کی
جراحت پر پٹیاں باندہنے کیلیے ململ کے مستعمل پارچات کی تہوڑی تہوڑی مقدار دیگئی - اِس غرض کیلیے سارجنٹوں
اور کارپورلوں کو مرہم کی ڈبیاں دیگئیں - اسغرض کیلیے کہ جب فوج دریا کو عبور کر جائے تو پہلی طرف دشمن
انکی پیشقدمی میں مزاحم نہ ہو عقب میں متعدد چہوٹی چہوٹی گڑہیاں بنائی گئیں جو پل سے بجانب مشرق نیم
دائرہ کی شکل میں پہیلی ہوئی تہیں - نیز سنگی پل اور اوپانتز کے درمیان دریا پر لکڑی کے دو نئے پل
تیار کیے گئے - اِن گڑہیوں اور پلوں کو دشمن سے پوشیدہ رکہنے کیلیے خاص تدابیر کیگئی تہیں - مگر میرا خیال ہے
کہ ہم اِس معاملہ میں کامیاب نہیں ہوئے تہے - ہر پلٹن سے تین تین افسر چنکر اُن کو حکم دیا گیا کہ شہر اور پلونا کے
درمیانی علاقہ اور سڑکوں سے بخوبی واقفیت پیدا کریں - اِن دنوں ایک مرتبہ میری پلٹن کی دوسری
کمپنیوں کے دو لفٹننٹ بہی میرے ساتہ پلونا آئے تہے - ہم علی الصباح کئی گھنٹے قرب جوار کی دیکہ بہال
کرتے رہے - اُسوقت ہم نے کئی سیدہے سادہے نقشے کہینچ لیے - اور اِردگرد کے علاقہ سے بخوبی واقفیت پیدا کرلی
جس سے ہم اپنی پلٹن کو اُنہیں سے لیجانیکے قابل ہوگئے -
مٹی کے پتلے بناکر انکو وردیاں پہنائی گئیں - اور دشمن کو دہوکہ دینے کیلیے اُنہیں خندقوں میں اور مورچوں
کی فصیل کے پیچہے کہڑا کردیا - فیصلہ کیا گیا کہ تمام زخمی ماسوائے اُنکے جنکی ٹانگیں یا پاؤں کاٹ دیے گئے تہے یا جنکے
جانبر ہونیکی اُمید نہ تہی اور کل مریض ماسوائے اُنکے جو متعدی امراض سے سخت بیمار تہے فوج کے ہمراہ جائیں -
پلونا کے ڈاکٹروں کو صرف یہہ کام رہگیا کہ ایسے زخمیوں اور مریضوں کا انتخاب کریں جو چل نہیں سکتے تہے -
انکو گاڑیوں پر بٹہلائے جانیکا حکم دیا گیا - ایسے مریضوں اور مجروحین کی تعداد ایک ہزار کے قریب تہی جو
چلنے کی سکت رکہتے تہے - انکو چہکڑوں کی گرانڈیل قطار کے محافظ اور گاڑیبان بنا دیا گیا جس سے واقعی
جنگ کنندگان کی تعداد بہت گہٹ گئی - اِسطرح کے غیر مصافی شفایاب سپاہیوں کی تعداد چہہ ہزار تہی -

جو زخمی یا بیمار پیچھے چھوڑ سے جاتے تھے وہ شمار میں تقریباً ۸ سو تھے۔ انکو بڑے بڑے بازاروں کی کلاں ترین مکانوں میں یکجا کر دیا گیا۔ دس دن کی خوراک کیلئے اُنکے پاس رکھ دی گئیں اور ایک اجنبی ڈاکٹر چند نائب اور متعدد شفایاب سپاہی اُنکی خدمت پر مامور کئے گئے۔ ترکی فوج کی روانگی کے بعد روسی افواج کے داخلہ تک لازمی طور پر کچھ وقفہ پڑتا تھا جس اثنا میں ان غریبوں کا بلغاری عیسائیوں کے ہاتھ سے جو کچھ حشر ہوتا تھا وہ ہمیں بخوبی معلوم تھا۔

ترکی باشندگان کی مستورات اور بچوں کی سواری کیلئے تین سو چھکڑے علیحدہ کئے گئے جنکی نگہبانی کا کام فرد وس بے کے سپرد کیا گیا۔ جنرل سٹاف کے افسروں کو حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کو سامان و اسباب خانہ داری ساتھ نہ لیجانے دیں تاکہ خود اُنکی اور فوج کی پیشقدمی میں دقت نہ پڑے۔ جو مورچے خالی کئے جاتے تھے۔ وہاں کی دیدبانی کے تختے اور ستون اکھاڑ کر جلا دئیے گئے تاکہ روسی اُنکو استعمال نہ کر سکیں۔ اسی وجہ سے تلغرافی تار وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دئیے گئے۔ کیمپ میں تار برقی کی چھ لائنیں تہیں جو ہیڈ کوارٹرس سے بالش طابیہ۔ بوکووا۔ اوپانتز یونس طابیہ۔ پیر تو طابیہ اور دویل کے مورچہ کو جاتی تہیں۔

۸ اور ۹ دسمبر کی درمیانی رات کل کیمپ میں گولہ بارود کارتوس۔ پانی۔ چارہ و اسباب گاڑیون پر لادنے میں صرف کیگئی۔ حکم تہا کہ کل گاڑیاں اور دو تہائی بار کش گھوڑے لادنے کے بعد اس پہاڑی کو بھیج دئیے جائیں جو دویل سے قریب بجانب مشرق ہے۔ کل توپخانہ اور گاڑیوں وغیرہ کی قطار کو جمع ہونیکے لئے یہی موقع مقرر کیا گیا تہا۔ یہہ جگہ دشمن کے شیلوں سے محفوظ تھی۔ اجتماع کی تجویز یہہ تہی کہ اکثر توپیں شام کے قریب وہاں بھیجدی جائیں یعنی چار اور پانچ بجے کے درمیان وہ مورچوں سے روانہ ہوں۔ اور بقیہ باقیماندہ توپخانہ اور بار کش گھوڑوں کو لیکر رات کو مورچوں سے چلے اور آتوں رات مقام مذکور پر پہونچکر صف بستہ ہو جائے۔ حملہ کی ابتدا کیلئے ۱۰ دسمبر کی فجر کا وقت مقرر کیا گیا۔

فوج کی گرمجوشی اور امیدیں بڑھی ہوئی تہیں۔ پچہلے تین دنوں جب پورا راشن ملنے سے ہماری جسمانی طاقت بڑھ گئی تہی۔ لڑائی کی توقع سے طبیعتیں شگفتہ اور خون جوش زن ہو رہا تہا اور شیر پر سپاہ کو اسقدر اعتبار اور بھروسہ تہا کہ معمولی سپاہیوں کو اس مجنونانہ مہم کی معقولیت اور کامیابی میں ذرا سا بھی شک نہ تہا۔ ہم افسر اس مغالطہ میں نہیں پڑے ہوئے تھے۔ ہم جانتے تھے کہ آزادی کیلئے جو یہہ پاگلانہ حملہ کیا جانیوالا ہے اس میں کامیابی کی بہت ہی کم امید ہے۔ مگر مایوس ہم بہی نہ تہے۔ نہ ہم پر افسردگی چہائی ہوئی تہی۔

مزید برآں اپنی ناصلے کا اظہار کرکے سپاہیوں کو بددل کرنیکی بجائے ہم اُنکی موجودہ شگفتگی اور فرزانگی کو قائم رکھنے کیلئے حتی الامکان پورا جدوجہد کرتے رہے۔ میں نے تؤپل سے دوربین کے ذریعہ بکروسیو کے مورچوں کا معائنہ کیا تھا۔ اس معائنہ کی وجہ سے میں بالخصوص اچھی طرح سمجھ جاتا تھا کہ اس کوشش میں قطعاً کامیابی نہیں ہوگی۔ مگر یہ امر میں نے اپنے تک ہی رکھی کسی اور کو نہ بتائی۔

۸ دسمبر کی صبح کو دس بجے شہر سے واپس آکر میں نے بسکٹوں کے یومیہ راشن کا کچھ حصہ ایک روٹی اور گرم دلیہ کے چند چمچوں سمیت کھایا۔ پھر اپنا اسباب باندھا۔ نقشے۔ خاکے۔ یادداشتیں اور روزنامچہ حجم میں اسقدر بڑھ گئے تھے کہ مجھے اپنے آدھے مسودے پیچھے چھوڑنے پڑے۔ میں نے اپنا چرمی بکس ایک گاڑی پر رکھوا دیا۔ دوپہر کے وقت سپاہیوں نے بیلوں اور گھوڑوں پر ساز لگانے شروع کر دیئے۔ موجودہ سوٹرین (قطار) کے ساتھ ہر پلٹن سے ایک ایک افسر نے ایک ایک سکوڈ (دستہ) اور کارپورل ہمراہ لیکر جانا تھا۔ ہمارے میجر کو ہیڈ کوارٹر سے حکم موصول ہوا تھا کہ شہر میں کام کی سخت بھرمار ہے۔ تم بھی کوئی معتبر اور قابل افسر روانہ کرو۔ اُس نے اس کام کیلئے ازراہِ شفقت مجھے منتخب کیا۔ مجھے جو احکام ملے وہ یہ تھے۔ قطار کو بخیریت مقام اجتماع پر پہنچا کر وہاں پر اسکو رات کے بسیرے کیطرف سے اطمینان کروں۔ اور پھر اسکے فروکش ہونیکے موقع کی اچھی طرح سے پہچان کرکے اپنی پلٹن کی قطار کو کارپورل کے اہتمام میں چھوڑ دوں۔ اور خود مسین بک چلیونا کے کمانڈر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ اور پھر اپنی پلٹن کو علی الصباح چھ بجے دریا وِد کے دائیں کنارے شمالی جدید پل کے قریب آملوں۔ یہ پل اوپانتز سے قریب ترین تھا۔ اسے میں آئندہ اوپانتز پل لکھونگا۔ وہ دریا رود اور گریتزا کے محل التصاق سے تین سو گز جنوب میں تھا۔ میجر نے مجھ کو سٹیر کے جنرل احکام کی ایک نقل۔ ایک نقل اس خاص حکم کی جو ہماری پلٹن کے متعلق صادر ہوا تھا اور قرب وجوار کا ایک نقشہ دیا۔ میرے بعد کپتانی کی کمان پر سیمو مقرر کیا گیا کہ دوسرے دن علی الصباح پلٹن کے آملنے پر میں پھر اپنی کمان لے لوں۔

روانہ ہونے سے پہلے میں نے اپنے سپاہیوں کو صف بستہ کرکے تقریر کی۔ محاورہ اور منطق کا اسوقت کس کو خیال تھا۔ البتہ طرز ادا جوش دلانیوالی اور حوصلہ بڑھانے والی تھی۔ سپاہیوں نے باواز بلند یک زبان ہو کر "اللہ اکبر" اور "یوق تسلیم" (دشمن کی اطاعت نہیں کرینگے) کے نعرے مارے۔ اس کے بعد مجھے کل محسوس ہونے لگا کہ اس متعلم کو جس نے مجھ کو خطرات۔ فاقوں اور انقلابات عدیدہ کے تقریباً

میں ہفتوں پناہ دی تھی چپ چاپ دل ہی دل میں الوداع کہا میں نے اُس کوشہ پر جہاں میگیر چارپائی ہوتی تھی جو آخری نگاہ ڈالی تھی وہ مجھے ابتک یاد ہے۔ وہ جگہ گو مرطوب ہوا۔ بے آرام۔ بلا آرائش اور ٹپکا کرتی تھی۔ پھر بھی مجھے اُس سے محبت ہو گئی ہوئی تھی۔

ہم دو بجے روانہ ہوئے۔ میں صبح پلیونا جاکر واپس آیا تھا اور واپس آکر بھی برابر کام کرتا رہا تھا جس سے میں تھک گیا تھا۔ اسلئے راستہ کا زیادہ حصہ میں نے گاڑی پر طے کیا۔ پارہ اُسوقت منجمد ہونیکے درجہ سے ایک یا دو دقیقہ اوپر تھا۔ سڑکوں اور پگڈنڈیوں پر بہت کیچڑ تھا اور پہاڑیاں اور کھیت برف سے سفید ہو رہے تھے۔ آسمان مکدر تھا۔ اور اُسکی سیاہی مائل ہوری ہوئی شکل بتا رہی تھی کہ برف پڑیگی جہاں ہم چل رہے تھے۔ وہاں فضا صاف تھی۔ مگر گریوتسا کے قرب جوار میں گہری دُھند چھائی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ میرے زیر کمان ایک کارپورل بیس سپاہی (جو شفایاب تھے) چالیس بارکش گھوڑے اور بارہ چھکڑے تھے۔ تھوڑی دیر میں اور قطاریں بھی اُسی قدر جمعیت کی ہم سے آملیں۔ اور شہر پہونچنے تک چھکڑوں اور گھوڑوں کی اتنی لمبی قطار بنگئی جو بظاہر ناقابل اختتام معلوم ہوتی تھی۔ ہم ٹھہرے نہیں بغیر پلیونا سے وار وی گذر گئے۔ وہاں مجھے چاروں طرف مستعدی دکھائی دی۔ سپاہیوں کے چہرے امید اور پُرجوشی سے سرخ اور آوازیں بلند اور ہشاش تھیں۔ شام پڑتے ہی ہم منزل مقصود یعنی اُس بے شجر گنجی سی پہاڑی کی چوٹی پر پہونچگئے جو پل سے بجانب جنوب مشرق چند سو گز کے فاصلہ پر تھی۔ وہاں ہم سے پہلے ہی بہتیرا چھکڑے اور گھوڑے پہونچ چکے ہوئے تھے۔ جو اُس باتری کے گرد جو بلند ترین مقام پر نصب تھی ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے اور چند کمپنیاں فوج پیدل کی اُنکی حفاظت کر رہی تھیں۔ ہمارے اور دریا کے درمیان نصف راہ پر چوٹی سے دو سو فیٹ نیچے وڈ پل کا مورچہ تھا۔ جسے پہلے کیطرح اور بھی مضبوط کر دیا گیا تھا اور بہت سی فوج اُنہیں مامور کردی گئی تھی کئی ٹیلیں محض پل کی محافظ تھیں اور اُس سے پرے بائیں کنارہ پر بعیدی چوکیوں کی تہری لائن تھی۔

شام کے بعد پارہ گر کر منجمد ہونیکے درجہ پر پہونچگیا غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی ہلکی سی نارنجی روشنی کا عکس ودوکی خاموش سطح آب پر پڑ رہا تھا۔ اور پیچھے کی طرف بجانب مشرق تاریک بادل جمع ہو رہے تھے ہوا بند ہوگئی تھی۔ اور یہ جبس اُس طرح کا تھا جو طوفان سے پہلے ہوتا ہے۔ مغرب کی طرف مطلع بالکل صاف تھا۔ اور سب طرف خاصکر مشرق اور شمال مشرق میں کمال کمدر ہو رہا تھا۔ پلیونا کے بلند ترین مناروں اور گنبدوں پر رخصت ہوتے ہوؤں کی قریب الاختتام روشنی ابھی چمک رہی تھی کہ برف گرنے

آہستہ آہستہ گرنے شروع ہوگئے اور ۹ و ۱۰ دسمبر کی درمیانی معرکۃ الآرا رات نے نزول فرمایا صبح آئندہ نے اب پلیونا فوج اور اُسکے ساتھ ہی سلطنت عثمانیہ کی قسمت کا فیصلہ کرکے تاریخ عالم پر ایک واقعہ عظیم کا نقش چھوڑنا اور سبیل جس کیلئے یورپین پالیٹکس کی رفتار کو جدید قالب میں ڈھالنا تھا +

باب سیزدہم

حملہ سے ما قبل کی رات - ۹ لغایت ۱۰ دسمبر ۱۸۷۷ء

گورنا دوبنیک اور تلش کی فتح ہوجانے سے پلیونا فوج کی جمعیت باستثناء رسالے کے جنکی تعداد اب دو سو رہگئی تھی - ۷۰ پلٹنوں - ۱۲ رسالوں اور ۸۸ توپوں کی رہگئی تھی - پلٹنوں کی جمعیت یکساں نہ تھی - قابل سپاہیوں کی تعداد کسی میں ۵۰ اور کسی میں پانچ سو اور کسی میں ان دونوں اعداد کے درمیان درمیان تھی - حملہ کیلئے ان پلٹنوں میں سے چودہ جو نہایت ہی کمزور تھیں باقیماندہ میں شامل کر دیگئیں - جس سے کل پلٹنوں کی جمعیت تقریباً یکساں ہوگئی اور کل ۵۸ پلٹنیں بنگئیں جنمیں سے ہر ایک میں ۳۵۰ سے چار سو تک قابل مصاف آدمی تھے - پوری آٹھہ کمپنیاں بمشکل ہی کسی پلٹن میں رہگئی تھیں - کیونکہ اکثر کمپنیاں عملی ترتیب کے لحاظ سے بالکل معدوم ہوگئیں تھیں بالعموم فی پلٹن چار سے چھہ کمپنیاں تھیں - حملہ کیلئے فوج کو از سر نو مرتب کیا گیا - اب اُسے دو ڈویژنوں میں تقسیم کیا گیا - اور ایک بریگیڈ جس میں پانچ پانچ پلٹنوں کی دو رجمنٹیں تھیں اُن سے علیحدہ رکھا گیا - فی ڈویژن تین تین بریگیڈ تھے - اور ہر بریگیڈ میں چار چار پلٹنوں کی دو رجمنٹیں تھیں - حملہ کی تجویز یہہ کیگئی تھی کہ پہلا ڈویژن پلوں سے روانہ ہوکر سیدھا روسی کیمپ میں گھس جائے اور غنیم سے لڑائی کرے - اس اثنا میں علیحدہ رکھا گیا بریگیڈ قطار کو لیکر جو اُسکی محافظت میں ہوگی سنگی اور جنوبی پل سے وِد کو عبور کر جائے - اور دوسرا ڈویژن (جس میں میری پلٹن تھی) کل کارروائی میں فوج محافظ عقب کا کام دیوے کیلئے ان گڑھیوں میں جو حال میں وِد کے مشرق میں بنائی گئی تھیں مقیم ہو - ہمارا میمنہ اوپانتز مورچوں میں ہو جنکو بہی بہت مضبوط کر دیا گیا تھا اور میسرہ کیمپ کے جنوب مغربی حصہ کے مورچوں میں - جب قطار گذر جائے - اور اول ڈویژن دشمن سے خوب گتھہ گیا ہو تو دوم ڈویژن فی الفور دریا کو تینوں پلوں سے عبور کرکے اول ڈویژن کے قدم بقدم آگے بڑھے - اول ڈویژن رات کو ہی دریا کے بائیں کنارے سے صف جنگ میں موقعہ پر کھڑا ہو جائے - اور قطار طلوع فجر سے پہلے دریا کو عبور کرے -

کل حملہ آور فوج کی جنگی ترتیب حسب ذیل تھی (رجمنٹوں اور بریگیڈوں کے سلسلہ وار نمبر مترجم نے
...ی طرف سے دیئے ہیں۔ مصنف)

کمانڈر:۔ مشیر غازی عثمان پاشا

اعلیٰ سٹاف افسر:۔ بریگیڈیر طاہر پاشا

سٹاف:۔ کرنیلان دلی بک خیری بک و لفٹنٹ کرنیل طاہر بک

اعلیٰ یاور:۔ لفٹنٹ کرنیل طلعت بک

کمانڈر توپخانہ:۔ بریگیڈیر احمد پاشا

کمانڈر قطار و فوج محافظ:۔ کرنیل سعید بک

اعلیٰ ڈاکٹر:۔ کرنیل حاسب بک

اول ڈویژن

کمانڈر:۔ بریگیڈیر طاہر پاشا

اول بریگیڈ:۔ بریگیڈیر عطوف پاشا

اول رجمنٹ:۔ لفٹنٹ کرنیل رؤف بک

چار پلٹنیں

دوم رجمنٹ:۔ لفٹنٹ کرنیل ایوب بک

چار پلٹنیں

دو باتریاں فی چھ توپیں

دوم بریگیڈ:۔ کرنیل یونس بک

سوم رجمنٹ:۔ لفٹنٹ کرنیل ذہنی بک

چار پلٹنیں

چہارم رجمنٹ:۔ لفٹنٹ کرنیل عبداللہ بک

چار پلٹنیں

دو باتریاں فی چھ توپوں کی۔

سوم برگیڈ :- برگیڈیر توفیق پاشا
پنجم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل محمد ناظف بک

چار پلٹنیں
ششم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل راسم بک

چار پلٹنیں

دو باتریاں فی چھ توپوں کی
ایک رجمنٹ (۵ رسالے) نظامیہ کیولری کی - لفٹنٹ کرنیل شفیق بک

دوم ڈویژن

کمانڈر :- جرنیل ڈویژن عادل پاشا
چہارم برگیڈ :- برگیڈیر حسین وصفی پاشا
ہفتم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل نصوح بک

چار پلٹنیں
ہشتم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل خورشید بک

چار پلٹنیں
دو باتیاں فی چھ توپوں کی
پنجم برگیڈ :- برگیڈیر صادق پاشا
نہم رجمنٹ :- کرنیل حافظ بک

چار پلٹنیں
دہم رجمنٹ لفٹنٹ کرنیل لطیف بک

چار پلٹنیں

دو باتریاں فی چھ توپوں کی
ششم برگیڈ :- برگیڈیر یاد ہم پاشا
یازدہم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل کاظم بک

چار بٹلین

دوازدہم رجمنٹ: کرنیل سلیمان بک

چار بٹلین

دو باتریاں فی چھ توپوں کی

ایک رجمنٹ (۴ رسالے) نظامیہ کیولری کی } لفٹنٹ کرنیل حقی بک
نصف رجمنٹ (۵ رسالے) ہسالوینکی مجاہدین کی }

برگیڈ محافظ قطار

ہفتم برگیڈ:- کرنیل سعید بک

سیزدہم رجمنٹ :- لفٹنٹ کرنیل پرتو بک

۵ بٹلین

چہارم رجمنٹ- لفٹنٹ کرنیل علی محمد بک

۵ بٹلین

دو باتریاں فی چھ توپوں کی

دو رسالے عثمانیہ کاسکوں کے

ایک رسالہ وودینا کے مجاہدین کا

فوج سواران

نصف رجمنٹ (۵ رسالے) ہسالوینکی مجاہدین کی } کرنیل حقی بک
۲ رسالے چرکسوں کے }

ریزرو توپخانہ

ایک باتری چار توپوں کی- توپیں چھ پونڈر

انجنیران

۲- کمپنیاں- لفٹنٹ کرنیل طفلک بک

ہیڈ کوارٹر کی فوج اسعل

ایک پلٹن اتحاد عثمانیہ کے مجاہدین کی

خلاصہ

		آدمی
انفنٹری (فوج) پیدل	۵۸ پلٹنیں	۲۲ ہزار
کیولری - فوج سواران	۹ رسالے نظامیہ ۲ رسالے عثمانیہ کاسکوں کے ۱۰ رسالے سالونیکی مجاہدین کے ۲ رسالے چرکسوں کے (۲۰۰ آدمی) ایک رسالہ ودنیا کے مجاہدین کا	۱۵۰۰
آرٹلری (توپخانہ)	۲۴ باتریاں فی چھ توپوں کی ۱ باتری چار توپوں کی	جملہ ۱۴۸ توپیں - ۱۵۰۰
انجنیران (مہندسین)	تین کمپنیاں	
فوج اسلحہ	ایک پلٹن	۹۰۰۰
عملہ معافی، شفایاب و مجروحین		
میزان		۳۴۰۰۰

میں باب دوازدہم میں بیان کرچکا ہوں کہ شروع نومبر میں پلیونا فوج کی جمعیت ۴۰ ہزار آدمیوں کی تھی۔ آخری ماہ میں سات ہزار شفایاب آدمیوں اور مجروحین کے سمیت جملہ ۳۴ ہزار آدمی تھے۔ اور آٹھ سو سخت بیمار زخمی اور دو سو شفایاب پلیونا میں پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے۔ اس سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ نومبر اور دسمبر کے پہلے دنوں میں فوج میں پانچ ہزار آدمیوں کی کمی ہوئی۔ اگر مفرورین کی تعداد کل بیچ ایک ہزار (یعنی دو سو نظامیہ سپاہی اور آٹھ سو چرکس) قیاس کیا جائے تو نتیجہ نکلتا ہے کہ چھ ہفتوں میں چار ہزار آدمی ہلاک ہوئے اور باقی ساڑھے تین ہزار یعنی نوّے آدمی یومیہ کے حساب سے بیماری سے ضائع ہوئے

سلہ ان توپوں میں ۸۵ چھ پونڈ۔ ۲۰ چار پونڈ اور ۴۳ تین پونڈ تھیں۔ انکی تقسیم اس طرح کی گئی تھی کہ ہر بریگیڈ کو جملہ اقسام کی توپیں بحصہ رسدی لگی تھیں۔ گو ایسی لڑائی کیلئے تین پونڈ توپیں تقریباً محض ناکارہ تھیں۔ مصنف

باب یازدہم میں میں نے اُن تمام اعلیٰ افسروں کی فہرست دی تھی جو اُس زمانہ میں ۱۰ لغایت ۱۴ اکتوبر پلیونا فوج میں تھے جبکہ اُسکی جمعیت مضبوط ترین تھی۔ اُن میں سے مندرجہ ذیل بیمار ہونیکی وجہ سے اُس میں شریک ہوئے۔ جرنیل ڈوبنین حسن صابری پاشا۔ جرنیلان بریگیڈ امین پاشا و عمر ظفر پاشا۔ کرنیلان عمر بک۔ حمدی بک و عثمان بک اور لفٹننٹ کرنیل محمد بک۔ لفٹننٹ کرنیل حسین بک بحیثیت کمانڈر قصبہ پلیونا زخمیوں اور اُن معدودے چند ترکی باشندوں کی حفاظت کیلئے جنہوں نے شہر میں رہنا پسند کیا پیچھے ٹھہرا۔

میری پلٹن گیارھویں رجمنٹ میں شامل تھی۔ اُس میں ۶۰۰ نفر اور چودہ افسر تھے۔ اور چار کمپنیوں میں منقسم تھی میجر تقی جو کل محاربہ میں سرخروئی اور کامیابی کے ساتھ اُسکی کمان پر رہا تھا اُسکا کمانڈر تھا قول آغاسی بیمار تھا۔ ہمارا کاتب شروع نومبر میں گوداموں کے انتظامات کے متعلق منشی کا کام دینے کیلئے پلیونا بھیجدیا گیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں اُسکا انجام کیا ہوا۔ ہمارا ڈاکٹر ابھی تک ہمارے ساتھ تھا۔ میرا خیال ہے کہ ششم بریگیڈ میں وہی ایک ڈاکٹر تھا۔ بقال پلٹن کا باشں چاؤش میجر کا دست راست اور قول آغاسی کے فرایض بھی اُسی کو انجام کرنے پڑتے تھے۔ آخری وقت تک افسر ماتحت وہ کل آدمی جو اُسے جانتے تھے اُسکی عزت کرتے رہے اور وہ اُن میں ہردلعزیز رہا۔ میرا پہلا کپتان ہماری ہی پلٹن کی ایک اور کمپنی کی کمان پر تھا۔ میری کمپنی میں تین افسر یعنی یسیمو اور ستاب ۱۳۰ اور اسی نفر تھے۔ وہ دو دستوں میں منقسم تھی۔ جو یسیمو اور ستاب کے زیر کمان تھے۔ کاظم بک ہمارا کرنیل تھا۔ وہ بحیثیت میجر وڈین سے عثمان کے ہمراہ آیا تھا۔ دوسری لڑائی کے بعد لفٹننٹ کرنیل کے عہدہ پر فائز ہوا تھا۔ اور کیمپ بھر میں بہادر اور ہوشیار افسر مشہور تھا۔ ہمارا بریگیڈیر ادہم پاشا جو اپنے سابقہ کارناموں سے بہت نیکنام تھا تیسری لڑائی سے تھوڑا عرصہ پہلے پلیونا پہونچا تھا۔ ستمبر کی لڑائی میں گو اُن مورچوں پر جو اُسکے ماتحت تھے دشمنوں کے حملہ آور نہ ہونیکی وجہ سے اُسے معرکہ آرائی نہ کرنی پڑی اُس نے قابل تعریف کام دیا۔ لڑائی سے بعد فوراً ہی وہ رات کے وقت دشمن کی صفوں سے چند ہی گز کے فاصلہ سے گذر کر ارخانیہ چلا گیا۔ اور احمد حفظی پاشا کے کالم کی ایک بریگیڈ کا کمانڈر ہوکر پلیونا واپس آیا۔ راستہ میں اس کالم کو گرکو کی فوج سواران سے جو متعدد مقابلے کرنے پڑے اُنمیں اُس نے بڑی دلاوری و شجاعت دی۔ ۲۴ ستمبر کو گرکو نے جو حملہ بمقام گورنا دوبنیک احمد حفظی کے کالم

سلہ میجر وہی ادہم پاشا ہیں جنکو ۱۸۹۷ء کے محاربہ یونان و ترکی میں بے انتہا شہرت اور نیکنامی حاصل ہوئی ہے۔ مستقیم وہ مشیر کا درجہ رکھتے ہیں اور ابھی تک یونان کے مفتوحہ علاقہ تھسلی میں مقیم ہیں۔ مترجم

اس نوٹ کے لکھے جانے سے ایک مدت بعد ٹرکی نے صوبہ مذکور کو حسب شرایط معاہدہ صلح رجون ۱۸۹۸ء تک بالکل خالی کردیا ہے۔ مترجم

کے عقب پر جو ادہم پاشا کے زیر کمان تہا کیلئے تہا اس میں وہ ضمنی ہوا اگر پلیونا اگر صحت یاب ہو گیا میں ششم بریگیڈ میں تہا۔ اسکا نام عقبی بریگیڈ کہا گیا تہا۔ کیونکہ اس سے مقصود تہا کہ وہ فوج کی آخری سے بریگیڈ ہو اور سب سے بعد ود کو عبور کرنیکا حکم تہا۔ لڑائی کے آغاز کے وقت اسی اوپانتز میں ہونیکی بہت ہتی۔ مشیر اول ڈویزن کے ساتہہ تہے انکا ارادہ حملہ میں بذات خود کمان کرنیکا تہا۔ طاہر پاشا نائب کمانڈر مقرر کئے گئے۔

میں محولہ بالا[۱۲۱] جنرل حکم کو جو ۱۰ دسمبر ۱۸۷۷ء کو حملہ کے متعلق صادر کیا گیا تہا ذیل میں درج کرتا ہوں
"فوج دو ڈویژنوں اور ایک محافظ قطار بریگیڈ میں تقسیم کی گئی ہے۔ ہر ڈویزن تین بریگیڈوں کا ہوگا۔ اول ڈویزن جس میں عطوف پاشا۔ یونس بک اور توفیق پاشا کے بریگیڈ ہونگے۔ طاہر پاشا کے زیر کمان پلٹن وار کالم بنا کر آگے بڑہیگا۔ دوم ڈویزن جس میں حسین حلمی پاشا۔ صادق پاشا اور ادہم پاشا کے بریگیڈ ہونگے عادل پاشا کے زیر کمان فوج کے میمنہ میسرہ اور عقب کی حفاظت کریگا۔ ہفتم بریگیڈ زیر کمان سعید بک قطار کا محافظ ہوگا"

"عادل پاشا اپنی ماتحت سپاہ کو مناسب نقل و حرکت کا حکم دیگا اور اسی قابض اور صف بستہ ہونیکے لئے مناسب مقامات بتانیکے لئے اپنے ڈویزن کے ہمراہ اول ہی پل کے سرے پر رہیگا"

حملہ کیلئے جو دن مقرر کیا جائیگا اسدن بشرطیکہ موسم مخل نہ ہو شام کے سات بجے ایک پلٹن ابراہیم طابیہ کی پلٹنوں سے اور خود دوم طابیہ کی کل سپاہ احتیاط طابیہ کو ہٹ آئیگی۔ جہاں اُن کو ارابہ طابیہ کی سپاہ زیر کمان آسم بک

[۱۲۱] میں نے جنرل حکم میں پلٹنوں کے لمبے چوڑے ناموں کی جگہ جو اصل حکم میں مندرج تہے ہر ایک پلٹن کی تخصیص کرنیکی بجائے وہی سلسلہ وار نمبر دئے ہیں جو ترتیب جنگی میں اوپر دئیے ہیں۔ اصل حکم میں پلٹنوں کے نام اس طرح درج تہے۔ "چوتہے امدادی کی دوسری رجمنٹ کی دوم نظامیہ پلٹن۔ صنف اول کی مقام سلستریا کی ردیف فوج کی تیسری پلٹن" وغیرہ وغیرہ۔ وقت بہی میں نے ترک نہیں لکہا۔ یورپین تحریر کیا ہے الفاظ "پل" اور "پل کا سرا" سے ہر جگہ بلند سنگی پل سے مراد ہے۔ جو جدید پل حال میں تیار کئے گئے تہے اُن کو اوپانتز پل اور جنوبی چوبی پل کرکے لکہا ہے۔ یہہ حکم ۱۰ دسمبر کو جاری کیا گیا تہا۔ اور تعمیل کی جگہ خالی رکہی گئی تہی حکم مذکور کی ہدایت کی نہم بریگیڈ کی دو پلٹنیں لڑائی کے شروع میں ود کے بائیں کنارہ پر موجود ہوں مثلاً یا کسی مجبوری کی وجہ سے تعمیل نہیں کی گئی تہی۔ تیسری پلٹن اور گیارہویں رجمنٹ کی ایک پلٹن کو سوائے باقی کل دوم ڈویزن لڑائی کے کل دوران میں دریا کے دائیں کنارہ پر ہی تہا۔ مصنف۔

آئیگی۔ ساڑھے سات بجے وہاں سے وہ ہیڈ کوارٹر کو روانہ ہو جائیں جہاں توفیق پاشا کے زیر کمان
سوم بریگیڈ بنایا جائیگا۔ ہیڈ کوارٹر سے وہ عادل پاشا کے ڈویژن کے سوپچل عقب شہر میں
داخل ہونیکے بغیر اُسکے شمالی کنارے کے گرد اگرد جا کر پل والی شاہراہ پر پہنچ جائیں۔
"ابراہیم طابیہ کی باقی دونوں پلٹنیں بھی جو اوّل بریگیڈ میں شامل ہونگی سات بجے روانہ ہوکر عطوف طابیہ
کی سپاہ سے جا ملیں جہاں اُنکو عمر طابیہ کی فوج بھی آملیگی۔ وہاں سے وہ شہر کے راستہ شہر اور پل کے درمیان
کی پہاڑیوں کے پیچھے توپخانہ کو جائیں اور وہاں بریگیڈ کی دوسری پلٹنوں کا انتظار کریں۔
عمر طابیہ اور طلیختہ کے درمیان جو فوجیں متعین ہیں وہ ساڑھے سات بجے چلنا شروع کریں اور جسقدر جلد
ممکن ہو محولہ بالا توپخانہ کے پاس پہونچ جائیں تاکہ عطوف پاشا کے زیر کمان اوّل بریگیڈ مکمل ہو جائے۔ پھر
بریگیڈ پل کی طرف بڑھے جہاں تیسرا بریگیڈ اُس سے پہلے سے مقیم ملیگا۔ وہ دو پلٹنیں جو شہر کے مغربی حصے میں مقیم
اور سوم بریگیڈ سے متعلق ہیں اوّل بریگیڈ کے ہمراہ پل کو جا کر وہاں اپنے بریگیڈ کی دوسری پلٹنوں کا انتظار کریں۔
"یونس بک کے زیر کمان دوم بریگیڈ کی پلٹنیں جو طلیختہ اور توطابیہ کے درمیان مقیم ہیں اس طرح سے
نقل و حرکت کریں۔ دو پلٹنیں میلاس اور طلعت طابیہ سے عارضی طور پر علی محمد بک کے زیر کمان ساڑھے
چھ بجے روانہ ہوں اور باغلر باشی طابیہ جا کر وہاں کی پلٹن کو ساتھ ملائیں۔ غازی عثمان طابیہ کی تینوں
پلٹنیں اور ملحقہ باتریاں بھی ساڑھے چھ بجے روانہ ہو چکی ہیں اور یونس طابیہ کے راستہ باغلر باشی طابیہ پہونچکر ان تین
پلٹنوں کو جو عارضی طور پر علی محمد بک کے زیر کمان ہونگی جا ملیں۔ یہ چھ پلٹنیں نو بجے باغلر باشی سے
ودّ کی طرف روانہ ہو جائیں یونس بک۔ یونس۔ اور کوچک طابیہ کی دونوں پلٹنیں لیکر انہیں راستے میں
مل جائینگے۔ اور اس طرح سے مکمل ہوکر یہ بریگیڈ بابا سی وادی والی اترائیوں کے پیچھے گذر کر چپ
چاپ پل کی طرف بڑھا جائے۔
"اوّل ڈویژن کے جب تینوں بریگیڈ پل کے سرے پر پہونچ جائیں تو اوّل بریگیڈ ضمنی جھولی پل پر اور
دوم و سوم بریگیڈ سنگی پل کے راستہ دریا کو عبور کر جائیں۔ عبور کر لینے کے بعد ڈویژن مذکورہ ودّ کی بائیں
کنارہ پر پلٹن وار کالم یا عمود بنا کر صف جنگ درست کرے جبکا میسرہ اور میمنہ آگے پھیلا ہوا ہو۔
"جونہی کہ دوم بریگیڈ کی پلٹنیں اپنی جگہ خالی کر کے آگے بڑھ جائیں پر توپاشا جو محافظ طابیہ بریگیڈ کی
تیرہویں رجمنٹ کا کمانڈر ہوگا اپنی رجمنٹ سے تین پلٹنیں جدا کر کے پل کے سرے پر پہونچ جائے۔ وہاں

... بریگیڈ کی باقی پلٹنیں بھی جاملیں گی جس وقت ہشتم بریگیڈ سعید بیگ کے زیرکمان
مکمل ہو جائے تو قطار سنگی پل اور جنوبی چوبی پل کے راستہ دریا عبور کرنا شروع کرے۔ اور جب
[illegible] جائے تو انہی پلوں کے راستہ بریگیڈ عبور کرے۔ ایک رجمنٹ ایک پل سے اور دوسری رجمنٹ
دوسرے پل سے جب قطار دوسرے کنارہ پر پہونچکر بڑھنا شروع کرے تو بریگیڈ اُسکے بائیں بازو
پر ڈیڑھ سو گز کے فاصلہ پر پلٹن کے کالموں کی گہری قطار میں اور اس طرح سے کوچ کرے کہ اگر دشمن
حملہ آور ہو تو فوراً الفوسٹنگ کیلئے صف بستہ ہو جائے۔ باغچہ طابیہ اور اُسکے ملحقہ مورچوں کی پلٹنیں
اس اثنا میں بریگیڈ کو پل کے سرے پر ہی مل گئی ہونگی۔

حسین حسنی پاشا کے زیرکمان چہارم بریگیڈ کی دو پلٹنیں خورشید بیگ کے ماتحت شام کیوقت بلاہی
کے شبے مورچہ اور اُسکی خندقوں میں جمع ہو جائیں۔ باقی چہ پلٹنیں اس بریگیڈ کی اُن گڑھیوں میں
جمع ہونگی جو مورچہ مذکور اور پل والی سڑک کے درمیان حال میں تیار کیگئی ہیں جب کل قطار اور محافظ بریگیڈ
رود کے بائیں کنارہ پر پہونچ جائے تو یہہ بریگیڈ اپنی جگہ چھوڑ کر کمپنی وار دستوں میں ترتیب وار قاعدگی کے
ساتھہ پل کو ہٹ آئے۔ اس بریگیڈ کی بارہ توپوں میں سے چھہ پہاڑی پر اور چھہ رود پل کے مورچہ میں نصب
کیجائینگی تاکہ وہ اول ڈویژن کی پیشقدمی اور نیز اپنے بریگیڈ کے خط مراجعت یا پسپائی ہونے
کی ایک ساتھہ حفاظت کرتی رہیں۔ بعد ازاں یہہ بارہ توپیں سنگی پل سے اور بریگیڈ کی پیدل فوج
جنوبی چوبی پل سے دریا کو عبور کرے۔

صادق پاشا کے زیرکمان پنجم بریگیڈ کی دو پلٹنیں شام کو سویرے ہی اُن گڑھیوں میں قائم
ہو جائیں جو شاہراہ کے دونوں طرف حال میں رود میدان میں بنائی گئی ہیں اور باقی چہ پلٹنیں اس
بریگیڈ کی اور نیز چار پلٹنیں ادہم پاشا کے زیرکمان ششم بریگیڈ کی گیدہویں رجمنٹ کی جو باش طابیہ
اور عاقق بابا مورچوں سے سات بجے روانہ ہونگی۔ دوسری کمپنیوں کے دستوں میں بابر کے مغربی دامن کی طرف
جہاں نالہ بکووا دریا گیوتنزا میں گرتا ہے جانق بابر سے نیچے اتریں۔ پھر پنجم بریگیڈ کی چھ
پلٹنیں اس پن چکی کے پچھواڑے سے گذریں جو رود میدان میں ہے۔ اور اُن میں سے تین پلٹنیں اُن گڑھیوں
میں جو اسی مقصد مورچوں اور پل کے درمیان تازہ تیار کیگئی ہیں قائم ہو جائیں اور توپوں کو
اُن گڑھیوں کے پیچھے نصب کریں جو اسی غرض کیلئے بنائی گئی ہیں۔ دوسری تین پلٹنیں بائیں

کنارہ پر مناسب موقعوں پر اور ایک پلٹن معہ توپوں کے دائیں کنارہ پل کے سرے کے قریب
رہے - ان پلٹنوں کا یہ کام ہوگا کہ وہ چہارم بریگیڈ اور نیز اپنے بریگیڈ کی پیش قدمی کی محافظت کریں
جب چہارم بریگیڈ اُن اُن موقعوں پر پہنچ جائے جہاں سے اُس نے دریا کو عبور کرنا ہوگا تو پنجم بریگیڈ کی وہ
پلٹنیں جو پیچھے چھوڑ دی گئی تھیں جھٹ پٹ کمپنی کالموں میں صف بستہ ہو جائیں اور بہت قریب ترین
راستے سے دستوں میں ہوکر اپنے اپنے ڈویژنوں کو ملنے کیلئے آگے بڑھیں -

ششم بریگیڈ کی اُن چار پلٹنوں میں سے جو پنجم بریگیڈ کے ساتھ کوچ کرینگی دو پلٹنیں پنجم بریگیڈ کی
پلٹنوں سمیت شام کو بوگوت کے مورچوں میں رہیں - باقی دونوں معہ چھ توپوں کے دریا کو اوپانتز پل
کے راستہ عبور کرکے ششم بریگیڈ کی (رباسہویں رجمنٹ کی) دوسری چار پلٹنوں کے کوچ کی حفاظت
کیلئے جو اوپانتز مورچوں میں مقیم رہی ہونگی بائیں کنارہ پر موقعہ مناسب قائم ہو جائیں - جب یہ پلٹنیں بھی
اوپانتز پل کے راستہ عبور کر جائیں تو آٹھوں پلٹنیں ملکر ششم بریگیڈ کو مکمل کرینگی اور ہر پلٹن دو کالموں
کی گہری قطار میں آپس میں اسقدر فاصلہ رکھکر کہ ضرورت کے وقت قطار کے دائیں بازو کی حفاظت
کر سکیں آگے بڑھینگی -

قطار کی ترتیب روانگی اور کوچ کے متعلق حسب ذیل ہدایات صادر کیجاتی ہیں :-

ہر پلٹن کے ساتھ کارتوسوں کے چالیس صندوق ہیں بارکش گھوڑوں پر ہونگے - توپخانہ کا گولہ
بارود بیٹریوں کی گاڑیوں پر رہیگا - اور جس بیٹری میں اُنکی کمی ہو - اُس میں بارکش گھوڑوں پر لادا جائیگا
باقیماندہ کارتوس جو فی پلٹن ۴۰ صندوقوں کے حساب سے ہیں اور نیز خیام - چارہ اور افسروں کا اسباب
پانی - سامان کمپ اور دیگر اسباب کچھ بیلوں کی گاڑیوں پر اور جس پلٹن میں اُنکی کمی ہو کچھ بارکش گھوڑوں پر
لادا جائیگا - اور ایکدن ہی پل کے سرے کے قریب ایسی جگہ بھیجدیا جائیگا جو دشمن کے گولوں سے محفوظ ہو

اول ڈویژن کے دریا کو عبور کر جانیکے بعد قطار فی الفور بڑھنا شروع کردیگی - گاڑیاں اور گھوڑے سب سے
آگے پل کے قریب جمع ہوں جہاں وہ اس ترتیب سے قائم ہوں اور اسی ترتیب سے نوبت بنوبت عبور
کریں - اول وہ بارکش گھوڑے جن پر اول ڈویژن کا گولہ بارود اور کارتوس بار ہوں - ثانیاً - اول
ڈویژن کے خیموں - اسباب اور دیگر سامان کی گاڑیاں - ثالثاً توپخانہ اور فوج سوار - ان کے خیموں
سامان - اسباب - اور نیز گولہ بارود کی گاڑیاں - رابعاً پلیونا کے مسلمان باشندوں کی گاڑیاں جو

بریگیڈ وار قطار کے کسی موقعہ پر پلٹن کے گھوڑے یا باربرداری کی گاڑیاں ہوں ہر بریگیڈ میں ایک سو اسی گھوڑے اور چار گاڑیاں ہونگی۔

۲۲۔ فوج سواران کی سالونیکی رجمنٹ کے تین رسالے سکر شروں کا کام دیگر اصلاع کی نوعیت کے لحاظ قطار اور محافظ فوج کے دونوں طرف ایک سے لیکر تین سو گز تک کے فاصلہ پر رکر ساتھ ساتھ رہینگے جو کیولری دعثمانیہ کا سکوں کے دو رسالے ہفتم بریگیڈ میں شامل کیگئی ہے وہ بریگیڈ کی انفنٹری کے ساتھ رہیگی اور قطار کا انتظام قائم رکھنے میں مدد دیتے رہنا اسکا فرض ہوگا۔ وودینا مجاہدین کا رسالہ قطار کے عقب میں رہیگا۔

۲۳۔ اگر غنیم قطار پر حملہ کرے تو ہفتم بریگیڈ فی الفور اپنی کیولری اور پلٹنوں کی کافی تعداد حملہ آور ونکو پسپا کرنے یا کم از کم روکے رکھنے کیلئے اُس موقعہ پر جہاں حملہ ہونیوالا ہو لا ڈالے۔ ایسی صورتوں میں قطار چلنے سے نہ رک جائے۔ بلکہ تیز قدمی کے ساتھ آگے بڑھی جائے اور دریا سے نکل جانے کی کوشش کرے۔

۲۴۔ چونکہ قطار میں ایک ہزار گاڑیاں اور ۳۵۰۰ بار کش گھوڑے ہیں یہ ضروری ہے کہ دریا کو عبور کرتے وقت کوئی گڑبڑ نہ پڑے اور بد انتظامی نہ ہو۔ اس غرض کیلئے ہفتم بریگیڈ سے دو قابل اور مستعد میجر رہبر ہل کیلئے ایک ایک، اس امر کے بندوبست کیلئے منتخب کئے جائینگے کہ قطار پلوں پر سے بیجا عجلت سے کام نہ لیکر انتظام اور باقاعدگی کے ساتھ گذرے۔

۲۵۔ روانگی کیوقت سے لیکر کوچ کے اختتام تک کل سپاہی صفوں میں رہیں اور کسی نہج اُن صفوں کو نہ چھوڑیں۔ بلا تمیز درجہ کل افسر اس حکم کی پوری تعمیل کرائیں۔ جن افسروں کے سپاہیوں کی وجہ سے کوئی بد انتظامی یا توقف ہو وہ بڑا تہم ذمہ وار سمجھے جائینگے اور اُنکو سخت سزا دیجائیگی۔

۲۶۔ نظامیہ کیولری کے پانچ رسالے اول ڈویژن کے ساتھ اور چار رسالے دوم ڈویژن کے ساتھ لگائے گئے ہیں۔ وہ اپنے اپنے ڈویژنوں کے ساتھ کوچ کرینگے۔

۲۷۔ چہارم اور پنجم بریگیڈ محافظ بریگیڈ کے عقب میں پانچ سو گز کے فاصلہ پر کوچ کرینگے انکا یہ فرض ہوگا کہ اگر اس طرف سے حملہ ہو تو اُسے پسپا کریں اور عقب کو قابو میں رکھیں تاکہ باقی فوج بخیریت آگے بڑھ جائے۔ دستخط غازی عثمان۔ مقام پلیونا مورخہ ، دسمبر [illegible]

[illegible] علاوہ ہر رجمنٹ کے کماندنٹ اپنی اپنی ماتحت پلٹنوں کے لئے علیحدہ علیحدہ
احکام جاری کئے تھے چنانچہ اس موقع پر میں وہ خاص حکم ہی جو میری پلٹن کیواسطے جاری ہوا
تھا صحیح لکھے دیتا ہوں - یہ آخری دستاویز ہی جسمیں نقل کرتا ہوں -

۱- یہ پلٹن چہارم پاشا کے برگیڈ کی یازدہم رجمنٹ کی جزو ہے اپنی بارہ گاڑیوں اور ساٹھ بارکش
گھوڑوں کو حملہ کیلئے مقرر کر گئے دن سے قبل کی دوپہر کو لادنا وغیرہ شروع کر دے - اور ایک یا دو گھنٹوں
کے بعد گاڑیاں مع اپنے ۲ ہیلیوں اور نیز چالیس بارکش گھوڑوں کے میں شفا یابوں یا کمزور سپاہیوں
عارضی دستہ کی محافظت میں ایک کارپورل اور ایک لفٹننٹ کے زیر کمان مغربی جانب باب سرچیسو کیطرف
روانہ ہو جائیں جو ٹھیر نیکے بغیر شہر سے گذر کر رات اُس پہاڑی پر بسر کریں جو سنگی پل کے قریب ہے
اُس وقت سے یہ قطار ہفتم برگیڈ کے جنرل (سعید بک) کے ماتحت ہوگی - کارپورل اور اُسکا دستہ
قطار کے ساتھ رہے اور ہفتم برگیڈ کے افسروں کی احکام کی تعمیل کرے لفٹننٹ طلوع فجر سے پہلے
پلٹن کو آملے -

۲- پلٹن مذکور جس میں چار کمپنیاں ہیں اور بیس بارکش گھوڑے جن میں سے ہر ایک پر کارتوسوں کے دو صندوق
ہونگے اس کے ہمراہ ہونگے اسی رجمنٹ کی دو اور پلٹنوں اور برگیڈ کی باتریوں میں سے ایک باتری سمیت شام کے سات
بجے چپ چاپ سرچیسو سے روانہ ہو جائے - یہ تینوں پلٹنیں بنی طابیہ کو جائیں - جہاں ایک اور پلٹن ان
میں شامل ہو جائیگی - جس سے چار پلٹنوں کی رجمنٹ مکمل ہو جائیگی - یہ رجمنٹ باتری کو ہمراہ لئے ہوئے وا
موسچوں کے راستہ جہاں بنی طابیہ کی پلٹن اور ایک اور پلٹن رات بھر ٹھیریگی - اوپانتز موسچوں کو جائے
اور وہاں سے اوپانتزپل کے سرے کو - جہاں باقیماندہ دونوں پلٹنیں اور باتری چند گھنٹے آرام
کرے - رات کو کسی وقت لیکن کم از کم طلوع فجر سے ایک گھنٹہ پہلے یہ اوپانتزپل سے عبور کر کے بائیں
کنارہ پر ایسے موقع پر قابض ہو جائیں جو شمال اور شمال مغرب سے پہ ہوا اور وہاں سے مدافعت بخوبی ہو سکتی
ہو - اور جب تک اول ڈویژن حملہ نہ کر دے اور ششم برگیڈ کی آٹھوں پلٹنیں اور دونوں باتریاں بائیں
کنارہ پر پہنچ جائیں اس موقع مذکور پر قابض رہیں - بعد ازاں کل برگیڈ مع اپنی بارہ توپوں کے
اُن احکام کے مطابق جو عادل پاشا کماندنٹ دوم ڈویژن نے ششم برگیڈ کیلئے صادر کئے ہیں - قطار
[illegible] اور پلٹنوں کی باقاعدہ ترتیب سے پلٹنوں کی اکہری قطارین اسطرح آگے بڑھیگا کہ قطار

بکل دایاں بازو بریگیڈ کی حفاظت میں ہو جو اسی رفتار سے چلیگا جو قطار کی ہوگی پلٹن کے بیس بارہ پونڈر گھوڑ بریگیڈ کی دوسری ساتویں کمپنی کے گھوڑوں اور اسکی دونوں ہاتمیوں سے گولہ بار بعض کا لمیوں کے ساتھ بیجا جائیگا۔ اور بریگیڈ کی بائیں طرف بریگیڈ اور قطار کے کالموں کے عین درمیان چلیں گے۔ دشمن اگر قطار کے دائیں بازو پر حملہ کرنیکی کوشش کرے تو اُسے فی الفور اور نہایت مستعدی کے ساتھ روکا جائے۔ (دستخط) کالم بک "

ناظرین کو آگے جاکر معلوم ہو جائیگا کہ ان ہدایات کے آخری حصہ کی تعمیل نہ ہوئی۔ کیونکہ بائیں بازو میں رجمنٹ کو دریا سے عبور کرنا ہی نصیب ہوا۔ اور وہ لڑائی کے کل دوران میں دائیں کنارہ پہی رہی۔ برعکس اسکے میری پلٹن اور ہماری ہی رجمنٹ کی ایک اور پلٹن نے آمل ڈوبنین کے ساتھ ملکر غنیم پہ جو حملہ کیا تہا۔ پروگرام میں ہمیں ایسا کرنیکی کوئی ہدایت نہیں کیگئی تہی میرا خیال ہے کہ کالم بک نے عین اُسیوقت موقع کی صورت حال دیکھہ کر حملہ کرنیکی رائے قائم کی تہی۔

تاکہ ناظرین ہماری طاقت کا دشمن کی طاقت سے موازنہ کر سکیں میں اُس روسی فوج کی اجمالی فہرست درج کرتا ہوں جو ۱۰ دسمبر کو مغربی بلگیریا میں مشغول کارزار تہی۔

روسی مغربی فوج

کمانڈر انچیف:- گرینڈ ڈیوک نکلس

اعلیٰ اسٹاف افسر:- جنرل نیپو کوات چنز کی

فوج محاصرہ کنندہ

کمانڈر:- شاہزادہ چارلس والی رومانیا

دوم کمانڈر:- جنرل ٹوٹل بین

اعلیٰ اسٹاف افسر:- جنرل پرنس امرت انسکی

کمانڈر توپخانہ:- جنرل ہول

کمانڈر فوج سواران:- جنرل آرنولڈی

اعلیٰ انجنیر:- جنرل ریٹ لنگر

اعلیٰ افسر حفظان صحت:- ڈاکٹر کوچہ۔

[illegible]	پلٹنیں	[illegible]	توپیں
کماشٹ جنرل چپات تیتی ولادی ووینن	۲۸	۲۸	۶۸
دوم حصہ۔ قانی طابیہ سے ادی شیوہ تک			
کمانڈر۔ جنرل کروڈنر۔ فہم کور	۱۸	۴	۸۰
سوم حصہ:۔ سلوی شیودسی طلپنتزا وادی تک			
کمانڈر جنرل سٹو۔ چہارم کور	۱۴	۴	۴۸
چوتھا حصہ:۔ وادی طلپنتزا سے کارتوشاون تک			
کمانڈر:۔ جنرل سکوبیلاف	۲۷	۶	۹۶
پانچواں حصہ:۔ کارتوشاون سے طرنینا تک			
کمانڈر: جنرل کاٹیلانی۔ امپیریل گارڈ کور	۱۶	۲	۵۴
چھٹا حصہ:۔ دریا ودکے مغربی ساحل پہ طرنینا کے مقابل سے لیکر بیو ولر کے مقابل تک			
کمانڈر:۔ جنرل گانزکی۔ گرینیڈیئروں کی کور	۳۰	۲۲	۱۲۶
میزان	۱۳۲	۶۶	۴۸۲

وہ دستے جو فوج محاصرہ کنندہ کے دائرہ سے باہر تھے

	پلٹنیں	رسالے	توپیں
بمقام لوفچہ وسلوی۔ کمانڈر جنرل کارزوو	۳۴	۴	۱۳۶
بلقان کور۔ کمانڈر جنرل گورکو	۳۰	۴۸	۴۶
بمقام لوم پلنکہ	۸	۳۶	۳۰
میزان کل	۲۰۴	۱۵۴	۶۹۴

یعنی جملہ تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار آدمی۔

اب میں پھر اپنی ذاتی داستان شروع کرتا ہوں جب پلٹن کی قطار جو میرے زیر اہتمام تھی پہاڑی پر پہونچ گئی تو مجھے اسکی شب باشی کیلئے ایسے موقع کی تلاش ہوئی جو پھر باسانی پل سے جلد پہنچنا بھی مشکل نہ ہو۔ مجھ کو ایسا موقعہ چوبی پل کے قریب پہاڑی کے شمالی ڈھلاو پر

مل گیا۔ وہاں میں نے گاڑیوں اور گھوڑوں کو جا ٹھہرایا جیسا اونکی رہنمیں اتر جاتیں۔ اور چارہ بہت کم
خفیف تھا۔ اس غرض کیلئے مجھے جو کچھ سوجھی تھی اُسکو اُنکے سامنے ڈلوادیا جیسا کہ پیٹ بھرنیکو
کافی نہ تھی۔ مگر قسمت و جاریں ٹہلتے وقت مجھے ایک لونڈا مل گیا جو نہایت عمدہ گھاس کی گٹھریاں
اُٹھائے لیجا رہا تھا۔ میں افسوس کے ساتھ تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے اُس سے یہ گھاس جبراً چھین لیا۔
مگر سچی بات یہ ہے کہ مجھے اپنے بیل اور گھوڑے اُس لونڈے کی دعا اور بلغاری والدین کے گدھوں یا بکریوں
سے زیادہ عزیز اور ضروری تھے۔ میں لونڈے کو چیختا چلاتا اور زمین پر ایڑیاں گھسنتے مگر چھوڑکر چل دیا
لیکر جھٹ پٹ اپنے دستہ میں پہونچ گیا۔ تاریکی میں قدموں کی آہٹ سے مجھے معلوم ہوگیا کہ لڑکے کی چیخ
چہارسے سے ایک پیترول (گشت کنندہ جماعت) اُسکے پاس پہونچ گئی ہے۔ مگر یہ بتانا فضول ہے کہ اس
خالصانہ سینہ زوری کے مرتکب کا کوئی سراغ نہ ملا۔ دستہ میں پہونچکر میں نے آگ روشن کرائی اور پھر اپنے
سپاہیوں اور جانوروں کیلئے رات کے بسیرے کا انتظام کرکے پلیول شہر کو چل دیا۔ اُسوقت تھوڑی تھوڑی
برف پڑ رہی تھی۔ شب دیجور کی تاریکی میں ادھر اُدھر الاؤ روشن تھے جنکی ٹمٹماتی ہوئی روشنی سے سپاہیوں کے
لاغر اور نڈھال جسموں کے عجیب و غریب سائے زمین پر پڑ رہے تھے۔ سپاہی گو پُرجوش اور لڑائی کے لئے
بیتاب تھے مگر عملی طور پر اسکا اظہار نہیں ہونے دیتے تھے اور دبی ہوئی آوازوں میں ایک دوسرے سے گفتگو
کر رہے تھے کیونکہ خاموشی کا حکم دیا گیا ہوا تھا۔ کڑکتے جاڑے اور بیرونق میدان میں گاڑیوں اور
جانوروں کے اس وسیع کیمپ کو دیکھکر جو دو یا تین مربع میلوں کے رقبہ میں پھیلا ہوا تھا۔ اور ساتھ ہی
کل کی آنیوالی صبح کا خیال آجانے سے جس نے حیات و موت۔ فتح و شکست اور رہائی یا گرفتاری کا فیصلہ کرنا
تھا میری طبیعت سخت اُداس اور افسردہ ہوگئی۔ اور گو اُسوقت مجھے کوئی بدشگونی نہیں ہو رہی تھی
تاہم مجھ پر تقریباً ویسی حالت طاری ہو رہی تھی جیسی کہ کسی ایسے طوفان کی آمد پر جس سے ہمارے متعلق
اور سر چھپانے تک کی جا نہیں رہی حالت ہوجاتی ہے کیمپ کے کنارے پر ترک باشندوں کی گاڑیاں تھیں اُن
عجیب ہیأت ہیبت کے لوگ جمع تھے جو فربہ اندام متحمل سوداگر اور انکو خوب بہرے ہوئے ہوں جن سے لیکر دبلے
پتلے تنومند مفلس مزدور تک جو اپنی بیوی بچے اور گدہے کو ساتھ لئے ہوئے تھا سب ایچ کے لوگ موجود تھے
یہ مرد خاطر ملول تھے عورتیں برقعے پہنے آہ وزاری کر رہی تھیں اور بچے الاؤوں کی روشنی میں آنکھ مچولا
کھیل رہے تھے۔ میں ان فاقہ کش لرزاں و ترساں بدبختوں کو جو گھر بار چھوڑ [illegible] الغرض سب

[illegible] کر سخت صدمہ آیا۔ کیونکہ اپنی دوست لڑکی کی بہت تلاش کی مگر وہ نہ ملی
[illegible] میں [illegible] نکال دیا یا اُس کے باپ کی گاڑی ابھی نہیں آئی۔ جب تک کہ ہم قطار کر کیمپ
کے قریب جا رہے تھے۔ چاروں طرف کے لالٹینوں پر [illegible] چپ چاپ اور کامل باقاعدگی کے ساتھ
وہاں پہنچتی۔ اور پھر کیمپ میں سے ہو کر اپنے اپنے مقررہ مقامات کو چلی جاتی رہیں۔ اُن اُن جگہوں میں
جہاں کہ سڑکیں کھائیوں میں سے گذرتی تھیں اور وہ دشمن کے دیدبانوں کی عقابی نظروں سے اوجھل تھیں الاؤ
روشن کئے گئے ہوتے تھے۔ جہاں راستے اور پگڈنڈیاں دشمن کی حدنگاہ کے دائرہ میں تھیں۔ وہاں شمعیں
تکلیف دہ حادثے ہوئے۔ کیونکہ لالٹینوں کی کمزور روشنی مرطوب اور غلیظ ہوا میں دور تک نہیں جا
سکتی تھی۔ ان ہزاروں آدمیوں کا کوچ جو آخری لڑائی کیلئے بیقرار اور جانیں قربان کرنے پر تیار
تھے عجیب شاندار نظارہ تھا۔ رات کی سخت تاریکی سے نکلکر تھوڑی دیر کیلئے وہ کیمپ کے الاؤوں کی
روشنی میں جنکا سلسلہ غیر متناہی معلوم ہوتا تھا پہونچ جاتے تھے اور بعدازاں پھر تاریکی میں غائب ہو جاتے تھے

شہر پہونچکر میں سیدھا قوناق کو گیا۔ میرا دل تو بہت چاہتا تھا کہ اپنی دوست کی سرسری ملاقات
کر آؤں مگر میں نے اس خواہش کو ضبط کیا۔ وہاں مجھے ایک افسر نے ایک بازار کے فوجی ہسپتالوں کے
دروازوں پر چسپاں کرنیکے لئے لیبل (ٹکٹیں) لکھنے کیلئے کہا۔ میں نے موم بتی کی روشنی میں بخوذیل
متعدد رقعوں پر تحریر کیا۔ پھر برش اور سرش کی ہنڈیا لیکر میں نے بازار مذکور کے اُن تمام مکانوں
کے دروازوں پر جنکا مجھے پتہ بتایا گیا تھا اور جن پر ہسپتالی جھنڈا لہرا رہا تھا یہ لیبل چسپاں کر دیئے

+

یہ مکان مریضان ہے۔

(بزبان ترکی)

یہ مکان تعداد میں بیس یا کچھ زیادہ تھے۔
جنگ کے پہلے شہر میں کبھی چار ہزار خاندان بآرام و آسائش آباد تھے۔ اب اُسی قریب المرگ اور
مسکین [illegible] اُن میں غالباً چار سو خاندان [illegible] کی بمشکل [illegible] باقی سب چھوڑ کر چلے گئے تھے

اس سے بڑھکر کوئی بربادی اور ویرانی قیاس میں نہیں آسکتی۔ شہر خدا کے جلال یا قہر سے
ویران و برباد ہوگیا تہا۔ ۹۔ ۱۰ دسمبر کی درمیانی رات کے پلیونا کو جلائی کے خوبصورت اور بہار کو
پلیونا سے وہی نسبت تہی۔ جو ایک بیزال عورت کی بوسیدہ لاش کو ایک بہرپور نوجوان حسین
دوشیزہ کے جسم سے ہوسکتی ہی۔ بازار سنسان او تاریک پڑے تہے۔ کہیں کہیں کوئی غذا کی خوار
گرسنہ درندہ کی طرح کسی کہانے کی چیز کی بوپل جانیکی فضول تلاش میں پہرتا ملجاتا یا کوئی عورت سیاہ
موٹی چادر میں لپٹی پیشانی پر چہائیں کیطرح چشم زدن میں پاس سے گذرجاتی۔ زمین آئینہ کیطرح چمک رہی تہی اور
چہتیں سفید براق نظر آتی تہیں۔ درختوں پر برف کے قطرات جمع ہوئے تہے جو ہو بہو عالم نباتات کے
غول بیابانی معلوم ہوتے تہے مکان سنسان اور ویران۔ اکثر قدرے اور بعض بالکل منہدم۔ سیاہی
ایسا سیاہ ابر سیاہ ادبات کی تاریکی پختہ دیوار کی طرح مجہے سب طرف سے گہیرے ہوئی تہی روشنی کی ایک
واحد جہلملاہٹ یا کرن بہی کہائی نہیں دیتی تہی۔ صرف میری لالٹین ہی میرے ارد گرد کمزور دہندلی
و بے نور اور ٹمٹماتی ہوئی روشنی کا تنگ سا دائرہ بنا رہی تہی۔ اس شہر خموشاں میں میرے تن تنہا
قدموں سے منجمد زمین دہات کی چادر کی طرح گونج پیدا کر رہی تہی۔ ادہر فوجی ہسپتالوں کے اندر سے بیماروں اور
زخمیوں کے کراہنے کی آوازیں کبہی کبہی سنائی دیکر جراحت اول پر نمک پاشی کرنیکا کام دیجاتی تہیں۔ ان سب
ہیبت مشاہدوں کا اجتماعی اثر جو اس دنیا کی معلوم ہی نہیں ہوتے تہے مجہہ پر ایسا گہرا پڑا کہ مدتوں تک
محو نہ ہوسکا۔ دو دفعہ میں لاشوں پر ٹہوکر کہا کر گرا۔ جنکو دور کرنیکا آسان اور سریع طریقہ یہی سمجہا گیا
تہا کہ انکو بعد میں پہینک دیا جائے۔ بالکل تن تنہا در وانوں پر پیل لگاتے وقت مجہے کئی دفعہ بدن
کو جہرجہری سی اور گوشت کو چٹکی میں دبایا۔ کیونکہ یہہ خوفناک نظارہ دیکہہ کر مجہہ کو خیال ہوجاتا تہا کہ یہہ واقعی کیفیت
نہیں بلکہ میں کوئی خواب پریشان دیکہہ رہا ہوں۔ شدیا کی سرزمین تک سے بوسیدگی کی سخت کروہ
بو آرہی تہی اور دسواروں کے کوششوں پر پرسش پہیرتے وقت مجہے بار بار یہی خیال گذرتا تہا کہ ایک وسیع
و فراخ قبرستان میں اکیلا میں ہی زندہ ہوں اور قبروں کے سرہانے کے پتہروں کی نامتناہی قطار
در قطار پر کتبے لکہہ رہا ہوں۔

اسوقت جو تمہے بڑے دلگرا ہیت انگیز ہی او ہیبت ناکی میں جو سب یکساں تہے اس قدر واقعات
حادث ہو رہے تہے کہ سلطان المعظم کی پیدا فوج کو اشتہار چسپاں کنندہ کا کام دینے کی تہوڑی سے عمر

[illegible] پیش آئی تہا کہ جسمانی صدمات میں کسی انسان کو پیش آئے تو ہفتوں تک
[illegible] ستے تھے مگر انکی اُس سے کچھ پروا نہ ہوتا لیکن عادی ہونیکی وجہ سے میں انکی حیدرا[illegible]
[illegible] ایک ہسپتال میں بخت شتہ و فلمنگر میں اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ معمولی دیئے کی کمزور روشنی
میں جو بہت دہواں چھوڑ رہا تہا چند بیمار زخمی کسی تہوڑی سی نیم بوسیدہ گہاس کی چیز پر جو اتفاقیہ
ایک الماری سے برآمد ہوگئی تہی آپس میں لڑ رہے تہے کسی کی ٹانگ یا پاؤں ندارد بعض کے بازو یا
ہاتھ گم ہوئے۔ باقیماندہ خوفناک بیماریوں سے ٹرے ہوئے۔ یہہ سب اُس گہاس کے لئے جس پر اے پیارے
تملیح اگر آپکے کتے یا بلی کے سامنے بہی ڈالا جاتا تو وہ بہی اُسے اپنی بےعزتی اور ہتک سمجہتا۔ ہاتہوں ٹانگوں
دانتوں ناخنوں اور گہونسوں سے ایک دوسرے کے دست و گریبان ہو رہے تہے۔ میں نے اُنکو ٹہنڈا کیا اور بیلو دا
خود اک مساوی حصوں میں سب کو بانٹ دی۔ وہ غول بیابانی اور بہوتوں کے مشابہ تہے۔ اور اُن کی
مدفن گاہ جہنم کا ایک حصہ معلوم ہوتی تہی۔ جب میں باہر جانے لگا تو ایک شخص نے جسکی ٹانگیں غتربود
تہیں بورئیے سے اُٹھ کر مجہے پکڑ لیا۔ اور بالحاح درخواست کی کہ میں اُسے قطار کے کمپ میں اُٹہا کر لیجاؤں۔
تاکہ وہ بہی فوج کے ہمراہ جا سکے۔ دوسرے مصیبت زدگان بہی فوراً متوجہ ہو کر اس دوزخ سے رہائی دلانے
جانیکی استدعا کرنے لگ گئے۔ خوش قسمتی سے اُسوقت ایک خادم جو خود بہی ایک شفایاب سپاہی تہا اور مشکل
رینگ سکتا تہا کمرہ میں پہونچ گیا اور میں دامن چھڑا کر باہر نکل گیا۔ جب میں ایپل لگانے کا کام ختم
کر چکا تو ایک تنگ کوچے کے راستہ جہاں تاریکی اپنے جوبن پر تہی تو ناق کو واپس لوٹا۔ میں اُس میں سے
گذر رہا تہا کہ کسی شخص نے مجہہ پر جہپٹ کر برش کی ہنڈیا میرے ہاتہہ سے چہین لی۔ میرا قیاس ہے کہ اُس نے
لالٹین کی روشنی سے جو ہنگامہ شتی میں میرے ہاتہہ سے چہوٹ گئی تہی ہنڈیا کو دیکہہ کر یہہ سمجہہ لیا ہوگا کہ اس میں
کوئی کہانیکی چیز ہے۔ میں نے برش سے اُسکے منہہ کی خوب گت بنائی جس پر وہ تہوکتا چیختا اور قسمیں کہانے
لگ گیا۔ مگر اُسکا حلق بند ہو گیا اور بالآخر میں نے برش کو اُسکے حلق میں گہسیڑ دیا۔ اتنے میں اور لوگ بہی
اُسکی مدد کو آپہنچ گئے جنکی بولی سے اُنکا بلغاری ہونا معلوم ہوگیا۔ میں نے یہہ سوچ کر کہ حزم اور تامل
دلیری یا بہادری کا بہترین حصہ ہے ہنڈیا کو اپنے نامعلوم اور تاریکی میں چھپے ہوئے حملہ آوروں کے
سپرد کیا۔ ہنڈیا اُنکی اپنی اشتہا کو خوب طرح سے رفع کر لیں اور خود جلد جلد قدم اُٹہا کر تو ناق کی طرف چلدیا۔
[illegible] میں شفاخانہ کے افسروں اور شفایاب سپاہیوں کو سرکاری کاغذات اور رسد کے پیکٹ

باندہنو میں معدودی مجہو وقت ٹہیک یاد نہیں رہ گیا۔ قیاسًا کہتا ہوں کہ دس اور گیارہ کے درمیان
ساتہیوں سے بات چیت کرتے ہوئے مجہے انکی زبانی معلوم ہوا کہ سہپہر کو جسوقت میں اپنی پلٹن کی قطار لیکر
شہر کو چلا آرہا تہا گورنادوتنبیک کی طرف دہواں کہائی دینے سے یہ افواہ اڑ گئی کہ امدادی فوج قریب
پہونچ گئی ہے۔ مگر پہلی افواہوں کی طرح آخر یہ بہی بے بنیاد ثابت ہوئی۔ بلکہ ممکن ہے شاید روسیوں ہی نے دہوکہ
دینے کیلئے عمدًا دہواں کر دیا ہو۔ اسی وجہ سے مشیر اور طاہر پاشا میں اختلاف رائے ہو گیا تہا۔ مشیر
اراباطابیہ میں تہے اور طاہر اسوقت ہیرتوطابیہ میں تہے۔ مشیر کی رائے تہی کہ ان افواہوں کی بادجود حملہ مقررہ وقت پر
کیا جائے۔ طاہر صرف ضد امداد کا انتظار کر لینے کیلئے اور چوبیس گھنٹوں کا توقف کر دینا چاہتا تہا۔ اسکے متعلق
دونوں میں تاربرقی کے ذریعہ سے بحث ہوتی رہی تہی۔ آخر عثمان پاشا نے اپنی معمولی تحکمانہ مزاجی اور
تندی سے کام لیکر تار کو کٹوا دیا۔ اور اسطرح اس بحث کا خاتمہ کر دیا۔

ہم ابہی صندوقوں اور پولندوں کے باندہنے میں مصروف تہے کہ مشیر اور انکا اسٹاف گہوڑوں پر سوار ہو کے سنبھلے
ایک سوار مشعل لئے ہوئے آگے آگے تہا اور سالونیکی مجاہدین کا ایک چہوٹا سا دستہ اردل میں تہا۔ عثمان
قوناق میں داخل ہو کر پاؤ گہنٹہ تک حسین بک گوزلیونا سے علیحدہ ہو کر باتیں کرتے رہے جب وہ باہر آئے
تو مشعل کی پوری روشنی سیدہی انکے چہرہ پر پڑی۔ میں نے ستمبر کی لڑائی سے بعد پہر ان کو سو دفعہ نہیں
دیکہا تہا۔ انکا چہرہ پژمردہ ولاغر اور رخسار خشک ہو گئے ہوئے تہے۔ پیشانی پر گہرے شکن پڑے ہوئے
تہے اور آنکہوں کے نیچے جہکے انداز سے خفگی آمیز عزم بالجزم ٹپک رہا تہا نیلے حلقے بن گئے تہے۔ انہوں نے
میرے سلام کا جواب اپنی عادت کے مطابق سر کے اشارہ سے دیا۔ انکا یہ اشارہ سلام کی بجائے زیادہ چین
بہ جبین ہو کر جہڑکنے کے مشابہ ہوتا تہا۔ وہ شاید کوئی بات کہنی بہول گئے تہے۔ چنانچہ باہر جا کر حسین بک کے
ہمراہ مکان کے اندر چلے گئے اور بڑے کمرہ میں میز کے پاس بیٹہ کر آپس میں کانوں میں باتیں کرنے لگے۔ تخمینًا
تین منٹ کے بعد پہر ان چند افسروں کے پاس جو کہ انہوں نے کرسی پر بیٹہ گیا۔ اور پہر بظاہر اپنی نوٹ بک
پر کچہ لکہنے کا بہانہ کر کے مشیر کی شبیہ پنسل سے اتار لی جس کی نقل اس کتاب میں بہی دیدی گئی ہے جب وہ
سب کو اسی طرح ترش روئی سے سلام کہہ کر اٹہ کہڑے ہوئے تو ہم سب بازار تک انکے پیچہے پیچہے گئے۔ اتحاد
عثمانیہ کے مجاہدین کی پلٹن کی ایک بٹالین سڑک پر صف بستہ کہڑی تہی۔ ایک کمرہ و سامنے بہی
موجود تہا جسمیں فوجی بگل سے سلامی آتا تہی افسردہ سی کوشش کی۔ مشیر نے اپنے خوبصورت گہوڑے

[illegible] الوداع کہا اور قلعہ [illegible] پر آخری نظر ڈال کر ہمیشہ کیلئے الوداع کہنے کے بعد [illegible] صاف۔ اصل کے سوا اور مہاجرین بھی معہ گاڑی انکے پیچھے پیچھے ساتھ ہو لئے۔ [illegible] شام کے قریب رات پلیونا کے مغربی مقامات میں ایک کسان کے جھونپڑے میں بسر کی۔ شہر میں متعدد سپاہیوں میں سے اب صرف گورنر اور انکے ایک یا دو ماتحت۔ ایک ڈاکٹر جو پیچھے رہنے کیلئے منتخب کیا گیا تھا اور میرے خیال میں جن ڈاکٹروں میں سے ایک تھا۔ انکو دو نائب دستیاب سپاہی بیماروں کی خدمت حفاظت کیلئے اور تین افسر جنکو میری طرح آخری انتظام کے متعلق ابھی کچھ کرنا باقی رہتا تھا رکھے گئے تھے۔ ان افسروں کو اپنی اپنی پلٹنوں کو واپس جانے سے پہلے توناق میں جمع ہونیکا حکم تھا۔ وہاں وہ سب آدھی رات سے پہلے پہونچ گئے اور ہم نے رات کا کھانا جس میں روٹی اور دلیا تھا مل کر کھایا۔ پھر ان لوگوں سے جنہوں نے پیچھے رہنا تھا اور انہوں نے ہم کو بادل پژمردہ الوداع کہا۔ رخصت ہو کر ہم ایک جماعت میں قطار کے کیمپ کو چل دیئے۔ آخری مکانوں کے پاس سے گذرتے وقت میں نے پلیونا کو آخری الوداع کہا۔

رات سخت تاریک تھی آسمان کی بجائے سروں سے تھوڑی دور اوپر ایک سخت چھت کو یا ایسی سیاہ پڑی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اور اس میں برف کے چھوٹے چھوٹے پھنیر با آہستگی گر رہے تھے سردی منجمد ہونے کے درجہ سے چند درجے نیچے کی تھی۔ ہم میں سے بعض کے پاس لالٹینیں تھیں۔ انکے بغیر راستہ چلنا محال تھا۔ گھاٹیوں پر غلیظ دھند چھائی ہوئی تھی۔ ہوا سردی کے باوجود حواس کو منقبض کر رہی تھی۔ بلکہ جسموں کو بھی ثقیل اور بوجھل معلوم ہوتی تھی۔ آپس میں تھوڑی بہت جو گفتگو ہوئی وہ بھی دلوں کو خوش کرنے والی نہ تھی۔ [illegible] ہم سب ایک دوسرے سے بیگانہ اور کل کے نمونہ رستخیز معرکہ کے سوا گفتگو کے لئے کوئی مشترک مضمون نہ رکھتے تھے یعنی اس [illegible] کے سوا اور کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے ہم سب کو یکساں دلچسپی ہوتی۔ اور کل کے متعلق بھی ہماری بحث کمال مختصر تھی۔ جسکا خلاصہ ان لفظوں میں ہو سکتا ہے کہ ہمارے [illegible] ہو چکی۔ ہم سب کو کامیابی کے موہوم ہونے پر اتفاق تھا اور اکثر کو کل اسوقت تک زندہ رہنے کی توقع نہ تھی۔ جب انسان کو کھیل تمام ہو چکنے کا یقین ہو جائے تو پھر کل دلیلیں ایکطرف [illegible] ہیں یہی ہماری حالت تھی۔ ہم نے چپ چاپ اپنے ہی تاریک خیالات میں [illegible] کرتے ہوئے راستہ کو طے کیا۔

قطار کے کیمپ پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اکثر الاؤ بجھ گئے ہوئے تھے۔ ہم تھیلیوں میں مختلف چیزیں
تعلق رکھتے تھے۔ کیمپ میں ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ میں اور میرے بریگیڈ کے دو اور افسر ایک
متروکہ جھونپڑی کی طرف جس میں شام کو تاڑ گیا تھا چلدیئے۔ وہ سنگی پل اور چوبی پل سے دو میل سے
بُعد پر دریا کے کنارہ پر تھی۔ اور غالباً ابتدا میں کسی ماہیگیر کا جھونپڑا یا کشتی بنانے والے کا مکان تھی۔ ہم رات
صبح کے ایک اور دو کے درمیان پہونچے۔ اُس میں لکڑی یا سامان کا نام تک نہیں رہ گیا تھا۔ کل تختے
اور کواڑ وغیرہ ایندھن بن گئے ہوئے تھے۔ البتہ چھت قائم تھی۔ محافظ بریگیڈ کے کئی افسر پہلے سے یہاں
بسیرا کئے ہوئے تھے۔

میں نے گراں کوٹ کو اوڑھ کر لپیٹ لیا۔ اور طلوع فجر سے پہلے پلٹن کو جا ملنے کیلئے وقت پر بیدار ہو جانے
کو حسن اتفاق پر چھوڑ کر چند گھنٹے آرام کرنے کو خالی زمین پر لیٹ گیا۔ دریا کی طرف کے دروازہ کے آگے
چوبی چبوترہ تھا جسکے بوسیدہ تختوں پر ایک سنتری تن تنہا کلاک کے پینڈولم (لٹکن) کی طرح باقاعدگی
کے ساتھ ٹہل رہا تھا۔ اور پانی چبوترہ مذکور کے ستونوں اور بلیوں کو تھپیڑے مارتا ہوا گذر رہا تھا۔
جسکے ساتھ کبھی کبھی پانی پر تیرتا ہوا برف کا کوئی ٹکڑا بھی ٹکرا جاتا تھا۔

دریا ودرا اس موقعہ پر ایک سو گز چوڑا ہے۔

دریا کے قریب جوا میں ایسی دھند چھائی ہوئی تھی کہ اوّل ڈویژن کی کوئی چیز مجھے دکھائی نہ دی
مگر جب میں لیٹ گیا۔ تو تھوڑی دیر بعد دونوں طرف سے پلٹنوں کے ٹہلنے کی آہٹ سنائی دینے لگی جو
تا انتشار ابر پانچ بجے صبح تک لگا رہا۔ میں تکان سے نیم جان ہو رہا تھا۔ مگر طبیعت کی بیحد افسردگی نے نیند
حرام کر دی تھی۔ اوّل ڈویژن کے دو بریگیڈ سنگی پل سے اور ایک بریگیڈ چوبی پل سے گذرا۔ تھوڑی تھوڑی
دیر کیلئے بے آرامی کے ساتھ میری آنکھ لگتی رہی۔ جب سردی کی شدت یا خواب ہائے پریشان سے
جو دماغی تردد و انتشار سے آتے رہے آنکھیں کھل جاتیں تو فوج کی یکساں اور یک سری بعید سی آہٹ سے
میں بالکل بیدار ہو جاتا۔ کبھی کبھی سخت زمین پر کسی اچھلتے کودتے گھوڑے کے سموں کی ٹاپ اور بعض
اوقات دبی آواز میں دیئے جاتے احکام کی آواز بھی سنائی دیجاتی مگر اس سے ان ہزاروں آدمیوں کے قدموں کی مسلسل آہٹ
میں جو شخص واحد کے اٹل ارادہ کے غلام بنے ہوئے موت کا جام پینے کے لئے خوشی خوشی
سے بڑھے چلے جا رہے تھے کوئی فرق نہ پڑتا۔

اس رات کسی طرف سے گولہ باری نہ کی۔

پانچ بجے تھوڑی دیر بعد میں ایک عجیب ڈراؤنی خواب سے چونک کر بیدار ہوگیا۔ میں نے خواب دیکھا کہ کوئی نہایت ہی مہیب خوفناک اور دہشت انگیز غول یا بھوت دروازہ میں سے داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہے جس چیز نے مجھ کو ایسا ڈرا دیا تھا کہ میرا بدن سر سے پیر تک شرابور ہوگیا۔ اور اس پر لرزہ پڑ گیا تھا وہ دراصل سنتری کے قدموں کی آہٹ تھی۔ جب ہوش حواس قائم ہوئے تو میں نے دیکھا کہ اب پلٹنوں کے کیمپ کی کوئی آواز سنائی نہیں دیتی اور بالکل خاموشی چھا رہی ہے۔ مگر تھوڑی دیر بعد پہیوں کی آواز آنے لگ گئی جس پر میرا ایک ساتھی جو میری طرح کان لگائے سن رہا تھا پکار اٹھا۔ قطار نے حرکت شروع کر دی ہے۔ میں نے دیا سلائی روشن کی تو معلوم ہوا کہ محافظ بریگیڈ کے افسر چلے گئے ہوئے ہیں ہم اٹھ بیٹھے اور تاریکی ہی میں جلد جلد چند لقمے کھا کر باہر نکل گئے۔ سردی سخت اور رات کمال تاریک تھی میرے ایک ساتھی کے پاس لالٹین تھی۔ مگر اسکی روشنی غلیظ دھند میں جو دریا پر پھیلی ہوئی تھی بالکل بے نور اور دھندلا دھواں معلوم ہوتی تھی۔ اتنے میں ہمیں چند قدموں کی آہٹ سنائی دی یہ وہ ایک چھوٹا سا دستہ تھا جو مشعل کی روشنی میں دریا کے کنارہ کے سنتریوں کو جمع کر رہا تھا۔ دستہ کے کمانڈنگ کارپورل سے مجھے معلوم ہوا کہ اول ڈویژن بخیریت تمام کمال باقاعدگی کے ساتھ دریا سے گذر گیا ہے اور اب قطار با حسن طریق گذر رہی ہے۔ ہم دریا کے کنارہ کنارہ شمال کی طرف چلے۔ قدم قدم پر ہمیں پانی میں گر پڑنے کا خطرہ تھا۔ زمین ایسی پھسلنی اور تاریکی ایسی تھی کہ ہاتھ پسارا دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جنوبی چوبی پل کے سرے کے پاس سے گذر کر ہم ایک بڑے الاؤ کی روشنی کے دائرہ میں پہنچ گئے۔ اس روشنی سے ہمیں چلتی ہوئی گاڑیوں اور خوب لدے ہوئے گھوڑوں کی قطار ناقابل اختتام قطار پل سے گذرتی ہوئی دکھائی دی۔ ہم گاڑیوں کے ہجوم میں بہ مشکل گذر کر اس پگڈنڈی پر جو دریا کے خم کے سرے سے شروع ہو جاتی ہے جا پہنچے۔ اور تاریکی میں بار بار راستہ سے اتر جانے کی تکلیف کے سوا ہم اور سب طرح بخیریت اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ وہاں ایک سنتری نے ہمیں آواز دی جس پر ہم نے اپنی اپنی پلٹنوں کا پتہ دریافت کیا۔ میری پلٹن خوش قسمتی سے چند ہی گز کے فاصلہ پر تھی۔ میں ساتھیوں سے سلام دعا کر کے اپنے کیمپ میں حاضر ہوا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد دو دو باتیں کر کے اپنی کمپنی کی کمان لی۔ میری پلٹن دن رات کو منزل مقصود پر پہنچ کر اس مقام پر جہاں میں نے اتر کر شب باش ہوئی تھی۔ میرے

چلو آنیکے بعد کوئی قابل ذکر ماجرا اسوقت پیش آیا تھا۔

اب تقریباً ساڑھے چھ بجے کا عمل تھا۔ پاؤں گھنٹہ بعد ہمارے کرنیل کالم بک گھوڑے پر سوار آئے انکو میجر سے کچھ گفتگو کی جس پر کمپنیوں کے کالموں میں صف بستہ ہوجانیکا حکم دیا گیا۔ اور اسکے بعد آگے بڑھنے کا ابھی تک بالکل اندھیرا تھا چند آدمی لالٹینیں لیکر آگے آگے ہولئے۔ اور ہم کشتی کے پل جنبان سے جو ہمارے قدموں کے تلے تھرتھراتا اور جھنجھناتا رہا دریا عبور کر گئے ہمارے پیچھے ہماری رجمنٹ کی ایک اور پلٹن اور ایک باتری گذری۔

بائیں کنارہ پہونچکر ہم پل کے سیدھے پاس کھڑے ہوکر پو پھٹنے کا انتظار کرتے رہے جب ہماری پیٹھ بطرف مشرق ہیں۔ اور ستمبر کے قابل یادگار اور معرکہ خیز دوشنبہ کی پہلی چمک نے سخت تاریک دھند کو بھوری سی رنگت کا کردیا جس سے قریب قریب کی چیزیں بھوتوں کی طرح عدم سے وجود میں آکر بتدریج دکھائی دینے لگ گئیں تو ہم اپنی اپنی جگہ پر قائم ہوگئے۔ ایک پلٹن نے شمال کیطرف رخ کرلیا جسکا دایاں بازو (میمنہ) لب دریا پر ختم ہوتا تھا۔ اور دوسری (یعنی میری) مغرب رویہ ہوگئی جسکا بایاں بازو (میسرہ) اوّل ڈویزن کے انتہائی دائیں سرے سے جو ہنوز قرارداده تجویز کے مطابق حملہ کیلئے اپنے اپنے موقع پر صف بستہ ہوگیا تھا مل گیا۔ اور چونکہ توپیں اسی زاویہ قائمہ پر قائم ہوگئیں جو دونوں پلٹنوں کی صف آرائی سے بنگیا تھا۔ حملہ کے شروع ہونے سے پہلے دوسری پلٹن کے سپاہی بائیں ہاتھ پلٹ گئے جس سے انکا رخ مغرب اور نیز ہماری جانب ہوگیا۔ اسکے سوائے انکی وضع میں اور کوئی تغیر نہ ہوا۔ اور اسی ترتیب سے آگے بڑھکر ہم اوّل ڈویزن کے حملہ میں شریک ہوئے۔

میری کمپنی پلٹن کے میسرہ پر تھی جس سے میں اوّل ڈویزن کے قریب ہوگیا تھا میں نے اپنے دونوں دستوں کو متوازی صفوں میں کھڑا کیا۔ سیمور کا دستہ سکرمشروں کی صفیں آگے اور ترراب کا دستہ مصافی صف میں بیس گز پیچھے تھا جب روشنی زیادہ تیز ہوگئی اور نظر دور تک کام کرنے لگ گئی تو میں نے دیکھا کہ اوّل ڈویزن کی صف حملہ آور میرے بائیں طرف دور تک پھیلی ہوئی ہے ڈویزن مذکور کا انتہائی دایاں سرا مجھ سے پچاس گز سے زیادہ فاصلہ پر نہ تھا۔

بوچھار بند ہوگئی تھی اور دن چڑھنے پر دھند بھی بتدریج دور ہوگئی تھی۔ مگر سورج سارا دن چھپا رہا اور حملہ کیوقت ایک لمحہ کیلئے بھی دھوپ نہ نکلی۔ پارہ منجمد ہونیکے درجہ سے ایک دو دقیقے اوپر چڑھ گیا تھا

[illegible] اور رستوں پر چلنا اور پلٹنوں کے قدموں سے تھوڑی ہی دیر میں برف کیچڑ کی شکل میں بدل گئی تھی۔

دہند کے دور ہوتے جانے پر اول دیونزن کی لمبی سیدھی صف کا بتدریج نظر آتے جانا افنا بہ حد نظر پھیلے ہوئے ہونا عجیب شاندار نظارہ تھا۔ بارہ پلٹنیں پہلی صف میں تہیں جن سے تھوڑی سی دور آگے بارہ کمپنیاں سکرمشروں کی تہیں۔ بارہ پلٹنیں ایک سو گز پیچھے دوسری صف میں تہیں اور چھیوں باتیاں بہی اسی صف میں منقسم تہیں۔ ہر ایک شخص اپنی اپنی جگہ قائم پیشقدمی کے حکم کا منتظر۔ ہر ایک کمپنی بہ ترتیب کامل کہ جس پر کوئی حرف نہیں دھرا جا سکتا تہا۔ اور کل مجموعہ شاندار فولادی صفوف جنگ میں ہمہ تن تیار کھڑا تہا۔ شکی اپنو اول ڈویزن کی اُن چوبیس آزمودہ کار اور بہادر چیدہ پلٹنوں سے بڑھکر شاندار پلیونا کے آخری معرکہ میں شریک ہوئیں کبہی کوئی فوج میدان جنگ میں نہیں لا سکی۔ نہ ہی کبھی ویسا شاندار نظارہ اُسکی کوئی فوج دکھا سکی ہے۔ گراں کوٹوں کے سر ٹوپ فسولن (اسکی ٹوپیوں) پر پڑے ہوئے اور اُنکی نوکیں اوپر کو نکلی ہوئیں سپاہیوں کی عجیب و غریب ہیئت بنائے ہوئے تہے اور تلوار سنگینوں کی درخشاں قطاروں کے مقابلہ پر جنکی فولادی پہلوں پر برف آلود آسمان کی خاکی بادل ہوئی رنگت کا عکس پڑ رہا تہا عجب تماشہ دکھا رہے تہے۔

جب یہہ خیال آتا تہا کہ یہہ کل ہزاروں بہادر ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے اور ایک ہی خواہش رکھتے ہیں کہ "یا کر دکھائیں گے یا فنا ہو جائینگے"۔ تو طبیعت خود بخود شگفتہ ہو جاتی تہی۔ سب کا یہی خیال تہا کہ یہہ ہمارا آخری چارہ۔ آخری معرکہ آرائی۔ آخری داؤ اور آخری جان توڑ کوشش ہے۔ اسکے بعد خواہ کچھ ظہور میں آئے۔ ہم تو اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے ہونگے۔ اس نورانی متبرک چنگاری نے جو انسان کے سینہ میں ودیعت ہے اور جسکو عام طور پر اُمید کہتے ہیں ہمیں ایسا مست بنا دیا تہا کہ ہم افسر لوگ بہی جو حقیقت الحال سے سپاہیوں کی نسبت بہتر واقف تہے اس عظیم الشوکت اور پُر جلال صف کو دیکھکر تمام تھکن و شبہات و اسباب نا اُمیدی کو بہول گئے اور قبل از وقت ہی اپنے دلوں میں فتح کے مزے لوٹنے لگ گئے۔

صبح کے اجزا میں سے منحوس اور ڈراؤنے روسی مورچے جو ہمارے اور آنا دی کے درمیان سد سکندری کی طرح حائل تہے بسا نمود دکہائی دینے لگ گئے۔ اُن ہی پر سے جو غبار آلود فضا نظر آتی تہی وہی اس جان توڑ اور جانگداز معرکہ و محاربہ کا جو عنقریب شروع ہونیوالا تہا مدعا و مقصود تہی۔ وہاں پہونچ جانا آزادی

کے مرادف تھا۔

ملک اور ناموس عسکری ایک آخری شاندار قربانی کے متقاضی تھے اور گو ہم اسکے دونوں پہلوؤں سے بخوبی واقف تھے۔ ہم نے بڑی خوشی سے اس قربانی کا چڑھانا منظور کر لیا۔ ہم جانتے تھے کہ یا تو فتح پائی اور وہ فتح ایسی ہوگی جسکی تاریخ عالم میں کوئی نظیر نہیں ہوگی۔ یا بالکل فنا ہوگئے۔ ان دونوں کے سوائے کوئی تیسری صورت ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ ہم اپنے جہازوں کو جلا کر خشکی پر اترے تھے یعنی پلیونا خالی کر آئے اور اپنا کیمپ اور اپنے مورچے چھوڑ چھاڑ آئے تھے۔

۱۰ دسمبر ۱۸۷۷ء کی لڑائی میں ترکی فوج حملہ آور کی ترتیب

		پلٹنیں	رسالے	توپیں
الف	اول بریگیڈ } اول ڈویژن	۸-پلٹنیں	....	۱۲ توپیں
ب	دوم بریگیڈ } اول ڈویژن	۸-پلٹنیں	....	۱۲-توپیں
ج	سوم بریگیڈ } اول ڈویژن	۸-پلٹنیں	....	۱۲-توپیں
د	نظامیہ کیولری	....	۵-رسالے	....
ہ	دوم ڈویژن سے	۲-پلٹنیں	۲-رسالے	۶ توپیں
و	سالونیکی مجاہدین	....	۳-رسالے	....
ز	محافظ بریگیڈ سے	۲ پلٹنیں	....	۶ توپیں
ح	طاہر پاشا اور انکا اسٹاف	....	....	....
ط	عثمان پاشا، انکا اسٹاف اور اردل کی فوج	۱ پلٹن	۱-رسالہ	....
	کالم کی کل جمعیت	۲۹-پلٹنیں	۱۱-رسالے	۴۸-توپیں

باب چہاردہم

پلیونا کی چوتھی لڑائی۔ ۱۰ دسمبر ۱۸۷۷ء

جب صبح کی بے نور اور پھیکی سی روشنی میرے گرد و پیش کل علاقہ پر جو ہندوستان میں بیرفلق بنا رکھا تھا پھیل گئی تو میں نے اُسوقت کی سینری کی جزئیات کو ذہن نشین کر لیا۔ میرے سامنے ہموار بے شجر۔ صاف اور بتدریج اُٹھتا ہوا میدان تہا اور اُس پر دو گاؤں تہے۔ ایک ڈولنا نشٹرو پولی اڑہائی میل کے فاصلہ پر بجانب راست و شمال مغرب کو ڈہلاؤ کی وسط میں اور دوسرا گورنا نشٹرو پولی چار میل کے فاصلہ بجانب مغرب یلسکو کوہ چیلی پر تہا۔ قریب ترین روسی مورچے تین ہزار گز کے فاصلہ پر سامنے کہڑے تہے۔ انکی پہلی قطار میں چہوٹے چہوٹے مٹی کے دمدمے تہے۔ اور اُنسے پانچسو گز پیچہے نسبتاً بلند سطح پر بڑے مورچے تہے۔ میری دائیں طرف دریا کی ہیور شاخ تہی اور بائیں جانب وہ میدان۔ جو دریائی وادی کے کنارہ کنارہ بجانب جنوب مغرب تا بہ افق پھیلا ہوا تہا۔ اور ارخانیہ سڑک کا شوخ خط اُس میں سے گذر رہا تہا۔ میرے پیچہے اوپانتز کی کشتیوں کے پل سے پرے وہ مثلث نما چھوٹی سی گہاٹی تہی جس میں سے دریا گرتو تنزا بہتا ہے۔ اس دریا کا وِد سے مقام اتصال اُس مقام سے جہاں میں کہڑا تہا بمشکل تین سو گز کے فاصلہ بجانب مشرق تہا۔ وادی گرتو پنزا کے دونوں طرف بلند اور عمودی پہاڑیاں تہیں۔ جو پلیونا کے شہر اور ہمارے سابقہ کیمپ کو میری نظر سے چھپائے ہوئے تہیں۔ دریا کو اُس طرف جدہر کو وہ بہتا آتا ہے دیکھنے سے مجہے جنوبی چوبی پل اور پیلانا کی پُل جن پر سے گاڑیاں اور بارکش گہوڑے مسلسل گذر رہے تہے دکہائی دیسکتے تہے۔

یہہ میری پہلی اور آخری لڑائی تہی جو میدان پر ہوئی جن معرکوں میں میں پہلے شریک ہوا تہا وہ پہاڑیوں اور گہاٹیوں کی محدود و تنگ حدود میں ہوئے تہے۔

مشیر کی تجویز کے مطابق قطار طلوع فجر تک دریا سے گذر جانی چاہئے تہی۔ مگر ایسے موقعوں پر توقف ہونے اور وقفے پڑنے لابدی ہوتے ہیں جسوقت آخری گاڑی گذری اُسوقت نو کا عمل تہا۔ نو بجے کل پہلا ڈویژن۔ محافظ بریگیڈ اور قطار بائیں کنارہ پر تہی۔ اور ہماری دو پلٹنوں کے سوار دوم ڈویژن دائیں کنارہ پر تہا۔ ان چھہ توپوں کے ماسوا جو میری پلٹن کے ساتہہ تہیں آخر الذکر ڈویژن کی پانچوں باتریاں دائیں کنارہ کے ڈہلاون پر نصب تہیں جنہوں نے نو بجنے سے تہوڑی ہی دیر بعد

...کے سامنے کے مورچوں پر شیل پھینکنے شروع کر دیئے۔ روسیوں نے سامنے کے مورچوں اور علاوہ ...کے قریب کی بانیکوں سے جواب دیا۔

ساڑھے نو بجے ہمارے بگلچیوں نے "پیشقدمی" کا حکم سنایا۔ جس پر کل صف نے جو دو میل لمبی تہی کالم میں بڑہنا شروع کیا۔ کرنیل میری پلٹن کے آگے ہو گیا۔ ہم ہاڑ ڈویژن کی صف اول کے برابر برابر قدم اٹھائے گئے۔ میں پہلے دستے میں اور میجر بازو پر تہا۔ ترآب اور اسکا دستہ پیچھے تہے۔ جس پہرتی اور تیز قدمی کے ساتھ فوج دشمن کے مورچوں پر بڑہی جا رہی تہی۔ اُس سے زیادہ شاندار ہیں نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ سپاہی کہڑے ہونیکے بغیر چلتے چلتے آتشباری کرتے جاتے تہے۔ اور خوش الحان عربی جملہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" بار بار پڑہتے جاتے تہے۔ یہہ نعرہ پلٹن بہ پلٹن پھیل گیا۔ اور ہر ایک برگزیدہ دل کی زبان سے قدم بقدم اِس جملہ کا ایک ایک جزو نکلتا۔ بالآخر دس ہزار حلقوں نے یکزبان ہوکر بخلوص و خشوع نعرہ مناجات بلند کیا جسکا غلغلہ ضرور آسمان تک پہونچ گیا ہوگا۔ ہم نے ناقابل اعتبار تہوڑے سے عرصہ میں درمیانی میدان کا تین چوتہائی حصہ طے کر لیا۔ روسی انفنٹری کی آتشباری نے ہماری صف میں کئی گہرے رخنے کر دئیے۔ یہہ آتشباری ایسی سخت تہی کہ کل اوّل ڈویژن اور اسکے ساتھ ہم بہی آخر رُک گئے۔ اور پہلی صف کے سپاہی پیٹ کے بل زمین پر لیٹ گئے۔ اسوقت اوّل ڈویژن میں کچھہ انتظام کیا گیا۔ مگر بارود کا دہواں ایسا غلیظ تہا کہ میں اچہی طرح سے نہ دیکھہ سکا کیا کیا گیا ہے۔ میجر زین سوار میرے پاس آیا۔ اور اُس کے حکم سے میں نے ترآب کے دستہ کو اتنا آگے بڑہا دیا کہ وہ پہلے دستے سے چالیس فیٹ پیچہے ہا۔ اس انتظام سے اور نیز زمین کے ہموار ہونیکی وجہ سے کمپنی خوب قابو میں رہی۔

دینولا گولہ باری ایسی تیز ہو گئی تہی کہ کان پہٹے جاتے تہے۔ اوّل ڈویژن کی چہیوں باتریاں قابل تعریف باقاعدگی سے پہیل گئیں اور تہوڑی ہی دیر میں ہماری ۸۰ توپوں میں سے ہر ایک سامنے کے روسی مورچوں پر گولہ باری کر رہی تہی۔ قطار میں غنیم کے کئی گولے پہٹے۔ اور میں نے بادل طبیان دیکہا کہ اُن سے گاڑیوں کی لمبی قطاروں میں کہلبلی پڑ گئی ہے۔

دس منٹ کے وقفہ کے بعد اوّل ڈویژن کے بگلوں نے "حملہ" کا حکم سنایا۔ سپاہی قدموں کے بل کہڑے ہو گئے اور نعرہ جنگ بلند کرکے ہم سیدہے قریب ترین خندق کو دوڑ پڑے۔ غنیم نے ہلاکت بخش آتشباری سے ہماری مشایعت کی۔ جس سے میرے پہلے دستے کے آدہے آدمی فرش خاک پر لیٹ گئے۔

اتنے میں مجھے اچانک معلوم ہوا کہ میرے بازو پر جگہ خالی ہو گئی ہے پھرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میک سنیڈ
ہاتھ مرکھو زمین پر تڑپ رہا ہے اور اُسکی انگلیوں میں سے جو اینٹھی جا رہی تھیں سیاہ خون کی دھار بہہ رہی ہے
مجھے کھڑا اور پھرتا دیکھکر اُس نے ایک ہاتھ میری طرف بڑھایا۔ اُسکی آنکھیں کچھ ایسی حسرت بھری
نگاہ سے تک رہی تھیں کہ میں امید کرتا ہوں کہ خدا مجھے ویسی نگاہ پھر کبھی نہ دکھلائیگا۔ یہہ سب
کچھ اتنے لمحوں میں وقوع میں آیا کہ ناظرین اتنے عرصہ میں اس فقرہ کو پڑھ بھی نہ سکے ہونگے۔ دہنیولا
پہلا دستہ میرے بغیر ہی آگے بڑھ گیا تھا اور دوسرا دستہ اُسجگہ پہونچگیا تھا جسکو ریلے میں میں بھی آگے
چل پڑا۔ اتنے میں اُسنے میرے کان میں باواز بلند کہا "خدا اُسکی مغفرت کرے" اور میرے بازو کو زور سے
پکڑ لیا۔ میں نے پھر دوبارہ لوٹ کر دیکھا۔ مگر میرے مرتے ہوئے دوست اور میرے درمیان دھواں
حایل ہو گیا تھا۔ اُسوقت میں نے اپنے دل سے کہا "اُسکی عمر تمام ہو گئی۔ ایسے کاری زخم سے انسان چند منٹوں سے
زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا" یہہ کہتے ہی میں دوڑ کر پہلے دستہ میں پہونچ گیا۔ میرا دماغ اُسوقت طرح طرح
کے جگرشگاف خیالات سے چکر کھا رہا تھا۔ ہم نے چشم زدن میں پہلی خندق لیلی۔ پھر دوسری پھر تیسری
اور پیشتر اِسکے کہ ہمیں اِسبات کا علم ہو کہ ہم کیا کرنے لگے ہیں۔ ہم کاٹتے۔ مارتے۔ سنگینیں چبھوتے۔ اور تلواریں
چلاتے اور بندوقوں کے کندے اور سنگینیں استعمال کرتے روسی توپوں کے سر پر پہونچگئے۔ اُدھر ہمارے سروں پر
دونوں طرف سے بڑے بڑے اولونکی جیسی بوچھار کیطرح بیشمار گولے فراٹے بھرتے گذر رہے تھے جنمیں سے
ہر ایک کے ساتھ سنسناتے ہوئے سفید دھوئیں کا دم چھلا لگا ہوا ہوتا تھا۔ چوطرفہ سخت گڑبڑ ہو رہی تھی۔ دھوئیں
میں کوئی تمیز نہیں ہو سکتی تھی دشمن کون ہے اور دوست کون ہے۔ شور و غل سے کان بہرے ہو رہے تھے جب
سپاہیوں کا حوصلہ بڑھانیکو میں پکارتا تو مجھے خود ہی اپنی آواز سنائی نہ دیتی۔ یہہ سماں بعینہٖ ایسا تھا کہ گویا
دیوانہ چڑیلیں جشن منا رہی ہیں۔ انسانوں کا یہہ کل جم غفیر جوش و غضب سے خود رفتہ اور دیوانہ ہو رہا تھا۔
اُسوقت کی کیفیت بیان کرنا تو درکنار تصور میں نہیں آسکتی۔

میرے سپاہی اپنی ہی پلٹن کی ایک اور کمپنی اور اول ڈویژن کے انتہائی میمنہ کے دستوں سمیت آٹھ توپوں کی
ایک اُسی بیٹری کے اندر پہونچگئے ہوئے تھے غنیم کے گولنداز اپنے دہشت زدہ اور سراسان گھوڑوں کو
نکال لائے اور پانچ توپوں کو ہٹا لیجانے میں کامیاب ہو گئے۔ دو توپیں گرینیڈیر ہاتھوں سے کھینچ کر لیگئے
ایک توپ ہمارے قبضہ میں رہی۔ ہم نے تعاقب کیا تو شی کی جھونپڑیوں کی بھول بھلیاں میں پھنس گئے جنمیں سے

ہولناک لڑائی کے بعد فتح ہوگئی۔ بالآخر سیبوں سوسیوں سے بالکل صاف ہوگیا اور انکی پہلی قطار کو
مقام سوپو جو حملہ آور فوج کی سمت کے مقابل تھی ہمارے قبضہ میں آگئی۔ وہاں سے پانچسو گز پرے موچوں کی دوسری
قطار تھی جو پہلوں سے زبردست اور زیادہ مضبوط تھی۔

میں نے اپنے آدمی جمع کئے۔ اور اُن کو تعداد میں ساٹھ پایا۔ ترآب کو نہ دیکھکر میں نے اُسکی بابت دریافت
کیا تو اُسکے دستہ کے کارپورل نے چپ چاپ ہاتھ سے ایک بیجان لوتھ کی طرف اشارہ کردیا۔ جو چند گز کے
فاصلہ پر خون کے تالاب میں پڑی ہوئی تھی۔ وہ ترآب کی لاش تھی۔ جو منہ کے بل پڑا ہوا تھا۔ بیوالو کی
گولی کا زخم سر میں اور تلوار کا گھاؤ کندھے پر تھا۔ افسوس دونوں رفیق جو آٹھ ماہ تک رنج و راحت میں شریک
رہے تھے آٹھ منٹوں سے کم عرصہ میں مجھ سے ہمیشہ کیلئے جُدا ہوگئے۔ مگر اُسوقت مجھے اُنکی وفات پر اسلئے افسوس
ہوا تھا کہ میں نے حالت موجودہ کے خطرات کو پوری طرح سے نہیں سمجھا تھا۔ اسی دن بعد میں جب میری آنکھیں
کھلیں میں نے اپنی حالت پر غور کیا تو مجھے اُن پر رشک آگیا۔ وہ نہایت شاندار اور کمال عزت کی موت جو انسان
کو نصیب ہوسکتی ہے فوت ہوئے تھے اور دونوں روبجانب دشمن شہید ہوئے تھے۔ میرا خیال ہے
کہ آدہ گھنٹہ گذرنے کے بعد روسیوں نے بالمقابل حملہ کیا تھا۔ اس اثنا میں ہماری دونوں پلٹنیں روسی
موچوں میں موقعہ بموقعہ قائم ہوگئی تہیں اور انہوں نے موچوں کے دروازوں کو گاڑیوں۔ اسباب اور لاشوں
سے بند کرکے اُنکی حفاظت کا ضروری انتظام کرلیا تھا۔ ہمارا میمنہ بھی غیر محفوظ نہیں چھوڑ دیا گیا تھا
اُس طرف دوسری پلٹن عین وقت پر شمال کو رُخ کرکے قائم ہوگئی تھی۔ کیونکہ ہم نے اُس طرف
دشمن کی فوج کو نقل و حرکت کرتے دیکھ لیا تھا۔ توپیں دمدموں کے پیچھے نصب کردیگئی تھیں اور
انہوں نے دشمن کے سامنے کے موچوں پر شیل پھینکنے شروع کردیئے تھے۔ روسی توپ شیل کا ایک ٹکڑا
لگنے سے بیکار ہوگئی تھی۔ اُسی ہم نے پشتہ پر سے نیچے دھکیل دیکر بالکل توڑ پھوڑ دیا۔

ہم اُسوقت دوم ڈویژن کے آملنے کیلئے سخت بیکل ہو رہے تھے۔ اُوسی مشیر کی تحریر کے مطابق اتابک
دریا عبور کرنا چاہیے تھا۔ اُسوقت تک اس ڈویژن سے صرف میری پلٹن اور ایک دستہ جو ہماری میمنہ پر تھی دریا
سے گذری تھی ہم نے ڈویژن مذکور کو بفاصلہ میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا وہ تو کہیں نظر نہ آیا۔ مگر دائیں
جانب پہاڑی کی علامتیں دکھائی دیں جن سے ثابت ہوگیا کہ غنیم ہماری عقب پر حملہ آور ہوگیا ہے
اور اصل معاملہ بھی یہی تھا کہ اُس وقت تک پلیونا اور ہمارے سابقہ کیمپ کا حصہ کثیر دشمن

کے قبضہ میں ہو گیا تھا۔

میں اپنے کھڑے ہونیکی جگہ سے یہہ نہیں دیکھہ سکتا تھا کہ اوّل ذوینان میں کیا ہو رہا ہے۔ البتہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکے قلب اور میمنہ پر لڑائی بلا توقف جاری ہے۔

اپنی کمپنی میں اب میں ہی ایک افسر باقی رہگیا تھا اور اسکے سات نن کمیشنڈ افسروں میں سے نقال کے علاوہ جسکو میں نے ایک اور کمپنی کا جسکے تمام افسر ہلاک ہوگئے تھے کمانڈر بنا دیا تھا صرف دو زندہ تھے میں نے پھر انتظام کر کے تیس تیس سپاہیوں کے دو دستے بنائے اور انکو کارپورلوں کے ماتحت کر دیا۔ ایک دستہ کو پیچھے روسی مورچوں کی عقب میں مغرب کو رُخ کر کے یعنی بڑے روسی مورچے کی جانب متعین کیا گیا۔ اور دوسرا بطور ریزرو کچی جھونپڑیوں میں رہا۔

میں نے تراب کی آنکھوں کو بند اور اُسکے سرہانے سے آخری مصافحہ کر کے اُسکو گراں کوٹ سے ڈہانپ دیا۔ میں نے ظالم قسمت کو اُسوقت سخت تبرے بھیجے کہ اُس نے مجھے اپنے عزیز ترین دوست کی اُسی طرح خدمت کرنیکی مہلت نہ دی۔ مگر اُسوقت اُسکی لاش مجھہ سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی۔ اُسکا خوبصورت چہرہ مجھے پھر نہ دکھائی دیا۔ میں مبہوت سا ہو رہا تھا۔ اور کچھہ اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ ان دونوں دوستوں کے چلے جانے سے مجھے کس قدر نقصان پہونچا ہے۔

مجھے زمین پر ایک چھوٹی سی کتاب پڑی ہوئی دکھائی دی۔ میں نے اُسکو اُٹھا لیا۔ وہ روسی زبان میں تھی اور اُسکی جلد بہت خوشنما تھی۔ اُسکے خالی صفحہ پر روسی زبان میں بخط طغرا کچھہ لکھا ہوا تھا۔ میں نے اُسے بے دھیان جیب میں ڈال لیا۔ یہاں تک تو ہم فتحیاب ہو رہے تھے۔ مگر مشکل ترین کام ابھی بدستور قائم تھا۔ روسیوں کے زبردست اور بہاری مورچے ابھی سامنے کھڑے تھے۔

میرے سپاہی سخت تکان زدہ ہو گئے تھے۔ وہ کارتوسوں بسکٹوں اور اوزاروں سے اسقدر لدے ہوئے تھے کہ معمولی بوجھہ سے ہر ایک ۲۰ سیر زیادہ وزن اُٹھائے ہوئے تھا۔ اور چار ہفتوں کی مسلسل فاقہ کشی سے وہ ایسے کمزور اور نڈھال ہو رہے تھے کہ فتح کے ابتدائی جوش اور خوشی کے ختم ہوتے ہی اُنکی کامل بے بسی اور درماندگی ظاہر ہو گئی۔ امید بھروسہ انکی دلوں سے کافور ہو گئے تھے اُسی لحاظ سے مجھے کھیل کے تمام ہو جانیکا یقین ہو گیا۔ واقعات مابعد مجھے درست طور پر یاد نہیں رہگئے جہانتک میرا حافظہ کام دیسکتا ہے مجھے یاد پڑتا ہے کہ ابکی روسیوں نے ہمارے میمنہ پر اور پاؤ گھنٹہ بعد ہماری سامنے کی صف

[illegible] سخت نقصان اٹھانیکے باوجود ہم ایک گھنٹہ سے زیادہ اپنی اپنی جگہ پر قائم رہے میری کمپنی میں سے [illegible] اور ہلاک ہوئے جس سے میرے پاس صرف پچاس سپاہی رہگئے۔ دوسری پلٹن کو ہماری پلٹن سے بہی زیادہ نقصان پہونچا۔ اُس پر روسی اور دو ماتحتی انفنٹری کے پے در پے شدید سختی سے [illegible] ہوتے رہے میرا خیال ہے کہ اس پلٹن کے کم از کم دو تہائی آدمی ضرور ضایع ہو گئے ہونگے

بارہ اور ایک کے درمیان کل صف پر پہر ایک سرے سے دوسرے سرے تک بڑی تندی اور تیزی کے ساتہہ لڑائی شروع ہوگئی۔ غلیظ ہوا اور دہوئیں کی وجہ سے میں اپنے اول ڈویژن کی کارروائی کو مطلقاً نہیں دیکہہ سکتا تہا۔ روسی پیل ناٹہ توڑ اولوں کی طرح برس رہے تہے۔ ہمیں آگے بڑہنے اور حملہ کرنیکا پہر کوئی حکم نہ ملا غنیم کو سب طرف سے کمک پہونچ گئی تہی جس سے ہمارے مقابل اسکی اس قدر زبردست فوج موجود ہوگئی تہی کہ آگے بڑہنا اور حملہ کرنا بالکل بیہودہ ہوگیا تہا۔ دو بجے میں نے سالم کے سالم ڈویژن مشرق سے دشمنوں کی مدد کو آتے دیکہے۔

ایک بجے کے قریب میجر نے جو دیر اتنا کاظم بک کے زخمی ہو جانے سے دونوں پلٹنوں کا کمانڈر ہو گیا تہا مجہے بلایا اور ایک روسی گہوڑے کی طرف جو ایک کچی چہت کی دیوار پر کہیں کہیں اُگے ہوئے گہاس کو بیقراری کے ساتہہ نوچ رہا تہا اشارہ کرکے کہا "اس پر سوار ہو جاؤ اور اول ڈویژن میں جاکر مشیر کو اور اگر وہ نہیں تو بہر حال ظاہر کو تلاش کرکے رپورٹ دو کہ دشمن میمنہ پر سے ہم کو سخت دبا رہا ہے۔ زبردست کمک کے بغیر ہمارے لئے اپنی جگہ پر ٹہہرنا ناممکن ہے۔ اسکا جواب لاؤ۔ اور دیکہتے آؤ اُدہر کیا ہو رہا ہے۔" میں نے اپنی کمپنی کے باقیماندہ سپاہیوں کو بڑے کارپورل کے زیر کمان کر دیا اور خود سوار ہوکر اول ڈویژن کی پہلی صف کے پیچہے پیچہے پیغام پہونچانے چلا۔

اسوقت سے آگے جو کچہہ میں نے مشاہدہ کیا۔ افراتفری کے باعث لوح حافظہ پر اسکا ٹہیک نقش نہ ہوا۔ اول ڈویژن کی جن پلٹنوں میں شروع شروع سے گذرا وہ اپنی جگہ پر خاصی قائم اور انکی ترتیب باقاعدہ معلوم ہوئی۔ پہر میں اگلی ایسی پلٹنوں کے پاس سے ہوا جن میں ابتری پہیلنی شروع ہوگئی تہی اور انکے سپاہی صفوں کو چہوڑکر دریا کو ہٹے جا رہے تہے۔ دریں اثنا لڑائی مسلسل اور نہایت تیزی کے ساتہہ برابر جاری تہی۔ بالآخر جب میں قلب کے قریب پہونچا تو وہاں کمال خوفناک بے ہوشی [illegible] دکہائی دیا۔ اور میں خود بہی اُسکے ورطہ میں گہر گیا۔ شروع شروع کی شاندار فتح کے تذکرہ کے بعد اب

لازمی جنرل عثمان ہوگیا تھا۔ اور فوج کی پسپائی جو گو با حکم کیگئی تھی مگر ابتدا ہی با قاعدہ ہی تھی جلدی ہی سراسیمہ و متوحش بھاگڑ کی شکل میں متبدل ہوگئی۔ ہر ایک جان بچانیکے لئے بے تحاشا بھاگ کھڑا ہوا۔ سب کو ہوقوفی سے یہی یقین واثق ہوتا تھا کہ سلامتی صرف دریا کے دائیں کنارہ پر مل سکتی ہے۔ انکو معلوم تھا یا انکا محض خیال تھا کہ اُس کنارہ پر دوم ڈویزن ابھی تک دشمن کے مقابلہ پر ثابت قدم کھڑا ہے۔

میں بھاگنے والی عام پسپائی میں شامل نہیں ہوا تھا۔ نہ میں اسجگہ اُسکا مفصل حال تحریر کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ خطرناک سے خطرناک مقابلہ و معرکہ آرائی سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ میں بالکل بے بس تھا۔ اور آدمیوں گھوڑوں اور چھکڑوں کے اندھے سیلاب کی رو میں بہتا چلا جا رہا تھا۔ ان وحشت زدہ اور اوسان خطا کردہ آدمیوں کی رو کا مقابلہ کرنا ویسا ہی بے سود تھا۔ جیسا کہ بڑھتے ہوئے جوار بھاٹا کی رو کو روکنا۔ ادنی اعلیٰ تمام مدارج کے افسروں نے نظام قائم کرنے اور اس امر کیلئے لاانتہا کوشش کی کہ اُنکے سپاہی کھڑے ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ جو چنداں مستعدی سے تعاقب نہیں کر رہا تھا۔ اس کمال سردی میں بھی انکے چہروں سے پسینہ کی دھاریں چل رہی تہیں۔ اور اُنکا جدوجہد کو فضول محض تھا تاہم انسانی طاقت سے بڑھکر تھا۔ اس ہجوم دیوانگان میں کسی سے کچھ دریافت کرنا ممکنات میں داخل نہ تھا۔ میں یہی کر سکتا تھا کہ رو کے ساتھ بہا جاؤں۔ تمام میدان میں جہانتک نگاہ پہونچ سکتی تھی سپاہیونکی بے شمار قطاریں پلوں کو دوڑی جاتی دکھائی دیتی تہیں۔ قطار اندر قطار ہی تھی تو پنجا نہ میں بل چل گئی۔ اس سے ایسی افراتفری اور کھلبلی پڑ گئی کہ الامان شیل ہمارے درمیان برابر گر رہے اور آدمیوں کے ہجوموں میں بڑے رخنے کر رہے تھے۔ کبھی ان کے ٹکڑے بچھ سو ایک ایک دو دو گز کے فاصلہ پر گرتے رہے۔ میرا گھوڑا ایک خندق میں جو برلب راہ تھی گر پڑا۔ مگر خوش قسمتی سے مجھکو کوئی چوٹ نہ آئی اور میں پیدل چل کھڑا ہوا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ دو میل میں کس طرح طے کر کے سنگی پل تک پہونچ گیا۔ اُسوقت کے واقعات کی میرے حافظہ میں اس قدر گڑبڑ مچی ہوئی ہے کہ مجھے یہی معلوم ہوتا ہے۔ وہ فاصلہ صرف چند سو گزوں کا تھا۔

محافظ بریگیڈ کی چند پلٹنیں جو تازہ دم اور اپنی ترتیب کامل تھیں پیش دستی کر کے ہمارے اور دشمن کے درمیان حائل ہوگئیں۔ اور اُسکو تعاقب سے پوری طرح روک دیا۔ گو میں معاملہ میں بچشم خود نہ دیکھا

جہاں وہ ٹیری شمالی سنا تہا۔ جس بہادر نے یہہ کارنمایاں کیا وہ تیرھویں عثمنٹ کا کمانڈر ہوپا تہا تہا
میں صرف یہہ معلوم کرسکا کہ عثمان پاشا زخمی ہو گئی ہیں اور انگو گاڑی پر بٹھلا کر دیا یا پرے ہوا دیا گیا
ہے۔ پل سے گذرنا نہایت ہی خوفناک کام تہا۔ ویسا خوفناک معاملہ میں نے پہلے یا بعد میں کبھی نہیں
دیکھا۔ آدمیوں اور گھوڑوں کے اس وسیع دہشت زدہ ہجوم اور گاڑیوں توپوں کے اس گھنے جنگل کا دریا سے
جھونکر جانا مجھے معجزہ سے کم نہیں معلوم ہوتا تہا۔ مگر معجزہ ہو یا کچھہ اور۔ یہہ امر واقع ہے کہ اول ڈویژن
محافظ بریگیڈ اور قطعات یعنی ان تینوں میں سے جو باقی بچ رہے تھے وہ سب کے سب صرف دو پلوں سے (کیونکہ
اوپانشرپل سے صرف معدودے چند پلٹنیں جن میں ایک میری تہی گذری تہیں) روسی انفنٹری کے
ایک ہزار گز کے فاصلہ پر آجانے سے پہلے داہنے کنارہ پر پہونچ گئے تہے۔

افسر صرف دوسرے کنارہ پر پہونچکر پسپائی کے روکنے میں کامیاب ہوئے۔ اسلئے نہیں کہ اب بہاگ
کر جانیکے لئے فی الواقع کوئی جگہ نہیں رہ گئی تہی۔ سپاہیوں کو اس امر کا ابہی پورا پتہ نہیں تہا۔ بلکہ
اسلئے کہ اپنے اور غنیم کے درمیان دریا کے حایل ہوجانے اور عقب اور بازوں پر دوم ڈویژن کے
موجود ہونے سے جسکی نسبت ابتک خیال تہا کہ دشمن اُسے مغلوب نہیں کرسکا ہر شخص اپنے تئیں محفوظ
سمجھنے لگ گیا تہا۔ تعلیقہ

داہنے کنارہ پر پہونچکر میں ہجوم کو جو اب بہاگنے سے تہم گیا تہا اور افسروں نے اُس میں کسی قدر نظام
اور باقاعدگی قائم کرلی تہی چیرتا ہوا اپنی پلٹن کو ملنے کیلئے آگے بڑہا۔ ایسا کرنے وقت میں سلمان
پاشنہ کی گاڑیوں میں پہونچ گیا۔ بیرحم گولے تہوڑی ہی دیر میں دریا کے اس کنارہ پر بہی ہمارے
پیچہے پہونچ گئے۔ اور چاروں طرف سے بارود کے صندوق اُڑنے لگ گئے۔ عورتوں کی چیخیں سنکر مضبوط
دلوں کے جگر بہی پاش پاش ہوئے جاتے تہے۔ کیسی ڈراؤنے سے ڈراؤنے خواب میں بہی میں نے اس سے
زیادہ خوفناک نظارہ کبھی نہیں دیکھا۔ ایک گاڑی میرے سامنے گولے سے چورچور ہو گئی اور اُس میں سے
چار عورتوں کی لاشیں زمین پر لڑہک پڑیں۔ اللہ اکبر۔ جنکو ساری عمر نامحرم آنکھوں نے بے نقاب نہ دیکھا

تعلیقہ خلاصہ کہ دوسرے پاشا جو اوپانشر میں کمانڈر تہا۔ اسوقت دشمن کے ساتھ ہتھیار ڈالنے کا ہوا تہا۔ سلطنت کی
عزت اور حیثیت کا خیال کرکے اس سے یہہ کام کرایا تہا۔ اُسے کہلا بہیجا گیا کہ عثمان نے سفید جہنڈا اہرا دیا ہے تم اب کیوں
بے سود ہتھیار اٹھائے ہوئے ہو۔ مگر حق الامر یہہ ہے کہ عثمان نے ادہم سے کم از کم دو گھنٹے بعد جا کر اطاعت قبول کی تہی۔ مصنف

تھا۔ اب انکے اعضا شکستہ ہو یہاں لاشیں تنگی پڑی ہوئی تھیں۔ ایک واقف کو [illegible]
معلوم ہوا کہ جس گاڑی پر میری دست آرکی سوار تھی اُس پر بھی گولہ پڑا تھا اور جو اشخاص پر سوار تھے
سب ہلاک ہوگئے تھے۔ اُسدن قدم قدم پر اس قدر خطرات دکھائی دیتے تھے اور میں ایسا حیران ہو رہا
تھا کہ میں نے اس تازہ مصیبت کی چنداں پرواہ نہ کی۔

ووڈ کے دائیں کنارہ پر شمالاً جنوباً اوپانتز اور بلاسی واتز کے درمیان عثمان پاشا کی فوج نے دشمن کا
آخری مقابلہ کیا۔ میدان پر بھاگتے وقت پلٹنوں اور رجمنٹوں کی ترتیب ایسی ٹوٹ گئی تھی کہ اُسے پھر قائم کرنیکی
کوشش محض بے سود تھی۔ تاہم سپاہی خودبخود اپنی اپنی پلٹنوں اور رجمنٹوں کے لحاظ کے بغیر کالموں میں
صف آرا ہوکر دریا کے کنارہ پر قائم ہوگئے۔ اُدھر توپیں پہاڑیوں کے ڈھلاؤں پر صف بستہ ہوگئیں۔
گاڑیاں عقب کو بھیج دیگئیں افسر اعلیٰ ترین تعریف و توصیف کے مستحق ہیں کہ سخت ترین کاوشوں کے باوجود
اُنہوں نے پاؤ گھنٹہ سے لیکر آدھ گھنٹہ کے عرصہ میں یہ انتظام کر لئے۔

روسی انفنٹری کے دل بادل کا لشکر ہماری نہ میں پہونچنے تک ہم اُنکی تواضع کیلئے تیار ہوگئے ہوئے تھے
چنانچہ الفی آتشباری کی کڑک سے ویران تاکستان آخری مرتبہ پھر گونج اُٹھے پلیونا فوج کی یہ شرع
کیوقت کی لڑائی شروع ہی ہوئی تھی کہ اوپانتز پل کو جاتے وقت جہاں مجھے اپنی پلٹن کے ملنے کی اُمید
تھی میرا گذر ایک سیدھی سادی چوبی عمارت پر ہوا۔ وہ کسی کسان کا جھونپڑا۔ اصطبل یا گودام خانہ تھی
اس موقع پر نسبتاً بہت کم ہجوم تھا۔ صرف پانچ چھ گاڑیاں جن کے بیل تکان سے گرے جاتے تھے شکستہ
دل سپاہیوں کی چھوٹی سی جماعت اور ایک ڈاکٹر وہاں موجود تھا جو سڑک کے کنارہ چند زخمیوں کی مرہم پٹی
کر رہا تھا۔ عمارت کے سامنے دو سالونیکی سوار پہرہ دے رہے تھے۔ اور زخمیوں کو جو اندر جانے پر اصرار
کر رہے تھے عمارت میں داخل نہیں ہونے دیتے تھے۔ کمال تکان زدہ اور بھوکا ہونیکی وجہ سے میں
عمارت کے قریب ایک چٹان پر بیٹھ کر بسکٹ چبانے لگ گیا۔ میں نے اُسے ختم نہیں کیا تھا کہ ایک گاڑی
دروازہ پر پہونچ گئی اور اُس سے چند آدمی ایک شخص کو جسکی ٹانگ پر سخت زخم پہونچا ہوا تھا سہارا دیکر اندر
لیگئے۔ اُسکا چہرہ ایسا سیاہ اور الم زدہ تھا کہ پہلے میں نہ پہچان سکا کہ یہ عثمان پاشا ہیں۔ اُنکی آنکھوں میں
آنسو بھرے ہوئے تھے۔ مگر یہ آنسو جسمانی تکلیف اور درد کے نہیں بلکہ رنج اور غضب کے تھے
اُنکے چہرہ پر ایسا عجیب اور ناقابل بیان انداز برس رہا تھا جو لفظوں کی نسبت زیادہ وضاحت سے بیان

[illegible] کی مسلسل جنگ ختم ہو گئی۔ انجام پہونچ گیا۔ یہہ وہی انداز تھا جس کو فرانسیسی مصنفو نیز
[illegible] کے مصور نے فوج کی پسپائی کی تصویر میں نپولین کے چہرہ پر کامل طور پر دکہایا ہے
[illegible] کو محاصرہ میں آخری مرتبہ قوجی قاعدہ سے سلام کیا جب دوبارہ مجہے خرکوف کے
[illegible] میں انکو سلام کرنیکا موقع ملا تو اسوقت ہم دونوں اسیر تہے۔

چند منٹوں کے بعد عادل۔ یونس (جو سخت زخمی ہو گیا تہا) توفیق۔ احمد اور کئی دیگر پاشا
صاحب ڈاکٹر اور اسکے ایک نایب کو لیکر پہونچگئے۔ میرے پاؤں خود بخود وہاں جم گئے۔ اور میرے
دل نے گواہی دی کہ انہی غلیظ اور بوسیدہ دیوار وں کے اندر ایک عظیم تاریخی واقعہ (یعنی پلیونا فوج
کی تسلیم و اطاعت گزینی) وقوع میں آئیگا۔ دریں اثنا دریا کے کنارہ کنارہ لڑائی برابر جاری تہی۔
اور گولوں کی بوچھار تابر توڑ ہو رہی تہی جنمیں سے کئی عمارت کے قریب گرے۔ توپوں کی گرج جو کبہی قریب
گرتی ہوئی بجلی کی خوفناک کڑک اور کبہی دور کے بادلوں کی دہمک کیطرح سنائی دیتی تہی۔ برف اور
اولوں کی بوچہار کے ساتہہ ملکر باد تند کے پروں پر سوار بلگیریا کے میدانوں کو عبور کرتی ہوئی دور
دور تک پہونچ رہی تہی۔ کہا جاتا ہے کہ یہہ گرج بلقان کے درہ بابا قوناق کی بعید ی چوکیوں کے سپاہیوں کو
کو بہی سنائی دی تہی جو اسے سنکر حیرت زدہ و مبہوت ہو کر آپسمیں سرگوشیاں کرنے لگ
گئے تہے کہ غازی عثمان آخری مقابلہ کر رہا ہے۔ دم توڑتی ہوئی سلطنت کی مضطربانہ ہاتہہ پاؤں مارنے
سے زمین لرز رہی تہی اور دہشت زدہ کائنات واقعۂ عظیم کا عنقریب بچہ جننے کی تکلیفیں سہہ
رہی تہی۔

چاروں طرف سے یاور اور اسعلی چلے آ رہے تہے۔ میں نے کئی ایک سے سوال کیا۔ ان سب نے یہی جواب دیا
کام تمام ہو چکا ہے۔ مزید مقابلہ ناممکن ہے۔ اگر ہم نے ایک یا دو گھنٹے اور غنیم کی فوج پیدل کو روکے
رکہا تو کیا حاصل ہو اس کے گولے ہم کو قطعاً فنا کر دینگے" انہی لوگوں کی زبانی میں نے اوپانتسز
کی فوج کے ہتہیار رکہہ دینے کی خبر سنی اور نیز معلوم کیا کہ غنیم پلیونا اور ان تمام مورچوں پر جو شہر
کے شمال مشرق اور جنوب میں تہے قابض ہو گیا ہے۔ اور صرف کریشن اور بلاسی واتز کے درمیان
[illegible] پاشا اور صادق پاشا کے بریگیڈ اپنی اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ مگر ان کو بہی ایسا سخت
[illegible] ہے کہ وہ بہی بے صبری کے ساتہہ سفید جہنڈا کہڑا کر دینے کا حکم ملنے کا انتظار کر رہے ہیں۔

مکان کے اندر جو کچھ گذرا وہ میری نظر سے اوجہل تھا۔ تاہم مجھے [illegible]
کے افسروں نے یکے بعد دیگرے عرض کیا کہ اطاعت قبول کر لینے سوا ہمیں [illegible]
تو غازی موصوف نے اول اول انکار کر دیا۔ مگر جب چاروں طرف سے قاصد پہ قاصد دوسرے افسروں کی
طرف سے بھی یہی پیغام لیکر پے در پے آنے لگ گئے کہ للہ لڑائی بند کر دیجائے تو آخر عثمان پاشا نے
مجبوراً شکستہ دلی سے چھت پر سفید جھنڈا کھڑا کر دیئے جانیکا حکم دیدیا۔ اُسی وقت جا بجا قاصد لڑائی
کو بند کرانیکے لئے بھیجدیئے گئے۔ اور اُن روسی افواج کے کمانڈر (جنرل گانزکی) کے پاس جو
اب چاروں طرف سے پرے باندہے ہوئے دوڑ کو بڑھی چلی آرہی تھیں ایلچی روانہ کئے گئے کہ چند شرائط پر اطاعت
تسلیم کر لینے کا معاہدہ کیا جائے۔ گانزکی نے بلا شرط تسلیم کا مطالبہ کیا جسے عثمان نے منظور کر لیا
ظاہر پاشا اور جنرل گانزکی میدان جنگ پر ایک دوسرے کو ملے اور معاہدہ تسلیم کا تصفیہ کیا۔

یہہ کل معاملہ عمارت کے پاس کیپٹن کے چلے جانیکے بعد ہوا۔ میں وہاں بیمنٹ ٹھہرا تھا۔ اور میرا یہہ
ٹھہرنا بالکل بیجا اور نامناسب تھا۔ کیونکہ نتیجہ خواہ کچھ ہو اپنی پلٹن کو حتی الامکان فی الفور جا ملنا میرا
فرض تھا۔ یہہ خیال آتے ہی میں بادل افسردہ اوپانسترل کی طرف چلدیا تھا۔ میں چند لمحوں میں قطار
میں پہونچگیا۔ وہ سخت افراتفری کیحالت میں تھی۔ آخر بہت کچھ ادہر اُدہر دھکے دینے اور اوپر نیچے
چڑہنے اُترنے کے بعد میری پلٹن یعنی اُسکا بقیۃ السیف محض حسن اتفاق سے میری توقع سے
بہت جلد مجھے مل گیا۔ اسکا باعث یہہ ہوا کہ وہ شمال کو رُخ کر کے نالہ گرویتزا کے کنارے کنارے جسکے
دائیں کنارہ پر رومانوی میرے جانے سے پہلے ہی قابض ہو گئے تھے صف بستہ کھڑی تھی۔ میں نے
جو کچھ دیکھا اور سنا تھا اُسکی میجر کو رپورٹ دی۔ اور پھر اس آخری مقابلہ میں شریک ہونیکی عزت حاصل
کی جو ششم بریگیڈ کے باقیماندہ حصہ نے غنیم کا کیا تھا۔ باقیماندہ حصہ اسلئے کہ ادہم پاشا کی بریگیڈ کی
باقی چھ پلٹنیں اس سے پیشتر کی اطاعت مان چکی تھیں۔ ہماری دونوں پلٹنوں میں چار سو سے زیادہ
آدمی نہیں رہگئے تھے۔ میری کمپنی میں اب کل ہم چالیس آدمی تھے۔ ہم اس چھوٹے سے دریا کے کنارے کنارے
صف بستہ کھڑے تھے۔ سپاہی مجتمع خاطر۔ بے ہراس اور دونوں صورتوں کیلئے تیار تھے کہ اگر حکم ہوا تو
ہتھیار رکھدینگے۔ ورنہ فنا ہو جائینگے۔

اس موقع پر قائم رہکر ہم دشمن کے نمودار ہونیکا انتظار کرنے لگ گئے۔ ساڑھے تین بجے کے قریب

... کا ایک سب ... تھا کالم سامنے کی پہاڑیوں پر ہمیں دکھائی دیا۔ ہم نے آتشباری شروع
کر دی۔ گزشتہ تمام رات لڑائی ٹھہری رہی تھی کہ ایک سوار قاصد سفید رومال ہلاتا ہوا ہم سے پہونچ گیا اور
حکم دیا کہ فوج نے اطاعت تسلیم کر لی ہے آتشباری بند کر دی جائے۔ ہم نے اُسیوقت تعمیل کر دی اور
ایک منٹ بعد غنیم نے بھی یہی کیا۔ تقریباً اُسی لمحہ جنوب میں بھی یکایک گولہ باری بند ہو گئی اور محاذ
پلیونا میں جس گوشے نے سب سے آخر چلنا تھا وہ سر ہو گیا۔ ہمارے پاس جسقدر تھوڑے بہت سفید پھریرے
تھے ہم نے اُن کو سنگینوں پر بند کر کے ہلایا۔ سپاہیوں نے رائفلیں زمین پر ڈالدیں اور ہم سب تھکان سے
نیم جان کیچڑ بھری زمین پر آلتی پالتی مار کر یا چوتڑوں کے بل بیٹھ گئے۔ اکثر سپاہی اُسی حال میں سو گئے۔
انکو جگایا نہ گیا اور انکی طرف سے بھی دو جرنیلوں نے مراسم تسلیم ادا کر دیں۔ میں ایسا بدحواس اور کوفت زدہ ہو رہا
تھا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آیا بغاوت خونریزی کے تمام جانے پر خوشی کروں یا کہ شکست کھانے
پر افسوس کہاؤں۔ آخر یہی رائے قرار پائی کہ اب تو تن بتقدیر خاموش رہ۔ پھر فرصت کیوقت فیصلہ
کر لیجیو۔ الغرض پلیونا کی چاروں لڑائیوں میں سے آخری اسطرح پر ختم ہو گئی۔ ان میں سے تین میں ہمیں فتح
نصیب ہوئی۔ اور چوتھی میں یقینی بدیہی اور بکمال تعطر بخش شکست۔ مگر وہ ایسی باعزت شکست تھی کہ
دنیا کی شجاع ترین فوج نے بھی شاید ہی کبھی ایسی عزت کے ساتھ شکست کھائی ہو گی۔

اس لڑائی کے حالات اور واقعات ایسے صاف اور واضح ہیں کہ میں صرف چند فقرات کے ابراز کی
کی فہرست دیکھتا ہوں۔ ۹ کو آدھی رات سے گھنٹہ سوا گھنٹہ پہلے روسیوں کو باشی طابیہ اور قلب کے
چند مورچوں کے خالی ہو جانیکا علم ہو گیا تھا اور وہ اُن پر قابض ہو گئے تھے۔ طلوع فجر کے بعد روسیوں نے
گرفتین مورچوں اور ملحقہ باہر کے مورچوں پر قبضہ کر لیا اور انکے چند دستے شہر میں بھی داخل ہو گئے۔
پہلے ڈویژن کو اپنے حملہ میں جس میں غازی عثمان اپنے اسٹاف کے جملہ افسروں سمیت سب سے
آگے رہے تھے سب جگہ پوری کامیابی ہوئی۔ دشمن کے مورچوں کی پہلی قطار پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور بہت سی توپیں
اور کئی صحیح سلامت اسیر فاتحین کے ہاتھ آئے۔ مگر وہاں پہونچکر دوسرے لائن کے شاندار انتظام و بندوبست کا اثر بالوضاحت ہویدا
ہو گیا۔ مجھے اس بات کا کامل انتظام پہلے سے صرف سوچ ہی نہیں رکھا تھا کہ بشرط ضرورت فلاں فلاں مقام سے
اس قدر کمک فی الواقع پہنچ جائے۔ بلکہ عملی طور پر بھی اس امر کی کئی دفعہ مشق کرا چکا تھا جس کا
نتیجہ یہ ہوا تھا کہ روسی افسروں کو ایک ایک پلٹن کے نام اور نمبروں تک یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اگر

حصار کے کسی حصہ پر حملہ ہو تو فلاں فلاں جگہ سے اس اس قدر فوج جس میں فلاں فلاں پلٹنیں ہونگی بھیجی جاسکتی اور وہ اس قدر عرصہ میں حصہ مذکور تک پہونچ سکتی ہے۔ حصار کے ہر حصہ میں کئی بریگیڈ بالکل تیار رہتے تھے کہ اگر کسی دوسرے حصہ کو ضرورت پڑے تو فی الفور اسکی مدد کو روانہ ہو جائیں۔

چنانچہ ما سبق کے سلسلہ میں محاصرہ کنندہ فوج کے ہر حصہ میں آناً فاناً یہہ خبر پہونچا دی کہ ترکوں نے جنرل کاٹیلائی اور جنرل گانز کی کی فوجوں پر حملہ کر دیا ہے جس پر سکوبالف نے دستہ اسنیٹرو مانوی حصہ سے فی الفور بر دست کمکیں امپیریل گارڈ اور گرینڈیئرس کی مدد کو روانہ ہو گئیں۔ اور حصار کے باقی تمام حصوں میں کمکی کالم تیار کر لئے گئے۔ روسیوں کے بالمقابل حملہ سے ترکوں کی صفوں میں گڑبڑی اور سراسیمگی پھیل گئی۔ غازی عثمان ٹانگ پر شیل کا ٹکڑہ لگنے سے سخت زخمی ہو گئے اور اعلیٰ کمان طاہر کے ہاتھ چلی گئی۔ آخر الذکر نے مفتوحہ مورچوں پر قبضہ قائم رکھنے کیلئے جہانتک ممکن ہو سکتا تھا پوری کوشش کی۔ مگر اس میں کامیاب نہ ہوا۔ فوج اپنے پیارے سردار کو جو تلوار اور ریوالور ہاتھ میں لئے پہلے حملہ میں اُنکے آگے آگے رہا تھا صفوں میں نہ پا کر شکستہ دل ہو گئی۔ خود طاہر بھی خفیف سا زخمی ہو گیا۔ مزید برآن اُسکی شہرت میں تیسری لڑائی کے اثنا میں جسکا ذکر میں دسویں فصل میں کر چکا ہوں حرف آگیا ہوا تھا۔ اور عادل حسن عثمان کے بعد فوج کو سب سے زیادہ بھروسہ تھا۔ ابھی وِد کے دائیں کنارہ پر ہی تھا جہاں چہارم اور پنجم بریگیڈ جو عقب اور میسرہ کی حفاظت پر مامور کئے گئے تھے غنیم کے ساتھ ایسے مصروف کارزار تھے کہ وہ تجویز کے مطابق اوّل ڈویژن کی مدد کو نہ پہونچ سکے۔ ان سب کا بل ملا کر نتیجہ یہہ ہوا کہ فوج دیوانہ وار پیچھے کو بھاگ کھڑی ہوئی۔ اور اگر پرتو پاشا کی پلٹنیں قابل تعریف ہمت نہ کرتیں تو وہ میدان میں ہی اُس کا اسی وقت قلع قمع ہو جاتا۔ سب طرفوں سے ترک دریا کے دوسرے کنارہ کو پیچھے ہٹ گئے۔ اور وہاں جا کر آخری مقابلہ کے لئے کھڑے ہوئے۔

ویں اثنا رومانیوں نے ادہم پاشا کے زیر کمان ششم بریگیڈ سے دبا ستقنا میری اور ایک ڈوری پلیق کے کمینہ دہوکہ دہی سے ہتھیار رکھوا لئے تھے جس سے ترکوں کا میمنہ بے خانماں ہو گیا تھا۔ کل فوج میں زیادہ تر بھوک اور جان قطار کی وجہ سے ایسی سخت گڑبڑی ہوئی تھی اور سپاہی ایسے کامل بے حس و حرکت ہو گئے تھے کہ مزید مقابلہ محض ناممکن تھا۔ روسی مورچوں کو سب طرف سے کمک پہونچ چکی تھی۔ اور اس وقت تک محدود جگہ میں

جہاں ترکی فوج کو شکست فاش دینا اور صف پاکندہ ہجوم جمع تھا روسی توپخانہ ایسی مجتمع آگ برسا رہا تھا کہ حملہ کنندگان فوج کا یہہ باقیماندہ حصہ بھی معدوم ہو جاتا۔ ایسی صورت میں عثمان کیلئے اطاعت مان لینے کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں رہگیا تھا غنیم نے شرطوں سے انکار کردیا اور انکو بلاشرط دشمن کے رحم پر بھروسہ کرکے اطاعت قبول کرنی پڑی۔ روسی توپخانہ سفید جھنڈہ کے نصب کئے جانے اور ترکوں کے آتشباری بند کردینے سے آدھ گھنٹہ بعد تک گولہ باری کرتا رہا اسکا عذر بیں یہہ بالکل نہیں کہا جا سکتا کہ روسی توپخانہ کو کوئی غلطی ہوگئی تھی۔ یا اُسے ترکوں کی اطاعت مان لینے کی خبر نہیں ہوئی تھی۔ یہہ بیرحمی کر دینے میں قوانین انسانیت اور آداب حرب دونوں کی سخت خلاف ورزی کی روسی مورخین نے اس معاملہ کی تشریح و توضیح کرنیکی کوئی کوشش نہیں کی۔

روسیوں کا بیان ہے کہ اس لڑائی میں اُنکے ۲۰۰۰ قتل اور زخمی ہوئے جنمیں سے ۱۰۰۰ گاننکی کی فوج گرنیڈیئرز کے حصہ آئے تھے۔ رومانویوں کا بہت خفیف نقصان ہوا۔ ترکوں کا نقصان کسی طرح پانچ ہزار سے کم نہیں ہوا ہوگا یعنی تخمیناً ۱۵ سو شہید اور ۵۰۰۰ سو زخمی ہوئے۔ ان میں سے اندازاً ۲۰۰۰ اول ڈویژن کے۔ ۱۵ سو دوم کے اور پانچ سو قطار اور محافظ دستہ کے قیاس کرلو علاوہ بریں دو سو مسلمان باشندے جن میں زیادہ تر مستورات اور بچے تھے قتل و مجروح ہوئے۔ اور کم از کم پانچسو بیمار شفایاب جو مسلم باشندے بلغاریوں نے قتل کئے یعنی۔ ۱۰ دسمبر کے معرکہ کی طفیل تقریباً ۸ ہزار انسان براہ راست لڑائی میں یا بالواسطہ طور پر قتل اور ناکارہ ہوئے۔

روسیوں اور رومانویوں کی طرف تخمیناً اسی نوے ہزار یعنی ترکی جنگ کنندگان سے تگنے آدمی فی الواقع لڑائی میں شریک ہوئے کل محاصرہ کنندہ فوج میں محصورین کی نسبت آدمی چوگنے اور توپیں ساڑھے پانچ گنی تھیں۔ کل روسی مغربی فوج پلیونا فوج سے آدمیوں کے لحاظ سے چھ گنی اور توپوں کے لحاظ سے آٹھ گنی زبردست تھی۔

اعلیٰ ترکی افسروں میں سے کرنیل علی بک (سابق کمانڈر ڈولنا دوبنیک) اور لفٹنٹ کرنیلان رؤف بک عبد اللہ بک شہید اور عثمان پاشا۔ طاہر پاشا۔ کرنیل یونس بک۔ لفٹنٹ کرنیلان۔ کاظم بک۔ محبوب بک۔ حاتم بک وہیتو بک زخمی ہوئے۔

اوہم پاشا کی چھ پلٹنوں نے جیساکہ انکو چاہئے تھا کام نہ کیا۔ یہہ معاملہ اس امر سے اور بھی زیادہ حیرت

بخشش ہوجاتا ہو کر ادہم پاشا کی بابت دعوات علی التواتر خود کو قابل اور بہادر سپاہی ثابت کر چکا تھا اور
ادہر کرنیل سلیمان بک نے جو منجملہ ان چار پلٹنوں یعنی ا ہیں رجمنٹ کا کمانڈر تھا جانب ملک کل معاملات میں
او پاتھ سوچ کے کمانڈر کی حیثیت سے تمام فوج میں کمال نیک نام را تہا۔ کل فوج اسکی بے اندازہ عزت کرتی
تہی۔ اور سپاہیوں میں اس بات کا عام چرچا رہتا تھا کہ کیمپ بہر میں اُسکے مورچوں کا انتظام سب سے عمدہ ہے
اس استثناء کے سوا آخری حملہ میں پلیونا فوج کا جو ویہ رہا وہ اعلیٰ ترین تعریف کا مستوجب ہے۔
میری رائے میں ان چار باتوں سے حملہ میں ناکامیابی ہوئی۔ ورنہ غالب قیاس تہا کہ ہمیں اپنے
مدعا میں کامیابی ہوتی۔ اوّل وہاں جان بوجہل قطار کے باعث۔ دوم۔ اُس بہاری بوجہ کی بدولت
جو سپاہیوں کو اٹہانا پڑا۔ سوم عثمان پاشا کے زخمی ہوجانے سے اور چہارم ادہم پاشا کی بے وقت تسلیم کر دینے سے
اب ان باتوں کو سوچنا نہ صرف فضول بلکہ رنجیدہ ہو کہ اگر ہمیں حملہ میں کامیابی ہوجاتی تو یورپ کیسا
متحیر و ششدر رہجاتا۔ اس سے کیا نتیجے برآمد ہوتے۔ اور تاریخ عالم میں کس طرح ایک ایسی فتح کا نام ایزاد
ہوجاتا جسکی برابری موجودہ زمانہ کی کوئی فتح نہ کرسکتی اور بالآخر اس سے عثمان کا نام کبہی اُن معدودے
چند مردان خدا کی فہرست میں درج ہوجاتا۔ جو ایسے کام کر کے دکہا گئے ہیں کہ وہ بادی النظر ناممکن نظر آتے
تھے لیکن اس حملہ کو خواہ اسی پہلو سے دیکہا جائے کہ اُس میں شکست ہوئی پہر بہی اس سے کوئی انکار نہیں
کرسکتا کہ وہ کمال شاندار شجاعت و بہادری کا کام تہا۔

پلیونا کی چوتہی لڑائی ثابت کر رہی ہے کہ عثمانیہ انفنٹری جبکہ اُس میں مناسب جوش بہر دیا جائے
جارحانہ کارروائی اور حملہ کرنے میں بہی دنیا کی باقی کل انفنٹریوں سے گوئے سبقت لیجا سکتی ہے۔ اگر عثمان کی
فوج نے پہلے کوئی بہی کارنمایاں نہ کیا ہوتا۔ تو بہی اُسکی ناموری کا سکہ بٹہانے کیلئے اوّل ڈویژن کا یہ
حیرت افزا حملہ ہی تنہا کفایت کر جاتا۔

باب پانزدہم

تسلیم - ۱۰ و ۱۱ دسمبر ۱۸۷۷ء

لڑائی اور محاصرہ کے بیس ہفتوں میں میری پلٹن میں ۹۵۰ سپاہیوں اور ۱۹ افسروں کی اصلی تعداد
کی جگہ دو سو سپاہی اور دس افسر رہ گئے تھے اور میری کمپنی میں ۱۷۵ سپاہیوں اور ۵ افسروں کی جگہ

[illegible] سپاہی ہماری پلٹن میں صرف ۵۰ آدمی بچے تھے جو تعداد ان لوگوں کی
[illegible] جنہوں نے ایک عرب الو شام کو ایک رومانوی کرنیل کے سامنے ہتھیار رکھ
[illegible] ہتھیار رکھنے سے ایک لمحہ پہلے سخت زخم پہونچا تھا اسے رومانوی گاڑی پر چڑھا کر
لے گئے ہیں۔ میرا پہلا کپتان اسی مورچوں میں زخمی ہوا تھا اور جب پلٹن چھوٹی تھی تو دشمن کے ہاتھ اسیر
ہو گیا تھا۔ اقبال کی ٹانگ پر گرنے سے چوٹ آئی تھی۔ مگر اس نے جراحی امداد (مرہم پٹی کرانے)
سے بحالت انکار کر دیا۔

جب رومانوی سپاہیوں نے ہمارے ہتھیار اٹھائے تو میرے سر پر ناقابل ضبط غیظ وغضب کا
بہوت سوار ہو گیا۔ میں نے اپنی تلوار کو توڑ ڈالا اور کاربین۔ ریوالوروں اور کارتوسوں کو گریو تنزا میں
پھینک دیا۔ ایک سپاہی نے جو خط وخال میں سامی (یعنی یہودی معلوم ہوتا تھا) میرے خنجر کو تاڑ لیا
مگر میں نے حوالہ کرنے سے پہلے اسکے پھل کو ہاتھ کی ضرب سے توڑ دیا۔ دوسرے سپاہی نے میری دوربین پر تصرف کر
لیا۔ مجھے اپنا چرمی صندوق پھر نہ دکھائی دیا۔ میں نے اسے پلٹن کی گاڑیوں میں سے ایک پر رکھا تھا۔ میں نے اپنے
سوٹوں اور مواد اشتعال کے باقیماندہ ٹکڑوں میں سے کچھ حصہ کوٹ اور قمیص کے درمیان زرہ بکتر کی طرح سینہ پر
رکھ کر بچا لیا تھا۔ غصہ کے بعد میری طبیعت نے دوسری طرف پلٹا کھایا۔ میں نے ایک چٹان پر بیٹھ کر
منہ کو ہاتھوں سے چھپا لیا اور آدھ گھنٹہ ایسی سخت سوچ بچار میں غرق رہا کہ ساری عمر میں نے ویسا غم پہلے
یا بعد نہیں کیا۔ کسی شخص نے میرے کندھے پر باہستگی ہاتھ رکھ دیا اور مسرت بھری آواز سے مجھے
مخاطب کیا جس سے میں اپنی رنج آمیز غور وفکر سے چونک اٹھا۔ اور سر پھیرنے پر آگ کی روشنی سے جسے
ہمارے چند سپاہیوں نے روشن کیا تھا اس نوعمر رومانوی لفٹنٹ کو اپنے پاس کھڑا دیکھا جس سے میں نے
۱۸ نومبر کو ماتش اور ستعانی طابیوں کے درمیان مختصر سی عارضی التوائے کیوقت دوستانہ بات چیت
کی تھی۔ یکدم میں اسکو پہچان کر مجھے حیرت اور خوشی دونوں چیزیں ہوئیں۔

ورنیلا ہماری دونوں پلٹنیں ایک ایکڑ وسیع جگہ میں بند کر دی گئی تھیں اور ان کے گرداگرد
بیشمار سنتریوں کا پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ دور سے بدمعاشی اور بدمستی کی آوازیں سنائی دے رہی
تھیں۔ یہ روسی سپاہیوں کی آوازیں تھیں جو حسب معمول اپنے ہم جنسوں کی طرح شراب
پی پی کر [illegible] ہوئے تھے۔

ہمارا ملازمی دوست جسکا نام چاؤجیانو تھا سنتریوں کے افسر سے کچھ بات چیت کرکے ہم چاروں تینوں افسروں کو اپنے کیمپ میں لیگیا۔ وہ ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔ ساتھ اوپانسو مورچوں میں سے ایک میں مقیم تھا۔ وہاں اُس نے اپنے ساتھیوں سے ہماری ملاقات کرائی۔ جنہوں نے اندازِ مہمان نوازی و خوش اخلاقی میں گرما گرم کڑاک الف روٹی اور سرد گوشت دیا۔ الغرض ہم نے کیسے بے تحاشا غذا کو چٹ کیا۔ ہم نے تھالیوں کو تنک نانوں سے چاٹ لیا۔ ہمارے رحمدل میزبان شفقت آمیز دلچسپی سے ہمیں دیکھ رہے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ہماری یہ حالت دیکھ کر چاؤجیانو کی روشن آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔

شب ماقبل کی طرح آج کی رات بھی سخت تاریک تھی جسمیں کیمپ کے الاؤوں کی ہلکی سی روشنی جابجا اجالا کیے ہوئے تھی۔ زمین بالکل منجمد اور برفباری شروع ہوگئی۔ سب طرفوں سے راگ رنگ اور ہنگامہ مستی کی آوازیں آرہی تھیں چند روسی افسر بھی ہماری مجلس میں آگئے۔ اُن میں سے ایک نے ہمکو ایک کتاب دکھائی جو انہوں نے دن کو زمین پر سے اُٹھائی تھی۔ اُس نے کہا یہ انجیل ہے اور گلاتز کی کے دستہ گرینیڈیر کے میجر کاسی کاف کی ملکیت ہے۔ یہ تحفہ اُسکی بیوی کے ہاتھ کا ہے۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں اُسکے پاس لے چلتا ہوں۔ ممکن ہے وہ تمہیں اپنے مورچہ میں ٹھہرالے۔ اس سے تم آیندہ چند دنوں کی تکالیف سے بچ جاؤ گے۔ کیونکہ جب تک ہمارے سپاہیوں کا خمار اور مستی دور نہ ہوگی۔ اسیروں کو لازمی طور پر تکلیف برداشت کرنی پڑیگی۔"

چاؤجیانو نے کہا میں بھی ساتھ چلتا ہوں اس سے مجھے معلوم ہوگیا کہ فاتحین عام جشن منا رہے ہیں اور ہر ایک کو نوکری پہرہ سے چھٹی ہے۔ دوسرے صاحب سلامت کرکے جو ترک، روسی اور رومانوی سب آپس میں صلح و امن سے لی بیٹھ کر سگریٹوں کے داؤ لگا کر جوئے کھیل رہے تھے ہم تینوں اس مقام کے راستہ سے جہاں میری پلٹن آگ اور خیموں کے بغیر برف سے ٹھٹھرے ہوئے کھیت میں بے سر و سامان اور شمالی ظالم ہوا سے بالکل غیر محفوظ پڑی تھی گزر نہ سکے۔ پیدل ہی ہوکے کیمپ کو چلدیئے۔ پلٹن کے کیمپ سے ہمیں رنج و درد اور غیظ و غضب کے نعرے سنائی دیئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ روسیوں نے جو رومانوی سنتریوں کی جگہ آئے تھے اسیرانِ جنگ سے نہ صرف جیسی کہ عام روسی سپاہیوں سے توقع تھی نقدی گھڑیاں اور قیمتی چیزیں بلکہ بسکٹیں بھی چھین

ن؁ میں نے یہ نام صرف آواز کے لحاظ سے لکھا ہے۔ اُسکے درست ہجے مجھے معلوم نہیں۔ مصنف

الف شراب اور پانی کا مرکب۔ مترجم

لیکن میرے پاس ابھی تک ساتھی تہیں وہ بھی انہی آدمیوں کو دیکر اپنے ساتھیوں کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ ان کو بھی میری طرح یہ مسئلہ سخت رنج پہونچا تہا۔ میں لمحہ بہر کیلئے رفتار سے علیحدہ ہوا۔ اسی لمحہ چند ہی ہاتھ جھپٹ پڑے اور میری جیبوں کو ٹٹول لیا۔ میں نے اپنے محافظین کو پکارا۔ مگر اُنکے پہونچنے تک بیڈلر کو میری گھڑی اور تھوڑی سے چاندی کے سکے جو جیب میں کھڑکتے تھے لیکر نو دو گیارہ ہوگئے جنکا تاریکی میں تعاقب کرنا بالکل ناممکن تہا۔ خوش قسمتی سے پانچ طلائی پونڈ جو فلالین کی قمیص میں سلے ہوئے تھے وہ بھی میرے پاس چھوڑ گئے۔

تمام میدان لاشوں سے پٹا ہوا تہا۔ اُس میں سے ہم بمشکل گرینیڈیرڈن کے مورچہ کو گئے۔ جب کبھی مجھے خیال آتا ہے کہ اس وقت میں ضرور جنگ کی لاشوں کے پاس سے گذرا ہونگا تو میرے جسم پر لرزہ پڑجاتا ہے۔ مگر رات سخت اندھیاری تھی اور غم کو غلط کرنے کیلئے لڑیوں نے رفتار سے بلند آواز سے بولنا شروع کر دیا۔

گرینیڈیرڈن میں شور مچ رہا تھا۔ بدمستی اور بدنظمی زوروں پر تہی۔ ہم نے کئی شخصوں سے پتہ پوچھا۔ مگر ان بدمست وحشیوں میں سے جو شراب سے اندھے ہو رہے تھے ایک نے بھی درست پتہ نہ بتایا۔ آخر ہم کیمپ کے سلسلہ تار برقی کے ساتھ ساتھ چلنے سے میجر کے مورچہ میں پہونچ گئے۔ مالک کتاب کو میں نے حسب وعدہ واپس دیدیا۔ اُس نے میرا بہت شکریہ ادا کر کے کہا کہ "چلتے وقت مجھے یہی بطور یادگار یہہ کتاب ملی تہی"۔ وہ ہم کو اپنی کچی جھونپڑی میں لیگیا۔ وہاں اور افسر بھی ہم سے آملے۔ اور چاء۔ کونیاک شراب بسکٹوں اور سگرٹوں سے ہماری تواضع کیگئی۔ اُس ایک پیالہ چاء کا میں ہمیشہ ممنون ہونگا۔ اگر میجر کہتا تو اُس کے عوض میں بڑی خوشی سے اپنے پانچوں پونڈ دیدیتا۔ اب رات کے دس بجے کا عمل تہا۔ جسٹن چادچیا اور دوسی لفٹنٹ کو ہم سے رخصت ہونا پڑا۔

میجر کاسی کاف نے چپکے سے میرے کان میں کہا۔ "اگر تمہارے پاس آدہا پونڈ ہو تو تم اُسے دیکو تو میں رات تک تمہاری رہائش کا انتظام کر سکتا ہوں۔ میرے اپنے پاس روپیہ نہیں۔ ورنہ تمہیں نہ کہتا۔ یہہ خرچ تم بہت فائدہ مند پاؤ گے۔" میں نے اُسی رقم مطلوبہ حوالہ کر دی اور اُسکے چہرہ کو تحسین پاکر باقیماندہ ساتھ ہی چار پونڈ بھی اُسکے پاس امانت رکھدیئے کیونکہ میں جانتا تہا کہ انکو پاس رکھنے سے وہ بدمست روسی سپاہیوں کی دستبرد اور قزاقی سے بچے رہینگے۔

میجر نصف پونڈ لیکر باہر نکل گیا اور آدہ گھنٹہ کے بعد ایک نو عمر تاتاری لڑکے کو ساتھ لے آیا۔ جو

میرے بازو پر پٹی باندھ دی اور اب تین پہر سے کم ہی ہنسی کو ضبط کرنیکے لئے ڈاکٹروں کو نشتر
سے دبا ڈالا۔ میرے سخت زخمی ہونیکا سرٹیفکٹ لکھدیا۔ میرا بازو بالکل صحیح سالم تھا۔ البتہ جوؤں
وغیرہ کے کاٹنے سے اُسکی سطح کا چمڑا جابجا پھول گیا ہوا تھا۔ کاسی کاف کے جھونپڑے میں ہی مجھ
ایک افسر کا پلنگ دیدیا گیا۔ جو صبح کی لڑائی میں ہلاک ہوگیا تھا۔ پھر تھوڑی سی اور کونیاک پینے اور سفید
گندمی آٹے کی روٹیاں کھالینیکے بعد میں اپنے مہربان میزبان سے گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کرکے
کمال تکان سے وہ پلنگ پر لیٹ گیا اور کسی طرح کے خواب یا ایک دفعہ بھی دہیان میں جاگنے کے بغیر
کامل بارہ گھنٹے سیر ہوکر سویا۔

دوسرا دن (۱۱ دسمبر) میں نے میجر کے جھونپڑے کے اندر ہی کھانے پینے۔ باتیں کرنے۔ سونے
اور تاش گنجفہ و چوسر کے کھیلنے میں بسر کیا۔ کاسی کاف نے میری درخواست پر امانت میں ایک خفیف
سی رقم جو میری خوراک کی بابت اُسکے حساب میں لکھی گئی تھی وضع کرلی۔ نوجوان ڈاکٹر نے آج پھر
سات آٹھ افسروں کے بالمشافہہ جو سازش میں شریک اور اس تمسخر پر خوب قہقہہ لگاتے تھے میرے
بازو کا معائنہ کیا۔ میں اُس اشد بدمعاش ڈاکٹر کے چہرے کو دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا تھا۔ کہ وہ کس طرح
اُسے قائم رکھے ہوئے ہے۔ سارا عرصہ اُس کے چہرے کے ایک پٹھے نے بھی حرکت نہ کی اور کاغذ کے سفید
ورق کیطرح وہ بالکل صاف اور ہموار رہا۔

میجر کاسی کاف اور اُسکے ساتھی افسروں کے سلوک کا میں کمال مشکور ہوں۔ انکا رویہ نہایت ہی تعریف
کے قابل تھا۔ عام سپاہیوں کی بدمعاشی و بداطواری کے مقابلہ پر اُنکی خوش اخلاقی۔ عالی حوصلگی اور بےغرض
مہمان نوازی روز روشن کیطرح چمک رہی تھی۔

لفٹنٹ چادچیاز مجھے ملنے آیا اور میرے لئے جرابوں کا جوڑا لایا۔ اس چیز کی مجھے سخت ضرورت تھی
اُسکے خوبصورت طفلانہ چہرہ اور خندہ اطواری سے مجھے جیک یاد آگیا۔ اُدہر شراب کا بھی خاصہ غیر معمولی
مقدار میں میرے سر پر سوار تھا۔ میں نے اپنی کل دکھ درد اُسے ایک ایک کرکے سنا دیئے جنکو وہ بڑے تحمل
سے سنتا رہا اور جب تک میں اپنے دل کی بھڑاس نکالتا رہا وہ زنانہ شفقت اور محبت سے میرے ہاتھ کو پکڑے
ہوئے پلنگ کے پاس بیٹھا رہا۔

اُس رات میں سویرے ہی سوگیا اور چودہ گھنٹوں کی مسلسل نیند سے شراب کی پیدا کی ہوئی رقیق القلبی کو کھو دیا

[illegible] میں [illegible] اور حکومت عاکر معلوم ہوا کہ ترک اسیروں کو بہت تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں
[illegible] سے جو کچھ مجھے معلوم ہوا۔ اُسے مختصر طور پر ذیل میں درج کرتا ہوں۔
[illegible] کی فوج تھے۔ اور لارکی درمیانی رات اپنی اپنی جگہوں پر بسر کی۔ جہاں وہ لڑائی کے ختم ہونے کے
[illegible] موجود تھی۔ ہتھیار سب لیلئے گئے تھے۔ اور اکثر کی نقدی قیمتی چیزیں بسکٹیں بلکہ گرم کوٹ تک
[illegible] لئے گئے تھے۔ ترکوں کو آگ جلانیکی اجازت نہ دیگئی تھی۔ اور نہ اُن میں کوئی خوراک اور پانی تقسیم کیا گیا
تھا۔ زمین منجمد ہوگئی تھی اور ساری رات برف پڑتی رہی تھی۔
اسکو قیدی تین حصوں میں تقسیم کئے گئے۔ ایک جماعت گریو تنزا کے قریب جوار کو بھیجدیگئی۔ دوسری
[illegible] کے مغربی کنارہ کے میدان کو۔ اور تیسری دائیں کنارہ پر شہر اور پل کے درمیان ہی سب جگہ
تیسرے کھلے میدان میں رہے۔ رسد پانی مطلقاً تقسیم نہ کیا گیا۔ نہ بیماروں اور زخمیوں کی کوئی خبر لیگئی جب سپاہی
بار بار کچھ کھانیکو مانگتے تو انہیں جواب دیا جاتا کہ "خود تمہارے افسروں کا بیان ہے کہ تمہارے پاس چھ
دن کی خوراک کیلئے بسکٹیں موجود ہیں"۔ اس امر کا کوئی خیال نہ کیا گیا کہ دس میں سے نو کا راشن چھین لیا گیا ہے
[illegible] کے پانی پینے کی ممانعت کردیگئی تھی۔ کیونکہ دریا کا پانی لاشوں کے ڈالے جانے سے خراب ہوگیا تھا۔
گرمایں اور پانی بھی نہ تقسیم کیا گیا۔ اور اسیروں کو پگھلی ہوئی برف اور جوہڑوں کے پانی پر قناعت کرنی پڑی
ترکی ڈاکٹروں سے آلات اور ادویات لیلی گئی تھیں۔ جنکو روسی ڈاکٹروں نے خود اپنے زخمیوں پر استعمال کیا۔
سینکڑوں زخمی اور اعضا بریدہ قیدی پڑے گلتے رہے۔ ایندھن بھی مطلقاً تقسیم نہ کیا گیا۔ البتہ روسی سپاہیوں
نے ترکوں کی ہی شکستہ گاڑیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے فی ٹکڑا پانچ پانچ شلنگ پر بیچے۔ صرف وہی لوگ
جنہوں نے میری طرح اندرونی کپڑوں میں نقدی چھپا کر رکھی ہوئی تھی کوئی چیز خرید سکے۔ روسی۔ بولنڈی
اور رومانوی سپاہیوں نے سات آٹھ چھٹانک وزن کی ایک ایک روٹی دس دس قرش کو صاف پانی کا ایک پیالہ
[illegible] قرش کو اور بکروہ و متعفن برانڈی کی ایک ایک بوتل ایک ایک پونڈ کو فروخت کی۔ پنیر فی اونس
[illegible] پانچ قرش قیمت پاتا تھا۔ اور یہی قیمت ایک عدد آلو یا شلغم کی تھی۔ افسروں کے اسباب
[illegible] سپاہیوں نے سب سے زیادہ بولی پر نیلام کردیا۔ جن ترکوں نے قزاقی کی مزاحمت کی وہ فوراً ہلاک
[illegible] گئے۔ جو تین یا چار شفا خانے کہ عثمان پاشا کے ذاتی اسباب کی حفاظت پر مامور تھے اُنکے ساتھ بھی
[illegible] کیا گیا تھا۔ اور اسباب پر بھی سپاہیوں نے تصرف کرلیا تھا۔

ایک ہفتہ تک جبکہ پہلا گروہ ماسکو کو بھیجا گیا یہی کیفیت رہی کل اسیر پلیونا کے قریب جوار سے چودہ دنوں میں رخصت ہوئے۔ اس عرصہ میں تین چار ہزار آدمی اُن مصائب اور فاقوں کا شکار ہوگئے جو فاتحین نے انکو دئیے تھے۔ چودہ دنوں میں سے صرف آٹھ دن اُن میں تھوڑی تھوڑی روٹی تقسیم کیگئی تھی۔ روسیوں نے اپنی بیکس و درماندہ قیدیوں کو جو جو ناگفتہ بہ اذیتیں پہونچائیں۔ اُن میں سے میں صرف ایک کا مثالاً ذکر کرتا ہوں۔ ان فاقہ کش اور بھی پوش قیدیوں کی گروہ در گروہ کو بلا غرض و بلا مطلب کو ہر او برف میں بار بار کبھی ایک حصہ سے دوسرے حصہ کو بھیجا جاتا تھا۔ اب ایک گروہ کو گرنیوتزا سے تیرہ میل کے فاصلہ پہ گورنا سٹرو پولی بھیجا جاتا اور اُسی دن یا دوسرے دن اُسے پھر گرنیوتز واپس بھیجا جاتا۔

اکثر ذکر کل ہرگز نہیں ترک افسروں کے ساتھہ اُن کے روسی ہمراہیوں نے بہت عمدہ سلوک کیا روسی افسر اپنے سپاہیوں کی درندگی اور وحشت، اپنی کمشریٹ کی کامل بدانتظامی، ہسپتالی بندوبست کی قابل شرم بدنسقی، منتظمین کی ناقابلیت اور بعض قواعد احکام کی بیجا سختی کو خود تسلیم اور اُن پر دلی تاسف کرتے تھے۔

عثمان پاشا کو بعنیلان گاڑی کی۔ کاسیلائی اور چپنات۔ ایک شام کو جھونپڑے (یعنی چوبی مکان) میں جا ملے۔ اُنکے لئے گاڑی منگوائی گئی۔ اور اُس پر سوار کرکے اُنہیں پلیونا بھیجدیا گیا۔ راستہ میں اُنہیں گرینڈ ڈیوک نکلس اور والی سومانیا ملے۔ اول الذکر نے نہایت عزت و احترام کے ساتھہ پیش آکر پاشا موصوف کو اُنکی شاندار مدافعت پہ مبارکباد دی۔ شاہزادہ چارلس نے بھی مصافحہ کیلئے ہاتھہ بڑہایا۔ مگر بہادر عثمان کا اسیری میں بھی وہی غم تھا۔ اُس نے باغی والی ریاست کے ساتھہ مصافحہ کرنے سے انکار کردیا۔ اور اپنا ہاتھہ آگے نہ کیا۔ افسروں نے ہرّاہ کے نعرے بلند کئے۔ اور سپاہیوں نے باقاعدہ فوجی سلامی اُتاری۔ دوسرے دن عثمان پاشا کی زار سے ملاقات کرائی گئی زار نے اُسوقت فرنچ زبان میں یہہ الفاظ کہے:۔

"میں آپ کو آپ کی شاندار مدافعت پہ مبارکباد دیتا ہوں۔ یہہ جنگی تاریخ کا سب سے نمایاں کارنامہ ہے"

اِن الفاظ کی جو تاریخی ہوگئے ہیں کل دُنیا کی متفقہ رائے نے تصدیق کردی ہے

اُسی دن سہ پہر کیوقت کاسکوں اور آسی اور سواروں کے اعزازی دستہ کے ساتھ عثمان پاشا

کو صوفیہ بھیجدیا گیا جہاں وہ وفات تک خیمہ میں مقیم رہے۔ اونکا سابق اعلیٰ ڈاکٹر حاستب بک ایک جرمن ڈاکٹر۔ اور چند خواہران صلیب احمر انکی تیمارداری اور مرہم پٹی کرتی رہیں۔ بوغوث بیگ پاشا و شوکت پاشا اور سجاد بک انہیں خرکوف پہونچا دیا گیا۔ جہاں وہ مارچ ۱۸۷۸ء میں قید سے رہا ہونے تک مقیم رہے۔ ایام اسیری میں اوّل سے آخر تک انکے ساتھہ کمال فراخدلی اور بلند حوصلگی سے سلوک کیا گیا۔ اور جیسی کہ ان کے عام سپاہیوں کو منزل مقصود پہونچنے تک مصائب عدیدہ اور تکلیفات شدیدہ برداشت کرنی پڑیں۔ ویسے ہی اسکے عین برعکس ان کو کمال آرام و آسایش کے ساتھہ رکھا گیا۔ خرکوف میں شیر پلیونا کا شاہانہ اعزاز و اکرام کیا گیا اور وہاں کی اعلیٰ سوسائٹی انکے پاس دہوم دہوم کرتی رہی۔

۱۰ اور ۱۱ دسمبر کو جو معاملے پلیونا میں گذر گئے قلم ان کو بیان کرسکنے کا یارا نہیں رکھتا۔ میں نے چشم دید شاہدوں سے ایسی ایسی باتیں سنیں کہ انہیں سنکر انسان غصہ کے مارے کپڑوں سے باہر ہو جاتا ہے۔ اور اسکا خون کھولنے لگ جاتا ہے۔ بلغاریوں نے بالکل وحشیوں اور دیوانوں ایسی حرکتیں کیں جب یہہ خیال آتا ہے کہ عیسویت کی اسلام پر فتح پانیکی خوشی اس طرح منائی گئی تھی کہ عیسائیوں نے بیگناہوں کا قتل عام کیا۔ انکا مال و اسباب لوٹ لیا اور ناگفتہ بہ جرایم کا ارتکاب کیا تو روح کو سخت صدمہ پہونچتا ہے۔ فتح پلیونا پر جو جو ظلم وقوع میں آئے۔ اُن سے بلغاری قوم کے نام پر ہمیشہ کیلئے دھبہ رہیگا۔ یہہ ظلم ایسے نہ تھے کہ انکا ہونا اٹل تھا۔ بلکہ کمال آسانی کے ساتھہ انکے ارتکاب سے پہلو بچایا جاسکتا تھا۔

پلیونا ۱۴۳ دنوں کی مدافعت کے بعد جو بقول زار اسکندر ثانی دنیا کی تاریخ کے کمال شاندار کارناموں میں سے ایک کارنامہ تھی" فتح ہوا۔ ان دنوں میں ۹۳ دن سخت محاصرہ رہا۔ یعنی ۸ ستمبر سے لیکر ۲۴ر تک ۴۶ دن ابتدائی محاصرہ اور ۲۴ اکتوبر سے لیکر آخری دن تک ۴۷ دن واقعی محاصرہ اس عرصہ میں تین (یعنی ۳۰ جولائی۔ ۱۱ و ۱۲ ستمبر اور ۱۰ دسمبر کی) بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں چار یعنی پلیونا کی لڑائی مورخہ ۲۰ جولائی۔ پلیشات کی لڑائی مورخہ ۳۱ اگست۔ لوفچہ کی لڑائی مورخہ ۳ ستمبر اور گورنا دوبنیک کی لڑائی بتاریخ ۲۴ اکتوبر۔ دوسرے درجہ کے معرکے۔ اور بیشمار چھوٹی چھوٹی معرکہ آرائیوں کے علاوہ ۲۰ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں یعنی بالاوسط ہر پانچویں دن ایک لڑائی ہوتی رہی۔

پلیونا کی بدولت روسیوں کے کم از کم ۵۰ ہزار۔ رومانیوں کے دس ہزار اور ترکوں کے تیس ہزار آدمی

ہلاک اور ناکارہ ہوئے۔ جو لوگ بیماری سے فوت ہوئے اور نیز وہ آٹھ نو ہزار اسیران جنگ بھی جو روسی علاقہ میں پہونچنے سے پہلے بھوک سردی اور بیماری سے مر گئے اسی تعداد میں شامل ہیں۔ مگر پلیونا کے مقتول و مجروح باشندوں کو بھی شامل کیا جائے تو اُن لوگوں کی تعداد بھی جانیں یا اعضار پلیونا کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھے ایک لاکھ سے کم نہیں[۱۲۵] پہنچاتی۔ اُن میں سے چالیس ہزار بیماری فاقہ اور ضربات سے یا تو اُسی وقت یا بعد میں جاکر ہلاک ہوئے۔ فقط میدان جنگ میں بیس ہزار ہلاک ہوئے۔ پلیونا کے قرب و جوار میں ایک شہنشاہ کی بیوقوفی اور جہانبانی و سیاست کی بیس ہزار قربانیاں آخری نیند سو رہی ہیں۔

اوّل سے لیکر آخر تک مع جملہ نقصانات پلیونا کو فتح کرنے کیلئے روسی تخمیناً اڑھائی لاکھ آدمی اور سات سو توپیں اور ترک اُسکے بچاؤ کے لئے ساٹھ ہزار آدمی اور ایک سو توپیں میدان جنگ میں لائے۔ روسیوں کی تعداد میں رومانوی بھی شامل ہیں۔

محاربہ پلیونا گو ایسی ایسی مہیب اور رقت انگیز باتوں سے مملو ہے کہ خداوند کریم ناظرین کو انکھوں سے پہوڑ خواب میں بھی اُنکی نظیر نہ دکھائے۔ تاہم اُس میں ایسی باتیں بھی تھیں جن سے انسانی فطرت کے کمال خوبصورت اور شریفانہ بلکہ ملکوتی جوہر واضح ہو رہے ہیں۔ بفرض محال اس محاربہ سے تاریخی یا سیاسی یا علم حرب یا فن جنگ کے متعلق کوئی سبق حاصل نہ ہو سکتا ہو اور نہ وہ ایسی بنیاد کا کام دیسکتا ہو جس پر آئندہ کیلئے خیالات و قیاسات کی پل بندی کیجائے۔ تاہم اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ اُس نے وہ ارفع و اعلیٰ شوکت و عظمت و رفعت کل دُنیا کو دکھلا دی ہے جس پر وہ لوگ جو سچائی کی حمایت میں لڑ رہے ہوں یا اُنکا خیال ہو کہ وہ سچائی کی حمایت میں لڑ رہے ہیں پہونچ سکتے ہیں۔ یہہ میرے منصب سے خارج ہے کہ واقعات گذشتہ سے جو سبق حاصل ہو سکتے ہیں اُنکو سوجھاؤں یا اُن سے نتائج اخذ

---

[۱۲۵] کرو یا لکن لکھتا ہے کہ ارتسبرگ کے بعد روسی فوج پیدل میں ہر روز دو سو آدمی بیمار ہوتے تھے۔ اگر کیولری توپخانہ قطار و قشار کی نسبت یہہ فرض کر لیا جائے کہ کل عرصہ میں اُنکا دسواں حصہ بیمار ہوا تو کل روسی فوج محاصرہ کنندہ کے بیماروں کی تعداد ۲۲ ہزار تک پہونچ جاتی ہے جن میں سے ضرور حصہ کثیر مر گیا ہوگا کیونکہ صرف سخت بیمار و مجروح پیچھے بھیجے جاتے تھے جنکی بیماری معمولی ہوتی تھی وہ کیمپ میں ہی رہتے تھے جہاں کافی و مناسب علاج معالجہ نہیں ہو سکتا تھا۔ مصنف۔

کریں یا کمی بتا پر آئندہ کے لئے پیشینگوئیاں کریں۔ تاہم اگر میں اس موقع پر ایک اہم نصیحت زبان سے نکال دوں تو شاید بیجا نہ ہوگا۔ یہ نصیحت نہ فقط پلیونا کی محافظت میں ہی بلکہ کل محاربہ بر سر میدان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اور مندرجہ ذیل ترکی ضرب المثل اسے بلا کم و کاست واضح کر رہی ہے۔ "دشمن قارنجہ الیسہ فیل کبی لمن ایلہ" گو تمہارا دشمن چیونٹی کے برابر ہو اسے ہاتھی ایسا سمجھ کر کام کرو۔"

تاکہ ناظرین کو محاربہ کی عام کیفیت کا پتہ مل جائے میں اس موقع وہ تمام واقعات جو پلیونا کے محاصرہ کے اثنا میں یورپ اور ایشیا میں وقوع پذیر ہوئے بالاختصار بیان کئے دیتا ہوں اور اوّلاً یورپ کو لیتا ہوں۔

نار وج کی فوج قرہ لوم کے بائیں کنارہ پر اور اسکے مخالف سلیمان پاشا کی فوج رسگراد اور اسکے قرب جوار میں تھی۔ آخر الذکر نے ۱۹ر نومبر کو چار ڈویژنوں سمیت "دریا لوم کو عبور کر کے بتاریخ ۲۶ر نومبر روسی فوج کے قلب اور درمیانی حصہ پر جو بمقام مچکا مقیم تھا حملہ کیا۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔

بعد ازاں سلیمان نے روسیوں کے میمنہ کی طرف رُخ کیا اور ۴ر دسمبر کو مقامات ماریان۔ سلاتی اور آلینا چھین لئے۔ سلاتی تیتزا تو روسیوں نے دو دن بعد پھر لے لیا۔ مگر آلینا جو اصل کارآمد موقع تھا ترکوں کے پاس ہی رہا۔

شپکا اور اسکے گرد نواح میں راڈسکی اور رؤف پاشا کی فوجیں بدستور اپنی اپنی جگہ پر مقیم رہیں آخر الذکر نے ۸۔ ۱۱۔ اور ۱۲ر اکتوبر کو غنیم پر حملہ کیا۔ مگر ہر مرتبہ پسپا کر دیا گیا۔ ان فتوحات سے روسیوں نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور اپنی جگہ پر ہی قائم رہے۔ برف کی وجہ سے اس نواح میں کوئی اہم کارروائی نہ کی گئی۔

مغربی بلگیریا میں روسی فوجیں فتح پلیونا سے پیشتر ہی جنوب میں الدروپول سے ورتزا تک اور شمال میں رشتی سے لوم پلنکہ تک پھیل گئی تھیں۔ محمد علی کی بابا قوناق والی فوج کا عدم وجود برابر تھا۔ اور بعد ازاں عثمان کی تسلیم یا اطاعت گزینی سے روسیوں کی مغربی فوج کا ڈی وِل اور چار دوسری ڈویژن دوسرے کاموں کیلئے فارغ ہو گئے۔ اور ساتھ ہی اس سے یورپ میں ترکوں کا سیمنہ بے پناہ ہو گیا اور انکے لئے مشرقی بلگیریا اور مشرقی رومیلیا کے مغربی نصف حصہ پر قبضہ

قائم رکھنا ناممکن نہ سہی مشکل و دشوار ہوگیا۔

ثانیاً۔ ایشیا کے واقعات۔

روسی سپہ نے جنرل اوکلوآشیو کے زیر کمان بتاریخ ۱۱ نومبر ۱۸۷۷ء بمقام بیشش پاشا پر بمقام کستو بانی حملہ کیا۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اس لڑائی کے سوا اس نواح میں کوئی اہم معاملہ نہ گذرا۔

دربنو لاقلب میں فیصلہ کن جنگ ہوچکا تھا۔ مختار پاشا نے اپنی فوج کا باقیماندہ حصہ اور نیز ان کمکوں کو جو دوسری فوجوں سے آئی تہیں۔ بمقام دیوبویون جمع کیا تہا۔ ۴ نومبر کو جنرل ہیمن نے وہاں حملہ آور ہوکر اُسے سخت ہزیمت دی۔ اور وہ اپنی سپاہ کا بقیۃ السیف ہمراہ لیکر ارض روم کو بھاگ گیا۔ ۹ اور ۱۰ نومبر کی درمیانی رات کو روسیوں نے اس قلعہ پر دہاوا کیا۔ لیکن کامیاب ہوئے۔ اس پر اُس کا باقاعدہ محاصرہ کیا گیا۔ مگر اسمٰعیل پاشا کی اپنی اور نیز مختار پاشا کی باقیماندہ فوج نے محاربہ کے آخیر تک اُسکی خوب حفاظت[۱۲۶] کی۔ اختتام محاربہ پر معاہدہ سین شیفانو کی شرایط کے رو سے روسیوں کو اسکا قبضہ دیدیا گیا تہا۔ دربنولا ۱۷ اور ۱۸ نومبر کی درمیانی رات کو جنرل لازارف نے قارص[۱] کو دہاوا کرکے فتح کرلیا تہا۔ ترکی فوج نے ۲۲ دن تک کمال شجاعت و مردانگی کے ساتھ اُسکی محافظت کی تہی جب اسمٰعیل پاشا کی فوج مختار پاشا کی باقیماندہ فوج کو جاملی تو روسیوں کی فوج میں جو جنرل ترگوکاسوف کے زیر کمان تہی اور اسمٰعیل پاشا اُسے روکے ہوئے تہے۔ دوسرے کاموں کیلئے فارغ ہوگئی۔ چنانچہ وہ جنرل ہیمن کی فوج سے جاملی اور دونوں نے ارض روم کا محاصرہ کرلیا۔

اس محاصرہ کے سوا ایشیا میں ایک طرح سے جنگ کا خاتمہ ہوگیا تہا۔ ایک تو جاڑا بہت ہی سخت تہا اور دوسرے دونوں فریق تہک گئے تہے جس سے انہوں نے خود بخود قبل از وقت جنگی کارروائیاں ملتوی کردیں۔

[۱۲۶] ارض روم کی مدافعت و محافظت کی کیفیت گو دنیا کو بالعموم معلوم نہیں۔ مگر جنگی تاریخ کا وہ بہی ایک معرکہ اور شاندار واقعہ ہے۔ اور بجائے خود نہایت شاندار جنگی کارنامہ ہے۔ مصنف۔

[۱] مؤرخین کا بیان ہے کہ روسیوں نے یہ مقام چند شیعہ اہالیان شہر کی غداری اور نمک حرامی کی طفیل فتح کیا تہا۔ سنہ ۵۴-۵۵ء کے محاربہ کریمیا کے وقت بہی روسیوں نے اسکو فتح کرلیا تہا۔ عمر پاشا فتح سباستوپل کے بعد اس سے روسیوں کا محاصرہ اٹھانے کیلئے آرمینیا گئے۔ مگر وہ اُنکے پہونچنے سے پہلے فتح ہوچکا تہا۔ ارض روم کا قبضہ روسیوں کو معاہدہ برلن کے رو سے چہوڑنا پڑا تہا۔ معاہدہ سین سٹی فانو اور معاہدہ برلن سلاسفر و صد مظالم آرمینیا میں درج ہیں۔ مترجم۔

آٹھ مہینوں کی کامیابیوں و سیوت نے بے تعداد افواج اور سلطنت کے بہترین ماہران علم حرب
اور بیس ہیلی کاف بیرون اصلاز ارف) افسروں کی موجودگی کے باوجود ایک[1] اصد فتح (یعنی فتح قارص)
کے علاوہ اور کوئی نمایاں فتح حاصل نہ کی۔ اور یہ ایک فتح بھی متواتر شکستیں کھانے اور مہینوں اٹھانے کے
بعد حاصل ہوئی۔ باقی رہے ترک۔ اس محاربہ میں اخبار بین دنیا کی نظروں میں انکی وقعت بہت ہی گھٹی
اخبار پڑھنے والوں کے حصہ کثیر نے پیشینگوئی کی تھی کہ ایشیا میں روسی بلا مزاحمت آگے بڑھتے جاوینگے
اور کل ملک پر قبضہ کر لینگے۔ وہ اسکی دلیل یہ دیتے تھے کہ یہ لازمی امر ہے کہ ترک اپنی بہترین فوج یورپ
میں جمع کرینگے اور ایشیا میں ناقص حصہ رہیگا جو روسیوں کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکیگا۔ مختار پاشا کا نام
بھی اس محاربے سے کل دنیا میں مشہور ہو گیا اور ۱۸۷۵ء و ۱۸۷۶ء میں صوبجات بوسینیا و ہرزی گوونیا
میں انکی نیکنامی میں جو تھوڑا سا فرق پڑ گیا تھا اُسکی پوری پوری تلافی ہو گئی۔

اگر آدمی کو موقع ملجائے تو وہ بالعموم اپنے تئیں اُسکے قابل ثابت کر دکھاتا ہے یہ مقولہ یا اصول
۱۸۷۷ء کے محاربہ میں تین شخصوں کی نسبت بالکل درست ثابت ہوا ہے۔ اور وہ تین شخص جنہوں نے
اپنے تئیں اِن موقعوں کے جو انہیں دیے گئے قابل ثابت کیا۔ (اسوقت کے ایک جرمن اخبار نویس کے
استعارہ کے مطابق) یہ تھے پلیونا کا شیر ببر۔ شپکا کا بُل ڈاگ اور کوہ قاف کی لومڑی۔ محاربہ مذکور
میں چوتھا موقع مشرقی بلگیریا میں پیدا ہوا تھا۔ مگر اُسے پکڑ لینے کو کوئی آدمی نہ تھا اور وہ یونہی گیا۔

باب شانزدہم

اسیری و خاتمہ۔ دسمبر ۱۸۷۷ء سے اپریل ۱۸۷۸ء تک

زمانہ اسیری کے واقعات سے اگر میں چاہوں تو خاصے حجم کی کتاب تیار کر سکتا ہوں بعض ماجرے
کمال خوشگوار تھے۔ اُن تین مہینوں میں میں نے اپنی عمر کے باقی ۳۵ برسوں سے کئی حصے زیادہ عشقبازی
کی اور دوسرے جو شروع شروع میں ہی پیش آئے ایسے تھے کہ اب تقریباً بیس برس گذر جانیکے

---

[1] مختار پاشا جنوری میں یورپ بلالئے گئے تھے۔ جہاں انہیں دار الخلافہ کی حفاظت کا کام سپرد کیا گیا تھا۔ یہ مجھے
معلوم نہیں ہوا کہ وہ ارض روم سے جبکہ روسیوں نے محاصرہ کیا ہوا تھا کس طرح باہر نکل آئے تھے۔ مصنف

[2] یعنی عثمان پاشا۔ سلیمان پاشا۔ مختار پاشا۔ مترجم۔

باوجود یہی جب اُنکا خیال آتا ہے تو بدن پہ لرزہ پڑجاتا ہے۔ میں صرف موٹی موٹی باتیں تحریر کئے دیتا ہوں۔ میجر کاسکوف کے پاس میں ایک ہفتہ سے زیادہ ٹھیرا۔ وہ اور اُسکے ساتھی مجھ پر بے انتہا مہربانی کرتے رہے۔ ایک دن علی الصباح جبکہ سخت سردی پڑ رہی تھی اور زمین پر دو دو فیٹ برف منجمد تھی مجھے ایک چھکڑے پر بٹھاکر ورتنزا بھیجدیا گیا۔ چھکڑے پر مجھے صرف اپنے میزبان کے رسوخ اور بتاوٹی نظم کی طفیل جگہ ملی تھی۔ ورنہ پیدل جانا پڑتا۔ ورتنزا جاکر میں دو ہزار اسیران جنگ کی جماعت میں شریک ہوگیا۔ جماعت مذکورہ رومانوی سپاہیوں کے پہرہ میں تھی۔ ورتنزا سے ہم براہ سستوا و سمنترا سچارسٹ کو گئے۔ راستہ میں ڈینوب کو ر وسیوں کے بنائے ہوئے کشتیوں کے پل سے عبور کیا۔

یہہ سفر جو آٹھہ دن میں ختم ہوا سخت مہیب تھا۔ کل علاقہ برف سے ڈھنپا ہوا تھا اور ہر وقت اندہی برف اور کوہر کے طوفان چلتے رہتے تھے۔ میں اور پچاس ساٹھہ دیگر چھکڑوں پر تھے۔ باقی کل قیدی اور محافظ سپاہی پیدل تھے۔ البتہ کہیں کہیں رحمدل رومانوی دہقان تھوڑے تھوڑے فاصلوں کے لئے اکثر پیدلوں کو اپنے چھکڑے دیدیتے تھے۔ میں نے بچشم خود کم ازکم چار سو اسیروں کو راستہ میں تکان سے گرتے دیکھا۔ اُنکی کتنے کے برابر بھی پرواہ نہیں کیجاتی تھی۔ وہ یا تو سردی یا بہوک سے وہیں پڑے پڑے مرجاتے یا بھیڑئیے جو کالم کے ساتھہ ساتھہ لگے رہتے تھے زندوں کو ہی پھاڑ ڈالتے۔ جو آدمی گرتا۔ اُسی وقت اُسکے سر پر کوے۔ گدیں اور چیلیں منڈلانے لگ جاتیں اور جب سمجھتیں کہ اب اُس میں سکت نہیں رہگئی تو یکبارگی ٹوٹ پڑتیں۔ آٹھہ دنوں میں تین مرتبہ ہمیں کھلے میدانوں میں بسر کرنا پڑا۔ زمین پر کئی کئی فیٹ برف ہوتی۔ اور پارہ منجمد ہونیکے درجہ سے کئی دقیقے نیچے گرا ہوا ہوتا تھا۔ کرسمس ڈے (بڑا دن یعنی یوم ولادت مسیح) میں نے اسی حال میں منایا تھا۔ دیہات میں عموماً چند گھنٹوں کے لئے مکان ملجاتے تھے۔ مگر راستہ سے اسیروں کی پہلے اس قدر جماعتیں گذر چکی تہیں کہ کسانوں کے دل سخت ہوگئے تھے۔ پہرہ کے بعض سپاہی پورے وحشی تھے اور بعض (بالخصوص افسر) بے اندازہ مہربانی کرتے تھے۔ اکثر بےزبان اسیروں کی طرح گم سم اور مٹی کے بت تھے۔ نہ وہ سفاکی جانتے تھے اور نہ رحمدلی۔ قصہ مختصر ان فاقہ کش۔ آبلہ پا۔ دہجی پوش اور بے سکت و درماندہ قیدیوں کی قطار پریشان سے زیادہ ابتر حالت کا کوئی نظارہ تصور میں نہیں آسکتا صرف عثمان کی اسیر شدہ فوج کے پانچ ہزار آدمی سمنترا اور سچارسٹ کے درمیان ضایع ہوئے تھے۔ اس فوج میں سے جس میں کبھی ۴۰ ہزار آدمی تھے فقط ۵ ہزار واپس ہوئے تھے

میں پانچ ہزار میں سے صرف بارہ ہزار اپنے گھروں کو واپس گئے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ روسیوں کی قید میں چار لاکھ ہزار اشخاص فوت ہوئے تھے۔

تجارسٹ پہونچکر ہماری مصیبتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ وہاں کے بازاروں میں رومانوی مستورات قیدیوں میں قہوہ۔ شوربا۔ روٹی مٹھائی۔ تمباکو۔ سگرٹ اور شراب تقسیم کرتی رہیں۔ ہمیں بارکوں میں اتارا گیا۔ وہ ہم کو بہشت سے کم نہیں معلوم ہوئی تہیں۔

وہاں پہنچنے سے دو دن بعد مجھے زبانی اقرار پر رخصت ملگئی۔ اور جرمن قونصل نے ایک فرنیچ تارک الوطن خاندان سے میری ملاقات کرادی۔ میں دو ہفتہ اسی خاندان کے پاس ٹہرا اور وہ لوگ میرے ساتھ بڑی مہربانی اور شفقت سے پیش آتے رہے۔ میں اُنہی کے مکان پر تہا کہ بیمار ہوگیا۔ بیماری کے دنوں میں مالک مکان کی بیوی اور لڑکی کمال محبت سے میری تیمارداری کرتی رہیں۔ میں نے اپنے باپ کو روپیہ کیلئے تار دیدیا تہا۔ جس نے ایک ساہوکار کی معرفت مجھے معقول رقم بھیج دی۔ اکتوبر کے وسط سے بعد مجھے گھر سے پہلا خط بھی وہیں تجارسٹ میں ملا۔ اسحکہ اور نیز خرکوت میں محافظین میری خط وکتابت کو پہلے خود کھول کر دیکھ لیا کرتے تھے۔ تجارسٹ میں ہی میری باش جاوُش تقبال اور اپنی پلٹن کے دیگر چند آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔

رومانویوں کا مجھے ایک عجیب خاصہ یہہ معلوم ہوا کہ وہ یہودیوں کو روسیوں اور استردیوں سے بھی بڑھ کر کمال نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اُن سے سخت بغض رکھتے ہیں۔ کل ملک عملی طور پر یہودیوں[1] کے ہاتھ میں تہا۔ اور کسی قوم یا فرد کا یہودیوں کے بس میں ہونا یہہ معنی رکھتا ہے کہ وہ قوم یا وہ مرد یا عورت ذلت کے پست ترین قعر میں ڈوب گئی ہوئی ہے۔

چھٹی ختم ہونیکے بعد دوسرے دن میں کئی سو ساتھی قیدیوں اور روسی پہرہ کے ہمراہ بیل چیرہ کو روانہ ہوگیا جس جگہ رومانوی ریلوی لاین ختم ہوکر روسی لائن شروع ہوتی تہی۔ وہاں ہم کو بیس میل چھکڑوں پر سفر کرنا پڑا۔ بعد ازاں پہر ریل پر سوار ہوگئے۔ اُن مقاموں کے نام بھی فراموش ہوگئے ہیں خرکوت کے نصف راہ پر ہم نے ایک چھوٹے سے مقام میں ایک رات اور دو دن قیام کیا

---

[1] یہودی ممالک یورپ میں زیادہ تر سودی بیوپار اور اس سے اُتر کر عام تجارتی کاروبار کرتے ہیں۔ انکو وہاں کا بنیا سمجھنا چاہئے۔ مترجم

اس جگہ کا بھی مجھے نام یاد نہیں رہا گیا۔ ہم سٹیشن پر سوئے تھے۔

خرکوف پہونچکر میں تین دن بارکوں میں رہا۔ بعد ازاں زبانی اقرار پر ایک گونہ آزادی مل گئی پانچ ہفتہ کامل رہائی ملنے تک میں ہر ہفتہ زبانی اقرار پر چٹھی کی تجدید کرالیتا رہا چھٹی ملنے پر میں نے اپنی رہائش کے لئے علیحدہ مکان لے لیا اور اپنے کھانے پینے کا الگ انتظام کر لیا۔ اس رعایت پر میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ مگر ساتھ ہی اسکی بدولت سپر خرچ بھی بہت آپڑا۔ روسیوں کو بنکو پولی صوفیا اور دیگر مقامات سے وردیوں اور کپڑوں کے بڑے بڑے اسٹو بھی ہاتھ لگے تھے۔ ان اسٹوروں سے مجھے نے کپڑے اور وردی مل گئی تھی جنکو پہن کر میں خوب اکڑا پھرتا تھا۔ میری صحت۔ طاقت اور طبیعت کی شگفتگی بھی پوری پوری بحال ہوگئی ہوئی تھی۔ ذاتی اوصاف یا روپیہ کی بدولت میرے بہت سے دوست اور بیشمار شناسا ہوگئے تھے۔ ملاقاتیوں یا دعوتیوں کی مجھ پر ہر وقت بھرمار رہتی۔ مجھے ضیافتیں کھلا کھلا کر اس طرح موٹا کیا جاتا تھا جس طرح کسی نمائشی جانور کو کیا جاتا ہے۔ میرے درجہ کے لوگ میری ویسی ہی خاطر مدارات کرتے رہے جیسی کہ سارا شہر اور سارا علاقہ عثمان پاشا کی۔ الغرض میرے ساتھ بہادرانہ خوش اخلاقی نوازش۔ کشادہ دلی اور مہمان نوازی کے ساتھ جو تعلیم یافتہ روسیوں کا خاصہ ہے سلوک ہوتا رہا۔ خرکوف کی اقامت کا زمانہ میری عمر کے ان معدودے چند زمانوں میں سے ہے جن میں میرے دن کمال راحت اور خوشی سے بسر ہوئے ہیں۔ محاربہ کی تکالیف اور سختیوں نے مجھے ایسا سخت جان کردیا کہ بخار سٹ والی مختصر سی بیماری کے بعد راوڈی جنیرو (برازیل کا دار الخلافہ) میں زرد بخار سے ایکدفعہ بیمار ہونے کے سوائے میں کبھی ایک دن کیلئے بھی بیمار نہیں ہوا۔ حتی کہ زکام اور سردی کی بھی کبھی شکایت نہیں ہوئی۔ جنگ کے دوران میں جو وحشت۔ درندگی اور سنگدلی طبیعت میں نشو ونما پاگئی تھی۔ وہ جلد دور ہو گئی۔ اور اب میں ایسا رحمدل اور خدا ترس ہوں کہ تیمار نے یا پھول توڑنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔

محاربہ روم و روس کے آخری حصہ کی داستان ۱۰ دسمبر سے شروع کرکے چند الفاظ میں بتائے دیتا ہوں۔

سلیمان پاشا کی فوج ۱۲ دسمبر کو بمقام مچکا شکست کھا کر افراتفری کے ساتھ سیچک اور سگرا کی مضبوط دیواروں کی پناہ میں چلی گئی۔ الیناسا دسمبر کو چھوڑ دیا گیا۔ اور خود سلیمان مشرقی رومیلیا میں بلا لیا گیا۔

روسی مغربی فوج بلقان کو دو راستوں سے عبور کر گئی (درہ باباقوناق سے ۳۱ دسمبر کو اور درہ طروپان سے ۸ جنوری کو) اور ۴ جنوری کو اس نے صوفیا پر قبضہ کر لیا جسے محمد علی کی فوج نے بتاریخ ۳۱ دسمبر بمقام طاش کسن کمزور سی مزاحمت کرنیکے بعد چھوڑ دیا تھا۔ اور خود قسطنطنیہ کو ہٹ گئی تھی۔

ترکی شپکا فوج بتاریخ ۹ جنوری ۱۸۷۸ء شینوو کی خونخوار لڑائی میں کامل ہزیمت یاب ہو کر فنا ہو گئی۔ فتح پلیونا سے ٹھیک ایک مہینہ بعد درہ شپکا کا راستہ روسیوں کے لئے کھل گیا۔ اس درہ کو ترک چھ مہینے تک روکے ہوئے تھے جس عرصہ میں انکی پچاس ہزار روسیوں کی تین ... مذکور میں کام آئے۔

فلپ پولی پر ۱۴ جنوری کو اور ایڈریانوپل پر جسے ترک ایک دن پہلے خالی کر گئے تھے ۲۰ جنوری کو قبضہ کر لیا گیا۔ ورنیولا سربی ۱۴ دسمبر کو سرحد سے عبور کر آئے تھے اور انہوں نے جانگدار معرکوں کے بعد ۲۴ دسمبر کو آق پلنکہ اور ۲۸ دسمبر کو بمقام پیروٹ فتح کر لیا تھا۔ اہالی مانٹی نیگرو کو بھی جنہیں پہلے ہی چند بے حقیقت سے مقامات پر مثلاً بتاریخ ۸ ستمبر نکحزیں فتحیں حاصل ہوئی تھیں اس عرصہ میں مزید فتوحات حاصل ہوئیں۔ ۱۰ جنوری کو انہوں نے مقام انٹی واری اور ۱۹ جنوری کو ڈلسگنو فتح کر لیا۔

قشن کا سر بیوں نے و یڈن کا رومانیوں نے اور سکوتری کا اہالی مانٹی نیگرو نے محاصرہ کر لیا ہوا تھا۔ یونان نے بھی یہ خیال کر کے وہ اپنے ہمسایوں سے کیوں پیچھے رہے جنوری میں اپنی فوج سرحد پر بھیجدی۔ مگر جب ٹرکی نے بے سکت ہونیکے باوجود اس کے حملہ کے روکنے کا انتظام کر لیا تو انگلستان اور آسٹریا کے معنی خیز ایما پر اسے پیچھے ہٹا لیا۔

سلیمان نے مشرقی رومیلیا میں ادہر ادہر سے جو فوج جمع کی وہ متواتر شکستیں کھانے کے بعد اپنا سارا توپخانہ دشمن کے حوالہ کر کے کوہ رہوڈوپ کے راستہ ویدی انا چ کو ہٹ گئی اور وہاں سے براہ سمندر قسطنطنیہ چلی گئی۔

۳۱ جنوری کو فریقین میں جنگ کا عارضی التوا ہو گیا۔ مگر باوجود اس کے روسی قسطنطنیہ کی طرف برابر بڑھتے چلے گئے۔ پلیونا کے فتح ہوتے ہی سلطنت میں مدافعت کی بالکل سکت نہ رہی تھی۔ تاہم دار الخلافہ کو محفوظ کرنیکے لئے حیرت افزا اور سر توڑ کوششیں کی گئیں۔ محمد علی کو فوج مرتب

کرنے کا کام سپرد کیا گیا۔ اور جس قدر سپاہ بہم پہونچ سکتی تھی اُسے قسطنطنیہ میں جمع کیا گیا۔ جب محمد علی شرائط صلح کا تصفیہ کرنیکے لئے ایلچی بنکر روسی کیمپ میں گیا تو دارالخلافہ کی کمان مختار پاشا کو بعجلت ارض روم سے بلایا گیا تہا تفویض کیگئی۔ سلیمان پاشا قسطنطنیہ پہونچتے ہی گرفتار کیا گیا۔ اور اس پر غداری کا الزام لگایا گیا یہہ الزام رؤف پاشا نے جو شپکا فوج کا اُسکے بعد کمانڈر ہوا تھا اُس پر لگایا تہا۔

فروری کے خاتمہ کے قریب روسی قسطنطنیہ کے سامنے پہونچگئے ۳ مارچ کو معاہدہ سین شٹی فانو پہ دستخط ہوئے جس کے رو سے بلگیریا اور مشرقی رومیلیا کو ایک ناوی دیکر باجگذار خود مختار ریاست بنایا گیا۔ رومانیا کو باجگذاری سے مطلق العنان کرکے تاج شاہی دیا گیا۔ سرویا کو اضلاع نش۔ پیروٹ اور ورانجا۔ مانٹی نیگرو کو اضلاع انٹی واری ڈلسگنو اور کچہہ حصہ البانیا کا۔ رومانیا کو صوبہ ڈوبرڈشا اور روس کو اضلاع قارص۔ ارض روم۔ باطوم (وار دہان۔ مترجم) اور صوبہ بصربیا کا وہ حصہ جو رومانیا کے پاس تہا دئیے گئے۔ مگر اس معاہدہ کے شایع ہونے پر یورپ نے مداخلت کرکے مطالبہ کیا کہ اسکی بحالی یا منسوخی پر کل ممالک کی رائے لیجائے۔ انگلستان نے اپنا بیڑہ جہازات بحیرہ مارمورہ کو بھیجدیا جس سے روسیوں کو قسطنطنیہ پر حملہ کرنا مشکل ہوگیا۔ آسٹریا کے بھی تیور بگڑ گئے۔ اور رومانیا ایسا برافروختہ ہوگیا تہا کہ اُسکی اپنے سابقہ رفیق (روس) سے جنگ ہوجانے میں ذرا سی ہی کسر باقی رہگئی۔ روس کو انگلستان کی زبردست تیاریوں[1] سے جب معلوم ہوگیا کہ وہ اس دفعہ محض باتیں ہی نہیں کررہا بلکہ عملی طور پر بھی کچہہ کر دکہانے کو تیار ہے تو اُس نے انگلستان کا مطالبہ مان لیا اور معاہدہ

[1] حکومت برطانیہ کی بنیز دفوج طلب کیگئی اور وہ اور ہندوستان سے کئی ہزار دیسی فوج جزیرہ مالٹا کو بھیجدیگئی تہی۔ گرچند دنوں کی تشکیک کے بعد یہہ کل عیسائی سلطنتوں کا رپیچ فارورہ ل گیا حتی کہ جب روس نے برلن میں کانگرس کا ہونا منظور کرلیا تو روس اور انگلستان میں کانگرس کے اجلاس سے پہلے ہی اہم امور پر باہمی سمجہوتہ ہوگیا تہا۔ اور جب لارڈ سالسبری و بیکنسفیلڈ برلن کو گئے تو اس امر نامہ کی نقل اُنکی جیب میں موجود تہی۔ آسٹریا کی خفگی بہی مصنوعی اور ٹرکی کے مقبوضات ہضم کرنے کے لئے تہی نہ کہ روس کو دہکانے کے لئے۔ خود انگریزی مصنفین نے لارڈ بیکنسفیلڈ کی دورخی پالیسی پر جسمیں ایک طرف ٹرکی کے ظاہری رفیق بنے رہے اور دوسری طرف اُنکے دشمنوں سے سازباز کیگئی سخت ملامت کی ہے البتہ رومانیا کی برافروختگی بالکل سچی اور بجا تہی۔ اُسکو روسیوں نے رفاقت کا ایسا عوض دیا کہ شاید پہر کبہی وہ اُنکے پھندے میں نہ آئیگا۔ مترجم

سین سٹیفانو کی شرائط کی پڑتال اور آخری تصدیق و دوستی کیلیئے دول یورپ کی برلن میں کانگرس منعقد ہوگئی جس نے ۱۳ر جون سے ۱۳ر جولائی ۱۸۷۸ء تک اجلاس کیا۔ کانگرس نے معاہدہ مذکور کی حسب ذیل ترمیم کی شرقی روم‌یلیا کو خود مختار کرنیکے بجائے سلطنت عثمانیہ میں ہی شامل رہنے دیا گیا۔ گو یہ صورت زیادہ عرصہ قائم نہ رہی اور صوبہ مذکور ۱۸۸۵ء میں ترکی گورنمنٹ کے برخلاف بغاوت کر کے کسی طرح کی خونریزی کے بغیر بلگیریا سے ملگیا۔ یونان کے ساتھہ وعدہ کیا گیا کہ اسکی حدود کی درستی کردیجائیگی۔ چنانچہ اس درستی کیلیئے ۱۸۸۱ء میں اسکو ترکی سے اضلاع آرتا، ترکالہ اور لاریسا (یعنی تھیسلی) دلا دیئے گئے۔ آسٹریا کو صوبجات بوسنیا اور ہرزیگووینا پر قبضہ کر لینے کا اختیار دیا گیا۔

جہاں تک یورپین مقبوضات کا تعلق تھا ٹرکی کی ایسی تکابوٹی کیگئی کہ یورپ میں مغرور و متکبر تاتاری سلطنت کا صرف شائبہ باقی رہ گیا۔ رومانیا کو ہی نہیں کہ اپنی تکالیف کا کوئی معاوضہ نہ ملا۔ بلکہ روس کی مہربانی سے اُسے فی الواقع نقصان اُٹھانا پڑا۔ یعنی بسریبیا کا جو علاقہ اُسکے پاس تھا وہ اس سے لیا گیا۔ اور اُسکے معاوضہ میں جو ڈوبروڈشا کا علاقہ اُسے دیا گیا۔ وہ بنجر محض ہونیکی وجہ سے بالکل ناکارہ تھا۔ روس کو بشیار جانوں اور بے انتہا روپیہ کے صرف کے عوض (ایشیا) میں دو تین (مترجم) چھوٹے چھوٹے ضلعے ملے۔ لیکن ساتھہ ہی کل یورپ اُس سے بدظن ہوگیا۔ تاوان جنگ کا حصہ کثیر اب تک غیر موصولی ہے۔ البتہ سرویا اور یونان کو جن میں آخرالذکر نے ذرا سی ہاتھہ پاؤں نہ ہلائے تھے اور اول الذکر نے ذراسی زحمت گوارا کی تھی معقول علاقے مل گئے۔ مانٹی نیگرو نے اپنے علاقہ کو دوگنا کر لیا۔ بلگیریا کو آزادی تو ملی مگر برائے نام۔ اُسے درحقیقت روس کے ہاتھہ کٹ پتلی بننا پڑے۔ اور سالہائے دراز کی مشکلات اور ہنگاموں کے بعد وہ اِس محکومی سے مخلصی کرا سکی۔ آسٹریا کو جو محض تماشا دیکھتی رہی تھی۔ دو نہ خیز اور سرسبز صوبے ملگئے۔ اور انگلستان کو یہہ ملا کہ "عزت کے ساتھہ صلح ہوگئی"۔[1]

یہہ نتیجہ نکلا اُس جنگ کا جو سفاکی خونریزی اور بربادی میں اُس وقت سے بعد ۱۸۱۵ء جبکہ نپولین اول کو شہنشاہی اور مردم کشی کے کاروبار سے بالجبر معزول کیا گیا اپنی کوئی نظیر نہیں رکھتی۔ اُس وقت سے بعد جبکہ میں نے گھر سے رخصت ہوتے وقت اُن کو جنہیں میں پیار اور عزیز تھا الوداع کہا تھا۔

سلہ مسٹر سربرٹ نے یہاں پورا سچ نہیں لکھا۔ انگلستان کو صرف یہی نہ ملا۔ بلکہ باقی سب سے زیادہ مادی فائدہ بھی اُسی کو پہونچا۔ جزیرہ قبرص معاہدہ برلن سے پہلے لے لیا گیا۔ اور مصر کا قبضہ بھی بالواسطہ یا اس جنگ کی طفیل انگلستان کو حاصل ہوا۔ (مترجم)

[1] یہہ فقرہ لارڈ بیکنسفیلڈ نے برلن سے انگلستان واپس جا کر کہا تھا۔ مترجم

کسی وقت بہی میری آنکہہ آنسوؤں سے تر نہ ہوئی تہی۔ اُن تمام رقت آمیز مصائب میں سے خونریز
مشاہدہ کیں کسی سے بہی میری چشم پُر نم نہ ہوئی۔ نہ اُسوقت جبکہ رنج و راحت میں شریک ہونیوالے رفیق
یکے بعد دیگرے صفوں سے گرتے جاتے تہے۔ نہ اُسوقت جبکہ مجہ سے بہت زیادہ مضبوط دلوں والے
چوطرفہ اتمام مایوسی دیکہہ کر لڑکہڑا گئے تہے۔ نہ اُسوقت جبکہ ظالم و بیرحم قسمت نے مجہے اپنے فرش خاک پر گرے
ہوئے دوست کے ہاتہہ کا جو موت سے اینٹہا جا رہا تہا مصافحہ کرنیکے لئے ایک لحظہ کی بہی مہلت نہ
دی۔ نہ اُسوقت جبکہ ہماری آخری شمشیر بازی اکارت ہوگئی تہی اور وہ فولاد مزاج ناموس جسکی دیوتا کی
طرح پرستش کیجاتی تہی رنج و الم سے دیوانہ ہوا جاتا تہا۔ اور نہ اُسوقت جبکہ سنسان۔ برف پوش میدانوں پر
میرے ہمراہان سفر ایک ایک کرکے موت کی آغوش میں چلے جا رہے تہے اور زمین پر گر کر اپنی حرمان نصیب
آنکہوں کو ہمیشہ کیلئے بند کرلیتے تہے۔ مگر جب آہنی سڑک کے کنارہ کنارہ وہ چیزیں دکہائی دینے لگ گئیں
جن سے میں بچپن سے مانوس تہا۔ جب وہ سڑکیں اور کہیت جن پر میں اکثر گذرا کرتا تہا یکے بعد دیگرے تیزی کے
ساتہہ سلسلہ وار میری نظروں کے سامنے سے گذرنے لگے۔ جب وہ مینار اور بازار جو گو خوشنما نہیں مگر مجہے
کبہی فراموش نہیں ہوسکتے۔ اپریل کی ایک خاموش سہاونی شام کی دہندلی ہوئی روشنی میں زمانہ گذشتہ
کے جنات کی طرح سر بفلک کہڑے دکہائی دئیے۔ اور ہر بریک نے گاڑیوں کے پہیوں سے رگڑ کہانی شروع کی۔
اور بالآخر جب پلیٹ فارم پر میں نے اُسکو کہڑا دیکہا جو خدا پر بہروسہ کرکے صبر و تحمل کے ساتہہ میرے گہر کو لوٹنے کے
انتظار میں سال کی گہڑی گہڑی گن گن کر بسر کرتی رہی تہی اور جب میں نے دیکہا کہ وہ پیاری آنکہیں ٹٹولتی
ہوئی گاڑیوں کی لمبی قطار کو ایک ایک کرکے دیکہتی جاتی ہیں تو وہ تمام ولولہ اور جوش جو ناگفتہ بہ مصائب کے کئی مہینوں سے
جمع ہو رہا تہا اور زیادہ ضبط نہ ہوسکا اور وہ یکبارگی اُبل پڑا۔ آنسوؤں کی جہڑی لگ گئی۔ دل اسطرح تڑپنے لگ گیا کہ سینہ
پہاڑ کر باہر نکل آئیگا۔ میں جہپٹ کر اپنی ماں کی آغوش سے جس نے مجہے دیکہتے ہی بازو پہیلا دئیے تہے لپٹ گیا۔ میں جوانی
کی ترنگ اور طاقت کی مستی میں اُسے خفا کرکے روانہ ہوا تہا۔ اور واپسی کیوقت خدا سے دعائیں مانگتا آیا تہا کہ اُسکی
محبت میں کوئی فرق نہ آیا ہو۔ گو مجہے یہ اُمید کرنیکی جرات نہ پڑتی تہی کہ وہ محبت قائم رہی ہوگی مگر یہ میری
نادانی تہی۔ محبت کبہی زائل نہیں ہوتی۔ اُس نے میری شکل دیکہتے ہی خوشی کی ایک چیخ ماری۔ اور مسرت
کی لمبی آہ سے اُسکا سارا جسم لرز گیا۔ مجہے اسکے سوائے اور کوئی تمنا نہ رہ گئی کہ جہاں اب ہوں وہیں آرام
سے رہوں۔ ناظرین میں آخر کار اپنے گہر پہونچ گیا تہا +

ترکی اور دیگر زبانوں کے اُن الفاظ کے معنی جو اس کتاب میں مستعمل ہوئے ہیں

لفظ	تلفظ	معنی	لفظ	تلفظ	معنی
آوہ (ترکی)	-	جزیرہ	پنگار (ت)	پینار	چشمہ - منبع
آغاج (ترکی)	آج	درخت	تبوک (ت)	-	ٹیڑا
آق (ترکی)	-	سفید	چگہ (ت)	چینہ	زنخدان
آلائی لی (ترکی)	..	سوار-نیزہ وافسر جو سپاہی سے ترقی پاکر بنا ہو	چوق (ت)	-	بہت
			داغ (ت)	-	پہاڑ
اربجی (ترکی)	-	گاڑیبان	دَدَہ	-	دادا
بابا (ترکی)	-	پدر	دَمیر (جغرات)	-	آہن
باغچہ (ترکی)	باگچہ	باغ	ڈنگز (ت)	ڈنز	بحیرہ
بایر (ترکی)	-	پہاڑی	آغا (ت)	آ	آقا-اہلکار-ترکی میں نام کے بعد اور عربی میں پہلے بولا جاتا ہے۔
باش آغریسی (ترکی)	باش آرسی	دردسر			
باشی بوزوق (ترکی)	..	دیوانہ-سولجین			
بک (ت)	-	بیگ-صاحب-کرنیل اور لفٹنٹ کرنیلوں کا خطاب	آغریسی (ت)	آرسی	درد
			آلائی (ت)	-	رجمنٹ
بیک (ت)	بن	ہزار	اراہ (ت)	-	جھگڑا
بلوک امینی (ت)	-	کمپنی کا منشی	اشاغہ (ت)	آشا	نچلا-پائیں

لفظ	تلفظ	معنی	لفظ	تلفظ	معنی
باغ (ترکی)	باگ	تاکستان	فنا (ت)	-	بُرا
باغلر باشی (ترکی)	باگلر باشی	تاکستانوں کی چوٹی	فرقہ (ت)	-	ڈویژن
باش (ترکی)	-	سر	گاوور (ت)	-	کافر
باش چاوش (ت)	-	ہیڈ سارجنٹ	گورنا (بلغاری)	-	بالائی
بیرق (ت)	-	جھنڈا۔علم	خانہ (ت)	حانہ	مکان۔عمارت
بیلی (بلغاری)	-	سفید	احتیاط (ت)	اختیاط	اول ریزرو
بلوک (ت)	-	کمپنی	استمبولی (ت)	-	قسطنطنیہ
بویون (ت)	-	گردن	قائم مقام (ت)	-	لفٹنٹ کرنیل۔گورنر ضلع
بوردن (ت)	-	نک۔استعارتاً راس	قالپاق (ت)	-	ٹوپی
چرخہ (چرکس)	-	بے سپر تلوار	قانلی (ت)	-	خونی
جفتلک	-	ضیاع۔کمیت	قراش (بلغاری)	-	چھوٹا بادبانی جہاز
زاروچ (رومانوی)	-	فرزندزار	خان (ت)	حان	سرا ر
دُلز (ت)	-	زیادہ	کاتب	کیاتب	منشی
دلی (ت)	-	دیوانہ	گوبی (ت)	-	موضع
دمیر یولی (ت)	..	راہ آہن	دوہ	-	اونٹ
دربند (ت)	-	خاکنائے	ڈورنا (بلغاری)	-	نچلا۔نشیبی
دزہ (ت)	-	وادی۔دریا	ڈونایا (رومانوی)	-	ڈنیوب
دوبلوراشنزی	(رومانوی)	فوج مستحفظ	آفندی		صاحب۔آقا۔لفٹنٹ
ڈو۔سوئیڈانیا	(عربی)	الوداع			کرنیل سے کم مرتبہ کے
ڈوناؤ	(بلغاری سرولی)	ڈنیوب			قومی افسروں کا خطاب
ارکان حرب (ت)	ارکیان حرب	جنرل سٹاف			شلاً عیسیٰ آفندی یعنی
اسکی (ت)	-	پرانا			میجر عیسیٰ۔

لفظ	تلفظ	معنی	لفظ	تلفظ	معنی
انکلان حب مکتبی		جنرل اسٹاف کا افسر بنانے کا مدرسہ	میر آلائی ۔ میر لوا (ت)	-	کرنیل ۔ جنیل بریگیڈ
اوت (ت)		ہاں	موسکو فلو (ت)	-	مسکوبی ۔ روسی ۔
فریق (ت)	-	جنیل ڈویژن	مُشیر (ت)	-	مارشل
فرانسیز (ت)	-	فرانسیس ۔ فرنچ	نفر (ت)	-	سپاہی
گورا (بلغاری)	-	پہاڑ	نووی (بلغاری)	-	نیا
قرش (ت)	گورش	پیاستر سو قرش کا ایک	اون باشی (ت)	-	کارپورل
		لیرہ ہوتا ہے	پادشاہ (ت)	-	سلطان
اعدادیہ (ت)	-	اعلیٰ فوجی مدرسہ	پارا (ت)	-	نقدی ۔ نیز مسی سکہ
انگلز (ت)	-	انگریز ۔ انگریزی			ایک پیاستر کے چالیس پارے
ایچ آغریسی	ایچ آریسی	اسہال	لیتمنش بک (دوائی)	-	ایجوٹنٹ ۔ نائب
کالاماشی	(رومانوی)	گہوڑچڑہی ملیشیا فوج	پلانینا (بلغاری) پہاڑی	-	کوہسار
قان (ت)	-	خون	راسی اوری (رومانوی)	-	باقاعدہ کیولری
قرا	-	سیاہ	رشدیہ (ت)	-	ابتدائی جنگی مدرسہ
قواص	-	پولیس یعنی کنسٹبل	سیلو (بلغاری)	-	موضع
کافر	کیافر	کافر ۔ مشرک	سرای (ت)	-	محل
قیشلہ (ت)	-	بارکیں	سر عسکریت (ت)	-	وزارت حربیہ
قول (ت)		بازو (جسم) کا اور نیز فوج کا	سردار اکرم (ت)	-	کمانڈر انچیف ۔ سپہ سالار
قول آغاسی (ت)	قول آیاسی	میجر کا ایجوٹنٹ	قول اُردوسو (ت)	-	کور ۔ اُردو کا حصّہ
قوناق (ت)	-	مکان ۔ ہوٹل ۔ کچہری	قُلاہ (ت)	-	برج
کوپری (ت)	-	پل	قویو (ت)	-	چاہ ۔ چشمہ
لیرا (ت)	-	ترکی پونڈ (دہ شلنگ)	لوا (ت)	-	بریگیڈ
ملا (بلغاری)	-	محلہ	مالی (بلغاری)	-	چھوٹا

لفظ	تلفظ	معنی
مکتب لی (ت)	..	عالم۔ امتحان پاس شدہ افسر
مقدم (ت)	..	ردیف یا ریزرو صنف اوّل
مہندسخانہ	مہندسانہ	مدرسہ توپخانہ
مُستحفظ (ت)	..	آخری ریزرو فوج
نظامیہ (ت)	..	کارکن فوج
اون (ت)	..	دس
اُردو (ت)	-	فوج۔ کیمپ
پلنکہ (ت)	..	قلعہ
پاشا (ت)	..	صاحب۔ والی۔ جنیز جنیلوں کا خطاب
پک (ت)	..	بہت۔ زیادہ
رامی کا (بلغاری)	-	نالہ
روسیلی (ت)	-	یورپین ترکی
سنجق (ت)	-	جھنڈا۔ ضلع
سنجقدار	..	بیرقدار۔ علم بردار
سرعسکر (ت)	-	وزیر حرب
سردار (ت)	-	کمانڈر۔ کیمدان
سو رم (ت)	-	مَیں محبت کرتا ہوں
سیوک (ت)	مصدر	محبت کرنا
سویلیق (ت)	مصدر	بولنا
سیاقی اوّل		ہسپانوی پرتگیزی نسل کے یہودی

لفظ	تلفظ	معنی
صُو (ت)	-	آب۔ دریا
طابور (ت)	-	پلٹن
طلیعہ (ت)	-	شناسر
چائے (ت)	-	نالہ
تپہ (ت)	-	پہاڑی
تسلیم (ت)	-	اطاعت گزینی ہتھیار ڈالدینا
تُوتُون ت	-	تمباکو
ویلیکی (بلغاری)	-	بڑا
ویچ (رومانوی)	-	بیٹا
یاور (ت)	-	اے ڈی کانگ
ینی (ت)	-	نیا
یوق (ت)	-	نہیں۔ کوئی نہیں
یول (ت)	-	راستہ۔ سڑک
یوزباشی (ت)	-	کپتان
ضابطیہ	ضاپطیہ	فوجی پولیس۔
سلیوونتہ (سربی)	-	شراب آلوچہ
سویلیمق (ت)	-	نہ بولنا
ستاری (بلغاری)	-	بوڑھا۔ قدیم
طابیہ (ت)	-	باتری۔ مورچہ
تالی (ت)	-	ردیف صنف دوم
طاش (ت)	-	پتھر
چرنی (بلغاری)	-	سیاہ

لفظ	تلفظ	معنی	لفظ	تلفظ	معنی
ترسخانہ	ترسانہ	جنگی کارخانہ بحری یا بری	یوقاری (ت)	•	بالائی - اوپلا
طونہ (ت)	-	ڈنیوب	یوز (ت)	.	سو
توتونجی	-	تنباکوفروش	ثالثہ (ت)	زالثہ	ردیف صنف سوم
ولایتی (ت)	-	ملک - صوبہ	ثالثہ (عربی)		تیسرا
دو دار (بلغاری)	-	آب - دریا	ثانی	زانی	دوم
یدی (ت)	-	سات			
یشیل (ت)	-	سبز			

ترکی حروف اعداد وشماریہ ہیں - بر - ۱ - ایکی ۲ - اوچ ۳ - دُرت ۴ - بش ۵ - آلتی ۶ - یدی ۷ - سکز ۸ - طقوز ۹ - اون ۱۰ - یگرمی (ییرمی) ۲۰ - اوتوز ۳۰ - قرق ۴۰ - ایلی ۵۰ آلتمش ۶۰ یتمش ۷۰ - سکسان ۸۰ - طقسان ۹۰ - یوز ۱۰۰ - بیک (بن) ہزار - بیک سکز یوز طقسان سکز ۱۸۹۸ +

حصہ سوم ختم ہوا

(۱) رنگین نقشہ پلیونا کیمپ کا درمیان محاصرہ - صفحہ اول کے بالمقابل

(۲) نقشہ ۱۰ ر دسمبر کے حملہ میں اوان تسکی ڈوینن کی صفوف جنگ کی ترتیب کا (متن کتاب میں)

(۳) رنگین نقشہ پلیونا کی چوتھی لڑائی مورخہ ۱۰ ر دسمبر کا - باب چہار دہم کے متن میں۔